نزهة القاری
شرح
صحیح البخاری
الجزء الخامس

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگار ہو تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (القرآن) (۲۴/۵۲)

نزهة القاری

شرح

صحیح البخاری

فقیہ اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور (انڈیا)

فہرست مضامین

نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری (جلد پنجم)

231

کِتَابُ التَّفْسِیْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمُ اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ، اَلرَّحِیْمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًی وَاحِدٍ کَالْعَلِیْمِ وَالْعَالِمِ

رحمٰن، رحیم دونوں اسم ہیں جو رحمت سے مشتق ہیں، رحیم اور راحم کے ایک معنی ہیں! جیسے علیم اور عالم۔

تفسیر باب تفعیل کا مصدر ہے اس کے معنی لغوی کسی چیز کے ظاہر کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں تفسیر کے معنی یہ ہیں نظم قرآن کے مدلولات کو بیان کرنا ـــــــ امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم دونوں رحمت سے مشتق ہیں، رحمت کے معنی جھکنے کے ہیں تو رحمٰن اور رحیم کے معنی ہوئے جھکنے والا۔ اللہ عزوجل جھکنے سے منزہ ہے، یہاں مراد مجازی معنی ہے یعنی عطاء وانعام ـــــــ تحقیق یہ ہے کہ رحمٰن اور رحیم یہ دونوں صفت مشبہ ہیں جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ موصوف کے لئے معنی مشتق منہ علی الدوام ثابت ہے، رحمٰن اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے اس کا اطلاق کسی مخلوق پر جائز نہیں، رحیم عام ہے، اس کا اطلاق مخلوق پر بھی درست ہے۔ قرآن مجید میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے فرمایا گیا۔ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ الرَّحِیْمُ ـــــــ امام بخاری نے جو یہ فرمایا کہ رحیم وراحم ایک معنی میں ہے جیسے علیم اور عالم غالباً ان کی مراد یہی ہے کہ جیسے راحم کا اطلاق مخلوق پر درست ہے ویسے ہی رحیم کا بھی درست ہے جیسے علیم اور عالم کا اطلاق مخلوق پر درست ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ فَاتِحَةِ الْکِتَابِ ۶۴۲ فاتحۃ الکتاب کے بارے میں کیا وارد ہے

وَسُمِّیَتْ اُمَّ الْکِتَابِ لِاَنَّهٗ یُبْدَأُ بِکِتَابَتِهَا فِی الْمَصَاحِفِ وَیُبْدَأُ بِقِرَائَتِهَا فِی الصَّلٰوةِ

سورہ فاتحہ کا نام ام الکتاب بھی ہے کیونکہ مصاحف میں یہی سب سے پہلے لکھی جاتی ہے اور نماز میں قرآن مجید میں سب سے پہلے یہی پڑھی جاتی ہے۔

سورہ فاتحہ کے تیرہ نام ہیں اول۔ فاتحۃ الکتاب۔ اس لئے کہ مصاحف میں یہی سب سے پہلے لکھی جاتی ہے اور تعلیم اسی سے شروع کی جاتی ہے اور اس لئے کہ ایک قول کی بنا پر یہی سب سے پہلی

سورت نازل ہوئی ہے۔ دوسرے ۔ ام القرآن اس کی وجہ آگے آرہی ہے، تیسرے ،کنز۔ چوتھے وافیہ، پانچویں حمد، چھٹے سورۃ الصلوٰۃ، ساتویں السبع المثانی اس لئے کہ سات آیتیں اس کی ہیں اور ہر نماز میں کم ازکم دوبار پڑھی جاتی ہے۔ آٹھویں شفا اور شافیہ، اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ یہ ہر زہر سے شفا ہے، نویں کافیہ، دسویں اساس، گیارہویں سوال، بارہویں شکر، تیرہویں سورۃ الدعاء ۔

حضرت امام بخاری نے ام الکتاب کی وجہ تسمیہ میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ اس بنیاد پر ہے کہ ام کے معنی ماں کے ہیں اور ماں ہر شئے کی ابتدا اور اس کی اصل ہے جیسے مکہ کا نام ام القریٰ ہے اس لئے کہ زمین وہیں سے پھیلائی گئی ہے۔

الدِّينُ الجزاءُ فِي الخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا تَدِينُ تُدَانُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِالدِّيْنِ بِالحِسَابِ مَدِينِيْنَ مُحَاسَبِيْنَ

دین کے معنی بدلے کے ہیں خواہ اچھا ہو یا برا۔ مثل مشہور ہے کما تدین تدان جیسا کرے گا ویسا بدلہ پائے گا۔

سورہ انفطار میں فرمایا گیا کَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ۔ ہرگز نہیں بلکہ تم حساب کو جھٹلاتے تھے۔ اسی طرح سورہ واقعہ میں فرمایا گیا۔ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۔

امام مجاہد نے فرمایا کہ دین کے معنی حساب کے ہیں، اور مدینین کے معنی محاسبین جن سے حساب لیا جائے۔

حدیث ۲

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي

حضرت ابوسعید بن معلی نے کہا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي فَقَالَ

نے بلایا تو میں حاضر نہیں ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول ؛ میں نماز پڑھ رہا تھا تو فرمایا کیا اللہ نے یہ ارشاد

أَلَمْ يَقُلِ اللهُ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لِي لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ

نہیں فرمایا ہے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جب وہ تم کو بلائیں پھر مجھ سے فرمایا مسجد سے نکلنے سے

أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ

پہلے میں تم کو ایک سورہ بتاؤں گا جو قرآن مجید کی تمام سورتوں سے افضل ہے۔ پھر حضور نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر جب مسجد

يَخْرُجَ قُلْتُ لَهُ أَلَمْ تَقُلْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ الْحَمْدُ

سے باہر جانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے عرض کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا میں تم کو ایک ایسی سورہ بتاؤں گا جو قرآن کی تمام سورتوں سے

لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِي أُوْتِيْتُهُ [1]

عظیم تر ہے فرمایا یہ سورہ الحمد للہ رب العلمین ہے یہ سبع مثانی ہے۔ اور قرآن عظیم ہے۔ جو مجھے عطا فرمایا گیا۔

---

[1] ثانی تفسیر صفحہ ۶۶۹ سورہ حجر صفحہ ۶۸۳ ولقد آتینٰک سبعًا من المثانی کتاب فضائل القرآن باب فضل فاتحۃ الکتاب صفحہ ۷۴۹ ابوداؤد صلوٰۃ نسائی صلوٰۃ فضائل القرآن ابن ماجہ ۔ صلوٰۃ التسبیح

تشریحات

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسے بلائیں تو اس پر واجب ہے کہ بلا تاخیر خدمت اقدس میں حاضر ہو۔ اگرچہ چلنا پڑے اور اس حاضری سے اس کی نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوگا۔ یہ حضور کے خصائص میں سے ہے ــــــــــ سورہ فاتحہ کا نام سبع مثانی اس بنا پر ہے کہ بالاتفاق سات آیتیں ہیں۔ شوافع بسم اللہ کو جزء مانتے ہیں وہ لوگ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَالضَّالِّيْنَ تک ایک آیت مانتے ہیں۔ اور احناف تسمیہ کو سورہ فاتحہ کا جز نہیں مانتے۔ یہ لوگ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کو ایک الگ آیت مانتے ہیں۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَالضَّالِّيْنَ کو الگ آیت ــــــــــ اور اس کا نام مثانی اس لئے ہے کہ مثانی جمع ہے مثنی کی جس کے معنی دو دو کے ہیں چونکہ ہر نماز میں یہ کم از کم دو بار پڑھی جاتی ہے۔ اسلئے اس کو مثانی کہا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سبع مثانی سے مراد سات لمبی لمبی سورتیں ہیں بقرہ۔ آل عمران۔ نساء مائدہ۔ انعام۔ اعراف۔ یونس ــــــــــ حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ ساتویں کہف ہے۔ انہوں نے سورہ یونس کا ذکر نہیں کیا ــــــــــ داؤدی نے ذکر کیا کہ بقرہ سے لے کر سورہ برات تک سبع مثانی ہے ــــــــــ ایک قول یہ ہے کہ سبع سے مراد سورہ فاتحہ ہے اور مثانی سے مراد قرآن عظیم ہے ــــــــــ سورہ فاتحہ کا نام قرآن عظیم اس بنا پر ہے کہ قرآن کو بمعنی لغوی لیا جائے یعنی وہ چیزیں جو آپس میں ملی ہوئی ہوں ــــــــــ یا بمعنی مقرور لیا جائے یا مجازاً تسمیۃ الجزء باسم الکل ہو۔ اور عظیم سے مراد ثواب میں عظیم یا اس لئے کہ قرآن مجید تفصیلی طور پر جن مضامین پر محیط ہے وہ سب سورہ فاتحہ میں مذکور ہیں۔ ثناء۔ دعاء۔ ذکر معاد و مبدار۔ صفات۔ ذات۔ وغیرہ۔ جیسا کہ منقول ہے جو کچھ قرآن مجید میں ہے وہ سب سورہ فاتحہ میں ہے ــــــــــ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھنا چاہوں تو ستر اونٹ کو بوجھل کر دوں

سُوْرَةُ الْبَقَرَة ــ ص ۶۴۲ ــ سورہ بقرہ

سورہ، عمارت کی ایک منزل کو کہتے ہیں یہاں مراد قرآن مجید کا ایک حصہ ہے۔ جو دوسرے سے علیحدہ ہے جس کا اول و آخر ہے جس کے لئے ایک نام ہے ــــــــــ سورہ بقرہ مدنی ہے صرف اس کی ایک آیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر یوم نحر میں نازل ہوئی ہے۔ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ مگر یہ مدنی ہونے میں قادح نہیں اس لئے کہ بر بنا ر قول صحیح مکی سورتیں وہ ہیں جو قبل ہجرت نازل ہوئی ہیں ــــــــــ اور مدنی سورتیں وہ ہیں جو بعد ہجرت نازل ہوئی ہیں اسی وجہ سے آیت کریمہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ مدنی ہے حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ یہ حجۃ الوداع میں یوم عرفہ عرفات میں نازل ہوئی ہے ــــــــــ سورہ بقرہ پہلی سورت ہے جو سب سے پہلے مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے اس کا نام فسطاط القرآن بھی ہے۔

بَابُ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا ص ۶۴۲ آدم کو تمام چیزوں کے سب نام سکھایا

صحیح یہ ہے کہ الاسماء اپنے استغراق حقیقی پر ہے یعنی ازل سے ابد تک جو چیزیں وجود میں آچکی تھیں یا آنے والی تھیں ان سب کے وہ سارے نام سکھائے جو قیامت تک مختلف لغات میں ہوں گے اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں۔ حتیٰ کہ معمولی سے معمولی چیزوں کے بھی نام بتائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حتی القصعۃ والقصیعۃ والفسوۃ والفسیۃ والمغرفۃ ۔ حتیٰ کہ پیالے اور پیالی اور آواز کے ساتھ ریاح خارج کرنے اور بغیر آواز خارج کرنے اور چمچے کا بھی نام بتایا۔ تمام مسمیات کو اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سامنے حاضر فرمادیا اور سب کا نام بتایا۔

حدیث ۲ ۸

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حضرت انس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا مومن قیامت کے

يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ

دن ایک جگہ جمع ہوں گے اور کہیں گے کاش ہم لوگ اپنے رب کے حضور کسی کو شفیع بنائیں تو سب لوگ حضرت آدم کی

اَنْتَ اَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ

خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اور کہیں گے آپ سب لوگوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ید قدرت

شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ

سے پیدا کیا اور فرشتوں سے آپ کا سجدہ کرایا اور تمام چیزوں کے نام سکھائے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری

وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحْيِيْ اِيْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ

شفاعت فرمایئے اور ہم کو اس جگہ سے نجات دلایئے تو وہ فرمائیں گے میں اس منصب کا حامل نہیں اور اپنی لغزش ذکر

فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ فَيَسْتَحْيِيْ

فرمائیں گے اور حیا کریں گے اور کہیں گے۔ جاؤ نوح کے پاس وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے زمین والوں کی

فَيَقُوْلُ اِيْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِيْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ

طرف بھیجا تو لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی فرمائیں گے میں اس منصب پر نہیں اور

اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ

اپنا وہ سوال ذکر کریں گے جس کا انہیں علم نہیں تھا اور حیا فرمائیں گے اور کہیں گے خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ لوگ ان کی

نَفْسٍ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْ رَبِّهٖ فَيَقُوْلُ اِيْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوْحَهٗ

خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی فرمائیں گے میں اس منصب پر نہیں۔ موسیٰ کے پاس جاؤ یہ وہ بندے ہیں جن سے اللہ

فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِيْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ

نے کلام فرمایا اور انہیں توریت عطا فرمائی لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ فرمائیں گے۔ میں اس منصب پر نہیں اور یاد کریں

مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَنْطَلِقُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنَ

گے ایک شخص کو بغیر دوسرے شخص کے عوض قتل کرنے کو اور اپنے رب سے حیا فرمائیں گے۔ فرمائیں گے عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے

فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ ثُمَّ يُقَالُ

اور اس کے رسول اسکے کلمہ اور اس کی روح ہیں حضرت عیسیٰ بھی فرمائیں گے میں اس منصب پر نہیں تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ

پاس جاؤ یہ وہ بندے ہیں جنہیں اللہ نے گناہوں سے محفوظ رکھا۔ اب سب لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے۔ میں سب کو لے کر چلوں گا

رَاْسِيْ فَاَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا

یہاں تک کہ اپنے رب سے حاضری کا اذن طلب کروں گا مجھے اذن ملے گا جب میں اپنے رب کا جلوہ دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ

فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ اِلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ مِثْلَهٗ ثُمَّ اَشْفَعُ

عزوجل مجھے یوں ہی رہنے دے گا جب تک چاہے گا پھر مجھ سے فرمائے گا۔ اپنے سر کو اٹھاؤ مانگو جو مانگو گے تم کو دیا جائے گا کہو جو کچھ

فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَقُوْلُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ

کہو گے سنا جائے گا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ اب میں اپنے سر کو اٹھاؤں گا۔ اپنے رب کی حمد کروں گا۔

اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ

ایسی حمد جو مجھے میرا رب اس وقت تعلیم دے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی اتنے لوگوں کو

حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

جنت میں داخل کروں گا۔ پھر دوبارہ حاضر ہوں گا۔ پھر جب اپنے رب کو دیکھوں گا وہی کروں گا جو میں نے پہلے کیا پھر شفاعت کروں گا۔ تو میرے لئے ایک حد مقرر فرما دے گا۔ ان لوگوں کو میں جنت میں داخل کروں گا۔ پھر چوتھی بار حاضر ہوں گا۔ تو اب میں کہوں گا کہ اب جہنم میں وہی لوگ رہ گئے ہیں جسے قرآن نے روک رکھا ہے اور جنہیں جہنم میں ہمیشہ رہنا ضروری ہے ——

ابو عبداللہ (امام بخاری) نے کہا الا من حبسہ القرآن سے مراد اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے خَالِدِيْنَ فِيْهَا —— یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

تشریحات

حتی یریحنا —— مراد یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک موقف سے ہم کو نجات دلائیے۔ اور ہمارا فیصلہ کرا دیجئے جو بھی ہو —— لست هناكم —— یعنی یہ حق یہ منصب شفاعت عظمیٰ کا ہے جو مجھے حاصل نہیں —— اس جلیل منصب پر فائز کوئی اور ذات ہے —— ذنبه۔ اس سے مراد جنت میں شجرہ ممنوعہ کا کھانا ہے۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ فرمائیں گے۔ میں اپنی لغزش ہی کی وجہ سے نکالا گیا ہوں۔ یہ بحث جلد اول

میں گزر چکی کہ ذنب کی اسناد انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی جانب کی جاتی ہے تو اس سے مراد گناہ نہیں ہوتا ہے بلکہ لغزش یا ایسا کام جو ان کی شایان شان نہ ہو مراد ہوگا ــــ اول رسول ــــ بربنائے تحقیق سب سے پہلے رسول حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہیں جو نئی شریعت نئی کتاب لے کر اپنی اولاد کی جانب تبلیغ پر مامور تھے۔ ــــ حضرت نوح کو اول الرسل اس بنا پر فرمایا ــــ کہ کفر و شرک پھیلنے کے بعد جو سب سے پہلے رسول مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں وہ یہ ہیں ویذکر سوالہ ربہ ــــ اس سے مراد اپنے بیٹے کے لئے سوال ہے۔ کہ عرض کیا تھا اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ ــــ بیشک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔ اس پر فرمایا گیا۔

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِہٖ عِلْمٌ (سورہ ہود آیت ۴۶) وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں۔

کتاب الرقاق میں یہ ہے۔ ویذکر خطیئتہ التی اصاب ــــ اور اپنی اس لغزش کو یاد فرمائیں گے جو ان سے ہوگئی تھی۔ اس سے مراد یہی بیٹے کے ڈوب جانے پر مذکورہ بالا عرض ہے۔ یا مراد اپنے زمانے کے کفار کی بربادی کی دعا ہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں ہے۔ کہ وہ فرمائیں گے۔ میں نے ایک دعا کر کے زمین والوں کو غرق کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ متمرد سرکش کفار و مشرکین کی ہلاکت کی دعا کرنا گناہ نہیں لیکن کمال رحمت کے شایان شان نہیں۔ اسلئے اس روایت میں "خطیئتہ" سے مراد وہ کام ہے جو شایان شان نہ ہو۔ اس سلسلے کی تمام روایتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام معذرت میں دو باتیں فرمائیں گے۔ ایک یہی کہ میں پہلے ایک دعا کر کے زمین والوں کو غرق کر چکا ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ میں نے ایک ایسا سوال کیا تھا جس کا مجھے علم نہیں تھا۔ اس لئے مجھے حیا آتی ہے بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ معذرت میں یہ فرمائیں گے کہ حتمی طور پر ایک دعا کے قبول ہونے کا وعدہ فرمایا تھا وہ میں اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کر کے کر چکا۔ اب مجھے حیا آتی ہے۔

کتاب الرقاق کی روایت میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ اپنی لغزش ذکر فرمائیں گے۔ اور اس لغزش کی تصریح ھمام کی روایت میں ہے کہ وہ اپنا تینوں توریہ بیان فرمائیں گے جو مشہور ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام معذرت میں قبطی کے قتل کو بیان فرمائیں گے۔ کہ اس نے کوئی قتل نہیں کیا تھا مگر میں نے اسے مار ڈالا مگر حقیقت میں یہ کوئی گناہ نہیں تھا۔ وہ قبطی ظالم بنی اسرائیل کے کمزور فرد کو ستا رہا تھا۔ قبطی اس کو مجبور کر رہا تھا کہ بلا عوض لکڑیوں کا گٹھر لاد کر فرعون کے مطبخ میں پہنچائے۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلال آگیا۔ ظلم سے باز رہنے کے لئے بہ نیت تادیب قبطی کو ایک گھونسہ رسید کیا جس سے وہ جہنم رسید ہوگیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں بخاری کی روایتوں میں کسی لغزش کا ذکر نہیں۔ لیکن ترمذی کی روایت میں بطریق ابو نضرہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ فرمائیں گے۔ انی عُبِدْتُ من دون اللہ۔ اللہ کے علاوہ میری پرستش کی گئی ــــ اور حضرت امام احمد اور نسائی کی روایت میں حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے انی اتخذت الٰھا من دون اللہ ـــــ اللہ کے علاوہ مجھے معبود بنالیا گیا ظاہر ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی قصور نہیں۔ لیکن ان کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میری نالائق قوم نے میری پرستش کی مجھے معبود بنالیا، تو مجھے حیا آتی ہے۔

قد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ـــــ کا ہم نے ترجمہ یہ کیا۔ ـــــ کہ اللہ نے انہیں گناہوں سے محفوظ رکھا ـــــ اس لئے کہ غفر کے اصل معنی ستر کے ہیں جیسا کہ جلد اول میں ہم نے ثابت کیا ہے ـــــ اس ارشاد ما تقدم وما تاخر سے مراد عمر مبارک ہے یعنی ماضی اور مستقبل سب میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچائے رکھا ـــــ یہ حدیث اس پر نص ہے کہ شفاعت کے لئے چار بار عرض معروض فرمائیں گے۔ پہلی بار کوئی حد مقرر کی جائے گی۔ مثلاً یہ کہ جاؤ جو لوگ نماز کے پابند تھے مگر جماعت چھوڑنے کے عادی تھے۔ انہیں دوزخ سے نکالو دوسری بار فرمایا جائے گا، جاؤ بے نمازیوں کو دوزخ سے نکال لو۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔ یہاں تک کہ صرف وہی لوگ جہنم میں رہ جائیں گے جن کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے۔

بَابٌ قَالَ مُجَاهِدٌ اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ اَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ۔	۶۴۲ ص	مجاہد نے کہا شیاطین سے مراد ان کے منافق اور مشرک ساتھی ہیں۔

مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ـــــ اَللّٰهُ جَامِعُهُمْ ـــــ محیط بالکافرین سے مراد یہ ہے کہ اللہ کافروں کو اپنے قابو میں لئے ہوئے ہے ـــــ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا ـــــ خاشعین سے مراد سچے مومن ہیں قال مجاھد بقوۃ بعمل بما فیہ ـــــ ارشاد تھا خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ ـــــ ہم نے تم کو جو عطا فرمایا اسے قوت کے ساتھ لو ـــــ امام مجاہد نے فرمایا کہ قوت سے مراد یہ ہے کہ اس میں جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو۔ قال ابو العالیۃ مرضٌ شکٌّ ـــــ ابو العالیہ نے کہا کہ یہ جو فرمایا گیا کہ منافقین کے دلوں میں بیماری ہے اس سے مراد شک ہے ـــــ صِبْغَةً ۔ دِيْنٌ ـــــ فرمایا گیا تھا۔ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ـــــ اللہ سے بہتر کس کا رنگ ہے کہ صبغۃ سے مراد دین ہے ـــــ وما خلفھا عبرۃ لمن بقی ـــــ ما خلفھا سے مراد وہ لوگ ہیں جو باقی رہے ـــــ لاشیۃ فیھا لا بیاض ـــــ یعنی اس میں سفیدی نہ ہو ـــــ وقال غیرہ ـــــ يَسُوْمُوْنَكُمْ يُوَلُّوْنَكُمْ ۔ اَلْوَلَايَةُ ۔ مفتوحۃ ۔ مصدر الولاء وھی الرُّبُوْبِيَّةُ وَاِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فھی الامارۃ ـــــ اور ان کے غیر نے کہا۔ يَسُوْمُوْنَكُمْ کے معنی ہیں مسلط کرتے تھے۔ اَلْوَلَايَةُ واو کے فتحہ کے ساتھ وَلَاءٌ کا مصدر ہے، اس کے معنی پالنے کے ہیں۔ اور جب واو کو کسرہ دیا جائے تو امارت کے معنی میں ہے۔ ـــــ وَقَالَ بعضھم الحبوب التی توکل کلھا فومٌ ـــــ اور بعضوں نے کہا فوم ان دانوں

کو کہا جاتا ہے جو پورے کھائے جاتے ہیں — فَادّٰارَأْتُمْ اِخْتَلَفْتُمْ آپس میں اختلاف کر لیا ایک دوسرے پر ڈالنے لگے وقال قتادۃ فباءوا انقلبوا — وہ پلٹے — یستفتحون۔ یستنصرون مدد طلب کرتے تھے۔

شَرَوْا۔ بَاعُوا — اس کو بیچا۔ یہ افادہ فرمایا کہ شرا ء اضداد میں سے ہے۔ خریدنے کے معنی میں بھی ہے اور بیچنے کے معنی میں بھی — یہاں بیچنے کے معنی میں ہے — رَاعِنَا مِنَ الرُّعُوْنَۃِ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ یُّحَمِّقُوْا اِنْسَانًا قَالُوا رَاعِنَا۔ رَاعِنَا رعونت سے بنا ہے۔ یہودی جب کسی انسان کو بیوقوف بنانا چاہتے تو کہتے راعنا۔ یہ ہمارا بیوقوف ہے لَا تَجْزِیْ لَا تُغْنِیْ۔ وہ بے پرواہ نہیں کرے گا۔ ابتلی۔ اختبر۔ آزمایا — خُطُوَاتٍ من الخطو والمعنی آثارہ۔ خطوات خطوء سے مشتق ہے اس کے معنی نشان قدم کے ہیں۔ خطوات خطو کی جمع ہے چلتے وقت دونوں قدم کے درمیان جو فاصلہ ہوتا ہے اسے خطوۃ کہتے ہیں اس کی جمع قلت خطوات ہے اور جمع کثرت خُطیٰ

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

۶۴۲ ص

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر — اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔

حدیث ۲۰۹۲

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِیْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِكَ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے۔ فرمایا کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا۔ حالانکہ اللہ نے تجھ کو پیدا فرمایا۔ میں نے عرض کیا بلاشبہ یہ بھاری گناہ ہے۔ میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا اپنی اولاد کو قتل کرنا اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے گی؟ میں نے کہا پھر کون سا فرمایا اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنا۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَظَلَّلْنَا عَلَیْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی

۶۴۳ ص

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان۔ اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من وسلوی اتارا

[1] توحید باب قولہ تعالی فلا تجعلوا للہ انداداً ص

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

ہماری ان پاک روزیوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دیا ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ہاں وہ اپنے اوپر خود ظلم کرتے تھے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَالسَّلْوٰى الطَّيْرُ

مجاہد نے کہا مَن ایک قسم کی گوند تھی اور سلویٰ ایک چڑیا تھی۔

حدیث ۲۲۱۰

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ [1]

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سانپ کی چھتری من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے۔

تشریحات ۲۲۱۰

غمام ـــــ اس سفید بادل کو کہتے ہیں جس میں ٹھنڈک ہو جب بنی اسرائیل میدان تیہ میں پھنسے تھے۔ اللہ عزوجل نے سفید ٹھنڈا بادل ان کے اوپر بھیج دیا تھا تاکہ دھوپ کی تیزی سے بچیں اور ان پر من وسلویٰ نازل فرمایا تھا تاکہ اسے کھائیں ــــــ من ترنجبین کی طرح ایک میٹھا پھل تھا اور سلویٰ بٹیر کی شکل بھنا ہوا پرندہ۔

كَمْاَةٌ ــــــ سانپ کی چھتری ـــ برسات میں جہاں لکڑیاں یا نباتات سڑتے ہیں وہاں ایک پودا سفید رنگ کا نکلتا ہے چھتری کے مثل کا۔

قَوْلُهٗ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان جو جبریل کا دشمن ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَبْرُ وَمِيْكُ وَسَرَافُ عَبْدٌ اِيْلُ اَللّٰهُ

اور ـــ عکرمہ نے کہا کہ جبر اور میک اور سَراف کے معنی عبد کے ہیں اور ایل اللہ کا نام ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا ـــــ کہ جبریل میکائیل اور اسرافیل تینوں کے معنی اللہ کے بندے کے ہیں یہ اسمائے ثلثہ سریانی زبان کے کلمات ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے۔ کہ ایل کے معنی بندے کے ہیں اور اس کے قبل جو لفظ ہے وہ اللہ کے اسماء ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل کے معنی عبداللہ کے ہیں اور میکائیل کے معنی عبیداللہ کے ہیں عبد کی تصغیر کے ساتھ اور اسرافیل کے معنی عبدالرحمن کے ہیں۔

---

[1] طب باب المن شفاء للعین ص ۸۵۰ مسلم اطعمۃ۔ ترمذی طب۔ نسائی طب۔ ابن ماجہ طب

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا ——— ہم جو آیت منسوخ فرماتے ہیں یا اسے مٹا دیتے ہیں تو اس بہتر لاتے ہیں

حدیث ۲۲۱۱

عَنۡ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُمَا قَالَ قَالَ عُمَرُ اَقۡرَاُنَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر نے فرمایا

اُبَيٌّ وَاَقۡضَانَا عَلِيٌّ وَاِنَّا لَنَدَعُ مِنۡ قَوۡلِ اُبَيٍّ وَذَاكَ اَنَّ اُبَيًّا يَقُوۡلُ لَا اَدَعُ شَيۡئًا

ہم میں سب سے بڑے قاری ابی ہیں اور ہم میں سب سے اچھے قاضی علی ہیں اس کے باوجود ہم ابی کے قول کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ اس لئے کہ

سَمِعۡتُهُ مِنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَقَدۡ قَالَ اللّٰهُ مَا نَنۡسَخۡ

ابی کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی سنا ہے کسی کو نہیں چھوڑونگا (سب کو بیان کرونگا) حالانکہ

مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم کسی آیت کو منسوخ فرماتے ہیں یا مٹاتے ہیں تو اس سے بہتر لاتے ہیں۔

تشریحات ۲۲۱۱

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اس کے باوجود کہ ابی سب سے بڑے قاری ہیں۔ ان کی قرأت کے بہت سے حصے کو ہم نہیں لیتے انہیں ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ منسوخ اور غیر منسوخ سب کی قرأت کرتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی قرآن سنا ہے۔ ان میں سے کسی کی قرأت نہیں چھوڑوں گا۔ حالانکہ بہت سی آیتوں کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ اللہ عزوجل نے خود فرمایا ہے ـــ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَا اَوۡ مِثۡلِهَا ہم جس آیت کو بھی منسوخ فرماتے ہیں یا مٹا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے مثل لاتے ہیں۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ حضرت ابی نسخ کے قائل نہ تھے۔ حالانکہ نسخ کا ثبوت قرآن مجید سے ہے حضرت عمر فاروق اعظم کے ارشاد کا حاصل یہ نکلا کہ قرآن مجید کی بہت سی آیات منسوخ ہیں جن کی ہم تلاوت نہیں کرتے یا جن کے احکام پر ہم عمل نہیں کرتے۔

باب قَوۡلُهُ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبۡحَانَهُ

ص ۶۴۴

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر ـــ انہوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے وہ پاک ہے۔

حدیث ۲۲۱۲

حَدَّثَنَا نَافِعُ بۡنُ جُبَيۡرٍ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُمَا قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِيۡ ابۡنُ اٰدَمَ وَلَمۡ يَكُنۡ لَهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيۡ وَلَمۡ يَكُنۡ لَهُ ذٰلِكَ

کرتے ہیں کہ کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا بنی آدم مجھے جھٹلاتا ہے اور یہ جائز نہیں کہ مجھے جھٹلائے وہ مجھے گالی

فَاَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَيَزْعُمُ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ

دیتا ہے اور اسے جائز نہیں کہ مجھے گالی دے اس کا جھٹلانا مجھے یہ ہے کہ وہ گمان کرتا ہے کہ میں دوبارہ اس کو لوٹانے پر قدرت نہیں

وَاَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ فَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا —

رکھتا جیسا کہ وہ تھا اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرے بیٹا ہے میں اس سے پاک ہوں کہ بیوی یا بیٹا بناؤں۔

باب قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا ص ۶۴۴

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر تم لوگ کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو ہماری جانب اتارا گیا۔

حدیث ۲۲۱۳

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اہل کتاب تورات کو عبرانیہ میں پڑھتے

أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ

تھے اور مسلمانوں کے لئے اس کی عربی میں تفسیر کرتے تھے تو

الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو

وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ (الآیۃ) [1]

نہ تکذیب اور یہ کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہم پر اتارا گیا۔

تشریحات ۲۲۱

اہل کتاب کی تصدیق اور تکذیب دونوں سے اس لئے منع فرمایا کہ متیقن ہے کہ تورات میں تحریف ہے اور یہودی جو کچھ بیان کریں گے اس کے بارے میں دو احتمال ہے۔ محرف ہے یا نہیں بصورت اول اس کی تصدیق حرام ہے۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ وہ ما انزل اللہ ہو تو اس کی تکذیب حرام۔ اس لئے سلامتی اسی میں ہے کہ نہ تصدیق کی جائے اور نہ تکذیب۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ موجودہ تورات و انجیل میں جو کچھ ہے اس کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو ہماری شریعت کے مطابق ہیں ان کی تصدیق کی جائے گی۔ دوسرے وہ جو ہماری شریعت کے خلاف ہیں ان کی تکذیب واجب ہے۔ تیسرے وہ جو ہماری شریعت کے مطابق ہیں نہ مخالف ان میں سکوت واجب ہے۔ یہی اس حدیث کا مفاد ہے یہ دربار عقائد و احکام ہے رہ گیا قصص و حکایات اس کی اجازت دوسری حدیث میں مصرح ہے۔ فرمایا حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج [2] بنی اسرائیل سے بیان کرو۔ اور اس میں حرج

---

[1] ثانی الاعتصام باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسئلوا اہل الکتاب ص ۱۰۹۴ توحید باب ما یجوز من تفسیر التوراۃ ص ۱۱۲۵

[2] بخاری کتاب الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل ص ۴۹۱ مسلم زھد باب التثبت فی الحدیث ص ۴۱۴ ترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الحدیث عن ۹۲ اسرائیل ص ۹۱ مسند امام احمد جلد ثالث

نہیں۔ اسی سے نیچری اور آزاد خیال محقق بننے والوں کے اس مغالطہ کی تردید ہوگئی کہ وہ امام ابن اسحٰق وغیرہ کو صرف اس بنا پر ناقابل اعتبار ٹھہراتے ہیں کہ وہ اسرائیلیات کی روایت کرتے ہیں۔

باب قَوْلِهٖ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَاءِ اِلٰى عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ص ۶۴۵

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر ہم آپ کے آسمان کی طرف منہ پھیرنے کو دیکھ رہے ہیں عما تعملون تک

حدیث ۲۲۱۴

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِيْ [1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جن لوگوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے ان میں سے سوائے میرے کوئی باقی نہیں۔

تشریحات ۲۲۱

تحویل قبلہ پہ پوری بحث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہیں۔ امام بخاری نے یہاں جتنی حدیثیں ذکر کی ہیں سب تقریباً پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

باب قَوْلِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ص ۶۴۵

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر بیشک صفا و مروہ اللہ کے دین کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو بھی اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔ آیت ۱۵۸

شعائر شعائر۔ علامات واحدہا شعرۃ۔ شعائر کے معنی علامتیں ہیں۔ یہ جمع ہے اس کا واحد شعرۃ ہے مراد یہ ہے کہ دین کی نشانیاں ہیں۔

وقال ابن عباس الصفوان الحجر ويقال الحجارة المُلْسُ التي لا تنبت شيئًا والواحدة صَفْوَانَةٌ بمعنى الصفا۔ والصفا للجميع ____ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا صفوان پتھر ہے جو پتھر کچھ نہیں اگاتا اس کو کہا جاتا ہے الحجارة المُلْس ____ المُلْس اَمْلَس کی جمع ہے یعنی چکنا ____ واحد صَفْوَانَۃٌ ہے۔ صَفَا کے معنی میں اور صَفَا جمع کے لئے ہے ____ یعنی صَفَا صَفْوَانَۃٌ کی جمع ہے۔

---

[1] نسائی تفسیر

باب يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ اِلٰى قَوْلِهٖ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ـ عُفِيَ تُرِكَ ص ۶۴۶

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اے ایمان والو تم پر فرض کیا گیا جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام عذاب الیم تک۔ عفی کے معنی ترک کے ہیں چھوڑ دیا۔

حدیث ۲۲۱۲

حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ

مجاہد نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا فرماتے

يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ

تھے کہ بنی اسرائیل میں قصاص تھا اور ان میں دیت نہیں تھی۔ تو اللہ نے اس امت کے لئے فرمایا تم پر

الْاُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ

قصاص فرض کیا گیا مقتولین کے بارے میں آزاد آزاد کے عوض اور غلام غلام کے عوض

الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَالْعَفْوُ اَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ

عورت عورت کے عوض تو جو اپنے بھائی کے لئے کچھ معاف کردے ـــــ معاف کرنا یہ ہے کہ قتل عمد میں

فِي الْعَمْدِ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوْفِ

دیت قبول کرے تو بھلائی کے ساتھ تقاضہ کرنا ہے اور اس پر واجب ہے کہ اچھائی کے ساتھ ادا کرے

وَيُؤَدِّيْ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ مِمَّا كُتِبَ عَلٰى

یعنی بھلائی سے تقاضہ کرے اور وہ اچھائی سے ادا کرے۔ یہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے تخفیف ہے۔ و مہربانی بہ نسبت

مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَتَلَ بَعْدَ

اسکے جو تمہارے پہلے والوں پر فرض تھا۔ اب اسکے بعد جو حد سے آگے بڑھے اسکے لئے دردناک عذاب ہے۔ یعنی دیت قبول کرنے

قَبُوْلِ الدِّيَةِ [1]

کے بعد اگر قاتل کو قتل کرے تو یہ حد سے آگے بڑھنا ہوگا اور عذاب کا موجب ہوگا۔

تشریحات ۲۲۱۲

جب کوئی شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کرے تو اصل واجب یہ ہے کہ اولیاء مقتول قاتل کو قصاص میں قتل کریں۔ لیکن اولیاء مقتول چاہیں تو بالکلیہ قصاص معاف کرسکتے ہیں یا چاہیں تو اسکے عوض پوری دیت وصول کرسکتے ہیں اور یہ بھی اختیار ہے کہ دیت بھی کچھ وصول کریں کچھ معاف کریں۔ بنی اسرائیل

[1] ثانی کتاب الدیات باب من قتل له قتیل فله بخیر النظرین ص ۱۰۱۶ نسائی تفسیر۔ قصاص

میں یہودیوں پر صرف قصاص واجب تھا نہ دیت لینے کی اجازت تھی نہ معاف کرنے کی اور اہل انجیل پر واجب تھا کہ معاف کریں نہ انہیں قصاص لینے کی اجازت تھی نہ دیت کی۔ یہ سب باتیں فطرت اور اصولِ تمدن کے مطابق نہ تھیں مگر اس زمانے کے لحاظ سے یہی مناسب تھا۔ اسلام نے پوری دنیا کی فطرت اور اصول تمدن کو سامنے رکھ کر قصاص عفو یا دیت میں سے جو اولیاء مقتول چاہیں اس کی اجازت دی۔ ــــــ اگر تمام اولیاء مقتول بالکلیہ خون معاف کر دیں تو نہ قصاص کی اجازت ہے نہ دیت کی۔ اسی لئے فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ کو "شَيْءٌ" سے مقید کیا اس کے عموم کا مفاد یہ ہے کہ اگر سارے اولیاء مقتول نے قصاص معاف کر دیا تو نہ قصاص واجب نہ دیت لیکن اگر کچھ معاف کیا تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ سارے اولیاء مقتول نے قصاص معاف کیا اور دیت کا مطالبہ کیا، کچھ اولیاء نے قصاص کا مطالبہ کیا کچھ نے دیت کا، کچھ اولیاء نے بالکلیہ معاف کر دیا۔ اور کچھ اولیاء نے قصاص یا دیت کا مطالبہ کیا، ان تمام صورتوں پر "فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ شَيْءٌ" صادق اور قصاص بہرحال ساقط، دیت کل یا جزء واجب ہے۔

حدیث ۲۲۱۶

حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی فرمایا اللہ کا فریضہ قصاص ہے۔

تشریحات ۲۲۱۶

یہ اصل میں ایک طویل حدیث کا حصہ ہے جو کتاب الصلح اور تفسیر اور دیات میں مفصل مذکور ہے کہ حضرت انس کی پھوپھی رُبَیِّع نے ایک بچی کا دانت توڑ دیا تھا انہوں نے معافی کی درخواست کی وہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نے قصاص کا حکم دیا اس پر حضرت انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ! رُبیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس اللہ کا فریضہ قصاص ہی ہے پھر افہام و تفہیم کے بعد وہ لوگ دیت پر راضی ہو گئے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل واجب قصاص ہی ہے عفو یا دیت رخصت ہے۔ قصاص سے متعلق بقیہ ابحاث کتاب الدیات میں آئیں گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ص ۶۴۶

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے تمہارے پہلے والوں پر فرض کیا گیا تھا کہ تم اللہ سے ڈرو۔

حدیث ۲۲۱۷

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ الْاَشْعَثُ وَهُوَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان کے پاس اشعث آئے اور

يَطْعَمُ فَقَالَ الْيَوْمُ عَاشُوْرَاءُ فَقَالَ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ

حضرت عبداللہ کھا رہے تھے تو اشعث نے ان سے کہا آج عاشورا ہے تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا عاشورا کو رمضان کے

رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَادْنُ فَكُلْ ؎۱

روزے کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے روزہ رکھا جاتا تھا جب رمضان کے روزے کا حکم اترا تو چھوڑ دیا گیا تم بھی قریب آؤ اور کھاؤ۔

تشریحات مطلب یہ ہے کہ رمضان سے پہلے عاشورا کا روزہ فرض تھا اب فرض نہیں۔ یہ مستحب ہونے کے منافی نہیں اس سے متعلق ساری بحثیں کتاب الصوم میں گزر چکی ہیں۔

باب قَوْلِهِ أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ص۶۴۷

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر "چند گنتی کے دن تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں ہیں اور جنہیں اسکی طاقت نہ ہو وہ بدلے میں ایک مسکین کا کھانا دیں پھر اپنی جانب سے جو نیکی زیادہ کرے تو وہ اسکے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے اچھا ہے اگر تم جانو۔ آیت ۔ ۱۴۸

وَقَالَ عَطَاءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ ــــ وَ

امام عطا نے فرمایا کہ ہر بیماری میں روزہ چھوڑ سکتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔

قَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ فِي الْمُرْضِعِ وَالْحَامِلِ إِذَا خَافَتَا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا

امام حسن بصری اور امام ابراہیم نخعی نے فرمایا دودھ پلانے والی اور حاملہ کو روزہ رکھنے کی وجہ سے اگر اپنے اوپر یا اپنی

أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ إِذَا لَمْ

اولاد پر اندیشہ ہو تو روزہ نہیں رکھیں گی پھر قضا کریں گی لیکن بہت بوڑھا جب روزے کی طاقت نہ رکھے (تو وہ کیا

يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ كُلَّ

کرے) حضرت انس نے بہت بوڑھے ہونے کے بعد ایک سال یا دو سال روزہ نہیں رکھا اور روزانہ ایک مسکین کو روٹی

يَوْمٍ مِسْكِيْنًا خُبْزًا وَلَحْمًا وَأَفْطَرَ قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ يُطِيْقُوْنَهُ وَهُوَ أَكْثَرُ

اور گوشت کھلاتے تھے۔ قراءت عامہ "یطیقونہ" ہے اور یہی اکثر ہے۔

حضرت ابن عباس کی قراءت "یطوقونہ" ہے یعنی جنہیں روزے سے تکلیف ہوتی ہو، اور بہت زیادہ بوڑھے مرد عورت ہیں

؎۱ مسلم صوم

حدیث ۲۲۱۸

عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ

عطاء سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابن عباس کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ان لوگوں پر جنہیں

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

روزہ مشقت میں ڈال دے فدیہ ہے۔ ایک مسکین کا کھانا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيْرَةُ

حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ منسوخ نہیں، یہ بہت بوڑھے مرد عورت کے لئے ہے

لَا يَسْتَطِيْعَانِ اَنْ يَصُوْمَا فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا

جو روزہ نہ رکھ سکتے ہوں یہ ہر دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔

تشریحات ۲۲۱۸

حضرت عبداللہ بن مسعود کی بھی یہی قرأت ہے "يُطَوَّقُوْنَهٗ" جس کے معنی ہیں کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے وہ مشقت میں پڑیں یعنی بہت بوڑھے مرد اور عورت۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیت کریمہ ویطیقونہ منسوخ ہے یا محکم، حضرت عبداللہ بن عباس کے نزدیک منسوخ نہیں محکم ہے جیساکہ اس حدیث سے ظاہر ہے لیکن بہت سے حضرات جیسے حضرت ابن عمر حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں یہ منسوخ ہے۔ ابتداء میں چونکہ روزہ رکھنے کی عادت نہیں تھی لوگوں پر روزہ شاق ہوا تو انہیں اختیار دیا گیا کہ چاہیں تو روزہ رکھیں چاہیں تو فدیہ دیں، پھر یہ حکم فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے منسوخ ہوگیا حضرت سلمہ بن اکوع کی حدیث اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کتاب الصوم میں بھی گزری ہے اور یہاں بھی اسکے بعد مذکور ہے۔ اس کی پوری بحث کتاب الصوم میں گزر چکی ہے۔ دوبارہ ذکر کی حاجت نہیں جو لوگ نسخ کے قائل ہیں ان پر ایک سنگین اعتراض یہ پڑتا ہے کہ جب یہ آیت روزے کی استطاعت رکھنے والوں کے بارے میں ہے تو شیخ فانی کا حکم کہاں سے ثابت ہے فلیتأمل۔ ۱۲

حضرت ابن عباس کی مذکورہ بالا قرأت اور اس کی تفسیر حضرت مجاہد سے بھی مروی ہے جو ایک حدیث کے بعد یہیں بخاری میں مذکور ہے۔

باب قَوْلِهٖ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر روزہ کی راتوں میں بیویوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال کیا گیا۔ وہ تمہارے لئے لباس ہیں تم ان کے لئے لباس ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے تھے تو اس نے تو تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت

لکم صـ ۶۴۷ کرو اور اللہ نے تمہارے نصیب میں جو لکھا ہے اسے طلب کرو۔

ابتدائے اسلام میں سورج ڈوبنے کے بعد سے لے کر صرف عشار کی نماز تک یا صرف سونے کے پہلے تک کھانے پینے اور جماع کی اجازت تھی اس کے بعد حرام کر دی گئی تھی۔ یہ بہت شاق تھا بہت سے صحابہ کرام عشار کے بعد کھانے پینے اور جماع میں مبتلا ہو گئے۔ اس کی پوری تفصیل کتاب الصوم میں گزر چکی ہے۔ یہ لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آیت مذکورہ نازل ہوئی اور صبح صادق تک کی اجازت مل گئی۔ اور جو لغزش ہو گئی تھی اس سے معافی کا پروانہ بھی۔

باب قَوْلِہٖ وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ آیت ۱۸۹

ترجمہ

اللہ عز وجل کے اس ارشاد کی تفسیر یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت توڑ کر آؤ ہاں بھلائی پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

حدیث ۲۲۱۹

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانُوْا اِذَا اَحْرَمُوْا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ اَتَوُا الْبَیْتَ مِنْ ظَھْرِہٖ فَاَنْزَلَ اللہُ وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰی وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا —

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جاہلیت میں جب اہل عرب احرام باندھتے تو گھروں پچھیت سے آتے تو اللہ نے اتارا یہ کوئی نیکی کی بات نہیں کہ اپنے گھروں میں اس کے پچھواڑے سے آؤ لیکن نیک وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اپنے گھروں میں دروازوں سے آئے۔

تشریحات ۲۲۱۹

کتاب الصوم میں پوری تفصیل سے بتایا جا چکا کہ قریش اور ان کے حلیف جن کو حمس کہا جاتا ہے احرام کے بعد اپنے گھر کے دروازوں سے اندر آتے جاتے ان کے علاوہ بقیہ سارے عرب حتی کہ انصار کرام بھی احرام باندھنے کے بعد دروازے سے گھر میں نہ جا سکتے تھے نہ باہر نکل سکتے تھے۔ پچھواڑے کی دیوار میں نقب لگا کر آتے جاتے تھے۔ اس پہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

باب قَوْلِہٖ وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلہِ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ صـ ۶۴۸

اللہ عز وجل کے اس ارشاد کی تفسیر ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔

حدیث ۲۲۲

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَتَاهُ

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت ابن عمر سے روایت

رَجُلَانِ فِي فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ ضَيَّعُوا وَاَنْتَ ابْنُ

کرتے ہیں کہ ان کے پاس دو شخص آئے ابن زبیر کے فتنے کے زمانہ میں۔ ان دونوں نے کہا لوگ ضائع کر دیئے

عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ

گئے اور آپ حضرت عمر کے صاحبزادے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ کو لڑائی کے لئے نکلنے سے کیا چیز روکے ہوئے

فَقَالَ يَمْنَعُنِي اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ اَخِي قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ فَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا

ہے۔ ابن عمر نے فرمایا مجھے اس بات نے روکا ہے کہ اللہ نے اپنے بھائی کا خون حرام فرمایا ہے ان دونوں نے کہا کیا اللہ نے یہ

تَكُونَ فِتْنَةٌ فَقَالَ قَاتَلْنَاهُمْ حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ

نہیں فرمایا ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہ جائے انہوں نے فرمایا ہم ان سے لڑے یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہیں

لِلّٰهِ فَاَنْتُمْ تُرِيدُونَ اَنْ تُقَاتِلُوا حَتّٰى تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّيْنُ

رہ گیا۔ اور پرستش صرف اللہ ہی کے لئے ہونے لگی اور تم لوگ چاہتے ہو کہ لڑو تاکہ فتنہ ہو اور اللہ کے

لِغَيْرِ اللّٰهِ وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي فُلَانٌ

علاوہ اوروں کی پرستش ہو (دوسرے طریقے سے نافع ہی سے یوں مروی ہے) کہ ایک شخص ابن عمر کی خدمت میں آیا

وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

اور اس نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن آپ کو کس چیز نے اس پر آمادہ کیا کہ ایک سال حج کرتے ہیں اور

حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ

ایک سال عمرہ کرتے ہیں اور راہِ خدا میں جہاد چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ

عَلٰى اَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ

اللہ نے جہاد کی کتنی رغبت دلائی ہے

مَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيهِ قَالَ يَا ابْنَ اَخِي بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اِيمَانٍ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ

تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجے؟ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ و

وَالصَّلٰوةِ الْخَمْسِ وَالصِّيَامِ رَمَضَانَ وَاَدَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ

رسول پر ایمان اور پانچوں نماز رمضان کے روزے زکوٰۃ کی ادائیگی اور بیت اللہ کا حج

قَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَاِنْ طَائِفَتَانِ

اس نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن کیا آپ نہیں سنتے ہیں کہ اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا

آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو اور اللہ کے اس حکم کو آپ نے نہیں سنا ان سے لڑو تاکہ کوئی

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ قَالَ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فتنہ نہ رہ جائے فرمایا ہم نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

وَكَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ اِمَّا قَتَلُوْهُ وَاِمَّا يُعَذِّبُوْهُ

کیا اسلام تھوڑا تھا (یعنی مسلمان تھوڑے تھے) دین کے معاملے میں لوگوں کو آزمایا جاتا تھا۔ یا تو اسے قتل کرتے یا عذاب

حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ ــــ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعُثْمَانَ قَالَ

دیتے یہاں تک کہ مسلمان زیادہ ہوگئے اور کوئی فتنہ نہیں رہا۔ ــــ اس نے کہا علی و عثمان کے بارے میں کیا کہتے ہو فرمایا

اَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا اَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ اَنْ يَعْفُوَ عَنْهُ وَاَمَّا عَلِيٌّ

عثمان کو اللہ نے معاف فرمادیا تم لوگوں کو یہ بات ناگوار ہے کہ انہیں معاف کیا گیا۔ اور علی رسول اللہ کے چچا کے

فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ هٰذَا بَيْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ

صاحبزادے ہیں اور حضور کے داماد، ہیں اور اشارہ کرکے بتایا یہ ان کا گھر ہے جہاں تم دیکھ رہے ہو۔

تشریحات

فتنہ ابن زبیر سے مراد وہ زمانہ ہے جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا۔ پورے حرمین طیبین اور حجاز و عراق میں بلکہ اکثر بلاد اسلام میں ان کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کرلیا گیا تھا۔ مگر مروان اور اس کے بیٹے عبدالملک سفاک نے ان کے خلاف فوجیں بھیجیں ــــ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رویہ بربنائے احتیاط تھا وہ یہ نہیں طے کرپائے ہوں گے کہ حق کس کے ساتھ ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس شخص نے حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں جو کچھ پوچھا وہ اس بنا پر تھا کہ اس وقت مسلمانوں میں دو طبقے پیدا ہوگئے تھے عثمانی اور شیعی ــــ ایک فریق دوسرے پر لعن وطعن کرتا تھا علانیہ نکتہ چینیاں کرتا۔ اس لئے اس شخص نے خصوصیت سے ان دونوں صاحبان کے بارے میں پوچھا ــــ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فیصلہ کن اطمینان بخش جواب ارشاد فرمایا۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ـ اَلتَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ صـ ۶۴۸

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور بھلائی کرو اللہ بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ تہلکہ اور ہلاک ایک ہی ہے یعنی دونوں کا معنی ایک اور دونوں مصدر ہیں۔

234

حدیث

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آیت مذکورہ راہ خدا میں

تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ قَالَ نَزَلَتْ فِى النَّفَقَةِ علہ

خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تشریحات

ابو داؤد و ترمذی نسائی میں حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ ہم انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور اس کے مددگار کثیر ہو گئے تو ہم نے چاہا کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آبائی کاروبار کاشت کاری میں لگ جائیں۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ جہاد چھوڑ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما کے ارشاد کا حاصل ایک ہی ہے حضرت حذیفہ کا مقصد یہ ہے کہ جہاد کی تیاری کے لئے خرچ کرو تاکہ جہاد باقی رہے اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا مطلب بھی یہی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ ص۶۴۸

جو حج کے ساتھ عمرہ ملانے کا فائدہ حاصل کرے۔

حدیث

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اُنْزِلَتْ اٰيَةُ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ کی کتاب میں

الْمُتْعَةِ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ

متع کی آیت نازل کی گئی اور ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا اور کوئی ایسی آیت

قُرْاٰنٌ يُحَرِّمُهُ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَاءَ۔

نہیں نازل ہوئی جو اسے حرام کرے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اس سے منع فرمایا یہاں تک کہ وصال پا گئے ایک شخص نے اپنی رائے سے کہا جو چاہا۔

تشریحات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمتع سے منع فرماتے تھے یہ انہیں پر تعریض ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی مراد حضرت عمر ہوں اس لئے کہ وہ بھی تمتع سے منع فرماتے تھے اس کی پوری تفصیل مع دلائل و براہین کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ص۶۴۸

پھر اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔

علہ ترمذی ثانی ص۱۲۱ ابن ماجہ تفسیر باب قولہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ ۔

حدیث

۲۲۲۳

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضَ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور جو ان کے طریقہ کار پر تھے مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور وہ اپنا نام حمس رکھتے تھے اور بقیہ عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے پھر جب اسلام آیا تو اللہ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم دیا کہ عرفات جائیں پھر وہاں ٹھہریں پھر وہاں سے واپس ہوں۔ یہی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد پھر وہاں سے واپس ہو جہاں سے اور لوگ واپس ہوتے ہیں۔

تشریحات

حُمُسٌ۔ احمس کی جمع ہے اس کا مادہ حماسہ ہے جس کے معنی سخت لڑائی لڑنے کے ہیں عرب کے قبائل میں بنو عامر بن صعصعہ ثقیف۔ اور خزاعہ کا قریش سے ایک خاص معاہدہ تھا۔ اس لئے ان کو بھی حمس کہا جاتا تھا۔ احرام باندھنے کے بعد یہ لوگ گھی اور پنیر نہیں کھاتے تھے۔ اور حج میں وقوف عرفہ نہیں کرتے تھے۔ صرف وقوف مزدلفہ کرتے تھے۔ اسی کو دور کرنے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

حدیث

۲۲۲۴

اَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ يَطُوْفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتّٰى يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَاِذَا رَكِبَ اِلٰى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهٗ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْاِبِلِ اَوِ الْبَقَرِ اَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ اَيَّ ذٰلِكَ شَاءَ غَيْرَ اِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ لَهٗ فَعَلَيْهِ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَاِنْ كَانَ اٰخِرُ يَوْمٍ مِّنَ الْاَيَّامِ الثَّلٰثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتّٰى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ الظَّلَامُ ثُمَّ لِيَدْفَعُوْا مِنْ عَرَفَاتٍ اِذَا اَفَاضُوْا مِنْهَا حَتّٰى يَبْلُغُوْا جَمْعًا الَّذِيْ يُتَبَرَّرُ بِهٖ ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللّٰهَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص بغیر احرام باندھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کرتا۔ یہاں تک کہ حج کا احرام باندھتا پھر جب عرفہ جانے کے لئے سوار ہوتا تو اپنے ساتھ اس کو جو بھی میسر ہوتا اونٹ گائے بکری میں سے قربانی کا جانور ساتھ لیتا۔ اور جسے قربانی کا جانور میسر نہ ہوتا وہ عرفہ کے دن سے پہلے پہلے حج کے دنوں میں تین دن روزہ رکھتا اگر تین دنوں کا آخر عرفہ کا دن ہوتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں تھا پھر وہ چلے اور عرفات میں وقوف کرے عصر کی نماز سے لے کر اندھیرا ہونے تک۔ پھر عرفات سے لوگ چلیں یہاں تک کہ مقام جمع پہنچیں جہاں نیکی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں اللہ کا کثرت سے ذکر کریں صبح ہونے سے

كَثِيرًا أَوْ أَكْثِرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا ثُمَّ أَفِيضُوا

پہلے پہلے تکبیر و تہلیل کی کثرت کریں۔ پھر وہاں سے واپس ہوں اس لئے کہ اور لوگ بھی واپس

فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُفِيضُونَ وَقَالَ اللّٰهُ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ

ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر وہاں سے واپس ہو جہاں سے اور لوگ واپس ہوتے ہیں اللہ

النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ حَتَّى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ

سے مغفرت چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہاں تک کہ جمرہ (عقبہ) پر کنکری مارو۔

تشریحات

یہ حقیقت میں تمتع کا بیان ہے مطلب یہ ہے کہ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ حاضر ہو۔ عمرہ کر کے احرام کھول دے اور بغیر احرام کے جتنا چاہے بیت اللہ کا طواف کرے پھر آٹھ ذی الحجہ کو یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے اس پر قربانی واجب ہے اور اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو۔ تو اس پر دس روزے واجب ہیں۔ تین ایام حج میں یوم عرفہ سے پہلے پہلے اور سات حج سے فراغت کے بعد اور وقوف عرفہ ضروری ہے اس کو لاجُنَاحَ سے تعبیر کیا۔ تعبیر اس بنا پر کیا کہ قریش اور حمس عرفات جانے کو گناہ سمجھتے تھے اخیر میں فرمایا کہ اللہ عزوجل نے جو فرمایا ہے وہاں سے واپس ہو۔ جہاں سے سب لوگ واپس ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے عرفات جاؤ پھر سورج ڈوبنے کے بعد وہاں سے مزدلفہ آؤ۔ پھر وہاں سے آؤ۔ اور جمرۃ العقبہ پر کنکری مارو۔

بابُ قَوْلِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ص ۶۴۹

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور ان میں سے کچھ لوگ یہ کہتے ہیں لے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

حدیث

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ

وسلم فرماتے ہیں لے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھلائی عطا کر

فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[1]

اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور جہنم کے عذاب سے بچا۔

---

[1] کتاب الدعوات باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ص ۹۴۵ ابوداؤد

تشریحات ۲۲۲۵

حضرت ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ کچھ دیہاتی موقف میں پہنچ کر یہ دعا مانگتے اے اللہ اس کو بارش کا سال بنا اور فراخ سالی کا اور اچھی اولاد کا اور آخرت کا کوئی ذکر نہیں کرتے۔ انہیں لوگوں کے بارے میں یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔ ان میں کا بعض یہ کہتا اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھلائی دے۔ اس کیلئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور مومنین یہ کہتے ہیں ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی دے۔ اور جہنم کی آگ سے بچا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اتارا ان لوگوں کے لئے ان کی کمائی کا پورا حصہ ہے اور اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے ـــــــ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا۔ دنیا میں بھلائی نیک عورت ہے اور آخرت میں جنت۔ عذاب نار بری عورت ہے۔

باب قَوْلِهٖ تَعَالٰی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی پر آو جیسے چاہو اور اپنے لئے آگے بھیج لو

ص ۶۴۹

حدیث ۲۲۲۶

عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

حضرت نافع نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ فَاَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُوْرَةَ

جب قرآن کی تلاوت کرتے تو بات نہیں کرتے جب تک کہ فارغ نہ ہو جاتے۔ ایک دن میں ان کے پاس حاضر

الْبَقَرَةِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَكَانٍ قَالَ تَدْرِيْ فِيْمَ اُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ نَزَلَتْ

رہا۔ انہوں نے سورہ بقرہ کی تلاوت کی یہاں تک کہ ایک جگہ پہنچے پوچھا تم جانتے ہو کس بارے میں اتاری گئی ہے

فِيْ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ

میں نے کہا نہیں فرمایا فلاں فلاں معاملہ میں اتری ہے پھر آگے تلاوت کرنے لگے حضرت ابن عمر سے دوسری روایت میں

قَالَ يَاْتِيْهَا ـــــ فِيْ

ہے۔ فاتوا حرثکم انی شئتم کا مطلب یہ ہے) ... میں دخول کرے

تشریحات ۲۲۲۶

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ اَنّٰى شِئْتُمْ کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے پچھلے مقام میں مقاربت جائز ہے فی کذا و کذا سے یہی مراد ہے۔ اور دوسری روایت میں فی کے بعد الدبر کو امام بخاری نے قصداً نہیں تحریر فرمایا ہے ـــــــ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں صراحت کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وہم ہے۔ جس پر خود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار فرمایا ہے۔ لیکن علامہ عینی نے تحریر کیا کہ حمیدی نے جمع بین الصحیحین

میں یہ نقل کیا ہے یاتیہا فی الفرج اور امام بخاری نے فی کے بعد بیاض چھوڑ دی تھی غالباً ان کے نزدیک یہ مدۃ العمر متعین نہیں ہوگا کہ یہاں کیا لفظ ہے۔ فرج یا دبر ــــــــــ اس پر کثیر حدیثیں وارد ہیں کہ عورتوں کے ساتھ پچھلے مقام میں مقاربت حرام ہے اور خود آیۂ کریمہ میں وارد لفظ حرث بھی التزاماً اس کی ممانعت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اس لئے کہ فرج ہی حرث ہے نہ کہ دبر۔ دبر موضع فرث ہے۔ اَنّٰی شِئْتُمْ کا عموم زیادہ سے زیادہ اس پر دلالت کر رہا ہے۔ کہ موضع حرث میں تم جیسے چاہو ویسے مقاربت کرو خواہ آگے سے خواہ پیچھے سے۔

حدیث ۲۲۲۷

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

ابن منکدر نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا

قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَّرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ

انہوں نے فرمایا یہودی کہتے تھے جب کوئی پیچھے سے اپنی عورت کیساتھ جماع کرے گا تو اولاد بھینگی ہوگی تو اس پر یہ

فَنَزَلَتْ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ

آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی پر جیسے چاہو آؤ

تشریحات ۲۲۲۷

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تشریح نے واضح کر دیا کہ انی شئتم سے مراد طریقہ کار کی تعمیم ہے نہ موضع جماع کی۔

باب قَوْلِهٖ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ صـ ۶۴۹

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انہیں پہلے شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو۔

حدیث ۲۲۲۸

عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ معقل بن یسار کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دیا

فَتَرَكَهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَأَبٰى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

اور رجعت نہیں کی۔ یہاں تک کہ ان کی عدت پوری ہوگئی اس کے بعد ان کو نکاح کا پیغام دیا تو معقل نے انکار کر دیا اس پر یہ

أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ ؎

آیت کریمہ نازل ہوئی اپنے پہلے شوہروں سے نکاح کرنا چاہیں تو انہیں منع نہ کرو۔

؎ ثانی نکاح باب لانکاح الا بولی صـ ۷۷۱ طلاق باب قول وبعولتہن احق بردہن صـ ۸۰۳ ابو داؤد نکاح۔ ترمذی تفسیر نسائی تفسیر۔

تشریحات ۲۲۲۸

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان بہن کا نام کیا تھا اس میں مختلف اقوال ہیں جمیل ۔ جمیلہ ۔ لیلیٰ ۔ فاطمہ ۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے کئی ایک نام رہے ہوں ۔ جن صاحب کے ساتھ ان کا نکاح ہوا تھا ۔ ان کا نام ابوالبداح بن عاصم انصاری تھا ۔ کتاب النکاح میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت معقل بن یسار نے اپنی بہن کا نکاح ابوالبداح کے ساتھ کر دیا ۔

باب

قَوْلِهٖ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ــ اِلٰى بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ــ یَعْفُوْنَ ـــ یَهَبْنَ ص ۶۵۰

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر ۔ تم میں جو لوگ وفات پائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ چار ماہ دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں پوری آیت کریمہ تک ۔ یعفون کے معنی ہیں دے دیں ۔

حدیث ۲۲۲۹

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

حضرت عبداللہ بن زبیر نے کہا میں نے عثمان بن عفان سے کہا کہ آیہ کریمہ

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الْاٰیَةُ الْاُخْرٰى فَلِمَ

تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور بیویاں چھوڑیں تو ان پر وصیت کرنا فرض ہے کہ پورے سال ان کو نفقہ دیں اور گھر سے نہ نکالیں

تَكْتُبُهَا اَوْ تَدَعُهَا قَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهٖ [1]

بقرہ آیت ۲۴۰ کے بارے میں کیا کہتے ہیں ، فرمایا اسے دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ۔ ابن زبیر نے کہا تو آپ اسے کیوں لکھتے ہیں اور مصاحف میں رہنے دیتے ہیں انہوں نے فرمایا اے بھتیجے قرآن کے کسی حصہ کو اس کی جگہ سے نہیں بدلوں گا ۔

تشریحات ۲۲۲۹

متوفیٰ عنہا زوجہا کی عدت کے بارے میں سورہ بقرہ ہی میں دو آیتیں ہیں ایک یہی جو ابھی متن میں ہم نے ذکر کی کہ ان کی عدت سال بھر ہے اور شوہروں پر واجب ہے کہ سال بھر تک ان کے نان نفقہ کی وصیت کر جائیں ۔ دوسری وہ جو باب میں مذکور ہے کہ ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے ۔ دونوں آپس میں متعارض ہیں ۔ ــــــــــــ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسی کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت جس میں مذکور ہے کہ متوفیٰ عنہا زوجہا کی عدت سال بھر ہے منسوخ ہے ۔ اسے اس آیت نے جس میں یہ مذکور ہے کہ ان کی عدت چار ماہ دس دن ہے منسوخ کر دیا ۔ اس پر انہوں نے پوچھا جب وہ آیت منسوخ ہے تو اس کو آپ مصحف میں کیوں لکھتے ہیں فرمایا کہ حضور اقدس

---

[1] باب قَوْلِهٖ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ص ۶۵۱

صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید جس ترتیب کے ساتھ جمع فرمایا تھا۔ اس میں یہ آیت ہے اسی لئے میں بھی اس کو لکھتا ہوں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ منسوخ کی تین قسمیں ہیں۔ اول منسوخ الحکم منسوخ التلاوت۔ دوسری منسوخ التلاوت اور محکم ان دونوں قسموں کی آیتیں مصحف میں نہیں لکھی ہوئی ہیں۔ تیسری منسوخ الحکم اور متلو۔ ایسی آیتیں مصحف میں لکھی جاتی ہیں۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۰ تیسری قبیل سے ہے۔ اس کا حکم منسوخ اور تلاوت باقی ہے۔

اشکال کی بظاہر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آیت کریمہ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا آیت ۲۳۴ پہلے ہے اور آیت کریمہ وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ نمبر ۲۴۰ بعد میں ہے اس کے بعد میں ہونے سے کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ ناسخ ہے اور منسوخ ـــــ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ نسخ کا تعلق نزول سے ہے تلاوت کی ترتیب سے نہیں۔

حدیث عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ

۲۲۳۰ امام مجاہد سے روایت ہے (یہ جو اللہ عزوجل نے فرمایا) تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور بیویاں

وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا قَالَ كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ

چھوڑیں وہ اپنے آپ کو چار مہینہ دس دن روکے رہیں۔ یہ عدت واجب ہے کہ عورت اپنے شوہر کے اہل کے یہاں گزارے۔ اسکے

فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم

بعد اللہ نے اتارا۔ تم میں سے جو لوگ وفات پاجائیں اور بیویاں چھوڑیں ان کے شوہروں پر اپنی بیویوں کے لئے وصیت کرنا

مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي

واجب ہے کہ سال بھر تک ان کو نفقہ دیں اور گھر سے نہ نکالیں اور اگر وہ خود گھر سے نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ

أَنفُسِهِنَّ مِن مَّعْرُوفٍ قَالَ جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَ

نہیں اس بارے میں جنہوں نے اپنے آپ کو اچھا کام کر لیا ـــــ مجاہد نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسکے

عِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ

لئے پورے سال عدت مقرر فرمائی۔ سات مہینے بیس دن یا اگر وہ چاہے وصیت کے مطابق رہے اور اگر چاہے چلی جائے

وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فَالْعِدَّةُ كَمَا

یہی ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب "نکالنا نہیں ہے اگر خود چلی جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔ پس عدت جیسی

هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ [1]

کہ ہے واجب ہے اس پر ابن نجیح نے گمان کیا کہ مجاہد سے یہی مروی ہے۔

---

[1] ثانی الطلاق باب وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا ص ۸۰۴

تشریحات ۲۲۳

اس کا حاصل یہ ہے کہ دونوں آیتیں محکم ہیں ان میں کوئی منسوخ نہیں۔ پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر عورت پر چار مہینے دس دن عدت بہر حال واجب ہے جو اپنے شوہر کے گھر گزارے گی۔ ان ایام میں گھر سے باہر نہیں جاسکتی اور دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شوہر پر واجب ہے کہ یہ وصیت کرے کہ عورت چاہے تو پورے سال میرے اس گھر میں رہے ان دنوں نان ونفقہ شوہر کے ورثہ پر دینا واجب ہے لیکن عورت کو اختیار ہے چاہے شوہر کے گھر رہے یا اگر وہ اپنی مصلحت یہ سمجھتی ہے کہ شوہر کے گھر نہ رہے تو کہیں اور بھی جاسکتی ہے لیکن اگر وہ شوہر کے گھر رہے تو کسی کو جائز نہیں کہ اس کو نکالے۔ وارثین پر نان ونفقہ دینا واجب ہے۔

ت ۶۱۵

وَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا

اور عطاء نے کہا حضرت ابن عباس نے کہا اس آیت نے شوہر کے گھر عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا وہ

عِنْدَ اَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ قَالَ عَطَاءٌ اِنْ شَاءَتْ

جہاں چاہے عدت گزارے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا فرمایا "نکالا نہیں" اور عطاء نے کہا اگر چاہے شوہر کے اہل کے یہاں عدت

اِعْتَدَّتْ عِنْدَ اَهْلِهٖ وَسَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَاِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ

گزارے اور وصیت کے مطابق رہے اور اگر چاہے ان کے یہاں سے کہیں اور چلی جائے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيْرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى

انھوں نے اپنے آپ جو کچھ کرلیا اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، عطاء نے کہا، پھر میراث کا حکم آیا تو اس نے سکنیٰ کو منسوخ

فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا

کردیا، جہاں چاہے عدت گزارے اسے رہائشی مکان کا حق نہیں۔

تشریحات ۶۱۵

جمہور سلف وخلف کا مذہب یہ ہے کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۴۰ جس میں وصیت کا حکم ہے یہ منسوخ ہے اس کی ناسخ آیت ۲۳۴ ہے جس میں یہ فرمایا گیا کہ بیوہ کی عدت چار مہینے دس دن ہے نیز یہ کہ اس پر شوہر کے اسی گھر میں عدت گزارنا واجب ہے جس میں شوہر کے انتقال کے وقت سکونت پذیر تھی اس کے علاوہ کسی دوسرے مکان میں عدت گزارنا جائز نہیں مگر یہ کہ ان مخصوص صورتوں میں جن میں ضرورت شرعیہ کا تحقق ہو۔

حدیث ۴۲۳۱

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى مَجْلِسٍ

محمد بن سیرین نے کہا کہ میں ایک مجلس میں حاضر ہوا جس میں بڑے بڑے انصار کرام موجود

فِيْهِ عُظْمٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَفِيْهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى فَذَكَرْتُ حَدِيْثَ

تھے جن میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی تھے میں نے عبداللہ بن عتبہ کی حدیث جو سبیعہ بنت حارث کے

عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ فِیْ شَانِ سُبَیْعَۃَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لٰکِنَّ

کے بارے میں ذکر کی تو عبد الرحمٰن نے کہا

عَمَّہٗ کَانَ لَا یَقُوْلُ ذٰلِکَ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَجَرِیْءٌ اِنْ کَذَبْتُ عَلٰی رَجُلٍ فِیْ جَانِبِ

لیکن ان کے چچا یہ نہیں کہتے۔ تو میں نے کہا کہ میں جری ہوں گا اگر میں کوفہ کے گوشے میں رہنے والے

الْکُوْفَۃِ وَرَفَعَ صَوْتَہٗ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِیْتُ مَالِکَ بْنَ عَامِرٍ اَوْ مَالِکَ

ایک شخص پر جھوٹ باندھوں۔ اور ابن سیرین نے اپنی آواز کو اونچی کیا' انہوں نے کہا میں وہاں سے نکلا تو میں

بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ کَیْفَ کَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِی الْمُتَوَفّٰی عَنْہَا زَوْجُہَا وَہِیَ حَامِلٌ

نے مالک بن عامر سے یا مالک بن عوف سے ملاقات کی تو میں نے کہا۔ ابن مسعود کا کیا قول ہے؟ متوفیٰ عنہا زوجہا کے بارے میں جب وہ حاملہ

فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ : اَتَجْعَلُوْنَ عَلَیْہَا التَّغْلِیْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ لَہَا الرُّخْصَۃَ

ہو تو انہوں نے کہا۔ کہ ابن مسعود نے فرمایا تم لوگ اس پر سختی کرتے ہو اسے رخصت پر عمل کرنے نہیں دیتے۔

لَنَزَلَتْ سُوْرَۃُ النِّسَاءِ الْقُصْرٰی بَعْدَ الطُّوْلٰی۔ وَقَالَ اَیُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ

چھوٹی سورہ نساء بڑی کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اور ایوب نے محمد بن سیرین سے روایت کرتے

لَقِیْتُ اَبَا عَطِیَّۃَ مَالِکَ بْنَ عَامِرٍ لہ

ہوئے کہا" میں نے ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملاقات کی۔

تشریحات ۲۲۳۱

سورۂ طلاق میں اس مجلس کی تفصیل یہ ہے کہ وہاں یہ تذکرہ تھا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت کیا ہوگی؟ وضع حمل یا چار مہینے دس دن؟ اس لئے کہ سورۂ بقرہ میں اس کی عدت چار مہینے دس دن بتائی گئی ہے۔ حاملہ وغیر حاملہ کی تخصیص نہیں۔ اس کے اطلاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر متوفیٰ عنہا زوجہا حاملہ ہو تو بھی اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور سورہ طلاق میں حاملہ کی عدت مطلقاً وضع حمل بتائی گئی ہے۔ خواہ متوفیٰ عنہا زوجہا ہو یا مطلقہ ہو اس کا عموم یہ چاہتا ہے کہ متوفیٰ عنہا زوجہا اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہے۔ اس مجلس میں جب یہ ذکر آیا تو عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بتایا کہ اس کی عدت ابعد الاجلین ہے یعنی دونوں عدتوں میں جو زیادہ ہو تو محمد بن سیرین نے ٹوکا اور سبیعہ بنت حارث کے بارے میں جو عبد اللہ بن عتبہ کی حدیث مروی ہے اس کو بیان کیا۔ یہ حدیث یہ ہے۔" کہ سبیعہ بنت حارث کا نکاح حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا تھا ان کا مکے میں وصال ہو گیا۔ شوہر کی وفات کے بعد پچیس دن یا اس سے کم پر ان کے بچہ پیدا ہوا ابوالسنابل نے ان سے کہا تمہاری عدت چار مہینے دس دن ہے۔ سبیعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

لہ ثانی تفسیر باب واولات الاحمال اجلہن ص ۷۲۹

خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا قصہ بتایا۔ حضور نے ان سے ارشاد فرمایا کہ عدت پوری ہوگئی تو جس سے چاہے نکاح کرلے اس حدیث کو سن کر عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ عبداللہ بن عتبہ کے چچا یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود اس حدیث کے مطابق فتویٰ نہیں دیتے یعنی وہ متوفی عنہا زوجہا حاملہ کی عدت ابعد الاجلین قرار دیتے ہیں تو محمد بن سیرین نے کہا کہ میں نے ابو مالک بن عامر سے ملاقات کی یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے ان سے میں نے پوچھا۔ کہ عبداللہ بن مسعود اس سلسلے میں کیا فتویٰ دیتے تھے ؟ تو انہوں نے بتایا کہ سورہ طلاق سورہ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اللہ نے اسکے لئے آسانی کی ہے اور تم لوگ سختی کرتے ہو۔ سورۂ نساء قصریٰ سے مراد سورہ طلاق ہے جو اٹھائیسویں پارے میں ہے اور سورۂ نساء طولیٰ سے مراد سورۂ بقرہ ہے۔ ــــــــــــ اب اشکال یہ ہے کہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کیسے کہہ دیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکی عدت ابعد الاجلین بتاتے تھے ــــــــ ہوسکتا ہے کہ جب تک نسخ کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں تھا تو وہی فتویٰ دیتے رہے ہوں کہ اسکی عدت ابعد الاجلین ہے لیکن جب نسخ کا علم ہوگیا تو اس سے رجوع فرمالیا۔ سورۂ طلاق کی روایت میں یہ ہے " فَضَمَّنَ لِي بَعْضَ أَصْحَابِه " اس پر علامہ کرمانی وغیرہ نے فرمایا کہ صحیح لفظ " ص م ز " ہے جس کے معنی چپ کرانے کے ہیں۔ چونکہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی لوگوں کے دلوں میں بڑی عزت تھی ان کے خلاف جب محمد بن سیرین نے یہ جرأت کی تو لوگوں پر گراں گزرا اور لوگوں نے ان کو چپ رہنے کو اشارہ کیا۔ یہاں ایک روایت فَغَمَّضَ کی ہے اس کے معنیٰ ہیں کہ آنکھ کو مینچا جس سے ان کا مقصود تھا چپ کرانا "ضمن" کی روایت کو علامہ ابن حجر نے فرمایا، اس کا معنی ظاہر نہیں۔ لیکن علامہ عینی نے فرمایا اس کی توجیہہ یہ ہے۔ قاموس میں ہے۔

والمضمن کمعظم من الاصوات مالا یستطاع الوقوف عنہ حتی یوصل لاخرہ

جیسے بہت سی آوازیں ایسی ہیں جو سمجھ میں نہیں آتی ہیں کہ اس کا مدلول دوسرے تک پہنچایا جائے

یہاں چپ رہنے کا اشارہ مراد ہے خواہ ہونٹ بند کرکے یا آنکھ مینچ کے یعنی ان لوگوں نے کیا کہا یہ تو سمجھ میں نہیں آیا مگر اتنی بات سمجھ میں آگئی کہ وہ لوگ چپ رہنے کا اشارہ کررہے ہیں۔ وقال ابن جبیر کرسیہ علمہ۔ حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ میں کرسی سے مراد اللہ عزوجل کا علم ہے یعنی اس کا علم آسمان و زمین کو وسیع ہے۔ یہ حضرت سعید بن جبیر کا قول ہے۔ جمہور کرسی سے مراد۔ کرسی ہی لیتے ہیں۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے یہ متشابہات میں سے ہے۔ اس لئے کہ کرسی بیٹھنے والے کو گھیرے رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کوئی اسے گھیرے۔

یقال بسطۃ زیادۃ و فضلا۔ طالوت کے بارے میں فرمایا گیا زَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ۔ اور اسے علم اور جسم میں کشادگی زیادہ دی ــــــ افرغ انزل، اصحاب طالوت کی دعا میں ہے۔ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل۔ امام بخاری نے فرمایا کہ افرغ کے معنیٰ انزل ہیں یعنی انڈیل

یَئُودُہٗ۔ یثقلہ ، اٰدَنِیْ اثقلنی وَالْاَدُ والاید۔ القوۃ۔ آیۃ الکرسی میں ہے وَلَا یَئُودُہٗ حفظھما اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی۔ امام بخاری نے فرمایا۔ یؤد کے معنی یثقلہ ہے۔ جیسے بولتے ہیں اٰدَنِیْ اس نے مجھ کو بوجھل کردیا۔ اُد اور اید کے معنی قوت کے ہیں ______ فَبُھِتَ۔ ذھبت حجتہ۔ نمرود کے بارے میں فرمایا گیا ہے فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ، کافر کے ہوش اڑ گئے ______ امام بخاری نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں " اس کی دلیل ختم ہوگئی ______ خاویۃٌ لا انیس فیھا ______ حضرت عزیر ایک ویران بستی پر گزرے اس بستی کے بارے میں فرمایا گیا خاویۃ علیٰ عروشھا وہ ڈھئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر۔ امام بخاری فرماتے ہیں۔ خَاوِیَۃٌ کے معنیٰ ہیں کہ وہاں پر کوئی مونس نہیں تھا۔ ______ عروشھا ابنیتھا۔ امام بخاری نے فرمایا کہ عروش سے مراد بنیادیں ہیں ______ السنۃُ النعاسُ آیۃ الکرسی میں ہے لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْم۔ اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ امام بخاری نے فرمایا کہ سنۃ کے معنی اونگھ کے ہیں ______ حضرت عزیر کے قصے میں ہے کہ اللہ عزوجل نے ان پر نیند طاری فرمادی اور وہ پورے سو سال سوتے رہے صبح کے وقت لیٹے تھے اور شام کو ان کی آنکھ کھلی۔ اللہ عزوجل نے ان سے دریافت فرمایا تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے عرض کیا دن بھر یا کم فرمایا۔ تو تو سو سال اسی حال میں رہا اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں۔ فرمایا وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں ______ امام بخاری نے فرمایا کہ ننشزھا کے معنی نخرجھا ہے ______ اعصارٌ ریح عاصف تھب من الارض الی السماء کعمودٍ فیہ نارٌ۔ اعصار کے معنی تیز ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف ستون کی طرح اٹھتی ہے، بگولہ جس میں آگ ہے۔ وقال ابنُ عباسٍ صلدا لیس علیہ شیٔ پتھر جس پر کچھ نہ ہو ______ وقال عکرمۃ وَابِلٌ مطر شدیدٌ، وابل کے معنی تیز بارش ہے ___ الطل الندی تری (اوس) وھٰذا مثل عمل المؤمن، یہ مومن کے عمل کی مثال ہے کہ وہ بہر حال سودمند ہوتا ہے ______ یتسنہ، یتغیر، بدلتا ہے۔ حضرت عزیر کے کھانے پانی کے بارے میں فرمایا گیا تھا لَمْ یَتَسَنَّہْ وہ بدلا نہیں جیوں کا تیوں ہے۔

تشریحات

حضرت امام بخاری نے اس کے اوپر باب قائم کیا تھا۔ صلوٰۃ خوف کا اب مذکورہ بالا عبارات کا صلوٰۃ خوف سے کیا تعلق ہے اس کو میں سمجھ نہیں پایا۔ ہندوستان کے مطبوعہ نسخوں میں اسی طرح ہے۔ لیکن علامہ عینی نے بعد میں وقال ابن جبیر سے باب کے بعد پہلے وہ حدیث ذکر کی ہے جس میں صلوٰۃ خوف کی تفصیل مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِہٖ اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر کیا تم میں سے کوئی یہ

لَهُ جَنَّةٌ اِلٰی قَوْلِهٖ تَتَفَکَّرُوْنَ ص ۶۵۱ پسند کرتا ہے کہ اسکے لئے باغ ہو پوری آیت ۔

حدیث ۲۲۳۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَنْ عُبَیْدِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ایک روز

قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَوْمًا لِاَصْحٰبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَ

حضرت عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے دریافت کیا کہ اللہ عزوجل کے اس ارشاد، کیا تم میں سے

تَرَوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهُ جَنَّةٌ قَالُوا اللّٰهُ اَعْلَمُ

کوئی اسے پسند کرے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو اس کے بارے میں آپ لوگ کیا جانتے ہو ان لوگوں نے عرض

فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُوْلُوْا نَعْلَمُ اَوْلَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ نَفْسِیْ مِنْهَا شَیْئٌ

کیا اللہ خوب جانتا ہے اس پر حضرت عمر کو جلال آگیا فرمایا کہو ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ہیں اس پر ابن عباس نے عرض کیا اسکے بارے میں میرے

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ عُمَرُ یَا ابْنَ اَخِیْ قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ

جی میں کچھ ہے اے امیر المومنین؟ حضرت عمر نے فرمایا اے بھتیجے کہو اور اپنے آپ کو حقیر نہ جان ۔ ابن عباس نے عرض

عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ اَیُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ

کیا یہ عمل کی مثل بیان فرمائی گئی ہے حضرت عمر نے پوچھا کون سا عمل ابن عباس نے عرض کیا عمل کی حضرت عمر

لِرَجُلٍ غَنِیٍّ یَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّیْطَانَ

نے فرمایا ایک ایسے مالدار کی جو اللہ عزوجل کی طاعت کرتا ہے پھر اللہ نے اس پر شیطان مسلط فرما دیا اور وہ

فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِیْ حَتّٰی اَغْرَقَ اَعْمَالَهُ

گناہ کرنے لگا یہاں تک کہ اسکے تمام اعمال حسنہ غرق ہو گئے

تشریحات ۲۲۳۲

پوری آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے "کیا تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے ندیاں بہیں اس کے لئے اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بوڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولہ جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ۔ (آیت ۲۶۶) حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ ایک مالدار شخص ہے وہ گناہوں سے بچتا ہے تمام فرائض و واجبات کو کما حقہ ادا کرتا ہے تمام مستحبات کی بھی پابندی کرتا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک شخص ہے جس کا ایک باغ ہے جس میں قسم قسم کے پھل لگے ہیں۔ باغ کے سینچنے کے لئے پانی بھی قریب ہی ہے یہ شخص کتنا خوش حال فارغ البال ہوگا۔ لیکن اچانک آتشیں بگولے سے اس کا باغ جل گیا، وہ بھی اس وقت جب کہ وہ بوڑھا ہو چکا تھا اس کے چھوٹے چھوٹے ناتواں

بچے تھے تو اس کا حال کیا ہوگا؛ اسی طرح وہ نیک صالح مالدار مرنے کے قریب اچانک گناہوں میں مبتلا ہوگیا تو حشر کے دن اس کا حال وہی ہوگا جو اس باغ کے مالک کا ہوا تھا۔

باب قول اللہ لا یسئلون الناس الحافا ص ۶۵۱

لوگوں سے گڑگڑا کر سوال نہیں کرتے۔

یُقَالُ اَلْحَفَ عَلَیَّ وَاَلَحَّ عَلَیَّ وَاَحْفَانِیْ بِالْمَسْئَلَۃِ فَیُحْفِکُمْ یُجْھِدُکُمْ ——— کہا جاتا ہے الحف علی والح علی وہ میرے سامنے گڑگڑایا۔ انتہائی عاجزی کے ساتھ سوال کیا۔ اور سوال کرنے میں اس نے بہت عاجزی کی۔ سورہ محمد میں فرمایا گیا۔ اِنْ یَّسْئَلْکُمُوْھَا فَیُحْفِکُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَکُمْ۔ اگر انہیں تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تو تم بخل کروگے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل کو ظاہر کر دے گا۔ آیت ۳۷ ——— امام بخاری نے فیحفکم کی تفسیر یجھدکم سے کی اس سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ الحاح الحاح اور احفا سب کے معنی ایک ہیں مانگنے میں گڑگڑانا عاجزی کرنا۔

باب قولہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ

اس دن سے ڈرو جس دن اللہ کی طرف لوٹ کر جاؤگے۔

حدیث ۲۲۳۳

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اٰخِرُ اٰیَۃٍ نَزَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰیَۃُ الرِّبٰوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا سب سے اخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو آیت نازل کی گئی۔ وہ آیت ربا ہے

تشریحات ۲۲۳۳

سب سے اخیر میں کون سی آیت نازل ہوئی اس بارے میں علماء کے مابین جو اختلافات ہیں اور ان میں جو تطبیق ہے وہ پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

باب قولہ ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر ص ۶۵۲

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر تمہارے جی میں جو کچھ ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ اس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے بخشے جسے چاہے عذاب دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حدیث ۲۲۳۳

عَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

مروان اصفر سے روایت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّھَا قَدْ نُسِخَتْ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَلْاٰیَۃَ

ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن عمر ہیں کہ آیت کریمہ ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ منسوخ ہو چکی ہے۔

تشریحات ۲۲۳۴

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام کو غم لاحق ہوا۔ اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ ہم ہلاک ہو گئے اس لئے کہ ہمارے دل ہمارے اختیار میں نہیں فرمایا تم لوگ یہ کہو ہم نے سنا اور مانا، لوگوں نے کہا وان تبدوا ما فی انفسکم کو لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اللہ ہر شخص کو اس کی وسعت کے مطابق ہی تکلیف دیتا ہے۔" نے منسوخ کر دیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ابتداءً اس کے منسوخ ہونے کا علم نہیں تھا۔ اسی بنا پر ان سے مروی ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور رو دئے۔ بعد میں نسخ کا علم ہوا جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اس کے بعد والے باب میں یہی حدیث خود حضرت ابن عمر ہی سے اس تصریح کے ساتھ مروی ہے کہ آیت کریمہ وان تبدوا ما فی انفسکم کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ جو اس کے بعد ہے۔ یعنی لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔

بَابُ قَوْلِہٖ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ ص ۶۵۲

اللہ عز و جل کے اس ارشاد کی تفسیر۔ رسول اس پر ایمان لایا جو اس کی جانب اسکے رب کی طرف سے اتارا گیا۔

ت ۶۱۱ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِصْرًا عَھْدًا ۔ ابن عباس نے فرمایا اصرا کے معنی عہد و پیمان ہے۔ ویقال غفرانک مغفرتک فاغفرلنا غفران معنی میں مغفرت کے ہے۔ اور یہ فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے اصل عبارت تھی فَاغْفِرْ لَنَا غفرانك

سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ ص ۶۵۲

سورۂ آل عمران مدنی ہے جو قرآن کی تیسری سورۃ ہے

تقاۃ۔ وتقیۃ واحدۃ۔ ان دونوں کے معنی ایک ہیں بچنا ڈرنا۔ صرٌّ۔ برد ـــــ شفا حفرۃ۔ مثل شفا الرکیۃ وھو حرفھا۔ گڑھے کے کنارے جیسے کنوئیں کی من یعنی اس کا کنارہ ـــــ تبوئ تتخذ معسکرا۔ لشکر کی جگہ بنا رہے تھے۔ مورچے قائم کر رہے تھے۔ والمسومۃ الذی لہ سیماء بعلامۃ او بصوفۃ او ما کان۔ مسوم کے معنی یہ ہے جس کے اوپر کوئی نشان لگا یا گیا ہو کوئی علامت بنادی گئی ہو اون سے ہو یا کسی اور چیز سے ہو ـــــ ربیون الجمیع والواحد ربی۔ ربیون جمع ہے اس کا واحد ربی ہے ربی کے معنی اللہ والے کے ہیں۔

تَحُسُّوْنَھُمْ تستاصلونھم قتلا ان کو قتل کرکے ان کی بنیاد ختم کر رہے تھے غُزًّا واحدھا

غـــازٍ ـــــــ غزاً غازی کی جمع ہے جنگ کرنے والے حملہ کرنے والے ـــــــ سنکتب ۔ سنحفظ لکھنے سے مراد یہ ہے کہ اسے محفوظ کریں گے ۔ نُزُلاً۔ ثوابا ویجوز ومُنزل من عند اللہ کقولک اَنْزَلْتُہٗ نـزلٌ کے معنیٰ ثواب ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مرادیہ ہو کہ اللہ کے یہاں سے آتارا ہوا ـــــــ وَقَالَ مجاھد وَالْخَیْلُ الْمُسَوَّمَۃُ الْمُطَھَّمَۃُ الْحِسَانُ ۔ نشان لگائے ہوئے تندرست گھوڑے ـــــــ وَقَالَ ابن جبیر وحصور الایاتی النساء ۔ اور ابن جبیر نے کہا حصور وہ ہے جو عورتوں کے قریب نہ جائے ۔ وَقَالَ عکرمۃ من فورھم من غضبھم یوم بدر ۔ بدر کے دن ان کے غضب کی وجہ سے ـــــــ وَقَالَ مجاھد ـــــــ یخرج الحیَّ النطفۃ تخرج میتۃً وَیُخْرِجُ مِنھا الحیَّ ۔ مجاہد نے کہا زندہ کو مردے سے نکالتا ہے یعنی نطفہ بے جان نکلتا ہے اور اس سے زندہ پیدا ہوتا ہے ـــــــ الابکار اول الفجر ابکار کے معنیٰ فجر کا ابتدائی حصہ والعشے میل الشمس الیٰ ان اراہ تغرب ۔ عشی کے معنی سورج ڈھلنے سے لے کر سورج ڈوبنے تک ہے ۔

بَابٌ مِنْہُ اٰیَاتٌ مُّحْکَمَاتٌ ص ۶۵۲

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اور اسکی کچھ آیتیں محکم ہیں ۔

ـــــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْحَلَالُ وَالْحَرَامُ ـــــــ آیات محکم سے مراد وہ آیتیں ہیں جن میں حلال و حرام کا بیان ہے ـــــــ وَاُخَرُ مُتَشَابِھَاتٌ یصدق بعضہ بعضاً ۔ متشابہ سے مراد یہ ہے کہ بعض آیتیں بعض کی تصدیق کرتی ہیں ۔ کقولہ تعالیٰ وَمَا یُضِلُّ بِہٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ـــــــ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اس سے صرف فاسق ہی گمراہ ہوتے ہیں اور گمراہ ہیں ۔ ـــــــ وکقولہ جلَّ ذِکْرُہٗ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ جیسے اللہ جل ذکرہ کا ارشاد ہے اور اللہ گندگی ان لوگوں پر ڈالتا ہے جو بے سمجھ ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بے عقلی سے متشابہات کی ایسی تاویل کرتے ہیں جو محکمات کے معارض ہیں وہ ناسمجھ ہیں اور گندگی یعنی کفر کے مرتکب ۔ وَکَقَوْلِہٖ وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی ۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور جن لوگوں نے ہدایت پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور بڑھادی مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے متشابہات کے علم کو اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کیا اور یہ اعتقاد رکھا کہ یہ حق ہے یا اس کی کوئی تاویل کی تو محکمات کے مطابق کی یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں ـــــــ زیغ شک ۔ زیغ کے معنی کجی سے مراد شک ہے ـــــــ اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَۃِ الْمُشْتَبِھَاتُ فتنہ تلاش کرتے ہوئے مشتبہات میں اس کی دو صورتیں ہیں یا تو اسکے حق ہونے سے انکار کریں یا ان کی ایسی تاویل کریں جو محکمات کی معارض ہیں ـــــــ وَالرّٰسِخُوْنَ یعلمون یقولون اٰمنا بہ ۔ والرّاسخون فی العلم کے معنٰی یہ ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے ۔

حدیث ۲۲۳۵

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ

یہ آیت تلاوت فرمائی ——— اللہ ہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری ہے جس میں

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ

سے کچھ آیتیں محکم ہیں یہ اصل کتاب ہیں۔ دوسری کچھ متشابہات ہیں وہ لوگ جن کے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ

دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں فتنہ طلب کرتے ہوئے

وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

اور اس کی تاویل ڈھونڈھتے ہوئے اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔ آیت ۔ ام المومنین نے کہا کہ رسول اللہ

سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ[1]

علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ نے نام رکھا ہے۔ ان سے بچو۔

تشریحات ۲۲۳۵

متشابہات کے سلسلے میں تین مذہب ہے۔ اسلم کہ ان کی کوئی تاویل نہ کی جائے اور اس کا علم اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کیا جائے اور ان کے حق ہونے پر ایمان لایا جائے ——— سالم بضرورت ان کی تاویل کی جائے مگر ایسی جو محکمات کے مطابق ہو ان کے معارض نہ ہو ——— زائغ وہ لوگ ہیں جو اس کی من مانی ایسی تاویلیں کرتے جو محکمات کے معارض ہیں۔ آیۂ کریمہ میں فرمایا گیا۔ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ اس کے بعد ہے وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔ جو لوگ اِلَّا اللّٰہ پر وقف کو لازم قرار دیتے ہیں اور والراسخون فی العلم کو الگ جملہ مانتے ہیں وہ مذہب اسلم کے پابند ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی ان کی تاویل نہیں جانتا۔ لیکن اس کا بھی احتمال ہے والراسخون فی العلم کا عطف اللہ پر ہو۔ اب اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کی تاویل اللہ اور راسخین فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا یہ مذہب سالم والے ہوئے اسی بنا پر یہ لوگ متشابہات کے ایسے معنی بیان کرتے ہیں جو محکمات کے مطابق ہیں معارض نہیں۔

---

[1] مسلم قدر ابوداؤد قدر سنت ترمذی تفسیر

صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو متشابہات کے معانی کا علم ہے ورنہ خطاب لغو ہو جائے گا عرفاء نے فرمایا بہت سے ارباب باطن بھی ان کے معانی جانتے ہیں غالباً ابریز شریف میں ہے کہ کوئی قطب اس وقت تک قطب نہیں ہو سکتا جب تک کہ متشابہات کے معانی نہ جانے۔

باب قولہ لیس لک من الامر شیئ ص ۶۵۵ آپ کو بے اذن الٰہی کوئی اختیار نہیں۔

حدیث ۲۲۳۶

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان یدعو علی احد او یدعو لاحد قنت بعد
جب کسی کی بربادی کی دعا کرنا چاہتے یا کسی کے لئے اچھی دعا کرنا چاہتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے
الرکوع فربما قال اذا قال سمع اللہ لمن حمدہ اللہم ربنا لک الحمد اللہم
کبھی کبھی سمع اللہ لمن حمدہ اللہم ربنا لک الحمد کہنے کے بعد دعا فرماتے۔ اے اللہ ولید بن ولید اور
انج الولید بن الولید وسلمۃ بن ہشام وعیاش بن ابی ربیعۃ اللہم اشدد
سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما۔ اے اللہ اپنا سخت عذاب نازل فرما
وطأتک علی مضر واجعلہا سنین کسنی یوسف یجہر بذلک وکان
مضر پر اور ان پر خشک سالی نازل فرما یوسف علیہ السلام کی خشک سالی کے مثل اسے بلند آواز سے کہتے اور فجر کی نماز میں کہتے
یقول فی بعض صلواتہ فی صلوۃ الفجر اللہم العن فلانا وفلانا لاحیاء
اے اللہ فلاں اور فلاں پر لعنت فرما۔ عرب کے کچھ قبیلوں کے لئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا
من العرب حتی انزل اللہ لیس لک من الامر شیئ الآیۃ
بے عطاء الٰہی آپ کو کچھ اختیار نہیں کہ ان کی توبہ قبول کریں یا انہیں عذاب دیں۔

تشریحات ۲۲۳۶

قنوت نازلہ کی پوری بحث باب الوتر میں گزر چکی ہے، یہ منسوخ نہیں جیسا کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے۔ اگر مسلمانوں پر کوئی عام بلا نازل ہو تو اب بھی مشروع ہے اور راجح و مختار یہ ہے کہ قنوت نازلہ بھی قبل رکوع ہے علماء احناف میں سے کچھ لوگوں نے بعد رکوع کا قول کیا ہے مگر یہ مرجوح ہے۔

باب قولہ والرسول یدعوکم فی اخرٰکم ص ۶۵۵ اور رسول تم کو بلاتے ہیں آخری حصے میں۔

ھو تانیث اخرکم۔ اخریٰ آخر کا مونث ——— وقال ابن عباس احدی الحسنیین فتحا او

شہادۃ دو اچھائیوں میں سے ایک فتح ہے یا شہادت

حدیث ۲۲۲۳

حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِیَ

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الرَّجَّالَةِ

نے یوم احد پیادوں پر عبد اللہ بن جبیر کو امیر بنایا وہ لوگ شکست کھا گئے

یَوْمَ اُحُدٍ عَبْدَ اللہِ بْنَ جُبَیْرٍ فَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِیْنَ فَذَالِكَ اِذْ یَدْعُوْهُمْ

اسی وقت رسول ان کو دوسری طرف پکار رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

الرَّسُوْلُ فِیْ اُخْرَاهُمْ وَلَمْ یَبْقَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرُ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا

کے ساتھ بارہ شخص کے علاوہ اور کوئی نہیں رہ گیا تھا۔

تشریحات ۲۲۲۳

فاقبلوا منہزمین کا ظاہری معنی یہ ہے کہ وہ لوگ شکست کھا کر بھاگے حالانکہ ایسا نہیں ہوا جب پہلے دہلہ میں قریش کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب شروع کیا تو حضرت عبد اللہ بن جبیر کے بار بار منع کرنے کے باوجود چالیس آدمی وہاں سے مال غنیمت لوٹنے کے ارادہ سے چلے آئے دس آدمی صرف رہ گئے وہ سب کے سب شہید ہو گئے۔ اسلامی لشکر دو طرفہ گھیرے میں آ گیا پیچھے سے خالد بن ولید حملہ آور تھے اور آگے سے ابوسفیان پورا لشکر لے کر پلٹ پڑے اس ناگہانی افتاد کی بدولت مجاہدین میں افراتفری مچ گئی جو جہاں تھا وہیں پھنس کے رہ گیا اس وقت حضور کے ساتھ صرف چودہ آدمی رہ گئے تھے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ بتایا ہے انہوں نے اپنے علم کے مطابق کہا ہے

باب اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان (جبکہ لوگوں نے) کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے۔

صـ ۶۵۵

حدیث ۲۲۲۸

عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت

حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ قَالَهَا اِبْرَاهِیْمُ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَقَالَهَا

ابراہیم جب آگ میں ڈالے جا رہے تھے تو انہوں نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہا تھا۔ اور محمد صلی اللہ

مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالُوْا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ

علیہ وسلم نے کہا تھا جب ان سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے لشکر جمع کر لیا ہے

فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ[1]

تو ان سے ڈرو تو اس نے انکے ایمان کو بڑھا دیا۔ اور انہوں نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے

تشریحات ۲۲۳۸

تفسیر طبری میں ہے کہ ابوسفیان کی ملاقات عبدالقیس کے کچھ سواروں سے ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا جب تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جانا تو انہیں بتانا ہم نے ان پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کر لیا ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو کہا۔ اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے قصہ یہ تھا کہ ابوسفیان یوم احد پلٹتے پلٹتے یہ کہہ آئے تھے ہمارے تمہارے وعدے کی جگہ سال آئندہ بدر ہے جہاں تم نے ہمارے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ اس کے مطابق سال پورا ہونے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر تک تشریف لے گئے ابوسفیان مکہ سے نکلے عسفان تک پہنچے اور یہ کہہ کر لوٹ گئے کہ امسال بارش نہیں ہوئی ہے خشک سالی ہے اس لئے لڑنا مناسب نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ مال تجارت لے کر گئے تھے اسے وہاں بیچا جس میں کافی نفع ہوا اسی کو اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔

فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَّاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ

تو وہ لوگ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس ہوئے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا اور اللہ کی خوشی پر چلے۔ اور اللہ بھاری فضل والا ہے۔

باب قوله وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت اذیت ناک باتیں سنو گے۔

حدیث ۲۲۳۹

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ

عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ اسامہ بن زید نے انہیں بتایا کہ

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَدَكِيَّةٍ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کا بنا ہوا موٹا کمبل

وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَاءَهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ

تھا۔ اور اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ بدر کے واقعہ سے پہلے بنی حارث بن خزرج

بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

نے سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کے لئے جا رہے تھے۔ حضور کا گزر ایسی مجلس پر ہوا

أُبَيٍّ ابْنِ سَلُولَ وَذَالِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ

جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا ـــــــ یہ واقعہ عبداللہ بن ابی کے بظاہر اسلام لانے سے قبل کا

[1] نسائی تفسیر

أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَالْمُسْلِمِينَ

ہے۔ اور اس مجلس میں مسلمان مشرک بت پرست اور یہود ملے جلے تھے۔ اور اس مجلس میں

وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ

عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس پر چوپائے کا اڑتا یا ہوا غبار چھا گیا۔ تو

خَمَّرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ

عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک اپنی چادر سے چھپالی۔ پھر کہا۔ ہم پر غبار مت اڑاؤ۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا۔ پھر رک گئے اور سواری سے اترے

إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ أَيُّهَا

انہیں اللہ کی طرف بلایا۔ اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ تو عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا۔ اے

الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِينَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا ارْجِعْ

شخص آپ جو پڑھ کر سناتے ہیں اس سے بہتر کوئی کلام نہیں۔ اگر یہ حق ہے تو بھی اسے سنا کر ہمیں

إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلَى

ہماری مجلسوں میں آکر ایذا نہ پہنچائیں۔ اپنی قیام گاہ پر لوٹ جاؤ جو آپ کے پاس حاضر ہو اسے سناؤ

يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَتَبَّ الْمُسْلِمُونَ

اس پر عبداللہ بن رواحہ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ! اسے سنانے کیلئے ہماری مجلسوں میں تشریف

وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

لائیے۔ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ یہ سنکر مسلمان اور یہود اور مشرکین آپس میں گالی گلوج کرنے لگے۔ قریب تھا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَنُوا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ مشتعل ہو کر لڑ پڑتے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کو ٹھنڈا فرمانے کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ ٹھنڈے ہو گئے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہو کر سعد بن

دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

عبادہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد کیا تم نے وہ نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا۔ ابو حباب سے ان کی مراد عبداللہ

وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ يُرِيدُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ

بن ابی تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس نے ایسے ایسے کہا ہے۔ تو سعد بن عبادہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اسے معاف

كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ

فرما دیں اور اس سے درگزر فرمائیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے

فَوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِیْ نَزَّلَ
آپ پر کتاب اتارا۔ بے شک اللہ وہ حق لایا ہے جو آپ پر اتارا۔ اس بحیرہ

عَلَیْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ اَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَیْرَةِ عَلٰی اَنْ یُّتَوِّجُوْهُ فَیُعَصِّبُوْنَهٗ
والوں نے طے کر لیا تھا کہ اس کے سر پر تاج رکھیں گے۔ لیکن اللہ نے اسے منظور

بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا اَبَی اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ
نہیں فرمایا۔ اس کے عوض وہ حق دین دیا جو آپ کو اللہ نے عطا فرمایا ہے۔

فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَیْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اس پر اس کو جلن ہے۔ اسی لئے وہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ یَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ
نے اسے معاف فرما دیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ مشرکین اور اہل کتاب سے درگزر

وَاَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا اَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَیَصْبِرُوْنَ عَلَی الْاَذٰی قَالَ اللّٰهُ وَلَتَسْمَعُنَّ
فرماتے تھے۔ اور ان کی ایذا پر صبر فرماتے تھے جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اللہ نے

مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا اَذًی كَثِیْرًا
فرمایا۔ تم سے پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے ان سے اور مشرکین سے بہت تکلیف دہ باتیں سنو گے۔

الْاٰیَةَ وَقَالَ اللّٰهُ وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بہت سے اہل کتاب یہ پسند کرتے کہ کاش تم کو تمہارے ایمان کے بعد

كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اِلٰی آخِرِ الْاٰیَةِ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
کافر بنا کر لوٹا دیں۔ حسد کی بنا پر جو ان کے اندر ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَاَوَّلُ فِی الْعَفْوِ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰی اَذِنَ اللّٰهُ فِیْهِمْ
کے حکم کے مطابق درگزر فرماتے رہے۔ حتی کہ اللہ نے ان کے بارے میں اذن دیا

فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ صَنَادِیْدَ
جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کیا اور اللہ نے کفار قریش کے بڑے بڑے

كُفَّارِ قُرَیْشٍ قَالَ ابْنُ اُبَیِّ بْنِ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَعَبَدَةِ
سرداروں کو مار ڈالا۔ تو ابن ابی ابن سلول اور اس کے مشرک اور بت پرست ساتھیوں نے کہا۔ یہ

الْاَوْثَانِ هٰذَا اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَایِعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
دین تو غالب ہوتا نظر آرہا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت

عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا

کرلی اور مسلمان ہو گئے۔

تشریحات ۲۲۳۹

جنگ بعاث میں انصار کرام کی دونوں شاخوں کے سربرآوردہ سردار اور بہادر مار ڈالے گئے۔ جس کی وجہ سے دونوں قبیلوں اوس اور خزرج کمزور ہو گئے۔ اس کا جب انصار کرام کو احساس ہوا تو دونوں قبیلوں کے لوگوں نے بیٹھ کر سنجیدگی سے یہ طے کیا کہ ہم لوگوں کا مشترک ایک سردار ہو اور پھر باتفاق رائے اس بدنصیب عبداللہ بن ابی ابن سلول کا انتخاب ہوا۔ سب کی رائے ہوئی کہ ایک تاج تیار کر کے اس کے سر پر باندھ دیا جائے۔ اسی اثنا میں مدینہ طیبہ میں اسلام پہنچ گیا۔ ابتدا میں کچھ انصار کرام ایام حج میں عقبہ پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے اسلام قبول کر لیا۔ پھر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ پہنچے تو بہت زوروں سے اسلام کی اشاعت ہونے لگی۔ گھر گھر اسلام کا چرچا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادر مہاجرین مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ عبداللہ بن ابی نے جب یہ دیکھا کہ میری سیادت متفقہ طور پر طے ہونے کے بعد ختم ہو رہی ہے تو اس نے ابتداءً کھل کر مخالفت کی پھر بظاہر مسلمان ہوا اور اندر اندر کافر رہا۔ اور اسی حال میں مرا۔

اس حدیث میں اَسْلَمُوْا سے مراد حقیقت میں اسلام قبول کرنا نہیں بلکہ بظاہر مسلمان ہونا مراد ہے۔

باب قَوْلِهٖ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا ص ۶۵۶

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر ان لوگوں کو ن مت کرو جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں۔

حدیث ۲۲۴۰

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رِجَالًا مِّنَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کچھ منافقین تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَزْوِ وَتَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا

میں تشریف لے جاتے تو وہ پیچھے رہ جاتے اور

بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھ رہنے پر خوش ہوتے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوْا اِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَاَحَبُّوْا اَنْ

تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے تو حضور کی خدمت میں معذرت پیش کرتے اور قسم

يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ الْآيَةَ۔

کھاتے اس کو پسند کرتے کہ جو انہوں نے نہیں کیا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے۔ اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

تشریحات ۲۲۴

پوری آیت کریمہ یہ ہے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اور ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہو۔ ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حدیث ۲۲۴۱

اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ اذْهَبْ

علقمہ بن وقاص نے خبر دی کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ اے

يَا رَافِعُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا اُوْتِيَ وَاَحَبَّ اَنْ يُّحْمَدَ

رافع ابن عباس کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، اگر وہ شخص عذاب دیا جائے جسے کوئی چیز حاصل ہو وہ اس

بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ اَجْمَعُوْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ اِنَّمَا

پر خوشی منائے اور چاہے کہ جو اس نے نہیں کیا ہے اس پر اس کی تعریف کی جائے تو اس صورت

دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ فَسَاَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ اِيَّاهُ وَ

میں سب پر عذاب ہوگا۔ ابن عباس نے فرمایا تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ یہ پوچھ رہے ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهِ فَاَرَوْهُ اَنْ قَدِ اسْتُحْمِدُوْا اِلَيْهِ بِمَا اَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَاَلَهُمْ

نے یہودیوں کو بلایا اور ان سے کچھ پوچھا جو صحیح بات تھی اس کو چھپایا اور غلط بات بتائی تو انہوں نے

وَفَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ

جانا کہ انہوں نے جو بتایا ہے سوال کے جواب میں اس پر ان کی تعریف کی جائے گی۔

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَوْلِهِ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ اَنْ

اور چھپانے پر خوش ہوئے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تلاوت فرمائی۔ "اور یاد کرو جب اللہ نے

يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

اہل کتاب سے عہد لیا۔ بما لم یفعلوا تک۔ الآیۃ

تشریحات ۲۲۴۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ خاص یہودیوں کے بارے میں ہے۔ اہل کتاب سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اسے

صاف صاف بیان کریں گے اور چھپائیں گے نہیں مگران سے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا تو انہوں نے سچی بات چھپائی اور غلط بات بتائی اور اس پر خوش ہوئے اور اپنے جی میں یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے جو غلط بات بتائی ہے اس پر ہماری تعریف کی جائے گی۔ یہ فریب وہی یقیناً جرم ہے وہ بلاشبہ عذاب کے مستحق ہونگے۔

سُورَۃُ النِّسَاء ص ۶۵۷ —— یہ مدنی ہے اس میں ایک سو چھہتر آیتیں ہیں

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَنْكِفُ يَسْتَكْبِرُ ، ماننے سے انکار کرتا ہے —— قِوَامًا ، قِوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ ، جس پر تمہاری زندگی کا دارومدار ہے —— لَهُنَّ سَبِيلًا ۔ يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ ، سبیل یہ ہے کہ ثیب کو سنگسار کیا جائے اور کنواری کو کوڑا مارا جائے۔ پوری آیت یہ ہے فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا پس اگر لوگ گواہی دیں زنا پر تو ان کو گھروں میں بند کئے رہو یہاں تک کہ مرجائیں یا اللہ ان کے لئے کوئی راستہ پیدا فرمائے۔

ابتدا میں زانیہ عورتوں کے لئے حبس دوام کا حکم تھا اسی کو اس آیت میں بیان فرمایا کہ جب تک دوسرا حکم نہ نازل ہوا اور اللہ ان کے لئے دوسرا کوئی راستہ نہ تجویز فرمائے ان کو گھروں میں بند رکھو۔ اب یہ راستہ کیا ہے اسی کو بیان فرمایا کہ زانیہ اگر کنواری ہے تو اس کو کوڑا مارا جائے گا اور اگر کنواری نہیں ہے تو اس کو سنگسار کیا جائے گا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثَ وَأَرْبَعَ وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ مراد یہ ہے کہ ہر شخص دو یا تین یا چار بیویوں سے نکاح کرے۔ اور اہل عرب رباع کے بعد تکرار عدد کے لئے فعال کا وزن نہیں لاتے مطلب یہ ہے کہ ثلث اور رباع فعال کے وزن پر ہے جس کے معنی تکرار عدد ہے یعنی تین تین چار چار اس کے لئے بقیہ اعداد میں یہ طریقہ جاری نہیں مثلاً خماس کے معنی پانچ پانچ یا سداس بمعنی چھ چھ نہیں بولتے۔ علامہ ابن حاجب نے فرمایا اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ ثابت نہیں۔

بَاب قَوْلِهِ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ ص ۶۵۸

جب میراث کی تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو انھیں بھی کچھ دو۔

حدیث ۲۲۴۲

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ قَالَ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَلَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب تقسیم کے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مساکین آجائیں تو انہیں بھی کچھ دو۔ یہ آیت محکم ہے اور منسوخ نہیں

تشریحات ۲۲۴۲ یہ آیت منسوخ ہے کہ محکم ؟ اور محکم ہے تو اس کا کیا مطلب ہے اس کی پوری بحث کتاب الوصایہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ص ۶۵۸

اللہ رب العزت کے اس ارشاد کی تفسیر تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا تَعْضُلُوهُنَّ لَا تَقْهَرُوهُنَّ۔ ان کو مجبور نہ کرو ـ حُوبًا إِثْمًا ـ حوب کے معنی گناہ ہے ـــــ تَعُولُوا تَمِيلُوا، حق سے ہٹ جاؤ۔ نِحْلَةً فَالنِّحْلَةُ الْمَهْرُ نحلہ کے معنی عطیہ ہے یہاں مراد مہر ہے۔

حدیث ۲۲۴۳ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ

اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی

لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ

عورتوں کے وارث بن جاؤ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو کے بارے میں

قَالَ: كَانُوا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ اہل عرب کا طریقہ تھا جب کوئی شخص مرجاتا تو اسکے اولیاء اس کی بیوی کے

تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَاؤُوا زَوَّجُوهَا وَإِنْ شَاؤُوا لَمْ يُزَوِّجُوهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا

سب سے زیادہ حقدار ہوتے، اولیاء میں سے کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اگر سب چاہتے تو کسی اور سے اس کا نکاح

مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي ذٰلِكَ [1]

کردیتے اور اگر چاہتے اسکی شادی نہیں کرتے۔ متوفی کے اولیاء عورت کے اولیاء کے بنسبت عورت کے زیادہ حقدار ہوتے تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تشریحات ۲۲۴۳ کسی بھی عورت کے نکاح کرنے کا حق اس کے اولیاء کو ہے لیکن عرب میں اس کے برخلاف بیوہ کے بارے میں یہ رواج تھا کہ متوفی شوہر کے اولیاء اس کی بیوہ کے مختار کل بن جاتے اس میں ان کے فوائد تھے مثلاً وہ عورت مالدار ہے تو اس سے خود نکاح کر لیتے تاکہ اس کا مال ان کو مل جاتا اس کا شوہر مالدار تھا اس سے عورت کو میراث مل جاتی اس عورت سے شادی کر دیتے تاکہ یہ میراث انہیں کو ملے وغیرہ وغیرہ اس ظالمانہ رسم کو ختم کرنے کے لئے یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔

---

[1] ثانی کتاب الاکراہ باب من الاکراہ کرھا وکرھا واحد۔ ص ۱۰۲۵ ابو داؤد نکاح۔ نسائی تفسیر

باب قولہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون

اللہ رب العزت کے اس ارشاد کی تفسیر اور ہم نے سب کے لئے مال کے مستحق بنادیے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے۔

ص ۶۵۸

مَوَالِیَ اَوْلِیَاءُ وَرَثَۃٌ ــــ عَاقَدَتْ هُوَ مَوْلَی الْیَمِیْنِ وَهُوَ الْحَلِیْفُ وَالْمَوْلٰی اَیْضًا اِبْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَی الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَمَوْلَی الْمُعْتَقِ وَمَوْلَی الْمَلِیْكِ وَالْمَوْلٰی مَوْلًی فِی الدِّیْنِ، موالی سے مراد وہ لوگ ہیں جو وارث ہوں، آیت کریمہ میں آگے تھا وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا ہے اس آیت میں مراد حلیف ہے یعنی جن دو یا متعدد اشخاص نے آپس میں قسم کھا کر یہ معاہدہ کیا کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور مولیٰ سے مراد چچا کا بیٹا بھی ہے اور مولیٰ آزاد کرنے والے کو بھی کہتے ہیں اور آزاد کردہ غلام کو بھی اور مولیٰ کے معنی مالک کے بھی ہیں اور ایک مولیٰ دینی ہوتا ہے۔

باب قولہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ یعنی زِنَۃَ ذَرَّۃٍ ص ۶۵۹

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر بیشک اللہ ذرہ کے برابر ظلم نہیں فرمائے گا۔

حدیث ۲۲۴۴

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُنَاسًا فِیْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے

زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

میں کچھ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے فرمایا ہاں، کیا دوپہر کے وقت جب

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ! هَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِیْرَةِ

روشنی خوب پھیلی ہو اور بادل نہ ہو سورج کے دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے لوگوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کیا

ضَوْءٌ لَیْسَ فِیْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ

چودھویں رات کو جب چاندنی خوب پھیلی ہو اور بادل نہ ہو تو چاند کے دیکھنے میں کچھ تکلف ہوتا ہے لوگوں نے

ضَوْءٌ لَیْسَ فِیْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا تُضَارُّوْنَ

عرض کیا نہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسے تم کو ان میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں تکلف نہیں ہوتا

فِیْ رُؤْیَةِ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ

اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی تکلف نہیں ہوگا۔　جب قیامت کا دن ہوگا تو

اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتَّبِعْ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا یَبْقٰی مَنْ كَانَ یَعْبُدُ غَیْرَ اللّٰهِ

ایک منادی پکارے گا ہر شخص اس کے پیچھے لگ جائے گا جسے وہ پوجتا تھا تو جتنے بھی غیر اللہ

مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ الْاٰیتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ

اصنام اور انصاب کو پوجتے ہوں گے سب جہنم میں گر پڑیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ رہ جائیں

یَعْبُدُ اللّٰہَ بَرٌّ اَوْ فَاجِرٌ وَغُبَّرَاتُ اَہْلِ الْکِتَابِ فَتُدْعَی الْیَہُوْدُ فَیُقَالُ لَہُمْ مَنْ کُنْتُمْ

گے جو اللہ کو پوجتے تھے نیک ہوں یا برے اور بقایا اہل کتاب تو یہودیوں کو بلایا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا

تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَعْبُدُ عُزَیْرَ بْنَ اللّٰہِ فَیُقَالُ لَہُمْ کَذَبْتُمْ

تم کس کو پوجتے تھے تو وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے عزیر کو پوجتے تھے ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو اللہ نے

مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ صَاحِبَۃٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ قَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَیُشَارُ اَلَا

بیوی اور بچے نہیں بنائے اور تم لوگ کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے اے رب! ہمیں پیاس لگی ہے ہمیں پانی پلا تو اشارہ کیا جائے

تَرِدُوْنَ فَیُحْشَرُوْنَ اِلَی النَّارِ کَاَنَّہَا سَرَابٌ یَحْطِمُ بَعْضُہَا بَعْضًا فَیَتَسَاقَطُوْنَ فِی

گا کہ ادھر کیوں نہیں جاتے؟ تو وہ آگ کی طرف بڑھیں گے گویا وہ سراب ہے (دیکھنے میں پانی معلوم ہوگی) مگر حقیقت میں آگ

النَّارِ ثُمَّ تُدْعَی النَّصَارٰی فَیُقَالُ لَہُمْ مَنْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِیْحَ

ہوگی جس کا بعض کو کھا رہا ہے اور پھر وہ آگ میں گر پڑیں گے پھر نصاری کو بلایا جائیگا اور انسے پوچھا جائے گا تم کس کو پوجتے تھے وہ

ابْنَ اللّٰہِ فَیُقَالُ لَہُمْ کَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ صَاحِبَۃٍ وَّلَا وَلَدٍ فَیُقَالُ لَہُمْ

کہیں گے اللہ کے بیٹے مسیح کو تو ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو۔ اللہ نے بیوی اور بچے نہیں بنائے ان سے کہا جائے گا تم کیا چاہتے

مَا تَبْغُوْنَ فَکَذٰلِکَ مِثْلَ الْاَوَّلِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ مِنْ بَرٍّ

ہو یہ بھی پہلے والے کی طرح کہیں گے اور انکا حال بھی وہی ہوگا جب صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو اللہ کی پرستش کرتے تھے

اَوْ فَاجِرٍ اَتَاہُمْ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ فِیْ اَدْنٰی صُوْرَۃٍ مِّنَ الَّتِیْ رَاَوْہُ فِیْہَا فَیُقَالُ مَاذَا

نیک یا برے تو اللہ تعالیٰ ان پر جلوہ فرمائے گا اس جلوے سے قریب جس میں انہوں نے اسے دیکھا تھا ان سے کہا جائے گا کیا

تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِی الدُّنْیَا عَلٰی

انتظار کر رہے ہو ہر قوم اس کے پیچھے لگ جائے گی جس کو وہ پوجتی تھی۔ وہ لوگ عرض کریں گے۔ ہم نے سب لوگوں کو دنیا

اَفْقَرِ مَا کُنَّا اِلَیْہِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْہُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِیْ کُنَّا نَعْبُدُ فَیَقُوْلُ

میں چھوڑ دیا اور کسی کا ساتھ نہیں دیا جب کہ ہم سب سے زیادہ ان کے محتاج تھے اور ہم اپنے اس رب کا انتظار کر رہے ہیں جس کی

اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا [1]

ہم پرستش کرتے تھے فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں تو وہ دو یا تین مرتبہ کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

---

[1] ثانی توحید باب قول اللہ وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرۃ ص ۱۱۰۵

تشریحات ۲۲۴

تضارّون اس میں کئی روایتیں ہیں تُضَارُّوْنَ ۔ ضَیر سے جس کے معنی ضرر کے ہیں دوسرے تَضَارُّوْنَ ضرر سے ہے یعنی دوسروں کو ضرر پہنچاتے ہو یعنی کیا اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ دوسرں کو دھکے دیتے ہو تیسرے تَضَامُّوْن ۔ ضَمٌّ سے یعنی کیا ایک دوسرے سے چپکتے ہو۔ چوتھے تُضَامُوْنَ ضَیْمٌ سے جس کے معنی مشقت کے ہیں ان سب کا حاصل یہ ہے کہ جیسے فضا صاف ہونے کی حالت میں دوپہر میں سورج کو اور چودھویں رات میں چاند کو بلا تکلف بغیر کسی مشقت کے بغیر دھکم دھکا کے دیکھتے ہو اسی طرح قیامت کے دن رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھو گے۔

قیامت کے دن مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ کا دیدار حق ہے۔ اس کی پوری بحث گزر چکی ہے التی رأوہ فیھا حدیث میں کہیں اس کا ذکر نہیں کہ اس کے پہلے مسلمانوں نے اللہ عزوجل کا جلوہ دیکھا ہو۔ اس لئے رأو سے یہاں رؤیۃ بصری مراد نہیں بلکہ رؤیۃ قلبی مراد ہے۔ ہر مومن کے ذہن میں اللہ عزوجل کے جلوے کا ایک تصور ہوتا ہے۔ یہاں مراد یہی ہے کہ ہر مومن نے اللہ عزوجل کے جلوے کا جو تصور ذہن میں رکھا ہوگا یہ جلوہ اس کے قریب ہوگا یعنی اس سے ملتا جلتا ہوگا۔

باب قَوْلِهٖ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر تو کیسا ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

ص ۶۵۹

المختال والختال واحد مختال اور ختّال کے ایک معنی ہیں۔ متکبر اترانے والا۔ اس پر شارحین نے اعتراض کیا کہ دونوں کے ایک معنی کیسے ہو سکتے ہیں۔ مختال کا مادہ خیلاء ہے جس کے معنی تکبر اور اترانے کے ہیں ختّال کا مادہ ختلٌ ہے جس کے معنی فریب اور بے وفائی کے ہیں اکثر روایتوں میں یہی ہے۔ لیکن اصیلی کی ایک روایت میں ختّال کے بجائے الخال بغیر تا کے ہے خال کے چالیس معنی آتے ہیں اس کا ایک معنی تکبر کا ہے۔ اسے بمعنی خائل لیا جائے تو یہ بھی مختال کے معنی میں ہو جائے گا۔ نطمس نسویھا حتے تعود کأقفائھم طمس الکتاب محاہ فرمایا گیا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق فرماتا قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو تو انہیں پھیر دیں ان کی پیٹھ کی طرف" میں مذکور لفظ نطمس کی تفسیر فرماتے ہیں ہم چہروں کو برابر کر دیں گے کہ وہ ان کے پچھلے حصہ کی طرح ہو جائے گا۔ بولتے ہیں طمس الکتاب جب اس کو مٹا دے۔ سعیراً وقوداً بھڑکتی ہوئی۔

حدیث ۴۲۴۵

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ بَعْضُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلْحَدِیْثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّۃَ ——— قَالَ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَاءْ

مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو سناؤں حالانکہ آپ ہی پر اتارا

عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَاءُ عَلَیْكَ وَعَلَیْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ فَقَرَاءْتُ

گیا ہے۔ فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔ تو میں نے حضور کو سورہ نساء پڑھ

عَلَیْہِ سُوْرَۃَ النِّسَاءِ حَتّٰی بَلَغْتُ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا

کر سنائی جب آیت کریمہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید الایۃ تک پہنچا تو فرمایا بس کرو ——— اور

بِكَ عَلٰی ہٰٓؤُلَاءِ شَہِیْدًا۔ قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ [1]

حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْجَاءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَائِطِ ص ۶۵۹

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی قضاء حاجت سے آیا ہو۔

صعیداً وجہ الارض۔ روئے زمین ۔ وَقَالَ جَابِرٌ کَانَتِ الطَّوَاغِیْتُ الَّتِیْ یَتَحَاکَمُوْنَ اِلَیْہَا فِیْ جُہَیْنَۃَ وَاحِدٌ وَّفِیْ اَسْلَمَ وَاحِدٌ وَّفِیْ کُلِّ حَیٍّ وَّاحِدٌ کُہَّانٌ یَنْزِلُ عَلَیْہِمُ الشَّیْطٰنُ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ طاغوت جن کے پاس فیصلے کے لئے جاتے تھے۔ جھینہ میں ایک تھا اسلم میں ایک تھا اور ہر قبیلے میں ایک تھا۔ یہ کاہن تھے جن پر شیطان اترتے تھے۔ ——— وَقَالَ عُمَرُ اَلْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ الشَّیْطٰنُ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جبت سے مراد جادو ہے اور طاغوت سے شیطان۔
——— وَقَالَ عِکْرَمَۃُ اَلْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبْشَۃِ الشَّیْطٰنُ وَالطَّاغُوْتُ الْکَاہِنُ۔ اور عکرمہ نے کہا حبشی زبان میں جبت کے معنی شیطان کے ہیں اور طاغوت کے معنی کاہن کے۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ذَوِی الْاَمْرِ ص ۶۵۹

اپنے میں سے اولی الامر کی پیروی کرو۔

حدیث ۲۲۴۶

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آیت کریمہ اطیعوا اللہ

عَنْہُمَا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ

واطیعوا الرسول اولی الامر منکم عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

[1] ثانی فضائل القرآن باب من احب ان یسمع القرآن من غیرہ۔ باب قول المقری للقاری حسبک ص ۷۵۵، باب البکاء عند قراءۃ القرآن ص ۷۵۶ تین طریق سے۔ مسلم صلوٰۃ۔ ابو داؤد علم۔ ترمذی تفسیر

عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حُذَافَۃَ بْنِ قَیْسِ بْنِ عَدِیٍّ اِذْ بَعَثَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِیَّۃٍ

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک سریہ میں بھیجا تھا۔ (جس کا قصہ ابھی جلد ہی گزرا ہے)

تشریحات ۲۲۴

داؤدی نے اس پر یہ کہا کہ حضرت ابن عباس کے علاوہ کسی اور راوی سے یہ وہم ہوگیا ہے کہ آیت حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصے میں نازل ہوئی ہے اس لئے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ اور ان کے قصے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ان کی اطاعت کیوں نہیں کی بلکہ فرمایا اطاعت صرف اچھی بات میں ہے۔ علامہ ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ کے واقعہ پر آیت کریمہ ـــــ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ۔ نازل ہوئی پس اگر تم لوگ کسی معاملے میں اختلاف کرلو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اور ان کے سریہ میں یہی ہوا تھا کچھ لوگ ان کی اطاعت کرنا چاہتے تھے اور کچھ لوگوں نے روکا پھر معاملہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ فیصلہ فرمایا۔ کہ امیر کی اطاعت صرف نیکی میں ہے معصیت میں نہیں۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ ص ۶۶۰

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اور جب انکے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں۔

یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ یَسْتَخْرِجُوْنَہٗ یعنی اس سے نکالیں ـــــ حَسِیْبًا کَافِیًا حسیب کے معنی کافی ـــــ اِلَّا اِنَاثًا الموات حجرا او مدرا وما اشبھہ اناث کے معنی بے جان کے ہیں۔ پتھر یا ڈھیلا یا اس کے مثل کچھ اور ـــــ مریدا مُتَمَرِّدًا سرکش ـــــ فَلَیُبَتِّکُنَّ بَتَّکَہٗ قَطَعَہٗ تو وہ کاٹیں گے بتکہ کے معنی ہیں اسے کاٹا۔ قِیْلًا قَوْلًا۔ واحد۔ قیل اور قول کے ایک معنی ہیں۔ بات۔ طُبِعَ خُتِمَ مہر کردی گئی۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ص ۶۶۰

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر جو تمہیں سلام کرے اس کو مت کہو کہ مومن نہیں۔

اَلسِّلْمُ وَالسَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ تینوں کا معنی ایک ہے۔

حدیث ۴۲۰۲

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آیت کریمہ ولا تقولوا لمن القی

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

الیکم السلام لست مؤمنا کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا وہاں مسلمان پہنچے

كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَّهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوهُ وَأَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي ذَالِكَ إِلَى قَوْلِهِ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ قَالَ قَرَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ السَّلَامَ۔[1]

اس نے کہا السلام علیکم پھر بھی مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں لے لیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی عرض الحیٰوۃ الدنیا تک۔ اس سے مراد وہ بکریاں ہیں۔ عطار نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے السلام پڑھا۔

تشریحات ۲۲۴۷

اس زمانہ میں عرب میں صرف دو ہی گروہ تھے مشرکین اور مسلمان، مشرکین کے سلام کا طریقہ اور تھا یا پھر یہود و نصاریٰ تھے جن کے بھی سلام کا طریقہ اور تھا۔ السلام علیکم مسلمانوں کا شعار تھا۔ یہ صرف مسلمانوں ہی میں رائج تھا اس لئے اس زمانہ میں جب کوئی السلام علیکم کہتا ملاقات کے وقت تو یہ دلیل تھی اس بات کی کہ یہ کہنے والا مسلمان ہے اور اس وقت گمراہ فرقے پیدا نہیں ہوئے تھے کہ یہ احتمال ہوتا کہ شاید یہ کلمہ گو بددین ہے لیکن آج جب کہ کلمہ گو طبقہ میں بکثرت بددین پیدا ہو چکے ہیں اور یہ سب سلام کے لئے السلام علیکم ہی استعمال کرتے ہیں اس لئے آج اس سے کسی کے قطعی یقینی مسلمان ہونے پر دلیل نہیں لائی جا سکتی ہو سکتا ہے کہ وہ قادیانی ہو، ہو سکتا ہے کہ وہ نیچری ہو، ہو سکتا ہے کہ وہ چکڑالوی منکر حدیث ہو ہو سکتا ہے کہ وہابی ہو ـــــ آیت مذکورہ میں ایک قرأت سلٰم بغیر الف کے بھی ہے۔ لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قرأت السلام الف کے ساتھ ہے۔

بَابٌ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ص۶۶

اللہ عز و جل کے اس ارشاد کی تفسیر اللہ کی راہ سے بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں۔

حدیث ۲۲۴۸

عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوا فُلَانًا فَجَاءَهُ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ وَالْكَتِفُ فَقَالَ اكْتُبْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَخَلْفَ

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب آیۃ کریمہ لا یستوی القاعدون من المؤمنین نازل ہوئی۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں (زید) کو بلاؤ وہ دوات لوح اور شانہ لے کر حاضر ہوئے۔ فرمایا لکھو۔ لا یستوی القاعدون من المؤمنین والمجاہدون فی سبیل اللہ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے ابن ام مکتوم تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نابینا ہوں

[1] مسلم آخر کتاب۔ ابوداؤد حروف نسائی سیر و تفسیر

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا ضَرِيرٌ

فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ

تو اسی جگہ یہ (آیۃ کریمہ) نازل ہوئی۔ لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ

وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ص ٦٦١

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے۔ کہتے ہیں زمین میں کمزور تھے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

حدیث ۲۲۴۹

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى

محمد بن عبد الرحمن ابو الاسود نے کہا اہل مدینہ

أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ

کا ایک لشکر تیار کیا گیا میرا نام بھی اس میں لکھا گیا پھر میں ابن عباس کے آزاد کردہ غلام عکرمہ سے

فَنَهَانِي عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

ملا اور میں نے ان کو بتایا تو انہوں نے مجھے سختی کے ساتھ منع کیا پھر کہا مجھے ابن عباس نے خبر دی کہ

أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى

کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکین کی

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي السَّهْمُ يُرْمَى بِهِ فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ

تعداد بڑھاتے تھے کوئی تیر ماری جاتی اور آکر ان میں سے کسی کو لگتی اور اسے مار ڈالتی یا خود اسکو مار کر قتل

أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ الْآيَةَ

کر دیا جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ان الذین توفاہم الملئکۃ ظالمی انفسہم [۱]

تشریحات ۲۲۴۹

قصہ یہ تھا کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے والی نے مدینہ طیبہ میں ایک لشکر جمع کرنا چاہا جو اہل شام سے جنگ کرے کیونکہ ان لوگوں نے حضرت

[۱] کتاب الفتن باب من کرہ ان یکثر سواد الفتن ص ۱۰۴۹ نسائی تفسیر

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت تسلیم نہیں کی تھی! اسی میں ابوالاسود کا بھی نام لکھا گیا تھا۔ حضرت عکرمہ کا منع کرنا اس بنا پر ہوگا کہ وہ مسلمانوں کا آپس میں لڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَنْ تَضَعُوْا اَسْلِحَتَكُمْ ص ۶۶۱

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم کو تکلیف ہو بارش سے یا تم بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار رکھ دو۔

حدیث ۲۲۵۰

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ آیت کریمہ ان کان بکم اذی من مطر

كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ كَانَ جَرِيْحًا

او کنتم مرضیٰ کے بارے میں فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف زخمی تھے۔

تشریحات

مطلب یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زخمی تھے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ ایسی صورت میں وہ ہتھیار کھول سکتے ہیں۔ یعنی جب مریض کو ہتھیار کھولنے کی اجازت ہے تو زخمی کو بھی ہوگی کہ وہ بھی مریض میں داخل ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا ص ۶۶۱

اللہ عزوجل کے اس قول کی تفسیر اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے علیحدگی یا اعراض کا اندیشہ کرے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِقَاقٍ تَفَاسُدٌ ـــــ شقاق کے معنی فساد کرنے کے ہیں وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ شُحٌّ کے معنی کسی چیز کی لالچ کرنے کے ہیں ـــــ كَالْمُعَلَّقَةِ لَا هِيَ اَيِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ نُشُوْزًا الْبُغْضُ معلقہ کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو وہ بیوہ ہے اور نہ شوہر والی ـــــ نشوز کے معنی بغض کے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ص ۶۶۱

اللہ عزوجل کے اس قول کی تفسیر بیشک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَسْفَلَ النَّارِ ـــ مراد ہے جہنم کے سب سے نچلے میں رہیں گے۔ نَفَقًا سَرَبًا۔ سرنگ سورہ انعام میں فرمایا تھا فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ میں یہ بتایا کہ اس آیت میں نفقا سے مراد سرنگ ہے ـــــ اس آیت کا ترجمہ یہ ہوا اگر تم سے ہو سکے تو زمین میں سرنگ تلاش کرو۔

حدیث ۲۲۵۱

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كُنَّا فِىْ حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَآءَ حُذَيْفَةُ حَتّٰى قَامَ

اسود نے کہا کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کے حلقہ میں تھے کہ حذیفہ آئے اور ہمارے

عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ اُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ خَيْرٍ مِّنْكُمْ قَالَ الْاَسْوَدُ سُبْحَانَ

قریب کھڑے ہوئے پھر سلام کیا پھر کہا نفاق ایسی قوم پر اتارا گیا ہے جو تم سے بہتر تھی۔ اسود نے کہا سبحان اللہ!

اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں اس پر عبداللہ مسکرائے اور حذیفہ مسجد کے ایک

وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِىْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَفَرَّقَ اَصْحَابُهٗ فَرَمَانِىْ

گوشہ میں بیٹھ گئے۔ اب عبداللہ کھڑے ہو گئے اور ان کے اصحاب متفرق ہو گئے تو مجھے انہوں نے کنکری ماری تو

بِالْحَصَا فَاَتَيْتُهٗ فَقَالَ حُذَيْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهٖ وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ

میں ان کے پاس آیا تو حذیفہ نے کہا مجھے عبداللہ کے ہنسنے پر تعجب ہوا اور جو میں نے کہا تھا اس کو وہ جانتے

اُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰى قَوْمٍ كَانُوْا خَيْرًا مِّنْكُمْ ثُمَّ تَابُوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

ہیں بے شک نفاق اتارا گیا ایسی قوم پر جو تم سے بہتر تھی پھر انہوں نے توبہ کیا تو اللہ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔ [1]

تشریحات ۲۲۵۱

مراد یہ ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھے۔ انہوں نے بظاہر اسلام قبول کیا لیکن درحقیقت وہ منافقین میں سے تھے۔ پھر اللہ نے انہیں ہدایت دی اور انہوں نے نفاق سے توبہ کی اور مومن و مخلص اور صحابی ہو گئے ان کو بہتر اسی اعتبار سے کہا کہ صحابی ہوئے اور صحابہ کا مرتبہ مطلقاً افضل ہے ——— حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ دل بدلتے دیر نہیں لگتی ہے ہر وقت اس سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں آدمی کا ایمان نہ سلب ہو جائے۔

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَيُوْنُسَ وَهَارُوْنَ وَسُلَيْمَانَ ص ۶۶۲

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر بیشک ہم نے آپکی طرف وحی کی اس کے قول ویونس وہارون وسلیمان تک۔

حدیث ۲۲۵۲

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ

کرتے ہیں کہ فرمایا۔ جس نے یہ کہا میں یونس بن متی سے بہتر ہوں تو وہ جھوٹ بولا۔

---

[1] نسائی تفسیر

تشریحات ۲۲۵۲ متکلم اپنے کلام سے خارج ہوتا ہے، مراد یہ ہے کہ میرے علاوہ کوئی اور کہے مثلاً تم لوگ کہو کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں تو یہ جھوٹ ہے۔

باب قَوْلِهٖ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ـــــ ص ۶۶۲

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اسکی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو۔ آیت

وَالْكَلٰلَةُ مَنْ لَّمْ يَرِثْهُ اَبٌ اَوْ اِبْنٌ وَهُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ ۔ کلالہ وہ شخص ہے جس کا باپ یا بیٹا وارث نہ ہو یہ تکللہ النسب کا مصدر ہے ـــــ تکلل کے معنی ہیں کنارہ اختیار کرنے کے۔ مطلب یہ ہوا کہ اس نے باپ کی طرف سے ایک کنارہ اور بیٹے کی طرف سے ایک کنارہ لیا۔ حالانکہ نہ اس کے باپ ہے نہ بیٹا۔ اور یہاں صورت حال یہی ہے۔ بہن کا ایک تعلق باپ سے بھی ہوتا ہے اور بھائی سے بھی ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ ص ۶۶۲

ـــــ یہ سورہ مدنی ہے اس میں ایک سو بیس آیتیں ہیں، یا ایک سو بائیس یا ایک سو تیس ـــــ مائدہ اس خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا ہو اور اگر کھانا نہ ہو تو اس کو مائدہ نہیں کہیں گے۔ حُرُمٌ واحدھا حَرَامٌ۔ حرام بمعنی عزت والا اس کی جمع حُرُم ہے۔ فرمایا گیا منہا اربعۃ حُرُم۔ بارہ مہینوں میں چار عزت والے مہینے ہیں۔ فبما نقضھم بنقضھم اشارہ کیا کہ ما مصدریہ ہے یعنی ان کے عہد توڑنے کی وجہ سے ـــ اللتی کتب اللہ ـــــ اللتی جعل اللہ جسے اللہ نے فرض فرمایا اشارہ کیا کہ کتب بمعنی فرض ہے ـــــ تَبُوْءَ تَحْمِلُ۔ اٹھائے گا فرمایا گیا تھا تبوء باثمی واثمك ہابیل نے قابیل سے کہا تم میرے اور اپنے گناہ کو لادو گے ـــــ وقال غیرہ الاغراء التسلیط اغرار کا معنی مسلط کرنا ہے فرمایا گیا تھا فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ہم نے یہود و نصاریٰ کے درمیان دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک ڈالدی۔ دائرۃ کے معنی دولۃ کے ہیں اجورھن مھورھن اجر سے مراد مہر ہے ـــــ مَخْمَصَةٌ۔ مجاعۃ۔ بھوک ـــ

قَالَ سُفْيَانُ مَا فِى الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ اَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ لَّسْتُمْ عَلٰى شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ـــــ سفیان ثوری نے کہا قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ مجھ پر سخت نہیں کہ فرمایا تم کچھ نہیں ہو یہاں تک کہ تورات اور انجیل اور جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اتارا گیا اس کو قائم کرو ـــــ یہ آیت سخت اس بنا پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان تورات اور انجیل اور قرآن مجید میں جو کچھ ہے سب کو خوبی جانیں کیونکہ

اگر جانے گا نہیں تو عمل کیسے کرے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بہت ہی مشکل کام ہے۔ مَنْ اَحْيَاهَا يعنى مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا اِلَّا بِحَقٍّ۔ فرمایا گیا مَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ جس نے کسی جان کو زندہ رکھا گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔ اس کی تفسیر میں فرمایا یعنی جس نے کسی جان کے قتل ناحق کو حرام جانا۔ بِشِرْعَةٍ وَّمِنْهَاجًا سُنَّۃً شِرْعَۃً ومنہاج کے معنی طریقے کے ہیں ـــــ اَلْمُهَيْمِنُ الْاَمِيْنُ ـــــ اَلْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ ـــــ مھیمن کے معنی امین کے ہے۔ قرآن پہلی ہر کتاب پر امین ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید اگلی کتابوں میں جو بنیادی عقائد ہیں۔ ان سب کو بیان فرماتا ہے۔ اور ان کی حفاظت کرتا ہے۔ جیسے امین امانت کی کرتا ہے ـــــ اس طرح اس کے لازمی معنی ہوئے محافظت کرنے کے ـــــ قرآن مجید کے بارے میں فرمایا گیا "وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ" (آیت ۴۸ مائدہ) قرآن اُن کا محافظ ہے۔

باب قَوْلِهٖ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ص ۶۶۲ — اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔

تیمموا، تعمدوا۔ یعنی تیمم کے معنی قصد کرنے کے لغوی معنی یہی ہے مراد یہ ہے کہ پاکی حاصل کرنے کے ارادے سے پاک مٹی استعمال کرو ـــــ آمّین، عامدین، اَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ واحدٌ فرمایا گیا وَاٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ، یعنی جو لوگ بیت الحرام کا ارادہ رکھتے ہیں، امام بخاری نے فرمایا کہ اَمَّمَ تیمم مجرد مزید کے ایک ہی معنی ہیں ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَامَسْتُمْ وَتَمَسُّوْهُنَّ وَاللَّاتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَالْاِفْضَاءُ النِّكَاحُ یعنی آیہ کریمہ اَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ" میں مُلَامَسَت سے اور آیت کریمہ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ میں "مَسّ" سے اور آیت کریمہ "مِنْ نِّسَآئِكُمُ اللّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ" میں دخول سے و آیت کریمہ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ" میں افضاء سے مراد نکاح یعنی وطی ہے۔

باب قَوْلُهٗ اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اِلٰى ... قَوْلِهٖ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ. اَلْمُحَارَبَةُ لِلّٰهِ الْكُفْرُ بِهٖ ص ۶۶۳ — اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر ان لوگوں کی سزا جو اللہ ورسول سے لڑیں یا زمین میں فساد مچائیں یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا ان کو پھانسی دی جائے یا جلاوطن کیا جائے اللہ سے لڑائی اس کے ساتھ کفر ہے۔

حدیث ۲۲۵۳ حَدَّثَنِىْ سَلْمَانُ اَبُوْ رَجَاءٍ مَوْلٰى اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ

ابوقلابہ سے روایت ہے کہ وہ عمر بن عبد العزیز کے پیچھے بیٹھے تھے تو لوگوں نے

إِنَّهُ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَذَكَرُوا وَذَكَرُوا فَقَالُوا وَقَالُوا قَدْ

قسامت کا ذکر کیا اور کہا قسامت پر خلفا نے قصاص لیا ہے۔ تو انہوں نے ابو قلابہ کی جانب دیکھا اور وہ ان کے

أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ فَالْتَفَتَ إِلَى أَبِي قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَقَالَ مَا تَقُولُ يَا

پیچھے تھے۔ فرمایا یا عبد اللہ بن زید یا کہا اے ابو قلابہ! تم کیا کہتے ہو، تو میں نے کہا میں نہیں جانتا کہ اسلام

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ أَوْ قَالَ مَا تَقُولُ يَا أَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا

میں کسی کا قتل کرنا حلال ہو سوائے اس شخص کے جس نے احصان کے بعد زنا کیا یا

فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ حَارَبَ

ناحق کسی کا قتل کیا، یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑا۔ تو

اللّٰهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنْبَسَةُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا

عنبسہ نے کہا، کہ ہم سے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔ میں نے کہا کہ انس

وَكَذَا قُلْتُ: إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَالَ: قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى

نے مجھ سے یہ حدیث یوں بیان کی ہے، تو انہوں نے کہا، ایک قوم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمُوهُ فَقَالُوا: قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ هٰذِهِ نَعَمٌ

مسلمان ہوئی پھر حضور سے بات کی اور کہا اس زمین کی ہوا ہمارے ناموافق ہوگئی تو فرمایا یہ ہمارے

لَنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوا فِيهَا فَاشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَخَرَجُوا فِيهَا فَشَرِبُوا

اونٹ ہیں وہاں چلے جاؤ۔ اور اس کا دودھ اور پیشاب پیو۔ وہ لوگ وہاں گئے

مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوا وَمَالُوا عَلَى الرَّاعِي فَقَتَلُوهُ وَاطَّرَدُوا

اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور تندرست ہوگئے اور چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک لے گئے

النَّعَمَ: فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰؤُلَاءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَ

ان لوگوں سے کیا باقی رہ گیا کہ وہ قتل نہ کئے جاتے۔ ان لوگوں نے قتل کیا اللہ و رسول سے

خَوَّفُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِي

لڑے۔ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈرایا، تو عنبسہ نے کہا سبحان اللہ! میں

قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا أَنَسٌ قَالَ وَقَالَ: يَا أَهْلَ كَذَا، إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا

نے کہا تم مجھ کو متہم کرتے ہو پھر انہوں نے کہا۔ اسے انس نے ہم سے بیان کیا۔ اے اہل شام!

أُبْقِيَ هٰذَا فِيكُمْ أَوْ مِثْلُ هٰذَا

تم لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہوگے جب تک یہ تم میں باقی رکھا جائے گا یا اس کے مثل باقی رکھا جائے گا۔

تشریحات ۲۲۵۳ یہ حدیث اختصار کے ساتھ مغازی میں گذر چکی ہے۔ وہیں ہم نے اس کی پوری تفصیل لکھ دی ہے۔

باب قولہ یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ص ۶۶۴

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر۔ اے رسول ان سب کو پہنچا دو جو تمہارے رب کی طرف سے تم تک اتارا گیا۔

حدیث ۲۲۵۴

عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت من

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جو شخص یہ کہے کہ محمد

حدثک ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتم شیئا مما انزل علیہ فقد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ چھپایا جو ان پر اتارا گیا اس نے جھوٹ کہا

کذب، واللہ یقول یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ۔ ؎۱

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول ان سب کو پہنچا دو جو تم پر اتارا گیا۔

باب قولہ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ص ۶۶۴

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر۔ کہ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر۔

حدیث ۲۲۵۵

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انزلت ھذہ الآیۃ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ "اللہ تمہاری نہیں پکڑ

لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم فی قول الرجل لا واللہ، وبلی واللہ ؎۲

کرتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر" لوگوں کے اس قول کے بارے میں نازل ہوئی جو لوگ بات بات میں کہتے ہیں لا واللہ اور بلی واللہ

تشریحات ۲۲۵۵ قسم کی تین قسمیں ہیں، غموس، لغو، منعقدہ۔ غموس۔ جھوٹی قسم کو کہتے ہیں۔ یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا مثلاً وہ جانتا ہے کہ زید نہیں آیا ہے اور قسم کھائی کہ زید آیا۔ اس میں گناہ ہے۔ کفارہ نہیں۔ لغو، غلط فہمی کی بنا پر کوئی قسم کھائی مثلاً وہ یہ جانتا تھا کہ زید آیا ہے مگر حقیقت میں نہیں آیا تھا اور قسم کھائی کہ زید آیا اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ لغو وہ قسم ہے کہ بغیر نیت قسم زبان پر جاری ہو جائے۔ منعقدہ وہ قسم ہے کہ آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی پھر اس کام کو نہیں کیا یا کرلیا

؎۱ کتاب التوحید: باب قول اللہ یایھا الرسول بلغ... ص ۱۱۲۴ مسلم: ایمان۔ ترمذی: تفسیر۔ نسائی: تفسیر

؎۲ کتاب الایمان والنذور: باب لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ص ۹۸۶ ابوداؤد۔

اس میں کفارہ ہے ایک غلام آزاد کرنا، اس کی استطاعت نہ ہو تو دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا مسلسل بلاناغہ تین روزے رکھنا۔

حدیث ۲۲۵۶

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ اَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے والد کسی قسم کو

فِيْ يَمِيْنٍ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: لَا اَرٰى يَمِيْنًا اَرٰى غَيْرَهَا
نہیں توڑتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے قسم کا کفارہ نازل فرمایا، تو ابو بکر نے کہا کہ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ جس بات

خَيْرًا مِنْهَا اِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ وَفَعَلْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ [۱]
میں قسم کھائی ہے اس سے بہتر اسکی ضد ہے تو میں اللہ کی رخصت کو قبول کر لیتا ہوں اور اسے کرتا ہوں جو بہتر ہے۔

باب قَوْلِهٖ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ص ۶۶۴

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر "اے ایمان والو! تم ان پاک چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔

حدیث ۲۲۵۷

عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِيْ فَنَهَانَا
ہم رکاب ہو کر جہاد کرتے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں ہوتیں تو ہم نے عرض کیا کیا ہم خصی نہ ہو جائیں۔ تو ہمیں اس

عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ "يٰۤاَيُّهَا
سے منع فرمایا اور اس کے بعد ہمیں اجازت دی کہ ایک کپڑے کے عوض عورتوں سے نکاح کر لیں پھر انہوں نے پڑھا۔ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ [۲]
ایمان والو! تم ان پاک چیزوں کو کیوں حرام ٹھہراتے ہو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں۔

تشریحات ۲۲۵۷

اس حدیث سے متعہ کا جواز ثابت ہوتا ہے کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی متعہ کو جائز جانتے تھے ابتداء اسلام میں بضرورت متعہ کی اجازت تھی عرب گرم ملک ہے وہاں صبر مشکل ہے اس بنا پر اجازت تھی پھر متعہ کی حرمت پر اجماع منعقد ہو گیا اور سوائے گمراہ رافضیوں

---

[۱] کتاب الایمان والنذور، باب قول اللہ لا یؤاخذکم اللہ باللغو ص ۹۸۰ وایضا باب ما یکرہ من التبتل الخ ص ۷۵۹ مسلم نکاح نسائی تفسیر

[۲] کتاب النکاح، باب تزویج المعسر ص ۷۵۹

کے کوئی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث سے اگر جواز ثابت بھی ہوتا ہے تو سفر میں۔ اس کی تاویل یہی ہے کہ ابتداء میں بوجہ ضرورت اس کی اجازت تھی۔ بعد میں یہ حرام کر دیا گیا تو سفر حضر سب میں حرام کر دیا گیا۔

باب قَوْلِهِ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر بیشک شراب اور جوا وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ص ۶۶۴ اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں۔ شیطانی کام

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْأَزْلَامُ، اَلْقِدَاحُ يَقْتَسِمُوْنَ بِهَا فِي الْأُمُوْرِ وَالنُّصُبُ، أَنْصَابٌ يَذْبَحُوْنَ عَلَيْهَا ـــــ وَقَالَ غَيْرُهُ: اَلزَّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيْشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ وَالْاِسْتِقْسَامُ أَنْ يُجِيْلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهٰى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ. وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوْبٍ يَسْتَقْسِمُوْنَ بِهَا وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ وَالْقُسُوْمُ مِنْهُ الْمَصْدَرُ۔ اور ابن عباس نے کہا ازلام، تیر جن سے اپنے معاملات میں قرعہ اندازی کرتے تھے اور نصب وہ بت تھے جن پر وہ جانوروں کو ذبح کرتے تھے ـــــ اور ان کے غیر نے کہا زلم، بغیر پر کا تیر ہے، اور یہ ازلام کا واحد ہے اور استقسام یہ تھا کہ تیروں کو گھماتے پس اگر وہ اس کام سے منع کر دیتا تو نہیں کرتے اور اگر حکم دیتا کرتے۔ اور انہوں نے تیروں پر قسم قسم کے نشان لگا دیے تھے جس سے وہ قرعہ اندازی کرتے، اور استقسام کا مجرد قَسَمْتُ ہے اور "قسوم" اسی کا مصدر ہے۔ ازلام کی پوری تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث ۲۲۵۸

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ مَا فِيْهَا شَرَابُ الْعِنَبِ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شراب کی حرمت نازل ہوئی اور اس دن مدینے میں پانچ قسم کی شرابیں تھیں جس میں انگور کی شراب نہیں تھی۔

حدیث ۲۲۵۹

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيْخِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيْخَ، فَإِنِّيْ لَقَائِمٌ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوْا أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس تمہاری اس فضیخ کے علاوہ کوئی شراب نہیں تھی۔ میں کھڑا ابو طلحہ اور فلاں اور فلاں کو پلا رہا تھا۔ ایک صاحب آئے اور انہوں نے کہا کیا تم کو خبر پہنچی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کیا ہے اس نے کہا شراب حرام کر دی گئی لوگوں نے کہا ان گھڑوں کو بہا دے اے انس! ان لوگوں نے اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا اور نہ تکرار کی اس شخص کی خبر کے بعد۔

[1] کتاب الاشربہ: باب ان الخمر من العنب ص ۸۳۶

تشریحات ۲۲۵۹

یہ پانچ قسم کی شرابیں یہ تھیں، شہد کی، کھجور کی، گیہوں کی، جو کی اور چینیاں کی۔
فضیخ: ادھ پکے کھجور کو پانی میں ڈال کر کسی برتن میں رکھ دیتے یہاں تک کہ اس میں نشہ آجائے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو طلحہ کے ساتھ جن جن کو شراب پلا رہے تھے وہ یہ تھے۔ ابو دجانہ سہل بن بیضا، ابو عبیدہ بن الجراح، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حدیث ۲۲۶۰

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پر حضرت عمر کو فرماتے ہوئے سنا بعد حمد کے اے لوگو! شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ پانچ چیزوں سے تھی۔ انگور اور کھجور اور شہد اور گیہوں اور جو اور خمر وہ چیز ہے جو عقل کو چھپا دے۔

تشریحات ۲۲۶۰

حرمت انہیں پانچ قسموں میں منحصر نہیں۔ ہر سیال چیز جو نشہ آور ہو خواہ کسی چیز سے بنائی گئی ہو اور جس طریقے سے بنائی گئی ہو۔ سب حرام ہیں۔ اس حدیث میں ان پانچ چیزوں کا ذکر اس بنا پر ہے کہ اس عہد میں یہی پانچ قسم کی شرابیں تیار ہوتی تھیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ص ۶۶۵

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر۔ بہت سی باتیں نہ پوچھو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں گی تو تمہیں بری لگیں گی۔

حدیث ۲۲۶۱

عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا فرمایا جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جانتے

[1] کتاب الاشربہ: باب ان الخمر من العنب ص ۸۳۶ باب ما جاء ان الخمر ما خامر العقل دو طریق سے ص ۸۳۷ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ: باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۹۰ مسلم آخر کتاب ابوداؤد اشربہ ترمذی اشربہ۔ نسائی اشربہ ولیمہ

قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

تو ہنستے کم اور روتے زیادہ صحابہ کرام نے اپنے چہرے کو ڈھک لیا وہ لوگ سسکیاں لے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ حَنِيْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِيْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ

رہے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے فرمایا فلاں۔ اس پر یہ

الْاٰيَةُ لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ [1]

آیت کریمہ نازل ہوئی

حدیث ۲۲۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْئَلُوْنَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کچھ لوگ رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتِهْزَاءً فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مَنْ اَبِيْ وَيَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ

صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور استہزاء پوچھا کرتے تھے ایک کہتا میرا باپ کون ہے کسی شخص کی

نَاقَتُهٗ اَيْنَ نَاقَتِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِمْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ

اونٹنی غائب ہو جاتی تو وہ کہتا میری اونٹنی کہاں ہے انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی

اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری لگیں گی یہاں تک کہ پوری آیت کریمہ تلاوت فرمائی

باب قَوْلِهٖ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ص ۶۶۵

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور بچار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی

بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ۔ اور حامی کی تفسیر گزر چکی ہے۔

اذ قال اللّٰه یقول قال اللّٰه واذ ههنا صلة فرمایا گیا وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ

______ اور جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ بن مریم کیا تم نے یہ کہا تھا ______ یہ ارشاد قیامت کے دن ہوگا اور آیت میں قال ماضی کا صیغہ ہے۔ امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا کہ یہ یقول کے معنی میں ہے تو اذ زائد ہوا ______

المائدة اصلها مفعولة كعيشة راضية وتطليقة بائنة والمعنى ميد بها صاحبها من خير يقال مادني يميدني

مائدہ معنی میں مفعول کے ہے جیسے عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔ پسندیدہ زندگی اور تطلیقۃ بائنۃ معنی یہ ہے کہ دسترخوان والے نے خیر جمع کیا۔ یہ مادنی یمیدنی سے ہے یعنی ضرب یضرب سے ہے ______ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُتَوَفِّيْكَ

مُمِيْتُكَ وفات دینے والا ہوں تم کو ______ سورۂ آل عمران میں فرمایا گیا تھا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک

---

[1] الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم ص ۹۶۰ — الاعتصام باب ما یکرہ من کثرۃ السوال ص ۱۰۸۳ — مسلم فضائل ترمذی تفسیر نسائی رقاق

اس کی تفسیر فرمائی حضرت ابن عباس نے کہ وفات بمعنی موت ہے ۔ اس کا ذکر اس مناسبت سے ہے کہ سورہ مائدہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ عرضی منقول ہے فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ۔ جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو ان کا نگہبان تو رہا چونکہ متوفی اور توفیت کا مادہ ایک ہی ہے اس مناسبت سے امام بخاری نے متوفیک کی تفسیر فرمائی ۔

حدیث ۲۲۳

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا

نے فرمایا میں نے جہنم دیکھا اس کا بعض حصہ بعض کو توڑ رہا ہے اور میں نے عمرو بن عامر

وَرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهٗ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ ۔

خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتوں کو گھسیٹ رہا ہے یہی پہلا شخص ہے جس نے سائبہ چھوڑا ۔

سورۃ الانعام ص ۶۶۵

یہ سورہ مکی ہے سوائے تین آیتوں کے یہ مدنی ہیں ۔ اس میں ایک سوپینتیس آیتیں ہیں ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِتْنَتُهُمْ مَعْذِرَتُهُمْ مَعْرُوْشَاتٍ ـــــ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ۔ چڑھائے ہوئے انگور کی بیلیں وغیرہ جو اوپر چڑھائی جاتی ہیں لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ يَعْنِيْ اَهْلَ مَكَّةَ یہ خطاب اہل مکہ سے ہے تاکہ قرآن کے ذریعہ تم کو ڈراؤں ـــــ حَمُوْلَةً مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا ـــــ بوجھ اٹھانے والے ـــــ وَلَلَبَسْنَا وَ شَبَّهْنَا ـــــ ان پر مشتبہ کر دیتے ـــــ يَنْأَوْنَ ـــــ يَتَبَاعَدُوْنَ

ایک دوسرے کو اس سے دور کرتے ہیں یعنی قرآن یا رسول سے تُبْسَلُ تُفْضَحُ رسوا ہوں گے اُبْسِلُوْا فُضِحُوْا ــــ یہ لوگ رسوا ہوئے ــــ بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ اَلْبَسْطُ الضَّرْبُ اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں ــــ اِسْتَكْثَرْتُمْ اَضْلَلْتُمْ كَثِيْرًا۔ تم نے بہتوں کو گمراہ کیا ــــ ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيْبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْاَوْثَانِ نَصِيْبًا۔ ان لوگوں نے اپنے پھلوں اور مال میں سے اللہ کے لئے ایک حصہ مقرر کر لیا اور ایک حصہ شیطان اور بتوں کے لئے ــــ اَمَّا اشْتَمَلَتْ يَعْنِيْ هَلْ تَشْتَمِلُ اِلَّا عَلٰى ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ اَوْ بَعْضًا وَتُحِلُّوْنَ بَعْضًا۔ یعنی مادہ کے پیٹ یا تو نر پر مشتمل ہیں یا مادہ پر۔ تو کیوں بعض کو حرام کرتے ہو اور بعض کو حلال کرتے ہو ــــ مَسْفُوْحًا مُهْرَاقًا ــــ بہایا ہوا ــــ صَدَفَ اَعْرَضَ ــــ منہ پھیر لیا ــــ اُبْلِسُوْا اُوْيِسُوْا وَاُبْسِلُوْا اُسْلِمُوْا فَتَرَمَّدُوْا دَائِمًا ــــ وہ لوگ مایوس ہو گئے محتاج ہو گئے ہلاکت کے قریب ہو گئے ہمیشہ ہمیش ــــ اِسْتَهْوَتْهُ اَضَلَّتْهُ ــــ اسے گمراہ کر دیا ــــ تَمْتَرُوْنَ تَشُكُّوْنَ ــــ تم لوگ شک کرتے ہو ــــ وَقْرٌ صَمَمٌ ــــ بہرا ہونا ــــ واما الوِقْرُ فَاِنَّهُ الْحِمْلُ ــــ وقر واؤ کے کسرہ کے ساتھ اس کے معنی بوجھ ہیں ــــ اَسَاطِيْرُ وَاحِدُهَا اسطورة واسطارة وهي الترهات ــــ اساطیر کا واحد اُسطورۃ ہے اور اسطارۃ ہے باطل چیزیں ــــ اَلْبَاْسَاءُ مِنَ الْبَاْسِ وَتَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ ــــ باساء سختی یہ باس سے بنا ہے اور بوس سے بھی ہو سکتا ہے ــــ جَهْرَةً مُعَايَنَةً ــــ کھلے بند ــــ الصور جماعة صُوْرَةٍ كَقَوْلِهِ سورة وسور ــــ صور صورت کی جمع ہے جیسے اس کا قول سورت کی جمع سور ــــ ملكوت۔ ملك مثل رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوْتٍ وَتَقُوْلُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُرْحَمَ ــــ ملکوت کے معنی ملک کے ہیں جیسے بولتے ہیں ڈرانا بہتر ہے مہربانی کیجئے اور جیسے کہتے ہیں کہ تو ڈرایا جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔ امام بخاری بتانا یہ چاہتے ہیں کہ ملکوت رہبوت رحموت کے وزن پر بمعنی ملک ہے۔ جَنَّ اَظْلَمَ ــــ اندھیری والی ــــ يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهُ اي حسابه ويقال حسبانا مرامي ورجوما للشياطين ــــ حسبان کے معنی حساب کے ہیں جیسے بولتے ہیں علی اللہ حسبانہ اور حسبان کے معنی سباب کے بھی ہیں جس سے شیطانوں کو سنگسار کیا جاتا ہے ــــ مُسْتَقَرٌّ فِي الصُّلْبِ وَمُسْتَوْدَعٌ فِي الرَّحِمِ تم لوگ باپ کی پیٹھ میں ٹھہرے رہتے ہو اور ماں کے پیٹ میں امانت رکھے جاتے ہو ــــ اَلْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاثنان قنوان والجماعة ايضا قنوان مثل صنو وصنوان ــــ قنو کے معنی خوشہ اس کا تثنیہ بھی قنوان ہے اور جمع بھی جیسے صنو اور صنوان۔

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ۔ ص ٦٦٦

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان فرما دو وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے۔

يلبسكم يخلطكم من الالتباس يلبسوا يخلطوا شِيَعًا فِرَقًا ــــ لبس کے معنی مشتبہ کرنے کے ہیں۔ شیعًا۔ کے معنی مختلف گروہ۔

۲۲۶۴ حدیث

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب یہ آیت اتری — تم فرما دو کہ وہ

الْاٰيَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ قَالَ

قادر ہے۔ اس پر کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے — تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْ مِنْ تَحْتِ

علیہ وسلم نے کہا میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہا — یا تو تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضور

اَرْجُلِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ

نے کہا تیری پناہ مانگتا ہوں — یا تمہیں لڑا دے مختلف گروہ کر کے اور ایک کو دوسرے کی

بَعْضٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَهْوَنُ اَوْ قَالَ هٰذَا

سختی چکھائے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہلکا ہے یا فرمایا یہ آسان ہے۔

اَيْسَرُ عہ

بَابُ قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ　　ص ۶۶۶

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی ان کے طریقے کی پیروی کرو۔

۲۲۶۵ حدیث

اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ اَفِيْ صٓ سَجْدَةٌ

مجاہد نے کہا کہ انھوں نے ابن عباس سے پوچھا کیا سورہ ص میں سجدہ ہے

فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا وَوَهَبْنَا اِلٰى قَوْلِهٖ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ثُمَّ قَالَ

تو انھوں نے فرمایا ہاں پھر یہ آیت تلاوت کی اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا اللہ عزوجل

هُوَ مِنْهُمْ (وَفِيْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ) فَقَالَ نَبِيُّكُمْ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَّقْتَدِيَ

کے اس ارشاد تک تم ان کے طریقے کی پیروی کرو پھر کہا داؤد ان میں ہیں دوسرے طریقے

بِهِمْ عہ

میں ہے کہ فرمایا تمہارے نبی ان لوگوں میں سے ہیں جنھیں ان کی اقتدار کا حکم دیا گیا۔

عہ کتاب الاعتصام باب قول اللہ تعالیٰ اویلبسکم شیعا ص ۱۰۸۰ کتاب التوحید باب قول اللہ عزوجل کل شیئ ھالک الا وجھہ ص ۱۱۰۱ نسائی تفسیر عہ ثانی تفسیر سورہ صاد دو طریقے سے ص ۷۰۹

تشریحات ۲۲۹۵ سورہ ص میں سجدہ ہے یا نہیں اس سلسلے میں پوری بحث ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ سورہ ص میں مذکور ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ فرمایا ارشاد ہے خَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے طریقے کی اقتدار کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے اس میں سجدہ ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا ص ۶۶۷

اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور، اور گائے (بھینس) کی چربی۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ ذِيْ ظُفُرٍ الْبَعِيْرُ وَالنَّعَامَةُ وَالْحَوَايَا الْمَبْعَرُ ص ۶۶۷

حضرت ابن عباس نے فرمایا ناخن والے جانور سے مراد اونٹ اور شتر مرغ ہے اور حوایا سے مراد آنتیں ہیں۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ هَادُوْا صَارُوْا يَهُوْدًا وَ اَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ ص ۶۶۷

اور ان کے غیر نے کہا، ہادوا کے معنی یہ ہیں کہ وہ یہودی ہو گئے ھُدْنَا کے معنی ہم نے توبہ کیا اور ہائد کے معنی توبہ کرنے والے کے ہیں۔

تشریحات "ذی ظُفُر" سے مراد وہ جانور ہیں جن کے پنجوں میں انگلیاں ہوں مگر انگلیاں الگ الگ نہ ہوں جیسے اونٹ اور شتر مرغ یہ جانور خواہ چوپایہ ہوں یا پرندے، اسی بنا پر بعض لوگوں نے کہا کہ اس میں بط بھی داخل ہے۔

اَلْحَوَايَا۔ جمع حَوِيَّۃٌ کی ہے۔ اس سے مراد چربی ہے جو آنتوں کے اوپر چڑھی ہوتی ہے آیت میں آگے ارشاد تھا۔

اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَا اَوِ الْحَوَايَا اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ۔

مگر جو ان کی پیٹھ سے لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے ملی ہو۔

مطلب یہ ہوا کہ یہود پر گائے، بھینس، بکری کی چربی حرام کر دی گئی، ہاں جو آنتوں سے چپکی ہو یا پیٹھ پر ہو یا ہڈی سے ملی ہو وہ ان کے لئے بھی حلال تھی۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ص ۶۶۷

بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہو یا چھپی ہوئی۔

عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَيْءَ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمَدْحُ

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں اسی وجہ سے بےحیائیوں کو حرام فرمایا خواہ ظاہر ہو یا چھپی ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اپنی تعریف کو پسند کرنے والا نہیں اور اسی

مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ قُلْتُ سَمِعْتَهٗ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ رَفَعَهٗ قَالَ نَعَمْ عـه

وجہ سے اپنی ذات کی تعریف فرمائی ۔ عمرو بن مرہ نے کہا میں نے ابووائل سے پوچھا کیا آپ نے اس کو عبداللہ سے سنا ہے انھوں نے کہا ہاں! پھر میں نے ان سے پوچھا اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہونچایا ہے تو انھوں نے کہا ہاں!

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَكِيْلٌ حَفِيْظٌ وَمُحِيْطٌ بِهٖ

ابوعبداللہ (امام بخاری) نے کہا وکیل اسے کہتے ہیں جو حفاظت بھی کرے اور اسے اپنی پناہ میں لئے رہے

قُبُلًا ـ جَمْعُ قَبِيْلٍ وَالْمَعْنٰى اَنَّهٗ ضُرُوْبٌ لِلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيْلٌ

قُبُلًا قبیل کی جمع ہے جس کے معنی یہاں قسم کے ہیں معنی یہ ہے کہ قسم قسم کے عذاب ہوں گے ہر قسم ان میں سے قبیل ہے

ارشاد ہے ۔

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا

اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھالاتے ۔

اس ارشاد میں "قُبُلًا" سے مراد قسم قسم کے عذاب ہیں یہ قبیل کی جمع ہے ۔

زُخْرُفُ ـ كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهٗ وَوَشَّيْتَهٗ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ

اس سے مراد وہ باطل ہے جسے تم سنوار دو اور اس پر ملمع کرو ۔

وَحَرْثٌ حِجْرٌ ــــ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُوْرٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهٗ وَيُقَالُ لِلْاُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَاَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْاَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَاَنَّهٗ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُوْمٍ مِثْلُ قَتِيْلٍ مِنْ مَقْتُوْلٍ وَاَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ ۔

حجر کے ایک معنی حرام کے ہیں، ہر ممنوع کو حجر اور محجور کہتے ہیں ــــ نیز حجر ہر عمارت کو کہتے ہیں اور گھوڑی کو بھی حجر کہا جاتا ہے اور عقل کو بھی حجر اور حجًا کہا جاتا ہے لیکن "حجر" یہ ثمود کی بستی کا نام ہے اور زمین کے جس حصہ کو دوسرے سے الگ کر دو وہ حجر ہے اسی سے بیت اللہ شریف کے حطیم کو حجر کہا جاتا ہے۔ حطیم گویا مشتق ہے محطوم سے جیسے قتیل مقتول سے، اور حجر کا یہ ایک منزل کا نام ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ هَلُمَّ شُهَدَاءَكُمْ ص۶۶۷

اپنے گواہوں کو لاؤ۔

لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ ۔

اہل حجاز کی لغت یہ ہے کہ هَلُمَّ واحد، تثنیہ، جمع سب کے لئے آتا ہے۔

عـه باب قول اللّٰه عزوجل قل انما حرم ربی الفواحش ص۶۶۵ النکاح باب الغیرة ص۷۸۶ کتاب التوحید باب قول اللّٰه ویحذرکم اللّٰه نفسه ص۱۱۰۱

اور اہل نجد کہتے ہیں سب کے لئے الگ الگ آتا ہے۔ واحد مذکر کے لئے هَلُمَّ اور واحد مؤنث کے لئے هَلُمِّي دونوں کے تثنیہ کے لئے هَلُمَّا۔ جمع مذکر کے لئے هَلُمُّوا اور جمع مؤنث کے لئے هَلْمُمْنَ۔ ان کے نزدیک یہ فعل ہے جس کا ماضی هَلُمَّ ہے اور اہل حجاز کے نزدیک یہ اسم فعل ہے جو مبنی علی الفتح ہے۔

بَابُ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا
اس وقت کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔

حدیث ۲۲۶۶ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا رَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ[ع۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج پچھم سے نہیں نکلے گا جب لوگ اسے دیکھ لیں گے تو روئے زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کے سب ایمان لائیں گے یہی وہ وقت ہے کہ کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو۔

تشریحات ۲۲۶۶ پچھم سے سورج کا طلوع ہونا قیامت کی اخیر نشانیوں میں سے ہے جیسا کہ امام بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں روایت کیا ہے۔ کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی دجال کا ظاہر ہونا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا ہے پھر یاجوج ماجوج کا نکلنا ہے پھر دابۃ الارض کا نکلنا ہے۔ پھر سورج کا پچھم سے طلوع ہونا ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام لوگ مسلمان ہوجائیں گے صرف ایک دین رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد جب اکثر کافر ہوجائیں گے تھوڑے مسلمان رہ جائیں گے۔ تو سورج پچھم سے طلوع کرے گا۔ اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا کوئی کافر مسلمان ہوگا تو ایمان قبول نہ ہوگا اسی کو آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے کہ کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دیگا اسی طرح کوئی مومن گناہ سے توبہ کرے گا تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

سُوْرَةُ الْأَعْرَافِ
ص ۶۶۷

ع۱ مسلم ایمان۔ ابوداؤد ملاحم نسائی وصایا ابن ماجہ فتن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یہ آیت مکی ہے سوائے آٹھ آیتوں کے ــــــ وَاسۡئَلۡهُمۡ سے لے کر وَاِذۡ نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ فَوۡقَهُمۡ تک مکی ہے۔

قَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ وَرِيَاشًا الۡمَالُ ــــــ ریاش اور ریش کے معنی مال کے ہیں ــــــ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ فِي الدُّعَاءِ وَفِيۡ غَيۡرِهٖ ــــــ اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا خواہ وہ دعا میں حد سے آگے بڑھیں یا کسی اور چیز میں ــــــ عَفَوۡا كَثُرُوۡا وَكَثُرَتۡ اَمۡوَالُهُمۡ ان کی تعداد زیادہ ہو گئی اور ان کے مال زیادہ ہو گئے ــــــ اَلۡفَتَّاحُ الۡقَاضِيۡ ــــــ اِفۡتَحۡ بَيۡنَنَا، اِقۡضِ بَيۡنَنَا ــــــ فیصلہ فرمانے والا ــــــ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے ــــــ نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ رَفَعۡنَا ــــــ ہم نے پہاڑ کو بلند کیا ــــــ اِنۡبَجَسَتۡ اِنۡفَجَرَتۡ ــــــ پھٹ پڑے ــــــ مُتَبَّرٌ خُسۡرَانٌ ــــــ نقصان ــــــ آسٰی، اَحۡزَنُ ــــــ میں غم کروں ــــــ تَاسَ تَحۡزَنۡ ــــــ تو غم کرے ــــــ

وَقَالَ غَيۡرُهٗ اَنۡ لَّا تَسۡجُدَ، اَنۡ تَسۡجُدَ ــــــ اور ان کے غیر نے کہا اَنۡ لَّا تَسۡجُدَ میں لا زائد ہے، مراد یہ ہے کہ تجھ کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا ــــــ يَخۡصِفَانِ ــــــ اَخَذَا الۡخِصَافَ مِنۡ وَرَقِ الۡجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الۡوَرَقَ وَيَخۡصِفَانِ الۡوَرَقَ بَعۡضَهٗ اِلٰى بَعۡضٍ ــــــ یعنی جنت کے پتوں سے ستر چھپانے لگے یعنی پتوں کو ایک دوسرے سے ملانے لگے ــــــ سَوۡاٰتِهِمَا ـ كِنَايَةٌ عَنۡ فَرۡجِهِمَا ــــــ یعنی اپنی شرمگاہ کو چھپانے لگے ــــــ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ــــــ هٰهُنَا اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ ــــــ وَالۡحِيۡنُ عِنۡدَ الۡعَرَبِ مِنۡ سَاعَةٍ اِلٰى مَالَا يُحۡصٰى ــــــ اور مدت تک نفع حاصل کرنے کا سامان یعنی اس وقت سے لے کر قیامت تک ــــــ عرب کے نزدیک حین کے معنی یہ ہیں کہ بولے جانے کے وقت سے لے کر غیر متناہی مدت تک ــــــ اَلرِّيَاشُ وَالرِّيۡشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ ــــــ ریاش اور ریس ایک ہی ہے اس کے معنی ظاہری لباس کے ہیں ــــــ قَبِيۡلُهٗ ـ جِيۡلُهُ الَّذِيۡ هُوَ مِنۡهُمۡ ــــــ وہ نوع ہے جس میں سے وہ ہو ــــــ ادَّارَكُوۡا ــــــ اِجۡتَمَعُوۡا ـ وہ اکٹھا ہو گئے ــــــ وَمَشَاقُّ الۡاِنۡسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمۡ تُسَمّٰى سُمُوۡمًا وَاحِدُهَا سَمٌّ وَهِيَ عَيۡنَاهُ وَمَنۡخِرَاهُ وَفَمُهٗ وَاُذُنَاهُ وَدُبُرُهٗ وَاِحۡلِيۡلُهٗ ــــــ سم انسان اور چوپائے کے سوراخ کو کہتے ہیں یعنی اس کی دونوں آنکھیں ناک کے دونوں سوراخ منھ دونوں کان، پاخانے کا مقام، پیشاب کا سراخ، یہ کل نو ہوئے ـ قرآن مجید میں فرمایا گیا تھا لَا يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الۡجَمَلُ فِيۡ سَمِّ الۡخِيَاطِ ــــــ کافر جنت میں نہ جائیں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے ــــــ اس آیت میں لفظ سم آیا تھا امام بخاری نے اس کی تفسیر فرمائی کہ سم کے معنی سوراخ کے ہیں ــــــ

غَوَاشٍ مَا غَشُوْا ــــ غواش غاشیۃ کی جمع ہے وہ چیزیں جو دوسروں کو ڈھک لیں ــــ تُبَّرًا مُتَفَرِّقَۃٌ ــــ شرہ ــــ نَكِدًا قَلِيلًا ــــ تھوڑا ــــ يَغْنَوْا يَعِيْشُوْا ــــ جیش ــــ حَقِيْقٌ حَقٌّ ــــ اِسْتَرْهَبُوْهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ ــــ استرہبوہم، رہبۃ سے مزید فیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جادوگروں نے بنی اسرائیل کو ڈرایا ــــ تَلْقَفُ تَلْقَمُ ــــ انھیں لگنے لگا ــــ طَائِرُهُمْ حَظُّهُمْ ــــ ان کا حصہ ــــ طُوْفَانٌ مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ الطُّوْفَانُ ــــ ہم نے ان پر سیلاب کا طوفان بھیجا۔ موت کی بھرمار کو طوفان کہا جاتا ہے ــــ اَلْقُمَّلُ۔ اَلْحُمْنَانُ تُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ ــــ جوئیں جو چھوٹی کلنی کے مشابہ ہوتی ہیں ــــ عُرُوْشٌ عَرِيْشٌ بِنَاءٌ ــــ عمارت ــــ سُقِطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهٖ ــــ جو بھی شرمندہ ہوا وہ گر پڑا ــــ اَلْاَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ــــ بنی اسرائیل کے قبیلے ــــ يَعْدُوْنَ يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُوْنَ تَعَدٌّ تُجَاوِزُ ــــ حد سے آگے بڑھتے تھے ــــ شُرَّعًا شَوَارِعُ ــــ پانی کے اوپر تیرتے ہوئے ــــ بَئِيْسٍ شَدِيْدٍ ــــ سخت ــــ اَخْلَدَ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ بیٹھا۔ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ مَأْمَنِهٖ ــــ ان کے اڈوں سے ان کو ہم لائیں گے ــــ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاَتَاهُمُ اللّٰهُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ــــ جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب پہونچ گیا اس طرح سے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے ــــ مِنْ جِنَّةٍ مِنْ جُنُوْنٍ ــــ جنون پاگل پن ــــ فَمَرَّتْ بِهٖ اِسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ ــــ حمل باقی رہا یہاں تک کہ جنین کو مکمل کر دیا ــــ يَنْزَغَنَّكَ يَسْتَخِفَّنَّكَ ــــ کونچا مارے ــــ طَيْفٌ مُلِمٌّ بِهٖ طَمَعٌ وَيُقَالُ طَائِفٌ وَهُوَ وَاحِدٌ ــــ کونچا ــــ يَمُدُّوْنَهُمْ يُزَيِّنُوْنَ ــــ سنوارتے ہیں ــــ وَخِيْفَةً فَوْقًا ــــ ڈر ــــ وَخِيْفَةً مِنَ الْاِخْفَاءِ ــــ آہستہ ــــ وَالْآصَالُ وَاحِدُهَا اَصِيْلٌ ــــ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ــــ آصال کا واحد اصیل ہے ــــ عصر و مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے صبح و شام۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَمَّا جَاءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰانِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ دیکھ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب مجھے دیکھ لیگا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بیہوش پھر جب ہوش ہوا تو بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ــ آیت ۱۴۵

ص ۶۶۸

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَرِنِيْ اَعْطِنِيْ ــــ ابن عباس نے کہا اَرِنِیْ کے معنی اَعْطِنِیْ ہے یعنی مجھے عطا فرما۔

تشریحات معتزلہ اور روافض اسی آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ رویت باری محال ہے۔ اس لئے کہ لن تراني میں لن نفی کی تاکید کے لئے ہے جو تابید پر دلالت کرتا ہے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ تمہارا یہ کہنا خود اس آیۂ کریمہ کے اخیر حصہ کے معارض ہے "کہ فرمایا" خَرَّ مُوسٰى صَعِقًا۔ حضرت موسیٰ وارفتہ ہوش ہوکر زمین پر آرہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کچھ دیکھا نہیں تھا تو وارفتہ ہوش کیسے ہوئے اس لئے یہ نفی کی تاکید مخصوص ہوئی عامۂ مؤمنین کے لئے اس دنیا کے ساتھ اور حضرات انبیاء کرام کے لئے یہ کہا جائے گا کہ یہ نفی کمال کے لئے ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات کو بتمامہٖ انبیائے کرام بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اور اس تخصیص کی دلیل وہ احادیث کریمہ ہیں جو رویت باری کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اور حد شہرت تک پہونچی ہوئی ہیں اور اس پر اتفاق ہے کہ احادیث مشہورہ سے کتاب اللہ کی تخصیص جائز ہے۔

بَابٌ قَوْلُهُ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ الْعُرْفُ الْمَعْرُوْفُ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر عفو لو اور اچھائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے درگذر کرو۔

ص ۶۶۹

۲۲۶۷ حدیث إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حُصَيْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابُ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهِ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَاسْتَأْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا

حضرت ابن عباس نے کہا کہ عیینہ بن حصین بن حذیفہ آئے اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے یہاں ٹھہرے اور حر ان لوگوں سے تھے جنھیں حضرت عمر اپنے قریب رکھتے تھے اور قراء حضرت عمر کی مجلسوں اور مشاورت کے افراد تھے، ادھیڑ عمر کے ہوں یا جوان۔ عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا تمہاری ان امیر کے یہاں عزت ہے تو میرے لئے حاضری کی ان سے اجازت طلب کرو حر نے کہا، میں تمہارے لئے اجازت طلب کروں گا۔ ابن عباس نے کہا کہ حر نے عیینہ کے لئے اجازت طلب کی، حضرت عمر نے اجازت دے دی جب عیینہ حضرت عمر کے یہاں حاضر ہوا تو اس نے کہا ھِیْ اے ابن خطاب تم ہمیں

تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ اَنْ يُّوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ

زیادہ نہیں دیتے اور ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ نہیں کرتے، اس پر حضرت عمر کو

لَهُ الْحُرُّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ خُذِ الْعَفْوَ

جلال آگیا اور اسے سزا دینے کا ارادہ فرمالیا، اس پر حر نے عرض

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ اِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ

کیا اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا۔ عفو لو اور بھلائی کا حکم کرو اور

وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ

جاہلوں سے درگذر کرو۔ بیشک یہ جاہلوں میں سے ہے بخدا حضرت عمر آگے نہیں بڑھے جب حر نے یہ آیت

كِتَابِ اللّٰهِ عه

تلاوت کی، اور حضرت عمر کتاب اللہ کے ارشاد پر بہت زیادہ ثابت قدم تھے۔

تشریحات ۲۲۶۷ ھی کلمہ زجر ہے، آیۂ کریمہ میں عفو کی تین تفسیریں مروی ہیں ایک یہ کہ لوگوں کے ظاہر اخلاق اعمال کے لحاظ سے ان پر حکم لگاؤ، ان کے اندرونی حالات میں کرید نہ کرو اور ایک یہ کہ لوگوں کے اموال سے جو فاضل ہے وہ لو، اس تقدیر پر یہ آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہے، تیسری یہ کہ مشرکین سے درگذر کرو یہ آیت قتال سے منسوخ ہے۔

حدیث ۲۲۶۸

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیۂ کریمہ لوگوں کے اخلاق

اِلَّا فِيْ اَخْلَاقِ النَّاسِ

ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔

مطلب یہ ہوا کہ لوگوں کی بدخلقیوں پر درگذر کرو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ وَقَوْلُهٗ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے

عه الاعتصام باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ص۱۰۸۲

وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ ص ۶۶۹ سورۃ الانفال — سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو۔

سورۃ انفال مدنی ہے سوائے پانچ آیتوں کے۔ ایک اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰہِ دو آیتیں اور وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کفروا بغایت بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ تین آیتیں۔ بعض آیات کے بارے میں مکی، مدنی ہونے کے بارے میں اختلاف بھی ہیں۔

یہ سورۃ بقرہ کے بعد اور آلِ عمران سے پہلے نازل ہوئی۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ۔ اَلْاَنْفَالُ اَلْمَغَانِمُ — انفال کے معنی غنیمت ہے۔

یہ نفل کی جمع ہے۔

وَقَالَ قَتَادَۃُ رِیْحُکُمْ اَلْحَرْبُ — تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

اس میں ریح سے مراد لڑائی ہے — یُقَالُ نَافِلَۃٌ عَطِیَّۃٌ — نافلہ کے معنی عطیہ ہے۔

۲۲۶۹ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
حدیث سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ سورہ انفال
عَنْہُمَا سُوْرَۃُ الْاَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ بَدْرٍ
کب نازل ہوئی تو فرمایا بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اَلشَّوْکَۃُ الْحَدُّ — دبدبہ — مُرْدِفِیْنَ۔ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِیْ وَاَرْدَفَنِیْ اَیْ جَاءَ بَعْدِیْ — یکے بعد دیگرے آنے والی فوجیں۔ بولتے ہیں رَدِفَنِیْ وَاَرْدَفَنِیْ — یعنی میرے بعد آیا — ذُوْقُوْا بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَیْسَ ھٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ۔ ذوقوا کے معنی ہیں چکھو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اسے سہو اور تجربہ کرو یہ منھ سے چکھنے کے معنی میں نہیں — فَیَرْکُمَہٗ یَجْمَعُہٗ — پس اسے جمع کرتا ہے — شَرِّدْ فَرِّقْ — انھیں منتشر کردو — وَاِنْ جَنَحُوْا طَلَبُوْا اَلسَّلْمَ وَالسِّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ — اگر وہ صلح کے لیے جھکیں سَلم سِلم اور سلام کے معنی ایک ہیں — یُثْخِنُ یَغْلِبُ — غالب ہوجائے — وَقَالَ مُجَاھِدٌ مُکَاءً اِدْخَالُ اَصَابِعِھِمْ فِیْ اَفْوَاھِھِمْ — مکاء کے معنی اپنی انگلیاں منھ میں ڈال کر آواز نکالنا ہے — تَصْدِیَۃٌ — اَلصَّفِیْرُ — سیٹی — یُثْبِتُوْکَ۔ لِیَحْبِسُوْکَ — تاکہ تمہیں قید کرلیں۔

بَابٌ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ص ۶۶۹ — بیشک چوپاؤں میں سب سے بدتر اللہ کے حضور وہ بہرے گونگے ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔

حدیث ۲۲۷۰ عن مجاهد عن ابن عباس ان شر الدواب عند الله الصم البكم الذين لا يعقلون قال هم نفر من بنى عبد الدار

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیۂ کریمہ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ سے مراد بنی عبد الدار کے کچھ لوگ ہیں۔

تشریحات ۲۲۷۰ بنی عبدالدار قریش کی ایک شاخ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علی عبد مناف کے بڑے بھائی کا نام عبدالدار ہے۔ ان کے والد قصی نے حرم محترم کے تمام مناصب عبدالدار کو دے دیئے تھے مگر عبدالدار اور ان کی اولاد نے اپنی نااہلی کی بدولت کوتاہیاں کیں جس پر ہاشم نے ان سے افادہ اور سقایہ کا عہدہ کیا۔ اس طرح دونوں میں ایک چشمک چلی آرہی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفین میں بنی عبدالدار سب سے نمایاں تھے۔ جنگ احد میں قریش کے دستور کے مطابق مشرکین کا جھنڈا بنی عبدالدار سُوۡرما اٹھائے ہوئے تھے جو یکے بعد دیگرے سب قتل کر دیئے گئے ان کو گونگے اس لئے کہا گیا کہ یہ حق نہیں بولتے اور بہرے اس لئے کہا گیا کہ حق بات سن کر قبول نہیں کرتے گویا سنتے ہی نہیں ان کو تمام چوپایوں سے بدتر اس لئے کہا گیا کہ دیگر چوپائے اللہ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں بخلاف ان کے۔ یہ آیت اگرچہ بنی عبدالدار کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر ہر کافر مشرک کو عام ہے۔

باب وقوله واذ قالوا اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب اليم ۴۶۹

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان یاد کرو جب کفار نے کہا اے اللہ اگر یہ تیرے پاس سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب لا۔

ت قال ابن عيينة ما سمى الله مطرا فى القرآن الا عذابا

ابن عیینہ نے کہا اللہ نے قرآن مجید میں مطر کا استعمال عذاب ہی کے موقع پر کیا ہے

وتسميه العرب الغيث وهو قوله ينزل الغيث من بعد ما قنطوا

اور بارش کو عرب والے غیث کہتے ہیں جیسا کہ اس ارشاد میں ہے ان کے مایوس ہونے کے بعد بارش اتارتا ہے۔

اس پر یہ ایراد کی گئی ہے کہ آیت تیمم میں یہ فرمایا گیا اِنۡ کَانَ بِکُمۡ اَذًی مِّنۡ مَّطَرٍ۔ اگر تمہیں بارش سے ایذا ہو۔ اس آیت میں قطعی طور پر مطر سے مراد بارش ہی ہے۔ ابن عیینہ نے جو کہا یہ باعتبار اغلب و اکثر کے ہے۔

۲۲۷۱ حدیث

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ وَهُوَ ابْنُ كُرْدِيْدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ مَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

حضرت انس ابن مالک نے فرمایا کہ ابو جہل نے یہ کہا اگر یہ تیرے پاس سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب لا تو یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی ــــ اللہ کی شان یہ نہیں کہ انھیں عذاب دے اس حالت میں کہ تم ان میں موجود ہو۔ اور اللہ انھیں عذاب نہ دے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں اور انھیں کیا ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ کرے حالانکہ وہ مسجد حرام سے روک رہے ہیں۔

تشریحات ۲۲۷۱

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت عالم ہیں اسی کا صدقہ ہے کہ حضور کے وجود باوجود کی برکت سے ان کی پوری امت دعوت ایسے عذاب سے محفوظ ہے جو ان کا استیصال کر دے جب تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں رہے مکہ والے باوجود ہزار ایذا رسانیوں کے عذاب سے محفوظ رہے۔ اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو مکہ معظمہ میں جو کمزور بچے کھچے مسلمان رہ گئے تھے جو استغفار کیا کرتے تھے۔ اور جب مسلمان وہاں سے مدینہ طیبہ آگئے تو ان پر عذاب آیا۔ اس عذاب سے مراد یا تو دھوئیں اور قحط سالی کا عذاب ہے جو مکہ والوں پر نازل ہوا یا فتح مکہ مراد ہے کہ مکہ کے تمام سرکش مغلوب اور مفتوح ہوئے ــــ مَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمْ میں عذاب سے مراد وہ عذاب نہیں جو قوموں کو ختم کر دے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَغْلِبُوْا أَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

صـ ۶۷۰

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اے نبی مومنوں کو قتال پر ابھارو اگر تم میں کے بیس صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں کے سو ہوں تو ہزار پر غالب آئیں گے کافروں پر اس لئے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو سمجھتی نہیں۔

حدیث ۲۲۷۲

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لَمَّا نَزَلَتْ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ فَکُتِبَ عَلَیْھِمْ اَنْ لَّا یَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَۃٍ وَقَالَ سُفْیَانُ غَیْرَ مَرَّۃٍ اَنْ لَّا یَفِرَّ عِشْرُوْنَ مِنْ مِائَتَیْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمُ الْاٰیَۃَ فَکُتِبَ اَنْ لَّا یَفِرَّ مِائَۃٌ مِّنْ مِائَتَیْنِ فَزَادَ سُفْیَانُ مَرَّۃً نَزَلَتْ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ قَالَ سُفْیَانُ قَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ وَاَرَی الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیَ عَنِ الْمُنْکَرِ مِثْلَ ھٰذَا۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اگر تم میں کے بیس صبر کرنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آویں گے تو ان پر فرض کیا گیا کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ سفیان نے کتنی بار یہ کہا کہ بیس دو سو کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ اب اللہ نے تم پر تخفیف کی۔ تو ان پر فرض کیا گیا کہ سو دو سو کے مقابلے سے نہ بھاگیں۔ اور ایک بار سفیان نے یہ زیادہ کیا کہ آیت کریمہ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ نازل ہوئی سفیان نے کہا اور ابن شبرمہ نے کہا کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی اسی کے مثل جانتا ہوں۔

تشریحات ۲۲۷۲

اس حدیث کی روایت میں سفیان بن عیینہ سے خلط ہو گیا ہے۔ کبھی وہ یہ روایت کرتے کہ ابن عباس سے یہ مروی ہے کہ ان پر یہ فرض کیا گیا تھا کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ اور کبھی یہ روایت کرتے کہ بیس دو سو کے مقابلے سے نہ بھاگے۔ لیکن حقیقت میں یہ اختلاط نہیں بلکہ اپنی فہم کے مطابق روایت بالمعنیٰ ہے اس لئے دونوں روایتوں کا حاصل یہی ہے کہ ابتدا میں یہی حکم تھا کہ اگر کفار دس گنے تک ہوں تو بھاگنا جائز نہیں اس کا بھی احتمال ہے کہ خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کبھی وہ فرمایا ہو اور کبھی یہ۔

وزاد سفیان۔ مطلب یہ ہے کہ سفیان ابن عیینہ اس روایت کو کبھی کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کرتے اور کبھی کچھ کمی کے ساتھ۔

وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ۔ ابن شبرمہ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ یہ جہاد ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی اسی تناسب کے اعتبار سے حکم ہے۔ کہ اگر دو شخص کوئی ناجائز کام کر رہے ہوں اور ایک شخص دیندار ہو۔ تو اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے۔

احکام اگر سو مسلمان ہوں اور دو سو کفار تو قتال واجب ہے اس پر اتفاق ہے کہ یہ نص قرآنی سے ثابت ہے البتہ کچھ علماء نے اسمیں اختلاف کیا کہ اگر مسلمانوں کی تعداد سو سے کم ہو مگر کفار مسلمانوں کے دونا ہوں۔ تو قتال واجب ہے یا نہیں مثلاً ایک مسلمان ہو اور دو کافر۔

۲۲۷۳ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَجَاءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِّنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ۔

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب ہوں گے تو یہ بات مسلمانوں پر شاق ہوئی جب ان پر یہ فرض کیا گیا کہ ایک دو کے مقابلے سے نہ بھاگے تو اس کے بعد تخفیف آئی فرمایا اب اللہ نے تم سے تخفیف کی اور جان لیا کہ تم میں کمزوری ہے اب اگر تم میں سو صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب ہوں گے۔ ابن عباس نے فرمایا جب اللہ نے عدد میں تخفیف کردی تو صبر میں اتنی مقدار میں تخفیف کردی۔

تشریحات ۲۲۷۳ یہ روایت اس پر نص ہے کہ آیت کریمہ میں جو عدد مذکور ہے اس سے مراد تناسب ہے یعنی اس لئے اب ایک مسلمان کے مقابلے پر دو کافر ہوں تو مسلمان کو راہ فرار اختیار کرنا جائز نہیں۔

سُوْرَةُ بَرَاءَةٍ ص ۶۷۱

یہ سورہ مدنی ہے سوائے دو آیتوں کے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ سے اخیر تک یہ مکی ہے۔ اس سورہ کے دس سے زیادہ نام ہیں۔ اس کا ایک نام توبہ بھی ہے اس لئے کہ توبہ پر آمادہ کرتی ہے اس کا دوسرا نام فاضحہ بھی ہے اس لئے یہ منافقین اور مشرکین کو رسوا بھی کرتی ہے۔

سورہ انفال اور اس کے مابین بسم اللہ شریف نہیں لکھی گئی اس کا سبب یہ ہے کہ عرب کی عادت تھی جب کسی معاہدہ کے توڑنے کی تحریر لکھتے تو بسم اللہ نہیں لکھتے تھے اسی کے مطابق سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے جب اسے پہلے حج کے موقع پر تلاوت فرمائی تو بسم اللہ نہیں پڑھی۔ دوسری وجہ یہ ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ انفال پہلے نازل ہوئی اور برأت اس کے آخر میں اور ایک کا قصہ دوسرے کے مشابہ تھا۔ اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں کوئی حکم نہیں ارشاد فرمایا اس لئے فصل کی علامت بسم اللہ نہیں لکھی گئی۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ تسمیہ میں اللہ تعالیٰ کی بیکراں کا ذکر ہے۔ اور سورہ برأت پورے قہر و جلال سے پڑھے ۔ خزائن العرفان میں ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اس سورۃ کے ساتھ بسم اللہ لے کر نہیں نازل ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ لکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ تلوار کے ساتھ امن اٹھا دینے کے لئے نازل ہوئی۔

وَلِيجَةً كُلَّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ فِي شَيْءٍ۔ ولیجہ اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسرے میں داخل ہو یعنی فعیل معنیٰ میں اسم مفعول کے ہے۔ محرم راز ۔ اَلشُّقَّةُ اَلسَّفَرُ اَلْخَبَالُ اَلْفَسَادُ وَالْخَبَالُ اَلْمَوْتُ ـــ خبال کے معنیٰ فساد اور موت کے ہیں ـــ وَلَا تَفْتِنِّي وَلَا تُوَبِّخْنِي ـــ مجھے ڈانٹئے نہیں ـــ كَرْهًا وَ كُرْهًا وَاحِدٌ یعنی دونوں کے معنیٰ ایک ہیں ـــ مُدَّخَلًا يُدْخَلُونَ فِيهِ۔ جس میں لوگ داخل ہوں ـــ يَجْمَحُونَ يُسْرِعُونَ ـــ تیزی سے لپکتے ہیں ـــ وَالْمُؤْتَفِكَاتِ ائْتَفَكَتْ انْقَلَبَتْ بِهَا الْأَرْضُ ـ جن کا تختہ الٹ دیا گیا ـــ أَهْوَى أَلْقَاهُ فِي هُوَّةٍ ـــ اس کو گڑھے میں ڈال دیا۔ عَدْنٍ خُلْدٍ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَيْ أَقَمْتُ وَمِنْهُ مَعْدِنٌ وَيُقَالُ فِي مَعْدِنِ صِدْقٍ فِي مَنْبَتِ صِدْقٍ عَدْنٍ ـ کے معنی ہمیشہ رہنا۔ عَدَنْتُ بِأَرْضٍ کا معنیٰ ہے میں نے وہاں قیام کرلیا اور اسی سے معدن کان کے معنیٰ میں ہے۔ کہتے ہیں معدن صدق منبت صدق ـــ اَلْخَوَالِفُ ـ اَلْخَالِفُ الَّذِي خَلَفَنِي فَقَعَدَ بَعْدِي وَمِنْهُ يَخْلُفُهُ فِي الْغَابِرِينَ وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ النِّسَاءُ مِنَ الْخَالِفَةِ وَإِنْ كَانَ جَمْعُ الذُّكُورِ فَإِنَّهُ لَمْ يُوجَدْ عَلَى تَقْدِيرِ جَمْعِهِ إِلَّا حَرْفَانِ فَارِسٌ وَفَوَارِسُ وَهَالِكٌ وَهَوَالِكُ ـــ خوالف خالف کی جمع ہے۔ اسے کہتے ہیں جو میرے پیچھے آئے اور میرے بعد بیٹھے جانشین اسی سے ہے اور اسے باقی رہنے والوں میں ان کا جانشین بنائے گا اور جائز ہے کہ یہ خالفہ مؤنث کی جمع ہو اور اگر مذکر کی جمع ہے تو اس کی جمع کی تقدیر پر صرف دو ہی حرف ہیں فارس وفوارس اور ہالک وہوالک ـــ اَلْخَيْرَاتُ وَاحِدُهَا اَلْخَيْرَةُ وَهِيَ الْفَوَاضِلُ خیرات خیرۃ کی جمع ہے ـــ بھلائیاں وَمُرْجَوْنَ مُؤَخَّرُونَ ـــ جن کے بارے میں دیر کی گئی ـــ اَلشَّفَا شَفِيرٌ وَهُوَ حَدُّهُ ـــ شفا کنارے کو کہتے ہیں جُرُفٍ مَا تَجَرَّفَ مِنَ السُّيُولِ وَالْأَوْدِيَةِ ـــ نالیاں جو سیلاب سے بن جاتی ہیں ـــ هَارٍ هَائِرٍ يُقَالُ تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ إِذَا انْهَدَمَتْ وَانْهَارَتْ مِثْلُهُ ـــ ہار کے معنی گرنے والے کے ہیں۔ بولتے ہیں تَهَوَّرَتِ الْبِئْرُ ـــ

کنواں گر گیا اور اِنْھَارَتْ اسی کے مثل ہے لَاْ وَاهُ شَفَقًا وَفَرَقًا اللہ سے ڈرنے والا

وَقَالَ الشَّاعِرُ اِذَا مَا كُنْتُ اَرْحَلُهَا بِلَيْلٍ تَأَوَّهُ آهَةَ الرَّجُلِ الْحَزِيْنِ

جب میں رات میں اس کا کجاوہ درست کرتا ہوں تو اونٹنی غم زدہ شخص کی طرح آہ کرتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ص۶۷۱

یہ بیزاری کا اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں سے جنھوں نے تم سے معاہدہ کیا تھا (لیکن انھوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اُذُنٌ يُصَدِّقُ ـــ یعنی ان سے جو کہا جائے اسے مان لیتے ہیں ـــ تُطَهِّرُهُمْ بِهَا وَتُزَكِّيْهِمْ وَنَحْوُهَا كَثِيْرٌ وَالزَّكٰوةُ الطَّاعَةُ وَالْاِخْلَاصُ ـــ یعنی یہاں عطف تفسیری ہے۔ طہارت سے مراد باطنی طہارت ہے اس لئے کہ زکوٰۃ کے اصل معنی طاعت اور اخلاص کے ہیں جو باطنی اوصاف ہیں ـــ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ لَا يَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ـــ اور وہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے یعنی لا الٰہ الا اللہ کی شہادت نہیں دیتے ـــ يُضَاهِئُوْنَ يُشَبِّهُوْنَ مشابہت کرتے ہیں ـــ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ـ اٰذَنَهُمْ اَعْلَمَهُمْ ص۶۷۱

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور یہ منادی ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم یہ کرو تو تمہارا بھلا ہے اور اگر تم منھ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے اور کافروں کو خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔ آذن کے معنی ہے خبر دار کیا

تشریحات

حج اکبر سے کیا مراد ہے اس میں شارحین مفسرین کے مختلف اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یوم عرفہ ہے۔ اس سلسلے میں ایک حدیث مرسل بھی آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عرفہ خطبہ دیا اور فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے علاوہ ازیں حضرت ابن عباس اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مجاہد عکرمہ طاؤس اور ابو جحیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یوم حج اکبر سے مراد یوم نحر ہے جیسا کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا یوم حج اکبر یوم النحر ہے۔ نیز یہی حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی حضرت مغیرہ بن شعبہ سے بھی مروی ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس کا بھی یہی ایک قول ہے ـــ نیز ابن ابی جحیفہ اور سعید بن زبیر ابراہیم نخعی اور مجاہد اور امام باقر اور زہری اور عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم کا بھی یہی قول ہے ـــ نیز حضرت عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر حجۃ الوداع میں جمرات کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا۔ یوم الحج الاکبر

ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حج، حج اکبر ہے۔ اور عمرہ حج اصغر۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں ـــــ ایک قول یہ ہے کہ گیارہویں ذی الحجہ ہے ـــــ ایک قول یہ ہے کہ حج کے تمام دن یوم حج اکبر ہیں ـــــ اور ایک قول یہ ہے کہ خاص اس سال کے حج کو حج اکبر کہتے ہیں جس سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن سے حضرت صدیق اکبر نے حج کرایا تھا۔ یعنی سنہ ۹ھ کا حج اس باب کے ضمن میں حضرت امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث لائے ہیں اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یوم نحر ہی یوم حج اکبر ہے۔

پوری دنیا کے عوام میں یہ بات جو مشہور ہے کہ جو حج جمعہ کو پڑے وہ حج اکبر ہے غالباً اس کی اصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو حج فرمایا تھا اس میں یوم عرفہ جمعہ کو تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں۔ ص ۶۷۱

حدیث ۲۲۷۴

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَقَالَ
زید بن وہب نے کہا ہم حذیفہ کے پاس تھے تو انھوں نے فرمایا ان
مَا بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ وَّلَا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ
آیت والوں میں سے صرف تین باقی ہیں اور منافقین میں سے صرف چار اس پر ایک
اِلَّا اَرْبَعَةٌ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ اِنَّكُمْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ تُخْبِرُوْنَا لَا نَدْرِيْ
اعرابی نے کہا آپ لوگ صحابہ ہو ہمیں خبر دو ہم نہیں جانتے وہ کون لوگ ہیں جو
فَمَا بَالُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَنْقُرُوْنَ بُيُوْتَنَا وَيَسْرِقُوْنَ اَعْلَاقَنَا قَالَ
ہمارے گھروں میں نقب لگاتے ہیں اور ہمارے عمدہ مال چرا لیتے ہیں حذیفہ نے فرمایا یہ
اُولٰٓئِكَ الْفُسَّاقُ اَجَلْ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ اِلَّا اَرْبَعَةٌ اَحَدُهُمْ
لوگ فاسق ہیں ـ ہاں۔ ان میں سے صرف چار باقی ہیں ان میں ایک بہت بوڑھا کہ اگر ٹھنڈا
شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَوْ شَرِبَ الْمَاءَ الْبَارِدَ لَمَا وَجَدَ بَرْدَهٗ۔
پانی پیئے تو اس کی ٹھنڈک محسوس نہ کرے۔

تشریحات ۲۲۷۴ **اِلَّا ثَلٰثَةٌ** ان تین میں سے صرف دو کا نام معلوم ہو سکا۔ ایک حضرت ابو سفیان بن حرب دوسرے سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہما۔ **اِلَّا اَرْبَعَةٌ** یہ چار منافق اس وقت تک کون کون زندہ تھے ان کا نام بھی معلوم نہ ہو سکا۔ **يَنْقُرُوْنَ** ـ نقرہ کے معنی لکڑی میں سوراخ کرنے

کے ہیں یہاں تجریدًا صرف سراخ کرنے کے معنی میں ہے۔ دوسرا نسخہ یَنْقُرُوْنَ کا ہے جو بقرہ کے معنی پھاڑنے کے ہے۔ اَعْلَاقَنَا ـــــ یہ عِلْقٌ کی جمع ہے اس کے معنی عمدہ مال کے ہیں اس میں دوسرا نسخہ اَغْلَاقَنَا ہے جو غَلَقٌ کی جمع ہے جس کے معنی قفل اور تالے کے ہیں مراد یہ ہے کہ تالیاں چرا لیتے ہیں۔ لَمَّا وَجَدَ بَرْدَہٗ۔ آدمی جب بہت بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے منھ کا مزہ خراب ہو جاتا ہے اسے کسی چیز کی لذت نہیں ملتی۔ حضرت حذیفہ کی یہی مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ دو کا دوسرا ہے جب وہ دونوں غار میں تھے۔

مَعْنَاہُ نَاصِرُنَا مراد یہ ہے کہ وہ ہمارا مددگار تھا ـــــ اَلسَّکِیْنَۃُ فَعِیْلَۃٌ مِنَ السُّکُوْنِ بمعنی سکون۔

حدیث ۵۲۲۷ قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ وَکَانَ بَیْنَهُمَا شَیْءٌ فَغَدَوْتُ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ اَتُرِیْدُ اَنْ تُقَاتِلَ ابْنَ الزُّبَیْرِ فَتُحِلَّ حَرَمَ اللّٰهِ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ ابْنَ الزُّبَیْرِ وَبَنِیْ اُمَیَّۃَ مُحِلِّیْنَ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اُحِلُّهٗ اَبَدًا قَالَ قَالَ النَّاسُ بَایِعْ لِابْنِ الزُّبَیْرِ فَقُلْتُ وَاَیْنَ بِهٰذَا الْاَمْرِ عَنْهُ اَمَّا اَبُوْهُ فَحَوَارِیُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُرِیْدُ الزُّبَیْرَ وَاَمَّا جَدُّهٗ فَصَاحِبُ الْغَارِ یُرِیْدُ اَبَا بَکْرٍ وَاُمُّهٗ فَذَاتُ النِّطَاقِ یُرِیْدُ اَسْمَاءَ وَاَمَّا خَالَتُهٗ فَاُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ یُرِیْدُ عَائِشَۃَ وَاَمَّا عَمَّتُهٗ فَزَوْجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ

ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر کے درمیان کچھ بات تھی تو میں ابن عباس کے پاس صبح کو گیا میں نے کہا کیا آپ ابن زبیر سے لڑنا چاہتے ہیں اور اللہ کے حرم کو حلال کرنا چاہتے ہیں تو انھوں نے فرمایا اللہ کی پناہ بے شک اللہ نے ابن زبیر اور بنی امیہ کے لئے یہ لکھ دیا ہے کہ وہ اسے حلال کریں اور میں بخدا اسے کبھی بھی حلال نہیں کروں گا ابن عباس نے کہا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا ابن زبیر کی بیعت کر لیجئے تو میں نے کہا یہ چیز ان سے کچھ دور نہیں ان کے باپ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حواری ہیں ان کی مراد تھی زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے نانا غار میں رسول اللہ کے ساتھی ہیں اس سے مراد حضرت ابوبکر تھے اور ان کی ماں ذات النطاق ہیں اس سے مراد اسماء ہیں اور ان کی خالہ ام المومنین ہیں ان کی

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ خَدِيْجَةَ وَ أَمَّا عَمَّتُهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مراد عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کی پھوپھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں اس سے مراد ام المؤمنین حضرت خدیجہ

فَجَدَّتُهُ يُرِيْدُ صَفِيَّةَ ثُمَّ عَفِيْفٌ فِي الْإِسْلَامِ قَارِئٌ لِلْقُرْآنِ

ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی ان کی دادی ہیں اس سے مراد حضرت صفیہ تھیں اس سب کے باوجود اسلام

وَاللهِ إِنْ وَصَلُوْنِيْ وَصَلُوْنِيْ مِنْ قَرِيْبٍ وَإِنْ رَبُّوْنِيْ رَبَّنِيْ أَكْفَاءٌ

میں پاک دامن ہیں قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں بخدا اگر وہ لوگ یعنی بنی امیہ میرے ساتھ صلہ رحمی کریں گے

كِرَامٌ فَآثَرَ التُّوَيْتَاتِ وَالْأُسَامَاتِ وَالْحُمَيْدَاتِ يُرِيْدُ أَبْطُنًا مِنْ

تو قریبی رشتہ دار کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے لیکن ابن زبیر تویتات اور اسامات اور حمیدات کو ہم پر

بَنِيْ أَسَدٍ بَنِيْ تُوَيْتٍ وَبَنِيْ أُسَامَةَ وَبَنِيْ أَسَدٍ إِنَّ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ

ترجیح دی ہے اس سے مراد ان کی بنی اسد کے بطن تھے یعنی بنی تویت اور بنی اسامہ اور

بَرَزَ يَمْشِي الْقُدَمِيَّةَ يَعْنِيْ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ وَإِنَّهُ لَوَّى

بنی اسد بے شک ابن ابی العاص پیش قدمی کرتے ہوئے نکلا ہے یہ عبد الملک بن مروان ہے

ذَنَبَهُ يَعْنِيْ ابْنَ الزُّبَيْرِ۔

اور ابن ابی زبیر نے اپنی دم موڑ لی ہے۔

تشریحات ۴۲۷۵

وَكَانَ بَيْنَهُمَا شَيْئٌ۔ یعنی حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر میں کچھ بات ہو گئی تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ معظمہ میں اپنی خلافت کی بیعت لی۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن حنیفہ ان دنوں مکہ معظمہ میں ہی تھے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے بیعت کے لئے کہا ان دونوں نے انکار کیا اور یہ کہا! ہم اس وقت تک کسی کی بیعت نہیں کریں گے جب تک کہ سب لوگ ایک خلیفہ پر اتفاق نہ کر لیں اس پر حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں پر سختی کی یہاں تک کہ ان کا محاصرہ کر لیا اس کی خبر جب مختار بن ابی عبید ثقفی کو ہوئی تو لشکر بھیج کر ان دونوں حضرات کو محاصرے سے نکالا۔ مختار نے ان دونوں بزرگوں سے حضرت ابن زبیر سے لڑنے کی اجازت مانگی ان دونوں نے منع کر دیا۔ اور یہ لوگ طائف چلے گئے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما طائف ہی میں رہ گئے اور وہیں وصال فرمایا ان کا مزار پاک بھی طائف ہی میں ہے اور محمد بن حنیفہ طائف سے اضوی پہاڑ میں چلے گئے جو ینبوع میں ہے پھر وہاں سے شام میں ایلہ چلے گئے اور وہیں ان کا

وصال ہوا۔ وَاَیْنَ بِھٰذَا الْاَمْرِ عَنْہُ کا مطلب یہ ہے کہ وہ خلافت کے مستحق ہیں۔

وَ اَمَّا عَمَّتُہٗ۔ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی پھوپھی کہنا یہاں مجازاً ہے۔ یہ حقیقت میں ان کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ اس لئے کہ حضرت زبیر کے والد عوام اور حضرت خدیجہ دونوں بھائی بہن، خویلد کی اولاد ہیں۔

فَاٰثَرَ التُّوَیْتَاتِ۔ یعنی ابن زبیر نے انھیں چھوڑ کر بنی اسد کی مختلف شاخوں کو ترجیح دی ہے۔ جب کوئی موقع آتا ہے تو پہلے ان لوگوں کو آواز دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی بنی اسد ہی سے تھے۔ صحیح یہ ہے کہ یہاں بنی تویت کے بجائے ابن تویت ہے۔ تویت کا نسب نامہ یہ ہے۔ ابن الحارث بن عبدالعزیٰ بن قصی۔ اسامہ کا نسب نامہ یہ ہے اسامہ بن اسد بن عبدالعزیٰ۔ حمید کا نسب نامہ یہ ہے حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ۔ اور حضرت زبیر کا نسب نامہ یہ ہے ابن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ۔ اس طرح یہ چاروں شاخیں اسد بن عبدالعزیٰ پر مل جاتی ہیں کیونکہ یہ سب یکجہتی تھے اور حضرت ابن زبیر کے دل سے حامی۔ اس لئے فطری طور پر حضرت ابن زبیر کا رجحان ان قبائل کی طرف زیادہ تھا یہ بات بنی ہاشم بنی عبد مناف وغیرہ کو ناگوار تھی اسی کا اظہار حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہاں کیا ہے۔

لَوَیٰ ذَنَبَہٗ: مطلب یہ ہے کہ عبدالملک نے تو یہ جوانمردی دکھائی ہے کہ شام سے لشکر جرار ترتیب دیکر ابن زبیر پر حملہ کے لئے بھیجا ہے اور ابن زبیر ہیں کہ مکہ سے باہر نہیں نکلے۔

بَابُ قَوْلِہٖ یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ لِتَرْضَوْا عَنْھُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ــــ وَقَوْلُہٗ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِھِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْھِمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ص ۶۷۴

تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پس اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو بیشک اللہ فاسقوں سے راضی نہیں ہوتا ــــ دوسرے وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی گناہ کا اعتراف کیا نیک عمل کے ساتھ برے عمل ملائے۔ عنقریب اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث ۲۲۸۱ — حَدَّثَنَا سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنَا اَتَانِی اللَّیْلَۃَ اٰتِیَانِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور

فَانْبَعَثَانِیْ فَانْتَھَیْنَا اِلٰی مَدِیْنَةٍ مَبْنِیَّةٍ بِلَبِنِ ذَھَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ

انھوں نے مجھے اٹھایا ہم ایک ایسے شہر میں پہونچے جو سونے کی اینٹ اور چاندی کی

فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِھِمْ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ

اینٹ سے بنا ہوا تھا اب ہماری ملاقات ایسے لوگوں سے ہوئی کہ ان کا آدھا دھڑ بہترین

کَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَا لَھُمْ اِذْھَبُوْا فَقَعُوْا فِیْ ذٰلِکَ النَّھْرِ فَوَقَعُوْا

خوبصورت تھا اور آدھا بدترین بدصورت۔ ان دونوں نے ان لوگوں سے کہا جاؤ اور اس

فِیْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَیْنَا قَدْ ذَھَبَ ذٰلِکَ السُّوْءُ عَنْھُمْ فَصَارُوْا فِیْ

نہر میں غوطہ لگاؤ انھوں نے اس نہر میں غوطہ لگایا پھر لوٹے تو ان کی بدصورتی جاچکی

اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَا لِیْ ھٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَھٰذَاکَ مَنْزِلُکَ

تھی اور بہت خوبصورت ہوگئے تھے ان دونوں نے مجھ سے کہا یہ جنت عدن ہے اور

قَالَا اَمَّا الْقَوْمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا شَطْرٌ مِّنْھُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِّنْھُمْ قَبِیْحٌ

یہ آپ کی جگہ ہے اور وہ لوگ جو آدھے خوبصورت تھے اور آدھے بدصورت یہ وہ لوگ ہیں جنھوں

فَاِنَّھُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَیِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْھُمْ۔

نے اچھے عمل کو برے کے ساتھ ملایا اللہ نے ان سے درگذر فرمایا۔

تشریحات ۲۲۷۶ اس حدیث کے کچھ حصے کتاب الصلوٰۃ، جنائز، بیوع، جہاد، صلوٰۃ اللیل، بدء الخلق احادیث الانبیاء میں گذر چکے ہیں۔ یہاں چونکہ مکمل تھی اس لئے ذکر کردیا۔ اپنے اپنے مقام پر سب کی شرح ہوچکی ہے۔

بَابٌ قَوْلِهٖ لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ صـ۶۷۶

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بیشک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آئے۔ جن پر گراں ہے وہ بات جو تمہیں مشقت میں ڈالے تمہاری خیرخواہی کے خواہشمند ہیں اور مؤمنوں پر بہت مہربان۔

سُوْرَۃُ یُوْنُس صـ۶۷۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ آیت مکی ہے، البتہ چند آیتوں کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ مکی ہیں یا مدنی۔ اس میں ایک سو نو آیتیں ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاخْتَلَطَ فَنَبَتَ بِالْمَاءِ مِنْ كُلِّ لَوْنٍ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ پانی کے سبب زمین سے نباتات اگ آئے، کی تفسیر میں فرمایا کہ پانی کے ساتھ ہر قسم کے نباتات اگے ـــــ رنگ برنگ

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ وَهُوَ الْغَنِيُّ ـــ ان لوگوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنالیا وہ پاک ہے اور بے پرواہ ہے۔

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ اور زید بن اسلم نے کہا کہ "قدم صدق" سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ خَيْرٌ وَيُقَالُ تِلْكَ آيَاتُ يَعْنِي هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْآنِ ـ اور مجاہد نے کہا ہر بھلائی۔ ـــــ آیات سے مراد قرآن میں مذکور نشانیاں ہیں ـــ

حدیث ۲۲۷۰

اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ
حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا

كَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْ بَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ
اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جو عہد رسالت میں وحی لکھتے تھے کہ ابوبکر

وَعِنْدَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ
نے اہل یمامہ کے قتل کے موقع پر مجھے بلایا اور ان کے پاس عمر بھی تھے ابوبکر

اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ
نے کہا عمر میرے پاس آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ یمامہ کی جنگ میں لوگ بہت قتل

فِي الْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْآنِ اِلَّا اَنْ تَجْمَعُوْهُ وَاِنِّيْ لَاَرٰى
ہوگئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مختلف جنگوں میں قراء اسی طرح ہوتے رہے تو قرآن کریم

جَمْعَ الْقُرْآنِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ
کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا اب یہی ضروری ہے کہ تم لوگ قرآن کو جمع کرو اور میری

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ
رائے قرآن جمع کرنے کی ہے ابوبکر نے عمر سے کہا میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ

يُرَاجِعُنِيْ فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ لِذٰلِكَ صَدْرِيْ وَرَاَيْتُ الَّذِيْ
علیہ وسلم نے نہیں کیا اس پر عمر نے کہا بخدا یہ بہتر ہے عمر مسلسل اپنی بات کہتے رہے یہاں تک

رَأَی عُمَرُ قَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعُمَرُ عِنْدَهٗ جَالِسٌ لَا یَتَکَلَّمُ

کہ اللہ نے اس کے لئے میرے سینے کو کھول دیا اور میری رائے بھی وہی

فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّکَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ وَلَا نَتَّهِمُكَ كُنْتَ تَكْتُبُ

ہے جو عمر کی ہے اور عمر وہاں بیٹھے تھے کچھ بول نہیں رہے تھے ابو بکر نے مجھ سے

الْوَحْیَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ

کہا تم جوان ذہین ہو اور ہم تم کو متہم نہیں جانتے اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِیْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَیَّ مِمَّا اَمَرَنِیْ

کے لئے وحی لکھتے تھے قرآن کو تلاش کرو اور جمع کرو، بخدا اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کے ہٹانے

بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ كَیْفَ تَفْعَلَانِ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ النَّبِیُّ صَلَّی

کا حکم دیتے تو قرآن جمع کرنے سے بھاری نہ ہوتا میں نے کہا آپ صاحبان ایسا

اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَیْرٌ فَلَمْ اَزَلْ اُرَاجِعُهٗ

کام کیوں کرتے ہیں جس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا اس پر ابو بکر نے

حَتّٰی شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ اللّٰهُ لَهٗ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ

کہا یہ بخدا بہتر ہے میں ان سے بار بار اپنی بات دہراتا رہا یہاں تک کہ اللہ نے اس

فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الرِّقَاعِ وَالْاَكْتَافِ وَالْعُسُبِ

کام کے لئے مجھے انشراح صدر عطا فرمایا جس کے لئے ابو بکر و عمر کو انشراح صدر عطا فرمایا

وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰی وَجَدْتُّ مِنْ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ اٰیَتَیْنِ مَعَ

تھا اور میں اٹھا میں نے قرآن کو تلاش کیا میں قرآن کو کپڑوں کے ٹکڑوں اور شانے

خُزَیْمَةَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ اَجِدْهُمَا مَعَ اَحَدٍ غَیْرِهٖ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ

کی ہڈیوں اور کھجور کی شاخوں اور لوگوں کے سینے سے جمع کرنے لگا یہاں تک

مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ اِلٰی اٰخِرِهَا

کہ میں نے سورہ توبہ کی اخیر دو آیتیں خزیمہ انصاری کے پاس پایا ان کے علاوہ

وَکَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِیْ جُمِعَ فِیْهَا الْقُرْاٰنُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاهُ

کسی اور کے پاس نہیں پایا ـــ لقد جاءکم رسول من انفسکم سے

اللّٰہُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَۃَ بِنْتِ عُمَرَ

آخر تک، میرے لکھے ہوئے صحیفے ابو بکر کی زندگی بھر ان کے پاس رہا یہاں تک کہ

تَابَعَہٗ عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ وَاللَّیْثُ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ وَ

اللہ نے ان کو وفات دی پھر عمر کے پاس رہا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو وفات

قَالَ اللَّیْثُ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ وَ

دی پھر ام المؤمنین حضرت حفصہ کے پاس رہا۔ حضرت ابن شہاب زہری ہی سے بطریق

قَالَ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ الْاَنْصَارِیِّ وَقَالَ مُوْسٰی عَنْ اِبْرَاہِیْمَ حَدَّثَنَا

موسیٰ جو روایت ہے اس میں خزیمہ کے بجائے ابو خزیمہ ہے، تیسری روایت میں

ابْنُ شِہَابٍ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ وَتَابَعَہٗ یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ

شک ہے کہ خزیمہ ہے یا ابو خزیمہ۔

اَبِیْہِ وَقَالَ اَبُوْ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاہِیْمُ وَقَالَ مَعَ خُزَیْمَۃَ اَوْ اَبِیْ

خُزَیْمَۃَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

تشریحات ۲۲۷ قرآن مجید کے جمع کی پوری تفصیل کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے صحیح اور راجح یہ ہے کہ وہ صحابی جن کے پاس سورۂ توبہ کی اخیر دونوں آیتیں تھیں ابو خزیمہ انصاری ہیں۔

وَمِثْلُہٗ حَتّٰی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ وَجَرَیْنَ بِھِمْ ——— اسی کے مثل یہ ارشاد ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ تم کو لے کر چلتی ہیں۔ بِھِمْ سے مراد بکم ہے۔ یعنی اس آیت میں التفات عن الخطاب الی الغیبت ہے ——— دَعْوٰہُمْ دُعَاؤُھُمْ ——— دعویٰ بمعنی دعا ہے اُحِیْطَ بِھِمْ دَنَوْا مِنَ الْھَلَکَۃِ اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْئَتُہٗ ——— مراد یہ ہے کہ وہ لوگ ہلاک کے قریب پہونچ گئے تھے ان کے گناہوں نے انھیں گھیر لیا تھا ——— فَاَتْبَعَھُمْ وَاَتْبَعَھُمْ وَاحِدٌ فَاَتْبَعَ اور اَتْبَعَ ایک ہی معنی میں ہے ——— عَدْوًا مِنَ الْعُدْوَانِ۔ عَدْوٌ عدوان سے مشتق ہے ———

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اِسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ قَوْلُ الْاِنْسَانِ لِوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ اِذَا غَضِبَ اَللّٰهُمَّ لَا تُبَارِكْ لَهٗ فِيْهِ وَالْعَنْهُ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ لَاُهْلِكَ مَنْ دُعِيَ اِلَيْهِ وَلَاَمَاتَهٗ ـــــ اور اگر اللہ لوگوں پر برائی ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں، انسان کا غصہ کی حالت میں اپنی اولاد اور مال کے بارے میں کہنا اے اللہ اس کے لئے اس میں برکت نہ دے اور اسے اپنی رحمت سے دور کر دے، تو ان کا وعدہ پورا ہو چکا ہوتا، یعنی جس پر بددعا کی گئی وہ ہلاک ہو گیا ہوتا اور مر گیا ہوتا ـــــ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى مِثْلُهَا حُسْنٰى وَزِيَادَةٌ مَغْفِرَةٌ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِهٖ ـــــ یعنی نیکوکاروں کو نیک کام کے بدلے اچھی جزا ملے گی اور زیادتی ملے گی یعنی مغفرت، امام مجاہد کے علاوہ دوسرے نے کہا، زیادۃ سے مراد رویت باری ہے ـــ اَلْكِبْرِيَاءُ اَلْمُلْكُ ـ

بَابٌ قَوْلِهٖ وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْا اِسْرَآئِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ؁

اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا سرکشی اور ظلم سے یہاں تک کہ جب وہ غرقاب ہونے لگا بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔

جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ خبر ملی کہ فرعون انھیں قتل کرنے کا قطعی ارادہ کر چکا ہے تو بحکم الٰہی مصر سے بنی اسرائیل کو لے کر شام کی طرف ہجرت کے ارادے سے چلے، بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ بیس ہزار تھی، بیچ میں بحر قلزم حائل تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باذن الٰہی دریا پر اپنا عصا مارا جس سے سمندر میں بارہ راستے بن گئے، بیچ بیچ میں سے پانی ہٹ گیا، بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے، ہر ہر قبیلہ ایک ایک راستے سے گذرنے لگا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مع لشکر بحر قلزم کے بیچ میں پہونچے تو فرعون مع اپنے لشکر کے سمندر کے کنارے پہونچ چکا تھا، فرعون کے ساتھ ستر کمانڈر تھے اور ہر کمانڈر کے تحت ستر ہزار فوج تھی، سمندر کے کنارے پہونچ کر جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ عظیم معجزہ دیکھا تو مبہوت ہو کر رک گیا آگے بڑھنے کی اس کی ہمت نہ ہوئی، بحکم ایزدی حضرت جبریل امین گھوڑی پر سوار ہو کر فرعون کے آگے نمودار ہوئے جسے دیکھ کر فرعون کا گھوڑا اس کے قابو سے باہر ہو کر آگے بڑھ گیا جس کے پیچھے پیچھے تمام لشکر ان بارہ راستوں سے دریا کے اندر آ گیا۔ ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بعافیت سمندر کے دوسرے کنارے پہونچ گئے اور فرعون مع لشکر بیچ دریا میں پہونچا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور بنی اسرائیل کے سمندر پار ہوتے ہی سمندر کا پانی مل گیا فرعون اور اس کا پورا لشکر غرقاب ہو گیا جب فرعون ڈوبنے لگا تو اس نے ایمان کا اقرار کیا مگر اس وقت کا ایمان معتبر نہیں۔ اس لئے رد کر دیا گیا۔ فرمایا گیا۔ آلْاٰنَ

وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ـــــ کیا اب ؟ اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا سورۂ یونس آیت ۹۱۔

نُنَجِّيْكَ نُلْقِيْكَ عَلٰى نَجْوَةٍ مِنَ الْاَرْضِ وَهُوَ النَّشْزُ الْمَكَانُ الْمُرْتَفِعُ ۔ ہم تمہارے جسم کو کسی اونچی جگہ پر ڈال دیں گے۔ نجوہ کے معنی اونچی جگہ کے ہیں ـــــ علما تفسیر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ان کے ہلاکت کی خبر دی تو بعض بنی اسرائیل کو شبہ رہا اور اس کی عظمت اور ہیبت جو ان کے قلوب میں تھی اس کے باعث انھیں اس کی ہلاکت کا یقین نہ آیا، بامر الٰہی دریا نے فرعون کی لاش ساحل پر پھینک دی بنی اسرائیل نے اس کو دیکھ کر پہچانا۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ ص ۶۷۷

سورۂ ہود مکی ہے البتہ دو آیتوں کے بارے میں اختلاف ہے اس میں ایک سو تیئس [۱۲۳] آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ اَبُوْ مَيْسَرَةَ اَلْاَوَّاهُ الرَّحِيْمُ بِالْحَبْشِيَّةِ ـ اواہ کے معنی حبشی زبان میں مہربان کے ہیں اور حضرت ابن عباس
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَادِيَ الرَّاْيِ مَا ظَهَرَ لَنَا ـ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ بادی الرّار کے معنی بیوقوف
وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْجُوْدِيُّ جَبَلٌ بِالْجَزِيْرَةِ ـ لوگ۔ جودی جزیرے میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔

دریائے فرات اور دریائے دجلہ کے دوآبے کو عرب والے جزیرہ کہتے ہیں، جودی پہاڑ نہاوند کے قریب ہے" تین پہاڑوں کو اللہ عزوجل نے تین انبیاء کرام سے فضیلت بخشی، جودی کو حضرت نوح علیہ السلام سے کہ ان کی کشتی جودی پر ٹھہری، طور کو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اور حرا کو جس کو جبل نور بھی کہا جاتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ اسی پہاڑ پر شق صدر ہوا اور اسی کے غار میں قبل نبوت خلوت گزیں ہوئے اور یہیں سے نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا۔

وَقَالَ الْحَسَنُ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ يَسْتَهْزِءُوْنَ بِهٖ ۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا، بیشک تمہیں عقلمند ہو، وہ لوگ ان کا استہزا کرتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَقْلِعِيْ اَمْسِكِيْ ـــــ اور حضرت ابن عباس نے کہا اقلعی کے معنی یہ ہیں اے آسمان اپنی بارش روک دے ـــــ عَصِيْبٌ شَدِيْدٌ ـــــ عصیب کے معنی سخت ـــــ لَا جَرَمَ، بَلٰى ـــــ کوئی جرم نہیں ٹھیک ہے ـــــ وَفَارَ التَّنُّوْرُ نَبَعَ الْمَاءُ ـــــ تنور سے پانی ابلا ـــــ

وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَجْهُ الْاَرْضِ ـــــ اور عکرمہ نے کہا کہ تنور روئے زمین کو کہتے ہیں یعنی حضرت مجاہد یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں تنور سے مراد کوئی مخصوص تنور نہیں بلکہ سطح زمین مراد ہے جس کے ہر حصہ سے پانی ابلا لیکن جمہور کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد ایک مخصوص تنور ہے۔ مشہور ہے کہ کوفے میں تھا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جہاں اب کوفے کی مسجد ہے وہاں کشتی بنائی تھی اسی کے قریب

تنور بھی تھا۔ حضرت علی اور حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مقاتل نے کہا اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کا تنور ہے جو شام میں تھا۔

بَابُ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ص ۶۷۷

سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں سنو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے بیشک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ وَحَاقَ نَزَلَ يَحِيْقُ يَنْزِلُ ــــ اترا یا اترتا ہے ــــ يَئُوْسٌ فَعُوْلٌ مِنْ يَئِسْتُ ــــ مایوس ہونے والا ــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَبْتَئِسْ تَحْزَنْ ــــ غم کرتا ہے ــــ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ شَكٌّ وَامْتِرَاءٌ فِي الْحَقِّ ــــ حق کے بارے میں شک و شبہ کرنا ــــ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ مِنَ اللّٰهِ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ــــ تاکہ اللہ سے چھپائیں اگر ان سے ہو سکے ــــ

۲۲۸۸ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقْرَأُ اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ قَالَ سَأَلْتُهٗ عَنْهَا فَقَالَ اُنَاسٌ كَانُوْا يَسْتَحْيُوْنَ اَنْ يَتَخَلَّوْا فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَاءِ وَاَنْ يُجَامِعُوْا نِسَاءَهُمْ فَيُفْضُوْا اِلَى السَّمَاءِ فَنَزَلَ ذٰلِكَ فِيْهِمْ۔

حدیث محمد بن عبّاد جعفر نے کہا کہ انھوں نے ابن عباس کو یہ پڑھتے ہوئے سنا اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنِيْ صُدُوْرُهُمْ تو میں نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ کچھ لوگ قضائے حاجت کرتے وقت تنہائی میں بھی کھلے آسمان کے نیچے قضائے حاجت کرنے سے کتراتے تھے اور کھلے آسمان کے نیچے جماع کرنے سے بھی تو ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۲۲۸۹ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ عَلٰى حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ۔

حدیث عمرو نے کہا ابن عباس نے یوں پڑھا اَلَا اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْتَغْشُوْنَ يُغَطُّوْنَ رُءُوْسَهُمْ ــــ اپنے سروں کو ڈھانک لیتے تھے کپڑوں سے ــــ سِيْٓءَ بِهِمْ سَاءَ ظَنُّهٗ بِقَوْمِهٖ ــــ قوم کے ساتھ وہ بدگمان

ھود ـــ وَضَاقَ بِہٖ ذَرْعًا بِاَضْیَافِہٖ ـــ مہمانوں کے آنے سے وہ دل تنگ ہوئے ۔ یعنی جب حضرت لوط علیہ السلام کے پاس عذاب کے فرشتے خوبصورت بے ریش وبرورت لڑکوں کی شکل میں ان کے گھر آئے تو اپنی قوم کی عادت بد کی وجہ سے انھیں گرانی خاطر ہوئی اور وہ دل تنگ ہوئے ورنہ وہ نبی تھے مہمانوں کی آمد سے خوش ہوتے نہ کہ تنگدل ـــ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّیْلِ بِسَوَاءٍ ۔ یعنی رات کی تاریکی میں ـــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اُنِیْبُ اَرْجِعُ ـــ میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں ۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ صـ۱۰۲ اور اس کا عرش پانی پر تھا ۔

حدیث ۲۲۸۰ — عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللہُ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْکَ وَقَالَ یَدُ اللہِ مَلْاٰی لَا تَغِیْضُھَا نَفَقَۃٌ سَحَّاءُ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَقَالَ اَرَاَیْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَغِضْ مَا فِیْ یَدِہٖ وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ وَبِیَدِہِ الْمِیْزَانُ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ ۔[۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بنی آدم خرچ کر میں تجھے عطا کروں گا اور فرمایا اللہ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے رات دن خرچ کرنا اسے ختم نہیں کرے گا ۔ اور فرمایا کیا تم جانتے ہو اس نے کیا خرچ فرمایا جب سے آسمان و زمین بنایا پھر بھی جو اس کے قبضہ میں ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوتی اور اس کا عرش پانی پر ہے اور اسی کے ہاتھ میں میزان جھکاتا ہے اور بلند کرتا ہے ۔

اِعْتَرَاکَ ۔ اِفْتَعَلْتَ مِنْ عَرَوْتَہٗ اَیْ اَصَبْتَہٗ وَمِنْہُ یَعْرُوْہُ ـــ وَاعْتَرَانِیْ ۔ تجھ پر جھپٹ پڑی یہ باب افتعال سے آتا ہے اس کا مادہ عَرْوٌ ہے یَعْرُوْہُ ۔ وَاعْتَرَانِیْ آتا ہے ۔

آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اَیْ فِیْ مُلْکِہٖ وَسُلْطَانِہٖ ـــ اس کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے ۔ یعنی اس کی حکومت میں ہے ۔

عَنِیْدٌ وَعَنُوْدٌ وَعَانِدٌ وَاحِدٌ ۔ وَھُوَ تَاکِیْدُ التَّجَبُّرِ ـــ یہ تینوں ایک معنی میں ہیں ۔ زیادہ سرکشی کرنے والے ـــ اِسْتَعْمَرَکُمْ ۔ جَعَلَکُمْ عُمَّارًا اَعْمَرْتُہُ الدَّارَ فَھِیَ عُمْرٰی ۔

---

[۱] کتاب التوحید باب قولہ وکان عرشہ علی الماء صـ۱۱۰۳ باب قول اللہ لما خلقت بیدی صـ۱۱۰۲ النفقات باب فضل النفقۃ علی الاھل صـ۸۰۵ کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ صـ۱۱۱۶ نسائی تفسیر ۔

جَعَلْتُهَا لَهُ ـــ ہم نے تم کو اس میں بسایا۔ کہتے ہیں ـــ اَعْمَرْتُهُ الدَّارَ ـــ میں نے اس کو گھر عمر بھر رہنے کے لئے دیا ـــ نَكِرَهُمْ وَاَنْكَرَهُمْ وَاسْتَنْكَرَهُمْ وَاحِدٌ ـــ انھیں ناگوار جانا ـــ حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَانَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ مَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ ـــ مجید ماجد سے اور حمید محمود سے صفت مشبہ ہے۔ بزرگ تعریف کیا ہوا ـــ سِجِّيلٍ ـ الشَّدِيدُ الْكَبِيرُ ـــ سِجِّيلٌ وَسِجِّينٌ وَاللَّامُ وَالنُّونُ اُخْتَانِ وَقَالَ تَمِيمُ ابْنُ مُقْبِلٍ ـــ وَرَجْلَةٍ يَضْرِبُونَ الْبَيْضَ ـ ضَاحِيَةً ـ ضَرْبًا ـ تَوَاصَى بِهِ الْاَبْطَالُ سِجِّينًا ـــ سجیل کے معنی سخت بڑے کے ہیں۔ سجین اور سجیل کے ایک ہی معنی ہیں۔ تمیم بن مقبل نے کہا۔ اور بہت سے پیادے ہیں جو مارتے ہیں خود پر چاشت کے وقت سخت مار جس کی وجہ سے بڑے بڑے بہادر ایک دوسرے سے وصیت کرنے لگتے ہیں۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا اِلٰى اَهْلِ مَدْيَنَ لِاَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ وَمِثْلُهُ وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ سَلِ الْعِيرَ يَعْنِي اَهْلَ الْقَرْيَةِ وَالْعِيرِ ـ

اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا مدین سے مراد اہل مدین ہیں اس لئے کہ مدین شہر ہے اور اسی کے مثل ہے اس بستی سے پوچھو اور قافلے سے پوچھو یعنی بستی والوں اور قافلے والوں سے پوچھو۔

وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا يَقُولُ لَمْ تَلْتَفِتُوا اِلَيْهِ وَيُقَالُ اِذَا لَمْ يَقْضِ الرَّجُلُ حَاجَتَهُ ظَهَرْتَ بِحَاجَتِي وَجَعَلْتَنِي ظِهْرِيًّا وَالظِّهْرِيُّ هٰهُنَا اَنْ تَاْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً اَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ ـــ اور تم نے اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ہے۔ یہ اس موقع پر کہتے ہیں جب تم اس کی طرف توجہ نہ کرو۔ جب کوئی شخص کسی کی حاجت پوری نہیں کرتا تو وہ کہتا ہے تونے میری حاجت کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا ـــ تو نے مجھے پیٹھ پیچھے کر دیا ـــ اور ظہری یہاں اس معنی میں ہے کہ تم اپنے ساتھ کوئی فاضل چوپایہ یا برتن لے لو۔ جس سے بوقت ضرورت کام لو ـــ اَرَاذِلُنَا سُقَّاطُنَا ـــ ہمارے نیچے لوگ ـــ اِجْرَامِي هُوَ مَصْدَرٌ مِنْ اَجْرَمْتُ وَبَعْضُهُمْ يَقُولُ جَرَمْتُ ـــ اجرامی اجرمت کا مصدر ہے اور بعضوں نے کہا جرمت کا ـــ اَلْفُلْكُ وَالْفُلْكُ وَاحِدٌ وَجَمْعٌ وَهِيَ السَّفِينَةُ وَالسُّفُنُ ـــ فلک واحد و جمع دونوں آتا ہے۔ کشتی اور کشتیوں کے معنی میں ـــ مُجْرٰهَا مَوْقِفُهَا وَهُوَ مَصْدَرُ اَجْرَيْتُ ـ مجراہا، اجریت کا مصدر ہے ـــ ہندوستانی نسخہ میں مجراہا کی تفسیر موقفہا سے کی ہے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا یہ درست نہیں عام نسخوں میں مدفعہا ہے اور یہی صحیح ہے۔ مراد چلانا ہے یا راستہ ـــ وَاَرْسَيْتُ حَبَسْتُ وَيُقْرَاُ مَرْسَاهَا مِنْ رَسَتْ هِيَ وَمَجْرَاهَا مِنْ جَرَتْ هِيَ ـــ اَرْسَيْتُ کا معنی ہے میں نے روکا۔ اور ایک قرات مَرساہا ہے یہ رَسَت کا مصدر ہے ـــ وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا مِنْ فُعِلَ بِهَا الرَّاسِيَاتُ الثَّابِتَاتُ ـــ اور مجراہا ہے یہ جرت کا مصدر ہے ـــ وَمُجْرِيهَا وَمُرْسِيهَا ـــ اس کا چلانے والا اور روکنے والا ـــ الرَّاسِيَاتُ ـــ اپنی جگہ ٹھہرے ہوئے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور ایسی ہی تیرے پروردگار کی گرفت ہے جب بستی والوں کی گرفت کرے جبکہ وہ ظالم ہوں۔ بیشک اس کی گرفت سخت دردناک ہے۔ ص ۶۷۸

الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ الْعَوْنُ الْمُعِيْنُ رَفَدْتُهٗ اَعَنْتُهٗ ۔ مدد جو کی گئی کہتے ہیں رَفَدْتُهٗ میں نے اس کی مدد کی ـــــ تَرْكَنُوْا تَمِيْلُوْا ـــــ تم لوگ جھکو ـــــ فَلَوْلَا كَانَ فَهَلَّا كَانَ ـــــ کیوں نہیں ہوا ـــــ اُتْرِفُوْا اُهْلِكُوْا ـــــ ہلاک کردیئے گئے ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ زَفِيْرٌ وَشَهِيْقٌ صَوْتٌ شَدِيْدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيْفٌ ـــــ سخت آواز اور ہلکی آواز۔

۲۲۸۱ حدیث	عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ
	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ
	وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو چھوڑتا
	يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ
	نہیں۔ پھر حضور نے تلاوت فرمائی ایسی ہی تیرے پروردگار کی گرفت ہے جب بستی والوں کو گرفت میں لیتا
	ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۔
	ہے جب وہ ظلم کرنے والے ہوں بیشک اس کی گرفت سخت دردناک ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۔ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر بیشک نماز دن کے دونوں کناروں میں قائم کرو اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی ہیں اور یہ یاددہانی ہے یاد رکھنے والوں کیلئے۔ ص ۶۷۸

وَزُلَفًا سَاعَاتٍ بَعْدَ سَاعَاتٍ وَمِنْهُ سُمِّيَتِ الْمُزْدَلِفَةُ اَلزُّلَفُ مَنْزِلَةٌ بَعْدَ مَنْزِلَةٍ وَاَمَّا زُلْفٰى زلفًا کا معنیٰ کچھ ساعتوں کے بعد ساعتیں اسی سے مزدلفہ نام رکھا گیا ہے۔ زُلَفٌ کے معنیٰ ایک منزل کے بعد دوسری منزل فَمَصْدَرٌ مِّنَ الْقُرْبٰى اِزْدَلَفُوْا اِجْتَمَعُوْا اَزْلَفْنَا جَمَعْنَا لیکن زلفیٰ یہ مصدر ہے قربیٰ سے یعنی معنی میں قربیٰ کے ہے۔ اِزْدَلَفُوْا کے معنیٰ اکٹھا ہوئے۔ اَزْلَفْنَا کے معنیٰ ہم نے جمع کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ يُوْسُفَ یہ سورت مکی ہے سوائے چار آیتوں کے جو مدنی ہیں ص ۶۷۸

اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں تین ابتدائی آیتیں اور ایک لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ــــ اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں۔

عَنْ مُجَاهِدٍ مُتَّكَأً اَلْأُتْرُجُّ وَقَالَ فُضَيْلٌ اَلْأُتْرُجُّ بِالْحَبَشِيَّةِ مُتْكًا وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ مُجَاهِدٍ مُتْكًا كُلُّ شَيْءٍ قُطِعَ بِالسِّكِّينِ ــــ مجاہد سے روایت ہے مُتَّكَأً کا معنی اترنج ہے اور فضیل نے کہا اترنج حبشی زبان میں مُتْكًا کو کہتے ہیں۔ امام مجاہد ہی سے ایک روایت ہے مُتْكًا ہر وہ چیز ہے جو چھری سے کاٹی جائے ــــ سورۂ یوسف میں فرمایا تھا۔ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً ــــ اور زلیخا نے مصر کی عورتوں کے لئے مسندیں تیار کیں۔ صحیح یہ ہے کہ اس آیت میں مُتَّكَأً سے مراد مسندیں ہیں مگر مفسرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سے مراد لیموں ہے ــــ اور کچھ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو چھری سے کاٹی جائے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ لَذُو عِلْمٍ عَامِلٌ بِمَا عَلِمَ ذو علم سے مراد یہ ہے کہ وہ عالم باعمل ہے ــــ

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ صُوَاعَ الْمَكُّوكُ الْفَارِسِيُّ الَّذِي يَلْتَقِي طَرَفَاهُ كَانَتْ تَشْرَبُ بِهِ الْأَعَاجِمُ ــــ صُواع کو فارسی میں مکوک کہتے ہیں جس کے اوپر کا حصہ تنگ ہوتا تھا جس میں عجمی پیتے تھے ــــ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُفَنِّدُونِ تُجَهِّلُونِ ــــ تم لوگ مجھے نادان نہ بتاؤ ــــ وَقَالَ غَيْرُهُ غَيَابَةٌ كُلُّ شَيْءٍ غَيَّبَ عَنْكَ شَيْئًا فَهُوَ غَيَابَةٌ ــــ جو چیز تیری چیز کو غائب کر دے وہ غیابت ہے ــــ وَالْجُبُّ الرَّكِيَّةُ الَّتِي لَمْ تُطْوَ ــــ رکیّہ کے معنی کچا کنواں ــــ بِمُؤْمِنٍ لَنَا مُصَدِّقٍ لَنَا ــــ ہم پر یقین کرنے والا ــــ اَشُدَّهُ قَبْلَ أَنْ يَأْخُذَ فِي النُّقْصَانِ يُقَالُ بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغُوا أَشُدَّهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَاحِدُهَا شَدٌّ ــــ اَشُدُّ۔ عمر کی اس حد کو کہتے ہیں کہ ڈھلنی نہ شروع ہو اور بعضوں نے کہا اس کا واحد شدّ ہے ــــ وَالْمُتَّكَأُ مَا اتَّكَأْتَ عَلَيْهِ لِشَرَابٍ أَوْ لِحَدِيثٍ أَوْ لِطَعَامٍ وَأَبْطَلَ الَّذِي قَالَ الْأُتْرُجُّ وَلَيْسَ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ الْأُتْرُجُّ فَلَمَّا احْتُجَّ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُ الْمُتَّكَأُ مِنْ نَمَارِقَ فَرُّوا إِلَى أَشَرَّ مِنْهُ فَقَالُوا إِنَّمَا هُوَ الْمُتْكُ سَاكِنَةَ التَّاءِ وَإِنَّمَا الْمُتْكُ طَرَفُ الْبَظْرِ وَمِنْ ذَلِكَ قِيلَ لَهَا مَتْكَاءُ وَابْنُ الْمَتْكَاءِ فَإِنْ كَانَ ثَمَّ الْأُتْرُجُّ فَإِنَّهُ بَعْدَ الْمُتَّكَأِ ــــ

مُتَّكَأ، وہ چیز ہے جس پر پینے یا بات کرنے یا کھانے کے لئے ٹیک لگایا جائے۔ اور جس نے یہ کہا تھا کہ متکاء کا معنی لیموں ہے اس کو انھوں نے غلط قرار دیدیا اور کلام عرب میں اترنج آیا ہی نہیں جب یہ دلیل قائم کر دی کہ یہ مسند ہے تو اس سے بدتر کی طرف انھوں نے فرار اختیار کیا اور کہا یہ مُتْک ہے تا ساکنہ حالانکہ مُتْک شرمگاہ کے کنارے کو کہتے ہیں اسی لئے عورت کو مَتْکاء کہا جاتا ہے اور مرد کو ابنُ المتکاء۔ پس اگر وہاں لیموں تھا تو مسند کے بعد تھا ــــ

شَغَفَهَا يُقَالُ إِلَى شَغَافِهَا وَهُوَ غِلَافُ قَلْبِهَا وَأَمَّا شَعَفَهَا فَمِنَ الْمَشْعُوفِ ــــــ شغفها۔ کے معنی یہ ہے کہ اس کے دل کے پردے تک پہونچ گئی تھی لیکن شعفہا کے معنی ہیں محبت میں دیوانہ ہونا ـــــ اَصْبُ اَمِلْ ـــــ میں جھکوں ـــــ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ مَالَا تَاوِيْلَ لَهٗ وَالضِّغْثُ مِلْءُ الْيَدِ مِنْ حَشِيْشٍ وَمَا أَشْبَهَهٗ وَمِنْهُ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا لَا مِنْ قَوْلِهٖ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَاحِدُهَا ضِغْثٌ ـــــ ایسا خواب جس کی تاویل نہیں اور ضغث کے معنی ایک مٹھا گھاس وغیرہ اسی سے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے۔ اور اپنے ہاتھ میں جھاڑو لو یہ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ سے نہیں، اس کا واحد ضِغْثٌ ہے ـــــ

امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ ضِغْث کے دو معنی ہیں ایک گھاس وغیرہ کا مٹھا دوسرے لایعنی بات، سورۂ یوسف میں جو فرمایا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ اس سے مراد ایسے خواب ہیں جن کی کوئی تعبیر نہیں، اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ میں جو آیا ہے خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا ـــــ اس سے مراد تنکوں کا مٹھا ہے ـــــ نَمِيْرُ مِنَ الْمِيْرَةِ ـــــ غلہ لائیں گے ہم ـــــ وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ مَا يَحْمِلُ بَعِيْرٌ ـــــ اور ہم ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لائیں گے ـــــ اٰوٰى اِلَيْهِ ضَمَّ اِلَيْهِ ـــــ اپنے سے چپکالیا ـــــ السِّقَايَةُ مِكْيَالٌ ـــــ غلہ ناپنے کا پیمانہ ـــــ تَفْتَؤُ لَا تَزَالُ ـــــ ہمیشہ ـــــ حَرَضًا مُحْرَضًا يُذِيْبُكَ الْهَمُّ ـــــ غم آپ کو گھلا دیگا ـــــ تَحَسَّسُوْا تَخَبَّرُوْا ـــــ تلاش کرو ـــــ مُزْجَاةٍ قَلِيْلَةٍ تھوڑی ـــــ غَاشِيَةٌ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَامَّةٌ مُجَلِّلَةٌ ـــــ اللہ کے عذاب سے غاشیہ اس سزا کو کہتے ہیں جو سب کے لئے عام ہو ـــــ

بَابُ قَوْلِهٖ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ

جس عورت کے گھر میں وہ تھے اس نے انھیں اپنی طرف لبھایا اور دروازہ بند کر دیا اور کہا آؤ ـــــ

ص ۶۸۰

قَالَ عِكْرِمَةُ هَيْتَ لَكَ بِالْحَوْرَانِيَّةِ هَلُمَّ۔ عکرمہ نے کہا ہَیْتَ لَکَ۔ حورانی لغت کا لفظ ہے اس کے معنی ھَلُمَّ کے ہیں یعنی آؤ ـــــ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ تَعَالَهْ ـــــ اور ابن جبیر نے کہا اس کے معنی ہیں آؤ۔

حدیث ۲۲۸۲ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ وَاِنَّمَا نَقْرَؤُهَا كَمَا عُلِّمْنَاهَا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے یوں تلاوت کی قَالَتْ هَيْتَ لَكَ اور فرمایا جیسی مجھے تعلیم دی گئی ہے ویسی ہی میں اسے پڑھتا ہوں۔

تشریحات ۲۲۸۲ قالت ھَیۡتَ لَکَ میں قرأتیں مختلف ہیں اور خود حضرت عبداللہ بن مسعود ہی سے تین قرأتیں مروی ہیں ایک ھَیۡتَ لَکَ یعنی ہ اور ت دونوں کو فتحہ دوسرے ھَیۡتُ، ت کو ضمہ اور تیسرے ہ کو کسرہ ھِیۡتَ۔ جب ان سے عرض کیا گیا آپ ایسے کیوں پڑھتے ہیں؟ تو فرمایا مجھے اسی طرح تعلیم دی گئی ہے۔

اقول وھوالمستعان۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے تینوں قرأتیں مروی ہیں لیکن خاص یہ روایت جو بخاری میں مذکور ہے۔ ھَیۡتَ لکَ کے ساتھ ہے یعنی یہ جو فرمایا ایسا مجھ کو سکھایا گیا اور میں پڑھتا ہوں ہ کے فتحہ کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ مسند عبد بن حمید میں بطریق وائل مروی ہے، علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ اقویٰ ہے۔ مَثۡوَاہُ مُقَامُہٗ وَاَلۡفَیَا وَجَدَا ۔ ان دونوں نے پایا۔ الفوا اٰبَاءَھُمۡ اَلۡفَیۡنَا ۔ انھوں نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقے پر پایا۔ وَعَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ بَلۡ عَجِبۡتُ وَیَسۡخَرُوۡنَ ۔

تشریحات یہ آیت سورۂ صافات کی ہے اس کے پہلے تھا۔ اِنَّا خَلَقۡنٰھُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ لَّازِبٍ۔ بیشک ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا بلکہ تمہیں اچنبا آیا اور وہ ہنسی کرتے ہیں۔ کفار مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کرتے تھے اس پر یہ دلیل قائم فرمائی کہ ہم نے تم کو مٹی ہی سے پیدا فرمایا تو جب ایک بار ہم نے تم کو مٹی سے بنایا تو دوبارہ بنانے میں کیا اشکال ہے اس واضح برہان کے ہوتے ہوئے تم کو تعجب ہوتا ہے کہ کیسے بے عقل ہیں اتنی سی بات نہیں سمجھ پاتے اور وہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں اس آیت کو یہاں امام بخاری نے کس مقصد سے ذکر فرمایا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا، علامہ کرمانی نے فرمایا کہ صرف اس مناسبت سے ذکر فرمایا کہ جیسے قرأت مشہورہ ھَیۡتَ لَکَ ہے ت کے فتحہ کے ساتھ مگر حضرت ابن مسعود کی ایک قرأت ت کے ضمہ کے ساتھ اسی طرح یہاں عَجِبۡتَ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عَجِبۡتُ پڑھتے تھے، اس پر اشکال یہ ہے کہ اب ترجمہ یہ ہوگا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مجھے اچنبا آیا، اور اللہ تعالیٰ اچنبے سے منزہ۔

علامہ قسطلانی نے فرمایا کہ اب یہ متشابہات میں ہوگا اور مراد ایسا تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے۔ اقول وھوالمستعان ۔ اس کی تاویل یہ کی جا سکتی ہے کہ کفار کے انکار کی سخافت کی تاکید کے لئے اور ان کے عناد اور مکابرہ کو ابلغ وجہ پر ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

باب قَوۡلِہٖ فَلَمَّا جَآءَہُ الرَّسُوۡلُ قَالَ ارۡجِعۡ اِلٰی رَبِّکَ فَسۡئَلۡہُ مَا بَالُ النِّسۡوَۃِ الّٰتِیۡ قَطَّعۡنَ اَیۡدِیَھُنَّ اِنَّ رَبِّیۡ بِکَیۡدِھِنَّ عَلِیۡمٌ قَالَ مَا خَطۡبُکُنَّ اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ یُوۡسُفَ عَنۡ نَّفۡسِہٖ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر جب ان کے پاس قاصد آیا تو فرمایا اپنے مالک کے پاس پھر جاؤ اور اس سے ان عورتوں کا حال پوچھو جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بیشک میرا پروردگار ان کے مکر کو جانتا ہے، اس نے ان عورتوں

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ صفحہ ۶۸ سے پوچھا بولو کیا کہتی ہو جب تم نے یوسف کو لبھایا تھا عورتوں نے کہا حاشا للہ۔

وَحَاشَ وَحَاشَا تَنْزِيهٌ وَاسْتِثْنَاءٌ ــــ حاش اور حاشا پاکی ظاہر کرنے اور استثنار کے لئے ہے ــــ حَصْحَصَ وَضَحَ ــــ ظاہر ہوگیا۔

سُوْرَةُ الرَّعْدِ صفحہ ۶۸۰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ رعد کے بارے میں اختلاف ہے کہ مکی ہے یا مدنی، ایک قول یہ ہے کہ اس کی کچھ آیتیں مکی ہیں اور کچھ مدنی ــ اور اس میں تینتالیس آیتیں ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا غَيْرَهُ كَمَثَلِ الْعَطْشَانِ الَّذِي يَنْظُرُ إِلٰى خَيَالِهِ فِي الْمَاءِ مِنْ بَعِيدٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاوَلَهُ وَلَا يَقْدِرُ ــــ فرمایا گیا تھا اس کی مثل اس شخص کے مثل ہے جو اپنی ہتھیلیوں کو پانی تک پھیلائے ہوئے ہے تاکہ منھ تک پانی لے جائے حالانکہ وہ نہیں لے جا سکتا، اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ اس مشرک کی مثل ہے جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو بھی پوجا جیسے وہ پیاسا جسے اپنے خیال میں بہت دور پانی نظر آئے اور اسے حاصل کرنا چاہے اور حاصل نہ کر سکے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ سَخَّرَ ذَلَّلَ ــ تابع کر دیا ــــ مُتَجَاوِرَاتٌ مُتَدَانِيَاتٌ ــــ قریب قریب الْمَثُلَاتُ وَاحِدُهَا مَثُلَةٌ وَهِيَ الْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ وَقَالَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مَثُلَات ـ مَثُلَةٌ کی جمع ہے اس کے معنیٰ ہم شکل ہم جنس کے ہیں، ارشاد فرمایا، مگر ان کے دنوں کے مثل جو گزر گئے ــــ بِمِقْدَارٍ بِقَدَرٍ ــ اندازہ ــــ مُعَقِّبَاتٌ مَلَائِكَةٌ حَفَظَةٌ تُعَقِّبُ الْأُوْلٰى مِنْهَا الْأُخْرٰى وَمِنْهُ قِيْلَ الْعَقِيْبُ يُقَالُ عَقَّبْتُ فِي إِثْرِهِ ــــ معقبات سے مراد انسانوں کی حفاظت کرنے والے وہ فرشتے ہیں کہ ایک گروہ کے بعد دوسرے آتے ہیں۔ اسی سے عقیب مشتق ہے ــ کہتے ہیں عَقَّبْتُ فِي إِثْرِهِ ــــ میں اس کے نشان قدم کے پیچھے آیا ــــ اَلْمِحَالُ الْعُقُوْبَةُ ــــ سزا ــــ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَقْبِضَ عَلَى الْمَاءِ ــــ جیسے پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے تاکہ پانی حاصل کر لے ــــ رَابِيًا مِنْ رَبَا يَرْبُوْا ــــ ابھرا ہوا ــــ وَمَتَاعٍ زَبَدٌ الْمَتَاعُ مَا تَمَتَّعْتَ بِهِ ـ متاع اسے کہتے ہیں جس سے نفع حاصل کرے تو ــــ جُفَاءً أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ إِذَا غَلَتْ فَعَلَاهَا الزَّبَدُ ثُمَّ تَسْكُنُ فَيَذْهَبُ الزَّبَدُ بِلَا مَنْفَعَةٍ فَكَذٰلِكَ يُمَيِّزُ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ ــــ جفاء کے معنی جھاگ ہے جو بہہ جاتے بولتے ہیں ــــ أَجْفَأَتِ الْقِدْرُ ــــ جب ہانڈی ابلنے لگے اور اس کے اوپر جھاگ آئے پھر ابال ختم ہو جائے تو جھاگ ختم ہو جاتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ حق کو باطل

سے تمیز دیتا ہے ـــــ اَلْمِهَادُ اَلْفِرَاشُ ـــــ بچھونا ـــــ يَدْرَءُوْنَ يَدْفَعُوْنَ وَرَأْتُهٗ دَفَعْتُهٗ ـــــ يَدْرَءُوْنَ کے معنی ہیں دور کرتے ہیں ـــــ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَیْ يَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ـــــ یعنی سَلَامٌ عَلَيْكُمْ کہتے ہیں ـــــ وَاِلَيْهِ مَتَابِ تَوْبَتِیْ ـــــ اشارہ فرمایا کہ متاب مصدر میمی ہے۔ ـــــ اَفَلَمْ يَايْئَسْ لَمْ يَتَبَيَّنْ ـــــ کیا ظاہر نہیں ہوا ـــــ قَارِعَةٌ دَاهِيَةٌ ـــــ دہشت میں ڈالنے والی ـــــ فَاَمْلَيْتُ اَطَلْتُ مِنَ الْمَلِيِّ وَالْمِلَاوَةِ وَمِنْهُ مَلِيًّا وَيُقَالُ لِلْوَاسِعِ الطَّوِيْلِ مِنَ الْاَرْضِ مَلًا مِنَ الْاَرْضِ ـــــ فَاَمْلَيْتُ کے معنی ہیں میں نے اس کو دراز کیا اس کا مصدر مَلِیٌّ اور مَلَاوَہ ہے اسی سے مَلِيًّا ہے، لمبی چوڑی زمین کو کہتے ہیں ـــــ مَلًا مِنَ الْاَرْضِ ـــــ

اَشَقُّ اَشَدُّ مِنَ الْمَشَقَّةِ ـــــ اشق کے معنی زیادہ سخت ہے ـــــ مُعَقِّبٌ مُغَيِّرٌ ـــــ بدلنے والا ـــــ قَالَ مُجَاهِدٌ مُتَجَاوِرَاتٌ طَيِّبُهَا وَخَبِيْثُهَا السِّبَاخُ ـــــ یعنی ان کی اچھی اور بری قابل کاشت اور بنجر زمین، سباخ معنی بنجر زمین ـــــ صِنْوَانٌ اَلنَّخْلَتَانِ اَوْ اَكْثَرُ فِیْ اَصْلٍ وَاحِدٍ جڑواں یعنی دو یا دو سے زیادہ کھجور کے تنے ایک جڑ سے نکلے ہوئے ـــــ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ وَحْدَهَا ـ ایک جڑ سے ایک تنا ـــــ بِمَاءٍ وَاحِدٍ كَصَالِحِ بَنِیْ اٰدَمَ وَخَبِيْثِهِمْ اَبُوْهُمْ وَاحِدٌ ـــــ جیسے بنی آدم کے نیک اور بد حالانکہ ان کے باپ ایک ہیں ـــــ اَلسَّحَابُ الثِّقَالُ الَّذِیْ فِيْهِ الْمَاءُ ـــــ بوجھل بادل جس میں پانی ہے ـــــ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ يَدْعُو الْمَاءَ بِلِسَانِهٖ وَيُشِيْرُ اِلَيْهِ بِيَدِهٖ فَلَا يَاْتِيْهِ اَبَدًا ـــــ جیسے اپنا ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے پانی کو اپنی زبان سے بلاتا اور اس کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے مگر وہ اس کے پاس کبھی بھی نہیں آئے گا ـــــ سَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا تَمْلَاُ بَطْنَ وَادٍ ـــــ نالے کے پیٹ کو بھر دیتی ہے ـــــ زَبَدًا رَابِيًا زَبَدُ السَّيْلِ خَبَثُ الْحَدِيْدِ وَالْحِلْيَةِ ـــــ جھاگ اوپرا اوپر، زبد کے معنی سیلاب کی جھاگ، لوہے اور زیور کی میل کے ہیں ـــــ

سُوْرَةُ اِبْرَاهِيْمَ ص ۶۸۱ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ ابراہیم مکی ہے مگر یہ آیۂ کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا ـ اور اس کے بعد والی آیت ـــــ اس میں باون آیتیں ہیں۔

بَابٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا ہادی سے مراد حق کی دعوت دینے والے ہیں۔ هَادٍ دَاعٍ ـ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صَدِيْدٌ قَيْحٌ وَدَمٌ ـــــ مجاہد نے کہا صدید کے معنی پیپ اور خون ـــــ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ـ اَيَادِیَ اللّٰهِ عِنْدَكُمْ وَاَيَّامَهٗ ـــــ تم پر جو اللہ کے احسان ہیں اس کو یاد کرو ـ اور جن دنوں میں احسان ہوا ہے ـ اس کو یاد کرو ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مِنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ رَغِبْتُمْ اِلَيْهِ فِيْهِ ـــــ جو کچھ بھی تم مانگو جس کی تمہیں خواہش ہو ـــــ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا

تَلْتَمِسُوْنَ لَهَا عِوَجًا ــــ اسمیں کجی تلاش کرتے ہو ــــ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ اَعْلَمَكُمْ اٰذَنَكُمْ ــــ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے تم کو خبردار کیا ــــ رَدُّوْا اَيْدِيَهُمْ فِيْ اَفْوَاهِهِمْ هٰذَا اَمْثَلُ كَفُّوْا عَمَّا اُمِرُوْا بِهٖ ــــ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے مونھوں میں ڈال لیا یعنی جس کے کرنے کا حکم دیا اسے نہیں کیا ــــ مَقَامِيْ ۔ حَيْثُ يُقِيْمُهُ اللّٰهُ بَيْنَ يَدَيْهِ ــــ جہاں اسے اللہ اپنے حضور کھڑا کرے گا ــــ مِنْ وَّرَائِهٖ قُدَّامَهٗ لَكُمْ ــــ مراد یہ ہے کہ اپنے سامنے ــــ تَبَعًا وَاحِدُهَا تَابِعٌ مِثْلُ غَيَبٍ وَغَائِبٍ ــــ تبع تابع کی جمع ہے جیسے غائب کی جمع غیب ہے بِمُصْرِخِكُمْ اِسْتَصْرَخَنِيْ اِسْتَغَاثَنِيْ يَسْتَصْرِخُهٗ مِنَ الصُّرَاخِ ــــ تمہاری فریاد سننے والا ۔ اِسْتَصْرَخَنِيْ کے معنی ہیں اس نے میری فریاد سنی ــــ يَسْتَصْرِخُهٗ ۔ یہ صراخ سے بنا ہے ــــ وَلَا خِلَالَ مَصْدَرُ خَالَلْتُهٗ خِلَالًا وَيَجُوْزُ اَيْضًا جَمْعُ خُلَّةٍ وَخِلَالٍ ــــ اور نہ دوستی ہوگی یہ خَالَلْتُهٗ کا مصدر ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے خُلَّہ اور خِلَال کی جمع ہو معنی میں دوستی کے ــــ اِجْتُثَّتْ اِسْتُوْصِلَتْ یعنی اس کو جڑ سے کاٹ دیا۔

سُوْرَةُ الْحِجْرِ ص ۶۸۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورۃ مکی ہے، اس میں ننانوے آیتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ اَلْحَقُّ يَرْجِعُ اِلَى اللّٰهِ وَعَلَيْهِ طَرِيْقُهٗ ــــ صراط سے مراد راہ حق ہے جو اللہ تک پہونچائے ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَعَمْرُكَ لَعَيْشُكَ تیری زندگی کی قسم قَوْمٌ مُنْكَرُوْنَ اَنْكَرَهُمْ لُوْطٌ ۔ انجانے لوگ جنھیں حضرت لوط نے نہیں پہچانا ــــ وَقَالَ غَيْرُهٗ كِتَابٌ مَعْلُوْمٌ اَجَلٌ ــــ جس کی میعاد معلوم ہے ــــ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا هَلَّا تَاْتِيْنَا یعنی لَوْمَا تخصیص کے لئے ہے ــــ شِيَعٌ اُمَمٌ وَالْاَوْلِيَاءُ ــــ قومیں اور مددگار ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُهْرَعُوْنَ مُسْرِعِيْنَ ــــ اور ابن عباس نے فرمایا دوڑتے ہوئے گئے ــــ لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ لِلنَّاظِرِيْنَ ــــ دیکھنے والوں کے لئے ۔ قَالَ سُكِّرَتْ غُشِّيَتْ ۔ ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی ــــ بُرُوْجًا مَنَازِلُ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ــــ سورج اور چاند کی منزلیں ــــ لَوَاقِحَ ۔ مَلَاقِحَ ۔ مُلْقِحَةً ــــ حمل والی ــــ حَمَاٍ ۔ جَمَاعَةُ حَمَاَةٍ ۔ وَهُوَ الطِّيْنُ الْمُتَغَيِّرُ ــــ حَمَاٍ ۔ حماۃ کی جمع ہے جس کے معنی بودار گارا ۔ کیچڑ ــــ وَالْمَسْنُوْنُ ۔ اَلْمَصْبُوْبُ ــــ سیاہ رنگ ــــ تَوْجَلْ ۔ تَخَفْ ــــ ڈرتا ہے تو ۔ دَابِرَ آخِرَ ــــ دابر کے معنی پچھلا ــــ اَلْاِمَامُ ــــ كُلُّ مَا ائْتَمَمْتَ وَاهْتَدَيْتَ بِهٖ ــــ جس کی تو اقتدا کرے ۔ جس کا طریقہ اختیار کرے ــــ اَلصَّيْحَةُ اَلْهَلَكَةُ ۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ص ۶۸۳

اور بیشک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔

۲۲۸۳ حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمُّ الْقُرْآنِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ۔

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ام القرآن، سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ص ۶۸۳ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر جن لوگوں نے قرآن کو ٹکڑا بوٹی کر ڈالا۔

الْمُقْتَسِمِيْنَ الَّذِيْنَ حَلَفُوا ومنه لا اقسم الى اقسم ويقرا لَأُقْسِمُ ـــ یعنی جن لوگوں نے قسم کھائی اور اسی کے مادے سے بنا ہے لَاأُقْسِمُ جو معنی میں أُقْسِمُ کے ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں یعنی اس میں لا زائد ہے۔ ایک قرارت لَأُقْسِمُ بھی ہے لام تاکید کے ساتھ ـــ قَاسَمَهُمَا حَلَفَ لَهُمَا وَلَمْ يَحْلِفَا لَهُ ـــ یعنی شیطان نے حضرت آدم و حوا کے سامنے قسم کھائی ـــ افادہ ـــ یہ فرمایا کہ باب مفاعلت مجرد کے معنی میں ہے ـــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقَاسَمُوا تَحَالَفُوا ـــ امام مجاہد نے فرمایا کہ باب تفاعل میں اس کے معنی تشارک ہے ـــ

سُوْرَةُ النَّحْلِ ص ۶۸۳ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

سورۂ نحل مکی ہے البتہ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ، سے آخر تک کی آیتیں مدنی ہیں اس میں اور بھی اقوال ہیں۔ اس سورت میں ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) آیتیں ہیں۔

" رُوْحُ الْقُدُسِ جِبْرِيْلُ ،، روح القدس سے مراد جبریل ہیں۔ ارشاد ہے " اسے روح امین نے اتارا ،، ـــ فِيْ ضَيْقٍ يُقَالُ أَمْرٌ ضَيْقٌ وَضَيِّقٌ مِثْلُ هَيْنٍ وَهَيِّنٍ وَلَيْنٍ وَلَيِّنٍ وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ ـــ ضَيْقٌ کے معنی تنگی کے ہیں اس میں دو لغتیں ہیں یا کے سکون کے ساتھ ضَيْقٌ اور یا کی تشدید کے ساتھ ـــ ضَيِّقٌ ـــ جیسے هَيْنٌ اور هَيِّنٌ اور لَيْنٌ اور لَيِّنٌ اور مَيْتٌ اور مَيِّتٌ ـــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فِيْ تَقَلُّبِهِمْ اِخْتِلَافِهِمْ ـــ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تقلب سے مراد ان کا شہر بہ شہر آنا جانا ہے ـــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَمِيْدُ تَكَفَّأُ ـــ انھیں جھکاتی ہے ـــ مُفْرَطُوْنَ مَنْسِيُّوْنَ ـــ وہ بھلا دیئے جائیں گے ـــ وَقَالَ غَيْرُهٗ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ هٰذَا مُقَدَّمٌ وَمُؤَخَّرٌ وَذٰلِكَ اَنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَمَعْنَاهَا الْاِعْتِصَامُ بِاللّٰهِ ـــ اور ان کے علاوہ نے کہا۔ کہ آیۂ کریمہ " جب تو قرآن پڑھے تو اللہ کی پناہ مانگ ،، میں تقدم و تاخر ہے اس لئے کہ استعاذہ قرارت سے پہلے ہے اور آیت میں قرارت کا ذکر پہلے ہے استعاذہ کے معنی ہیں اللہ کی پناہ لینا۔

لیکن حقیقت میں آیت میں تقدم وتاخر نہیں قرارت سے مراد ارادۂ قرارت ہے اور مجاز شائع وذائع ہے۔ مثلاً آیت وضو میں فرمایا ــــ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ ــــ یعنی جب نماز پڑھنا چاہو تو اپنے چہروں کو دھوو ــــ شَاکِلَتِہٖ نَاحِیَتِہٖ ــــ اپنے طریقہ پر ــــ قَصْدُ السَّبِیْلِ ــــ البیان ــــ بیان کرنا ــــ الدفءُ مَا اسْتُدْفِئَتَ ــــ جس سے تو گرمی حاصل کرے ــــ تُرِیْحُوْنَ بِالْعَشِیِّ ــــ شام کرتے ہو ــــ وَتَسْرَحُوْنَ بِالْغَدَاۃِ ــــ اور صبح کرتے ہو۔ بِشِقِّ یَعْنِیْ الْمَشَقَّۃَ اَلْاَتَخَوُّفِ تَنَقُّصٍ ــــ نقصان اٹھاکر ــــ اَلْاَنْعَامُ لَعِبْرَۃً وَھِیَ تُؤَنَّثُ وَتُذَکَّرُ وَکَذٰلِکَ النَّعَمُ اَلْاَنعام جماعۃ النَّعَمِ ــــ انعام مذکر بھی استعمال کیا جاتا ہے اور مؤنث بھی اور ایسی ھِیَ النَّعِیْمِ ــــ الانعام نعم کی جمع ہے بمعنی چوپایہ ــــ سَرَابِیْلَ قُمُصٌ ــــ کرتے ــــ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ ــــ جو تم کو گرمی سے بچاتا ہے ــــ واما سرابیل تقیکم باسکم فانھا الدروع ــــ وہ کرتے جو تمہاری لڑائی میں حفاظت کرتے ہیں زرہیں ہیں ــــ دَخَلًا بَیْنَکُمْ کُلَّ شَیْئٍ لَمْ یَصِحَّ فَھُوَ دَخَلٌ ــــ جو چیز درست نہ ہو وہ دخل ہے ــــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَفَدَۃٌ مَنْ وَّلَدِ الرَّجُلِ ــــ ابن عباس نے کہا آدمی کی اولاد کو حفیظ کہا جاتا ہے ــــ اَلسَّکَرُ مَا حُرِّمَ مِنْ ثَمَرَتِھَا ــــ نشہ آور جو حرام ہو ــــ وَالرِّزْقُ الْحَسَنُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ ــــ اچھی اوزی وہ ہے جسے اللہ نے حلال فرمایا ہے ــــ وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ صَدَقَۃَ اَنْکَاسًا ھِیَ خَرْقَاءُ کَانَتْ اِذَا اُبْرِمَتْ غَزْلَھَا نَقَضَتْہُ ــــ ٹکڑے ٹکڑے کرنا یہ خرقا نامی عورت تھی جو سارا دن سوت کاتتی اور شام کے وقت توڑ کر پھینک دیتی ــــ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلْاُمَّۃُ مُعَلِّمُ الْخَیْرِ ــــ امت سے مراد بھلائی سکھانے والے ہیں ــــ وَالْقَانِتُ الْمُطِیْعُ ــــ قانت کے معنی فرمانبردار کے ہیں ــــ

سُوْرَۃُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ صـ ۶۸۳ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کا نام سورۂ اسرا اور سورۂ سبحان بھی ہے۔ وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ سے نَصِیْرًا تک آٹھ آیتوں کے سوا یہ سورۂ مکی ہے جیسا کہ قتادہ نے کہا علامہ بیضاوی نے یقینی طور پر کہا کہ یہ پوری سورۂ مکی ہے اس میں ایک سو دس آیتیں بصری ہیں ایک سو گیارہ کوفی۔

حدیث ۲۲۸۴ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ فِیْ
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے

بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَالْکَھْفِ وَمَرْیَمَ اِنَّھُنَّ مِنَ الْعِتَاقِ الْاُوَلِ
بنی اسرائیل، کہف، مریم کے بارے میں فرمایا کہ یہ اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کو میں نے بہت

وَهُمْ مِنْ تِلَادِيْ عله

پہلے یاد کر لیا ہے۔

تشریحات ۲۲۸ سورۃ الانبیاء اور فضائل القرآن میں ان تینوں سورتوں کے ساتھ الانبیاء کا اضافہ ہے۔ العقاق، عقیق کی جمع ہے بمعنی عمدہ۔ اُوَل اُولیٰ کی جمع ہے مراد یہ ہے۔ ان سورتوں کی خصوصیتیں یہ ہیں کہ ان میں ایسے قصص مذکور ہیں جو بڑے عجیب و غریب اور معجزانہ ہیں مثلاً اسرار یہودیوں کی تباہی اصحاب کہف کا واقعہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے حالات ذوالقرنین کا ذکر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور انبیائے کرام ایمان افروز حالات تلاد کے معنی ہیں کہ میں نے پہلے ان کو یاد کیا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَسَيُنْغِضُوْنَ يُهَزُّوْنَ ـــــ ہلاتے ہیں ـــــ وَقَالَ غَيْرُهُ نَغَضَتْ سِنُّكَ اَيْ تَحَرَّكَتْ ـــــ تیرا دانت ہل گیا ـــــ وَقَضَيْنَا اِلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَخْبَرْنَاهُمْ اَنَّهُمْ سَيُفْسِدُوْنَ ـــــ وَالْقَضَاءُ عَلٰى وُجُوْهٍ وَقَضٰى رَبُّكَ اَمَرَ رَبُّكَ وَمِنْهُ الْحُكْمُ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ وَمِنْهُ الْخَلْقُ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ ـــــ اور ہم نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ وہ عنقریب فساد مچائیں گے اور قضیٰ کے کئی معنی ہیں۔ ایک حکم کرنا ارشاد ہے۔ وَقَضٰى رَبُّكَ یعنی تیرے رب نے حکم دیا، اور ایک فیصلہ کرنا ہے ارشاد ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ ـــــ بے شک تیرا پروردگار ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ اور ایک پیدا کرنا ہے ارشاد ہے ـــــ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ ـــــ تو انھیں سات آسمان بنا دیا ـــــ نَفِيْرًا مَنْ يَنْفِرُ مَعَهُ ـــــ جو لڑنے کے لئے ساتھ چلیں ـــــ وَلِيُتَبِّرُوْا يُدَمِّرُوْا مَا عَلَوْا ـــــ شہروں پر غالب آکر انھیں برباد کردیں ـــــ حَصِيْرًا مَحْبِسًا مَحْصَرًا ـــــ جیل خانہ ـــــ حَقَّ وَجَبَ ـــــ لازم ہوگیا ـــــ مَيْسُوْرًا لَيِّنًا ـــــ نرم آسان ـــــ خِطْأً اِثْمًا وَهُوَ اسْمٌ مِنْ خَطِئْتُ وَالْخَطَأُ مَفْتُوْحٌ مَصْدَرُهُ مِنَ الْاِثْمِ خَطِئْتُ بِمَعْنٰى اَخْطَأْتُ ـــــ خِطْأً کے معنی گناہ یہ خَطِئْتُ کا اسم مصدر ہے اور اَلْخَطَأُ مفتوح اس کا مصدر ہے معنی میں گناہ کے ـــــ خَطِئْتُ اَخْطَأْتُ کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی متعدی ـــــ لَنْ تَخْرِقَ لَنْ تَقْطَعَ ـــــ ہر گز نہیں پھاڑے گا ہر گز نہیں کاٹے گا ـــــ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰى مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنٰى يَتَنَاجَوْنَ ـــــ نَجْوٰى، نَاجَيْتُ کا مصدر ہے بمعنی اسم فاعل اس لئے صفت واقع ہوا،

عله سورۃ الانبیاء ص ۶۹۳ فضائل القرآن باب تالیف القرآن ص ۷۴۷

مراد یہ ہے کہ وہ آپس میں سرگوشی کرتے ہیں ــــ رُفَاتًا حُطَامًا ــ ایندھن بنادینا ــــ وَاسْتَفْزِزْ اِسْتَخِفَّ ــ ہلکا کرنا ــــ بِخَیْلِكَ الْفُرْسَانُ وَالرَّجْلِ وَالرِّجَالَةُ وَاحِدُھَا رَاجِلٌ مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ ــ اپنے سواروں اور پیادوں کو اور ــ رِجَالَۃٌ راجِلٌ کی جمع ہے جیسے صَاحِبٌ کی صَحْبٌ اور تَاجِرٌ کی تَجْرٌ ــــ حاصبًا الرِّیحُ الْعَاصِفُ وَالْحَاصِبُ اَیْضًا مَا تَرْمِیْ بِهِ الرِّیحُ وَمِنْهُ حَصَبُ جَهَنَّمَ یُرْمٰی بِهِ فِیْ جَهَنَّمَ هُوَ حَصَبُهَا وَیُقَالُ حَصَبَ فِی الْاَرْضِ ذَهَبَ وَالْحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنَ الْحَصْبَاءِ وَالْحِجَارَةِ ــــ حَاصِبًا آندھی نیز وہ چیزیں جسے ہوا اڑا کر لاتی ہے اور اسی سے حَصَبُ جہنم ہے یعنی وہ چیزیں جو جہنم میں پھینکی جائیں کی کہا جاتا ہے۔ حَصَبَ فِی الْاَرْضِ زمین میں گیا، اور الْحَصَبُ، حصباء اور الحجارۃ سے مشتق ہے ــ حصباء کے معنی کنکری ہے۔ کیونکہ تیز ہوائیں کنکریوں کو اڑاتی ہیں اس لئے ان کو حصبا کہا جاتا ہے ــ والحجارۃ کا عطف حصباء پر تفسیری ہے یہ اس افادہ کے لئے کہ حصباء سے مراد کنکری ہے یہ مطلب نہیں کہ حصب حجارۃ سے مشتق ہے ــــ اَللّٰھُمَّ مگر یہ کہ یہ کہا جائے کہ اشتقاق سے مراد اشتقاق اکبر ہے ــــ تَارَةً مَرَّةً وَجَمَاعَتُهُ تِیَرٌ وَتَارَاتٌ ۔ ایک مرتبہ کبھی ــــ لَاَحْتَنِکَنَّ لَاَسْتَاصِلَنَّھُمْ یُقَالُ اِحْتَنَكَ فُلَانٌ مَا عِنْدَ فُلَانٍ مِنْ عِلْمٍ اِسْتَقْصَاهُ ــــ ضرور بالضرور جڑ سے اکھاڑ دوں گا کہتے ہیں۔ احتنك فُلان ماعند فلانٍ مِنْ عِلْمٍ ــــ یعنی فلاں نے فلاں کے سارے علوم حاصل کر لئے ــــ طَائِرَہٗ حَظُّهٗ ــ اس کی قسمت ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا كُلُّ سُلْطَانٍ فِی الْقُرْاٰنِ فَهُوَ حُجَّةٌ ــــ قرآن میں جہاں کہیں لفظ سلطان آیا ہے اس کے معنی حجت کے ہیں ــــ وَلِیٌّ مِنَ الذُّلِّ لَمْ یُحَالِفْ اَحَدًا ــ کمزوری کی وجہ سے کسی کو حامی نہیں بنایا، کسی سے عقدِ حلف نہیں کیا ــــ قَاصِفًا رِیحٌ تَقْصِفُ کُلَّ شَیْءٍ وہ آندھی جو ہر چیز کو برباد کر دے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ ص ۶۸۴ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بیشک ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی۔

کَرَّمْنَا وَاَکْرَمْنَا وَاحِدٌ ــــ دونوں کے معنی ایک ہیں ــ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ عَذَابَ الْحَیٰوةِ وَعَذَابَ الْمَمَاتِ ــ یعنی دنیا و آخرت کی عذاب کا دونا ــــ خِلَافَكَ وَخَلْفَكَ سَوَاءٌ ــــ خلاف اور خلف کے معنی ایک ہیں یعنی آپ کے پیچھے ــــ وَنَاٰی تَبَاعَدَ ــ دور ہوا ــــ شَاكِلَتِهٖ نَاحِیَتِهٖ وَهِیَ مِنْ شَکْلَتُهٗ ــ اپنے طریقے پر یہ شَكْلَتُهٗ سے ہے ــ صَرَّفْنَا وَجَّهْنَا ــ ہم نے واضح کر دیا ــــ قَبِیْلًا مُعَایَنَةً وَمُقَابَلَةً وَقِیْلَ الْقَابِلَةُ لِاَنَّھَا مُقَابِلَتُهَا وَتَقْبَلُ وَلَدَهَا ــ قَبِیْلًا کے معنی سامنے دایہ کو قابلہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنا منھ بچے کے سامنے کرتی ہے ــــ

خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ اَنْفَقَ الرَّجُلُ اَمْلَقَ وَنَفَقَ الشَّيْئُ ذَهَبَ ـــــ محتاجی کے ڈر سے۔ اَنْفَقَ الرجل کے معنی ہیں خرچ کر ڈالا، محتاج ہوا اور نَفَقَ الشَّيْئُ کے معنی ہیں وہ چیز چلی گئی ـــــ قَتُوْرًا مقترا ـــ بخیل ـــــ لِلْاَذْقَانِ مجتمع اللحيين والواحد ذقن ـــ ٹھوڑی، دونوں جبڑوں کے ملنے کی جگہ یہ ذقن کی جمع ہے ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ موفورا وافرا ـــ بکثرت ـــ تَبِيْعًا ثائرا ـــ بدلہ لینے والا ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَصِيْرًا ـــــ اور ابن عباس نے کہا تبیع کے معنی مددگار کے ہیں ـــــ خَبَتْ طَفِئَتْ ـــ بجھ گئی ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَاتُبَذِّرْ لَاتُنْفِقْ فِي الْبَاطِلِ ـــ باطل میں خرچ مت کر ـــــ اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ رِزْقٍ ـ رحمت سے مراد روزی ہے ـــ مَثْبُوْرًا مَلْعُوْنًا ـــ لعنت کیا ہوا ـــ لَاتَقْفُ لَاتَقُلْ ـ مت کہہ ـ فَجَاسُوْا تَيَمَّمُوْا ـــ ارادہ کیا ـــ يُزْجِي الْفُلْكَ يجري الفلك ـــــ کشتیوں کو بڑھاتی ہے ـــ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ اَلْوُجُوْهَ ـــــ منہ کے بل گر پڑتے ہیں ـــــ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا ص ۶۸۴

اور جب ہم ارادہ فرماتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کریں تو اس کے مالداروں کے دل میں ڈال دیتے ہیں۔

۲۲۸۵ حدیث عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ لِلْحَيِّ اِذَا كَثُرُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَمِرَ بَنُوْ فُلَانٍ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا جب کسی قبیلے والوں کی تعداد زمانۂ جاہلیت میں بہت ہو جاتی۔ تو ہم کہتے تھے اَمِرَ بَنُوْ فُلَان ۔ بنی فلاں کا معاملہ بہت بڑھ گیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ص ۶۸۵

فرمادو ان لوگوں کو بلاؤ جن کو اللہ کے سوا اپنا معبود گمان کرتے تھے۔ وہ تکلیف تمہاری دور کرنے اور پھیرنے کا اختیار نہیں رکھتے

۲۲۸۶ حدیث عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ فَاَسْلَمَ الْجِنُّ وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ۔ زَادَ الْاَشْجَعِيُّ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آیۂ کریمہ اولاء ملک الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ وہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ کے بارے میں فرمایا کہ کچھ انسان کچھ جنوں کی پرستش کرتے تھے یہ جن

عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ ۔

مسلمان ہو گئے اور وہ انسان اپنے باطل طریقہ پر رہے

۲۲۸۶

تشریحات

حضرت امام بخاری نے اس حدیث پر دو باب قائم کیا ایک آیۃ کریمہ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ــــ فرمادو۔ پکارو انھیں جنھیں تم نے معبود گمان کیا وہ تکلیف دور کرنے اور پھیرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ دوسرا باب اس آیت پر قائم کیا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ ــــ یہ لوگ جنھیں پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب تک پہونچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔

پہلے باب میں زَادَ الْأَشْجَعِيُّ کہہ کر یہ افادہ فرمایا کہ انھوں نے بطریق اعمش جو روایت کی ہے اس میں ابتداء میں قال عبد اللہ کے بعد إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ نہیں بلکہ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حدیث میں جو قصہ مشہور ہے اس سے یہ آیت متعلق ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ انسانوں کے کچھ مشرکین جنوں کو پوجتے تھے وہ مسلمان ہو گئے۔ مگر مسلمان ہونے کے بعد بھی مصیبت یا بلائیں دور کرنے کی ان کو قدرت نہیں مشرکین اب بھی انھیں پوجتے ہیں اور مصیبتوں میں انھیں پکارتے ہیں۔ حالانکہ اللہ نے انھیں مصیبت دور کرنے اور بلائیں ٹالنے کی قدرت نہیں عطا فرمائی ہے یعنی خاص ان جنوں کو۔ اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ نے کسی نبی ولی کو مصیبتیں دور کرنے بلائیں ٹالنے کا اختیار نہیں دیا ہے۔ یہاں بات خاص ان جنوں کی ہو رہی ہے جنھیں مشرکین پوجتے تھے کچھ مخصوص افراد کو عالم میں تصرف کی قدرت نہ ملنا اس کی دلیل کہاں کہ کسی کو بھی نہیں ملتی ہے اصل حدیث کی بنا پر یہ قصہ متعلق ہے آیۃ کریمہ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ سے اب مطلب یہ ہوا کہ وہ جن جنھیں مشرکین پوجتے ہیں مسلمان ہونے کے بعد اللہ تک پہونچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون سا وسیلہ اللہ تک پہونچنے کا ہے اور ان میں کون قریب تر ہے اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تک پہونچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرنا اور وسیلہ اختیار کرنا شرک نہیں بلکہ صحابۂ کرام کا طریقہ ہے کیونکہ یہ جن مسلمان ہونے کے بعد صحابی کے مرتبہ پر فائز تھے۔ وسیلہ کو شرک کہنا صحابۂ کرام کو مشرک بنانا ہے بلکہ بنظر دقیق اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل نے وسیلہ تلاش کرنے کا ذکر بطور تعریف فرمایا ہے جس سے پسندیدگی ثابت ہوتی ہے اور شرک پسند کرنا بھی شرک۔ پھر جب اس کو اللہ عزوجل نے پسند فرمایا تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ضرور پسند فرمایا۔ اب لازم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مشرک ہوئے ــــ خلاصہ کلام یہ نکلا کہ اللہ عزوجل تک پہونچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرنا، اختیار کرنا شرک نہیں۔ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اگر یہ ناپسند ہوتا تو اسے ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ ضرور رد فرماتا اور اپنے ان بندوں کی اصلاح فرماتا۔

باب قولہ ولا تجہر بصلاتک ولا تخافت بہا

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ۔ ص ۶۸۶

حدیث ۲۲۸۷ عن سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی قولہ تعالیٰ ولا تجہر بصلوٰتک ولا تخافت بہا قال نزلت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختفی بمکۃ کان اذا صلی باصحابہ رفع صوتہ بالقرآن فاذا سمع المشرکون سبوا القرآن ومن انزلہ ومن جاء بہ فقال اللہ تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجہر بصلوٰتک ای بقراءتک فیسمع المشرکون فیسبوا القرآن ولا تخافت بہا عن اصحابک فلا تسمعہم وابتغ بین ذلک سبیلا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں ولا تجہر بصلوٰتک یہ اس وقت نازل ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پوشیدہ تھے جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن پڑھنے کے وقت آواز کو بلند کرتے مشرکین سنتے تو قرآن کو اور نازل کرنے والے کو اور لانے والے کو برا کہتے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ نماز نہ بہت آواز سے پڑھو (یعنی نماز میں قرآن) کہ مشرکین سنیں اور قرآن کو برا کہیں۔ اور نہ بالکل آہستہ کہ صحابہ سن نہ سکیں دونوں کے درمیان میں پڑھو۔

حدیث ۲۲۸۸ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولا تجہر بصلوٰتک ولا تخافت بہا قالت انزل ذالک فی الدعاء۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا آیۂ کریمہ ولا تجہر بصلوٰتک دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تشریحات ۲۲۸۸ آیۂ مذکورہ میں صلوٰۃ سے مراد نماز ہے یا دعا، اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد نماز میں قرآن مجید پڑھنا ہے۔ اور ام المؤمنین

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد مطلقاً دعا ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر بلکہ طبری نے حضرت ابن عباس کا بھی ایک قول یہی نقل کیا ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے علامہ نووی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلے قول کو ترجیح دی ہے لیکن ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس جب نماز پڑھتے دعا کے وقت آواز بلند فرماتے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سورۃ الکہف ص ۶۸۷ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

یہ سورت مکی ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں ہیں۔

— وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَقْرِضُهُمْ تَتْرُكُهُمْ — اور مجاہد نے کہا۔ انھیں چھوڑ دیتا یعنی کترا جاتا ہے — وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ — اس آیت میں ثمر سے مراد سونا اور چاندی ہے — وَقَالَ غَيْرُهُ جَمَاعَةُ الثَّمَرِ — امام مجاہد کے علاوہ نے کہا کہ یہ ثمر بمعنی پھل کی جمع ہے۔ یعنی اس کے پاس قسم قسم کے بہت سے پھل تھے — بَاخِعٌ مُهْلِكٌ — ہلاک کرنے والے یعنی اپنی جان پر کھیل جانے والے — أَسَفًا نَدَمًا — غم کی وجہ سے — الكهف الفتح في الجبل — پہاڑ کا سوراخ غار — والرَّقِيمُ الْكِتَابُ مَرْقُومٌ مَكْتُوبٌ مِنَ الرَّقْمِ — یہ رقم سے فعیل کے وزن پر اسم مفعول ہے۔ لکھی ہوئی کتاب — رَبَطْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ۔ أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا — ہم نے ان کی ڈھارس بندھائی۔ یعنی ہم نے ان کے دل میں صبر ڈالا — لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَى قَلْبِهَا — یعنی اسی قبیل سے یہ آیہ کریمہ بھی ہے۔ اگر ہم اس کے دل پر ڈھارس نہ بندھاتے۔ یہ سورہ قصص کی آیت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے بارے میں ہے — شَطَطًا۔ إِفْرَاطًا — حد سے گذری ہوئی بات — اَلْوَصِيدُ الْفِنَاءُ وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ وَيُقَالُ الْوَصِيدُ الْبَابُ مُؤْصَدَةٌ مُطْبَقَةٌ آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَهُ — وصید کے معنی صحن کے ہیں اس کی جمع وصائد اور وُصُدٌ آتی ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وصید کے معنی دروازہ ہے مراد چوکھٹ ہے — مُؤْصَدَةٌ مُطْبَقَةٌ — کے معنی ہیں گھیرے ہوئے — یہ باب افعال سے اسم مفعول ہے — اسی سے آتا ہے — آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَهُ — یعنی دروازہ بند کر دیا — بَعَثْنَاهُمْ أَحْيَيْنَاهُمْ — ہم نے ان کو بیدار کیا — أَزْكَى أَكْثَرُ وَيُقَالُ أَحَلُّ۔ وَيُقَالُ أَكْثَرُ رَيْعًا۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أُكُلَهَا — ازکی سے مراد یہ ہے کہ زیادہ ہو — اور بعض کہتے ہیں کہ خوب حلال اور بعض کہتے ہیں کہ وہ غذا جو پکانے پر بڑھ جائے اور ابن عباس کا قول ہے کہ ان کی خوراک — وَلَمْ تَظْلِمْ۔ لَمْ تَنْقُصْ — کم نہ ہو — وَقَالَ سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ الرَّقِيمُ اللَّوْحُ مِنْ رِصَاصٍ۔ كَتَبَ عَامِلُهُمْ أَسْمَاءَهُمْ

ثُمَّ طَرَحَهُ فِي خِزَانَتِهِ ـــــ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رقیم سے مراد رانگے کی تختی ہے جس پر ان کے عامل نے ان کے اسماء مبارکہ لکھ کر اپنے خزانہ میں رکھ دیا تھا ـــــ فَضَرَبَ اللّٰهُ عَلٰى اٰذَانِهِمْ فَنَامُوْا ـــــ تو ہم نے ان کے کانوں پر تھپکا۔ اور وہ سو گئے ـــــ وَقَالَ غَيْرُهُ وَاَلَتْ تَئِلُ تَنْجُوْا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْئِلًا مُحْرِزًا ـــــ اور ان کے غیر نے کہا وَاَلَتْ تَئِلُ کے معنی ہے نجات پا گئے۔ اور مجاہد نے کہا ـــــ مَوْئِلًا مُحْرِزًا محفوظ جگہ ـــــ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا لَا يَعْقِلُوْنَ ـــــ سن نہیں سکتے۔ یعنی سمجھتے نہیں۔

بَابٌ قَوْلِهٖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا۔ صلـ ۶۸۷

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

مطابقت:۔ اس باب کے ضمن میں حضرت امام بخاری نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا تم دونوں نماز کیوں نہیں پڑھتے حدیث کے اتنے حصے سے باب کو کوئی مناسبت نہیں مگر صَغَانِي کے نسخے یہاں یہ زائد ہے ـــــ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَالْاٰيَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ـــــ یعنی پوری حدیث ذکر کی اور آیہ کریمہ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا تک ـــــ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ صلوٰۃ اللیل[1] میں مفصل یوں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات ان کا اور فاطمہ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور فرمایا تم دونوں اس وقت نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ کے قبضے میں ہیں جب وہ چاہے کہ ہمیں جگائے تو ہمیں جگاتا ہے یہ سنکر حضور پلٹ گئے اور مجھ سے کچھ نہیں فرمایا۔ پھر میں نے سنا کہ لوٹنے کے بعد اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے یہ فرماتے تھے کہ انسان سب سے بڑا جھگڑالو ہے۔

رَجْمًا بِالْغَيْبِ ـ لَمْ يَسْتَبِنْ ـــــ بے دیکھے اٹکل پچو ـــــ فُرُطًا نَدَمًا ـــــ شرمندگی کی وجہ سے ـــــ سُرَادِقُهَا مِثْلُ السُّرَادِقِ وَالْحُجْرَةِ الَّتِيْ تُطِيْفُ بِالْفَسَاطِيْطِ ـــــ قناتوں کے مثل یعنی جہنم کی آگ جہنمیوں کو اس طرح گھیرے ہوئے ہوگی جیسے دیوار مکان کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے۔ ان کا ٹھکانا ایسا حجرہ بن جائے گا جو قناتوں سے گھیر دیا گیا ہو ـــــ يُحَاوِرُهٗ مِنَ الْمُحَاوَرَةِ ـــــ یہ محاورہ سے مشتق ہے ردو بدل ایر پھیر کرنا ـــــ لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ اَيْ لٰكِنْ اَنَا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ ثُمَّ حَذَفَ الْاَلِفَ وَاَدْغَمَ اِحْدَى النُّوْنَيْنِ فِي الْاُخْرٰى ـــــ لیکن میرا رب اللہ ہی ہے ـــــ لکنا اصل میں لٰكِنْ اَنَا تھا۔ الف کو حذف کیا پھر نون کو نون میں ادغام کر دیا لٰكِنَّ ہوا اسی لئے اسے بغیر

---

[1] باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل صـ ۱۵۲

الف کے پڑھا جاتا ہے۔

زَلَقًا۔ لَایَثْبُتُ فِیْهِ قَدَمٌ ___ پھسلن جس میں قدم ثابت نہ رہے ___ هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ ___ مَصْدَرُ الْوَلِیِّ ___ یہاں سے ظاہر ہے کہ حکومت اللہ ہی کے لئے ہے۔ ولی بمعنی مالک کا مصدر ہے ___ عُقْبًا عَاقِبَةٌ وَعُقْبٰی وَعُقْبَةٌ وَاحِدٌ وَهِیَ الْاٰخِرَةُ انجام، عاقبت و عقبیٰ و عقبۃ کے ایک معنیٰ ہیں ___ یعنی آخرت ___ انجام ___ قِبَلًا وَقُبُلًا وَقَبَلًا اِسْتِینَافًا ___ از سرِ نو۔ قِبَلًا اور قُبُلًا اور قَبَلًا کے معنیٰ ایک ہیں ان پر قسم قسم کا عذاب ہوگا یعنی ایک قسم کے عذاب کے بعد از سر نو دوسرا عذاب ہوگا ___ لِیُدْحِضُوْا لِیُزِیْلُوْا اَلدَّحْضُ الزَّلَقُ ___ تاکہ وہ دور کریں۔ دحض کے معنی پھسلانے والی چیز ___ حُقُبًا زَمَانًا وَجَمْعُهٗ اَحْقَابٌ ___ حُقُبًا کے معنی زمانہ ہے مدت دراز اس کی جمع احقاب ہے ___ سَرَبًا۔ مَذْهَبًا یَسْرُبُ یَسْلُكُ وَمِنْهُ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ۔ سربًا کے معنیٰ راستہ سرنگ، یسرب کے معنیٰ چلتا ہے۔ اسی سے ہے کہ فرمایا سَارِبٌ بِالنَّهَارِ۔ دن میں چلنے والا ___ صُنْعًا۔ عَمَلًا۔ کوئی کام ___ حِوَلًا تَحَوُّلًا۔ بدلنا ___ اِمْرًا وَنُكْرًا دَاهِیَةً ___ ناگوار بات ___ یَنْقَضَّ یَنْقَاضُ كَمَا تَنْقَاضُ السِّنُّ ___ اُدھڑ رہی تھی جیسے دانت گرتا ہے۔ لَتَخِذْتَ وَاتَّخَذْتَ وَاحِدٌ ___ یعنی مجرد اور مزید فیہ کا ایک معنی ہے ___ رُحْمًا مِنَ الرُّحْمِ وَهِیَ اَشَدُّ مُبَالَغَةً مِنَ الرَّحْمَةِ وَنَظُنُّ اَنَّهٗ مِنَ الرَّحِیْمِ وَتُدْعٰی مَكَّةُ اُمَّ الرُّحْمِ اَیِ الرَّحْمَةُ تُنْزَلُ بِهَا ___ رُحْمًا رُحْمٌ سے بنا ہے۔ زیادہ مہربانی کرنا اور گمان کیا جاتا ہے کہ یہ رحیم سے ہے اور مکہ کو ام الرحم کہا جاتا ہے یعنی وہاں رحمت نازل ہوتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ___ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھکر ناقص عمل کن کے ہیں۔ صـ ۶۹۰

حدیث ۲۲۸۹

عَنْ مُصْعَبٍ قَالَ سَأَلْتُ اَبِیْ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا اَهُمُ الْحَرُوْرِیَّةُ قَالَ لَا هُمُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی اَمَّا الْیَهُوْدُ فَكَذَّبُوْا مُحَمَّدًا وَاَمَّا النَّصَارٰی فَكَفَرُوْا بِالْجَنَّةِ وَقَالُوْا لَا طَعَامَ فِیْهَا وَلَا شَرَابَ وَالْحَرُوْرِیَّةُ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ

مصعب بن سعد نے کہا میں نے اپنے والد سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا وہ کون لوگ ہیں جن کا تذکرہ اس آیت میں ہے۔ کیا یہ حروریہ ہیں؟ یعنی خارجی۔ فرمایا نہیں یہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ یہود نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور نصاریٰ نے جنت کا انکار کیا اور کہا جنت میں کھانا پینا نہیں۔ حروریہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے عہد کو پختہ اقرار کے بعد توڑتے

مِیثَاقِهٖ وَكَانَ سَعْدٌ يُسَمِّيهِمُ الْفَاسِقِينَ ـ

ہیں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کو فاسق کہتے تھے۔

تشریحات ۲۲۸۹ آیۂ کریمہ میں یہ فرمایا گیا۔ کیا ہم تمہیں بتادیں سب سے زیادہ ناقص عمل کس کے ہیں۔ سب سے زیادہ ناقص عمل کفر ہے آیت کا حاصل ہوا کہ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ کافر کون ہیں عہد صحابہ میں اپنے ابتدائی دور میں خارجیوں سے کوئی کفر سرزد نہیں ہوا تھا اس لئے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد خارجی نہیں یہود و نصاریٰ ہیں جنھوں نے کفر کیا۔ خارجیوں نے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی پھر اسے توڑ دیا اور ان سے بغاوت کی اور لڑے حضرت سعد نے افادہ یہ فرمایا۔ کہ کسی خلیفہ برحق کی بیعت توڑنا یا معاذ اللہ اس سے لڑنا کفر نہیں گناہ اور فسق ہے اسی لئے وہ خارجیوں کو فاسق کہتے تھے کافر نہیں جانتے تھے۔

بَابٌ أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهٖ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ـ ص ۶۹۱

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر۔ یہ لوگ جنھوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا، دھرا سب اکارت ہے۔

حدیث ۲۲۹۰ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهٗ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لمبا تڑنگا موٹا شخص قیامت کے دن آئے گا۔ جو اللہ کے حضور

السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوا

پسو کے برابر بھی وزن نہیں رکھے گا۔ اور کہا پڑھو ہم ان کے لئے قیامت کے دن

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ـ

کوئی تول نہ قائم کریں گے۔

تشریحات ۲۲۹۰ حدیث کی ابتدائے سند میں تھا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ یہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ ذہلی ہیں۔ عبد اللہ ان کے دادا کا نام ہے اس کے بعد سعید بن ابو مریم ہیں ان سے امام بخاری کبھی بواسطہ روایت کرتے ہیں جیسا کہ یہاں ہے اور کبھی بلاواسطہ۔ ابن مردویہ نے دوسرے طریقے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے یوں روایت کی ہے۔ الطَّوِيلُ الْعَظِيمُ

اَلْاَکُوْلُ الشَّرُوْبُ ۔ لمبا تڑنگا، بہت کھانے والا بہت پینے والا ۔

(اقرأوا) اس میں دو احتمال ہے ہوسکتا ہے کہ یہ ابو ہریرہ کا قول ہو اور ہوسکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو۔

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ کفار سے حساب نہ ہوگا یہ بلا حساب دوزخ میں جائیں گے اس لئے ان کے نامۂ اعمال میں کوئی نیک عمل ہوگا ہی نہیں جو برے اعمال سے تولا جائے ۔ حساب کے سلسلے میں تین قسم کے لوگ ہوں گے ۔ اول وہ لوگ جو بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے ۔ دوسرے وہ لوگ جو بلا حساب دوزخ میں جائیں گے ۔ تیسرے وہ لوگ جو حساب و کتاب کے بعد ابتداءً جنت میں جائیں گے یا کچھ دنوں کے لئے دوزخ میں پھر جنت میں جائیں گے ۔

کھیٰعص صـ ۶۹۱ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

یہ سورت مکی ہے مقاتل نے کہا سوائے آیت سجدہ کے کہ یہ مدنی ہے اور اس میں اٹھانوے آیتیں ہیں ـــــ کھیٰعص کے معنی کیا ہیں اس میں اختلاف ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ک کریم سے ہ ہادی سے اور ی حکیم سے اور ع علیم سے اور ص صادق سے ـــــ انھیں سے ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ عزوجل کے اسماء میں سے ہے نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ یہ دعا کرتے تھے یا کھیٰعص اغفر لی ـــــ قتادہ سے مروی ہے کہ قرآن کے اسماء میں سے ہے، ایک شخص نے محمد بن علی مرتضیٰ غالباً محمد بن حنفیہ سے اس کی تفسیر پوچھی تو انھوں نے کہا کہ اگر میں اس کی تفسیر تم کو بتا دوں تو تم پانی پر اس طرح چلو گے کہ قدم بھی پانی میں نہیں ڈوبے گا ۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَبْصِرْ بِهِمْ وَاَسْمِعْ اَللّٰهُ يَقُوْلُهٗ وَهُمُ الْيَوْمَ لَا يَسْمَعُوْنَ وَلَا يُبْصِرُوْنَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ يَعْنِيْ قَوْلَهٗ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرِ الْكُفَّارُ يَوْمَئِذٍ اَسْمَعُ شَيْءٍ وَاَبْصَرُهٗ ـــــ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کہ " وہ کتنا دیکھیں گے کتنا سنیں گے ،، کفار کے بارے میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج کفار نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں کھلی گمراہی میں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ۔ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ـــــ یہ کفار کے بارے میں ہے، کہ وہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سننے والے اور دیکھنے والے ہوں گے ـــــ آیۂ کریمہ کی صحیح ترتیب یہ ہے ـــــ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ـــــ شروع میں حضرت امام بخاری سے تسامح ہوگیا کہ ترتیب الٹ گئی ہے ـــــ وَلَاَرْجُمَنَّكَ لَاَشْتِمَنَّكَ ـــــ اے ابراہیم ہم تم پر گالیوں کی بوچھار کریں گے ـــــ وَرِءْيًا مَنْظَرًا ، دیکھنے کی چیز ـــــ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ تَؤُزُّهُمْ تُزْعِجُهُمْ اِلَى الْمَعَاصِيْ اِزْعَاجًا ـــــ اور ابن عیینہ نے کہا کہ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا کے معنی یہ ہیں کہ شیطان ان کو گناہوں پر خوب ابھارتا ہے ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِدًّا عِوَجًا، کجی ـــــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وِرْدًا عِطَاشًا ، پیاسے ـــــ اِثَاثًا مَالًا، یعنی مال ـــــ اِدًّا قَوْلًا

عظیما، بھاری بات ــــ رکزا صوتا، آواز ــــ عتیا بکیا جماعۃ باک، روتے ہوئے ــــ صلیا صلی یصلی، بھننا ــــ ندیا والنادی مجلسا، بیٹھک ــــ وقال مجاھد فلیمد فلیدعہ، چاہیے کہ بلائے ــــ

باب قولہ وانذرھم یوم الحسرۃ ص۶۹۱ اللہ تعالی کے اس ارشاد کی تفسیر اور انھیں حسرت کے دن سے ڈراؤ۔

۲۲۹۱ حدیث
عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یؤتی بالموت کھیئۃ کبش املح فینادی مناد یا اھل الجنۃ فیشرئبون وینظرون فیقول ھل تعرفون ھذا فیقولون نعم ھذا الموت وکلھم قد راٰہ ثم ینادی یا اھل النار فیشرئبون وینظرون فیقول ھل تعرفون ھذا فیقولون نعم ھذا الموت وکلھم قد راٰہ فیذبح ثم یقول یا اھل الجنۃ خلود فلا موت ویا اھل النار خلود فلا موت ثم قرأ وانذرھم یوم الحسرۃ اذ قضی الامر وھم فی غفلۃ وھؤلاء فی غفلۃ اھل الدنیا وھم لا یؤمنون[1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا پھر ایک پکارنے والا پکارے گا اے جنت والو! تو وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے منادی ان سے کہے گا کیا تم لوگ اسے پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں! یہ موت ہے اور سب نے اسے دیکھ لیا ہوگا، اس کے بعد پھر منادی پکارے گا اے جہنم والو! تو سر اٹھا کر دیکھیں گے وہ کہے گا اسے پہچانتے ہو وہ کہیں گے کہ ہاں! یہ موت ہے اور سب نے اسے دیکھ لیا ہوگا، پھر وہ ذبح کیا جائے گا پھر منادی کہے گا اے جنت والو! تم ہمیشہ رہنے والے ہو تمہارے لئے موت نہیں اور اے جہنم والو! تم ہمیشہ رہنے والے ہو تمہارے لئے موت نہیں پھر پڑھا انھیں حسرت کے دن سے ڈرائیے جب فیصلہ کردیا جائے گا اور وہ لوگ غفلت میں ہیں یہ غفلت میں رہنے والے دنیا دار ہیں جو ایمان نہیں لائے۔

تشریحات ۲۲۹۱ ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور دوسرے شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے

[1] مسلم جنت، ترمذی تفسیر، دارمی رقاق، مسند احمد ج ۲ ص۳۷۷

تمام گنہگار مسلمان اور موحدین جہنم سے نکال کر جنت میں پہونچا دیئے جائیں گے اور جہنم میں وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے، اس وقت موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اس وقت جنتی اتنے خوش ہوں گے کہ حدیث میں فرمایا گیا اگر کوئی خوشی سے مرتا تو اس وقت جنتی مرتے اور جہنمیوں کو اتنا غم ہوگا کہ حدیث میں فرمایا گیا اگر کوئی غم سے مرتا تو اس وقت جہنمی مرتے۔

حق یہ ہے کہ موت و زیست وجودی چیزیں ہیں۔ یہ آیۂ کریمہ "خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ" سے ثابت ہے اور یہی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے، رہ گیا یہ دونوں عرض ہیں یا جوہر؟ عام رجحان یہی ہے کہ اعراض ہیں اور یہ حدیث جوہر ہونے پر قطعی نہیں، اعراض کو مجسم کرنا قدرت خداوندی سے کوئی بعید نہیں، ایک روایت میں ہے کہ موت کو پُلصراط پر ذبح کیا جائے گا۔

طٰہٰ ص ۶۹۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے اور اس میں ایک سو چونتیس آیتیں ہیں۔

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ بِالنَّبَطِيَّةِ طٰهٰ يَا رَجُلُ ـــــ ابن جبیر نے کہا نبطی زبان میں طٰہٰ کے معنی ہیں اے شخص! ـــــ ابن انباری نے کہا کہ قریش کی لغت میں بھی اس کے یہی معنی ہیں، یعنی یہ نبطی لفظ بھی ہے اور عربی خالص قریش کا لفظ بھی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید قریش کی لغت میں اتارا دوسری کسی زبان میں نہیں اتارا اسی لئے قرآن مجید کے تمام الفاظ عربی اور خاص قریش کی لغت کے ہیں اور یہ جو مفسرین کہیں کہیں فرما دیتے ہیں کہ یہ لفظ حبشی ہے یا ہندی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ عربی کے علاوہ ان لغات میں بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور اسی معنی میں مستعمل ہے جس معنی میں عربی میں مستعمل ہے اور ایسا بہت ہے کہ ایک ہی لفظ دو مختلف زبانوں میں بولا جائے اور ہر لغت میں اس کا معنی ایک ہی ہو۔ جیسے برادر، پدر، مادر، یہ فارسی زبان کے بھی الفاظ ہیں اور انگریزی زبان کے بھی۔ اور دونوں زبانوں میں معنی ایک ہی ہیں۔ طٰہٰ کے معنی کچھ بھی ہوں، اس سے مراد بہر حال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اس پر دلیل بعد والی آیت ہے کہ فرمایا۔ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰىٓ ۝ اے محبوب! ہم نے یہ قرآن اس لئے تم پر نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو ـــــ يُقَالُ كُلُّ مَا لَمْ يَنْطِقْ بِحَرْفٍ اَوْ فِيْهِ تَمْتَمَةٌ اَوْ فَاْفَاَةٌ فَهِيَ عُقْدَةٌ ـــــ عُقْدَةٌ۔ زبان کے ایسے عیب کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے کوئی حرف ادا نہ ہو یا کے۔ یا ہکلا کر یا لکنت کے ساتھ ادا کرے۔

ایک دن فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو گود میں لیا تو انھوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر نوچ لی جس پر اس نے غصہ ہو کر انھیں قتل کرنے کا حکم دے دیا (کہ یہ وہی بچہ معلوم ہوتا ہے جو میری تباہی کا سبب بنے گا) حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا یہ ناسمجھ بچہ ہے تم نے کیسے فیصلہ کر لیا یہ تو یاقوت اور انگارے کے درمیان بھی فرق نہیں کر سکتا جی چاہے تو آزما لو۔ فرعون نے انگارا اور یاقوت منگا کر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والتسلیم کے سامنے رکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگارہ اٹھا کر منھ میں رکھ لیا۔ جس سے زبان مبارک متاثر ہو گئی۔ جب منصب نبوت پر فائز ہوئے اور حکم ہوا کہ فرعون کے پاس جاؤ تو یہ دعا فرمائی اے اللہ میرے سینہ کو کھولدے اور میرے کام کو آسان فرما۔ اور میری زبان کی بندش آتی کھولدے کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اس دعا کے بعد ایک حد تک زبان کی لکنت ختم ہو گئی مگر قدرے پھر بھی باقی رہی چونکہ دعا میں تحدید تھی کہ آتنی بندش کھولدے کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اگر یَفقَھُوْ قَوْلِیْ نہ فرماتے تو بالکلیہ لکنت دور ہو جاتی ـــ چونکہ تبلیغ کے لیے سوال تھا اس لئے بقصد ضرورت مانگا۔ محبوبان خدا اور بوقت ضرورت اللہ سے کچھ مانگتے ہیں تو بقدر ضرورت مانگتے ہیں ـــــ اَزْرِیْ ظَھْرِیْ میری پیٹھ ـــ فَیُسْحِتَکُمْ یُھْلِکُمْ ـــ پس تم کو ہلاک کر دے گا ـــ اَلْمُثْلٰی تَانِیْثُ الْاَمْثَلِ ــــ یَقُوْلُ بِدِیْنِکُمْ یُقَالُ خُذِ الْمُثْلٰی خُذِ الْاَمْثَلَ ـــــ مُثْلٰی اَمْثَلُ کی مؤنث ہے اس کے معنی افضل کے ہیں ـــــ ارشاد ہے وَیَذْھَبَا بِطَرِیْقَتِکُمُ الْمُثْلٰی ـــ یہ دونوں تمہارا اچھا دین لے جائیں ـــــ امام بخاری نے فرمایا کہ طریقہ سے مراد دین ہے ـــــ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا یُقَالُ ھَلْ اَتَیْتَ الصَّفَّ الْیَوْمَ یَعْنِیْ اَلْمُصَلَّی الَّذِیْ یُصَلّٰی فِیْہِ ـــــ پھر تم صف لگانے کی جگہ آؤ۔ بولتے ہیں کیا تم آج صف میں آئے یعنی اس جگہ جہاں نماز پڑھی جاتی ہے ـــــ فَاَوْجَسَ اَضْمَرَ خَوْفًا فَذَھَبَتِ الْوَاوُ مِنْ خِیْفَۃٍ لِکَسْرَۃِ الْخَاءِ ـــ ـــ اپنے جی میں خوف پایا ـــ خِیْفَۃٌ میں واؤ یار سے بدل گیا خار کے کسرہ کی وجہ سے ـــــ فِیْ جُذُوْعِ عَلٰی جُذُوْعٍ ـــ کھجور کے تنوں پر ـــ افادہ فرمایا کہ فی معنی میں علی کے ہے ـــــ خَطْبُکَ بَالُکَ، تیرا حال ـــــ مِسَاسَ مصدر مَاسَّہٗ مِسَاسًا۔ یہ باب مفاعلت کا مصدر ہے۔ لَنَنْسِفَنَّہٗ لَنُذْرِیَنَّہٗ۔ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے ـــــ قَاعًا صَفْصَفًا یَعْلُوْہُ الْمَاءُ وَالصَّفْصَفُ الْمُسْتَوِیْ مِنَ الْاَرْضِ ـــ قَاعٌ نشیبی زمین جس پر پانی چڑھ جائے۔ صفصف برابر زمین ـــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ مِنْ زِیْنَۃِ الْقَوْمِ اَلْحُلِیِّ الَّذِیْ اسْتَعَارُوْا مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ ـــ مجاہد نے کہا زینت قوم سے مراد وہ زیور ہیں جو ان لوگوں نے فرعونیوں سے بطور منگنی لیا تھا ـــــ فَقَذَفْتُھَا فَاَلْقَیْتُھَا ـــــ میں نے اس کو پھینک دیا ـــ اَلْقٰی صَنَعَ۔ یہاں اَلْقٰی کے معنی ہیں بنایا ـــــ فَنَسِیَ مُوْسٰی ھُمْ یَقُوْلُوْنَہٗ اَخْطَأَ الرَّبَّ ـــ تو موسیٰ بھول گئے۔ یعنی وہ کہتے تھے کہ موسیٰ نے رب کو پہچاننے میں خطا کی مطلب یہ ہے سامری وغیرہ کہتے تھے کہ ہمارا رب یہ بچھڑا یہاں موجود ہے اور حضرت موسیٰ طور پر گئے ہیں یہ ان کی خطا ہے ـــ لَا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا ـــ اَلْعِجْلُ ـــ بچھڑا ان کی بات کا جواب نہیں دیتا ـــــ قصہ یہ ہوا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو سامری نے بنی اسرائیل کے پاس جتنے زیور تھے سب کو جمع کر کے ایک بچھڑا بنایا اور اس کے منھ میں وہ خاک ڈالی جو حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری کے قدم تلے کی اس نے لے لی تھی جس سے وہ بچھڑا بولنے

لگا ___ دریائے قلزم میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام فرعون کے آگے آگے چل رہے تھے جہاں ان کی سواری کا قدم پڑتا وہاں سبزہ اگ آتا۔ سامری نے ایک مٹھی یہ خاک لے لی تھی۔ اسی کو بچھڑے کے منھ میں ڈالا جس کے اثر سے وہ بچھڑے کی طرح آواز نکالنے لگا ___ هَمْسًا حِسَّ الْأَقْدَامِ ___ قدم کی آہٹ ___ حَشَرْتَنِيْ أَعْمٰى عَنْ حُجَّتِيْ ___ تو نے مجھے اندھا اٹھایا ___ یعنی میں دلیل نہیں دیکھ سکا ___ وَكُنْتُ بَصِيْرًا فِي الدُّنْيَا ___ حالانکہ میں دنیا میں بینا تھا ___ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَمْثَلُهُمْ أَعْدَلُهُمْ ___ ان میں سب سے عمدہ ___ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَضْمًا لَا يُظْلَمُ فَيُهْضَمُ مِنْ حَسَنَاتِهِ ___ اس پر ظلم نہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں ضائع کر دی جائیں ___ عِوَجًا وَادِيًا، اَمْتًا رَابِيَةً، ٹیلہ ___ سِيْرَتَهَا حَالَتَهَا الْأُوْلٰى، اس کی پہلی حالت پر ___ اَلنُّهٰى اَلتُّقٰى ___ پرہیزگار ___ ضَنْكًا الشِّقَاءُ، بدبختی۔ ہوا ___ شَقِيَ، بدبخت ہوا ___ اَلْمُقَدَّسِ الْمُبَارَكِ برکت والی ___ طُوًى، اسم الوادی ___ بِمَلْكِنَا بِاَمْرِنَا، ہمارے حکم سے ___ مَكَانًا سُوًى مُنْصِفٌ بَيْنَهُمْ، ان کے درمیان بیچ میں ہو ___ يَبَسًا يَابِسًا، خشک زمین ___ عَلٰى قَدَرٍ مَوْعِدٍ وعدہ پر ___ لَا تَنِيَا تَضْعُفَا، کمزور نہ پڑو ___

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاءِ ص ۳۹۳

یہ سورۃ مکی ہے۔ اس میں ایک سو بارہ آیتیں ہیں ___ وَقَالَ قَتَادَةُ جُذَاذًا قَطَّعَهُنَّ ___ انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جُذَاذًا۔ جذیذ کی جمع ہے ___ جیسے خفیف کی جمع خِفَافٌ ہے ___ وَقَالَ الْحَسَنُ فِيْ فَلَكٍ مِثْلُ فِلْكَةِ الْمِغْزَلِ ___ ارشاد ہے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَسْبَحُوْنَ ___ چاند، سورج، ستارے سب ایک گھیرے میں پیر رہے ہیں اس آیت میں فلک کی تفسیر میں امام حسن بصری نے فرمایا کہ وہ ایک گھیرے میں جو چرخی کے دھرے کے مثل ہے گھوم رہے ہیں۔ يَسْبَحُوْنَ کے معنی يَدُوْرُوْنَ (گھومتے ہیں) تفسیر مدارک میں ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ فلک سے مراد موج مکفوف ہے جو آسمان کے نیچے ہے۔ جس میں چاند سورج اور ستارے چلتے ہیں یہی راجح ہے جس کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس کی پوری بحث ہماری کتاب اسلام اور چاند کے سفر میں مذکور ہے ___ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا نَفَشَتْ رَعَتْ، چر لیا ___ يُصْحَبُوْنَ يُمْنَعُوْنَ ___ روکے جائیں گے ___ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً قَالَ دِيْنُكُمْ دِيْنٌ وَّاحِدٌ ___ تم سب کا دین ایک ہے یعنی اس آیت میں امت سے مراد دین ہے ___ وَقَالَ عِكْرِمَةُ حَصَبُ حَطَبٌ بِالْحَبَشِيَّةِ۔ حَصَبُ حبشی لفظ ہے ایندھن کے معنی میں ___ وَقَالَ غَيْرُهُ اَحَسُّوْا تَوَقَّعُوْهُ مِنْ اَحْسَسْتُ۔ اور دوسرے نے کہا کہ اَحَسُّوْا کے معنی ہیں جب ان کو عذاب کا اندیشہ ہوا یہ اَحْسَسْتُ کا واحد مذکر غائب ہے۔ احساس سے مطلب یہ ہے کہ جب انھوں نے محسوس کر لیا کہ

رب کا عذاب اگر رہے گا تو بستی سے نکل کر بھاگنے لگے ـــــ خامِدِیْنَ ھَامِدِیْنَ، بجھے ہوئے ـــــ حَصِیْدٌ مُسْتَاصِلٌ یَقَعُ عَلَی الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَیْنِ وَالْجَمِیْعِ، جڑ سے کٹا ہوا۔ حَصِیْدٌ واحد، تثنیہ، جمع سب کے لئے آتا ہے ـــــ لَا یَسْتَحْسِرُوْنَ لَا یُعْیُوْنَ مِنْہُ حَسِیْرٌ وَحَسَرْتُ بَعِیْرِیْ ـــــ وہ اکتاتے نہیں۔ حَسِیْر بمعنیٰ تھکا ہوا۔ اور حَسَرْتُ بَعِیْرِیْ۔ میں نے اپنے اونٹ کو تھکا دیا اسی سے ہے ـــــ عَمِیْقٌ بَعِیْدٌ ـــــ عمیق کے معنیٰ دور کے ہیں ـــــ نُکِسُوْا رُدُّوْا ـــــ اوندھے ڈالے جائیں گے ـــــ صَنْعَۃَ لَبُوْسٍ اَلدُّرُوْعُ ـــــ زرہوں کا بنانا ـــــ تَقَطَّعُوْا اَمْرَھُمْ اِخْتَلَفُوْا ـــــ اپنے معاملے میں اختلاف کیا ـــــ اَلْحَسِیْسُ وَالْحِسُّ وَالْجَرْسُ وَالْھَمْسُ وَاحِدٌ وَھُوَ مِنَ الصَّوْتِ الْخَفِیِّ ـــــ ان سب کے معانی ہلکی آواز کے ہیں ـــــ آذَنَّاکَ اَعْلَمْنَاکَ اٰذَنْتُکُمْ اِذَا اَعْلَمْتَہٗ فَاَنْتَ وَھُوَ عَلٰی سَوَاءٍ لَمْ تَغْدِرْ ـــــ آذَنَّا کے معنیٰ ہیں ہم نے تم کو بتا دیا۔ کہتے ہیں آذَنْتُکَ میں نے تجھے جتا دیا اب کوئی عذر نہیں سنا جائے گا ـــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ لَعَلَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ تُفْھَمُوْنَ ـــــ شاید تم سمجھ جاؤ ـــــ اِرْتَضٰی رَضِیَ، راضی ہونا ـــــ اَلتَّمَاثِیْلُ الْاَصْنَامُ، بت ـــــ اَلسِّجِلُّ الصَّحِیْفَۃُ، دفتر۔

سُوْرَۃُ الْحَجّ ص ۶۹۳

یہ مدنی سورت ہے اور کچھ لوگوں نے کہا اس میں کچھ آیتیں مکی بھی ہیں، اس میں اٹھتر آیتیں ہیں۔ وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ الْمُخْبِتِیْنَ الْمُطْمَئِنِّیْنَ، اللہ پر بھروسہ کرنے والے ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فِیْ اُمْنِیَّتِہٖ اِذَا حَدَّثَ اَلْقَی الشَّیْطَانُ فِیْ حَدِیْثِہٖ فَیُبْطِلُ اللہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطَانُ وَیُحْکِمُ اٰیَاتِہٖ وَیُقَالُ اُمْنِیَّتُہٗ قِرَاءَتُہٗ اَلْاَمَانِیُّ یَقْرَءُوْنَ وَلَا یَکْتُبُوْنَ ـــــ اور ابن عباس نے کہا اس کے پڑھنے میں یعنی جب وہ کچھ بیان کرتے ہیں تو شیطان ان کے بیان میں کچھ ملا دیتا ہے، پھر اللہ اسے مٹا دیتا ہے اور اپنی آیتوں کو محکم کرتا ہے اور کہا جاتا ہے اُمْنِیَّتُہٗ اس کی قرائت اَلْاَمَانِیُّ وہ لوگ جو پڑھتے ہیں اور لکھتے نہیں ـــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ مَشِیْدٌ بِالْقَصَّۃِ، چونے سے پختہ کی ہوئی ـــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ یَسْطُوْنَ یُفْرِطُوْنَ مِنَ السَّطْوَۃِ وَیُقَالُ یَسْطُوْنَ یَبْطِشُوْنَ، حد سے آگے بڑھتے ہیں، سَطْوَۃ سے مشتق ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی پکڑنے کے ہیں ـــــ وَھُدُوْا اِلَی الطَّیِّبِ مِنَ الْقَوْلِ اُلْھِمُوْا ـــــ اچھی بات ان کے دل میں ڈالی گئی ـــــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِسَبَبٍ بِحَبْلٍ اِلٰی سَقْفِ الْبَیْتِ ـــــ گھر کی چھت تک لٹکی ہوئی رسی کے ذریعہ ـــــ تَذْھَلُ تُشْغَلُ، بھول جائے گی۔

بَابٌ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللہَ عَلٰی حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَہٗ خَیْرٌ اطْمَاَنَّ بِہٖ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان، کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں شک کے ساتھ اگر اسے بھلائی

وَاِنۡ اَصَابَتۡہُ فِتۡنَۃُ ۨانۡقَلَبَ عَلٰی وَجۡھِہٖ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃَ اِلٰی قَوۡلِہٖ ذٰلِکَ ھُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِیۡدُ اَتۡرَفۡنَاھُمۡ وَسَّعۡنَاھُمۡ ص ۶۹۴

پہونچے تو مطمئن ہوجاتے ہیں اور اگر اسے کوئی فتنہ پہونچے تو اپنے منھ کے بل پلٹ جاتے ہیں دنیا اور آخرت میں وہ خاسر ہوئے، لغایہ یہی بڑی گمراہی ہے، اَتۡرَفۡنَاھُمۡ یعنی ہم نے ان کو کشائش دی۔

۲۲۹۲ **حدیث**

عَنۡ سَعِیۡدِ ابۡنِ جُبَیۡرٍ عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا قَالَ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ کَانَ الرَّجُلُ یَقۡدِمُ الۡمَدِیۡنَۃَ فَاِنۡ وَلَدَتۡ اِمۡرَاَتُہٗ غُلَامًا وَّنُتِجَتۡ خَیۡلُہٗ قَالَ ھٰذَا دِیۡنٌ صَالِحٌ وَّاِنۡ لَّمۡ تَلِدۡ اِمۡرَاَتُہٗ وَلَمۡ تُنۡتَجۡ خَیۡلُہٗ قَالَ ھٰذَا دِیۡنُ سُوۡءٍ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آیۂ کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّعۡبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرۡفٍ کی تفسیر میں فرمایا کہ ایک شخص مدینہ آتا (ایمان قبول کرتا) اگر اس کی عورت کے لڑکا پیدا ہوتا اور اس کے گھوڑی کے بچہ پیدا ہوتا کہتا یہ دین اچھا ہے اور اگر اس کی عورت کے بچہ نہیں پیدا ہوتا اور اس کی گھوڑی کے بچہ نہ ہوتا تو کہتا یہ دین برا ہے۔

تشریحات ۲۲۹۲ جعفر کی روایت میں ہے کہ اگر قحط سالی کا سال پاتے اور بری اولاد ہوتی کہتے اس دین میں خیر نہیں ــــ اور عوفی کی روایت میں ہے اگر اسے مدینے کی بیماری ہوجاتی اور اس کی عورت کے لڑکی پیدا ہوتی تو اس کے پاس شیطان آتا تو کہتا بخدا اس دین میں شر ہی ہے۔

سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ص ۶۹۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ سورت مکی ہے اس میں ایک سو اٹھارہ آیتیں ہیں۔

وَقَالَ ابۡنُ عُیَیۡنَۃَ سَبۡعَ طَرَائِقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ، اور ابن عیینہ نے کہا کہ طرائق سے مراد آسمان ہیں۔ ــــ لَھَا سَابِقُوۡنَ سَبَقَتۡ لَھُمُ السَّعَادَۃُ، پہلے سے ان کے لئے سعادت مقدر ہوچکی ــــ قُلُوۡبُھُمۡ وَجِلَۃٌ خَائِفِیۡنَ، ان کے دل لرز رہے ہیں ڈر رہے ہیں ــــ قَالَ ابۡنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا ھَیۡھَاتَ ھَیۡھَاتَ بَعِیۡدٌ بَعِیۡدٌ ــــ ھیہات کے معنی دور کے ہیں ــــ فَسۡئَلِ الۡعَادِّیۡنَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ، تو گننے والوں سے پوچھو یعنی فرشتوں سے، اس سے مراد یا تو حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں یا حساب کرنے والے ــــ لَنَاکِبُوۡنَ لَعَادِلُوۡنَ ــــ

راستے سے ہٹ جانے والے ـــــ کَالِحُوْنَ عَابِسُوْنَ، منھ بگاڑنے والے ـــــ مِنْ سُلَالَۃٍ اَلْوَلَدُ وَالنُّطْفَۃُ السُّلَالَۃُ، سلالۃ سے مراد لڑکا ہے اور نطفہ بھی سلالہ ہے، سلالہ کے معنی خلاصہ کسی چیز کا عمدہ نچوڑ ـــــ وَالْجِنَّۃُ وَالْجُنُوْنُ وَاحِدٌ، دونوں کے معنی ایک ہیں پاگل پن ـــــ وَالْغُثَاءُ اَلزَّبَدُ وَمَا ارْتَفَعَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا لَا یُنْتَفَعُ بِہٖ، غثاء کے معنی جھاگ اور جو پانی کے اوپر ہو اور ہر وہ چیز جو قابل نفع نہ ہو۔

سُوْرَۃُ النُّوْرِ صـ ۶۹۴ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مدنی ہے اس میں چونسٹھ آیتیں ہیں۔

مِنْ خِلَالِہٖ مِنْ بَیْنِ اَضْعَافِ السَّحَابِ، بارش بادلوں کی تہوں سے نکلتی ہے ـــــ سَنَا بَرْقِہٖ اَلضِّیَاءُ، بجلی کی چمک ـــــ مُذْعِنِیْنَ یُقَالُ لِلْمُسْتَخْذِیْ مُذْعِنٌ، مذعنین کے معنی عاجزی کرنے والے، یہ مذعن کی جمع ہے ـــــ اَشْتَاتًا وَشَتّٰی وَشَتَاتٌ وَشَتٌّ وَاحِدٌ ـــــ ان سب کے معنی ہیں مختلف ـــــ وَقَالَ سَعْدُ ابْنُ عِیَاضٍ الثُّمَالِیُّ اَلْمِشْکٰوۃُ اَلْکُوَّۃُ بِلِسَانِ الْحَبْشَۃِ، سعد بن عیاض ثمالی نے کہا مشکوٰۃ حبشی لفظ ہے اس کے معنی طاق کے ہیں ـــــ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنَاھَا بَیَّنَّاھَا وَقَالَ غَیْرُہٗ سُمِّیَ الْقُرْآنُ لِجَمَاعَۃِ السُّوَرِ وَسُمِّیَتِ السُّوْرَۃُ لِاَنَّھَا مَقْطُوْعَۃٌ مِنَ الْاُخْرٰی فَلَمَّا قُرِنَ بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ سُمِّیَ قُرْآنًا وَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ تَالِیْفُ بَعْضِہٖ اِلٰی بَعْضٍ فَاِذَا قَرَاْنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ فَاِذَا جَمَعْنَاہُ وَاَلَّفْنَاہُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَہٗ اَیْ مَا جُمِعَ فِیْہِ فَاعْمَلْ بِمَا اَمَرَکَ وَانْتَہِ عَمَّا نَھَاکَ اللّٰہُ وَیُقَالُ لَیْسَ لِشِعْرِہٖ قُرْآنٌ اَیْ تَالِیْفٌ وَسُمِّیَ الْفُرْقَانُ لِاَنَّہٗ یُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَ الْبَاطِلِ وَیُقَالُ لِلْمَرْاَۃِ مَا قَرَاَتْ بِسَلًی قَطُّ اَیْ لَمْ تَجْمَعْ فِیْ بَطْنِھَا وَلَدًا۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنَاھَا کے معنی ہیں ہم نے اس کو بیان کیا اور ان کے غیر نے کہا قرآن کا نام قرآن اس لئے رکھا گیا کہ اس میں چند سورتیں جمع ہیں اور سورت کو سورت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہے جب بعض بعض سے ملا دی گئیں تو مجموعہ کا نام قرآن رکھا گیا ـــــ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بیشک ہمارے ذمے اس کا جمع فرمانا اور اس کو ایک دوسرے سے ملانا ہے تو جب ہم اسے ملا چکیں تو جو ملایا جا چکا ہے اس کی اتباع کرو، اللہ نے جس کا حکم دیا ہے اسے کرو اور جس سے منع فرمایا ہے اس سے باز رہو اور کہا جاتا ہے اس کے شعر میں قرآن نہیں یعنی تالیف نہیں اور اس کا نام فرقان رکھا گیا اس لئے کہ وہ حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔ عورت سے کہا جاتا ہے مَا قَرَاَتْ بِسَلًی قَطُّ یعنی اس کے پیٹ میں لڑکا جمع نہیں ہوا۔

وَقَالَ فَرَضْنَاھَا اَنْزَلْنَا فِیْھَا فَرَائِضَ مُخْتَلِفَۃً وَمَنْ قَرَاَ فَرَّضْنَاھَا یَقُوْلُ فَرَضْنَا عَلَیْکُمْ وَعَلٰی مَنْ بَعْدَکُمْ، اور کہا فَرَضْنَاھَا کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اس میں مختلف فرائض نازل فرمائے ـــــ

اور جس نے فرضناها پڑھا وہ کہتا ہے ہم نے تم پر اور تمہارے بعد والوں پر فرض فرمایا ـــــ قَالَ مُجَاهِدٌ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْ لَمْ يَظْهَرُوْا لَمْ يَدْرُوْا لِمَا بِهِمْ مِنَ الصِّغَرِ، اور وہ چھوٹے بچے جو واقف نہیں کیونکہ وہ ابھی بہت کم عمر ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور عورتیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لیں۔ صـ۷۰۰

۲۲۹۲ حدیث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے

نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ

فرمایا اللہ تعالیٰ رحم فرمائے پہلے، پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں پر، جب اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا اور اپنی

عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ شَقَقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهٖ۔

اوڑھنیوں کو اپنے گریبانوں پر ڈالیں، تو انھوں نے تہبند پھاڑ کر اس کا نقاب بنایا۔

تشریحات ۲۲۹۲ اس کے بعد کی حدیث جو بطریق صفیہ بنت شیبہ ہے اس میں یہ ہے کہ کناروں کی جانب سے اپنے تہبند کو انھوں نے پھاڑا تھا۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ صـ۷۰۰ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

یہ سورت مکی ہے البتہ دو آیتوں کے بارے میں اختلاف ہے ایک "وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ" الآیۃ دوسرے "اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا" الآیۃ اس میں ستہتر آیتیں ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا هَبَاءً مَّنْثُوْرًا مَا تَسْفِيْ بِهِ الرِّيْحُ، باریک گرد و غبار جو ہوا کے ساتھ اڑتا رہتا ہے ـــــ مَدَّ الظِّلَّ مَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلٰى طُلُوْعِ الشَّمْسِ، سایہ پھیلایا، اس سے مراد طلوع فجر سے طلوع شمس تک کا وقت ہے ـــــ سَاكِنًا دَائِمًا عَلَيْهِ، جو اس پر ہمیشہ رہتا ہے ـــــ دَلِيْلًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ، سورج کا نکلنا ـــــ خِلْفَةً مَنْ فَاتَهٗ فِي اللَّيْلِ عَمَلٌ اَدْرَكَهٗ بِالنَّهَارِ اَوْ فَاتَهٗ بِالنَّهَارِ اَدْرَكَهٗ بِاللَّيْلِ، بدل یعنی جو کام رات کو رہ جائے وہ دن میں کیا جائے اور جو دن میں رہ جائے اسے رات میں کیا جائے ـــــ وَقَالَ الْحَسَنُ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَمَا شَيْءٌ اَقَرَّ لِعَيْنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ اَنْ يَّرٰى حَبِيْبَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ۔

ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے ایسے افراد عطا کر جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو یعنی ہمیں ایسی بیویاں اور

اولاد عطا فرما جو اللہ کی اطاعت کریں۔ مومن کی آنکھوں کو اس سے زیادہ کوئی چیز ٹھنڈی کرنے والی نہیں کہ اپنے محبوب کو اللہ کی اطاعت میں دیکھے ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَبُوْرًا اَوَیلًا ـــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ اَلسَّعِیْرُ مُذَکَّرٌ وَالتَّسَعُّرُ وَالْاِضْطِرَامُ اَلتَّوَقُّدُ الشَّدِیْدُ۔ سعیر، معنی بھڑکنے والا یہ مذکر ہے، تسعّر اور اضطرام کے معنی سخت بھڑکنا ہے ـــــ تُمْلٰی عَلَیْہِ تُقْرَأُ عَلَیْہِ مِنْ اَمْلَیْتُ وَاَمْلَلْتُ، اس پر پڑھی جائے یہ اَمْلَیْتُ اور اَمْلَلْتُ سے ہے۔ تُمْلٰی اَمْلَیْتُ کا واحد مؤنث حاضر مضارع مجہول ہے، اَمْلَلْتُ اسی کے ہم معنی ہے یہ مراد نہیں کہ تُمْلٰی بھی اَمْلَلْتُ سے بنا ہے ـــــ اَلرَّسُّ اَلْمَعْدِنُ وَجَمْعُہٗ رِسَاسٌ، کان اس کی جمع رساس ہے ـــــ مَا یَعْبَأُ یُقَالُ مَا عَبَأْتُ بِہٖ شَیْئًا لَا یُعْتَدُّ بِہٖ، جس کی کچھ قدر نہیں ـــــ غَرَامًا ھَلَاکًا ـــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ وَعَتَوْا طَغَوْا، انھوں نے سرکشی کیا ـــــ وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ عَاتِیَۃٌ عَتَتْ عَلَی الْخُزَّانِ، اور ابن عیینہ نے کہا "عاتیۃ" وہ ہوا جو خازنوں کے قابو سے باہر ہو گئی تیز آندھی۔

بَابُ قَوْلِہٖ اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اِلٰی جَھَنَّمَ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر۔ وہ لوگ جو منھ کے بل جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے ان کا ٹھکانہ سب سے برا اور سب سے زیادہ گمراہ ہیں۔

۲۲۹۴ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ اللہِ یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاہُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرًا عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ قَتَادَۃُ بَلٰی وَعِزَّۃِ رَبِّنَا۔

حدیث حضرت انس بن مالک نے حدیث بیان کی کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کافر قیامت کے دن منھ کے بل چلایا جائے گا فرمایا کیا جس ذات نے اس کو دنیا میں دو پاؤں پر چلایا وہ اس پر قادر نہیں کہ قیامت کے دن اس کو منھ کے بل چلائے، قتادہ نے کہا ہاں ضرور ہمارے رب کی عزت کی قسم۔ (یعنی وہ ضرور اس پر قادر ہے) [۱]

سُوْرَۃُ الشُّعَرَاءِ صـ۲۰۰ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت مکی ہے اس میں دو سو ستائیس آیتیں ہیں۔

---

[۱] کتاب الرقاق باب کیف الحشر صـ۹۶۶ مسلم توبہ۔ نسائی تفسیر

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَعْبَثُوْنَ تَبْنُوْنَ، بناتے ہو ــــ هَضِيمٌ يَتَفَتَّتُ إِذَا مُسَّ، چھونے سے ریزہ ریزہ ہو جائے ــــ مُسَحَّرِينَ اَلْمَسْحُوْرِيْنَ، جس پر جادو کر دیا گیا ہو ــــ اَللَّيْكَةُ وَالْاَيْكَةُ جَمْعُ اَيْكَةٍ وَهِيَ جَمِيْعُ شَجَرٍ، درختوں کا جھنڈ، جنگل ــــ يَوْمَ الظُّلَّةِ إِظْلَالُ الْعَذَابِ إِيَّاهُمْ، جس دن ان پر عذاب کا سایہ ہوگا ــــ مَوْزُوْنٍ مَعْلُوْمٍ كَالطَّوْدِ كَالْجَبَلِ، پہاڑ کے مثل ــــ لَشِرْذِمَةٌ طَائِفَةٌ قَلِيْلَةٌ، چھوٹا گروہ ــــ فِي السَّاجِدِيْنَ الْمُصَلِّيْنَ نماز پڑھنے والوں میں ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ كَاَنَّكُمْ، جیسے تم اس میں ہمیشہ رہو گے ــــ اَلرِّيْعُ اَلْيَفَاعُ مِنَ الْاَرْضِ وَجَمْعُهُ رِيَعَةٌ وَاَرْيَاعٌ وَاحِدُهُ الرِّيْعَةُ، ٹیلہ ــــ مَصَانِعَ كُلُّ بِنَاءٍ فَهُوَ مَصْنَعَةٌ، محل ــــ فَرِهِيْنَ فَرِحِيْنَ فَارِهِيْنَ بِمَعْنَاهُ وَيُقَالُ فَارِهِيْنَ حَاذِقِيْنَ، فرہین کے معنی اتراتے ہوئے اور کچھ لوگوں نے کہا فارہین کے معنیٰ ماہرین کے ہیں ــــ تَعْثَوْا هُوَ اَشَدُّ الْفَسَادِ وَعَاثَ يَعِيْثُ عَيْثًا، بہت فساد مچاتے ہو، عیث کے معنی سخت فساد مچانا ــــ یہ افادہ فرمایا کہ عَاثَ معتل العین عَثِيَ معتل اللام ہم معنیٰ ہیں، یہ مراد نہیں کہ تَعْثَوْا عَاثَ سے مشتق ہے ــــ اَلْجِبِلَّةُ اَلْخَلْقُ جُبِلَ خُلِقَ وَمِنْهُ جُبُلًا وَجِبِلًا وَجُبْلًا وَجُبُلًّا بِمَعْنَى الْخَلْقِ، سرشت، مخلوق جُبل کے معنی خلق کے ہیں۔

اَلنَّمْلُ صـ۷۰۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ مکی ہے، اس میں ترانوے آیتیں ہیں۔

اَلْخَبْأُ مَا خَبَأْتَ، جس کو تو چھپائے ــــ لَا قِبَلَ لَهُمْ لَا طَاقَةَ، انھیں طاقت نہیں ــــ اَلصَّرْحُ كُلُّ مِلَاطٍ اُتُّخِذَ مِنَ الْقَوَارِيْرِ وَالصَّرْحُ الْقَصْرُ وَجَمَاعَتُهُ صُرُوْحٌ، وہ گارا جو شیشہ ملا کر تیار کیا گیا ہو، اور محل، اس کی جمع صروح ہے ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ سَرِيْرٌ كَرِيْمٌ حَسَنُ الصَّنْعَةِ وَغَلَاءُ الثَّمَنِ، بھاری تخت، اچھی کاریگری کا، بیش قیمت ــــ مُسْلِمِيْنَ طَائِعِيْنَ، تابع دار ہو کر ــــ رَدِفَ اِقْتَرَبَ، قریب ہوا ــــ جَامِدَةً قَائِمَةً، ٹھہرا ہوا ــــ اَوْزِعْنِيْ اِجْعَلْنِيْ، مجھ کو بنا دے ــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ نَكِّرُوْا غَيِّرُوْا، بدل ڈالو ــــ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ يَقُوْلُهُ سُلَيْمَانُ، سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مجھے پہلے ہی سے علم دیا گیا ــــ وَالصَّرْحُ بِرْكَةُ مَاءٍ ضَرَبَ عَلَيْهَا سُلَيْمَانُ قَوَارِيْرَ اَلْبَسَهَا اِيَّاهُ، صرح کے معنی پانی کا حوض جس پر سلیمان علیہ السلام نے شیشہ چڑھا دیا تھا۔

سُوْرَةُ الْقَصَصِ صـ۷۰۲ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورت مکی ہے اور اس میں اٹھاسی آیتیں ہیں۔
یُقَالُ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا مُلْكَهٗ وَيُقَالُ اِلَّا مَا اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ ، یعنی اس کا ملک اور بعض لوگوں نے کہا وہ جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود ہو ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَاءُ الْحُجَجُ ، ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی یعنی دلیلیں۔ انباء سے مراد دلیلیں ہیں ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اُولِي الْقُوَّةِ لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ، قارون کے خزانوں کی کنجیاں طاقتور مردوں کی ایک جماعت اٹھا نہیں پاتی تھیں ـــــ لَتَنُوْٓءُ لَتَثْقُلُ، بھاری پڑتی تھیں ـــــ فَارِغًا اِلَّا مِنْ ذِكْرِ مُوْسٰى، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یاد کے علاوہ ان کی والدہ کے دل میں اور کوئی خیال نہیں رہتا ـــــ اَلْفَرِحِيْنَ اَلْمَرِحِيْنَ، اتراتے ہوئے ـــــ قُصِّيْهِ اِتَّبِعِيْ اَثَرَهٗ وَقَدْ يَكُوْنُ اَنْ يَقُصَّ الْكَلَامَ، اس کے نشان قدم کا پیچھا کرو اور کبھی بات کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے ـــــ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ عَنْ جُنُبٍ عَنْ بُعْدٍ وَعَنْ جَنَابَةٍ وَاحِدٌ وَعَنِ اجْتِنَابٍ اَيْضًا۔ دور سے ـــــ نَبْطِشُ وَنَبْطُشُ يَاْتَمِرُوْنَ يَتَشَاوَرُوْنَ، آپس میں مشورہ کرتے تھے ـــــ اَلْعُدْوَانُ وَالْعَدَاءُ وَالتَّعَدِّيْ وَاحِدٌ۔ ان سب کا معنی ایک ہے حد سے آگے بڑھنا ـــــ اٰنَسَ اَبْصَرَ، دیکھا ـــــ اَلْجَذْوَةُ قِطْعَةٌ غَلِيْظَةٌ مِنَ الْخَشَبِ لَيْسَ فِيْهَا لَهَبٌ وَالشِّهَابُ فِيْهِ لَهَبٌ ، دبیز آگ کا انگارہ جس میں لپٹ نہ ہو۔ شہاب اس انگارہ کو کہتے ہیں جس میں لپٹ ہو ـــــ وَالْحَيَّاتُ اَجْنَاسٌ اَلْجَانُّ وَالْاَفَاعِيْ وَالْاَسَاوِدُ، قسم قسم کے سانپ ـــــ رِدْاً مُعِيْنًا، مددگار ـــــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُصَدِّقُنِيْ ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جو میری تصدیق کرے ـــــ وَقَالَ غَيْرُهٗ سَنَشُدُّ سَنُعِيْنُكَ كُلَّمَا عَزَّزْتَ شَيْئًا فَقَدْ جَعَلْتَ لَهٗ عَضُدًا ـــــ ہم تجھے قوت دیں گے جب تو کسی کی مدد کرے تو اس کے لئے بازو ہو گیا ـــــ مَقْبُوْحِيْنَ مُهْلَكِيْنَ۔ ہلاک کئے ہوئے ـــــ وَصَّلْنَا بَيَّنَّاهُ وَاَتْمَمْنَاهُ ـــــ ہم نے اس کو بیان کر دیا اور پورا کر دیا ـــــ يُجْبٰى يُجْلَبُ۔ نفع حاصل کرتا ہے ـــــ بَطِرَتْ اَشِرَتْ، اترا گیا ـــــ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا۔ اس کی مرکزی بستی میں رسول بھیجتے ہیں ـــــ ام القریٰ مکہ اور اس کے ارد گرد کو کہتے ہیں ـــــ تُكِنُّ تُخْفِيْ اَكْنَنْتُ الشَّيْءَ اَخْفَيْتُهٗ وَكَنَنْتُهٗ خَفَيْتُهٗ، اَظْهَرْتُهٗ تُكِنُّ کے معنی تو چھپاتا ہے ـــــ اَكْنَنْتُ الشَّيْءَ کے معنی ہیں میں نے اس کو چھپایا۔ یہ اضداد میں سے ہے اس کے معنی چھپانے کے بھی ہیں اور ظاہر کرنے کے بھی ہیں ـــــ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ مِثْلُ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ يُوَسِّعُ عَلَيْهِ وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ ـ وَيْكَ ـــــ اَلَمْ تَرَ کے معنی میں ہے۔ یعنی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس پر چاہتا ہے۔

رزق وسیع کرتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

بَابٌ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ — اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا۔

۲۲۹۵	عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا
حدیث	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا
	لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ۔ قَالَ اِلٰی مَكَّةَ۔
	لرادک الی معاد سے مراد یہ ہے کہ تم کو پھر مکہ لوٹائے گا۔

تشریحات ۲۲۹۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت آپ بحکم الٰہی مکہ معظمہ سے ہجرت کر رہے ہیں مگر ایک دن آئے گا کہ آپ پھر مکہ معظمہ پلٹ آئیں گے۔ اس سے مراد یا تو یا تو عمرۃ القضاء میں واپسی ہے یا فتح مکہ کے دن ۔ عمرۃ القضاء کے موقع پر واپسی عارضی تھی وہاں کفار کا تسلط تھا تین یوم سے زیادہ نہیں رک پائے مگر فتح مکہ کے موقع پر واپسی حاکمانہ تھی ۔ مکہ زیر نگیں تھا مطیع تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم وہاں نافذ تھا۔ چاہتے تو وہاں مستقل بود و باش اختیار فرما لیتے۔ مگر اپنے اختیار سے مکہ معظمہ میں سکونت اختیار نہیں فرمائی۔

اَلْعَنْكَبُوْتُ
صـ ۷۰۳

یہ سورت مکی ہے۔ اس میں انہتر آیتیں ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ضَلَلَةً — انھیں گمراہی سوجھتی ہے — فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ عَلِمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِنَّمَا هِیَ بِمَنْزِلَةِ فَلِيُمَيِّزَ اللّٰهُ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ — یہاں علم سے مراد تمیز پیدا کرنا علیحدہ کر دینا ہے — جیساکہ آیہ کریمہ تاکہ اللہ خبیث کو طیب سے جدا کر دے — اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ اَوْزَارَهُمْ — بوجھ پر بوجھ —

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ
صـ ۷۰۳ — یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ساٹھ آیتیں ہیں۔

روم دو ہیں۔ ایک روم بن لنطی بن لونان بن یافث اور دوسرا روم بن عیص بن اسحاق علیہ السلام یہاں اس کے ملک کے باشندے مراد ہیں۔ روم بن عیص کے نام پر ان تمام مقبوضات کا نام پڑ گیا جو اس کے حدود سلطنت میں تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت روم اور ایران میں بڑی خونریز جنگ چھڑ گئی تھی۔ ایرانی سپہ سالار رستم نے رومیوں کے ایشیائے کوچک کے تمام مقبوضات کو فتح کر کے رومی بادشاہ ہرقل کو سمندر پار ڈھکیل دیا تھا۔ رومیوں نے انتہائی ذلت کے ساتھ صلح کی پیش کش کی۔ لیکن مغرور ایرانی شہنشاہ خسرو نے ٹھکرا دیا۔ اور یہ کہا مجھے یہ سب نہیں چاہئے زنجیروں میں جکڑا ہوا ہرقل

چاہئے۔ جو میرے پاس آکر سورج دیوتا کو سجدہ کرے اس پر ہرقل کو غیرت آئی اس نے اپنی پوری قوت جمع کرکے ایرانیوں پر حملہ کیا اور انھیں ڈھکیلتا گیا اور اپنے سارے مقبوضات واپس لے کر ایرانیوں کو اپنے حدود میں ڈھکیل دیا۔ جب ایرانی رومیوں پر غالب آئے تو مکہ کے مشرکین بہت خوش ہوئے۔ مشرک میں اتحاد کی وجہ سے مشرکین ایرانیوں کے حامی تھے، اور مسلمانوں کا ایک گونہ رجحان رومیوں کی طرف تھا اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مشرکین نے کہا جیسے ہمارے بھائی تمہارے بھائی پر غالب آئے ہیں ایسے ہی اگر ہمارے تمہارے درمیان جنگ ہوگی تو ہم تم پر غالب آئیں گے۔ اس سے مسلمان دل شکستہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلجمعی کے لئے یہ سورہ نازل فرمائی۔

رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں۔ اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت صدیق اکبر نے مشرکین کو سنائیں بات بڑھی اور سو اونٹوں کی شرط لگی۔ مشرکین نے کہا میعاد مقرر کرو۔

بالآخر جس دن بدر کے میدان میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح حاصل ہوئی اسی دن یہ اطلاع بھی ملی کہ ہرقل ایرانیوں پر غالب آگیا ہے۔ ابی بن خلف تو جنگ بدر میں مارا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی اولاد سے شرط کے سو اونٹ وصول کئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صدقہ کردیئے۔ یہ شرط حقیقت میں جوا تھا مگر اس وقت تک جوئے کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی نیز مکہ والے حربی تھے۔ اس لئے اس مال کے لینے میں کوئی حرج نہیں تھا۔

فَلَا يَرْبُوا مَنْ اَعْطٰى يَبْتَغِيْ اَفْضَلَ فَلَا اَجْرَ لَهٗ ــــ جو اس لئے دے کہ اسے عوض میں اس سے زیادہ ملے اسے اجر نہیں ــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُحْبَرُوْنَ يُنَعَّمُوْنَ ــــ نعمت دیئے جائیں ــــ فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ يُسَوُّوْنَ الْمَضَاجِعَ ــــ اپنے لئے بستر ٹھیک کرتے ہیں ــــ اَلْوَدْقُ اَلْمَطَرُ بارش ــــ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔ هَلْ لَكُمْ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فِي الْآلِهَةِ وَفِيْهِ تَخَافُوْنَهُمْ اَنْ يَرِثُوْكُمْ كَمَا يَرِثُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ــــ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آیۂ کریمہ ــــ هل لكم مما ملكت ايمانكم شركاء ــــ معبودان باطل کے بارے میں نازل ہوئی اور ان کے بارے میں تم ڈرتے ہو کہ کہیں وہ تمہارے وارث نہ ہوں جیسے تم میں بعض بعض کا وارث ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے تم اپنے غلاموں کو اپنے اموال کا شریک ہونا پسند نہیں کرتے کہ وہ تمہاری ملکیت میں برابر کے ساجھیدار ہوں اسی طرح اللہ تعالیٰ یہ کیسے پسند فرمائے گا کہ اس کی مخلوق اور اس کے مملوک خدائی میں اس کے شریک ہوں۔

يَصَّدَّعُوْنَ يَتَفَرَّقُوْنَ فَاصْدَعْ ــــ جدا جدا ہو جائیں گے اسی سے فاصدع ہے کھلم کھلا بیان فرمایئے ــــ وَقَالَ غَيْرُهٗ ضُعْفٌ وَضَعْفٌ لُغَتَانِ ــــ کمزوری ضاد کے ضمہ و فتحہ

دونوں کے ساتھ ہے ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلسُّوآَى اَلْاِسَاءَةُ جَزَاءُ الْمُسِيئِينَ۔ برائی کا بدلہ۔

تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ ص۷۰۲

یہ سورہ مکی ہے اور اس میں تیس ۳۰ آیتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَهِيْنٌ ضَعِيْفٌ نُطْفَةُ الرَّجُلِ ـــ بے قدر بر امرد کا نطفہ ہے ـــــ ضَلَلْنَا هَلَكْنَا ـــ ہم نے ان کو ہلاک کیا ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلْجُرُزُ اَلَّتِيْ لَا تُمْطِرُ اِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِيْ عَنْهَا شَيْئًا ـــ وہ بادل جو برسے نہیں یا اتنی بارش برسے جو بے فائدہ ہو ـــ نَهْدِ نُبَيِّنُ ـــ ہم واضح کر دیتے ہیں۔

اَلْاَحْزَاب ص۷۰۴

یہ سورۃ مدنی ہے۔ اور اس میں تہتر ۷۳ آیتیں ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ صَيَاصِيْهِمْ قُصُوْرِهِمْ ان کے محلوں سے

بَابٌ قَوْلِهٖ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ ص۷۰۴
متبنّی کو ان کے حقیقی باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو۔

۲۲۹۶ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ زَيْدَ ابْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ ابْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْآنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ [1]

حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ انھیں ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔

تشریحات ۲۲۹۶ زمانۂ جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص کسی بچے کو گود لیتا۔ یعنی متبنّی بنالیتا تو بچہ اس کی طرف منسوب ہوتا۔ اور اس کی میراث پاتا۔ اسی قاعدہ کے مطابق حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی زید بن محمد کہتے تھے۔ جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ دونوں باتیں ختم ہوگئیں۔

بَابٌ قَوْلِهٖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ
اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر" ان میں سے کچھ

---

[1] مسلم فضائل ترمذی تفسیر مناقب نسائی تفسیر

مَنۡ یَّنۡتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا ص۲۰ لوگوں نے اپنی منت پوری کرلی اور کچھ لوگ انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا نہ بدلے۔

نَحۡبَهٗ عَهۡدَهٗ ــــ عہد کو ــــ اَقۡطَارُهَا جَوَانِبُهَا ــــ اسکے کنارے ــــ اَلۡفِتۡنَةَ لَاٰتَوۡهَا لَاَعۡطَوۡهَا ــــ فتنے میں پڑتے۔

بَابٌ قَوۡلِهٖ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ اِنۡ كُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا وَزِیۡنَتَهَا فَتَعَالَیۡنَ اُمَتِّعۡكُنَّ وَاُسَرِّحۡكُنَّ سَرَاحًا جَمِیۡلًا ۔ ص۲۰۵ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر "اپنی بیویوں سے فرما دو اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔

التَّبَرُّجُ اَنۡ تُخۡرِجَ مَحَاسِنَهَا ــــ اپنی آرائشوں کو ظاہر کرو ــــ سُنَّةَ اللّٰهِ اِسۡتَنَّهَا جَعَلَهَا ــــ جسے اللہ نے اپنا طریقہ مقرر فرمالیا۔

بَابٌ قَوۡلِهٖ وَتُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِكَ مَا اللّٰهُ مُبۡدِیۡهِ وَتَخۡشَی النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنۡ تَخۡشَاهُ ص۲۰۵ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر "اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنہ کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے اسکا خوف رکھو۔

حدیث ۲۲۹۷ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنۡ اَنَسِ ابۡنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡهُ اَنَّ هٰذِهِ الۡاٰیَةَ "وَتُخۡفِیۡ فِیۡ نَفۡسِكَ مَا اللّٰهُ مُبۡدِیۡهِ" نَزَلَتۡ فِیۡ شَاۡنِ زَیۡنَبَ بِنۡتِ جَحۡشٍ وَزَیۡدِ ابۡنِ حَارِثَةَ [علہ]

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آیۂ کریمہ "وتخفی فی نفسك ما الله مبديه" زینب بنت جحش اور زید بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تشریحات ۲۲۹۷ قصہ یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا، حضرت زید بن حارثہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام تھے جنھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا اور اپنا متبنیٰ بنالیا تھا۔ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی اسد کی چشم و چراغ تھیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں، دونوں میں نباہ نہ ہو سکا، نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دیا، اس سے حضرت زینب بہت دلگیر تھیں ان کی دلداری کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کا ارادہ فرمایا لیکن اندیشہ یہ تھا کہ لوگ طعن کریں گے اس لئے کہ زمانہ جاہلیت

علہ التوحید باب کان عرشہ علی الماء ص۱۱۰۱ ترمذی تفسیر، نسائی تفسیر

میں لوگ متبنّٰی کو حقیقی بیٹے کے مثل جانتے تھے اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تردد تھا، اس آیت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس تردد کو دور فرمایا گیا ہے۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح اللہ تعالیٰ نے حضور کے ساتھ کیا تھا جس پر حضرت زینب دوسری ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں، فرماتی تھیں۔ تم لوگوں کا نکاح تمہارے اہل نے کیا ہے اور میرا نکاح اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کیا ہے۔

باب قَوْلِہٖ تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَیْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر "پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں" ص ۷۰۶

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تُرْجِیْ تُؤَخِّرُ اَرْجِئْهُ اَخِّرْهُ۔ ترجی کے معنی ہے اسے ہٹاؤ۔

۲۲۹۸ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَی اللَّاتِیْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَقُوْلُ اَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی "تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ" اَلْاٰیَةَ قُلْتُ مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاكَ [۱]

حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں ان عورتوں پر غیرت کرتی تھی جنھوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا اور میں کہتی کیا عورت اپنے آپ کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی تو میں نے حضور سے عرض کیا" میں یہی دیکھتی ہوں کہ اللہ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔

۲۲۹۹ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَسْتَاْذِنُ فِیْ یَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ

حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باری کے دن ہم سے اذن طلب فرماتے اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد ان میں سے جسے چاہو اپنے سے پیچھے کر دو اور اپنے قریب کر دو

[۱] كتاب النكاح باب هل المرأة ان تهب نفسها لاحد ص ۷۶۶، مسلم نکاح، نسائی نکاح عشرۃ النساء

وَتُؤْوِیْ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ

جسے چاہو اور ان میں سے بھی جن سے تم نے علیحدگی اختیار کرلی اگر کسی کو قریب کرلو تو آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

عَلَیْكَ فَقُلْتُ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِیْنَ قَالَتْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اِنْ

معاذہ نے ام المومنین سے پوچھا اس وقت آپ کیا عرض کرتی تھیں انھوں نے بتایا میں عرض کرتی اگر یہ

كَانَ ذَاكَ اِلَیَّ فَاِنِّیْ لَا اُرِیْدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ اُوْثِرَ عَلَیْكَ اَحَدًا [۱]

میرے اختیار میں ہے تو میں یارسول اللہ اسے پسند نہیں کرتی کہ آپ پر کسی کو ترجیح دوں۔

تشریحات

۲۲۹۹

كُنْتُ اَغَارُ۔ متعدد عورتوں نے اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ حضور ہمیں اپنی زوجیت میں رکھ لیں۔ وہ عورتیں یہ ہیں۔ خولہ بنت حکیم ام شریک۔ فاطمہ بنت شریح۔ لیلیٰ بنت حطیم۔ میمونہ بنت الحارث۔ اسی کو ام المومنین فرماتی ہیں کہ مجھے اس پر غیرت آئی لیکن جب آیۂ کریمہ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ نازل ہوئی تو میں نے یہ سمجھا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کا اثر ہے۔ اور من جانب اللہ ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر باری کی پابندی واجب نہیں تھی یہ دوسری بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کرم سے ازواج مطہرات کی باری مقرر فرمادی تھی اور اس کی پابندی بھی فرماتے تھے۔

باب قَوْلِهٖ لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا

اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ص ۶۰۷

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اے ایمان والو نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بیشک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ازواج مطہرات سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے۔ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی اور تمھیں نہیں پہونچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

---

[۱] مسلم طلاق۔ ابوداؤد نکاح۔ نسائی۔ عشرۃ النساء

یُقَالُ اِنَاہُ اِدْرَاکُہٗ اَنٰی یَانِیْ اَنَاۃً ــــ اناہ کے معنی کھانا تیار ہونا۔ یہ ضرب یضرب سے آتا ہے اس کا مصدر اَنَاۃ ہے ــــ لَعَلَّ السَّاعَۃَ تَکُوْنُ قَرِیْبًا ــــ اِذَا وَصَفْتَ صِفَۃَ الْمُؤَنَّثِ قُلْتَ قَرِیْبَۃٌ وَاِذَا جَعَلْتَہٗ ظَرْفًا وَبَدَلًا فَلَمْ تُرِدِ الصِّفَۃَ نَزَعْتَ الْھَاءَ مِنَ الْمُؤَنَّثِ وَ کَذٰلِکَ لَفْظُھَا فِی الْوَاحِدِ وَالْاِثْنَیْنِ وَالْجَمِیْعِ لِلذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی۔ قریب کو جب تم مؤنث کی صفت ٹھہراؤ تو قریبۃ کہو گے۔ جب اس ظرف یا بدل بنا اور صفت کا ارادہ نہ کرو۔ تو مؤنث سے ہا نکال دو گے اور ایسے ہی اس کا لفظ واحد۔ تثنیہ۔ جمع مذکر اور مؤنث میں ہے آیۃ مذکورہ میں بظاہر قریبًا کو مؤنث ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ تکون کے اسم و خبر میں مطابقت ضروری ہے۔

امام بخاری اس کا جواب دیتے ہیں کہ قریب اگر کسی مؤنث کی صفت واقع ہو تو مؤنث لانا ضروری ہے۔ اور اگر مؤنث کی صفت نہ ہو بلکہ کسی لفظ مؤنث کا ظرف یا بدل واقع ہو تو مؤنث نہیں لایا جائے گا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں اس لئے کہ آیۃ کریمہ میں قریبًا نہ تو ظرف ہے نہ بدل۔ صحیح توجیہ یہ ہے کہ قریب فعیل کے وزن پر ہے۔ اور معنی میں اسم مفعول کے ہے۔ اور فعیل جب معنی میں اسم مفعول کے ہوتا ہے۔ تو اس میں مذکر مؤنث برابر ہوتا ہے۔ جیسے اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

۲۳۰۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جب زینب بنت جحش سے شادی کی تو قوم کو کھانے کے لئے بلایا۔ لوگوں نے کھایا پھر بیٹھ

زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ

کر باتیں کرنے لگے۔ تو حضور نے ایسا ظاہر کیا کہ کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔ پھر بھی وہ

وَاِذَا ھُوَ کَاَنَّہٗ یَتَھَیَّاُ لِلْقِیَامِ فَلَمْ یَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِکَ قَامَ

لوگ نہیں اٹھے۔ جب حضور نے یہ دیکھا تو کھڑے ہو گئے جب حضور کھڑے ہو گئے تو

فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلٰثَۃُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور تین شخص بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِیَدْخُلَ فَاِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ اِنَّھُمْ قَامُوْا

لے جانے کے ارادے سے واپس آئے تو دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد

فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَاَخْبَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھُمْ قَدْ

وہ لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ میں نے جاکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ وہ لوگ چلے گئے۔ اب حضور

اِنْطَلَقُوْا فَجَاءَ حَتّٰی دَخَلَ فَذَھَبْتُ اَدْخُلُ فَاَلْقَی الْحِجَابَ بَیْنِیْ وَ

تشریف لائے۔ اندر تشریف لے گئے۔ میں نے بھی اندر داخل ہونا چاہا تو حضور نے میرے اور اپنے

بَیْنَہٗ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ الْآیَۃَ ؏

درمیان پردہ لٹکا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔

۲۳۰۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُھَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ

حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت

تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بُنِیَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِزَیْنَبَ بِنْتِ

جحش کے ولیمہ کے لئے روٹی اور گوشت کا انتظام فرمایا اور مجھے کھانے کے لئے لوگوں کو

جَحْشٍ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ فَاُرْسِلْتُ عَلَی الطَّعَامِ دَاعِیًا فَیَجِیْءُ قَوْمٌ

بلانے کے واسطے بھیجا لوگ آتے اور کھاتے اور چلے جاتے۔ پھر لوگ آتے

فَیَاْکُلُوْنَ وَیَخْرُجُوْنَ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ فَیَاْکُلُوْنَ وَیَخْرُجُوْنَ

اور کھا کر چلے جاتے میں لوگوں کو بلاتا رہا یہاں تک کہ کوئی ایسا نہیں رہ گیا جسے

فَدَعَوْتُ حَتّٰی مَا اَجِدُ اَحَدًا اَدْعُوْا فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَا اَجِدُ

بلاؤں میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میں اب کسی کو نہیں پاتا جسے بلاؤں فرمایا کھانا

اَحَدًا اَدْعُوْہُ قَالَ ارْفَعُوْا طَعَامَکُمْ وَبَقِیَ ثَلٰثَۃُ رَھْطٍ یَتَحَدَّثُوْنَ

اٹھادو۔ تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ عائشہ

فِی الْبَیْتِ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقَ اِلٰی حُجْرَۃِ

کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے اہل بیت تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت

؏ النکاح۔ باب ص۷۷۲ باب الھدیۃ للعروس ص۷۷۵ باب الولیمۃ حق ص۷۷۶
باب الولیمۃ ولو بشاۃ ص۷۷۷ باب من اولم علی بعض نسائہ اکثر من بعض
ص۷۷۷ اطعمہ باب قولہ فاذا طعمتم فانتشروا ص۸۱۲ الاستیذان باب آیۃ الحجاب
ص۹۲۱ باب من قام من مجلسہ ص۹۲۸ التوحید باب وکان عرشہ علی الماء ص۱۱۰۴ مسلم۔ نکاح۔ نسائی تفسیر

عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقال السلام علیکم اھل البیت
انھوں نے عرض کیا آپ پر بھی سلام عرض ہو اور اللہ کی رحمت آپ نے اپنے
ورحمۃ اللہ فقالت وعلیک ورحمۃ اللہ کیف وجدت
اہل کو کیسا پایا۔ اللہ آپ کو برکت دے اس کے بعد اپنی تمام ازواج کے حجروں
اھلک بارک اللہ لک فتقری حجر نسائہ کلھن یقول لھن
کے پاس باری باری تشریف لے جاتے ان سے وہی فرماتے جو عائشہ سے فرمایا
کما یقول لعائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ویقلن لہ کما قالت
تھا اور وہ وہی عرض کرتیں جو حضرت عائشہ نے عرض کیا تھا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ثم رجع النبی صلی اللہ علیہ
لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ اب بھی وہ تینوں آدمی بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اور نبی
وسلم فاذا ثلثۃ رھط فی البیت یتحدثون وکان النبی صلی
صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ حیا فرمانے والے تھے پھر حضور عائشہ کے حجرہ کی طرف
اللہ علیہ وسلم شدید الحیاء فخرج منطلقا نحو حجرۃ
چلے گئے مجھے یاد نہیں میں نے حضور کو خبر دی یا کسی اور نے کہ وہ لوگ
عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فما ادری اخبرتہ او اخبران
جا چکے اب حضور لوٹے اپنا ایک پاؤں دروازہ کی چوکھٹ کے اندر رکھا
القوم خرجوا فرجع حتی اذا وضع رجلہ فی اسکفۃ الباب
اور دوسرا باہر اور میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا دیا۔ اور
داخلۃ واخری خارجۃ ارخی الستر بینی وبینہ وانزلت
آیت حجاب نازل ہوئی۔
آیۃ الحجاب۔

تشریحات ۲۳۰ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ اور آیت حجاب کے نزول پر تفصیلی گفتگو جلد اول میں گذر چکی ہے ناظرین وہیں رجوع کریں۔ وہیں ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ واقعہ ۵ھ کا ہے۔ (جلد اول ص ۲۷۵)

حضرت امام بخاری نے اس واقعہ کو تیرہ جگہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ذکر فرمایا ہے۔ کہیں بطریق ابو مجلز کہیں بطریق ابو قلابہ کہیں بطریق عبد العزیز بن صہیب کہیں بطریق حمید کہیں بطریق ثابت۔ ہر روایت میں کچھ زیادتی اور کمی اجمال و تفصیل ہے۔

ولیمہ میں کیا کھانا تھا۔ یہاں عبد العزیز بن صہیب کی روایت میں ہے کہ روٹی اور گوشت تھا لیکن کتاب النکاح باب الولیمہ میں بطریق زہری جو روایت ہے۔ اس میں یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں دس سال کا تھا۔ میری ماں پابندی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا حکم دیتی تھیں۔ میں نے دس سال حضور کی خدمت کی ہے۔ وصال کے وقت بیس سال کا تھا۔ اس لئے حجاب کے بارے میں سب سے زیادہ مجھے علم ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ حجاب کب اترا۔ زینب بنت جحش کے ولیمہ کے موقع پر پہلے پہل آیت حجاب نازل ہوئی۔ قصہ یہ ہوا کہ زینب بنت جحش کے زفاف کی صبح کو حضور نے لوگوں کو ولیمہ پر بلایا۔

اور کتاب النکاح ہی میں باب الولیمۃ ولو بشاۃ میں بطریق انس جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بیوی کا ولیمہ اتنا بڑا کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا زینب بنت جحش پر کیا ایک بکری کا ولیمہ کیا تھا۔ نیز اسی میں باب الھدیۃ للعروس میں بطریق عثمان جو روایت ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے ساتھ شادی کی تو مجھے ام سلیم نے کہا کاش ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کریں میں نے کہا پیش کرو تو انھوں نے کھجور۔ پنیر۔ گھی لیا ان سب کا ہانڈی میں مالیدہ بنایا۔ اور میرے ہاتھ حضور کی خدمت میں بھیجا۔ حضور نے فرمایا اسے رکھ دے پھر کچھ لوگوں کا نام لے کر فرمایا کہ انھیں بلاؤ اور راستے میں جو مل جائے اسے بھی بلاؤ میں نے ایسا ہی کیا جب لوٹ کر آیا تو دیکھا کہ گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو اس مالیدہ پر رکھا۔ پھر دس دس آدمی کو بلاتے جو اس میں سے کھاتے۔ حضور فرماتے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے قریب سے کھائے یہاں تک کہ سب لوگوں نے کھالیا۔ اور کھا کر چلے گئے۔ کچھ لوگ تو چلے گئے کچھ لوگ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ ان سب روایتوں پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ میں روٹی بھی تھی اور بکری کا گوشت بھی۔ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نذر کیا ہوا مالیدہ بھی تھا۔

باب قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صـ ـ ـ — بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو۔ اور خوب سلام بھیجو۔

قَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثَنَاۤءُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلٰٓئِكَةِ

ابو العالیہ نے کہا اللہ کی صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتوں کے سامنے

241

وَصَلٰوۃُ الْمَلٰئِکَۃِ الدُّعَاءُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

حضور کی تعریف کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ یہ ہے کہ وہ دعا کرتا ہے ابن عباس رضی اللہ

یُصَلُّوْنَ یُبَرِّکُوْنَ

تعالیٰ عنہما نے فرمایا یصلون کے معنی یہ ہے کہ وہ دعا و برکت کرتے ہیں۔

لَنُغْرِیَنَّکَ لَنُسَلِّطَنَّکَ۔ ہم تم کو مسلط کر دیں گے۔

حدیث ۲۳۰۲ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہ ہم

قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا التَّسْلِیْمُ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا

حضور کو سلام کرنے کو جانتے ہیں حضور پر درود کیسے پڑھیں فرمایا کہو اے اللہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ

درود بھیج محمد اپنے بندہ اور رسول پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا آل ابراہیم پر۔ اور برکت دے

اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ عہ

محمد اور آل محمد کو جیسے تو نے برکت دی ابراہیم کو۔

تشریحات ۲۳۰۲ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو۔ تو سلام تو ہم جانتے کہ کیسے کیا جاتا ہے۔ مگر درود نہیں جانتے۔ ہمیں بتائیے ہم حضور پر کیسے درود بھیجیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔

سبا یہ سورت مکی ہے۔ اس میں چپن آیتیں ہیں۔ ص ۷۰۸

سبا، عرب کا ایک قبیلہ ہے جو حدود یمن میں رہتا تھا۔ اور اپنے جد کے نام سے مشہور ہے اور وہ جد سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔ اس سورت میں ان کے آبادیوں کی سرسبزی، زرخیزی کا ذکر ہے پھر اس کی تباہی کا۔ اسی لئے سورت کا نام سورۂ سبا ہے۔

یُقَالُ مُعَاجِزِیْنَ مُسَابِقِیْنَ بِمُعْجِزِیْنَ بِفَائِتِیْنَ کہا گیا ہے معاجزین سے مراد آگے نکل جانے والے ہیں۔

عہ الدعوات باب الصلوٰۃ علی النبی ص ۹۴۰

مُغَالِبِيْنَ سَبَقُوْا فَاتُوْا لَا يُعْجِزُوْنَ لَا يَفُوْتُوْنَ يَسْبِقُوْنَا يُعْجِزُوْنَا قَوْلُهٗ بِمُعْجِزِيْنَ بِفَائِتِيْنَ وَمَعْنٰى مُعَاجِزِيْنَ مُغَالِبِيْنَ يُرِيْدُ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَنْ يُظْهِرَ عَجْزَ صَاحِبِهٖ۔

بمعجزین کے معنیٰ ہاتھوں سے نکل جانے والے جیسے کہتے ہیں لایعجزون وہ ہمیں عاجز نہیں کرسکتے بمعجزین میں دوسری قرأت بمعاجزین ہے۔ یعنی ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے ایک دوسرے کا عجز ظاہر کرنے والے۔

مِعْشَارٌ عُشْرٌ اَلْاُكُلُ اَلثَّمَرُ — کھانے اور پھلوں کا دسواں حصہ — بَاعِدْ وَبُعِّدْ۔ واحد یعنی دوری کردے — وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَعْزُبُ لَا يَغِيْبُ — غائب نہیں رہتا — اَلْعَرِمِ السَّدُّ مَاءٌ اَحْمَرُ اَرْسَلَهٗ فِي السَّدِّ فَشَقَّهٗ وَهَدَمَهٗ وَحَفَرَ الْوَادِيَ فَارْتَفَعَتَا عَنِ الْجَنْبَتَيْنِ وَغَابَ عَنْهُمَا الْمَاءُ فَيَبِسَتَا فَلَمْ يَكُنِ الْمَاءُ الْاَحْمَرُ مِنَ السَّدِّ وَلٰكِنْ كَانَ عَذَابًا اَرْسَلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَيْثُ شَاءَ — عارم کے معنیٰ باندھ ہے سرخ پانی جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا بندھ میں جس نے اسے پھاڑ دیا اور ڈھا دیا اور وادی کو کھود دیا پانی کے دونوں کنارے اونچے ہوگئے اور پانی غائب ہوگیا اور دونوں باغ سوکھ گئے۔ سرخ پانی باندھ سے نہیں آیا تھا لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تھا جس کو اللہ نے ان پر بھیجا تھا جہاں سے چاہا تھا — وَقَالَ عَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيْلَ اَلْعَرِمُ الْمُسَنَّاةُ بِلَحْنِ اَهْلِ الْيَمَنِ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلْعَرِمُ الْوَادِيْ۔ اور عمرو بن شرحبیل نے کہا اہل یمن کی زبان میں عرم کے معنیٰ اونچی زمین کے ہیں اور ان کے غیر نے کہا اس کے معنیٰ نالے کے ہیں۔

— اَلسَّابِغَاتُ الدُّرُوْعُ — زرہیں۔ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُجَازٰى يُعَاقَبُ — اور مجاہد نے کہا نجازی کے معنیٰ ہیں کہ ہم سزا دیتے ہیں — اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ بِطَاعَةِ اللّٰهِ — میں تم کو ایک نصیحت کرتا ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی — مَثْنٰى وَفُرَادٰى وَاحِدًا وَاثْنَيْنِ — ایک ایک اور دو دو کے ہیں — اَلتَّنَاوُشُ اَلرَّدُّ مِنَ الْاٰخِرَةِ اِلَى الدُّنْيَا — آخرت سے دنیا کی طرف لوٹانا — وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ مِنْ مَالٍ اَوْ وَلَدٍ اَوْ زَهْرَةٍ — جیسے تم چاہو مال یا اولاد یا دنیا کی تازگی — بِاَشْيَاعِهِمْ بِاَمْثَالِهِمْ — ان کے جیسے — وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَالْجَوَابِ كَالْجَوْبَةِ مِنَ الْاَرْضِ — زمین کے حوض کے مثل — وَالْخَمْطُ اَلْاَرَاكُ — وَالْاَثْلُ — اَلطَّرْفَاءُ — جھاؤ — اَلْعَرِمُ — اَلشَّدِيْدُ — سخت۔

اَلْمَلٰٓئِكَةُ

یہ مکی ہے۔ اس میں چھیالیس آیتیں ہیں صرف

قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقِطْمِيْرُ لِفَافَةُ النَّوَاةِ — گٹھلی کا باریک چھلکا — مُثْقَلَةٌ مُثَقَّلَةٌ بھاری بوجھ — وَقَالَ غَيْرُهٗ اَلْحَرُوْرُ بِالنَّهَارِ مَعَ الشَّمْسِ — دن میں دھوپ کی سخت تیزی۔ یعنی دن کی لوہ — وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالسَّمُوْمُ بِالنَّهَارِ — حرور رات کی لوہ اور سموم دن کی لو — وَغَرَابِيْبُ اَشَدُّ سَوَادٍ

اَلْغِرْبِیْبُ اَلشَّدِیْدُ السَّوَادُ ــــ غرابیب غربیب کی جمع ہے جس کے معنی سخت کالے بھجنگے کے ہیں۔

سُوْرَۃُ یٰسٓ یہ سورت مکی ہے اس میں تراسی ۸۳ آیتیں ہیں ص ۷۰۹

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَعَزَّزْنَا شَدَّدْنَا ــــ ہم نے ان کو قوی کیا ــــ يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ كَانَ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ ــــ اِسْتِهْزَاؤُهُمْ بِالرُّسُلِ ــــ ان پر حسرت اس لئے تھی کہ وہ رسولوں سے ٹھٹھا کرتے تھے ــــ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ اَحَدِهِمَا ضَوْءَ الْآخَرِ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُمَا ذٰلِكَ ــــ مراد یہ ہے کہ چاند اور سورج میں سے ایک کی روشنی دوسرے کے روشنی کو چھپاتی نہیں۔ اور یہ ان دونوں کے لائق بھی نہیں ــــ سَابِقُ النَّهَارِ يَتَطَالَبَانِ حَثِيْثَيْنِ ــــ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہتے ہیں ــــ نَسْلَخُ نُخْرِجُ اَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ وَيَجْرِيْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ــــ دن اور رات میں سے ایک کو دوسرے سے نکالتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک چلتا رہتا ہے ــــ مِنْ مِّثْلِهٖ مِنَ الْاَنْعَامِ ــــ یہ چوپاؤں سے چوپاؤں کے مثل ــــ فَكِهُوْنَ مُعْجَبُوْنَ ــــ اتراتے ہوئے ــــ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ عِنْدَ الْحِسَابِ ــــ حساب کے وقت حاضر کئے جائیں گے ــــ وَيُذْكَرُ عَنْ عِكْرِمَةَ اَلْمَشْحُوْنُ اَلْمُوْقَرُ ــــ بھری ہوئی ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَائِرُكُمْ مَصَائِبُكُمْ ــــ تمہاری مصیبتیں ــــ يَنْسِلُوْنَ يَخْرُجُوْنَ ــــ نکلیں گے ــــ مَرْقَدِنَا مَخْرَجِنَا ــــ نکلنے کی جگہوں سے ــــ اَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ ــــ ہم نے ان کو محفوظ ــــ مَكَانَتِهِمْ وَمَكَانِهِمْ وَاحِدٌ ــــ یعنی مکانۃ و مکان کے معنی ایک ہیں۔

وَالصَّافَّات یہ سورت مکی ہے۔ اس میں ایک سو بیاسی ۱۸۲ آیتیں ہیں۔ ص ۷۰۹

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ـ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ــــ اور مجاہد نے کہا انجانی جگہ سے دور سے۔ یعنی ہر طرف سے پھینک کر مارتے ہیں ــــ وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ يُرْمَوْنَ ــــ ہر طرف سے پھینک کر مارے جاتے ہیں ــــ وَاصِبٌ دَائِمٌ ــــ ہمیشہ رہنے والا ــــ لَازِبٌ ــــ لازم چپک جانے والا ــــ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ يَعْنِي الْحَقَّ اَلْكُفَّارُ تَقُوْلُهٗ لِلشَّيْطَانِ ــــ تم وہی طرف بہکانے آتے تھے ہمیں۔ یعنی حق سے یعنی کفار شیطان سے کہیں گے۔ غَوْلٌ ـ وَجَعُ بَطْنٍ ــــ پیٹ کا درد ــــ يُنْزَفُوْنَ لَا تَذْهَبُ عُقُوْلُهُمْ ــــ ان کی عقلیں نہیں جائیں گی ــــ قَرِيْنٌ ــــ شیطان۔ ہمزاد ــــ يُهْرَعُوْنَ كَهَيْئَةِ الْهَرْوَلَةِ ــــ یعنی دوڑتے ہوئے ــــ يَزِفُّوْنَ ـ اَلنَّسَلَانُ فِي الْمَشْيِ ــــ تیز چلنا ــــ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا قَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ اَلْمَلٰٓئِكَةُ بَنَاتُ اللّٰهِ وَاُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ ــــ انھوں

نے اللہ اور جن کے درمیان میں نسب ٹھہرایا۔ قریش کے کفار کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں جن سرداروں کی بیٹیاں ہیں ــــ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّۃُ اِنَّھُمْ لَمُحْضَرُوْنَ مُحْضَرُوْنَ لِلْحِسَابِ ــــ اور بیشک جن جانتے ہیں کہ وہ عنقریب حساب کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔ ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ الْمَلٰئِکَۃُ ــــ یعنی فرشتے کہیں گے کہ ہم صف باندھے ہوئے ہیں ــــ صِرَاطِ الْجَحِیْمِ سَوَاءِ الْجَحِیْمِ وَوَسْطِ الْجَحِیْمِ ــــ جہنم کے بیچ میں ــــ لَشَوْبًا یُخْلَطُ طَعَامُھُمْ وَیُسَاطُ بِالْحَمِیْمِ ــــ کھانا کھولتے ہوئے پانی میں ملایا جائے گا ــــ مَدْحُوْرًا مَطْرُوْدًا ــــ دھتکارے ہوئے ــــ بَیْضٌ مَکْنُوْنٌ اللُّؤْلُؤُ الْمَکْنُوْنُ ــــ سفید چھپائے ہوئے موتی ــــ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ یُذْکَرُ بِخَیْرٍ ــــ ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا ــــ یَسْتَسْخِرُوْنَ یَسْخَرُوْنَ ــــ ٹھٹھا کریں گے ــــ افادہ یہ فرمایا کہ استفعال معنی میں مجرد کے ہے ــــ بَعْلًا رَبًّا ــــ پروردگار ــــ

صٓ یہ سورت مکی ہے اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں۔ ص۷۰۹

عُجَابٌ عَجِیْبٌ اَلْقِطُّ الصَّحِیْفَۃُ وَھُوَ ھٰھُنَا صَحِیْفَۃُ الْحَسَنَاتِ ــــ قطّ کے معنی دفتر یہاں مراد نیکیوں کا دفتر ہے ــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ فِیْ عِزَّۃٍ مُعَازِّیْنَ ــــ سرکشی کرنے والا ــــ اَلْمِلَّۃُ الْاٰخِرَۃُ ــــ ملۃ قریش ــــ اَلْاِخْتِلَاقُ اَلْکِذْبُ ــــ جھوٹ من گڑھت ــــ اَلْاَسْبَابُ طُرُقُ السَّمَاءِ فِیْ اَبْوَابِھَا ــــ آسمان کے راستے جو ان کے دروازوں سے ہیں ــــ جُنْدٌ مَا ھُنَالِکَ مَھْزُوْمٌ ــــ یعنی قریش۔ ایک لشکر یہاں ہزیمت خوردہ ہے۔ یعنی قریش کا لشکر ــــ اُولٰئِکَ الْاَحْزَابُ اَلْقُرُوْنُ الْمَاضِیَۃُ ــــ گذرے ہوئے لوگ ــــ فَوَاقٌ۔ رُجُوْعٌ ــــ لوٹنا ــــ قِطَّنَا۔ عَذَابَنَا ــــ یہاں قط کے معنی عذاب کے ہیں ــــ اِتَّخَذْنَاھُمْ سُخْرِیًّا اَحَطْنَا بِھِمْ ــــ ہم نے ان کو گھیر لیا ــــ اَتْرَابٌ اَمْثَالٌ ــــ ہمجولی ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَلْاَیْدُ الْقُوَّۃُ فِی الْعِبَادَۃِ ــــ عبادت میں قوت ــــ اَلْاَبْصَارُ الْبَصَرُ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ ــــ اللہ کے معاملہ میں سمجھ بوجھ ــــ حُبُّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ مِنْ ذِکْرٍ ــــ مال کی محبت نے اللہ کی یاد سے روک دیا ــــ طَفِقَ مَسْحًا یَمْسَحُ اَعْرَافَ الْخَیْلِ وَعَرَاقِیْبَھَا ــــ گھوڑوں کی گردنوں اور پاؤں پر ہاتھ پھیرنے لگے ــــ اَلْاَصْفَادُ الْوَثَاقُ ــــ بیڑیاں ــــ

الزُّمَرُ یہ سورت مکی ہے مگر دو آیتیں ــــ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا۔ الاٰیۃ۔ یہ وحشی بن حرب کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور آیۂ کریمہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں اس میں بہتر آیتیں ہیں۔ ص۷۱۱

وَقَالَ مُجَاھِدٌ یَتَّقِیْ بِوَجْھِہٖ یُجَرُّ عَلٰی وَجْھِہٖ فِی النَّارِ وَھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی اَفَمَنْ یُّلْقٰی

فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ يَّأْتِيْ آمِنًا ـــــ جو منھ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا جو منھ کے بل آگ میں ڈالا جائے بہتر ہے یا جو امن والا ہو ـــــ ذِيْ عِوَجٍ لَبْسٍ ـــــ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ مَثَلٌ لِآلِهَتِهِمُ الْبَاطِلَةِ وَالْإِلٰهِ الْحَقِّ ـــــ یہ معبودان باطل اور معبود برحق کی مثال ہے ـــــ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهِ بِالْأَوْثَانِ ـــــ اور تمہیں ڈراتے ہیں اس سے جو اس سے کمتر درجہ کا ہے۔ یعنی بتوں سے ـــــ خَوَّلْنَا أَعْطَيْنَا ـــــ ہم نے ان کو دیا ـــــ اَلَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ الْقُرْآنِ ـــــ جو سچ لائے یعنی قرآن کو ـــــ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ ـ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ أَعْطَيْتَنِيْ عَلِمْتُ بِمَا فِيْهِ ـــــ وہ جو سچ لایا یعنی قرآن اور اس کی تصدیق کی۔ یعنی مومن یہ قیامت کے دن اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو کہے گا تو نے مجھے یہ عطا فرمایا اور میں نے اس کے مطابق عمل کیا ـــــ مُتَشَاكِسُوْنَ اَلشَّكِسُ الْعَسِرُ لَا يَرْضٰى بِالْإِنْصَافِ ـــــ وہ بدمزاج جو انصاف پر راضی نہ ہو ـــــ وَرَجُلًا سَلَمًا وَيُقَالُ سَالِمًا صَالِحًا ـــــ نیک شخص ـــــ اِشْمَأَزَّتْ نَفَرَتْ ـــــ نفرت کرے ـــــ بِمَفَازَتِهِمْ مِنَ الْفَوْزِ ـــــ کامیابی کے معنی ہیں ـــــ حَافِّيْنَ ـ أَطَافُوْا بِهِ مُطِيْفِيْنَ بِحِفَافَيْهِ بِجَوَانِبِهِ ـــــ گھیرے ہوئے۔ اپنے بازؤں سے اسے گھیرے رہیں گے ـــــ مُتَشَابِهًا ـ لَيْسَ مِنَ الْاِشْتِبَاهِ وَلٰكِنْ تُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا فِي التَّصْدِيْقِ ـــــ مراد یہ ہے کہ تصدیق میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے۔

بَابٌ قَوْلُهُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ـ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ؁

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بیشک اللہ تمام گناہ بخش دیگا بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۲۳۰۲ إِنَّ سَعِيْدَ ابْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَأَكْثَرُوْا وَزَنَوْا وَأَكْثَرُوْا فَأَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا إِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا إِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا أَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ مشرک ایسے تھے جنھوں نے قتل کیا تھا اور بہت کیا تھا اور زنا کیا تھا اور بہت کیا تھا۔ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ جو فرماتے ہیں اور جس کی دعوت دیتے ہیں اچھا ہے اگر آپ یہ بتائیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے اس لئے کفارہ ہو جائے گا تو اس پر یہ آیت کریمہ

فنزل والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر ولا یقتلون النفس

نازل ہوئی جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرنے میں جسکی

التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ونزل یاعبادی الذین اسرفوا

اللہ نے حرمت رکھی ہے مگر حق کے ساتھ۔ اور زنا نہیں کرتے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اے میرے

علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ علہ

وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

تشریحات ۲۳۰۲ اس حدیث کی سند میں یہ ہے۔ یعلیٰ نے کہا بیشک سعید بن جبیر نے خبر دی الی آخرہ۔ یعلیٰ دو ہیں۔ ابن مسلم بن ہرمز اور ابن حکیم یہ دونوں سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں اور ابن جریج ان دونوں سے روایت کرتے ہیں اس کی وجہ سے اس کی سند میں اشتباہ ہو گیا کہ یہ کون یعلی ہیں اور سند میں اشتباہ نقص ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا۔ کہ ایسے اشتباہ میں کوئی حرج نہیں۔ اس لئے کہ دونوں بخاری کی شرط پر ہیں۔ ویسے اس میں دو رائے نہیں کہ یہاں یعلی بن مسلم ہی ہیں۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حافظ مزی نے اطراف میں اس حدیث پر ذکر کیا ہے کہ یہ یعلی بن مسلم ہیں۔ اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس کی تشریح بھی کی ہے۔

اِنَّ نَاسًا۔ طبرانی میں ایک دوسرے طریقے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت کیا کہ یہ وحشی بن حرب تھے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور انھوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ قدر کا حق تھا۔

صـ۱۱ سورۂ زمر

۲۳۰۳ حدیث عن عبد اللہ قال جاء حبر من الاحبار الی رسول اللہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ

تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا محمد انا نجد ان اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہم تورات میں یہ لکھا ہوا

یجعل السموات علی اصبع والارضین علی اصبع والشجر علی

پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو قیامت کے دن ایک انگلی پر اٹھائے گا۔ اور زمینوں کو ایک انگلی پر

علہ مسلم ایمان۔ ابو داؤد فتن۔ نسائی۔ محاربہ اور تفسیر۔

إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى

اور تمام درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی کو ایک انگلی پر اور نم مٹی ایک انگلی پر۔ اور تمام مخلوقات

إِصْبَعٍ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کو ایک انگلی پر۔ پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں۔ تو حضور مسکرانے لگے یہاں تک کہ داڑھ کھل گئے

حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ

تصدیق کرتے ہوئے اس مولوی کے قول کی۔ پھر حضور نے تلاوت فرمائی اور اللہ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ علہ

کی قدر نہ کی جیسا اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔

تشریحات ۲۳۰۴ یہاں یہ تفصیل نہیں کہ یہ حبر یہودی تھا کہ نصرانی مگر دوسری جگہ روایتوں میں ہے کہ یہ یہودی تھا یہ حدیث متشابہات میں سے ہے۔ اصبع سے کیا مراد ہے اس کو کما حقہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانیں۔ اللہ عزوجل اعضاء و جوارح جسم و جسمانیات سے منزہ ہے۔ جسم و جسمانیات حادث کے لیے ہوتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے لئے اعضاء کا اثبات جائز نہیں۔ نصوص میں جہاں وارد ہیں۔ بس وہیں تک محدود رکھا جائے گا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل ایسا قوی و قیوم ہے کہ ساتوں آسمان کی حیثیت ایسی بے وقعت ہے جیسے کوئی چیز انگلی پر اٹھالی جائے۔ تصدیقاً لقول الحبر دوسری روایتوں میں نہیں۔ اسی لئے بعض حضرات نے کہا کہ یہ راوی کا اضافہ ہے۔ کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ضحک سے یہی سمجھا کہ اس کی تصدیق فرمارہے ہیں۔ لیکن میرے جی میں یہ خلش ہے کہ آیت کریمہ کی تلاوت یہ بتارہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق نہیں فرمائی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب قَوْلِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ص۷۱۱

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان "اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا اور اسکی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

۲۳۰۵ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَقْبِضُ اللّٰهُ

کو فرماتے ہوئے سنا (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے لے گا اور

علہ التوحید باب قول اللہ تعالی لما خلقت بیدی ص۱۱۰۲ ص۱۱۰۳ باب قول اللہ تعالی ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ص۱۱۰۲ باب کلام الرب یوم القیمۃ مع الانبیاء وغیرھم ص۱۱۱۹۔ مسلم توبہ۔ ترمذی تفسیر۔ نسائی

الْاَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ
آسمانوں کو لپیٹ دے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زمین کے بادشاہ؟
مُلُوْكُ الْاَرْضِ عله

بَابُ قَوْلِهٖ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ ۔ ص۱۱۰۷

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر "اور صور پھونکا جائیگا تو بیہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے پھر وہ دوبارہ پھونکا جائیگا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے"۔

توضیح نفخۂ اولیٰ کے بعد کون لوگ زندہ رہیں گے اس میں مفسرین کا اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ شہدا ہیں جو تلواریں حمائل کئے ہوئے عرش کے گرد حاضر ہوں گے، ایک قول یہ ہے کہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل ہیں۔ کعب احبار نے کہا کہ یہ بارہ افراد ہیں آٹھ حاملین عرش جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت ضحاک نے کہا کہ یہ رضوان خازن جنت اور حوریں اور مالک اور جہنم کے فرشتے زبانیہ ہیں، ایک قول یہ ہے کہ جہنم کے سانپ اور بچھو ہیں، حضرت امام حسن بصری نے فرمایا کہ اس سے مراد اللہ عزوجل کی ذات ہے۔

حدیث ۲۳۰۶ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ
روایت کرتے ہیں کہ فرمایا دونوں صور پھونکنے کے درمیان چالیس ہے لوگوں نے کہا اے
اَرْبَعُوْنَ! قَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالَ
ابو ہریرہ چالیس دن؟ وہ فرماتے ہیں میں نے انکار کر دیا لوگوں نے کہا چالیس سال تو انھوں
اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ قَالَ اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ وَيَبْلٰى
نے کہا میں نے انکار کر دیا، اس نے کہا چالیس مہینے انھوں نے کہا میں نے انکار کر دیا اور انسان
كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنَبِهٖ فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ عه
کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی مگر اس کے ریڑھ کی ہڈی کے باریک اجزا اسی پر دوبارہ اسکے جسم کی تخلیق ہو گی۔

عله کتاب الرقاق باب یقبض اللہ الارض یوم القیمۃ ص۹۶۵ التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ملک الناس ص۱۰۹۸ باب قول اللہ تعالیٰ لما خلقت بیدی ص۱۱۰۲

عه تفسیر سورہ نبا باب یوم ینفخ فی الصور فتأتون افواجا زمرًا ص۷۳۵

تشریحات دونوں نفخہ کے درمیان چالیس دن کا فاصلہ ہوگا یا چالیس مہینہ یا چالیس سال کا اس سلسلہ
۲۳۳ میں ابن مردویہ بطریق زید بن اسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ لوگوں نے جب پوچھا کیا چالیس؟ تو انھوں نے کہا میں نے ایسے ہی سنا ہے، ابن مردویہ ہی بردجہ ضعیف ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ انھوں نے کہا دونوں نفخے کے درمیان چالیس سال ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعًا روایت کیا کہ چالیس ہے۔ حلیمی نے کہا، روایتیں اس پر متفق ہیں کہ دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے [۱]

عَجَبَ ذَنَبِہٖ: ابن ابی الدنیا نے کتاب البعث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا پوچھا گیا یا رسول اللہ عجب کیا ہے؟ فرمایا رائی کے دانے کے مثل، مسلم [۲] میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انسان کی ایک ہڈی ہے جسے کبھی بھی زمین نہیں کھاتی، اسی پر قیامت کے دن انسان کا جسم بنے گا، لوگوں نے عرض کیا، کون سی ہڈی ہے وہ؟ فرمایا عَجَبُ الذَّنَب حاصل یہ نکلا کہ انسان کی ریڑھ کی ہڈی میں کچھ باریک باریک بہت چھوٹے اجزاء ہوتے ہیں جو باقی رہ جائیں گے نہ گلیں گے نہ سڑینگے اسی پر انسان کی دوبارہ خلقت ہوگی۔

المؤمن ص۷۱۱

یہ سورت مکی ہے اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ حٰمٓ مَجَازُهَا مَجَازُ أَوَائِلِ السُّوَرِ وَيُقَالُ بَلْ هُوَ اسْمٌ لِقَوْلِ شُرَيْحِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى الْعَبْسِيِّ ـــــ يُذَكِّرُنِي حٰمٓ وَالرُّمْحُ شَاجِرٌ فَلَمَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ حٰم کا حکم وہی ہے جو سورتوں کے ابتدائی اس قسم کے کلمات کا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ سورت کا نام ہے اس کی دلیل شریح ابن ابو اوفی عبسی کا یہ قول ہے ـــــ وہ مجھے حٰم یاد دلاتا ہے حالانکہ نیزہ چل رہا ہے، کیوں نہیں آگے بڑھنے سے پہلے حٰم کی تلاوت کی ـــــ مطلب یہ ہے کہ حٰم سورت کا نام ہے ـــــ اس قائل کا صحیح نام شریح بن ادنی ہے، یہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے، جنگ جمل میں حضرت علی کے فوجیوں کا شعار حٰم تھا، شریح نے محمد بن طلحہ بن عبید اللہ سجاد کو جب نیزہ مارا تو انھوں نے حٰم کہا اس پر شریح نے کہا اب مجھے حٰم سناتا ہے ـــــ الطَّوْلُ التَّفَضُّلُ، بڑے انعام والا ـــــ دَاخِرِينَ خَاضِعِينَ ـــــ عاجزی کرتے ہوئے ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِلَى النَّجَاةِ الْإِيمَانُ ـــــ یہاں نجات سے مراد ایمان ہے ـــــ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ يَعْنِي الْوَثَنَ ـــــ یعنی بتوں کی ـــــ يُسْجَرُونَ تُوقَدُ بِهِمُ النَّارُ ـــــ ان سے آگ جلائی جائے گی ـــــ تَمْرَحُونَ تَبْطَرُونَ ـــــ اتراتے ہوئے ـــــ وَكَانَ

---

[۱] ارشاد الساری سابع ص۳۲۳ [۲] مسلم ثانی ص۴۰۷

الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يُذَكِّرُ النَّارَ فَقَالَ رَجُلٌ لِمَا تُقَنِّطُ النَّاسَ قَالَ وَأَنَا أَقْدِرُ أَنْ أُقَنِّطَ النَّاسَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُ وَأَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ وَلٰكِنَّكُمْ تُحِبُّوْنَ أَنْ تُبَشَّرُوْا بِالْجَنَّةِ عَلٰى مَسَاوِيْ أَعْمَالِكُمْ وَإِنَّمَا بَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَشِّرًا بِالْجَنَّةِ لِمَنْ أَطَاعَهُ وَمُنْذِرًا بِالنَّارِ مَنْ عَصَاهُ ـ علاء بن زیاد جہنم کا ذکر کر رہے تھے تو ایک شخص نے کہا کیوں تم لوگوں کو ناامید کر رہے ہو انھوں نے فرمایا کیا میں اس کی قدرت رکھتا ہوں کہ لوگوں کو ناامید کروں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو اور وہ فرماتا ہے بیشک اسراف کرنے والے جہنمی ہیں لیکن تم لوگ پسند کرتے ہو کہ میں لوگوں کو ان کے برے اعمال کے باوجود جنت کی بشارت دوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا کہ وہ اسے جنت کی بشارت دیں جو اللہ کی اطاعت کرے اور اسے جہنم سے ڈرائیں جو اس کی نافرمانی کرے ـ

حٰمٓ السجدۃ ۴۱ ۱۲

یہ سورت مکی ہے اور اس میں چون ۵۴ آیتیں ہیں ـ

وَقَالَ طَاؤُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِئْتِيَا طَوْعًا اِئْتِيَا قَالَتَا أَتَيْنَا أَعْطَيْنَا ـــــ اور طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا ـــــ دونوں خوشی سے حاضر ہو۔ ان دونوں نے کہا ہم خوشی سے حاضر ہیں ـــــ وَقَالَ الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا إِنِّيْ أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ قَالَ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُوْنَ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُوْنَ ـــــ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا رَبَّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ فَقَدْ كَتَمُوْا فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَقَالَ وَالسَّمَاءَ بَنَاهَا إِلٰى قَوْلِهٖ دَحٰهَا فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْأَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ إِلٰى طَائِعِيْنَ فَذَكَرَ فِيْ هٰذِهٖ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ السَّمَاءِ ـــــ وَقَالَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا عَزِيْزًا حَكِيْمًا سَمِيْعًا بَصِيْرًا فَكَأَنَّهٗ كَانَ ثُمَّ مَضٰى ـــــ فَقَالَ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ فِي النَّفْخَةِ الْأُوْلٰى ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَا أَنْسَابَ عِنْدَ ذٰلِكَ وَلَا يَتَسَاءَلُوْنَ ثُمَّ فِي النَّفْخَةِ الْآخِرَةِ أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُوْنَ ـــــ وَأَمَّا قَوْلُهٗ مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِأَهْلِ الْإِخْلَاصِ ذُنُوْبَهُمْ وَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ تَعَالَوْا نَقُوْلُ لَمْ نَكُنْ مُشْرِكِيْنَ فَخَتَمَ عَلٰى أَفْوَاهِهِمْ فَتَنْطِقُ أَيْدِيْهِمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ عُرِفَ أَنَّ اللّٰهَ لَا يُكْتَمُ حَدِيْثًا

وَعِنْدَهٗ يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الْاٰيَةَ ـــ وَخَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَاءَ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ فِيْ يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ثُمَّ دَحَى الْاَرْضَ وَدَحْيُهَا اَنْ اَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعٰى وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِمَالَ وَالْاٰكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ دَحٰهَا وَقَوْلُهٗ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ ـــ فَجُعِلَتِ الْاَرْضُ وَمَا فِيْهَا مِنْ شَيْئٍ فِيْ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ وَخُلِقَتِ السَّمٰوَاتُ فِيْ يَوْمَيْنِ ـــ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَحِيْمًا سَمّٰى نَفْسَهٗ ذٰلِكَ ـــ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ اَيْ لَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُرِدْ شَيْئًا اِلَّا اَصَابَ بِهِ الَّذِيْ اَرَادَ فَلَا يَخْتَلِفْ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنُ فَاِنَّ كُلًّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ـــ

ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا میں قرآن میں کچھ ایسی باتیں پاتا ہوں جو میرے خیال میں آپس میں مختلف ہیں ـــ اس نے کہا فرمایا ان کے درمیان نسب نہ ہوگا اس دن اور نہ آپس میں وہ پوچھ گچھ کریں گے ـــ اور فرمایا ان کے بعض بعض سے پوچھ گچھ کریں گے ۔ دونوں آپس میں مختلف ہیں ۔ اور فرمایا ۔ اور اللہ سے کوئی بات چھپائیں گے نہیں حالانکہ مشرکین عرض کریں کہ ہم مشرک نہیں تھے ۔ اس آیت سے ان کا چھپانا ثابت ہوا ـــ اور فرمایا اور اللہ نے آسمان کو بنایا اور اس کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا ۔ الیٰ آخر قال ۔ اور اس کے بعد زمین پھیلائی اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ۔ آسمان کو زمین کے پہلے پیدا فرمایا ۔ پھر فرمایا بیشک تم لوگ کفر کرتے ہو اس ذات کے ساتھ جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا ـــ جس نے دو دن میں زمین بنائی اور اس کے ہمسر ٹھہراتے ہو ۔ وہ سارے جہان کا رب اور اس نے اس کے اوپر سے لنگر ڈالے اور اس میں برکت رکھی اور اس میں بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں یہ سب ملا کر چار دن میں ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا ۔ تو اس سے اور زمین سے فرمایا دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ رغبت کیساتھ حاضر ہوئے ـــ تو انھیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں ۔

اس آیت میں ذکر فرمایا زمین کی تخلیق آسمان سے پہلے ہے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو کان کے ساتھ ذکر فرمایا ہے ۔ جس کا عام طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے کہ "تھا" جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے تھا اب نہیں ۔

اس کے ان شبہات کو سن کر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تیرے پہلے شبہہ کا جواب یہ ہے یہ جو فرمایا کہ ان کے درمیان نسب نہیں اور نہ وہ ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کریں گے یہ نفخۂ اولیٰ کے وقت ہوگا اور یہ جو فرمایا کہ ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کریں گے یہ نفخۂ ثانیہ کے بعد ہوگی ۔

دوسرے سوال کا جواب یہ دیا کہ ابتداء حساب کے وقت جب اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہوں کو

معاف فرمائے گا تو اس وقت مشرکین کہیں گے آؤ ہم اپنا عقیدہ چھپائیں اور کہیں۔ ہم مشرک نہیں تھے۔ پھر ان کے منھ پر مہر کر دی جائے گی اور ان کے ہاتھ اس وقت کلام کریں گے اس وقت پہچانا جائے گا کہ یہ لوگ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکتے۔ اس وقت کافر پسند کرے گا کہ اس پر زمین برابر کر دی جائے۔

تیسرے شبہہ کا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا پھر آسمان پیدا فرمایا پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور انھیں ٹھیک سات آسمان کر دیئے۔ دوسرے دو دنوں میں اس کے بعد زمین کو پھیلایا۔ زمین کے پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پانی اور چارہ نکالا ــــ پہاڑوں اور چوپاؤں اور اونٹوں اور ٹیلوں کو اور آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے ان کو دوسرے دنوں میں پیدا فرمایا۔ اور یہ جو فرمایا زمین دو دن میں پیدا فرمایا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زمین کو اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو چار دن میں پیدا فرمایا ــــ اور آسمانوں کو دو دن میں۔

اور چوتھے شبہہ کا جواب یہ دیا کہ کَانَ معنی میں لم یزل کے ہے اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اللہ غفور رحیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے یہاں کان کا ترجمہ "تھا" کرنا غلط ہے ــــ قرآن میں اختلاف کا یقین نہ کر اس لئے پورا قرآن اللہ کی طرف سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول یہی ہے کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا کی گئی مگر بہت سے مفسرین مثلاً امام مقاتل، امام قتادہ، امام سدی کا قول ہے کہ آسمان پہلے پیدا فرمایا گیا اور زمین بعد میں اس کی دلیل سورۂ نازعات کی یہ آیت ہے۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا اور زمین اس کے بعد پھیلایا اس آیت میں دَحٰهَا سے مراد زمین کی پیدائش بھی ہے اور اس کا پھیلانا بھی ہے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی یہی تحقیق ہے جو انھوں نے اپنے رسالے کشف حقائق میں تحریر فرمایا ہے اور یہی الملفوظ جلد اول میں بھی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ الملفوظ میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے کچھ اغلاط ہو گئی ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَمْنُوْنٍ مَحْسُوْبٍ اَقْوَاتُهَا۔ اَرْزَاقُهَا ــــ ان کی غذا ــــ فِيْ كُلِّ سَمَاءٍ اَمْرَهَا۔ مِمَّا اُمِرَ بِهٖ ــــ یعنی جن باتوں کا انھیں حکم دیا گیا ــــ نَحِسَاتٍ مَشَائِيْمَ ــــ منحوس ــــ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ ــــ یعنی ہم ان پر موت کے وقت فرشتے نازل کرتے ہیں ــــ اِهْتَزَّتْ بِالنَّبَاتِ ــــ سبزہ زار ہو گئی ــــ وَرَبَتْ اِرْتَفَعَتْ ــــ اونچی ہوئی ــــ وَقَالَ غَيْرُهٗ مِنْ اَكْمَامِهَا حِيْنَ تَطْلَعُ ــــ اور ان کے غیر نے کہا اپنے غلافوں سے جب کہ وہ پھوٹے ــــ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ اَيْ بِعَمَلِيْ اَنَا مَحْقُوْقٌ بِهٰذَا ــــ میرے عمل سے میں اس کا حقدار ہوں ــــ سَوَاءً لِّلسَّائِلِيْنَ قَدَّرَهَا سَوَاءً ــــ یعنی ان کو مقرر کیا پوچھنے والوں کے لئے ٹھیک جواب ــــ فَهَدَيْنَاهُمْ دَلَلْنَاهُمْ عَلَى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَقَوْلِهٖ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ وَكَقَوْلِهٖ وَهَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ وَالْهُدٰى الَّذِيْ

ھُوَ الْاِرْشَادُ بِمَنْزِلَۃِ اَصْعَدْنَاہُ مِنْ ذٰلِکَ قَوْلُہٗ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ ــــ ہم نے ان کو اچھائی اور برائی کا راستہ دکھایا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ہم نے اسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی اور جیسے اس کا ارشاد ہے اور ہم نے اس کو راستہ دکھایا ــــ اور ہدایت کے معنیٰ اور وہ ہدایت جو ارشاد کے معنیٰ میں ہے ــــ بمنزلۃ اصعدناہ ہے ــــ یعنی ہدایت کے ایک معنیٰ یہ بھی ہیں کہ اس کو راستے پر چلا کر مقصود تک پہونچایا یعنی ایصال الی المطلوب جیسے اصعدناہ کے معنیٰ ہے کہ ہم نے اس کو اوپر چڑھایا اسی طرح ہدایت کے معنیٰ ہوں گے کہ ہم نے اسے راستہ چلا کر مطلوب تک پہونچایا اسی معنیٰ میں ہے یہ آیت کریمہ ہم نے ان لوگوں کو ہدایت دی تو ان کے طریقے کی پیروی کرو ــــ یُوْزَعُوْنَ یُکَفُّوْنَ ــــ روکے جائیں گے ــــ مِنْ اَکْمَامِھَا ــــ غلافوں سے ــــ قِشْرُ الْکُفُرّٰی ھِیَ الْکُمُّ ــــ کھجور کے غنچے کے غلاف کو کُمّ کہتے ہیں ــــ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ اَلْقَرِیْبُ ــــ مددگار قریبی ــــ مِنْ مَّحِیْصٍ ــــ حاص۔ حاد۔ ٹھکانہ۔ لوٹنے کی جگہ ــــ مِرْیَۃٍ مُرْیَۃٍ ــــ واحد ای ــــ اِمْتِرَاءٌ ــــ شک ــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اَلْوَعِیْدَ ــــ یہ ارشاد کہ جو چاہو کرو دھمکی ہے ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ اَلَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْاِسَاءَۃِ فَاِذَا فَعَلُوْہُ عَصَمَھُمُ اللّٰہُ وَخَضَعَ لَھُمْ عَدُوُّھُمْ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ــــ احسن طریقہ یہ ہے کہ غصہ کے وقت صبر کرے اور برائی کے وقت معاف کرے پس لوگ جب اس کو کرلیں گے اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان کے دشمن کو ان کے لئے نرم کر دے گا گویا وہ قریبی حمایتی ہے۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَلَآ اَبْصَارُکُمْ وَلَا جُلُوْدُکُمْ وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا یَعْلَمُ کَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۲۲

اور تم اس سے چھپ کر کہاں جاتے کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا۔

۲۳۰۷ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ الْاٰیَۃَ قَالَ کَانَ رَجُلَانِ

حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے باب میں مذکور آیت کے شان نزول فرمایا دو قریشی مرد تھے اور ان کی سسرال ثقیف کا ایک شخص تھا یا دو شخص

مِنْ قُرَيْشٍ وَخَتَنٌ لَهُمَا مِنْ ثَقِيفٍ أَوْ رَجُلَانِ مِنْ ثَقِيفٍ وَ

ثقیف کے تھے۔ اور ان کی سسرال قریش کا ایک شخص تھا یہ سب ایک گھر

خَتَنٌ لَهُمَا مِنْ قُرَيْشٍ فِي بَيْتٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَتُرَوْنَ

میں تھے ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کیا تم لوگوں کا خیال

أَنَّ اللَّهَ يَسْمَعُ حَدِيثَنَا قَالَ بَعْضُهُمْ يَسْمَعُ بَعْضَهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ

ہے کہ اللہ ہماری بات سنتا ہے تو ان کے بعض نے کہا بعض بات سنتا ہے اور ان کے بعض نے

لَئِنْ كَانَ يَسْمَعُ بَعْضَهُ لَقَدْ يَسْمَعُ كُلَّهُ فَأُنْزِلَتْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ

کہا اگر اللہ بعض بات سنتا ہے تو پوری بات ضرور سنتا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تم

أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ عله

کہاں تک چھپوگے تم پر تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں گواہی دیں گی۔

تشریحات ۲۲۳؎ کتاب التوحید میں یہ ہے کہ یہ لوگ بیت اللہ کے پاس اکٹھا ہوئے ان کے پیٹوں پر چربی بہت تھی اور دلوں میں سمجھ کم۔ اخیر میں یہ ہے کہ انھوں نے یہ کہا تھا اگر ہم بلند آواز سے بولتے ہیں تو وہ سنتا ہے اور جب آہستہ بولتے ہیں تو نہیں سنتا اس پر دوسرے نے کہا اگر ہماری بلند آواز سنتا ہے تو وہ ہماری پست آواز بھی سنتا ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ دو قریشی تھے ایک ثقفی یا برعکس یہ شک راوی حدیث معمر سے ہوا۔ امام عبد الرزاق نے بطریق وحدب بن ربیعہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے بغیر شک کے یہ روایت کیا۔ ایک ثقفی اور دو اس کے سسرال کے قریشی۔ ابن بشکوال نے مبہمات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ قرشی اسود بن عبد یغوث زہری تھا۔ اور ثقفی ایک اخنس بن شریق تھا۔ اور دوسرے کا نام انھوں نے نہیں بتایا۔ ثعلبی اور بغوی نے بتایا کہ ثقفی عبد یالیل بن عمرو بن عمیر اور دو قرشی امیہ بن خلف کے بیٹے صفوان اور ربیعہ تھے۔ اسمٰعیل بن محمد تیمی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ قرشی صفوان بن امیہ تھا اور دو ثقفی ربیعہ اور حبیب عمرو کے بیٹے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حٰمٓ عٓسٓقٓ یہ سورت مکی ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس کی چار آیتیں مدنی ہیں۔ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا سے لے کر وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ

عله اس کے بعد ہی فوراً متصل۔ کتاب التوحید باب ما کنتم تستترون ان یشھد علیکم ص ۱۱۲۲
مسلم توبہ۔ ترمذی۔ تفسیر۔ نسائی۔ تفسیر۔

مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيلٍ تک۔ اس میں ترپن ۵۳ آیتیں ہیں۔

—— وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَقِيمًا لَا تَلِدُ —— بانجھ —— رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا الْقُرْآنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ نَسْلٌ بَعْدَ نَسْلٍ —— پھیلاتا ہے ایک نسل کے بعد دوسری —— لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا لَا خُصُومَةَ —— ہمارے تمہارے درمیان جھگڑا نہیں طَرْفٍ خَفِيٍّ۔ ذَلِيلٍ —— حقیر نگاہ —— وَقَالَ غَيْرُهُ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهِ يَتَحَرَّكْنَ وَلَا يَجْرِينَ فِي الْبَحْرِ —— ہلتی ہیں اور سمندر میں چلتی نہیں —— شَرَعُوا ابْتَدَعُوا

حٰمٓ الزُّخْرُف

یہ سورت مکی ہے اور اس میں نواسی آیتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ عَلٰى أُمَّةٍ إِمَامٍ —— امت کے یہاں معنی پیشوا ر کے ہیں —— وَقِيلِهِ يَا رَبِّ تَفْسِيرُهُ أَيَحْسِبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ وَلَا نَسْمَعُ قِيلَهُمْ —— اور ان کے اس کے کہنے کی قسم اے میرے رب! اس کی تفسیر یہ ہے کیا وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی پست آواز اور ان کی سرگوشی کو نہیں سنتے اور ہم ان کی بات کو نہیں سنتے —— وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً لَوْلَا أَنْ أَجْعَلَ النَّاسَ كُلَّهُمْ كُفَّارًا لَجَعَلْتُ لِبُيُوتِ الْكُفَّارِ سَقْفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ مِنْ فِضَّةٍ وَهِيَ دَرَجٌ وَسُرُرُ فِضَّةٍ —— کیوں نہیں۔ کہ سب کو کفار بنا یا اگر ایسا ہوتا تو کفار کے گھروں کی چھتیں چاندی کی ہوتیں اور سیڑھیاں چاندی کی اور تخت چاندی کے —— مُقْرِنِينَ مُطِيقِينَ —— ہم طاقت رکھتے ہیں —— آسَفُونَا أَسْخَطُونَا —— ہم کو ناراض کر دیا —— يَعْشُ يَعْمٰى —— اندھا ہوتا ہے —— وَقَالَ مُجَاهِدٌ أَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ أَيْ تُكَذِّبُونَ بِالْقُرْآنِ ثُمَّ لَا تُعَاقَبُونَ عَلَيْهِ —— یعنی تم قرآن کو جھٹلاؤ پھر یہ گمان کرو کہ اس پر سزا نہیں دیئے جاؤ گے —— وَمَضٰى مَثَلُ الْأَوَّلِينَ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ —— اگلوں کا طریقہ گذر چکا —— مُقْرِنِينَ يَعْنِي الْإِبِلَ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ —— طاقت رکھنے والے یعنی اونٹ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے —— يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ الْجَوَارِي جَعَلْتُمُوهُنَّ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا فَكَيْفَ تَحْكُمُونَ —— زیور میں پلے بچیاں جن کو تم نے رحمٰن کی اولاد ٹھہرایا۔ پس تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ یہ تعریض ہے مشرکین عرب بچیوں کو پسند نہیں کرتے تھے پھر کیسے کہتے ہو کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں —— لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ يَعْنُونَ الْأَوْثَانَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ الْأَوْثَانُ إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ —— اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ان کو نہ پوجتے یعنی بتوں کو اللہ عزوجل کے اس قول کی وجہ سے

انھیں اس کا علم نہیں یعنی بت نہیں جانتے ــــــ فِيْ عَقِبِهٖ وَلَدِهٖ ــــــ اس کی اولاد میں ــــــ مُقْتَرِنِيْنَ يَمْشُوْنَ مَعًا ــــــ ساتھ ساتھ چلتے ہیں ــــــ سَلَفًا قَوْمُ فِرْعَوْنَ سَلَفًا لِكُفَّارِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ــــــ سلف سے مراد قوم فرعون ہے جو اس امت کے کفار کے اگلے ہیں ــــــ وَمَثَلًا عِبْرَةً يَصِدُّوْنَ يَضِجُّوْنَ ــــــ غل مچاتے ہیں ــــــ مُبْرِمُوْنَ مُجْمِعُوْنَ ــــــ جمع کرنے والے ــــــ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ــــــ عابد سے یہاں مراد مومن ہیں ــــــ اِنَّنِيْ بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اَلْعَرَبُ تَقُوْلُ نَحْنُ مِنْكَ الْبَرَاءُ وَالْخَلَاءُ وَالْوَاحِدُ وَالْاِثْنَانِ وَالْجَمِيْعُ مِنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ يُقَالُ فِيْهِ بَرَاءٌ لِاَنَّهٗ مَصْدَرٌ وَلَوْ قَالَ بَرِيْءٌ لَقِيْلَ فِي الْاِثْنَيْنِ بَرِيْئَانِ وَفِي الْجَمْعِ بَرِيْئُوْنَ وَقَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّنِيْ بَرِيْءٌ بِالْيَاءِ ــــــ افادہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ براء مصدر ہے اس لئے واحد تثنیہ جمع مؤنث مذکر سب کے لئے آتا ہے۔ اور بری تثنیہ کے لئے بریان اور جمع کے لئے بریئون اس لئے کہ یہ صفت مشبہہ ہے فعیل کے وزن پر ہے اور عبد اللہ ابن مسعود نے پڑھا بریٌ یاء کے ساتھ ــــــ وَالزُّخْرُفُ الذَّهَبُ ــــــ سونا عرف میں اب اس کے معنی آرائش و زیبائش کے ہیں ــــــ مَلٰٓئِكَةٌ يَخْلُفُوْنَ يَخْلُفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ــــــ فرشتے یکے بعد دیگرے آتے جاتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اور جہنمی پکاریں گے لے مالک! تیرا رب ہمارا کام تمام کردے۔ صـ۷۱۳

وَقَالَ قَتَادَةُ مَثَلًا لِلْاٰخِرِيْنَ عِظَةً ــــــ اور قتادہ نے کہا مثلا سے مراد نصیحت ہے ــــــ وَقَالَ غَيْرُهٗ مُقْرِنِيْنَ ضَابِطِيْنَ يُقَالُ فُلَانٌ مُقْرِنٌ بِفُلَانٍ ضَابِطٌ لَّهٗ ــــــ اور ان کے غیر نے کہا مقرنین کے معنی ہیں قابو میں کرنے والے کو کہا جاتا ہے ــــــ فُلَانٌ مُقْرِنٌ بِفُلَانٍ ــــــ یعنی اس کو قابو میں کئے ہوئے ہے ــــــ وَالْاَكْوَابُ اَلْاَبَارِيْقُ الَّتِيْ لَا خَرَاطِيْمَ لَهَا ــــــ وہ لوٹے جس میں ٹونٹیاں نہ ہوں ــــــ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ اَيْ مَا كَانَ فَاَنَا اَوَّلُ الْاٰنِفِيْنَ وَهُمَا لُغَتَانِ رَجُلٌ عَابِدٌ وَعَبِدٌ وَقَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ وَيُقَالُ اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ الْجَاحِدِيْنَ مِنْ عَبِدَ يَعْبَدُ۔

ارشاد ہے ــــــ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ ــــــ فرمادو اگر رحمن کی کوئی اولاد ہے تو میں سب سے پہلا اسے پوجنے والا ہوں۔ عابدین میں دو احتمال ہے۔ ایک یہ کہ عَبَدَ يَعْبُدُ نَصَرَ يَنْصُرُ سے آئے۔ اس کے معنی عبادت کرنے والے کے ہیں۔ دوسرے یہ کہ عَبِدَ يَعْبَدُ سَمِعَ يَسْمَعُ سے آئے اس کے معنی انکار کرنے والے کے ہیں۔ امام بخاری نے یہاں دوسرے احتمال

کولیا۔ اور اِنْ کو نافیہ مانا یعنی اللہ کی کوئی اولاد نہیں میں سب سے پہلا انکار کرنے والا ہوں۔ کہتے ہیں اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ یعنی جاحدین انکار کرنے والے عَبِدَ یَعْبُدُ سے۔ انکار کرنے کے معنیٰ میں ــــ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے وَقِیْلِہٖ یَارَبِّ کی جگہ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یَارَبِّ پڑھا ہے۔ ان کی یہ قرأت شاذہ ہے۔ مناسب یہ تھا کہ یہ وہیں ہوتا جہاں قِیْلِہٖ یَارَبِّ کی تفسیر مذکور ہے یہاں یوں بھی غیر مناسب ہے کہ عابدین کی تفسیر کے درمیان اس کو ذکر کیا۔ لیکن غالباً یہ ناسخوں کا کام ہے۔

وَقَالَ قَتَادَۃُ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ جُمْلَۃِ الْکِتَابِ اَصْلِ الْکِتَابِ۔ اَفَنَضْرِبُ عَنْکُمُ الذِّکْرَ صَفْحًا اِنْ کُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ وَاللہِ لَوْاَنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ رُفِعَ حَیْثُ رَدَّہٗ اَوَائِلُ ھٰذِہٖ الْاُمَّۃِ لَھَلَکُوْا ــــ تو کیا ہم تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں۔ اس پر کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ یعنی مشرک ہو۔ بخدا اگر یہ قرآن اٹھالیا جاتا جب کہ اسے اس امت کے اگلوں نے رد کیا تھا تو ہلاک ہو جاتے۔ فَاَھْلَکْنَا اَشَدَّ مِنْھُمْ بَطْشًا وَمَضٰی مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ عُقُوْبَۃُ الْاَوَّلِیْنَ ــــ تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا جو ان سے بھی پکڑ میں سخت تھے اور اگلوں کا حال گذر چکا ہے۔ یعنی سزا۔ جزءٌ۔ عِدلًا۔ برابر۔

اَلدُّخَان یہ سورت مکی ہے اس میں اُنسٹھ ۵۹ آیتیں ہیں ۔ صلا۔ ترمذی میں ہے جو رات میں سورۂ حٰم ٓ۔ دُخان۔ پڑھے گا صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے۔ اور ایک حدیث میں ہے جو شب جمعہ حٰم ٓ۔ دخان۔ پڑھے گا۔ اسے بخش دیا جائے گا ــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ رَھْوًا طَرِیْقًا یَابِسًا ــــ خشک راستہ ــــ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مَنْ بَیْنَ ظَھْرَیْہِ ــــ پوری دنیا پر یعنی ان تمام لوگوں پر جو اس وقت زمین پر تھے ــــ فَاعْتِلُوْہُ اِدْفَعُوْہُ ــــ اس کو دفع کرو۔ دور کرو ــــ وَزَوَّجْنَاھُمْ بِحُوْرٍ اَنْکَحْنَاھُمْ حُوْرًا عِیْنًا یَحَارُ فِیْھِ الطَّرْفُ ــــ ہم نے ان کا نکاح کیا حورعین سے۔ جنھیں دیکھنے سے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں ــــ تَرْجُمُوْنِ الْقَتْلُ ــــ یعنی قتل کر ڈالو ــــ وَرَھْوًا سَاکِنًا ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کَالْمُھْلِ اَسْوَدَ کَمُھْلِ الزَّیْتِ ــــ کالا۔ روغن زیتون کے تلچھٹ کے مثل ــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ تُبَّعٍ مُلُوْکُ الْیَمَنِ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ یُسَمّٰی تُبَّعًا لِاَنَّہٗ یَتْبَعُ صَاحِبَہٗ وَالظِّلُّ یُسَمّٰی تُبَّعًا لِاَنَّہٗ یَتْبَعُ الشَّمْسَ تُبَّعٌ ــــ یمن کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ ہر بادشاہ کو تبع کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ دوسرے کے پیچھے آتا ہے اور سایہ کو بھی تبع کہتے ہیں اس لئے کہ وہ سورج کے تابع ہوتا ہے۔

الجاثیۃ یہ سورت مکی ہے اور اس میں سینتیس ۳۷ آیتیں ہیں۔ صلا۔ جَاثِیَۃً مُّسْتَوْفِزِیْنَ عَلَی الرُّکَبِ ــــ گھٹنے کے بل کھڑے ہو جانے والے ــــ وَقَالَ

مُجَاھِدٌ، نَنْتَسِخُ۔ نَکْتُبُ ـــــ لکھتے ہیں ـــــ نَنْسَاکُمْ۔ نَتْرُکُکُمْ ـــــ تم کو چھوڑ دیں گے۔

الْأَحْقَاف یہ سورت مکی ہے مگر دو آیتیں مدنی ہیں۔ ایک قُلْ أَرَأَیْتُمْ إِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَکَفَرْتُمْ بِہٖ ـــــ اور دوسری ـــــ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا لَوْ کَانَ خَیْرًا مَا سَبَقُوْنَا إِلَیْہِ۔ اس میں پینتیس ۳۵ آیتیں ہیں ص۷۱۵

الْأَحْقَاف۔ حِقْفٌ کی جمع ہے۔ ریت کا گول ٹیلہ۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ احقاف عمان اور مہرہ کے درمیان ایک میدان ہے۔ دیگر لوگوں نے اور بھی اس کی تفسیریں کی ہیں۔

وَقَالَ مُجَاھِدٌ، تُفِیْضُوْنَ۔ تَقُوْلُوْنَ ـــــ کہتے ہیں ـــــ وَقَالَ بَعْضُھُمْ۔ أَثَرَۃٌ وَ إِثْرَۃٌ وَأَثَارَۃٌ بَقِیَّۃُ عِلْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ۔ لَسْتُ بِأَوَّلِ الرُّسُلِ ـــــ نیا رسول نہیں ہوں ـــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ۔ أَرَأَیْتُمْ ھٰذِہِ الْأَلِفُ إِنَّمَا ھِیَ تَوَعُّدٌ إِنْ صَحَّ مَا تَدَّعُوْنَ لَا یَسْتَحِقُّ أَنْ یُعْبَدَ۔ وَلَیْسَ قَوْلُہٗ أَرَأَیْتُمْ بِرُؤْیَۃِ الْعَیْنِ إِنَّمَا ھُوَ أَتَعْلَمُوْنَ أَبَلَغَکُمْ أَنَّ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ خَلَقُوْا شَیْئًا۔ أَرَأَیْتُمْ کا الف ہمزۂ استفہامیہ دھمکی کے لئے ہے۔ یعنی اگر تمہارا خیال صحیح ہو کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو وہ عبادت کے لائق نہیں۔ یہ أَرَأَیْتُمْ آنکھ سے دیکھنے والی رویت نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ کیا تم جانتے ہو؟ کیا تمہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو انھوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے؟

بَابُ قَوْلِہٖ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ أُفٍّ لَّکُمَا، أَتَعِدَانِنِیْ أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَھُمَا یَسْتَغِیْثَانِ اللّٰہَ وَیْلَکَ آمِنْ۔ إِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَیَقُوْلُ مَا ھٰذَا إِلَّا أَسَاطِیْرُ الْأَوَّلِیْنَ۔ ص۷۱۵

(اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر وہ جس نے اپنے والدین سے کہا اف تم سے دل پک گیا کیا مجھے وعدہ دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گذر چکی اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تو وہ کہتا ہے یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں۔)

۲۳۸ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ مَاھَکَ قَالَ کَانَ مَرْوَانُ عَلَی الْحِجَازِ

حدیث یوسف بن ماہک سے روایت ہے انھوں نے کہا مروان حجاز کا حکم تھا

اسْتَعْمَلَہٗ مُعَاوِیَۃُ فَخَطَبَ فَجَعَلَ یَذْکُرُ یَزِیْدَ بْنَ مُعَاوِیَۃَ

معاویہ نے اس کو حاکم بنایا تھا۔ مروان نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر

لِکَیْ یُبَایَعَ لَہٗ بَعْدَ أَبِیْہِ۔ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ

کرنے لگا۔ تاکہ اس کے لئے بیعت کی جائے اس کے باپ کے بعد۔ تو ان سے عبدالرحمٰن

شیئا فقال خذوہ فدخل بیت عائشۃ فلم یقدروا فقال
بن ابو بکر نے کچھ کہا تو مروان نے کہا اسے پکڑو وہ ام المومنین حضرت عائشہ کے گھر میں چلے گئے

مروان ان ھذا الذی انزل اللہ فیہ "والذی قال لوالدیہ
اس لئے لوگ انھیں پکڑ نہ سکے۔ مروان نے کہا بیشک یہ وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ

اف لکما اتعدانی" فقالت عائشۃ من وراء الحجاب ما
فرمایا۔ اور وہ جس نے اپنے والدین سے کہا تم دونوں کو اف تم سے دل پک گیا ہے کیا مجھے وعدہ دیتے ہو۔ اس پر حضرت

انزل اللہ فینا شیئا من القرآن الا ان اللہ انزل عذری۔
عائشہ نے حجاب کے پیچھے سے فرمایا۔ اللہ نے ہم لوگوں کے بارے میں قرآن میں کچھ نازل نہ فرمایا سوائے اس کے کہ اللہ نے میرا عذر نازل فرمایا

تشریحات ۴۳۰۸

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ حکومت میں مروان کو مدینہ کا حاکم بنایا۔ اخیر عمر میں جب انھوں نے یہ طے کر لیا کہ یزید کو اپنا ولی عہد بنائیں تو یہ ضروری جانا کہ اپنی حیات ہی میں یزید کی بیعت پورے ممالک اسلامیہ سے لے لیں۔ اس کے لئے انھوں نے اپنے مختلف عمال حکومت کو لکھا اس میں مروان بھی تھا۔ مروان نے خطبہ دیا اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت کی ترغیب میں کہا، کہ امیر المؤمنین نے ایک اچھی بات سوچی ہے وہ ابو بکر و عمر کی سنت کے مطابق اپنی حیات ہی میں یہ چاہتے ہیں کہ لوگوں سے اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لے لیں۔ انھوں نے اس کو اپنے بعد خلیفہ بنا دیا ہے جیسا کہ ابو بکر و عمر نے خلیفہ بنایا تھا اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کہا کہ یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے ابو بکر نے خلافت نہ کسی اپنے لڑکے کو دی اور نہ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو اس پر مروان نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ انھیں گرفتار کر لو حضرت عبدالرحمٰن بھاگ کر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں چلے گئے۔ مروان ممبر سے اتر کر ام المؤمنین کے دروازہ پر آیا اور ام المؤمنین سے بہت کچھ باتیں کیں اسی میں اس نے یہ بھی کہا کہ عبدالرحمٰن وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے۔ وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَا۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہم اولاد ابو بکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سوائے میرے عذر کے اور کچھ نازل نہیں فرمایا ہے۔ وہ جھوٹ بولا ہے۔ یہ فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اگر میں چاہوں تو ان کا نام لے سکتی ہوں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت فرمائی اور مروان اس کی پیٹھ میں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت ہے کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابو بکر اور ام رومان حضرت عبدالرحمٰن کی والدہ مسلمان ہو چکے

تھے ان دونوں نے عبدالرحمٰن سے بھی مسلمان ہونے کو کہا بلکہ بار بار اسلام کی ترغیب دیتے رہے۔ اور وہ انکار کرتے رہے۔ اور کہتے رہے کہ فلاں اور فلاں کہاں ہیں۔ یعنی قریش کے کچھ مشایخ کے بارے میں جو انتقال کر چکے تھے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن مسلمان ہوئے اور مخلص مسلمان ہوئے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ صحیح وہی ہے جو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ یہ ایک کافر ماں باپ کے نافرمان بیٹے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فینا۔ اس سے مراد اولاد ابوبکر ہیں۔ ورنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں متعدد آیتیں نازل ہوئی ہیں مثلاً ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ـــــ اور وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ـــــ اور السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ ـــــ اور وَالَّذِينَ مَعَهُ وغیرہ کثیر آیتیں ہیں۔

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا یہ سورت مکی ہے یا مدنی دونوں قول ہیں ـــــ عام مفسرین کا رجحان یہی ہے کہ یہ مدنی ہے۔ اور اس میں اڑتیس ۳۸ آیتیں ہیں ص ۱۵۔

أَوْزَارَهَا آثَامَهَا حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا مُسْلِمٌ ـــــ ارشاد ہے فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ـــــ پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ رکھدے ـــــ امام بخاری نے فرمایا کہ اوزارہا سے مراد آثام ہیں یہ وِزْرٌ کی جمع ہے جس کے معنیٰ گناہ کے ہیں۔ مراد یہ ہے یہاں تک کہ مسلمان کے سوا کوئی باقی نہ رہے لیکن امام بخاری کے علاوہ تمام مفسرین اس پر متفق ہیں کہ اوزار سے مراد اسلحے ہیں۔ اور یہ وِزْرٌ بمعنیٰ بوجھ کے ہے لیکن یہ معنیٰ امام بخاری کی تفسیر کے منافی نہیں۔ گناہ بھی ایک بوجھ ہے ـــــ عَرَّفَهَا بَيَّنَهَا ـــــ اس کو بیان کیا ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَلِيُّهُمْ ـــــ مولیٰ بمعنیٰ والی اور حاکم کے ہیں ـــــ عَزَمَ الْأَمْرُ جَدَّ الْأَمْرُ ـــــ پختہ ارادہ کر لیا ـــــ لَا تَهِنُوا لَا تَضْعُفُوا ـــــ کمزوری نہ دکھاؤ ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَضْغَانَهُمْ حَسَدَهُمْ ـــــ أَضْغَان ضِغْنٌ کی جمع ہے۔ اس کے معنیٰ حسد کے ہیں ـــــ آسِنٍ۔ مُتَغَيِّرٌ ـــــ

بَابٌ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ص ۱۶۔ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر اور رشتوں کو تم لوگ کاٹو

۲۳۰۹ حدیث	عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ
کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ جب مخلوقات کی تخلیق سے فارغ ہو گیا۔ تو رشتے نے
فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهٗ
کھڑے ہو کر اللہ سے فریاد کی اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا ٹھہر رشتے نے کہا
مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ
رشتہ قطع کرنے سے تیری پناہ لینے والوں کی یہی جگہ ہے۔ فرمایا کیا تو اس سے راضی
اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰی يَا رَبِّ
نہیں کہ جو تجھے ملائے اسے میں ملاؤں جو تجھے کاٹے اسے میں کاٹوں رشتے
قَالَ فَذَاكِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اِقْرَؤُا اِنْ
نے کہا ہاں اے پروردگار! فرمایا جا یہی ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر
شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ
تم چاہو تو پڑھو۔ تو کیا تمہارے یہ چھن نظر آتے ہیں۔ کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں
تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ ع۱
فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

تشریحات ۲۳۰۹ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ۔ حقو کے معنیٰ کوکھ کے ہیں۔ انسان انتہائی پریشانی میں جب کسی کی پناہ لینے کے لئے کسی کے پاس جاتا ہے تو اس کی کمر پکڑ لیتا ہے یہ انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ فریاد کی ایک صورت ہے اللہ عزوجل جسم و جسمانیات سے پاک ہے۔ اس لئے اس حدیث میں حقو الرحمٰن متشابہات میں سے ہے اس سے حقیقی مراد کیا ہے۔ یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں۔ اس خادم کی رائے یہ ہے کہ یہ کنایہ ہے انتہائی الحاح وزاری کے ساتھ فریاد کرنے سے صلہ رحمی۔ تمدن کی ایک بہت اعلیٰ خوبی ہے۔ اور قطع رحمی بدترین عیب اسی لئے اللہ تعالیٰ نے وہ فرمایا۔ کہ جو صلہ رحمی کرے گا اسے میں ملاؤں گا اور جو قطع رحمی کرے گا اسے کاٹ دونگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ صلہ رحمی یہ نہیں جو تم سے اچھا سلوک کرے اس کے ساتھ تم اچھا

ع۱ اس کے بعد ہی متصل دو طریقے سے۔ ادب باب من وصل وصلۃ اللّٰہ صفحہ ۸۸۵ التوحید۔ باب قول اللہ تعالیٰ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ صفحہ ۱۱۱۱ مسلم۔ ادب۔ نسائی۔ تفسیر۔

سلوک کرو بلکہ صلہ رحمی یہ ہے۔ جو رشتہ کاٹنا چاہے اس کے ساتھ رشتہ باقی رکھا جائے اور اچھا سلوک کیا جائے۔ جو اس زمانے میں نایاب ہے۔

سورۃ الفتح یہ سورت مدنی ہے یہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان نازل ہوئی۔ جب حدیبیہ سے واپس ہو رہے تھے اس میں انتیس آیتیں ہیں۔ ص ۷۱۶

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ السَّحْنَةُ ـــ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے یعنی زیبائش خوبصورتی ـــ قَالَ مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ، التَّوَاضُعُ ـــ منصور نے مجاہد ہی سے روایت کی کہ یہ علامت تواضع ہے ـــ شَطْئَهُ فِرَاخَهُ ـــ اس نے اپنا پٹھا ـــ فَاسْتَغْلَظَ۔ غَلُظَ ـــ پھر دبیز ہوئی ـــ سُوقِهِ، اَلسَّاقُ حَامِلَةُ الشَّجَرِ ـــ ساق ڈنٹھل، تنا ـــ وَيُقَالُ دَائِرَةُ السَّوْءِ، كَقَوْلِكَ رَجُلُ السَّوْءِ وَدَائِرَةُ السَّوْءِ الْعَذَابُ ـــ یہ ایسے ہیں جیسے کہتے ہیں برا شخص، اور بری گردش سے مراد عذاب ہے ـــ تُعَزِّرُوهُ تَنْصُرُوهُ۔ شَطْأَهُ، شَطْءُ السُّنْبُلِ تُنْبِتُ الْحَبَّةُ عَشْرًا أَوْ ثَمَانِيًا وَسَبْعًا۔ فَيَقْوَى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ فَذَالِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى فَآزَرَهُ، قَوَّاهُ وَلَوْ كَانَتْ وَاحِدَةً لَمْ تَقُمْ عَلَى سَاقٍ۔ وَهُوَ مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ وَحْدَهُ ثُمَّ قَوَّاهُ بِأَصْحَابِهِ كَمَا قَوَّى الْحَبَّةَ بِمَا يُنْبِتُ مِنْهَا ـــ بالی کے پٹھے جس میں دانے پیدا ہوتے ہیں یعنی دس، آٹھ یا سات اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تو اس نے اس کو قوت دی۔ اور اگر ایک پٹھا ہوتا تو بالی کھڑی نہ رہتی۔ پس یہ مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بیان فرمائی کہ تنہا نکلے پھر اللہ نے صحابہ سے انھیں قوت دی جیسا کہ دانے کو قوت دی اس سے جو دانے ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

اَلْحُجُرَات یہ سورت مدنی ہے اس میں اٹھارہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۱۷

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا تُقَدِّمُوا لَا تَفْتَاتُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِهِ ـــ اور مجاہد نے کہا لَا تُقَدِّمُوا سے مراد کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھنے میں پہل نہ کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے فیصلہ سنا دے۔
اِمْتَحَنَ أَخْلَصَ ـــ پرکھ لیا۔

بَابٌ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ (ص ۷۱۷) بُرے نام رکھو یعنی اسلام کے بعد کفر کے ساتھ پکارو۔
يَلِتْكُمْ يَنْقُصْكُمْ۔ أَلَتْنَا۔ نَقَصْنَا ـــ اس نے کم نہیں کیا۔ اَلَتْنَا کے معنیٰ ہم نے کم کیا۔

سورۃ ق یہ سورۃ مکی ہے اس میں پینتالیس آیتیں ہیں۔ ق اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ قرظی سے روایت ہے کہ یہ اسمائے حسنہ قدیرہ۔ قادر، قاہر، قریب، قاضی، قابض میں سے کسی

کا رمز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قرآن کا نام ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد کوہ قاف ہے۔ رَجْعٌ بَعِیْدٌ، رَدٌّ ــــ پلٹنا دور ہے ــــ فُرُوجٍ، فُتُوقٍ، وَاحِدُهَا فَرْجٌ ــــ یہ فرج کی جمع ہے ــــ وَرِیْدٌ فِیْ حَلْقِهٖ۔ وَالْحَبْلُ حَبْلُ الْعَاتِقِ ــــ ورید ایک رگ ہے معنی حلق میں اور حبل سے مراد شانے کی رگ ہے۔ ورید، اصل میں شہ رگ کو کہتے ہیں، جو دل سے نکل کر پورے جسم میں پھیلی ہوئی ہے گردن اور شانے میں بھی ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ۔ مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْ عِظَامِهِمْ ــــ اور ان کی ہڈیوں کو کم کرتی ہے ــــ تَبْصِرَةً، بَصِیْرَةً۔ حَبَّ الْحَصِیْدِ۔ اَلْحِنْطَةَ ــــ حب کے معنی دانہ اور حصید کے معنی کاٹا ہوا۔ مراد گیہوں ہے ــــ بَاسِقَاتٍ۔ اَلطِّوَالُ ــــ لمبے ــــ اَفَعَیِیْنَا اَفَاَعْیَا عَلَیْنَا ــــ تو کیا اس نے ہم کو تھکا دیا ــــ وَقَالَ قَرِیْنُهٗ، اَلشَّیْطَانُ الَّذِیْ قُیِّضَ لَهٗ ــــ وہ شیطان جو اس پر مقرر کیا ہوا ہے ــــ فَنَقَّبُوْا ضَرَبُوْا ــــ چلو پھرو ــــ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهٗ بِغَیْرِهٖ ــــ کان لگا کر سنے۔ ادھر ادھر متوجہ نہ ہو ــــ حِیْنَ اَنْشَاَكُمْ وَاَنْشَاَ خَلْقَكُمْ ــــ جب تم کو پیدا کیا ــــ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ رَصَدٌ ــــ محافظ تیار ــــ سَائِقٌ وَشَهِیْدٌ، اَلْمَلَكَیْنِ، كَاتِبٌ وَشَهِیْدٌ وَشَهِیْدٌ شَاهِدٌ بِالْقَلْبِ ــــ دو فرشتے کاتب اور گواہ، شہید بمعنی شاہد بالقلب ہے ــــ لُغُوْبٌ، اَلنَّصَبُ ــــ تھکن ــــ وَقَالَ غَیْرُهٗ نَضِیْدٌ اَلْكُفُرَّى۔ مَادَامَ فِیْ اَكْمَامِهٖ وَمَعْنَاهُ مَنْضُوْدٌ بَعْضُهٗ عَلٰی بَعْضٍ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ اَكْمَامِهٖ فَلَیْسَ بِنَضِیْدٍ ــــ گابھا جب تک اپنے چھلکے میں ہو اس کا معنی یہ ہے یعنی تہ بتہہ ہو اور جب اپنے چھلکے سے باہر آجائے تو نضید نہیں ــــ فِیْ اَدْبَارِ النُّجُوْمِ وَاَدْبَارِ السُّجُوْدِ كَانَ عَاصِمٌ یَفْتَحُ الَّتِیْ فِیْ قٓ وَیَكْسِرُ الَّتِیْ فِی الطُّوْرِ وَتُكْسَرَانِ جَمِیْعًا وَتُنْصَبَانِ ــــ ادبار میں عاصم سورۂ ق میں الف کو فتحہ پڑھتے ہیں اور طور میں کسرہ اور دونوں کو کسرہ پڑھا جاتا ہے اور دونوں کو نصب پڑھا جاتا ہے ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا یَوْمُ الْخُرُوْجِ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْقُبُوْرِ ــــ جس دن قبروں سے نکلیں گے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ص۷۱۸ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور جہنم کہے گی کیا اور زیادہ ہے

۲۳۱۰ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی

حدیث حضرت انس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُلْقٰی فِی النَّارِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حَتّٰی

ہیں فرمایا جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اور جہنم کہے گی کچھ اور زیادہ ہے یہاں تک

يَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطِ قَطِ عہ

کہ اپنا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی بس بس۔

۲۳۱۱ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ وَاَكْثَرُ مَا كَانَ

حدیث محمد بن سیرین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

يُوْقِفُهٗ اَبُوْ سُفْيَانَ يُقَالُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ

مرفوعًا، اور ابوسفیان اکثر اس کو موقوفًا روایت کرتے تھے اور بہت کم مرفوعًا۔ جہنم سے کہا جائیگا

مَزِيْدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدَمَهٗ عَلَيْهَا فَتَقُوْلُ قَطِ قَطِ

کیا تو بھر گئی تو کہے گی کچھ اور زیادہ ہے رب تبارک و تعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا تو کہے گی بس بس۔

۲۳۱۲ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ

فرمایا، جنت اور دوزخ نے آپس میں بحث کی، جہنم نے کہا میرے حصہ میں متکبرین اور متجبرین

فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ

آئے ہیں، جنت کہے گی، میرا کیا حال ہے کہ میرے اندر کمزور اور گرے گذرے لوگ آئے

مَا لِیْ لَا يَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ

ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ جنت سے فرمائے گا تو میری رحمت ہے تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں

وَتَعَالٰى لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ

میں سے جس پر چاہوں مہربانی فرماؤں اور جہنم سے فرمائے گا تو میرا عذاب ہے تیرے

وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ

ذریعہ سے جس پر چاہوں عذاب کروں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے بھرنا ہے جہنم نہیں

عِبَادِیْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ

بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم رکھے گا تو جہنم کہے گی بس بس۔ اس وقت بھر جائیگی

حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطِ قَطِ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى

عہ کتاب الایمان والنذور باب الحلف بعزۃ اللہ ص ۹۸۵ ۔ کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ وھو العزیز الحکیم ص ۱۰۹۸

بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ

اور اس کے بعض حصے بعض سے سمٹ کر مل جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر

فَاِنَّ اللّٰهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا ؏

ظلم نہیں فرمائے گا اور جنت بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ دوسری مخلوق پیدا فرمائے گا۔

تشریحات ۲۲۱۳ متکبرین و متجبرین ہم معنیٰ ہیں البتہ ثانی میں کچھ معنیٰ کی زیادتی ہے کچھ لوگوں نے کہا متکبر وہ شخص ہے جو اپنے مال، علم، عزت، عقل پر غرور کرے اور متجبر وہ ہے کہ اس کے پاس کچھ نہیں مگر پھر بھی غرور کرتا ہے اس سے مراد کفار و مشرکین ہیں جنھوں نے اپنے بڑائی کے غرور میں ایمان نہیں قبول کیا، ضعفاء سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی نظروں میں حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ اور یہی سَقَطُ سے مراد ہے جن کو لوگ اپنی نظروں سے گرا دیتے ہیں یا ضعفاء و سقط سے مراد وہ لوگ ہیں جو تواضعاً اپنے آپ کو حقیر اور کم حیثیت سمجھتے ہیں، پہلی توجیہ پر یہ ارشاد باعتبار اغلب و اکثر ہے۔

حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهٗ یہ ارشاد بھی متشابہات سے ہے اس کا حقیقی معنیٰ اللہ عزوجل جانے یا اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں، عرف عام میں کسی چیز پر قدم رکھنے سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اسے مسل کر حقیر و ذلیل کر دیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جہنم جوش میں عرض کرے گی کہ کیا اور کچھ زیادہ ہے؟ اللہ عزوجل اس کے اس جوش اور شورش کو اپنی قدرت سے ختم کر دے گا اور بجائے هَلْ مِنْ مَّزِيْد کے وہ پکارے گی بس بس بس۔ دوسری روایتوں میں بجائے رجل کے قدم ہے، بعض شارحین نے فرمایا کہ قدم معنیٰ میں اسم مفعول کے ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے روز ازل جو فیصلہ فرمایا ہے اس کے مطابق کچھ نئی مخلوق پیدا کر کے جہنم بھرے گا۔ مگر اس پر دو اشکال ہیں۔ اول یہ کہ اس حدیث میں رجل ہے۔ قدم نہیں بعض لوگوں نے بتکلف اس میں بھی پہلا معنیٰ پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ تکلف بارد ہے، دوسرے یہ کہ کتاب التوحید میں جو روایت ہے اس میں وضع قدم سے پہلے یہ زائد ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم کے لئے جسے چاہے گا پیدا فرمائے گا اور انھیں اس میں ڈالے گا پھر بھی وہ کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْد پھر اس میں ڈالے گا پھر کہے گی هَلْ مِنْ مَّزِيْد تین بار یہی ہوگا، یہاں تک کہ اپنا قدم ڈالیگا۔ تو وہ کہے گی بس بس۔

بَابُ قَوْلِهٖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ص ۷۱۹

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اپنے رب کی پاکی بیان کرو اسکی حمد کے ساتھ آفتاب نکلنے سے پہلے اور اسکے ڈوبنے سے پہلے۔

؏ کتاب التوحید باب ماجاء فی قول اللہ ان رحمت اللہ ص ۱۱۰ مسلم

۲۳۳ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو

أَمَرَهُ أَنْ يُسَبِّحَ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا يَعْنِي قَوْلَهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ

حکم دیا کہ تمام نمازوں کے بعد تسبیح پڑھیں۔ ان کی مراد یہ ارشاد تھا۔ تو اس کی پاکی بیان کرو سجدوں کے بعد۔

تشریحات ۲۳۳ حضرت ابن عباس کی تفسیر کا حال یہ ہے کہ آیت کریمہ۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ۔ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد اس سے مراد نماز نہیں بلکہ ذکر ہے وہ بھی خاص ذکر تسبیح۔

وَالذّٰرِيَاتِ یہ سورت مکی ہے۔ اور اس میں ساٹھ آیتیں ہیں۔ ص ۱۹

وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ الرِّيَاحُ وَقَالَ غَيْرُهُ تَذْرُوهُ تُفَرِّقُهُ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ذاریات سے مراد ہوائیں ہیں اور ان کے غیر نے کہا کہ تَذْرُوْہ کے معنی ہیں انھیں منتشر کر دیتی ہیں۔ ذَارِيَاتِ ذَرْوًا اور ذَرِيًّا سے جمع مؤنث اسم فاعل ہے۔ اس سے مراد وہ ہوائیں ہیں جو اپنے ساتھ دھول کوڑا، کرکٹ اڑاتی ہوئی چلتی ہیں بکھیرنے والی ہوائیں یہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا مطلب ہے۔

امام حاکم وغیرہ نے روایت کیا۔ ابن الکوی نے کہا میں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والذاریات ذَرْوًا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا۔ اس سے مراد ہوائیں ہیں۔ اور وَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس سے مراد بادل ہیں۔ اور وَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس سے مراد کشتیاں ہیں۔ وَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس سے مراد فرشتے ہیں۔ امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ابوالطفیل سے روایت کی کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ خطبہ دے رہے تھے۔ فرما رہے تھے لوگو مجھ سے پوچھو۔ بخدا قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کچھ بھی پوچھو گے تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو۔ بخدا میں ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ رات میں اتری ہے یا دن میں، ہموار زمین پہ اتری ہے یا پہاڑ پہ۔ ابن الکوی نے کہا کہ اسی موقع پر فرمایا۔ فالذاریات ذروا سے مراد ہوائیں ہیں۔ اور فرمایا تیرے لئے خرابی ہو۔ سمجھنے کے لئے پوچھ سرکشی کی نیت سے نہ پوچھ۔ [۱]

---

[۱] عمدۃ القاری۔ تاسع عشر ص ۱۹۰

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ تَاکُلُ وَتَشْرَبُ فِیْ مَدْخَلٍ وَّاحِدٍ وَیَخْرُجُ مِنْ مَّوْضِعَیْنِ ـــ اپنے آپ میں غور کرو۔ کھاتا اور پیتا ہے ایک راستے سے اور نکلتا ہے دو جگہ سے ـــ فَرَاغَ فَرَجَعَ۔ ـ لوٹا ـــ فَصَکَّتْ فَجَمَعَتْ اَصَابِعَھَا فَضَرَبَتْ بِہٖ جَبْھَتَھَا ـــ انھوں نے اپنی انگلیاں اکٹھا کیں اور اپنی پیشانی پر مارا ـــ جب قوم لوط کے اوپر عذاب نازل کرنے کے لئے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آئے اور انھوں نے ایک فربہ بچھڑا بھنا ہوا کھانے کے لئے ان کے سامنے پیش کیا اور انھوں نے نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم نے ان سے فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں اور انھیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ عذاب کے فرشتے ہیں جس سے انھیں کچھ خوف طاری ہوا۔ تو انھوں نے کہا ڈریئے نہیں ؟ آپ کو اللہ تعالیٰ ایک علم والا بچہ عطا فرمائے گا۔ اسے جب حضرت سارہ نے سنا تو حیرت زدہ ہوکر غایت خوشی میں چلاتی ہوئی آئیں اور اپنا ماتھا ٹھوکا اور فرمایا میں بڑھیا بانجھ ہوں اور مجھے لڑکا ہوگا۔ اس وقت حضرت سارہ کی عمر مبارک نوے یا ننانوے سال کی ہو چکی تھی ـــ فَصَکَّتْ کی ایک تفسیر یہ ہے جو امام بخاری نے ذکر فرمائی کہ انھوں نے حیرت سے اپنا ماتھا ٹھوکا۔ اور ایک تفسیر ہے کہ انھیں حیض آگیا ـــ وَالرَّمِیْمِ نَبَاتُ الْاَرْضِ اِذَا یَبِسَ وَدِیْسَ ـــ رمیم نباتات ہیں جب سوکھ جائیں اور ان کو گاہ لیا جائے ـــ اَلْمُوْسِعُوْنَ اَیْ لَذُوْ سَعَۃٍ وَکَذٰلِکَ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدْرُہٗ یَعْنِی الْقَوِیَّ ـــ یعنی ہم وسعت دینے والے ہیں اور موسع سے مراد قوی ہے باعتبار معاش کے ـــ زَوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی ـــ وَاخْتِلَافُ الْاَلْوَانِ حُلْوٌ وَّحَامِضٌ فَھُمَا زَوْجَانِ ـــ ارشاد ہے اور ہم نے ہر چیز سے جوڑ بنائے۔ مراد یہ ہے کہ نر اور مادہ ـــ یا مختلف رنگ کے ـــ یا مختلف مزے کے میٹھا اور کھٹا یہ بھی دو زوج ہیں ـــ فَفِرُّوْا اِلَی اللہِ مِنَ اللہِ اِلَیْہِ ـــ یعنی اللہ سے اللہ کی طرف بھاگو ـــ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مَا خَلَقْتُ اَھْلَ السَّعَادَۃِ مِنْ اَھْلِ الْفَرِیْقَیْنِ اِلَّا لِیُوَحِّدُوْنَ وَقَالَ بَعْضُھُمْ خَلَقَھُمْ لِیَفْعَلُوْا فَفَعَلَ بَعْضٌ وَتَرَکَ بَعْضٌ وَلَیْسَ فِیْہِ حُجَّۃٌ لِاَھْلِ الْقَدَرِ ـــ ارشاد ہے ہم نے جن اور انسانوں کو عبادت ہی کے لئے پیدا فرمایا۔ اس پر اعتراض یہ پڑتا ہے کہ پھر کچھ انسان اور جن اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتے۔

امام بخاری نے اس کا جواب دو طریقہ سے دیا ایک تو یہ ہے کہ الف لام عہد کا ہے اس سے مراد مخصوص جن وانس ہیں۔ یعنی سعید لوگ۔

دوسرا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کے پیدا کرنے کی حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ اس میں کچھ لوگوں نے کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا۔

وَالذَّنُوْبُ الدَّلْوُ الْعَظِیْمُ ـــ یعنی بڑا ڈول ـــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ صَرَّۃٍ۔ صَیْحَۃٍ

بیخ ـــ ذُنُوْبًا سَبِیْلًا ـــ ذنوب سے مراد راستہ ہے ـــ اَلْعَقِیْمُ اللّٰتِیْ لَا تَلِدُ ـــ بانجھ جو بچہ نہ دیتی ہو ـــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ـ وَالْحُبُکُ ـ ولکش ـــ فِیْ غَمْرَتِہِمْ فِیْ ضَلَالَتِہِمْ یَتَمَادُوْنَ ـــ نشہ میں یعنی اپنی گمراہیوں میں بہکے پھرتے ہیں ـــ وَقَالَ غَیْرُہٗ ـ تَوَاصَوْا تَوَاطَئُوْا ـــ ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہے ـــ وَقَالَ مُسَوَّمَۃً مُعْلَمَۃً مِنَ السِّیْمَا ـــ نشان لگائے ہوئے ـ

وَالطُّوْرِ یہ سورت مکی ہے ـ اس میں انچاس آیتیں ہیں صـ ۷۱۹

وَقَالَ قَتَادَۃُ مَسْطُوْرٍ مَکْتُوْبٍ ـــ مسطور سے مراد لکھی ہوئی ـــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلطُّوْرُ ـ اَلْجَبَلُ ـ بِالسُّرْیَانِیَّۃِ ـــ سریانی زبان میں طور کے معنی پہاڑ ہیں ـ نیز طور اس مخصوص پہاڑ کا بھی نام ہے ـ جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا تھا یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں ـــ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ـ صَحِیْفَۃٍ ـــ رق کے معنی دفتر کے ہیں ـ منشور کے معنی کھلا ہوا ـــ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ـــ اور بلند چھت کی قسم اس سے مراد آسمان ہے ـــ وَالْمَسْجُوْرِ اَلْمُوْقَدِ ـــ سلگایا ہوا ـــ وَقَالَ الْحَسَنُ ـــ تَسْجُرُ حَتّٰی یَذْھَبَ مَاءُھَا فَلَا یَبْقٰی فِیْھَا قَطْرَۃٌ ـــ امام حسن بصری نے فرمایا کہ یہ تسجر سے ہے جس کے معنی ہیں ـ اس کا پانی ختم ہو گیا ـ ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہا ـــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلَتْنَاھُمْ نَقَصْنَا ـــ ہم نے کم کیا ـــ وَقَالَ غَیْرُہٗ تَمُوْرُ تَدُوْرُ ـــ گردش کرے گا ہلے گا ـــ اَحْلَامُھُمْ اَلْعُقُوْلُ ـــ حُلُم کے معنی عقل کے ہیں ـــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ـــ اَلْبَرُّ اللَّطِیْفُ ـــ بر کے معنی لطف کرنے والا ـ نیکوکار ـــ کِسَفًا قِطَعًا ـــ ٹکڑا ـــ اَلْمَنُوْنُ اَلْمَوْتُ ـ وَقَالَ غَیْرُہٗ یَتَنَازَعُوْنَ یَتَعَاطَوْنَ ـــ ایک دوسرے سے چھینیں گے ـ

وَالنَّجْمِ یہ سورت مکی ہے ـ اس میں باسٹھ آیتیں ہیں صـ ۷۲۰

یہاں النجم سے مراد ثریا ہے ـ اگرچہ نجم ـ مطلقًا ہر ستارے کو کہتے ہیں لیکن اہل عرب الف لام کے ساتھ خاص ثریا کو بھی کہتے ہیں ـ اس کا بھی احتمال ہے کہ مراد مطلقًا ہر ستارہ ہو ـ یہاں ستارے کی قسم میں نکتہ یہ ہے کہ ستاروں کا مستقر فضا رہے ـ ان کا خیر طبعی بھی اوپر ہی ہے ـ ان کی کشش ثقل بھی اوپر ہی ہے ورنہ اپنی جگہ قائم نہیں رہتے ـ اس لئے خیر طبعی سے باہر رکھنے والا کوئی تاسر موجود نہیں مگر پھر بھی تم دیکھتے ہو کہ اس کے ٹکڑے اوپر سے نیچے گرتے ہیں تو جیسے قدرت خداوندی سے ستارے اپنے خیر طبعی اور کشش ثقل کے برخلاف نیچے آتے ہیں ـ اسی طرح تمہاری سمجھ میں یہ کیوں نہیں آتا ـ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہوتے ہوئے بشر کے خیر طبعی اور کشش ثقل کے برخلاف آسمانوں پر گئے ـ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ذُوْمِرَّةٍ قُوَّةٍ ـــــ قوت والے ـــــ قَابَ قَوْسَيْنِ ـ حَيْثُ الْوَتَرِ مِنَ الْقَوْسِ ـــــ قَابَ کمان کے اس حصہ کو کہتے ہیں جہاں اس کی تانت ہوتی ہے ـــــ ضِيزَىٰ ـ عِوَجًا ـــــ ٹیڑھی ـــــ وَأَكْدَىٰ قَطَعَ عَطَائَهُ ـــــ یعنی اس کی عطار کو قسط وار کر دیا ـــــ رَبُّ الشِّعْرَىٰ هُوَ مِرْزَمُ الْجَوْزَاءِ ـــــ شعریٰ ایک ستارے کا نام ہے جو جوزی کے بعد طلوع ہوتا ہے ـــــ وَالَّذِي وَفَّىٰ وَفَّىٰ مَا فُرِضَ عَلَيْهِ ـــــ اس پر جو فرض کیا گیا اس کو پورا ادا کیا ـــــ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ـــــ قیامت قریب آگئی ـــــ سَامِدُونَ اَلْبَرْطَمَةُ هُوَ ضَرْبٌ مِنَ اللَّهْوِ ـــــ کھیل میں پڑے ہو۔ برطمۃ کو بھی کہتے ہیں جو ایک قسم کا کھیل ہے ـــــ وَقَالَ عِكْرِمَةُ يَتَغَنَّوْنَ بِالْحِمْيَرِيَّةِ ـــــ حمری زبان میں سمد کے معنیٰ گانے کے ہیں ـــــ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ أَفَتُمَارُونَهُ أَفَتُجَادِلُونَهُ وَمَنْ قَرَأَ أَفَتَمْرُونَهُ يَعْنِي أَفَتَجْحَدُونَهُ ـــــ تو کیا تم ان سے جھگڑتے ہو اور جس نے اس کو أَفَتَمْرُونَهُ پڑھا اس کے نزدیک اس کے معنیٰ ہیں تو کیا تم ان کو جھٹلاتے ہو ـــــ مَا زَاغَ الْبَصَرُ بَصَرُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــــ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ـــــ وَمَا طَغَىٰ وَلَا جَاوَزَ مَا رَأَىٰ ـــــ حد سے آگے نہیں بڑھی ـــــ فَتَمَارَوْا كَذَّبُوا ـــــ جھٹلایا ـــــ وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا هَوَىٰ غَابَ ـــــ جب نظر سے غائب ہو جائے ڈوب جائے ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ أَعْطَىٰ فَأَرْضَىٰ ـــــ اور راضی کر دیا۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ص۷۲۱

اس سورت کا نام سورۂ قمر بھی ہے یہ مکی ہے صرف مگر یہ آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ـــــ یہ مدنی ہے۔ یہ بدر کے موقع پر ابو جہل وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس میں پچپن ۵۵ آیتیں ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ مُسْتَمِرٌّ ذَاهِبٌ ـــــ ہمیشہ رہنے والا ـــــ مُزْدَجَرٌ مُتَنَاهٍ ـــــ رکاوٹ ـــــ وَازْدُجِرَ ـ فَاسْتُطِيرَ جُنُونًا ـــــ پاگل ہو گیا ـــــ دُسُرٍ ـ أَضْلَاعُ السَّفِينَةِ ـــــ کشتی کے تختے ـــــ لِمَنْ كَانَ كُفِرَ ـ يَقُولُ ـ كُفِرَ لَهُ ـــــ جس کے ساتھ کفر کیا گیا ـــــ جَزَاءً مِنَ اللهِ ـــــ اللہ کی طرف سے اس کے کفر کا بدلہ ـــــ مُحْتَضَرٌ ـ يَحْضُرُونَ الْمَاءَ ـــــ پانی پر جانے کی باری ـــــ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ مُهْطِعِينَ النَّسَلَانُ الْخَبَبُ السِّرَاعُ ـــــ دوڑتے ہوئے۔ نسلان کے معنیٰ ہیں تیز دوڑنا ـــــ وَقَالَ غَيْرُهُ فَتَعَاطَىٰ فَعَاطَهَا بِيَدِهِ ـــــ اپنے ہاتھ سے لیا ـــــ فَعَقَرَهَا ـــــ اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ اَلْمُحْتَظِرُ كَحِظَارٍ مِنَ الشَّجَرِ ـ مُحْتَرِقٍ ـــــ درخت سے بنایا ہوا گھیرا۔ ختم ـــــ

وَازْدُجِرَ اُفْتُعِلَ مِنْ زَجَرْتُ ـــــ زجر سے باب افتعال کا ماضی مجہول کا واحد مذکر کا صیغہ ہے۔ جھڑکا گیا ـــــ کُفِرَ فَعَلْنَا بِہٖ وَبِھِمْ مَا فَعَلْنَا جَزَاءً لِمَا صُنِعَ بِنُوْحٍ وَاَصْحَابِہٖ ـــــ ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے ساتھ جو کیا یہ بدلہ تھا اس کا جو نوح اور ان کے اصحاب کے ساتھ کیا گیا تھا۔ یعنی ہم نے قوم نوح کو غرق کیا یہ ان کے کفر کی سزا تھی ـــــ مُسْتَقِرٌّ عَذَابٌ حَقٌّ ـــــ عذاب برحق ہے ـــــ یُقَالُ الْاَشِرُ الْمَرَحُ وَالتَّجَبُّرُ ـــــ اترانا اور گھمنڈ۔

سورۃ الرحمن ۔ صفحہ ۷۲۳

یہ سورت مکی ہے ابو العباس نے کہا کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ مکی ہے ہمام نے قتادہ سے روایت کیا کہ انھوں نے کہا یہ کیسے مدنی ہو سکتی ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار عکاظ میں پڑھا جیسے جن نے سنا قرآن کا حصہ جو سب سے پہلے قریش نے بلند آواز سے سنا وہ سورۂ رحمٰن ہے اس کو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حطیم کے پاس پڑھا تو لوگوں نے انھیں مارا یہاں تک کہ ان کے چہرہ پر نشان پڑ گیا اور قتادہ سے روایت ہے کہ یہ مکی ہے۔

وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ ۔ یُرِیْدُ لِسَانَ الْمِیْزَانِ ـــــ اور تول قائم کرو مراد یہ ہے کہ ترازو کی زبان کو سیدھی رکھو ـــــ وَالْعَصْفُ بَقْلُ الزَّرْعِ اِذَا قُطِعَ مِنْہُ شَیْئٌ قَبْلَ اَنْ یُّدْرِکَ فَذٰلِکَ الْعَصْفُ ـــــ کچی فصل جب کہ اسے پکنے سے پہلے کاٹا جائے عَصْفٌ کے معنی بھس کے بھی آتے ہیں ـــــ وَالرَّیْحَانُ وَرَقُہٗ وَالْحَبُّ الَّذِیْ یُؤْکَلُ مِنْہُ وَالرَّیْحَانُ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ الرِّزْقُ وَقَالَ بَعْضُھُمْ وَالْعَصْفُ یُرِیْدُ الْمَاکُوْلَ مِنَ الْحَبِّ وَالرَّیْحَانُ النَّضِیْجُ الَّذِیْ لَمْ یُؤْکَلْ وَقَالَ غَیْرُہٗ وَالْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَۃِ وَقَالَ الضَّحَّاکُ اَلْعَصْفُ اَلتِّبْنُ وَقَالَ اَبُوْ مَالِکٍ اَلْعَصْفُ اَوَّلُ مَا یَنْبُتُ تُسَمِّیْہِ النَّبَطُ ھَبُوْرًا وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَۃِ وَالرَّیْحَانُ الرِّزْقُ ـــــ ریحان۔ اس کے پتے اور حب وہ ہے جو اس میں سے کھایا جائے۔ اہل عرب کی زبان میں ریحان روزی کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا عصف سے مراد وہ دانہ ہے جو کھایا جائے۔ اور ریحان۔ پکا ہوا وہ دانہ جو کھایا نہ گیا ہو ـــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ وَالْعَصْفُ وَرَقُ الْحِنْطَۃِ ـــــ اور ان کے غیر نے کہا عصف گیہوں کے پتے کو کہتے ہیں اور ضحاک نے کہا بھس کو۔ اور ابو مالک نے کہا سب سے پہلے جو اگتا ہے وہ عصف ہے جس کو نبطی لوگ ہبور کہتے ہیں۔ اور مجاہد نے کہا عصف گیہوں کا پتہ اور ریحان روزی ـــــ راجح مختار یہ ہے کہ عصف سے مراد بھس ہے اور ریحان سے مراد خوشبودار پھول ـــــ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ نے ـــــ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّیْحَانُ ـــــ کا ترجمہ یہ فرمایا اور بھس کے ساتھ اناج اور خوشبو کے پھول ـــــ وَالْمَارِجُ اللَّھَبُ الْاَصْفَرُ وَالْاَخْضَرُ الَّذِیْ یَعْلُو النَّارَ اِذَا اُوْقِدَتْ ـــــ پیلی اور ہری لٹ کو کہتے ہیں جو آگ کے اوپر اٹھتی ہے جب کہ آگ

جلائی جائے ـــــ وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ مُجَاهِدٍ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ لِلشَّمْسِ فِي الشِّتَاءِ مَشْرِقٌ وَمَشْرِقٌ فِي الصَّيْفِ ـــــ سورج کا جاڑے میں ایک مطلع ہے اور ایک مطلع گرمی میں ہے ـــــ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ مَغْرِبُهَا فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ـــــ جاڑے اور گرمی میں اس کے ڈوبنے کی جگہ ـــــ لَا يَبْغِيَانِ لَا يَخْتَلِطَانِ ـــــ ایک دوسرے پر غالب نہیں آتے کہ دونوں آپس میں مل جائیں ـــــ اَلْمُنْشَآتُ مَا رُفِعَ مِنْ قِلْعِهٖ مِنَ السُّفُنِ فَأَمَّا مَا لَمْ يُرْفَعْ قِلْعُهٗ فَلَيْسَ بِمُنْشَآتٍ ـــــ ایسے جہاز جن کے بادبان بلند کر دیئے گئے ہوں اور جس کے بادبان بلند نہ کئے گئے ہوں تو وہ منشات نہیں ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَنُحَاسٌ الصُّفْرُ يُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ يُعَذَّبُوْنَ بِهٖ ـــــ پیتل جو کھولا کر جہنمیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا جس سے وہ لوگ عذاب دیئے جائیں گے۔ راجح یہ ہے کہ یہاں نحاس سے مراد وہ کالا دھواں ہے جس میں لپٹ نہ ہو ـــــ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ يَهُمُّ بِالْمَعْصِيَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ فَيَتْرُكُهَا ـــــ اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا۔ گناہ کا ارادہ کرتا ہے پھر اللہ کو یاد کرتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے ـــــ اَلشُّوَاظُ لَهَبٌ مِنْ نَارٍ ـــــ آگ کی لپٹ ـــــ مُدْهَامَّتَانِ ـــــ سودا ـــــ وَ اِنَّ مِنَ الرِّيِّ ـــــ سیرابی کی وجہ سے کالے نظر آتے ہیں ـــــ صَلْصَالٍ خُلِطَ بِرَمْلٍ فَصَلْصَلَ كَمَا يُصَلْصِلُ الْفَخَّارُ وَيُقَالُ مُنْتِنٌ يُرِيْدُوْنَ بِهٖ صَلَّ يُقَالُ صَلْصَالٌ كَمَا يُقَالُ صَرَّ الْبَابُ عِنْدَ الْاِغْلَاقِ وَصَرْصَرَ مِثْلُ كَبْكَبْتُهٗ يَعْنِيْ كَبَبْتُهٗ ـــــ اس مٹی سے جس میں بالو ملایا گیا ہر جس کی وجہ سے وہ کھنکھناتی ہے جیسے ٹھیکری کھنکھناتی ہے۔ اور کہا گیا بودار۔ صَلَّ کے معنی بودار مٹی مراد یہ ہے کہ صلّ ثلاثی اور صلصال رباعی ہم معنیٰ ہیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ مٹی ایسے آواز کرتی ہے جیسے بند کرتے وقت دروازہ آواز کرتا ہے ـــــ صَرَّ الْبَابُ وَصَرْصَرَ الْبَابُ ـــــ ہم معنیٰ ہیں جیسے ـــــ كَبْكَبْتُهٗ اور كَبَبْتُهٗ ہم معنیٰ ہیں ـــــ فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ الرُّمَّانُ وَالنَّخْلُ بِالْفَاكِهَةِ وَاَمَّا الْعَرَبُ فَاِنَّهَا تَعُدُّهَا فَاكِهَةً كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَاَمَرَهُمْ بِالْمُحَافَظَةِ عَلٰى كُلِّ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ اَعَادَ الْعَصْرَ تَشْدِيْدًا لَهَا۔ كَمَا اُعِيْدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ وَمِثْلُهَا اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ قَالَ وَكَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَقَدْ ذَكَرَهُمْ فِيْ اَوَّلِ قَوْلِهٖ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ـــــ اور ان کے بعضوں نے کہا کہ انار اور کھجور فاکہہ نہیں لیکن عرب والے اس کو فاکہہ شمار کرتے ہیں۔ جیسے اللہ عز و جل کا ارشاد ہے۔ تمام نمازوں کی محافظت کرو اور بیچلی نماز کی ـــ انھیں حکم دیا تمام نمازوں کی محافظت کا پھر عصر کو لوٹایا۔ عصر کی اہمیت بتانے کے لئے۔ اسی طرح کھجور اور انار کو لوٹایا۔ اسی کے مثل یہ ارشاد ہے کیا تو نے نہیں دیکھا۔ کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ لوگ جو

زمینوں میں ہیں اور وہ لوگ جو آسمانوں میں ہیں پھر فرمایا اور بہت سے لوگ اور بہت سے وہ ہیں جن پر عذاب واجب ہو چکا حالانکہ ان کا ذکر شروع میں ہی مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ میں فرمادیا تھا۔

امام بخاری علیہ الرحمہ ان بحثوں سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ عرب کے عرف میں انار اور کھجور فاکہہ میں داخل ہیں۔ مگر فاکہہ کے بعد نخل و رمان کو ذکر فرمایا ان کی اہمیت کو بتانے کے لئے جیسا کہ نماز عصر حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوَاتِ میں داخل تھی مگر پھر علیحدہ اس کی اہمیت کو بتانے کے لئے ذکر فرمایا۔ اور جیسے کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ میں داخل تھے مگر اپنے اطاعت شعار بندوں کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے ان کا علیحدہ ذکر فرمایا ــــ قَالَ غَیْرُہٗ اَفْنَانٍ اَغْصَانٌ شاخیں ــ وَجَنَی الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ مَا یُجْتَنٰی قَرِیْبٌ ــــ جن کو قریب سے چن لیا جائے ــــ وَقَالَ الْحَسَنُ فَبِاَیِّ آلَاءِ نِعَمِہٖ ــــ اس کی نعمتیں ــــ وَقَالَ قَتَادَۃُ رَبِّکُمَا یَعْنِی الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَقَالَ اَبُوْ الدَّرْدَاءِ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ــــ روز آنہ وہ ایک نئی شان میں ہے ــــ یَغْفِرُ ذَنْبًا وَیَکْشِفُ کَرْبًا وَیَرْفَعُ قَوْمًا وَیَضَعُ آخَرِیْنَ ــــ کسی کی گناہ بخشتا ہے کسی کی تکلیف دور کرتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے دوسرے کو ذلیل کرتا ہے ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَرْزَخٌ حَاجِزٌ ــ رکاوٹ ــ اَلْاَنَامُ الْخَلْقُ۔ نَضَّاخَتَانِ فَیَّاضَتَانِ ــــ چھلکتے ہوئے ــــ ذُوالْجَلَالِ ذُوالْعَظْمَۃِ وَقَالَ غَیْرُہٗ مَارِجٌ خَالِصٌ مِّنَ النَّارِ یُقَالُ مَرَجَ الْاَمِیْرُ رَعِیَّتَہٗ اِذَا خَلَّاھُمْ یَعْدُوْ بَعْضُھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مَرَجَ اَمْرُ النَّاسِ مَرِیْجٌ مُّلْتَبِسٌ مَرَجَ اِخْتَلَطَ الْبَحْرَیْنِ مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَکَ تَرَکْتَھَا ــــ اور ان کے غیر نے کہا مارج معنی ہیں خالص آگ کہا جاتا ہے مَرَجَ الْاَمِیْرُ رَعِیَّتَہٗ ــــ جب انہیں چھوڑ دے کہ ان کا بعض بعض پر تعدی کرے اور لوگوں کا معاملہ خلط ملط ہو جائے۔ مریج کے معنی ہیں مشتبہ۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئے ایک دوسرے سے مل گئے۔ جیسے کہتے ہیں۔ مَرَجْتَ دَابَّتَکَ تونے چوپایہ کو چھوڑ دیا، کہ جیسے چاہیں چریں چگیں جہاں چاہیں آئیں جائیں۔ سَنَفْرُغُ سَنُحَاسِبُکُمْ لَا یَشْغُلُہٗ شَیْءٌ عَنْ شَیْءٍ وَھُوَ مَعْرُوْفٌ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ یُقَالُ لَا تَفَرَّغَنَّ لَکَ وَمَا بِہٖ شُغُلٌ یَقُوْلُ لَاٰخُذَنَّکَ عَلٰی غِرَّتِکَ ــــ جلد سب کام نپٹا کر ہم تمہارا احساب کریں گے۔ سنفرغ پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب یہ فرمایا کہ ہم جلد فارغ ہوں گے۔ تو شبہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ایک کام اتنا مشغول رکھتا ہے کہ اس وقت کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا۔ امام بخاری اس شبہے کا ازالہ یوں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ ایک کام میں مشغولیت دوسرے کو اس سے باز نہیں رکھتی۔ اور یہ محاورہ کلام عرب میں مشہور ہے کہ کسی شخص کا کوئی کام نہیں اور وہ کہتا ہے لَاَتَفَرَّغَنَّ لَکَ۔ یعنی میں ہر کام چھوڑ کر تجھے پکڑ لوں گا۔

باب قولہ تعالیٰ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ
اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں۔ ص ۷۲۳

حدیث ۲۲۱۴
عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ
عبد اللہ بن قیس یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں چاندی کی ہیں ان دونوں کے
اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِیَتُهُمَا وَمَا فِیْهِمَا وَمَا بَیْنَ
تمام برتن اور سارے سازو سامان چاندی ہی کے ہیں۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں۔ ان کے
الْقَوْمِ وَبَیْنَ اَنْ یَّنْظُرُوْا اِلٰی رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْکِبْرِ عَلٰی وَجْهِهٖ
تمام برتن اور سازو سامان سونے کے ہیں۔ جنتیوں اور ان کے رب کے دیدار کے درمیان
فِیْ جَنَّةِ عَدْنٍ [عہ]
صرف ردائے کبریائی حائل ہے جنت عدن میں۔

باب حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر "حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین"
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحُوْرَاءُ سَوْدَاءُ الْحَدَقِ ـــــ حور حوراء کی جمع ہے جس کے معنی ہے کالی پتلی والی ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَقْصُوْرٰتٌ مَحْبُوْسَاتٌ، قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَاَنْفُسُهُنَّ عَلٰی اَزْوَاجِهِنَّ ـــــ بند ہیں ان کی آنکھ اور ان کی ذات کو شوہر کے علاوہ غیروں سے روک دیا گیا ہے ـــــ قٰصِرٰتٌ لَا یَبْغِیْنَ غَیْرَ اَزْوَاجِهِنَّ ـــــ شوہروں کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتیں۔

اَلْوَاقِعَةُ یہ سورت مکی ہے اور اس میں چھیانوے ۹۶ آیتیں ہیں۔ ص ۷۲۴
وَقَالَ مُجَاهِدٌ رُجَّتْ زُلْزِلَتْ ـــــ کانپے گی ـــــ بُسَّتْ، فُتَّتْ وَلُتَّتْ کَمَا یُلَتُّ السَّوِیْقُ ـــــ ریزے ریزے کردیا جائیگا ـــــ اَلْمَخْضُوْدُ، اَلْمُوْقَرُ حَمْلًا، ـــــ بوجھ سے لدا ہوا وَیُقَالُ اَیْضًا لَا شَوْكَ لَهٗ ـــــ ایک قول یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اس کے لئے کانٹے نہیں ـــــ مَنْضُوْدٍ، اَلْمَوْزُ ـــــ کیلا ـــــ وَالْعُرُبُ الْمُحَبَّبَاتُ اِلٰی اَزْوَاجِهِنَّ ـــــ

عہ اس کے متصل ایک حدیث کے بعد۔ کتاب التوحید باب قولہ وجوہ یومئذٍ ناضرۃ ص ۱۱۰۹

عُرُبا جمع ہے عَرُوْبَۃٌ کی جس کے معنیٰ ہے اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ـــــ ثُلَّۃٌ۔ اُمَّۃٌ ـــــ گروہ ـــــ یَحْمُوْمٍ دُخَانٍ اَسْوَدَ ـــــ کالا دھواں ـــــ یُصِرُّوْنَ۔ یُدِیْمُوْنَ ـــــ ہمیشہ رہیں گے ـــــ اَلْهِیْمِ۔ اَلْاِبِلِ۔ اَلظِّمَاءُ ـــــ پیاسا اونٹ ـــــ لَمُغْرَمُوْنَ۔ لَمُلْزَمُوْنَ ـــــ ہم پر الزام لگایا گیا ـــــ رَوْحٌ۔ جَنَّۃٌ وَّرَخَاءٌ ـــــ جنت اور کشائش ـــــ وَرَیْحَانٌ۔ اَلرِّزْقُ ـــــ ریحان سے مراد روزی ہے ـــــ وَنُنْشِئَکُمْ فِیْ اَیِّ خَلْقٍ نَشَاءُ ـــــ ہم تجھ کو پیدا کریں گے جس صورت میں چاہیں گے ـــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ تَفَکَّهُوْنَ۔ تَعْجَبُوْنَ ـــــ تعجب کرتے ہوئے ـــــ عُرُبًا۔ مُثَقَّلَۃٌ وَاحِدُهَا عَرُوْبٌ مِثْلُ صَبُوْرٍ وَصُبُرٍ یُسَمِّیْهَا اَهْلُ مَکَّۃَ۔ اَلْعَرِبَۃَ وَاَهْلُ الْمَدِیْنَۃِ اَلْغَنِجَۃَ وَاَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّکِلَۃَ ـــــ عُرُبا کی راء کو ضمہ اس کا واحد عروب ہے جیسے صبور صبر کا اہل مکہ اسے عَرِبہ کہتے ہیں اور اہل مدینہ غنجہ اور اہل عراق شکلہ ـــــ وَقَالَ فِیْ خَافِضَۃٍ لِقَوْمٍ اِلَی النَّارِ وَرَافِعَۃٍ اِلَی الْجَنَّۃِ ـــــ اور خافضہ کے بارے میں کہا اس کے معنی ہیں ایک گروہ کو جہنم میں گرائے گا۔ رافعۃ سے مراد یہ ہے کہ ایک گروہ کو جنت میں لے جائے گا ـــــ مَوْضُوْنَۃٍ مَنْسُوْجَۃٍ وَمِنْهُ وَضِیْنُ النَّاقَۃِ وَالْکُوْبُ لَا اٰذَانَ لَہٗ وَلَا عُرْوَۃَ ـــــ موضونہ کے معنی بنا ہوا اسی سے ہے ـــــ وَضِیْنُ النَّاقَۃِ ـــــ اونٹنی کے ہودج کا استر وہ بچھونا جو اونٹنی پر بچھا کر پھر ہودج باندھتے ہیں۔ کوب اس برتن کو کہتے ہیں جس میں نہ ٹونٹی ہو نہ دستہ ـــــ وَالْاَبَارِیْقُ ذَوَاتُ الْاٰذَانِ وَالْعُرٰی ـــــ ٹونٹی اور دستے والا لوٹا ـــــ مَسْکُوْبٍ۔ جَارٍ ـــــ بہنے والا ـــــ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَۃٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ـــــ اور بچھونے جو ایک دوسرے پر تہ بہ تہ بچھائے ہوں گے ـــــ مُتْرَفِیْنَ مُتَمَتِّعِیْنَ ـــــ اس کو استعمال میں لانے والے ـــــ مَا تُمْنُوْنَ هِیَ النُّطْفَۃُ فِیْ اَرْحَامِ النِّسَاءِ ـــــ جسے تم گراتے ہو عورتوں کے رحم میں یعنی نطفہ ـــــ لِلْمُقْوِیْنَ۔ لِلْمُسَافِرِیْنَ ـــــ مسافروں کے لئے ـــــ وَالْقِیُّ۔ اَلْقَفْرُ ـــــ یہ مشتق ہے قِیٌّ سے جس کے معنی چٹیل میدان کے ہیں ـــــ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۔ بِمُحْکَمِ الْقُرْاٰنِ وَیُقَالُ بِمَسْقَطِ النُّجُوْمِ اِذَا سَقَطْنَ وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعُ وَاحِدٌ ـــــ موقع النجوم سے مراد قرآن کی محکم آیتیں ہیں اور کہا گیا اس سے مراد ستاروں کے گرنے کی جگہ ہیں جب وہ گریں اور مواقع اور موقع ایک ہیں ـــــ مُدْهِنُوْنَ۔ مُکَذِّبُوْنَ مِثْلُ لَوْ تُدْهِنُ فَیُدْهِنُوْنَ ـــــ جھٹلانے والے جیسے فرمایا گیا اگر آپ نرمی کریں تو وہ بھی نرم ہو جائیں ـــــ فَسَلَامٌ لَّکَ اَیْ مُسَلَّمٌ لَکَ۔ اِنَّکَ مِنْ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ وَاُلْغِیَتْ اِنَّ وَهُوَ مَعْنَاهَا کَمَا تَقُوْلُ اِنَّکَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِیْلٍ اِذَا کَانَ قَدْ قَالَ اِنِّیْ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِیْلٍ وَقَدْ یَکُوْنُ کَالدُّعَاءِ

لَكَ كَقَوْلِكَ مُسَقِيًا مِّنَ الرِّجَالِ اِنْ رَفَعْتَ السَّلَامَ فَهُوَ مِنَ الدُّعَاءِ ـــــ یعنی تیرے لئے سلامتی ہے کیونکہ تو داہنی جانب والوں سے ہے یہاں لفظ اِنَّ کو محذوف کرکے اس کا معنیٰ برقرار رکھا گیا ہے جیسے کہتے ہیں ـــــ اَنْتَ مُصَدَّقٌ مُسَافِرٌ عَنْ قَلِيْلٍ ـــــ تمہاری تصدیق کی جاتی ہے کہ عنقریب تم سفر کروگے جب اس نے پہلے بتایا ہو کہ میں عنقریب سفر کرنے والا ہوں۔ کبھی یہ دعار کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ فَسَقْيًا مِّنَ الرِّجَالِ۔ اگر لفظ سلام مرفوع ہو تو دعار کے معنیٰ میں ہوتا ہے ـــــ تُوْرُوْنَ۔ تَسْتَخْرِجُوْنَ۔ أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ ـــــ تم نکالتے ہو اَوْرَیْتُ کے معنیٰ ہیں جلانے کے ـــــ لَغْوًا۔ بَاطِلًا۔ تَأْثِيْمًا۔ كِذْبًا ـــــ لغوًا سے مراد باطل ہے اور تاثیم سے مراد جھوٹ ہے۔

الحدید ص۲۲۴

یہ سورۃ مدنی ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ مکی ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اس لئے کہ اس میں منافقین کا تذکرہ ہے اور منافقین کا وجود مکے میں نہیں تھا، مدینہ طیبہ میں ہوا۔ نیز اس میں یہ آیت بھی ہے۔ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ۔ یہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی ہے پھر اس میں قتال کا ذکر ہے اور قتال کا حکم ہجرت کے بعد نازل ہوا ہے۔ اس میں انتیس ۲۹ آیتیں ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ! جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِيْنَ، مُعَمَّرِيْنَ فِيْهِ ـــــ تم کو ایک دوسرے کا جانشین کیا۔ زمین میں تم کو ایک مدت دراز تک رکھا ـــــ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ۔ مِنَ الضَّلَالَةِ اِلَى الْهُدٰى ـــــ تاریکی سے روشنی کی جانب گمراہی سے ہدایت کی طرف ـــــ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ جُنَّةٌ وَسِلَاحٌ ـــــ ڈھال اور ہتھیار ـــــ مَوْلَاكُمْ۔ أَوْلٰى بِكُمْ ـــــ تمہارے زیادہ لائق ہے ـــــ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ۔ لِيَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ ـــــ تاکہ اہل کتاب جان لیں ـــــ يُقَالُ الظَّاهِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ـــــ ظاہر سے مراد یہ ہے یعنی ہر چیز اس پر ظاہر ہے یعنی معلوم ہے ـــــ وَالْبَاطِنُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ـــــ اور باطن سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز کا اندرونی علم رکھتا ہے ـــــ اُنْظُرُوْنَا۔ اِنْتَظِرُوْنَا ـــــ ہمارا انتظار کرو۔

المجادلۃ

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں بائیس ۲۲ آیتیں ہیں۔ ص۲۲۵

وَقَالَ مُجَاهِدٌ! يُحَادُّوْنَ۔ يُشَاقُّوْنَ ـــــ عداوت رکھتے ہیں ـــــ كُبِتُوْا اُخْزُوْا مِنَ الْخِزْيِ ـــــ ذلیل کئے گئے ـــــ اِسْتَحْوَذَ۔ غَلَبَ ـــــ غالب ہوا۔

الحشر

یہ مدنی ہے اس میں چوبیس ۲۴ آیتیں ہیں۔ ص۲۲۵

اَلْجَلَاءُ۔ اَلْاِخْرَاجُ مِنْ اَرْضٍ اِلٰى اَرْضٍ ـــــ ایک زمین سے نکال کر دوسری زمین

کی طرف بھیجنا جلاوطن کرنا۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ص ۷۲۵ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر، اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لو

حدیث ۵۲۳۱ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ نے لعنت فرمائی

الْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ

گودنے والی اور گودانے والی پر۔ چہرے کا بال نوچنے والی اور دانتوں کو رگڑنے والی

اللّٰهِ فَبَلَغَ ذَالِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ

عورتوں پر کیونکہ وہ اللہ کی تخلیق کو بدلتی ہیں۔ یہ بات بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کو

فَجَاءَتْ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَالِيْ

ام یعقوب کہا جاتا ہے یہ عورت حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس حاضر ہوئی اور کہا کہ مجھ کو

لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خبر پہونچی ہے کہ آپ نے ایسی اور ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے تو انھوں نے فرمایا میں

وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ

کیوں نہ اس پر لعنت کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور جس پر

فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ

کتاب اللہ میں لعنت ہے۔ اس عورت نے کہا کہ جو کچھ دونوں تختیوں کے درمیان ہے میں نے پڑھا یعنی

أَمَا قَرَأْتِ "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ

پورا قرآن پڑھا اس میں میں نے نہیں پایا۔ اب آپ کیا کہتے ہیں حضرت عبداللہ نے فرمایا اگر تونے پڑھا

فَانْتَهُوْا" قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ قَالَتْ فَإِنِّيْ

ہوتا اسمیں ضرور پایا ہوتا کیا تونے نہیں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جو تم کو رسول دیں اسے لو اور جس

أَرٰى أَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهُ قَالَ فَاذْهَبِيْ فَانْظُرِيْ، فَذَهَبَتْ

سے منع کریں اس سے باز رہو" اس عورت نے کہا ہاں یہ ہے حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ حضور نے اس سے منع فرمایا

فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذَالِكَ

ہے اس عورت نے کہا میں آپ کے اہل کو دیکھتی ہوں کہ وہ ایسا کرتی ہیں فرمایا جاؤ اور دیکھو وہ عورت گئی اور دیکھا

مَاجَامَعَتْنَا عہ

تو اس نے کچھ نہیں پایا۔ فرمایا اگر ایسا ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ کبھی نہ رہتی۔

تشریحات لَعَنَ اللّٰهُ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ۔ ۵۱۴۲
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بال ملانے والی اور ملوانے والی اور گودنے والی اور گودانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے اور قرآن مجید میں فرمایا گیا "مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" رسول جو تمہیں دیں اسے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو اس ارشاد کی روشنی میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول ارشاد الٰہی ہے تو جب حضور نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی تو اللہ نے بھی لعنت فرمائی اور قرآن میں بھی اس پر لعنت آئی۔ ام یعقوب نے قرآن مجید میں جب صراحۃً ان عورتوں پر لعنت نہیں پائی تو اس نے عرض کیا میں نے پورا قرآن پڑھا ہے اس میں کہیں ان عورتوں پر لعنت نہیں۔ اس کے جواب میں حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ جب قرآن مجید یہ ارشاد ہے کہ تم کو جو رسول دیں اسے لو اور رسول اللہ نے لعنت فرمائی تو اس آیت کی روشنی میں قرآن نے بھی اس عورت پر لعنت فرمائی۔

بَابُ قَوْلِهٖ "وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر۔ اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انھیں فاقہ ہو۔ ص ۷۲۵

اَلْخَصَاصَةُ: اَلْفَاقَةُ۔ اَلْمُفْلِحُوْنَ۔ اَلْفَائِزُوْنَ بِالْخُلُوْدِ۔ اَلْفَلَاحُ اَلْبَقَاءُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ عَجِّلْ: وہ جنت میں ہمیشہ رہ کر کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور فلاح کے معنی بقاء ہے حیّ علی الفلاح کے معنی ہیں کامیابی کی طرف جلدی آؤ ـــــ وَقَالَ الْحَسَنُ حَاجَةً۔ حَسَدًا ارشاد تھا ـــــ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً ـــــ اور وہ اپنے سینوں میں حاجت یعنی حسد نہیں پاتے۔

اَلْمُمْتَحِنَةُ یہ سورۃ مدنی ہے اور اس میں تیرہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۲۶

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً۔ لَا تُعَذِّبْنَا بِاَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ عَلَى الْحَقِّ مَا اَصَابَهُمْ هٰذَا ـــــ اور مجاہد نے کہا کہ یہ دعا کہ ہمیں آزمائش نہ بنانے کا مطلب

عہ کتاب اللباس باب المتفلجات للحسن ص ۸۷۸ وایضاً فی باب المتنمصات وفی باب الموصولۃ ص ۸۷۹ وایضاً فی باب المستوشمۃ ص ۸۸۰ ۔ مسلم ۔ لباس ۔ ابوداؤد ترجل ۔ ترمذی، استیذان، نسائی، زینت، ابن ماجہ، نکاح۔

یہ ہے کہ ان کے ہاتھوں کے ہم پر عذاب نہ بھیج۔ کہ وہ کہیں کہ اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انھیں یہ مصیبت نہ پہونچتی ـــــ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔ أُمِرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِرَاقِ نِسَائِهِمْ كُنَّ كَوَافِرَ بِمَكَّةَ ـــــ ارشاد تھا ـــــ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ـــــ کافر عورتوں کے نکاح پر جمے نہ رہو یعنی صحابۂ کرام کو حکم دیا گیا کہ مکے میں جو تمہاری کافر عورتیں ہیں ان سے علیحدہ ہو جاؤ۔

حدیث ۲۲۱۶ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قِيلَ لِسُفْيَانَ فِي هٰذَا أُنْزِلَتْ لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا فِي حَدِيثِ النَّاسِ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو مَا تَرَكْتُ مِنْهُ حَرْفًا وَمَا أُرَى أَحَدًا حَفِظَهُ غَيْرِي۔

علی بن مدینی نے حدیث بیان کی سفیان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا حاطب بن ابی بلتعہ کے قصے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ "لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ"، تو سفیان نے کہا کہ یہ لوگوں کی حدیثیں ہے۔ میں نے اسکو عمرو سے یاد کیا اور میں نے اسمیں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے علاوہ کسی نے اسکو یاد کیا ہے۔

تشریحات ۲۲۱۶ اس کے پہلے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مفصل حدیث گذری ہے اس میں یہ تھا کہ حضرت عمرو بن دینار نے فرمایا کہ انھیں کے بارے میں "لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ" نازل ہوئی ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ سے سوال کا مقصد یہ تھا کہ سائل اس تذبذب میں تھا اس نے مزید توثیق چاہی۔

سابق حدیث میں بھی یہ فرمایا تھا کہ اس قصے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے اس میں دونوں احتمال ہیں، ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی ارشاد ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عمرو بن دینار پر موقوف ہو انھوں نے کسی اور ذریعہ سے جانا ہو کہ یہ آیت اسی قصے میں نازل ہوئی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ ص ۷۲۶ — جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں۔

حدیث ۲۲۱۷ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ قَالَ إِنَّمَا هُوَ شَرْطٌ شَرَطَهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں مروی ہے کہ کسی اچھے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ یہ ایک شرط ہے جسے اللہ

اَللّٰہُ لِلنِّسَاءِ

نے عورتوں کے لئے بیان فرمایا۔

تشریحات مفسرین نے فرمایا کہ معروف سے مراد نوحہ نہ کرنا ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت میں اکٹھی نہ ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اپنا چہرہ نہیں نوچیں گی گریبان نہیں پھاڑیں گی وغیرہ اور ایک قول یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہر وہ کام ہے جس میں ان کی بھلائی ہو اور ایک قول یہ ہے کہ ہر وہ اچھا کام ہے جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا میں اخیر والوں کا حاصل ایک ہی ہے اور معنی عام مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔ ۲۲۱۷

سُوْرَۃُ الصَّفِّ یہ سورت مدنی ہے اس میں چودہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۲۷

قَالَ مُجَاهِدٌ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللّٰهِ مَنْ يَتَّبِعُنِي إِلَى اللّٰهِ ــــ مراد یہ ہے کہ اللہ کے راستہ میں میری کون اتباع کرتا ہے ــــ حواری کی تحقیق گذر چکی ہے ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرْصُوصٌ مُلْصَقٌ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ ــــ بعض بعض سے ملا ہوا ــــ وَقَالَ غَيْرُهُ بِالرَّصَاصِ ــــ سیسہ سے ملا دیا گیا ہے۔

اَلْجُمُعَۃُ ص ۷۲۷ یہ سورت مدنی ہے اور اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ــــ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور ان میں سے کچھ اوروں کو پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے ــــ وَقَرَأَ عُمَرُ فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ ــــ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاسعوا الی ذکر اللہ کے بجائے فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ پڑھا معنی ایک ہی ہے کہ اللہ کے ذکر کی طرف چلو۔

۲۳۱۸ **حدیث** عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ

قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُنْزِلَتْ عَلَيْهِ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی جس میں یہ بھی ہے

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ

اور کچھ اور ہیں جو ان سے نہیں ملے میں نے عرض کیا وہ کون لوگ ہیں یا رسول اللہ!

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَأَلَ ثَلٰثًا وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ

تو حضور نے کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ تین بار پوچھا اور ہم میں سلمان فارسی

وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ

بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھا پھر فرمایا اگر

لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ عه

ایمان ثریا کے پاس ہوتا تو ان لوگوں کے کچھ افراد یا ایک فرد اسے حاصل کر لیتا۔

تشریحات ۲۳/۱۸ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ کا تعلق پہلی آیت سے ہے۔ ارشاد ہے۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ اللہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انھیں پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلا گمراہی میں تھے۔ اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے۔ وآخرین یعلمھم کی ضمیر منصوب پر معطوف ہے مطلب یہ ہے کہ یہ رسول صرف ان امیوں کو ہی نہیں علم عطا فرماتے بلکہ دوسرے اور بہت سے لوگ ہیں جو بعد میں آنے والے ہیں انھیں بھی پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں۔ حدیث کا مفاد تو یہی ہے کہ اس سے مراد اہل فارس ہیں بعد کے واقعات نے بتایا کہ سرزمین فارس سے اجلہ محدثین و فقہا بلکہ مجتہدین پیدا ہوئے۔ ابنائے فارس ہی میں سے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ بہت سے علما نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس پر مفصل بحث مقدمے میں ہو چکی ہے۔ ویسے آیۂ کریمہ اپنے اطلاق کے اعتبار سے ابنائے فارس کے ساتھ خاص نہیں۔ قیامت تک پوری امت کے ارباب علم و فضل مراد ہیں۔ مگر چونکہ صحابۂ کرام کے بعد اہل فارس ہی زیادہ تر اہل علم و فضل ہوئے ہیں اس لئے خصوصیت سے حدیث میں ان کا ذکر فرمایا۔

اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ

یہ مدنی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ص۷۲۶

حدیث ۲۲۲۹ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنْتُ فِيْ غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں

عه اس کے بعد متصل ہی۔ مسلم فضائل۔ ترمذی تفسیر اور مناقب، نسائی، مناقب اور تفسیر

بْنَ اُبَیٍّ یَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا

ایک غزوے میں تھا۔ کہ عبد اللہ بن ابی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان لوگوں پر خرچ مت کرو جو

مَنْ حَوْلَهٗ وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهٖ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ

رسول اللہ کے خاص ہیں ۔ یہاں تک کہ ان کے ارد گرد سے چھٹ جائیں اور اگر ہم ان کے

فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّیْ اَوْ لِعُمَرَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ

پاس سے لوٹیں تو ہم میں عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔ تو میں نے اس کا تذکرہ اپنے

وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَحَدَّثْتُهٗ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ

بچا یا حضرت عمر سے کیا انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا پھر حضور نے مجھے بلایا میں نے مذکورہ

وَسَلَّمَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ وَاَصْحَابِهٖ فَحَلَفُوْا مَا قَالُوْا فَكَذَّبَنِیْ

بات بیان کردی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَهٗ فَاَصَابَنِیْ هَمٌّ

ساتھیوں کو بلایا (اور پوچھا) ان لوگوں نے قسم کھا لی کہ ہم نے نہیں کہا ہے۔ اس پر رسول اللہ

لَمْ یُصِبْنِیْ مِثْلُهٗ قَطُّ فَجَلَسْتُ فِی الْبَیْتِ فَقَالَ لِیْ عَمِّیْ مَا اَرَدْتَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے جھٹلایا اور اس کو سچا جانا اس کی وجہ سے مجھ کو اتنا غم پہونچا کہ کبھی

اِلٰی اَنْ كَذَّبَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ

نہیں پہونچا تھا۔ اور میں گھر میں بیٹھ رہا میرے چچا نے مجھ سے کہا تو نے کیا ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ" فَبَعَثَ اِلَیَّ النَّبِیُّ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجھ کو جھٹلایا اور تجھ سے ناراض ہو گئے۔ اس اللہ تعالیٰ نے اتارا۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَدَّقَكَ

" اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ " نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلوایا اور فرمایا بیشک

یَا زَیْدُ! عہ

اللہ نے تیری تصدیق کی ہے اے زید!

عہ اس کے بعد متصل ہی چار طریقے سے۔ مسلم، توبہ، ترمذی، تفسیر، نسائی، تفسیر

تشریحات نسائی کی روایت میں ہے یہ واقعہ غزوۂ تبوک میں واقع ہوا تھا۔ لیکن ارباب سیر
۹ ۱۳ ۴ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ بنی مصطلق میں ہوا تھا۔ اور یہی صحیح ہے۔ اس
لئے کہ غزوۂ تبوک سے پہلے ہی عبد اللہ بن ابی مر چکا تھا۔

قصہ یہ ہوا کہ پانی کے سلسلے میں مہاجرین اور انصار میں کچھ تناؤ پیدا ہو گیا تھا، جس پر عبد اللہ بن ابی نے وہ کہا تھا۔

لِعَمِّیْ أَوْ لِعُمَرَ۔ یہاں شک ہے لیکن اس کے بعد والی روایتوں میں بلا تردد لِعَمِّیْ ہے اور ایسا ہی ترمذی میں بھی ہے۔ ابن مردویہ میں ہے کہ چچا سے مراد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ ان کے حقیقی چچا نہیں۔ مگر چونکہ یہ ان کی قوم خزرج کے سردار تھے اس لئے عمّی کہہ دیا۔ حضرت زید بن ارقم کے حقیقی چچا ثابت بن قیس ہیں۔ اور عینی نے فرمایا یہاں عمی سے مراد حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ مگر یہ بھی حقیقی چچا نہیں، مگر چونکہ زید بن ارقم کی والدہ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی کر لی تھی، اور یہ ان کی پرورش میں تھے اس لئے ان کو عم کہہ دیا۔ اس روایت میں یہ ہے کہ میں نے یہ اپنے چچا کو بتایا۔ اور چچا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ اور بعد کی دو روایتوں میں ہے میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب حضرت زید بن ارقم نے اپنے چچا کو بتایا اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا بواسطہ حضرت زید ہی نے حضور کو بتایا۔ اگرچہ بواسطہ اس کا بھی امکان ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر انھیں بتایا۔

بَابُ قَوْلِهٖ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۚ قَالَ كَانُوْا رِجَالًا اَجْمَلَ شَيْءٍ ص ۷۲۸

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی۔ حالانکہ لوگ بہت خوبصورت تھے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ۔

حَرَّكُوْا اِسْتَهْزَءُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقْرَاُ بِالتَّخْفِيْفِ مِنْ لَوَيْتُ ص ۷۲۸

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انھیں دیکھو کہ غور کرتے ہوئے منھ پھیر لیتے ہیں یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ استہزا کرتے ہوئے سروں کو ہلاتے ہیں اور ایک قرأت بلا تشدید لَوَوْا ہے لَوَيْتُ سے۔ اس کے معنی موڑا۔

بَابُ قَوْلِهٖ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر "وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں۔ یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور

لَا یَفْقَھُوْنَ ۔ ص ۷۲۸ زمین کے خزانے ۔ مگر منافقوں کو سمجھ نہیں ۔

۲۲۲۰ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْفَضْلِ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ واقعۂ حرہ میں جو لوگ

یَقُوْلُ حَزِنْتُ عَلٰی مَنْ اُصِیْبَ بِالْحَرَّۃِ فَکَتَبَ اِلَیَّ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ

شہید کئے گئے ان پر مجھے غم ہوا۔ تو میرے پاس زید بن ارقم نے لکھا اور انھیں میرے

فَبَلَغَہٗ شِدَّۃُ حُزْنِیْ یَذْکُرُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

شدت غم کی خبر پہونچی وہ ذکر کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَشَكَّ

علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اے اللہ انصار کو اور انصار کے بیٹوں کو

ابْنُ الْفَضْلِ فِیْ اَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ فَسَأَلَ اَنَسٌ بَعْضَ مَنْ

بخش دے ۔ اور ابن فضل نے ابناء ابناء انصار کے بارے میں شک کیا تو

کَانَ عِنْدَہٗ فَقَالَ ھُوَ الَّذِیْ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

انس سے بعض موجودین نے پوچھا ۔ تو انھوں نے بتایا یہ وہ شخص ہیں جن کے بارے میں

وَسَلَّمَ ھٰذَا الَّذِیْ اَوْفَی اللّٰہُ لَہٗ بِاُذُنِہٖ ۔

رسول اللہ نے فرمایا ان کو سنی ہوئی بات کی اللہ نے تصدیق فرمائی ہے ۔

تشریحات ۲۲۲۰ واقعۂ حرہ ۶۳ھ میں ہوا تھا، یزید پلید نے مسلم بن عقبہ کو بہت بڑا لشکر بھیج کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرایا تھا جس میں اہل مدینہ کو شکست ہوئی ۔ مسلم بن عقبہ نے ہزاروں کو شہید کیا تین دن مدینے لوٹا، خواتین حرم کی عصمت دری کی، اس وقت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرے میں تھے انھیں جب اس کی خبر ملی تو انھیں سخت غم لاحق ہوا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفے میں تھے، جب ان کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال معلوم ہوا تو بطور تعزیت ان کو یہ لکھا ۔

شَكَّ ابْنُ الْفَضْلِ ۔ یعنی عبداللہ ابن فضل کو شک ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابناء ابناء الانصار فرمایا تھا یا نہیں ۔ صحیح یہ ہے کہ ابناء ابناء الانصار بھی فرمایا تھا جیسا کہ مسلم

میں ہے نیز ترمذی میں ہے کہ زید بن ارقم نے یہ لکھا، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اللہ انصار کو بخش اور انصار کی ذریت کو اور انصار کی ذریت کی ذریت کو۔

اَوْفَی اللّٰہُ لَہٗ بِاُذُنِہٖ۔ یعنی زید بن ارقم وہ شخص ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کی تصدیق فرمائی ہے۔ اس سے مراد یہی عبد اللہ بن ابی والی بات ہے جو ابھی اوپر گذری ہے۔

سُوْرَۃُ التَّغَابُن

یہ سورت مدنی ہے اور اس میں اٹھارہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۲۹

وَقَالَ عَلْقَمَۃُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَہْدِ قَلْبَہٗ ھُوَالَّذِیْ اِذَا اَصَابَتْہُ مُصِیْبَۃٌ رَضِیَ وَعَرَفَ اَنَّھَا مِنَ اللّٰہِ ـــــ اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرما دے گا، یہ وہ ہے جب اس کو کوئی مصیبت پہونچے تو راضی رہے اور یقین کرے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

سُوْرَۃُ الطَّلَاق

یہ سورت مدنی ہے اور اس میں بارہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۲۹

وَقَالَ مُجَاھِدٌ وَبَالَ اَمْرِھَا جَزَاءَ اَمْرِھَا۔ یعنی اپنے کرنی کا بدلہ۔

حدیث ۲۲۲۱

اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ طَلَّقَ اِمْرَأَتَہٗ وَھِیَ حَائِضٌ فَذَکَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَغَیَّظَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِیُرَاجِعْھَا ثُمَّ یُمْسِکْھَا حَتّٰی تَطْھُرَ ثُمَّ تَحِیْضَ فَتَطْھُرَ فَاِنْ بَدَا لَہٗ اَنْ یُّطَلِّقَھَا فَلْیُطَلِّقْھَا طَاھِرًا قَبْلَ اَنْ یَّمَسَّھَا فَتِلْکَ الْعِدَّۃُ کَمَا اَمَرَہُ اللّٰہُ ؏

سالم نے خبر دی کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کو خبر دی کہ انھوں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کو ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خفا ہوئے پھر فرمایا وہ رجعت کرلے پھر اسے روکے رہے یہاں تک کہ پاک ہو جائے پھر حیض آئے پھر پاک ہو جائے اب اگر وہ طلاق دینا چاہے تو اسے طلاق دے، اس حالت میں کہ وہ پاک ہو قبل اس سے کہ اس سے جماع کرے بس یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

؏ کتاب الطلاق باب قول اللہ یاایھا النبی اذا طلقتم النساء ص ۷۹۰ باب اذا طلقت الحائض یعتد بذلک باب من طلق وھل یواجہ الرجل ص ۷۹۱ باب من قال لامرأتہ انت علی حرام ص ۷۹۲ باب قولہ وبعولتھن احق بردھن ص ۸۰۳ باب مراجعۃ الحائض ص ۸۰۳ باب ھل یقضی الحاکم او یفتی وھو غضبان ص ۱۰۶۰
مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

تشریحات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث کو ان سے آٹھ حضرات نے روایت کیا ہے۔ سالم، نافع، عبداللہ بن دینار، انس بن سیرین، طاؤس، ابوالزبیر، سعید بن جبیر **۲۱۲۳** اور ابووائل نے۔ حالت حیض میں طلاق دینا منع ہے۔ طلاق دینے والا گنہگار ہوگا لیکن اگر کوئی حالت حیض میں طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی اس کی دلیل یہی حدیث ہے، اس لئے کہ اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو رجعت کا حکم دینے کا کوئی معنی نہیں تھا۔ اگر کوئی شخص حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دے گا خواہ ایک یا دو یا تین پڑ جائے گی۔ تین طلاق دے گا یا بائن طلاق دے گا تو رجعت کا حق نہیں رہے گا، ہاں اگر ایک یا دو طلاق رجعی دی تھی تو مستحب ہے کہ رجعت کرے جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے۔ حالت حیض میں دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے اس پر نص بخاری کی دوسری روایتیں ہیں مثلاً کتاب الطلاق میں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کیا یہ طلاق شمار کی جائے گی تو فرمایا کیوں نہیں شمار ہوگی؟ دوسری روایت میں یہ جواب دیا کہ اگر وہ عاجز ہو جائے یا حماقت کر بیٹھے تو کیا معذور ہوگا۔ اور اگر حالت حیض میں تین طلاق دی تو تینوں پڑ جائے گی اس کی دلیل اسی کتاب الطلاق میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد ہے "اِنْ کُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ" اگر تم تین طلاق دو گے تو وہ تم پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ تیرے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے۔ یہ سارے احکام مدخول بہا کے لئے ہیں اور اگر مدخول بہا نہیں تو حالتِ حیض میں طلاق دینا ممنوع بھی نہیں اور یہ طلاق بائن ہوگی، رجعت کا حق نہیں رہے گا۔

بَابٌ قَوْلِهٖ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا۔ ص ۷۲۹

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے گا۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ وَاحِدُهَا ذَاتُ حَمْلٍ۔ اولات جمع ہے ذات کی من غیر لفظہ

۲۲۲۲ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهٗ قَالَ اَفْتِنِیْ فِی امْرَاَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرُ الْاَجَلَيْنِ قُلْتُ اَنَا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ

حدیث ابو سلمہ نے کہا ایک شخص ابن عباس کے پاس آئے اور ابو ہریرہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا اس عورت کے بارے میں مجھے بتائیے جس کے شوہر کے مرنے کے چالیس دن کے بعد بچہ پیدا ہوا۔ ابن عباس نے فرمایا دونوں میعادوں میں جو آخر ہو وہ اس کی عدت ہے۔

أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِيْ يَعْنِيْ

میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں ابو ہریرہ نے کہا

أَبَاسَلَمَةَ فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

میں اپنے بھتیجے یعنی ابو سلمہ کے ساتھ ہوں تو ابن عباس نے اپنے غلام کریب کو ام المومنین حضرت

تَعَالٰى عَنْهُمَا يَسْأَلُهَا فَقَالَتْ قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلٰى

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت بھیجا کہ ان سے پوچھیں ۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا سبیعہ اسلمی حاملہ تھیں اور ان کے شوہر شہید

وَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

کر دیئے گئے چالیس دن کے بعد ان کے بچہ پیدا ہوا اور انھیں پیغام دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيْ مَنْ خَطَبَهَا عه

نکاح کر دیا اور ابو سنابل ان لوگوں میں تھے کہ انھیں پیغام دیتے تھے ۔

تشریحات سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا کہ عدت وفات چار مہینہ دس دن ہے یہ عام ہے حاملہ، غیر حاملہ
۲۳۲۱ دونوں کو ۔ اور یہاں فرمایا گیا کہ حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے یہ مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کو شامل ہے ۔ تب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی عورت کا شوہر مر گیا اور وہ حاملہ ہے تو اس کی عدت چار مہینہ دس ہوگی یا وضع حمل حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ تھا کہ عدت وفات اور وضع حمل میں جو ابعد ہو یہ عورت وہ عدت گذارے گی اب اگر کسی عورت کو چار مہینہ دس دن سے کم میں بچہ پیدا ہو گیا وہ عدت وفات چار مہینہ دس دن پوری کرے گی اور اگر چار مہینہ دس دن پر بھی بچہ پیدا نہ ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو جائے وہ عدت میں ہے ۔ حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو مسعود بدری اور ابو ہریرہ اور تمام فقہاء کا مذہب ہے کہ اس کی عدت وضع حمل ہے اس کی بنیاد اس پر ہے کہ سورۂ طلاق، سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کا قول گذر چکا اور خود یہیں اس کے متصل موجود ہے کہ سورۂ نساء قصریٰ، طولیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے سورہ نساء قصریٰ سے مراد سورۂ طلاق ہے، سورۂ نساء طولیٰ سے مراد سورۂ بقرہ ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ سورۂ بقرہ کی آیۂ کریمہ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۔ اور وہ لوگ جو تم میں سے وفات پائیں اور بیویاں

عه مسلم ترمذی ۔ نسائی طلاق

چھوڑیں یہ بیویاں چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں کا جز آیت کریمہ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ سے منسوخ ہے یعنی متوفیٰ عنہا زوج اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ نیز اس حدیث سے بھی سورۂ بقرہ کی آیۃ کریمہ کی تخصیص ثابت ہوتی ہے کیونکہ سبیعہ کا واقعہ حجۃ الوداع کے بعد کا ہے اور قیاس بھی اسی کا مؤید ہے کیونکہ عدت کا مقصد دو ہے ایک تو برأت رحم کا جاننا کہ کہیں اس کو حمل تو نہیں اور اگر حاملہ ہے تو عدت کا مقصد یہ ہے جو حدیث بیان فرمایا گیا لئلا یستقی ماءہ زرع غیرہ تاکہ اس کا پانی دوسرے کی کھیتی نہ سینچے اور جب وضع حمل ہو گیا تو اس کا سوال ہی نہ رہا اس لئے حاملہ کے بارے میں عدت وضع حمل ہونا ہی قرین قیاس ہے۔

اس حدیث میں اقتصار ہے اور کچھ تغیر بھی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کے شوہر قتل کئے گئے حالانکہ وہ قتل نہیں ہوئے تھے بلکہ مکہ معظمہ میں وفات پائی تھی ان کے شوہر کا نام سعد بن خولہ تھا اس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کر دیا حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اجازت دی تھی۔ قصہ یہ ہوا تھا کہ جب سبیعہ اسلمی کے شوہر کے وفات کے بعد ان کے بچہ پیدا ہوا تو ابو سنابل نے ان کو پیغام دیا۔ انھوں نے کہا میں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہیں لوں گی انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور نے انھیں نکاح کی اجازت دی۔ یہ بھی متفق علیہ نہیں کہ ان کے شوہر کی وفات کے بعد چالیس دن پر بچہ پیدا ہوا تھا، ایک روایت یہ ہے کہ بیتیس دن پر بچہ پیدا ہوا تھا، ایک روایت ہے پچیس دن پر ایک میں ہے تیئیس دن پر ایک میں ہے بیس دن پر۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ

یہ سورت مدنی ہے اس میں بارہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۲۹

بَابٌ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر "اپنی بیویوں کی مرضی چاہتے ہوئے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے،،" ص ۷۲۹

حدیث ۲۲۳۲

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ عه

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اگر کسی حلال کو اپنے اوپر حرام کرے تو کفارہ دے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونۂ عمل ہے۔

عه طلاق بَابٌ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ص ۷۹۲

تشریحات کتاب الطلاق میں یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی
۲۲۴۳ عورت کو حرام کرے تو کچھ نہیں بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونۂ عمل ہے۔ اور یہاں یہ ہے کہ کفارہ دے۔ دونوں میں کوئی تعارض نہیں کتاب الطلاق کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ حرام کر لینے سے عورت حرام نہ ہوگی، رہ گیا کفارہ واجب ہے یا نہیں یہ ایک الگ بات ہے، چونکہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا قسم ہے، قسم توڑنے پر کفارہ ہے تو دونوں روایتوں کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے تو حرام نہ ہوگی اسے بیوی کی طرح رکھے مگر چونکہ یہ قسم ہے اس لئے کفارہ دے۔

حضرت ابن عباس کے اس ارشاد سے کہ وہ کفارہ دے کون سا کفارہ مراد ہے اس میں اختلاف ہے کچھ لوگوں نے کہا قسم کا کفارہ کچھ لوگوں نے کہا ظہار کا کفارہ۔ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے تو کیا حکم ہے؟ اس بارے میں علماء کے مابین کثیر اختلاف ہے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے دس مذہب شمار کرائے ہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا تو مجھ پر حرام ہے تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی جیسا کہ شامی میں ہے نیز مجدد اعظم اعلیٰحضرت قدس سرہ نے جد الممتار میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔

۲۲۴۴ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ

حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زینب

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ

بنت جحش کے یہاں شہد پیتے اور کچھ دیر زیادہ ٹھہرتے تو میں نے اور حفصہ نے آپس میں رائے کر لی کہ

عِنْدَهَا فَوَاطَأْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَهُ

ہم میں سے جس کے پاس حضور تشریف لائیں وہ یہ کہے آپ نے مغافیر کھایا ہے میں حضور کے دہن پاک

أَكَلْتَ مَغَافِيرَ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ قَالَ لَا وَلَكِنِّي كُنْتُ

سے مغافیر کی بو پاتی ہوں (جب حضور سے یہ کہا گیا) تو فرمایا میں نے مغافیر نہیں کھایا البتہ زینب بنت جحش کے

أَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ

یہاں میں شہد پیتا تھا اب دوبارہ نہیں پیوں گا اور میں نے قسم کھا لیا، اس کی کسی کو خبر نہ کرنا۔

لَا تُخْبِرِي بِذٰلِكَ أَحَدًا ع

ع الایمان والنذور۔ باب اذا حرم طعاما ص ۹۹۰ طلاق باب لم تحرم ما احل الله لك ص ۷۹۲

تشریحات مغافیر مغفور کی جمع ہے یہ ایک قسم کا گوند ہے جو بعض جنگلی درختوں سے نکلتا ہے کچھ

۴۹۱۲ لوگوں نے کہا یہ درخت عرفط ہے اس میں مٹھاس ہوتی ہے اسے پانی میں گھول کر لوگ پیتے تھے اس میں ناگوار قسم کی بو بھی ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ عصر کے بعد روزانہ تھوڑی تھوڑی دیر تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے اسی وقت یہ قصہ پیش آیا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہد کس کے پاس پیا تھا اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں، یہاں یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحش کے یہاں پیتے تھے۔ کتاب الطلاق میں ہے کہ حضرت حفصہ کے یہاں پیا تھا۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت سودہ کے یہاں پیا تھا، علامہ عینی نے اس کو ترجیح دی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں پیا تھا کیونکہ ازواج مطہرات میں دو گروہ تھا، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور سودہ اور حفصہ اور صفیہ ایک گروہ میں تھیں، زینب اور ام سلمہ اور بقیہ ازواج مطہرات دوسری گروہ میں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت حفصہ و سودہ کے یہاں شہد پینے کی وجہ سے زیادہ قیام فرماتے تو حضرت عائشہ کو غیرت آنے کا سوال نہیں تھا۔ نیز اسی بخاری میں اسی حدیث کے بعد مذکور ہے کہ حضرت ابن عباس نے جب حضرت عمر سے پوچھا وہ کون عورتیں ہیں؟ جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زور باندھا تھا تو انھوں نے فرمایا حفصہ اور عائشہ اگر حضرت حفصہ کے یہاں شہد پیا ہوتا تو حضرت حفصہ کے زور باندھنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ اسی اختلاف پر یہ بھی مبنی ہے کہ امہات المؤمنین میں سے کس نے حضور سے یہ عرض کیا تھا کہ میں حضور کے دہن پاک سے مغافیر کی بو محسوس کرتی ہوں یہاں جو روایت مذکور ہے اس کے مطابق یہ کہنے والی حضرت عائشہ یا حضرت حفصہ تھیں۔ اور کتاب النکاح کی روایت کی بنا پر یہ کہنے والی حضرت عائشہ یا سودہ یا صفیہ تھیں۔ اور تیسری روایت کی بنا پر حضرت عائشہ یا حفصہ تھیں ـــ اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ امہات المؤمنین میں سے کوئی بھی ہوں خواہ حضرت عائشہ ہوں یا حفصہ انھیں یہ کیسے جائز تھا کہ خلاف واقعہ کوئی بات کہتیں وہ بھی ایسی بات جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایذا ہو ـــ مگر یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو محبت کے رموز سے واقف نہیں، کوئی محب جب محبوب کو کسی کے اوپر زیادہ مہربان دیکھتا ہے تو غیرت میں اختیار کھو بیٹھتا ہے یہاں تک کہ کہنے والے نے کہا (ع) باسایہ ترا نمی پسندند

یہاں امہات المؤمنین سے جو کچھ ہوا وہ جوش غیرت میں بلا قصد و اختیار ہوا اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے برا نہیں مانا بلکہ ان کی خوشنودی میں شہد کو اپنے اوپر حرام فرمالیا۔

اس سورت "سورۂ تحریم" کے شان نزول میں ایک قول یہ بھی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں رونق افروز ہوئے وہ حضور کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں اس اثناء میں حضور نے حضرت ماریہ قبطیہ کو سرفراز فرمایا۔

یہ حضرت حفصہ پر گراں گذرا تو حضور نے ان کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام فرمایا اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امت کے امور کے مالک ابوبکر اور عمر ہوں گے۔

باب وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ — اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور اگران پر وہ دونوں زور باندھیں تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مومن اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ ص ۷۳۰

ظَهِيْرٌ عَوْنٌ ـــ مدد کرنے والے ـــ تَظَاهَرُوْنَ تَعَاوَنُوْنَ کسی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرنا ـــ قَالَ مُجَاهِدٌ قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدِّبُوْهُمْ ـــ خود کو اور اپنے کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اللہ کا خوف دلا کر اور انھیں ادب سکھاؤ۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ یہ سورت مکی ہے اس کا نام سورۂ ملک بھی ہے اسمیں تیس ۳۰ آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۱

اَلتَّفَاوُتُ، اَلْاِخْتِلَافُ وَالتَّفَاوُتُ وَالتَّفَوُّتُ وَاحِدٌ ـــ تفاوت کے معنی اختلاف ہے تفاوت اور تفوت کے ایک ہی معنی ہیں ـــ تَمَيَّزُ تَقَطَّعُ ـــ پھٹ جائے گی ـــ مَنَاكِبِهَا جَوَانِبِهَا ـــ اس کے کناروں پر یعنی زمین کے مراد راستے ہیں ـــ تَدَّعُوْنَ وَتَدْعُوْنَ مِثْلُ تَذَّكَّرُوْنَ وَتَذْكُرُوْنَ ـــ یعنی دال کی تشدید اور تخفیف کے ساتھ دونوں کے معنی ایک ہیں۔ مانگتے تھے۔ ـــ وَيَقْبِضْنَ يَضْرِبْنَ بِاَجْنِحَتِهِنَّ ـــ اور سمیٹتے ہیں اپنے بازوؤں کو ـــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ صٰٓفّٰتٍ بَسْطُ اَجْنِحَتِهِنَّ ـــ اپنے بازوؤں کو پھیلاتے ہیں ـــ وَنُفُوْرًا يَكْفُوْرُ ـــ نفور معنی نفرت ارشاد تھا ـــ بَلْ لَجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ـــ ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں سرکشی اور نفرت میں یعنی کفر کرنے میں۔

نٓ وَالْقَلَمِ یہ سورت مکی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا شروع سے سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ تک مکی ہے اور اس کے بعد مدنی، اس میں باون آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۱

ـ وَقَالَ قَتَادَةُ حَرْدٍ جِدٍّ فِيْ اَنْفُسِهِمْ ـــ اپنا پختہ ارادہ ـــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّا لَضَآلُّوْنَ اَضْلَلْنَا مَكَانَ جَنَّتِنَا ـــ ہم اپنے باغ کی جگہ بھول گئے ـــ قَالَ غَيْرُهٗ كَالصَّرِيْمِ كَالصُّبْحِ اِنْصَرَمَ مِنَ اللَّيْلِ وَاللَّيْلُ اِنْصَرَمَ مِنَ النَّهَارِ وَهُوَ اَيْضًا كُلُّ رَمْلَةٍ اِنْصَرَمَتْ مِنْ مُعْظَمِ الرَّمْلِ وَالصَّرِيْمُ اَيْضًا الْمَصْرُوْمُ مِثْلُ قَتِيْلٍ وَمَقْتُوْلٍ ـــ صبح کی طرح جو رات سے جدا ہوئی ہے، رات کی طرح جو دن سے الگ ہوتی ہے، نیز ریت کا چھوٹا ٹیلہ جو بڑے ٹیلے

سے الگ ہوا اور حریم معنی میں محروم کے ہے، کٹا ہوا جیسے قتیل معنی میں مقتول کے۔

باب قولہ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر، درشت خو اس پر طرہ یہ ہے کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔

یہ سورت پاک ولید بن مغیرہ یا اسود بن عبد یغوث یا اخنس بن شریف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان میں سے کسی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مجنون کہا تھا اس پر یہ سورت نازل ہوئی اس میں اللہ عزوجل نے اس قائل کے دس عیوب بیان فرمائے آیت کے نزول کے بعد یہ اپنی ماں کے پاس گیا اور اس سے کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے دس عیب بیان فرمائے ہیں اس میں سے نو میں اپنے اندر پاتا ہوں اور دسویں کی تصدیق یا تکذیب تو کر سکتی ہے، انھوں نے مجھ کو زنیم کہا ہے یعنی اصل میں خطا ہے بتا یہ صحیح ہے کہ غلط؟ اس کی ماں نے کہا تیرا باپ نامرد تھا اور مال و دولت بہت تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد یہ سب دوسروں کا ہو گا تو میں نے چرواہے کو اندر بلا لیا تھا اسی کے نطفہ سے تو ہے۔

حدیث ۲۲۲۵ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ قَالَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ لَهُ زَنَمَةٌ مِثْلُ زَنَمَةِ الشَّاةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کی تفسیر میں یہ مروی ہے کہ زنیم قریش کا ایک شخص تھا جس کی اصل میں خطا ہونے کا نشان ایسے ظاہر ہے جیسے بکری کا نشان۔

حدیث ۲۲۲۶ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ عہ

حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، کیا میں تم کو خبر نہ دوں کہ کون جنتی ہے؟ ہر کمزور جسے حقیر سمجھا جائے لیکن اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو پوری کر دے اور کیا میں تجھے جہنمیوں کو نہ بتاؤں ہر درشت خو جھگڑالو۔

عہ ادب باب الکبر ص ۸۹۶ الایمان باب قول اللہ و اقسموا باللہ، متکبر۔ جھد ایمانھم ص ۹۸۵
مسلم صفۃ النار ـ ترمذی صفۃ جھنم ـ نسائی تفسیر ـ ابن ماجہ زھد ـ

باب قَوْلِهِ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ ط ۳۱ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر، جس دن ساق سے پردہ ہٹایا جائے گا۔

۲۲۲۷ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقٍ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ

میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا (قیامت کے دن) ہمارا رب اپنے ساق سے

وَّمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ

پردہ ہٹائے گا تو اسے ہر مومن مرد عورت سجدہ کریں گے اور وہ لوگ رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے یا شہرت

لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا۔

کے لئے سجدہ کرتے تھے وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ کے مثل ہو جائے گی۔

۲۲۲۷

تشریحات ساق سے کیا مراد ہے؟ صحیح یہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے اس کے معنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں۔ مفسرین نے اہل تاویل کے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں۔ اس خادم کے سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اس سے مراد قلیل جلوہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الحاقۃ

یہ سورت مکی ہے اس میں باونوے آیتیں ہیں۔ ط ۳۱

عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ يُرِيْدُ فِيْهَا الرِّضَا ____ پسندیدہ زندگی اس طرف اشارہ فرمایا کہ راضیۃ فاعل ذیکذا ہے ____ اَلْقَاضِيَةَ الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى الَّتِيْ مُتُّهَا لَمْ اُحْيٰ بَعْدَهَا ____ قاضیۃ کے معنی ہے فیصلہ کرنے والی، مراد یہ ہے کہ کاش ہماری پہلی موت ہی ہوتی جس کے بعد ہم زندہ نہ کئے جاتے وہی ہمارا قصہ چکا دیتی ____ مِنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ اَحَدٌ يَكُوْنُ لِلْجَمْعِ وَالْوَاحِدِ ____ احد جمع واحد دونوں کے لئے ہوتا ہے، پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا، مطلب یہ ہے کہ بچانے والا نہ ایک ہوتا نہ متعدد، نکرہ تحت نفی عموم کا افادہ کرتا ہے ____ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْوَتِيْنُ نِيَاطُ الْقَلْبِ ____ رگ جاں ____ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا طَغٰى كَثُرَ وَيُقَالُ بِالطَّاغِيَةِ بِطُغْيَانِهِمْ وَيُقَالُ طَغَتْ عَلَى الْخُزَّانِ كَمَا طَغَى الْمَاءُ عَلٰى قَوْمِ نُوْحٍ ____ طغٰی کے معنی زیادہ ہوا اور کہا گیا کہ طاغیہ مصدر ہے اور بار سبب کے لئے یعنی اپنی سرکشی کی وجہ سے ثمود ہلاک کئے گئے۔ اور کہا گیا کہ وہ خازنوں کے قابو سے باہر ہو گئی جیسے پانی قوم نوح پر۔ ____ علامہ ابن حجر نے اس پر یہ تعقب فرمایا ہے کہ طغت کا فاعل کیا ہے یہ مجھ پر ظاہر نہیں ہو سکا اس

لئے کہ قوم ثمود کے بارے میں فرمایا گیا ہے ــــ واما ثمود فاهلكوا بالطاغية ــــ ثمود حد سے زیادہ چنگھاڑ سے ہلاک کئے گئے، چنگھاڑ کے لئے کوئی خازن نہیں، ہاں قوم عاد حد سے زیادہ تیز آندھی سے ہلاک کئے گئے اور ہوا کے لئے ضرور خازن ہیں جیسا کہ احادیث انبیاء میں عاتیہ کی تفسیر حضرت ابن عیینہ سے یہ منقول ہے ــــ عَتَتْ عَلَى الْخُزَّانِ ــــ خازنوں کے قابو سے باہر ہو گئی عہ اور علامہ ابن حجر کا مقصد یہ ہے کہ حضرت امام بخاری سے تسامح ہو گیا۔

سَأَلَ سَائِلٌ اس کا نام سورۂ معارج بھی ہے یہ مکی ہے اس میں چوالیس آیتیں ہیں ص۳۱۷

وَالْفَصِيلَةُ أَصْغَرُ آبَائِهِ الْقُرْبَى إِلَيْهِ يَنْتَمِي مَنِ انْتَمَى ــــ کنبہ، اس کے آباء واجداد میں جو سب سے قریب ہو جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہو ــــ لِلشَّوَى الْيَدَانِ وَالرِّجْلَانِ وَالْأَطْرَافُ وَجِلْدَةُ الرَّأْسِ يُقَالُ لَهَا شَوَاةٌ وَمَا كَانَ غَيْرَ مَقْتَلٍ فَهُوَ شَوًى ــــ فرمایا گیا تھا ــــ نَزَّاعَةً لِلشَّوَى ــــ کھال اتارنے والی، دونوں ہاتھ دونوں پیر پہلو اور سر کی کھال کو شواۃ کہتے ہیں اور جن کے کٹنے سے آدمی نہ مرے وہ شویٰ ہے ــــ وَالْعِزُونَ الْحِلَقُ وَالْجَمَاعَاتُ وَوَاحِدُهَا عِزَةٌ ــــ حلقے اور جماعتیں، اس کا واحد عزۃ ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا اس کا نام سورۂ نوح بھی ہے، یہ مکی ہے، اس میں اٹھائیس آیتیں ہیں ص۳۱۷

أَطْوَارًا طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا ــــ طرح طرح، کہا جاتا ہے ــــ عَدَا طَوْرَهُ أَيْ قَدْرَهُ ــــ یعنی اپنے مرتبے سے بڑھ گیا ــــ وَالْكُبَّارُ أَشَدُّ مِنَ الْكِبَارِ كَذَلِكَ جُمَّالٌ وَجَمِيلٌ لِأَنَّهَا أَشَدُّ مُبَالَغَةً وَكُبَّارًا الْكَبِيرُ وَكُبَارًا أَيْضًا بِالتَّخْفِيفِ وَالْعَرَبُ تَقُولُ رَجُلٌ حُسَّانٌ وَجُمَّالٌ وَحُسَانٌ مُخَفَّفٌ وَجُمَالٌ مُخَفَّفٌ ــــ کبار بہت بڑا، کبار کے بہ نسبت اس میں معنی کی زیادتی ہے، ایسے ہی جُمّال اور جمیل جمال میں بہ نسبت جمیل کے زیادہ مبالغہ ہے اور کُبّار اور کبار معنی میں کبیر کے، عرب والے کہتے ہیں، رجل حُسّان بہت زیادہ حسین جُمّال بہت زیادہ خوبصورت اور حُسّان بمعنی حسین اور جُمّال بمعنی جمیل ــــ دَيَّارًا مِنْ دُورٍ وَلَكِنَّهُ فَيْعَالٌ مِنَ الدَّوَرَانِ كَمَا قَرَأَ عُمَرُ الْحَيُّ الْقَيَّامُ وَهِيَ مِنْ قُمْتُ ــــ دیارًا کے معنی بسنے والا یہ دور سے فاعل ذیکذا ہے، امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ دور سے فیعال کے وزن پر بنا ہے اصل میں دیوار تھا یا اور واؤ اکٹھا ہوئے پہلا ساکن واؤ کو ی سے بدل دیا کا یا میں ادغام کر دیا دیّار ہوا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الحی القیوم میں القیوم کو القیام پڑھا یہ قوام سے بنا ہے فیعال کے وزن پر ــــ وَقَالَ غَيْرُهُ دَيَّارًا أَحَدًا ــــ اور اس کے غیر نے کہا کہ دیار

عہ بخاری ج ۱ ص۴۷۱

کے معنی احدا کے ہیں یعنی کسی کو۔

تنبیہ قَالَ غَیرُہٗ بتا رہا ہے کہ اوپر دیارا کی جو تفسیر ہے اس کے قائل کا نام امام بخاری نے لکھا ہوگا جو ناقلین کی غفلت کی وجہ سے رہ گیا ــــ تبارًا ھلاکا ــــ ہلاکت ــــ وَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا مِدْرَارًا یَتْبَعُ بَعْضُھَا بَعْضًا ــــ موسلا دھار کہ یکے بعد دیگرے برستا رہے ــــ وَقَارًا عَظَمَۃً ــــ عظمت۔

بَابٌ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوثَ وَیَعُوقَ وَنَسْرًا ــــ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور ہرگز نہ چھوڑنا ود اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو۔ ص ۷۳۲

۲۲۲۸ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا صَارَتْ
حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ بت جو قوم نوح میں تھے بعد میں
الْاَوْثَانُ الَّتِیْ کَانَتْ فِیْ قَوْمِ نُوْحٍ فِی الْعَرَبِ بَعْدُ اَمَّا وُدٌّ کَانَتْ
عرب میں آ گئے لیکن وُدّ دومۃ الجندل میں بنی کلب کے لئے تھا اور سواع ہذیل کے لئے اور
لِکَلْبٍ بِدَوْمَۃِ الْجَنْدَلِ وَاَمَّا سُوَاعٌ کَانَتْ لِھُذَیْلٍ وَاَمَّا یَغُوْثُ
یغوث مراد کے لئے پھر بنی غطیف کے لئے جوف میں سبا کے پاس اور یعوق ہمدان کا اور نسر
فَکَانَتْ لِمُرَادٍ ثُمَّ لِبَنِیْ غُطَیْفٍ بِالْجُوْفِ عِنْدَ سَبَاٍ وَاَمَّا یَعُوْقُ
حمیر آل ذو کلاع کا، یہ پانچوں قوم نوح کے صالحین کے نام تھے جب یہ لوگ وفات پا گئے تو
فَکَانَتْ لِھَمْدَانَ وَاَمَّا نَسْرٌ فَکَانَتْ لِحِمْیَرَ لِاٰلِ ذِی الْکَلَاعِ وَنَسْرًا
شیطان نے ان کی قوم کے دل میں ڈالا کہ جہاں تم بیٹھے ہو ان کے مجسمے نصب کرو اور ان کے
اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا ھَلَکُوْا اَوْحَی الشَّیْطٰنُ
نام پر نام رکھو، قوم نے ایسے ہی کیا۔ ان کی پرستش نہیں
اِلٰی قَوْمِھِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰی مَجَالِسِھِمُ الَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا
ہوئی یہاں تک کہ جب یہ لوگ مر گئے اور علم گھٹ گیا تو ان کی پوجا
وَسَمُّوْھَا بِاَسْمَائِھِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی اِذَا ھَلَکَ اُولٰٓئِکَ وَتَنَسَّخَ
ہونے لگی۔
اَلْعِلْمُ عُبِدَتْ

تشریحات ۲۳۴۸ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صالحین کی تصویریں بنا کر گھر میں رکھنا بہ نسبت عوام کے زیادہ مضر ہے، قوم نوح نے اپنے ان صالحین کی تصویریں ابتداءً برکت ہی کے لئے بنا کر رکھی تھیں اور اس لئے کہ ان کی زیارت کریں لیکن رفتہ رفتہ ان کی پوجا ہونے لگی، عوام کی تصویریں گھر میں ہوتی ہیں تو اس کی کوئی تعظیم نہیں کرتا لیکن مشاہدہ سے معلوم ہے کہ اگر کسی بزرگ کی تصویر ہوتی ہے تو لوگ اس کی حد درجہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں اسے سلام کرتے ہیں، چومتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، اگر بتی سلگاتے ہیں، اس لئے بزرگوں کی تصویریں گھر میں رکھنا بہ نسبت عوام کے زیادہ حرام ہے

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اس کا نام سورۂ جن بھی ہے، یہ مکی ہے اس میں بائیس آیتیں ہیں ص۷۳۲

وَقَالَ الْحَسَنُ جَدُّ رَبِّنَا غِنَا رَبِّنَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَلَالُ رَبِّنَا وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اَمْرُ رَبِّنَا ـــ ارشاد تعالیٰ جَدُّ رَبِّنَا ـــ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے ـ امام بخاری نے فرمایا کہ جد کے معنی غنا ہے اور عکرمہ نے کہا جلال ہے اور ابراہیم نے کہا حکم ہے۔ ـــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِبَدًا اَعْوَانًا ـــ لبدا کے معنی مددگار نیز اس کے معنی ہیں بھیڑ کرنا، ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جانا۔

اَلْمُزَّمِّلُ یہ سورت مکی ہے، مقاتل نے کہا مگر ایک آیت "یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" اس میں بیس آیتیں ہیں ص۷۳۲

وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَبَتَّلْ اَخْلِصْ ـــ سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو رہو ـــ وَقَالَ الْحَسَنُ اَنْكَالًا قُيُوْدًا ـــ بیڑیاں ـــ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ مُثْقَلَةٌ بِهٖ ـــ اس کی وجہ سے بھاری ہو جائے ـــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا اَلرَّمْلُ السَّائِلُ ـــ اڑتی ہوئی ریت ـــ وَبِيْلًا شَدِيْدًا ـــ سخت ـــ

اَلْمُدَّثِّرُ یہ سورت مکی ہے، اس میں چھپن آیتیں ہیں ص۷۳۲

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَسِیْرٌ شَدِيْدٌ ـــ سخت ـــ قَسْوَرَةٌ رِكْزُ النَّاسِ وَاَصْوَاتُهُمْ ـــ لوگوں کا شور و غل ـــ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلْاَسَدُ وَكُلُّ شَدِيْدٍ قَسْوَرَةٌ ـــ ابوہریرہ نے کہا شیر اور ہر سخت چیز قسورہ ہے ـــ مُسْتَنْفِرَةٌ نَافِرَةٌ مَذْعُوْرَةٌ ـــ بھڑکے ہوئے ـــ

۲۳۴۹ **عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ**

حدیث یحییٰ بن کثیر سے روایت ہے کہ میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے پوچھا کہ

عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ

قرآن میں سے سب سے پہلے کیا نازل ہوا تو انھوں نے کہا یاایھا المدثر میں نے کہا لوگ کہتے ہیں اقراء

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرَ ابْنَ

باسم ربک الذی خلق تو ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے اس کے بارے میں پوچھا اور تو نے

عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ فَقَالَ جَابِرٌ

جو کہا ہے میں نے ان سے کہا تو جابر نے فرمایا کہ میں تجھ سے وہی بیان کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ

لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا ہے، حضور نے فرمایا میں نے حرا میں اعتکاف کیا جب

قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ

اعتکاف پورا کر چکا تو نیچے اترا کسی نے مجھے پکارا میں نے داہنی طرف نظر دوڑائی

عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ

تو کچھ نہیں دیکھا بائیں طرف نظر دوڑائی تو کچھ نہیں دیکھا پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو کچھ

اَمَامِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ

دیکھا اس کے بعد میں خدیجہ کے پاس آیا اور میں نے کہا مجھے چادر اوڑھاؤ اور مجھ پر ٹھنڈا

فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ وَصُبُّوْا عَلَيَّ مَاءً

پانی ڈالو لوگوں نے چادر اوڑھادی اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

بَارِدًا قَالَ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا قَالَ فَنَزَلَتْ يٰاَيُّهَا

اے بالا پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب

الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔

ہی کی بڑائی بولو۔

تشریحات ۲۳۲۹ اس کے بعد بطریق ابن شہاب نیز بطریق ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن جو روایت ہے کہ میں نے سر اٹھایا تو اس فرشتے کو دیکھا جو میرے پاس حرا میں آیا تھا جو زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا تھا اسے دیکھ کر میرے اوپر خوف طاری ہوا، اتنا کہ میں زمین پر آ رہا۔ صحیح یہ ہے کہ مطلقاً سب سے پہلے سورۂ اقرا نازل ہوئی ہے جیسا کہ بدء الوحی میں ام المؤمنین کی حدیث گذری اور مدثر کا

نزول فترت وحی کے بعد سب سے پہلے ہوا ہے، اس کی پوری تحقیق جلد اول بدء الوحی میں گذر چکی ہے۔

سُوْرَۃُ الْقِیَامَۃِ وَقَوْلُہٗ لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ ۔ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ یہ سورت مکی ہے اس چالیس آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۳

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سُدًی ھَمَلًا ـــ آزاد ـــ لِیَفْجُرَ اَمَامَہٗ سَوْفَ اَتُوْبُ سَوْفَ اَعْمَلُ ـــ انسان چاہتا ہے کہ اس کے سامنے بدی کرے سوچتا رہتا ہے۔ جلد توبہ کرلوں گا جلد نیک عمل کروں گا ـــ لَا وَزَرَ لَا حِصْنَ ـــ کوئی پناہ نہیں ـــ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی تَوَعُّدٌ ـــ تیری خرابی قریب آئی اور قریب آئی یہ دھمکی ہے۔

ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ اس سورت کا نام دہر بھی ہے یہ سورت مکی ہے، اس میں اکتیس آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۴

یُقَالُ مَعْنَاہُ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ وَھَلْ یَکُوْنُ جَحْدًا وَیَکُوْنُ خَبَرًا وَھٰذَا مِنَ الْخَبَرِ یَقُوْلُ کَانَ شَیْئًا فَلَمْ یَکُنْ مَذْکُوْرًا وَذٰلِکَ مِنْ حِیْنٍ خَلَقَہٗ مِنْ طِیْنٍ اِلٰی اَنْ یُنْفَخَ فِیْہِ الرُّوْحُ ـــ معنی اس کے ہیں کہ انسان پر ایسا وقت گذرا اور ہل انکار کے لئے ہوتا ہے اور خبر کے لئے ہوتا ہے اور یہ خبر سے ہوتا ہے، فرماتا ہے انسان کچھ تھا لیکن قابل ذکر نہ تھا، اور یہ مٹی سے پیدا ہونے کے وقت سے لے کر روح پھونکنے تک ہے ـــ اَمْشَاجٍ اَلْاَخْلَاطُ مَاءُ الْمَرْءَۃِ وَمَاءُ الرَّجُلِ الدَّمُ وَالْعَلَقَۃُ وَیُقَالُ اِذَا خُلِطَ مَشِیْجٌ کَقَوْلِکَ خَلِیْطٌ وَمَمْشُوْجٌ مِثْلُ مَخْلُوْطٍ ـــ امشاج ملی ہوئی عورت اور مرد کی منی خون اور بستہ خون، اور کہا جاتا ہے جب چند چیزوں کو ملایا جائے مشیج جیسے خلیط اور ممشوج مخلوط کے مثل ہے، بتانا یہ چاہتے ہیں کہ مشیج فعیل کے وزن پر اسم مفعول کے معنی میں ہے ـــ وَیُقَالُ سَلَاسِلًا وَاَغْلَالًا وَلَمْ یُجِزْہُ بَعْضُھُمْ ـــ اور بعضوں نے اس کو جائز نہیں رکھا ـــ مُسْتَطِیْرًا مُمْتَدُّ الْبَلَاءِ ـــ لمبی بلاء ـــ وَالْقَمْطَرِیْرُ الشَّدِیْدُ یُقَالُ یَوْمٌ قَمْطَرِیْرٌ وَیَوْمٌ قُمَاطِرٌ وَالْعَبُوْسُ وَالْقَمْطَرِیْرُ وَالْقُمَاطِرُ وَالْعَصِیْبُ اَشَدُّ مَا یَکُوْنُ مِنَ الْاَیَّامِ فِی الْبَلَاءِ ـــ قمطریر کے معنی سخت کہا جاتا ہے یوم القمطریر و یوم قماطر اور عبوس اور قمطریر اور قماطر اور عصیب بلاء کے سب سے سخت دنوں کو کہتے ہیں ـــ وَقَالَ غَیْرُہٗ اَسْرَھُمْ شِدَّۃُ الْخَلْقِ وَکُلُّ شَیْءٍ شَدَدْتَہٗ مِنْ قَتَبٍ فَھُوَ مَاسُوْرٌ ـــ اسر کے معنی مضبوط پیدائش اور ہر وہ چیز جس کو مضبوطی سے باندھا جائے جیسے پالان وغیرہ، فرمایا گیا ـــ وَشَدَدْنَا اَسْرَھُمْ ـــ ہندوستانی نسخے میں وَقَالَ غَیْرُہٗ ہے یہاں وہی شبہ وارد ہوتا ہے کہ پہلے جو کچھ ذکر کیا اس میں کہیں قائل کا نام نہیں لیا غالباً یہ بھی ناسخوں کی غلطی ہے، لیکن فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری میں غیرہ کے بجائے

قَالَ مَعْمَرٌ ہے۔

وَالْمُرْسَلَات

یہ سورت مکی ہے اس میں پچاس آیتیں ہیں۔ صـــ ۳۴ـ

جُمَالَاتٌ حِبَالٌ، رسیاں، یہاں دو قرأتیں ہیں جُمالات یہ جُمالۃ کی جمع ہے اس کے معنی وہ پہاڑ جو کشتی کے مشابہ ہوتے ہیں اور ایک قرأت جمالات ہے یہ جمالۃ کی جمع ہے، اونٹنی ـــــ
اِرْکَعُوْا صَلُّوْا اَلَایَرْکَعُوْنَ لَایُصَلُّوْنَ ـــــ افادہ فرمایا کہ یہاں رکوع سے مراد نماز ہے ـــــ
وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا لَایَنْطِقُوْنَ وَاللّٰہِ رَبِّنَا مَاکُنَّا مُشْرِکِیْنَ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ فَقَالَ اِنَّہٗ ذُوْ اَلْوَانٍ مَرَّۃً یَّنْطِقُوْنَ وَمَرَّۃً یُخْتَمُ عَلَیْہِمْ ـــــ حضرت ابن عباس سے سوال ہوا، ایک جگہ فرمایا کہ وہ بولیں گے نہیں اور فرمایا گیا، اور ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دینگے اور ایک جگہ فرمایا تو وہ کہیں گے بخدا اے ہمارے رب ہم مشرک نہیں تھے یہ کیا معاملہ ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا قیامت بہت لمبا دن ہے اور اس میں مختلف موقع آئیں گے کسی وقت کسی جگہ بولیں گے اور کسی وقت کسی جگہ نہیں بولیں گے۔

بَابُ قَوْلِہٖ اِنَّہَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر، دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے اونچے محل کے مثل گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔

۲۳۳۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَامِرٍ
حدیث عبد الرحمن، ابن عباس نے کہا میں نے ابن عامر سے آیۂ کریمہ انہا ترمی بشرر
اِنَّہَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ قَالَ کُنَّا نَرْفَعُ الْخَشَبَ بِقَصَرٍ ثَلٰثَۃَ اَذْرُعٍ
کالقصر کی تفسیر یہ سنی انھوں نے کہا کہ ہم لوگ تین ہاتھ کے برابر یا اس سے کچھ کم جاڑے کے
اَوْ اَقَلَّ فَنَرْفَعُہٗ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّیْہِ الْقَصَرَ۔
لئے لکڑی اٹھا رکھتے تھے اس کو ہم قصر کہتے تھے۔

تشریحات ۲۳۳۰ ہندوستانی نسخوں میں سَمِعْتُ ابْنَ عَامِرٍ ہے، دوسرے نسخے کا نشان لگا کر حاشیہ میں ابن عباس ہے، فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری میں بھی ابن عباس ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس کے بعد والی روایت میں یہ ہے کہ ہم تین ہاتھ یا اس سے کچھ اوپر لکڑی جاڑے کے لئے اٹھا رکھتے تھے جس کو ہم قصر کہتے تھے ـــــ کَاَنَّہٗ جِمَالَاتٌ صُفْرٌ حِبَالُ السُّفُنِ تُجْمَعُ حَتّٰی تَکُوْنَ کَاَوْسَاطِ الرِّجَالِ ـــــ کشتیوں کی رسیاں، گویا وہ زرد رنگ کی کشتی

کی رسیاں ہیں جو اتنی جمع کی جائیں جو متوسط قد کے آدمی کے برابر ہو جائے۔

بَابُ قَوْلِهٖ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ص ۷۳۵ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر، اس دن یہ لوگ بول نہیں سکیں گے

تنبیہ اس کے تحت امام بخاری حضرت عبداللہ ابن مسعود کی وہ حدیث لائے ہیں جس میں یہ مذکور ہے کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کے غار میں تھے کہ سورۂ والمرسلات نازل ہوئی، حضور اس کی تلاوت فرما رہے تھے اور ہم اسے حضور سے سنکر یاد کر رہے تھے کہ ایک سانپ نکلا حضور نے فرمایا اسے مار ڈالو، سانپ بھاگ گیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسا کہ تم اس کے شر سے بچ گئے، اس حدیث کو باب سے کوئی مناسبت نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ آیت سورۂ مرسلات کی ہے اور اس حدیث میں اس کے نزول کی جگہ بیان کی گئی ہے۔ اگر اس باب کے ضمن میں وہ تعلیق ذکر کرتے ـــــ وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يَنْطِقُوْنَ اِلٰى اٰخِرِهٖ ـ تو زیادہ مناسب تھا، غالباً نساخ سے تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ ص ۷۳۵ اس سورت کا نام سورۂ نبا بھی ہے یہ مکی ہے اور اسمیں چالیس آیتیں ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا لَا يَخَافُوْنَهٗ ـــــ یعنی وہ لوگ حساب سے نہیں ڈرتے ـــــ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا لَا يُكَلِّمُوْنَهٗ اِلَّا اَنْ يَاْذَنَ لَهُمْ ـــــ اس سے بات کرنے کا اختیار نہیں رکھیں گے، اس سے بات نہیں کر پائیں گے مگر یہ کہ انھیں اجازت دے ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَهَّاجًا مُضِيْئًا ـــــ نہایت چمکتا ـــــ عَطَاءً حِسَابًا جَزَاءً كَافِيًا اَعْطَانِيْ مَا اَحْسَبَنِيْ اَيْ كَفَانِيْ ـــــ کافی عطا مجھے دیا اتنی جو مجھے کافی ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ ص ۷۳۵ اس کا نام سورۂ ساہرہ بھی ہے یہ مکی ہے اسمیں چھیالیس آیتیں ہیں

ـــــ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ـــــ قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں، حضرت ابن عباس کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں جو روح قبض کرتے ہیں اور سعید بن جبیر نے کہا کہ اس سے مراد موت ہے ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ستارے ہیں جو نکلتے اور ڈوبتے ہیں اور عطا و عکرمہ نے کہا کہ اس سے مراد مجاہدین تیر انداز ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْاٰيَةَ الْكُبْرٰى عَصَاهُ وَيَدُهٗ ـــــ آیت کبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ کا عصا اور ان کا دست مبارک ہے ـــــ وَيُقَالُ النَّاخِرَةُ وَالنَّخِرَةُ سَوَاءٌ مِثْلُ الطَّامِعِ وَالطَّمِعِ وَالْبَاخِلِ وَالْبَخِلِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ النَّخِرَةُ الْبَالِيَةُ وَالنَّاخِرَةُ الْعَظْمُ الْمُجَوَّفُ الَّذِيْ تَمُرُّ فِيْهِ الرِّيْحُ فَتَنْخَرُ ـــــ ناخرہ اور نخرہ کے ایک معنی ہیں گلی ہوئی ہڈیاں جیسے طامع اور طمع اور باخل اور بخل اور بعض نے کہا نخرہ کے معنی گلی ہوئی اور ناخرہ کے معنی وہ کھوکھلی

ہڈی جس میں ہوا گذرتی ہے اور آواز کرتی ہے ـــــ وَالطَّامَّةُ تَطُمُّ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ ـــــ وہ مصیبت جو سب کو عام ہو ـــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْحَافِرَةُ اِلٰى اَمْرِنَا الْاَوَّلِ اِلَى الْحَيٰوةِ۔ الٹے قدم لوٹنے والے، پہلی حالت کی طرف یعنی زندگی کی طرف ـــــ وَقَالَ غَيْرُهٗ اَيَّانَ مُرْسٰهَا مَتٰى مُنْتَهَاهَا وَمُرْسَى السَّفِيْنَةِ حَيْثُ تَنْتَهِيْ ـــــ اس کا منتہی، مرسی السفینہ کہتے ہیں جہاں کشتی پہنچے۔

حدیث ۲۳۳۱

حَدَّثَنَا سَهْلُ ابْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِاِصْبَعَيْهِ

کو دیکھا کہ حضور نے اشارہ فرمایا اپنی دو انگلیوں سے ایسے بیچ کی انگلی ہے اور اس سے جو انگوٹھے سے

هٰكَذَا بِالْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ عہ

ملی ہوئی ہے۔ میری بعثت اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح ہیں۔

تشریحات ۲۳۳۱ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر اشارہ کر کے بتایا کہ میری بعثت اور قیامت ملی ہوئی ہیں یعنی دونوں میں کوئی فاصلہ نہیں اور ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان دونوں انگلیوں کے طول میں جو فرق ہے وہ میری بعثت اور قیامت کے درمیان ہے اس معنی پر قتادہ کی یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ فرمایا ـــــ کفضل احدھما

عبس اس کا نام سورۃ السفرۃ بھی ہے اور یہ مکی ہے اور اس میں بیالیس ۴۲ آیتیں ہیں۔ ص۷۳۵

عَبَسَ كَلَحَ وَاَعْرَضَ ـــــ تیوری چڑھائی اور منھ پھیر لیا ـــــ وَقَالَ غَيْرُهٗ مُطَهَّرَةٌ لَا يَمَسُّهَا اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهٰذَا مِثْلُ قَوْلِهٖ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا جَعَلَ الْمَلٰٓئِكَةَ وَالصُّحُفَ مُطَهَّرَةً لِاَنَّ الصُّحُفَ لَا يَقَعُ عَلَيْهَا التَّطْهِيْرُ فَجُعِلَ التَّطْهِيْرُ لِمَنْ حَمَلَهَا اَيْضًا ـــــ پاک صحیفے جسے صرف پاک لوگ چھوتے ہیں اور وہ فرشتے ہیں اور یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ـــــ فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا ـــــ فرشتوں کو اور صحیفوں کو پاک کہا گیا اس لئے کہ صحیفوں پر پاک کہنا صادق نہیں آتا اس لئے تطہیر اس کے حاملین کے لئے بھی ثابت کی گئی، بتانا یہ چاہتے ہیں کہ جب صحیفے پاک ہیں تو صحیفے اٹھانے والوں یعنی فرشتوں کو بھی پاک کہا گیا یہ ایسے ہی ہے جیسے فرمایا، قسم ہے ان گھوڑوں کی جو کاموں کی تدبیر کرنے

عہ طلاق باب اللعان ص۷۹۹ باب قول النبی بعثت انا والساعۃ کھاتین ص۹۶۳

والے ہیں اس سے مراد غازیوں کے گھوڑے ہیں، تدبیر گھوڑے نہیں کرتے گھوڑوں پر محمول یعنی ان پر سوار غازی کرتے ہیں مگر مقارنت کی وجہ سے گھوڑوں کو مدبرات کہا گیا، اصل معاملہ یہ ہے مطہر باب تفعیل سے ہے اس کا مصدر تطہیر ہے جس کے معنی پاک کرنے کے ہیں اور پاک کرنے کو لازم ہے نجس ہونا اور صحیفے پہلے نجس نہیں تھے کہ پاک کئے گئے ہوں۔ تو اشارہ فرمایا یہ مطہرہ معنی میں طاہرہ کے ہے۔ صحیفے بھی طاہر ہیں اور جو اس کے حاملین ہیں وہ بھی طاہر ہیں ـــــ سَفَرَةٌ اَلْمَلَائِكَةُ وَاحِدُهُمْ سَافِرٌ سَفَرْتُ اَصْلَحْتُ بَيْنَهُمْ وَجُعِلَتِ الْمَلَائِكَةُ اِذَا نَزَلَتْ بِوَحْيِ اللّٰهِ وَتَادِيَتِهٖ كَالسَّفِيْرِ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ الْقَوْمِ ــــ اس سے مراد فرشتے ہیں اس کا واحد سافر ہے، سفرت کے معنی ہیں میں نے ان کے درمیان اصلاح کی، ان فرشتوں کو جو وحی لے کر اترتے ہیں اور رسولوں تک پہنچاتے ہیں سفیر کے مثل بنایا جو قوم کی اصلاح کرتا ہے ــــ وَقَالَ غَيْرُهٗ تَصَدّٰى تَغَافَلَ عَنْهُ ــــ اس سے غفلت برتا ــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ لَمَّا يَقْضِ لَا يَقْضِيْ اَحَدٌ مَا اُمِرَ بِهٖ ــــ جس کا اسے حکم دیا گیا اسے وہ ادا نہیں کیا ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا تَرْهَقُهَا تَغْشَاهَا شِدَّةٌ ــــ انہیں شدت چڑھی ــــ مُسْفِرَةٌ مُشْرِقَةٌ ــــ چمکتے ہوئے ــــ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَتَبَةٍ ــ لکھنے والے فرشتے ــــ اَسْفَارًا كُتُبًا ــــ کتابیں ــــ تَلَهّٰى تَشَاغَلَ ــــ ایک کو چھوڑ کر دوسرے میں مشغول ہوا ــــ وَيُقَالُ وَاحِدُ الْاَسْفَارِ سِفْرٌ ــ اسفار کا واحد سفر ہے۔

حدیث ۲۲۳۲

عَنْ سَعْدِ ابْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَّهٗ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَءُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهٗ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيْدٌ فَلَهٗ اَجْرَانِ عہ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ ہے سفرۃ الکرام کے ساتھ ہے اور اس شخص کی مثال جو پڑھتا ہے اور اسے یاد رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اس پر دشوار ہے تو اس کے لئے دو اجر ہے۔

عہ مسلم تفسیر، ابوداؤد تفسیر، ترمذی فضائل القرآن، نسائی فضائل القرآن، ابن ماجہ ثواب القرآن

تشریحات سفرۃ الکرام سے مراد وہ فرشتے ہیں جو قرآن مجید کو لوح محفوظ سے نقل کرتے ہیں۔ سفرۃ کے معنی لکھنے والے جیسا کہ ابھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر گذری، مراد یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن کو اچھی طرح یاد کرلیا اور پھر اسے پڑھتا رہتا ہے وہ ان فرشتوں کے ثواب کا مستحق ہے، لیکن جس شخص کو قرآن یاد رکھنے میں دشواری پیش آتی ہے پھر بھی وہ ہمت نہیں ہارتا۔ کوشش کرکے، مشقت اٹھاکر اسے یاد رکھنے کی کوشش کرتا ہے اس کے لئے دوہرا ثواب ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ ۳۵ — اس کا دوسرا نام سورہ تکویر بھی ہے یہ سورت مکی ہے اس میں انتیس آیتیں ہیں — اِنْکَدَرَتْ اِنْتَثَرَتْ — جھڑ پڑیں — وَقَالَ الْحَسَنُ سُجِّرَتْ ذَهَبَ مَاؤُهَا فَلَا تَبْقَى قَطْرَةٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَسْجُوْرُ الْمَمْلُوْءُ وَقَالَ غَيْرُهٗ سُجِّرَتْ اُفْضِيَ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ فَصَارَتْ بحراً واحداً — امام حسن بصری نے کہا کہ اس کا پانی چلا جائے اور ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے، اور مجاہد نے کہا مسجور سے مراد یہ ہے کہ بھرا ہوا ہے، اور ان کے غیر نے کہا سجرت سے مراد یہ ہے کہ بعض بعض سے مل جائیں گے اور وہ ایک سمندر ہوجائیگا۔ وَالْخُنَّسِ تَخْنِسُ فِي مَجْرَاهَا تَرْجِعُ وَتَكْنِسُ تَسْتَتِرُ كَمَا تَكْنِسُ الظِّبَاءُ — جو اپنی روش میں الٹے پھیریں، لوٹیں اور چھپ جائیں جیسا کہ ہرن چھپ جاتا ہے۔

اَلْخُنَّسُ۔ خانس کی جمع ہے اور کُنَّسُ کانس کی جمع ہے جیسے راکع کی جمع رُکَّعٌ، خانس نصر اور ضرب سے آتا ہے، اس کا مصدر خَنْسٌ خُنُوْسٌ خِنَاسٌ ہے اس کے معنی پیچھے ہونا، علیحدہ ہونا، سکوڑنا ہے۔ کانس ضَرَبَ یَضْرِبُ سے آتا ہے اس کا مصدر کُنُوْسٌ ہے اور اس کے معنی ہے، ہرن کا اپنے جائے پناہ میں گھس جانا، جَوَارِ جَارِيَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہے چلنے والی۔ ارشاد ہے فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ — تو قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں، سیدھے چلیں، تھم رہیں اس سے مراد پانچ وہ ستارے ہیں جو سیارے ہیں جن کو خمسہ متحیرہ بھی کہا جاتا ہے، وہ عطارد، زہرہ مریخ، مشتری، زحل ہیں۔ ان کی رفتار یکساں نہیں، کبھی یہ سیدھے چلتے ہیں کبھی الٹے چلتے ہیں، کبھی ایک جگہ ٹھہرے ہوئے نظر آتے ہیں جیسے کوئی گم کردہ راہ حیران ہوکر کبھی آگے چلتا ہے کبھی پیچھے چلتا ہے کبھی کھڑا ہوکر سوچنے لگتا ہے اسی لئے ان کو متحیرہ کہتے ہیں۔ ان پانچوں کی رفتار کی پوری تحقیق ہماری کتاب "اسلام اور چاند کے سفر" میں ملاحظہ کریں — تَنَفَّسَ اِرْتَفَعَ النَّهَارُ — دن بلند ہوگیا — وَالظَّنِيْنُ الْمُتَّهَمُ وَالضَّنِيْنُ يَضَنُّ بِهٖ — ارشاد ہے — وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ — وہ غیب پر بخیل نہیں، اس میں دو قرأتیں ہیں۔ ظ کے ساتھ ظنین جس کے معنی متہم کے ہیں اور ض کے ساتھ ضنین جس کے معنی بخیل کے ہیں۔

وَقَالَ عُمَرُ النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ يُزَوَّجُ نَظِيْرُهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ قَرَاَ

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ ___ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَلنُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کی تفسیر میں فرمایا جنتی اپنے مثل اور دوزخی اپنے مثل کے ساتھ ملا لئے جائیں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ___ عَسْعَسَ، اَدْبَرَ ___ پیٹھ پھیر لے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ :۔ اس کو سورۂ انفطار بھی کہتے ہیں یہ مکی ہے، اسمیں انیس ۱۹ آیتیں ہیں۔ صـــ ۳۶۔

وَقَالَ الرَّبِیْعُ بْنُ خُثَیْمٍ فُجِّرَتْ فَاضَتْ ___ بہا دیئے جائیں۔ اور میٹھا کھاری کے ساتھ اور کھاری میٹھے کے ساتھ مل کر ساتوں سمندر ایک ہو جائیں ___ وَقَرَأَ الْاَعْمَشُ وَعَاصِمٌ فَعَدَلَکَ بِالتَّخْفِیْفِ وَقَرَأَہٗ اَھْلُ الْحِجَازِ بِالتَّشْدِیْدِ وَاَرَادَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ وَمَنْ خَفَّفَ یَعْنِیْ فِیْ اَیِّ صُوْرَۃٍ شَآءَ اِمَّا حَسَنٍ وَاِمَّا قَبِیْحٍ وَطَوِیْلٍ اَوْ قَصِیْرٍ ___ امام اعمش امام عاصم نے فعدلک بالتخفیف پڑھا۔ اور اہل حجاز کی قرأت تشدید کے ساتھ ہے۔ یعنی معتدل الخلق بنایا۔ اور جس نے تخفیف کے ساتھ پڑھا اس نے مراد لیا۔ جس صورت میں چاہا بنایا، اچھی یا بری صورت میں لمبا یا ٹھگنا۔

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ :۔ یہ سورت مکی ہے اس میں چھتیس ۳۶ آیتیں ہیں۔ صـــ ۳۶۔

ویل جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گہرائی ستر سال مسافت ہے جسمیں ستر ہزار شاخیں ہیں۔ اور ہر شاخ میں ستر ہزار شگاف ہیں اور ہر شگاف میں ستر ہزار غار ہیں اور ہر غار میں ستر ہزار محل ہیں، لوہے کے تابوتوں کے مقفل۔ ہر تابوت میں ستر ہزار درخت ہیں اور ہر درخت میں ستر ہزار آگ کی شاخیں ہیں۔ اور ہر شاخ میں ستر ہزار پھل ہیں۔ جن کی لمبائی ستر ہزار ہاتھ ہے۔ ہر درخت کے نیچے ستر ہزار اژدہے اور ستر ہزار بچھو ہیں۔ اور ہر اژدہا ایک مہینے کی راہ کی مسافت کے برابر لمبا ہے۔ اور ان کی موٹائی پہاڑ کے مثل ہے۔ اس کے دانت کھجور کے درخت کے مثل ہیں۔ اور اس کے تین سو ستر تھیلی ہے، ہر تھیلی میں ایک مٹکا زہر ہے۔ مُطَفِّفِیْنَ کے معنیٰ ہیں کم تولنے والے ___ وَقَالَ مُجَاهِدٌ رَانَ ثَبْتُ الْخَطَایَا ___ زنگ چڑھ گیا، ان کی کتابیں نقش ہوگئیں۔ حدیث میں ہے جب کوئی آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں زنگ لگ جاتا ہے ___ ثُوِّبَ، جُوْزِیَ ___ بدلہ دیا گیا ___ وَقَالَ غَیْرُہٗ اَلْمُطَفِّفُ لَا یُوَفِّیْ ___ مطفف وہ ہے جو پورا نہیں دیتا ہے۔

۲۲۳۲ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا

حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ

تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم یقوم الخ کی تفسیر میں فرمایا یعنی جس دن سب لوگ رب العلمین

الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى يَغِيْبَ اَحَدُهُمْ فِىْ رَشْحِهٖ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ عہ

کے حضور کھڑے ہوں گے کوئی اپنے پسینے میں آدھے کان تک ڈوبا ہوگا۔

تشریحات ۳۴۴۳ کتاب الرقاق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو پسینہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ستر ہاتھ پسینہ زمین میں جذب ہو جائیگا اور ان کے منھ تک پہنچے گا۔ یہاں تک کہ کانوں تک۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ :۔ اس کا نام سورۂ اِنشقاق بھی ہے اور اسمیں تیئیس ۲۳ آیتیں ہیں۔ ص۷۳۶

قَالَ مُجَاهِدٌ: كِتَابَهٗ بِشِمَالِهٖ يَاْخُذُ كِتَابَهٗ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ ـــــ وہ اپنے اعمال کے دفتر کو بائیں ہاتھ میں لے گا اپنے پیٹھ کے پیچھے سے ـــــ وَسَقَ ۔ جَمَعَ مِنْ دَآبَّةٍ ـــــ یعنی رات نے جن چوپایوں کو جمع کیا ـــــ وَظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَا، اَنْ لَّا يَرْجِعَ اِلَيْنَا ـــــ لن یحور کے معنی ہماری طرف نہیں لوٹے گا۔

حدیث ۳۴۴۳ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ اَحَدٌ يُّحَاسَبُ

نے فرمایا جس کسی سے بھی حساب کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ!

اِلَّا هَلَكَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِىَ اللّٰهُ فِدَآءَكَ اَلَيْسَ

اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے۔ کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا۔ " تو وہ جسے اپنا نامۂ اعمال

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتَابَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ

داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا۔" فرمایا یہ پیش کرنا ہے ان کے اعمال

حِسَابًا يَّسِيْرًا قَالَ ذَاكَ الْعَرْضُ يُعْرَضُوْنَ وَمَنْ نُّوْقِشَ الْحِسَابَ

ان پر پیش کئے جائیں گے۔ مگر جس سے سختی اور تفصیل سے حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوا۔

هَلَكَ عہ

عہ کتاب الرقاق۔ باب قول اللہ الا یظن اولئک الخ ص۹۶۷۔ مسلم۔ صفۃ جھنم

عہ کتاب العلم۔ باب من سمع شیئا فلم یفھم ص۲۱۔ کتاب الرقاق۔ باب من نوقش الحساب الخ ص۹۶۷ مسلم: صفۃ النار۔ ترمذی، تفسیر، نسائی، تفسیر

تشریحات یہ حدیث عبد اللہ بن ابو ملیکہ نے براہ راست ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی سنی ہے۔ اور بواسطہ قاسم بن محمد بھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۴۳۴۲ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے حساب یسیر سے مراد یہ ہے کہ اس کے اعمال اس کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اور اس سے کچھ پوچھ گچھ نہ ہوگی کہ تو نے یہ کیوں کیا اور تو نے یہ کیوں نہیں کیا۔ ایسے شخص کو بخش دیا جائے گا۔ لیکن حساب کے وقت جس سے پوچھ گچھ ہوگی یہ تو نے کیوں نہیں کیا اور یہ کیوں کیا؟

باب قَوْلِهِ تَعَالَىٰ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر "کہ ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے۔ ص ۷۳۶

۲۲۲۵ **عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا**
حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس ارشاد "تم ضرور منزل بہ منزل چڑھو گے"
لَتَرْكَبُنَّ لَيَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هٰذَا
یعنی ایک حال کے بعد دوسرے حال پر۔ یہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔
نَبِيُّكُمْ

تشریحات یہاں دو قراءتیں ہیں لَتَرْكَبُنَّ لَيَرْكَبُنَّ۔ خطاب عام انسانوں سے ہے۔ ۴۳۴۵ مراد یہ ہے کہ تم لوگ ایک حال پر نہیں رہو گے۔ ایک کے بعد دوسری منزل آتی رہے گی۔ پہلے نطفہ تھے پھر مضغہ ہوئے پھر جنین پھر پیدا ہوئے بچے تھے جوان ہوئے بوڑھے ہو گئے۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ حال کو عام رکھا جائے یعنی تم ہمیشہ یکساں حالت میں نہ رہو گے۔ حالات بدلتے رہیں گے۔ دوسری قراءت لترکبنّ ہے اور خطاب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے اور طبق سے مراد عالم کے منازل ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اے محبوب آپ شب معراج ملاء اعلیٰ کے منازل طے کرو گے اس قراءت کی بنا پر بھی طبق بمعنی حال ہو سکتا ہے اور حال بمعنی عام ہو یعنی اس وقت جو کفار سے اذیتیں پہنچ رہی ہیں ہمیشہ یہی حال نہیں رہے گا۔ رفتہ رفتہ آپ کو فتح و نصرت حاصل ہوگی۔ اور آپ غالب و منصور ہوں گے۔

البُرُوج: یہ سورت مکی ہے اس میں بائیس آیتیں ہیں ص ۷۳۶

بروج سے یا تو آسمان کے بارہ برج مراد ہیں جو مشہور ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْاُخْدُوْدُ شَقٌّ فِي الْاَرْضِ ــــ زمین کا گڑھا۔ کھائی ــــ فُتِنُوْا عُذِّبُوْا ــــ ان کو آزمائش میں ڈالا گیا یعنی عذاب دیا گیا۔

الطَّارِقِ: یہ سورت مکی ہے اس میں سترہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۶

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ذَاتِ الرَّجْعِ: سَحَابٌ يَرْجِعُ بِالْمَطَرِ ذَاتِ الصَّدْعِ: تَتَصَدَّعُ بِالنَّبَاتِ ــــ اور مجاہد نے کہا ذات الرجع سے مراد وہ بادل ہے جو بارش لے کر آتا ہے اور ذات الصدع سے مراد زمین ہے جو نباتات سے پھٹتی ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ: اس کا نام سورۃ الاعلیٰ بھی ہے۔ یہ مکی ہے اور اسمیں ۱۹ انیس آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۶

هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ: اس کا نام سورہ غاشیہ بھی ہے، یہ مکی ہے اور اس میں ۲۶ چھبیس آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۶

غاشیہ کے معنی چھا جانے والی۔ یہ قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ: اَلنَّصَارٰى ــــ کام کریں مشقت جھیلیں یہ نصاریٰ ہیں ــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ: عَيْنٌ آنِيَةٌ بَلَغَ اِنَاهَا وَحَانَ شُرْبُهَا ــــ اس کے پینے کا وقت آگیا ــــ اَنَاهُ ــــ معنی میں حان کے ہے۔ نیز اَنَاهُ کے معنی یہ بھی ہیں۔ کہ اس کی گرمی انتہا کو پہنچ گئی حَمِيْمٍ اٰنٍ: بَلَغَ اِنَاهُ ــــ جس کی گرمی حد کو پہنچی ہوئی ہو ــــ لَا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً شَتْمًا ــــ اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے۔ یعنی گالی ــــ الضَّرِيْعُ: نَبْتٌ يُقَالُ لَهُ اَلشِّبْرِقُ يُسَمِّيْهِ اَهْلُ الْحِجَازِ اَلضَّرِيْعَ اِذَا يَبِسَ وَهُوَ سَمٌّ ــــ ضریع ایک کانٹے دار گھاس ہے جس کو شبرق کہا جاتا ہے۔ اہل حجاز اسے ضریع کہتے ہیں جب سوکھ جائے اور یہ زہر ہے ــــ بِمُسَيْطِرٍ بِمُسَلَّطٍ۔ وَيُقْرَاُ بِالصَّادِ وَالسِّيْنِ ــــ آپ ان پر مسلط نہیں۔ اور یہ صاد اور سین دونوں طرح پڑھا جاتا ہے ــــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِيَابَهُمْ مَرْجِعَهُمْ ــــ ان کا لوٹنا ــــ

وَالْفَجْرِ: یہ سورت مکی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مدنی ہے۔ اس میں ۳۰ تیس آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۶

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْوَتْرُ: اَللّٰهُ۔ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ: اَلْقَدِيْمَةُ وَالْعِمَادُ اَهْلُ عَمُوْدٍ لَا يُقِيْمُوْنَ يَعْنِيْ اَهْلَ خِيَامٍ ــــ ارم سے مراد قدیمہ یعنی ارم اولیٰ ہیں۔ ستون والوں سے مراد یہ ہے کہ وہ خیموں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک جگہ اقامت پذیر نہیں تھے۔ عماد کے ایک معنی وہ ہیں جو امام بخاری نے ذکر فرمایا۔ دوسرا عماد کے معنی ہے لمبائی کے۔ اور طاقت و قوت کے۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی پوری چٹان اٹھا لاتا اور کسی پر پھینک کر مار ڈالتا۔ کلبی سے ہے وہ چار سو ہاتھ لمبے تھے: مقاتل نے کہا بارہ ہاتھ

لمبے تھے۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر میں ہے ان میں سب سے لمبا ۱۲۰ ہاتھ کا تھا اور سب سے چھوٹا بارہ ہاتھ کا ـــــ سَوْطَ عَذَابٍ: اَلَّذِیْنَ عُذِّبُوْا بِہٖ ـــــ سوط کے معنی کوڑے کے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں، ہر وہ چیز جس سے عذاب دیا جاتے "سوط عذاب" ہے ـــــ اَکْلًا لَّمًّا: اَلسَّفُّ وَجَمًّا: اَلْکَثِیْرُ: لَمًّا کے معنی ہے بلا دریغ کھانا، اور جمًّا کے معنی زیادہ کے ہیں ـــــ وَقَالَ مُجَاھِدٌ: کُلُّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ فَھُوَ شَفْعٌ اَلسَّمَاءُ شَفْعٌ وَالْوَتْرُ اَللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ـــــ اور مجاہد نے کہا ہر وہ چیز جسے اللہ نے پیدا کیا وہ جفت ہے۔ آسمان زمین کا جفت ہے۔ وتر، اکیلا صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے ـــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ: سَوْطَ عَذَابٍ کَلِمَۃٌ تَقُوْلُھَا الْعَرَبُ لِکُلِّ نَوْعٍ مِّنَ الْعَذَابِ تَدْخُلُ فِیْہِ السَّوْطُ ـــــ اور ان کے غیر نے کہا "سوط عذاب" عرب والے ہر قسم کے عذاب کو کہتے ہیں اس میں کوڑا بھی داخل ہے ـــــ لَبِالْمِرْصَادِ: اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ـــــ اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ـــــ تَحَاضُّوْنَ: تُحَافِظُوْنَ وَتَحُضُّوْنَ تَامُرُوْنَ بِاِطْعَامِہٖ ـــــ تحاضون کے معنی تم حفاظت کرتے ہو اور تحضون کے معنی ہے تم اس کے کھلانے کا حکم دیتے ہو ـــــ اَلْمُطْمَئِنَّۃُ: اَلْمُصَدِّقَۃُ بِالثَّوَابِ ـــــ ثواب پر یقین رکھنے والے ـــــ وَقَالَ الْحَسَنُ اَیَّتُھَا النَّفْسُ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ قَبْضَھَا اطْمَاَنَّتْ اِلَی اللّٰہِ وَاطْمَاَنَّ اللّٰہُ اِلَیْھَا وَرَضِیَتْ عَنِ اللّٰہِ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فَاَمَرَ بِقَبْضِ رُوْحِھَا وَاَدْخَلَھَا اللّٰہُ الْجَنَّۃَ وَجَعَلَہٗ مِنْ عِبَادِہِ الصَّالِحِیْنَ ـــــ اور امام حسن بصری نے "یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ" کی تفسیر میں فرمایا "جب اللہ تعالیٰ ایسی جان کو قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ پر مطمئن ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر سکون نازل فرماتا ہے۔ وہ اللہ سے راضی ہو جاتی ہے اور اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے تو اس کی روح کے قبض کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اسے جنت میں داخل فرماتا ہے اور اسے اپنے نیک بندوں میں شامل کر لیتا ہے ـــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ جَابُوْا نَقَبُوْا مِنْ جِیْبِ الْقَمِیْصِ قُطِعَ لَہٗ جَیْبٌ یَجُوْبُ الْفَلَاۃَ یَقْطَعُھَا فرمایا تھا "وَجَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ" جنھوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں" مراد یہ ہے کہ چٹانوں کو کھود کر اس میں مکان بنایا۔ کہا جاتا ہے جِیْبُ الْقَمِیْصِ ـــــ جب کرتے کے لئے گریبان کاٹا جائے نیز اس کے معنی راستہ طے کرنے کے بھی ہیں۔ کہا جاتا ہے ـــــ "یجوب الفلاۃ" جب میدان طے کر لے ـــــ لَمًّا لَمَمْتُہٗ اَجْمَعَ اَتَیْتُ عَلٰی اٰخِرِہٖ ـــــ بولتے ہیں لممتہ اجمع۔ اس کے آخر تک میں پہنچا۔

لَآ اُقْسِمُ: اس کا نام سورۂ بلد بھی ہے اس میں بیس آیتیں ہیں۔ ص۷۳۷

وَقَالَ مُجَاھِدٌ: بِھٰذَا الْبَلَدِ مَکَّۃَ لَیْسَ عَلَیْکَ مَا عَلَی النَّاسِ فِیْہِ مِنَ الْاِثْمِ ـــــ اور مجاہد نے کہا کہ اس شہر سے مراد مکہ ہے۔ آپ پر اس میں وہ گناہ نہیں جو لوگوں پر

ہے ـــــ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ـــــ اور حضرت آدم کی قسم اور ان کے اولاد کی ـــــ لُبَدًا کَثِیْرًا ـــــ بہت ـــــ وَالنَّجْدَیْنِ ۔ اَلْخَیْرَ وَالشَّرَّ ـــــ اس سے مراد خیر و شر ہیں ـــــ مَسْغَبَةٌ مَجَاعَةٌ ـــــ بھوک ـــــ مَتْرَبَةٌ اَلسَّاقِطُ فِی التُّرَابِ ـــــ جو مٹی پر پڑا ہوا ہو ـــــ وَیُقَالُ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ فَلَمْ یَقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ فَسَّرَ الْعَقَبَةَ فَقَالَ وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ـــــ پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا دنیا میں پھر عقبہ کی تفسیر فرمائی "اور تونے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے" غلام آزاد کرنا۔ یا بھوک کے دن کھانا دینا۔ مراد یہ ہے کہ نیک اعمال کر کے صالحین میں شامل نہیں ہوا۔ اعمال صالحہ کرنے کو گھاٹی میں کودنے سے تعبیر اس لئے فرمایا کہ وہ نفس پر شاق ہوتے ہیں۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۔ اس کا نام سورۂ شمس بھی ہے یہ مکی ہے اس میں پندرہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِطَغْوَاهَا ۔ مَعَاصِیْهَا ـــــ ان کے گناہوں کی وجہ سے ـــــ وَلَا یَخَافُ عُقْبٰهَا اَحَدٌ ـــــ کسی کے پیچھے کرنے کا اسے خوف نہیں۔

وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۔ اس کا نام سورہ اللیل بھی ہے۔ یہ مکی ہے اسمیں اکیس ۲۱ آیتیں ہیں ص ۷۳۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب انھوں نے حضرت بلال کو آزاد کیا۔ اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ص ۷۳۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْحُسْنٰی ۔ بِالْخَلَفِ ـــــ حسنٰی سے مراد عطا کی جزا اور عوض ہے ـــــ وَقَالَ مُجَاهِدٌ تَرَدّٰی : مَاتَ ـــــ اور مجاہد نے کہا کہ تردّٰی کے معنی ہے مر گیا ـــــ وَتَلَظّٰی تَوَهَّجُ ـــــ جو بھڑک رہی ہے ـــــ وَقَرَاَ عُبَیْدُ بْنُ عُمَیْرٍ تَتَلَظّٰی ۔

سُوْرَةُ وَالضُّحٰی ۔ یہ مکی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ۔ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۔ اِسْتَوٰی ۔ وَقَالَ غَیْرُهٗ اَظْلَمَ ۔ وَسَكَنَ سجٰی کے معنی ہے درست ہو جائے۔ اور ان کے غیر نے کہا جب تاریک ہو جائے اور پر سکون ہو جائے ـــــ عَائِلًا فَاَغْنٰی : ذُو عِیَالٍ ـــــ عائلاً کے معنی ہیں کثیر عیال والا۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا تَرَكَكَ وَمَا اَبْغَضَكَ ـــــ حضرت ابن عباس نے فرمایا نہ تو آپ کو چھوڑا ہے نہ تو آپ کو دشمن بنایا ہے۔

سورۃ الم نشرح :۔ اس کا دوسرا نام سورۃ انشراح ہے یہ مکی ہے اسمیں آٹھ آیتیں ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: وِزْرَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ــــ یعنی آپ کے وہ کام جو جاہلیت میں ایسے صادر ہوتے تھے جو منصب نبوت کے مناسب نہیں تھے یعنی ترک افضل ۔ اور صحیح تفسیر یہ ہے کہ وزر کے معنی بوجھ ہے ــــ اَنْقَضَ :۔ اَثْقَلَ ــــ جو آپ پر بھاری تھے ــــ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا :۔ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: اَيْ مَعَ ذَالِكَ الْعُسْرِ يُسْرًا آخَرَ لِقَوْلِهِ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَلَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ ــــ دشواری کے ساتھ آسانی ہے یعنی اس دشواری کے ساتھ دوسری آسانی بھی ہے ۔ اللہ عزوجل کے اس ارشاد کی تفسیر کی وجہ سے "تم دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کر رہے تھے ۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے ۔ کہ ایک دشواری دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی ۔

توضیح اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک دشواری کے ساتھ دو آسانیاں ہیں ۔ یہ اس قاعدے پر مبنی ہے کہ جب کوئی اسم معرف باللام مکرر ہوگا تو دوسرے سے بعینہٖ وہی پہلا مراد ہوگا ۔ اور اگر کوئی اسم نکرہ مکرر ہو تو دونوں کے دو الگ الگ مصداق ہوں گے ۔ ان دونوں آیتوں میں العسر معرف باللام ہے ۔ اور یسرا نکرہ ۔ اس لئے حاصل یہ ہوا کہ ایک دشواری میں دو آسانیاں ہیں ۔ اسی کو کسی شاعر نے کہا ہے ؎

إِذَا اشْتَدَّتْ بِكَ الْبَلْوٰى ۔۔۔ فَفَكِّرْ فِيْ اَلَمْ نَشْرَحْ
فَعُسْرٌ بَيْنَ يُسْرَيْنِ ۔۔۔ إِذَا فَكَّرْتَهٗ فَافْرَحْ

جب تم پر مصیبت سخت ہو تو الم نشرح میں غور کرو دو آسانیوں کے درمیان ایک سختی ہے اسے سمجھ کر خوش ہو ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: فَانْصَبْ فِي حَاجَتِكَ إِلٰى رَبِّكَ ــــ تو اپنے رب کی طرف اپنی حاجت طلب کرنے میں پوری کوشش کرو ۔ یعنی جب عبادت سے فارغ ہو جاؤ تو حاجتوں کے لئے دعا کرنے میں کوشش کرو ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب فرض نمازوں سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ سے مانگو اور اس کی طرف راغب ہو ۔ اور اس کے لئے کوشش کرو ۔ اور قتادہ نے کہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا جب اپنی نماز سے فارغ ہو لو تو دعا میں مبالغہ کرو ــــ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ ــــ حضرت ابن عباس نے فرمایا مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضور کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا ۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ :۔ اس کا نام سورہ تین ہے یہ مکی ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مدنی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔ ص ۷۳۹

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَقَالَ مُجَاھِدٌ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ اَلَّذِیْ یَاْکُلُ النَّاسَ ـــــ اور امام مجاہد نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد قسم ہے انجیر اور زیتون کی جسے لوگ کھاتے ہیں ـــــ وَیُقَالُ فَمَا یُکَذِّبُکَ فَمَا الَّذِیْ یُکَذِّبُکَ بِاَنَّ النَّاسَ یُدَانُوْنَ بِاَعْمَالِھِمْ کَاَنَّہٗ قَالَ وَمَنْ یَقْدِرُ عَلٰی تَکْذِیْبٍ بِالثَّوَابِ وَالْعِقَابِ ـــــ ارشاد ہے ـــــ فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ـــــ اب کیا چیز انصاف کے جھٹلانے پر باعث ہے یعنی کس چیز نے ابھارا کہ وہ آپ کی اس بات کی تکذیب کریں کہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا گویا اللہ نے فرمایا آپ جو ثواب عقاب کی باتیں کرتے ہیں اس کے جھٹلانے پر کون قادر ہے؟۔

سُوْرَۃُ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ :۔ اس سورت کا نام سورہ علق بھی ہے یہ سورت مکی ہے اس میں بیس آیتیں ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حدیث ۔ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اکْتُبْ فِی الْمُصْحَفِ فِیْ اَوَّلِ الْاِمَامِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاجْعَلْ بَیْنَ السُّوْرَتَیْنِ خَطًّا ـــــ امام حسن بصری نے فرمایا مصحف میں امام یعنی سورہ فاتحہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھو اور اسے دو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے لکھو۔

تشریحات امام سے مراد قرآن ہے یعنی قرآن کے شروع میں بسم اللہ لکھو یعنی سورۂ فاتحہ کے شروع میں یہ جو فرمایا کہ ہر دو سورۃ کے درمیان خط بنا۔ یعنی دونوں سورتوں میں فصل کی علامت ہے اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دو سورت کے درمیان خط کھینچ دو تاکہ یہ فصل کی علامت رہے۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ بسم اللہ لکھو اس کو فصل کی علامت بناؤ۔ حضرت امام حسن بصری کا مذہب پہلا ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کے درمیان فصل کے لئے لکھا جائے۔ اور صحیح یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن کا جزء ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے نازل ہوا ہمارا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ یا کسی سورت کا جزء نہیں ہاں قرآن مجید کا جزء ہے۔ ہاں امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ سورہ فاتحہ اور ہر سورۃ کا جزء ہے۔ ابن قصار مالکی نے کہا کہ بسم اللہ جو سورتوں کے شروع میں ہے وہ قرآن نہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ مستقل قرآن مجید کی آیت ہے اس لئے کہ یہ مصاحف میں لکھا ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ مصحف میں قرآن کے علاوہ کچھ اور نہیں لکھا گیا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: نَادِيَهُ عَشِيْرَتُهُ الزَّبَانِيَةُ الْمَلٰئِكَةُ ــــــ نادیہ سے مراد قبیلہ والے ہیں ــــ الزبانیۃ: سپاہی مراد فرشتے ہیں ــــــ وَقَالَ مَعْمَرٌ: اَلرُّجْعٰی: اَلْمَرْجِعُ ــــ لوٹنے کی جگہ ــــ لَنَسْفَعًا قَالَ لَنَاخُذَنَّ وَلَنَسْفَعَنْ بِالنُّوْنِ وَهِيَ الْخَفِيْفَةُ سَفَعْتُ بِيَدِهٖ اَخَذْتُ ــــ لنسفعًا کے معنی ہیں ہم ضرور پکڑیں گے یہ نون خفیفہ تاکید کے ساتھ ہے۔ بولتے ہیں۔ سَفَعْتُ بِيَدِهٖ میں نے اس کو پکڑا۔

بَابُ قَوْلِهٖ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ص ۷۴۰

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر، ہاں ہاں اگر باز نہ آیا تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے کیسی پیشانی جھوٹی، خطاکار۔

حدیث ۲۲۳۶	عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ
	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ابوجہل نے کہا اگر میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ
	اَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَاَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَاَطَاَنَّ عَلٰى عُنُقِهٖ
	علیہ وسلم) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لوں تو ان کی گردن کو پاؤں سے روند دوں گا اس
	فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهٗ لَاَخَذَتْهُ
	کی خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اس کو ضرور دیکھ لیتے۔
	الْمَلٰئِكَةُ ؏

تشریحات ۲۲۳۶ "زبانیہ" یہ اللہ کے بارہ فرشتے ہیں ان کے سر آسمان میں ہیں اور پاؤں زمین میں ہیں۔ نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بار کعبے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل بڑھا مگر پھر الٹے قدم پھرا اور ہاتھوں سے ایسے اشارہ کر رہا تھا جیسے کسی چیز سے بچ رہا ہے۔ اس سے پوچھا گیا کیا بات ہے اس نے کہا میرے ان کے درمیان آگ کی خندق ہے اور سخت ہولناک چیزیں ہیں اور کچھ بازو ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ قریب ہوتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کو اچک لیتے۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ: اس کا نام سورہ قدر بھی ہے۔ یہ سورہ مدنی ہے اور ماوردی نے حکایت کی کہ یہ مکی ہے اور یہی ابوالعباس نے کہا اس میں پانچ آیتیں ہیں۔ ص ۷۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ الْمَطْلَعُ: هُوَ الطُّلُوْعُ وَالْمَطْلِعُ هُوَ الْمَوْضِعُ الَّذِيْ يُطْلَعُ مِنْهُ ــــ مطلع مصدر بھی ہے اور اسم ظرف بھی۔ طلوع ہونے کی جگہ ــــ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ: اَلْهَاءُ كِنَايَةٌ

؏ ترمذی، نسائی

عَنِ الْقُرْآنِ اَنْزَلْنَاهُ فَخَرَجَ الْجَمْعَ وَالْمُنْزِلُ هُوَ اللّٰهُ وَالْعَرَبُ تُؤَكِّدُ فِعْلَ الْوَاحِدِ فَتَجْعَلُهُ بِلَفْظِ الْجَمْعِ لِيَكُوْنَ اَثْبَتَ وَاَوْكَدَ ـــــ ہم نے اس کو نازل فرمایا۔ اس سے مراد قرآن ہے۔ اَنْزَلْنَا جمع کا صیغہ استعمال فرمایا حالانکہ نازل فرمانے والا اللہ ہے اہل عرب بطور تاکید واحد کو جمع سے تعبیر کرتے ہیں تاکہ وہ اثبت ہو۔ جمع کا صیغہ بطور تعظیم ہے۔

سورۃ لَمْ یَکُنْ: ص ۔ اس سورت کا نام سورۃ منفکین بھی ہے اور سورۃ بینہ بھی یہ سورت مدنی ہے لیکن حضرت ابن عباس سے ایک قول مروی ہے کہ یہ مکی ہے۔ اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُنْفَكِّيْنَ زَائِلِيْنَ ـــــ چھوڑنے والا ـــــ قَيِّمَةٌ اَلْقَائِمَةُ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ اَضَافَ الدِّيْنَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ ـــــ القیمۃ معنی سیدھا، اصل عبارت یہ تھی ـــــ دِيْنُ الْمِلَّةِ الْقَيِّمَةِ ـــــ دین کی اضافت ملت کی طرف تھی جو مؤنث ہے اسی کی صفت اَلْقَيِّمَةِ۔

اِذَا زُلْزِلَتْ: اس کا نام سورۃ زلزال بھی ہے یہ سورت مکی ہے، اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔ ص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُقَالُ اَوْحٰى لَهَا وَاَوْحٰى اِلَيْهَا وَوَحٰى لَهَا وَوَحٰى اِلَيْهَا وَاحِدٌ ـــــ اسے حکم بھیجا۔ اوحی اور وحی یعنی مجرد و مزید فیہ ہم معنی ہیں اس کا صلہ لام بھی آتا ہے اور الی بھی۔

وَالْعَادِيَاتِ: یہ سورت مکی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ص ۔ عادیات سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو راہ خدا میں دوڑتے ہیں ـــــ ضَبْحًا کے معنی گھوڑے کے سینے کی وہ آواز جو تیز دوڑتے وقت نکلتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: اَلْكَنُوْدُ الْكَفُوْرُ ـــــ ناشکری کرنے والا ـــــ يُقَالُ فَاَثَرْنَ بِهِ نَقْعًا رَفَعْنَ بِهِ غُبَارًا ـــــ غبار اڑاتے ہیں لِحُبِّ الْخَيْرِ مِنْ اَجْلِ حُبِّ الْخَيْرِ ـــــ مال کی چاہت کی وجہ سے ـــــ لَشَدِيْدٌ لَبَخِيْلٌ وَيُقَالُ لِلْبَخِيْلِ شَدِيْدٌ ـــــ شدید کے معنی بخیل کے ہیں ـــــ حُصِّلَ مُيِّزَ ـــــ ممتاز کردی جائے گی۔

بَابُ سُوْرَةِ الْقَارِعَةِ: یہ سورت مکی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ كَغَوْغَاءِ الْجَرَادِ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا كَذٰلِكَ النَّاسُ يَجُوْلُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ ـــــ بکھرے ہوئے پتنگے جیسے ٹڈی کا دل بعض بعض پر چڑھا ہوتا ہے اسی طرح قیامت کے دن لوگ ایک دوسرے پر گریں گے ـــــ كَالْعِهْنِ كَاَلْوَانِ الْعِهْنِ

وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ كَالصُّوفِ ـــــ جیسے رنگ برنگ کے اون، اور عبداللہ ابن مسعود نے عہن کی جگہ پر صوف پڑھا۔

اَلْهٰكُمُ ۔ ص۴۱ اس کا نام سورۂ تکاثر بھی ہے یہ مکی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلتَّكَاثُرُ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ـــ مال اور اولاد کی بہت کثرت۔

وَالْعَصْرِ ۔ ص۴۱ یہ مکی ہے اس میں تین آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَيُقَالُ الدَّهْرُ اَقْسَمَ بِهٖ ـــ کہا جاتا ہے کہ عصر سے مراد زمانہ ہے جس کی اللہ نے قسم یاد فرمائی۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ ۔ ص۴۲ اس کا نام سورۂ ہُمَزَہ بھی ہے یہ سورت مکی ہے اسمیں نو آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حضرت ابن عباس نے فرمایا ہُمَزَہ سے مراد چغل خور ہیں جو دوستوں کے درمیان جدائی کرتے ہیں قتادہ سے روایت ہے۔ اس کے معنی ہیں غیبت کرنے والے اور لُمَزَۃٍ کے معنی ہیں طعنہ دینے والے ـــ اَلْحُطَمَةُ اسْمُ النَّارِ مِثْلُ سَقَرَ وَلَظٰى ـــ حطمہ، ایک جہنم کا نام ہے جیسے سقر اور لظی، حطمہ کے معنی ہیں روندنے والی۔

سُوْرَةُ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ ۔ ص۴۲ اس کا دوسرا نام سورہ فیل بھی ہے اس میں پانچ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ مُجَاهِدٌ اَبَابِيْلَ مُتَتَابِعَةً مُجْتَمِعَةً ـــ ابابیل ابالہ کی جمع ہے اور ایک قول ہے کہ اس کا واحد نہیں، اس کا معنی ہے پے در پے اکٹھی ہو کر ـــ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا سِجِّيْلٍ، مِنْ سَنْكِ وَكِلْ ـــ پتھر اور مٹی کی۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۔ ص۴۲ اس کا نام سورۂ قریش بھی ہے یہ سورت مکی ہے لیکن ضحاک اور عطاء بن سائب نے کہا یہ مدنی ہے۔ اس میں چار آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ لِاِيْلٰفِ اَلِفُوْا ذٰلِكَ فَلَا يَشُقُّ عَلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ خوگر ہونے کی وجہ سے، وہ اس کے خوگر تھے اس لئے ان پر گرمی اور جاڑوں میں سفر کرنا شاق نہیں تھا ـــ وَاٰمَنَهُمْ مِنْ كُلِّ عَدُوِّهِمْ فِيْ حَرَمِهِمْ ـــ اور انھیں ہر دشمن سے امن دیا

ان کے حرم میں ——— وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لِنِعْمَتِي عَلَى قُرَيْشٍ ——— اور ابن عیینہ نے کہا ایلاف سے مراد نعمت ہے۔

أَرَأَيْتَ ۔ ص۷۴۲ اس کا دوسرا نام سورہ ماعون بھی ہے یہ مکی ہے اس میں سات آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَدُعُّ يَدْفَعُ عَنْ حَقِّهِ يُقَالُ هُوَ مِنْ دَعَعْتُ يُدَعُّونَ يُدْفَعُونَ ——— اور مجاہد نے کہا حق وصول کرنے سے دھکا دیتا ہے اور کہا جاتا ہے یہ دَعَعْتُ سے ہے۔ يُدَعُّونَ کے معنی ہے دھکا دھکے دیئے جاتے ہیں ——— سَاهُوْنَ لَاهُوْنَ ——— غافل ہیں بھولے ہوئے ہیں ——— وَالْمَاعُوْنُ الْمَعْرُوفُ كُلُّهُ وَقَالَ بَعْضُ الْعَرَبِ الْمَاعُوْنُ الْمَاءُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ أَعْلَاهَا الزَّكٰوةُ الْمَفْرُوْضَةُ وَأَدْنَاهَا عَارِيَةُ الْمَتَاعِ ——— ماعون ہر اچھی بات۔ اور بعض عرب نے کہا کہ ماعون سے مراد پانی ہے اور عکرمہ نے کہا اس کا سب سے اعلیٰ فرض زکوٰۃ ہے اور ادنیٰ مانگنی کا برتن۔

إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۔ ص۷۴۲ اس کا ایک نام سورۂ کوثر بھی ہے جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ مکی ہے اور قتادہ، حسن بصری، اور عکرمہ نے کہا کہ یہ مدنی ہے، اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اس کی شان نزول میں اختلاف ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے حضرت قاسم کا وصال ہوا تو عاص بن وائل یا عقبہ بن ابی معیط یا ابوجہل یا قریش کی ایک جماعت نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتر کہا، سہیلی نے کہا کہ کعب بن اشرف کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس تقدیر پر یہ سورت مدنی ہوگی مگر اس میں کچھ کلام ہے اس لئے کہ اگر کعب بن اشرف نے اگر یہ کہا ہوگا تو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے موقع پر کہا ہوگا حالانکہ کعب بن اشرف حضرت ابراہیم کی ولادت سے پہلے ہی مارا جا چکا تھا واللہ تعالیٰ اعلم اس میں تین آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا شَانِئَكَ عَدُوَّكَ ——— تیرا دشمن۔

۲۲۳۷ حدیث

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمان

لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَاءِ قَالَ أَتَيْتُ

پر لے جایا گیا (معراج کی شب) فرمایا میں ایک نہر پر گیا جس کے دونوں کناروں

عَلٰی نَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ

پر جوف دار موتی کے گول خیمے تھے میں نے پوچھا یہ کیا ہے اے جبرئیل؟

هٰذَا الْكَوْثَرُ عه

عرض کیا یہ کوثر ہے۔

حدیث ۲۲۳۸ عَنْ أَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَ

ابو عبیدہ نے کہا میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ

سَأَلْتُهَا عَنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ قَالَتْ نَهْرًا أُعْطِيَهُ

تعالیٰ کے قول انا اعطیناک الکوثر کی تفسیر پوچھی تو فرمایا یہ ایک نہر ہے جو تمہارے

نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا کی گئی ہے جس کے کناروں پر جوف دار موتی ہیں اس کے

آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُوْمِ عه

برتن ستاروں کی تعداد کے مثل ہیں۔

حدیث ۲۲۳۹ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوثر کی تفسیر میں فرمایا، اس سے مراد

أَنَّهُ قَالَ فِي الْكَوْثَرِ هُوَ الْخَيْرُ الَّذِيْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ قَالَ أَبُوْ

وہ خیر ہے جو اللہ نے حضور کو عطا فرمایا۔ ابو بشر نے کہا میں نے سعید ابن جبیر

بِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ وَإِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَهْرٌ فِي

سے پوچھا لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔

الْجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيْدٌ النَّهْرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ

تو سعید نے فرمایا یہ جنت کی نہر بھی اسی خیر سے ہے جو اللہ نے

أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ۔

حضور کو عطا فرمایا۔

عه مسلم عه نسائی تفسیر، کتاب الرقاق باب الحوض صفحہ ۹۷۴ نسائی تفسیر

قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ۔ ص۷۴۲ اس کا دوسرا نام سورہ کافرون بھی ہے یہ مکی ہے اسمیں چھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، حارث بن قیس سہمی، اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبد المطلب امیہ بن خلف نے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ ہمارے دین کی پیروی کیجئے تو ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے اور ہم آپ کو اپنے ہر معاملے میں شریک کرلیں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیجئے، ایک سال ہم آپ کے معبود کی پرستش کریں گے، حضور نے فرمایا معاذ اللہ! میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کروں؟

یُقَالُ لَکُمْ دِیْنُکُمُ الْکُفْرُ وَلِیَ دِیْنِ اَلْاِسْلَامُ وَلَمْ یَقُلْ دِیْنِیْ لِاَنَّ الْاٰیَاتِ بِالنُّوْنِ فَحُذِفَتِ الْیَاءُ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَھُوَ یَھْدِیْنِ وَیَسْقِیْنِ ــــــ کہا گیا مراد یہ ہے تمہارے لئے تمہارا دین کفر ہے اور میرے لئے میرا دین اسلام ہے اور دینی نہیں فرمایا اس لئے کہ شروع آیتوں کے آخر میں نون تھا تو یاران کی رعایت کی وجہ سے یار کو حذف کردیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول یہدین و یسقین میں ہے کہ اصل میں یہدینی و یسقینی تھا رعایت فصل کے لئے یار کو حذف کردیا گیا۔ اسی طرح یہاں دینی تھا۔ یار کو حذف کردیا ــــــ وَقَالَ غَیْرُہٗ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ اَلْاٰنَ وَلَا اُجِیْبُکُمْ فِیْمَا بَقِیَ مِنْ عُمُرِیْ ــــــ یعنی جن کو تم پوجتے ہو ان کی پرستش نہ اب کروں گا اور نہ عمر بھر ــــــ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ وَھُمُ الَّذِیْنَ قَالَ وَلَیَزِیْدَنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ مَّا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا ــــــ اور نہ تم لوگ اس کی پرستش کروگے جس کی میں عبادت کرتا ہوں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں فرمایا تمہاری جانب سے تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ اتارا گیا کافروں میں سے بہتوں کے کفر اور سرکشی کو زیادہ کردیتا ہے۔

سُوْرَۃُ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۔ ص۷۴۲ اس کا نام سورۂ نصر اور سورۂ فتح بھی ہے۔ پوری سورہ سب سے آخری یہی نازل ہوئی ہے۔ حنین سے واپس ہوتے وقت نازل ہوئی تھی اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریب قریب دو سال حیات ظاہری میں رہے۔ یہ سورہ جب نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سنایا لیکن عبد اللہ بن عباس نے سنا تو رو دئے حضور نے ان سے پوچھا کیوں رو رہے ہو تو انھوں نے عرض کیا کہ حضور نے اپنے دنیا سے تشریف لے جانے کی اس میں خبر دی ہے، حضور نے فرمایا تو نے سچ کہا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اے اللہ اس کو دین میں سمجھ عطا فرما اور اس کو تاویل سکھا۔ اس میں تین آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ قَوْلِهٖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ص ۷۴۳ — اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تَوَّابٌ عَلَى الْعِبَادِ وَالتَّوَّابُ مِنَ النَّاسِ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ ـــــ بندوں کی توبہ قبول فرمانے والا ہے، اور لوگوں میں تواب وہ ہے جو گناہ سے توبہ کرے، یعنی توبہ کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں توبہ قبول کرنے والا اور جب بندوں کی طرف ہوتی ہے تو اس کا معنی ہوتے ہیں گناہوں سے توبہ کرنے والا، گناہ چھوڑنے والا۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ : ص ۷۴۳ اس کا نام سورۂ لہب بھی ہے یہ مکی ہے اسمیں پانچ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا، ابولہب اس کی کنیت ہے اس بنا پر کہ اس کے ایک بیٹے کا نام لہب تھا یا اس لئے کہ اس کا چہرہ بہت سرخ تھا۔ انجام کار میں اس کی کنیت اس پر حقیقی معنی کے اعتبار سے صادق ہوئی وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں گیا۔

ـــ تَبَابٌ خُسْرَانٌ تَتْبِيْبٌ تَدْمِيْرٌ ـــــ تباب کے معنی ہیں نقصان اور تتبیب کے معنی ہیں ہلاک کرنا۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ص ۷۴۳ — اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر اور اس کی جورو لکڑیوں کی گٹھا سر پر اٹھاتی۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ـــــ حمالۃ الحطب سے مراد چغلی کرتی پھرتی ہے۔

ـــ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ يُقَالُ مِنْ مَسَدٍ لِيْفُ الْمُقْلِ وَهِيَ السِّلْسِلَةُ الَّتِيْ فِي النَّارِ ـــــ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔ یعنی گوگل کی چھال کی رسی اور یہ وہ زنجیر ہے جو جہنم میں ہوگی۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ : ص ۷۴۳ اس سورت کا دوسرا نام سورۂ اخلاص بھی ہے یہ مکی ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ مدنی ہے، اس میں چار آیتیں ہیں ـــــ جب قریش یا کعب بن اشرف یا مالک بن سعد یا عامر بن طفیل عامری نے کہا ہمارے رب کا نسب بیان کیجئے یا یہ کہا ہمارے رب کا حلیہ بیان کیجئے تو اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يُقَالُ لَا يُنَوَّنُ أَحَدٌ أَيْ وَاحِدٌ ـــــ کہا گیا کہ احد پر تنوین نہیں پڑھی جائے گی، جیسے

وقف کیا جائے گا، یعنی وہ ایک ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ص ۴۴۲ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اللہ بے نیاز ہے۔

وَالْعَرَبُ تُسَمِّيْ اَشْرَافَهَا الصَّمَدَ وَقَالَ اَبُوْ وَائِلٍ هُوَ السَّيِّدُ الَّذِيْ اِنْتَهٰى سُؤْدُدُهٗ۔ اہل عرب اپنے رؤسا کو صمد کہا کرتے تھے، ابو وائل نے کہا صمد کے معنی ہیں وہ سردار جو سیادت میں انتہا کو پہونچا ہو۔

اقول: اسی لئے صمد کا اطلاق کسی مخلوق پر جائز نہیں بلکہ فقہاء نے کفر لکھا ہے ــــ كُفُوًا وَكَفِيئًا وَكِفَاءً وَاحِدٌ، سب کا معنی ایک ہے، جوڑ۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ: اس کا دوسرا نام سورۂ فلق بھی ہے، یہ مدنی ہے اس میں پانچ آیتیں ہیں۔ ص ۴۴۲۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ غَاسِقٌ اَللَّيْلُ اِذَا وَقَبَ غُرُوْبُ الشَّمْسِ يُقَالُ هُوَ اَبْيَنُ مِنْ فَرَقِ الصُّبْحِ وَفَلَقِ الصُّبْحِ وَقَبَ اِذَا دَخَلَ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَاَظْلَمَ ــــ اور مجاہد نے کہا غاسق، اندھری ڈالنے والی، اس سے مراد رات ہے، اذا وقب، سورج ڈوب جائے، کہا جاتا ہے وہ فرق الصبح، فلق الصبح سے زیادہ ظاہر ہے۔ یعنی لفظ فلق، وقب کے معنی ہیں جب ہر چیز میں داخل ہو جائے اور اسے تاریک کر دے۔

حدیث ۲۳۴۰ — عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ اُبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قِيْلَ لِيْ فَقُلْتُ فَنَحْنُ نَقُوْلُ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عہ

زر سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین کے بارے میں پوچھا یہ قرآن سے ہے یا نہیں۔ انھوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ پوچھا تو فرمایا مجھ سے کہا گیا کہو تو میں نے کہا، حضرت ابی نے فرمایا بس ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تشریحات ۲۳۴۰: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ معوذتین

عہ نسائی تفسیر

قرآن سے نہیں، اسی لئے انھوں نے اسے اپنے مصحف میں نہیں لکھا، اسی کو دوسری روایت میں یوں بیان کیا کہ زر نے حضرت ابی ابن کعب سے یوں کہا آپ کے بھائی ابن مسعود ایسا ایسا کہتے ہیں یہ قرآن کا جز نہیں یہ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ ان کلمات کے ساتھ تعوذ کریں۔ حضرت ابی ابن کعب کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ قرآن سے ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اسی پر امت کا اجماع ہے کہ معوذتین قرآن مجید کے جز ہیں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہیں اور سارے مصاحف میں مکتوب ہیں، اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے جو کچھ فرمایا اپنے اجتہاد سے فرمایا، ہو سکتا ہے ان کو تواتر کا علم نہ رہا ہو اور ایک دو آدمیوں کے اختلاف سے اجماع میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ: ص ۷۴۳ اس کا دوسرا نام سورۂ ناس بھی ہے، یہ سورت مدنی ہے اس میں چھ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلْوَسْوَاسُ اِذَا وُلِدَ خَنَسَهُ الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ ذَهَبَ وَاِذَا لَمْ يُذْكَرِ اللّٰهُ ثَبَتَ عَلٰى قَلْبِهٖ

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا جاتا ہے، دلوں میں برے خطرے ڈالنے والا۔ یہ وہ شیطان ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے کوچے مارتا ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو چلا جاتا ہے اور اگر اللہ کا ذکر نہ کیا جائے تو دل پر جم جاتا ہے۔

توضیح خَنَسَ کے معنی لوٹنے کے ہیں جو یہاں بنتا نہیں، امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ کا بو کی تصحیف ہے یہ اصل میں نخسہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲
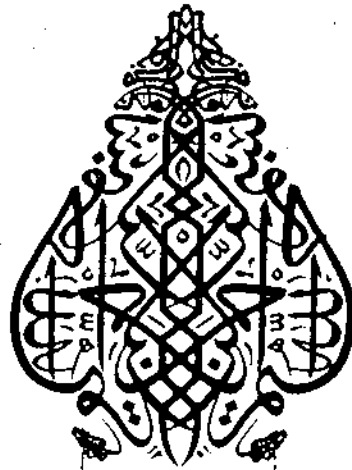
کِتَابُ اَبْوَابِ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ ۲۴۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابٌ كَيْفَ نَزَلَ الْوَحْيُ وَاَوَّلُ مَا نَزَلَ ۲۴۴ اس کا بیان کہ وحی کیسے نازل ہوئی اور پہلے کیا نازل ہوا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْمُهَيْمِنُ اَلْاَمِيْنُ اَلْقُرْاٰنُ اَمِيْنٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهٗ — مہیمن کے معنی امین کے ہیں قرآن اپنے سے پہلے کی ہر کتاب پر امین ہے۔

ارشاد تھا — وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ (المائدہ آیت ۴۸) اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری حق کے ساتھ جو اپنے سامنے کی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کی محافظ ہے۔

۲۳۴۱ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ نِ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عہ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو اسی کے مطابق معجزے دیئے گئے جتنے لوگ ان پر ایمان لائے اور مجھے وہ وحی دی گئی جو اللہ نے میری طرف کی۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔

تشریحات ۲۳۴۱ مراد یہ ہے کہ ہر نبی کو دعوائے نبوت کے ثبوت کے لئے معجزہ دیا گیا اور یہ معجزہ اس نبی کے عہد کے مطابق ہوتا تھا جیسے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانے میں

عہ الاعتصام باب قول النبی بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ صفحہ ۱۰۸۰، مسلم ایمان، نسائی تفسیر و فضائل القرآن۔

جادوگروں کا زور تھا تو آپ کو عصا دیا گیا جو اژدہا ہو جاتا تھا جس نے تمام ساحروں کے سحر کو باطل کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانے میں طب کا زور تھا تو ان کو مردہ جلانے کا معجزہ عطا فرمایا گیا جس سے تمام اطباء عاجز تھے اور ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بلاغت کا زور تھا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن مجید دیا گیا جس کی چھوٹی سی سورت سورۂ کوثر کے معارضہ سے پوری دنیا عاجز رہی۔

۲۳۴۲ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ عه

حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر وفات کے قریب مسلسل وحی بھیجنی شروع کی، پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اٹھا لیا گیا۔

بَابُ تَالِيفِ الْقُرْآنِ ص ۷۴۶ قرآن کے جمع کرنے کا بیان۔

۲۳۴۳ أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ قَالَ إِنِّي عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ جَاءَهَا عِرَاقِيٌّ فَقَالَ أَيُّ الْكَفَنِ خَيْرٌ قَالَتْ وَيْحَكَ وَمَا يَضُرُّكَ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرِينِي مُصْحَفَكِ قَالَتْ لِمَ قَالَ لَعَلِّي أُوَلِّفُ الْقُرْآنَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُقْرَأُ غَيْرَ مُؤَلَّفٍ قَالَتْ وَمَا يَضُرُّكَ أَيَّهُ قَرَأْتَ قَبْلُ إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ

حدیث یوسف بن ماہک نے کہا میں حضرت عائشہ ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک عراقی آیا اور اس نے پوچھا کون کفن بہتر ہے، فرمایا تیرے لئے خرابی ہو اور تجھے کیا چیز ضرر دے گی؟ اس نے کہا اے ام المؤمنین اپنا مصحف مجھے دکھائیے فرمایا کیوں؟ اس نے کہا تاکہ میں اس کے مطابق قرآن کی ترتیب دے لوں اس لئے کہ قرآن بغیر ترتیب کے پڑھا جاتا ہے۔ فرمایا ترا کچھ نقصان نہیں جو بھی پہلے پڑھے، پہلے قرآن سے سورۂ مفصل نازل

عه مسلم، نسائی فضائل القرآن

فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ حَتّٰى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ

ہوئی جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف بڑھے تو حلال و

نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوا

حرام نازل ہوا اگر پہلے ہی نازل ہوجاتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے ہم کبھی بھی شراب نہیں

لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوا لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا

چھوڑیں گے اور اگر نازل ہوتا کہ زنا مت کرو، تو لوگ کہتے ہم زنا کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ مکہ میں

وَقَدْ نَزَلَ بِمَكَّةَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَجَارِيَةٌ

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جب میں بچی تھی کھیلا کرتی

أَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ وَمَا

تھی بلکہ قیامت ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت سخت ہولناک اور کڑوی ہے۔

نَزَلَتْ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالنِّسَاءِ إِلَّا وَأَنَا عِنْدَهُ قَالَ فَأَخْرَجَتْ

اور سورۂ بقرہ اور نساء اس وقت نازل ہوئی کہ میں حضور کے پاس تھی، اس کے بعد ام المومنین

لَهُ الْمُصْحَفَ فَأَمْلَتْ عَلَيْهِ آيَ السُّوَرِ عہ

نے مصحف نکالا اور اسے سورتوں کی آیتیں لکھوائیں۔

تشریحات یوسف بن ماہک، ماہک غیر منصرف ہے، عجمہ اور علمیت کی وجہ سے۔ **وما یضرك** یعنی جب تو مرگیا تو تجھے کیسا ہی کفن دیا جائے تجھے کیا تکلیف ہوگی۔ ۳۴۰۲

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے اہتمام سے مصاحف لکھوا کر بلاد اسلامیہ میں بھیجے اور یہ حکم صادر فرمایا کہ اسی کے مطابق قرآن پڑھا جائے اور لکھا جائے اور بقیہ دوسرے مصاحف کو ضائع کردیا جائے جب کوفہ میں یہ مصحف عثمانی پہونچا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے موافقت نہیں فرمائی نہ تو اپنا مصحف ضائع کیا اور نہ اپنی قرارت سے رجوع کیا غالبا اس عراقی کے پاس ایسا ہی کوئی مصحف تھا جو مصحف عثمانی کی تالیف سے الگ تھا۔ ام المومنین کے فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ تمہارے پاس جو مصحف ہے اس کے مطابق پڑھو اس میں کوئی حرج نہیں۔

عہ نسائی تفسیر فضائل القرآن

لیکن اس پر اجماع منعقد ہو گیا کہ قرآن مجید کو مصحف عثمانی کے مطابق لکھا جائے اور اسی کے مطابق پڑھا جائے اور اب اس کے خلاف لکھنا اور پڑھنا جائز نہیں۔

بَابُ الْقُرَّاءِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے قاریوں کا بیان۔ ص۷۴۸

۲۳۴۴ حَدَّثَنَا شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُ اللهِ فَقَالَ وَاللهِ لَقَدْ أَخَذْتُ مِنْ فِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً وَاللهِ لَقَدْ عَلِمَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي مِنْ أَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللهِ وَمَا أَنَا بِخَيْرِهِمْ قَالَ شَقِيقٌ فَجَلَسْتُ فِي الْحِلَقِ أَسْمَعُ مَا يَقُولُونَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا يَقُولُ غَيْرَ ذَالِكَ عہ

حدیث شقیق بن سلمہ نے کہا عبد اللہ بن مسعود نے ہمیں خطبہ دیا، اور فرمایا بخدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن پاک سے ستر اوپر کچھ سورتیں سیکھی ہیں۔ بخدا صحابہ جانتے ہیں میں ان سب سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا ہوں اور میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے کہا میں حلقے میں بیٹھا تھا تاکہ سنوں لوگ کیا کہتے ہیں میں نے نہیں سنا کہ کسی رد کرنے والے نے اس کے علاوہ کچھ اور کہا۔

۲۳۴۵ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰكَذَا أُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ فَقَالَ أَتَجْمَعُ أَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ۔

حدیث علقمہ سے روایت ہے کہ ہم حمص میں تھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی ایک شخص نے کہا اس طرح نہیں نازل کی گئی ہے ابن مسعود نے فرمایا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھا ہے۔ اس نے کہا اچھا کیا آپ نے اور اس کے منہ سے شراب کی بو محسوس کی فرمایا دو جرم تو اکٹھا کرتا ہے، کتاب اللہ کو جھٹلاتا ہے اور شراب پیتا ہے پھر اس پر حد ماری۔

عہ مسلم، فضائل

تشریحات ۴۶۴۵ کہا گیا ہے یہ کہنے والے نہیک بن سنان تھے اس حدیث پر دو اشکال ہیں۔ اس پر اجماع ہے کہ اگر کسی نے قرآن مجید کے کسی ایک حرف کا انکار کیا تو وہ کافر ہے، اس کا جواب یہ دیا گیا اس شخص کا انکار لاعلمی کی بنا پر تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ جس طرح حضرت عبد اللہ بن مسعود نے پڑھا ہے اسی طرح نازل ہوا ہے اس عہد میں مصاحف کا اختلاف اور قراتوں کا اختلاف سب کو معلوم تھا، اس کا بھی احتمال ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کوئی قرات شاذہ پڑھی ہو۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ محض شراب کی بو منھ سے آنے کی بنا پر حد قائم کرنا جائز نہیں، کبھی کبھی بعض چیزیں کھانے کے بعد منھ سے شراب کی بو آتی ہے۔ حد جاری کرنے کے لئے ضروری ہے یا تو اقرار کرے یا گواہوں سے ثابت ہو نیز حد جاری کرنا حاکم اسلام کا کام ہے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ جب اس سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تو شراب پیتا ہے تو اس نے انکار نہیں کیا اپنے اجتہاد سے انہوں نے اس سکوت کو اقرار سمجھا۔ اور اس کا امکان ہے کہ امیر کی جانب سے انھیں حد جاری کرنے کی اجازت رہی ہو۔ پھر وہ مجتہد تھے ہو سکتا ہے ان کا مذہب یہ ہو کہ جو عالم مقتدیٰ ہو وہ حد جاری کر سکتا ہے۔

حدیث ۴۶۴۶ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ اَيْنَ اُنْزِلَتْ وَلَا اُنْزِلَتْ آيَةٌ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنَا اَعْلَمُ فِيْمَا اُنْزِلَتْ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنِّيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ تُبَلِّغُهُ الْاِبِلُ لَرَكِبْتُ اِلَيْهِ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی اس کے بارے میں میں جانتا ہوں کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی کوئی آیت بھی نازل ہوئی تو میں جانتا ہوں کس بارے میں نازل ہوئی اور اگر میں کسی کو جانتا کہ وہ مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اور وہ دور دراز ہوتا جہاں اونٹ سے جانا پڑتا میں سوار ہو کر اس کے پاس جاتا۔

تشریحات ۴۶۴۶ باب تھا صحابۂ کرام میں قرار کتنے تھے اس سلسلے میں پہلے امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث ذکر کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار اشخاص سے سیکھو۔ (۱) عبد اللہ بن مسعود (۲) سالم (۳) معاذ بن جبل (۴) ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ لیکن یہ حصر کے لئے نہیں خلفاء اربعہ بھی قرار میں شامل تھے، اسی طرح اس حدیث کے بعد مذکور ہے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ قرآن کو چار اشخاص کے علاوہ اور کسی نے جمع نہیں کیا۔ ابو الدرداء۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت اور ابو زید۔ یہ بھی حصر کے لئے نہیں۔ مفہوم عدد حجت

نہیں علامہ عینی نے فرمایا کہ ان کے علاوہ خلفاء اربعہ اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص، عبادہ بن صامت، ابو ایوب انصاری، ابو موسیٰ اشعری، قیس بن ابی شعشار، عمرو بن زید انصاری بدری ان کے علاوہ اور حضرات کے نام شمار کرائے ہیں حتیٰ کہ امہات المومنین میں سے حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی ذکر کیا ہے۔

باب فضل "قل ھو اللہ احد" ص۷۵۰ "قل ھو اللہ احد" کی فضیلت کا بیان۔

۲۳۴۷ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رجلا

حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے

سمع رجلا یقرأ "قل ھو اللہ احد" یرددھا فلما اصبح جاء الی

ایک صاحب کو سنا کہ "قل ھو اللہ احد" پڑھ رہے ہیں اور اسے بار بار دہرا رہے ہیں تو جب صبح

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فذکر ذالک لہ وکان

ہوئی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا تذکرہ کیا

الرجل یتقالھا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ صاحب گویا اسے کم سمجھ رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات

والذی نفسی بیدہ انھا لتعدل ثلث القرآن عہ

کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔

تشریحات ۲۳۴۷ اس کے بعد والی روایت میں ہے۔ تو وہ صبح تک "قل ھو اللہ احد" پڑھتے رہے۔ اس پر کچھ زیادہ نہیں کیا۔ اور تیسری روایت میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا تم اس سے عاجز ہو کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھو یہ لوگوں پر شاق ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے یا رسول اللہ! فرمایا اللہ الواحد الصمد ثلث قرآن ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

باب فضل المعوذات ص۷۵۰ معوذات کی فضیلت کا بیان۔

معوذات میں قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس کے ساتھ قل ھو اللہ احد بھی داخل ہے اسی لئے جمع کا صیغہ لائے۔

عہ کتاب التوحید۔ باب دعاء النبی ص۱۰۹۰۔ کتاب الایمان والنذور۔ باب کیف کانت یمین النبی ص۹۸۳

۲۳۴۸ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰى يَقْرَءُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ اَقْرَاُ عَلَيْهِ وَاَمْسَحُ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا عہ

حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے، پس جب حضور کی بیماری سخت ہوئی تو میں حضور پر پڑھتی اور حضور کے ہاتھ کو حضور کے جسم پر پھیرتی اس کی برکت کی امید ہے۔

۲۳۴۹ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ عہ

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنے بچھونے پر تشریف لے جاتے تو ہر رات اپنی دونوں ہتھیلیوں کو جمع فرماتے پھر ان میں پھونکتے پھر اس میں قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے۔ پھر جہاں تک ہاتھ پہونچتا اپنے جسم پر ہتھیلیوں کو پھیرتے شروع کرتے سر اور چہرے سے اور اپنے جسم کے اگلے حصے سے تین مرتبہ کرتے۔

تشریحات ۲۳۴۸-۴۹ کتاب الطب کی روایت میں ہے کہ ام المؤمنین نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو مجھے حکم دیتے میں ایسا ہی کرتی۔ یونس نے کہا میں

عہ مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ طب۔ عہ الطب باب النفث فی الرقیۃ ص ۸۵۵ الدعوات باب التعوذ والقرأت عند النوم ص ۹۳۵

دیکھتا تھا ابن شہاب بھی ایسا ہی کرتے تھے جب بچھونے پر جاتے۔

مظہری نے شرح المصابیح میں کہا کہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے اپنی ہتھیلی میں پھونکتے پھر پڑھتے حالانکہ اسے کسی نے نہیں کہا اور اس میں کوئی فائدہ نہیں غالباً یہ راوی کا سہو ہے۔ تلاوت کے بعد پھونکنا چاہئے تاکہ قرآن کی برکت پہونچے، علامہ طیبی نے اس پر یہ تعقب فرمایا کہ جو روایت صحیح ہو اس میں طعن جائز نہیں، پھر یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ فقرأ معنی میں ارادہ قرارت کے ہے جیسے آیت کریمہ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ میں ہے۔

اقول - اس تاویل کی بھی حاجت نہیں، جب روایت میں صراحت ہے کہ ہتھیلی میں پھونکنا قرارت سے مقدم ہے اس کے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں، غالباً اس سے جادوگروں کی مخالفت مقصود ہوگی کہ وہ منتر پڑھ کر پھر کسی چیز پر پھونکتے ہیں۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَمْ يَتْرُكِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ - جس نے یہ کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دفتین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا۔

حدیث ۲۲۵۰ - عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَشَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقَالَ لَهُ شَدَّادُ بْنُ مَعْقِلٍ اَتَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شَيْئٍ قَالَ مَا تَرَكَ اِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ قَالَ وَدَخَلْنَا عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ مَا تَرَكَ اِلَّا مَا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ۔

عبد العزیز بن رفیع نے کہا کہ میں اور شداد بن معقل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گئے ان سے شداد بن معقل نے پوچھا کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ چھوڑا ہے۔ فرمایا دفتین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا عبد العزیز نے کہا ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور ان سے بھی پوچھا تو انھوں نے بھی یہی کہا کہ دفتین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں چھوڑا۔

تشریحات ۲۲۵۰ - روافض یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس پارے تھا جس میں ایک سورۂ امامت بھی تھی یہ دس پارے مع سورۂ امامت کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ اور کچھ مخصوص مکتوبات بھی عطا فرمایا تھا اسی سلسلے میں ان لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے

پوچھا۔ ان دونوں حضرات نے روافض کے اس قول کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ مابین الدفتین جو کچھ ہے اس کے علاوہ قرآن کا اور کوئی حصہ کسی کے پاس نہیں۔

بَابُ فَضْلِ الْقُرْآنِ عَلٰی سَائِرِ الْكَلَامِ ص۷۵۱ قرآن مجید کی فضیلت تمام کلام پر

۲۳۵۱	حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ اَبِیْ
حدیث	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
	مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
	روایت کرتے ہیں کہ فرمایا۔ اس کا حال جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کے مثل ہے کہ اس کا مزہ
	قَالَ مَثَلُ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا
	اچھا ہے اور اس کی بو بھی اچھی ہے اور وہ جو قرآن نہیں پڑھتا مثل
	طَيِّبٌ وَالَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيْحَ لَهَا
	کھجور کے ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے اور اس میں خوشبو نہیں۔ اور اس بدکار کی
	مَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ
	مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کے مثل ہے اس کی بو اچھی ہے مزا کڑوا
	وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ
	ہے اور اس بدکار کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندارئن کے مثل ہے اس کا مزہ کڑوا ہے
	طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيْحَ لَهَا [۱]
	اور اس میں کوئی بو نہیں۔

تشریحات ص۷۵۱ پر جو روایت ہے اس میں یہ ہے، اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ۲۳۵۱ اور اس پر عمل کرتا ہے نارنگی کے مثل ہے تو اس کا مزہ بھی اچھا ہے اور خوشبو بھی اچھی ہے نیز حجم میں بھی بڑی ہوتی ہے نیز دیکھنے میں اچھی لگتی ہے اسی طرح جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کا ظاہر بھی اچھا ہے اور باطن بھی۔ اور وہ مومن جو قرآن پڑھتا نہیں مگر اس پر عمل کرتا ہے وہ کھجور کے مثل ہے کہ اس کا مزہ اچھا ہے مگر اس میں خوشبو نہیں

---

[۱] فضائل القرآن باب من رائی بقراءۃ القرآن ص۷۵۵ باب ذکر الطعام ص۸۱۶ توحید باب قراءۃ الفاجر والمنافق الخ ص۱۱۲۸ مسلم صلوٰۃ۔ ابوداؤد ادب، ترمذی امثال، نسائی ولیمہ۔ ابن ماجہ

ہوتی، اور آگے بجائے فاجر کے یہ ہے۔ اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے پھول کے مثل ہے اس سے ظاہر ہوا کہ فاجر سے مراد منافق ہے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ فاجر سے مراد معنیٰ عام ہے اور منافق سے بھی اس کا معنیٰ عام مراد ہو یعنی منافق فی الاعتقاد اور منافق فی العمل، ظاہر ہے کہ جو مسلمان بدکار ہو قرآن پر عمل نہیں کرتا تو اس کا قرآن پڑھنا مثل پھول کی خوشبو کے ہے اور باطن پھول کے مزے کی طرح کڑوا۔ اترجۃ کا ترجمہ مصباح اللغات میں لیموں کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ منجد میں ہے کہ لیموں کی قسم سے ایک پھل ہے جس کو عوام کُبّاد کہتے ہیں۔ اور کُبّاد کا ترجمہ مصباح میں چکوترہ کیا ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ ص ۷۵۱

اس کا بیان جو قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر، کیا انھیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے ان پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ (عنکبوت ۵۱)

توضیح باب:- تغنی سے کیا مراد ہے اس میں دو قول ہے ایک یہ کہ قرآن اسے دوسری کتابوں سے مستغنی کرنے والی ہے ——— اور ایک یہ کہ خوش آوازی کہ اچھی آواز اور اچھے لہجے سے پڑھا جائے۔ امام بخاری نے باب میں آیۃ کریمہ ذکر کر کے یہ افادہ فرمایا کہ ان کے نزدیک تغنی سے مراد غنا یعنی بے پرواہ ہونا ہے یعنی جو قرآن پر اکتفا کرے اور اس کے علاوہ دوسری کتابوں کی ضرورت محسوس نہ کرے۔ لیکن جمہور کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ تغنی سے مراد اچھے لہجے اور خوش آواز سے پڑھنا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے امام بخاری نے کتاب التوحید میں تعلیقاً ذکر فرمایا۔ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔ قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو۔ نیز اسی میں یہ حدیث بھی ذکر فرمائی۔ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ۔ اللہ کسی چیز کو اتنی پسندیدگی سے نہیں سنتا جتنا کسی اچھی آواز والے نبی کے بلند آواز سے قرآن پڑھنے کو سنتا ہے۔

۲۳۵۲ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ

أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے کسی نبی کا قول اتنی توجہ سے نہیں

لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِنَبِيٍّ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سنا جتنا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوش آوازی سے قرآن پڑھنا سنا، ان کے

يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهٗ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهٖ — قَالَ

ایک ساتھی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ جب وہ قرآن بلند آواز سے پڑھتے ہیں، — سفیان بن

سُفْيَانُ تَفْسِيْرُهٗ يَسْتَغْنِيْ بِهٖ عـه

عیینہ نے کہا اس کی تفسیر یہ ہے کہ قرآن پر اکتفا کرے۔

تشریحات ۲۳۵۲ ما اَذِنَ — اذن ذ کے فتحہ کے ساتھ اس کے معنیٰ ہیں کسی کی بات کو بغور سننا، کان لگانا، اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے، یہ بھی متشابہات میں سے ہے، اس کے اصل معنی اللہ اور اس کے رسول جانیں، تاویل میں یہ کہا جاتا ہے کہ مراد خصوصی رحمت کا نزول ہے اور قاری کا اکرام اور اسے زیادہ سے زیادہ ثواب دینا مراد ہے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ اذِن ذ کے کسرہ کے ساتھ ہو جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ اب اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو تغنی یعنی اچھے لہجے کے ساتھ پڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ ہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی اجازت دی کہ قرآن مجید اچھے لہجے کے ساتھ پڑھیں۔

صاحب لہ — اس کا بھی احتمال ہے کہ صاحب سے مراد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی تلمیذ ہوں لیکن فتح الباری اور عینی وغیرہ نے کہا کہ لہٗ کی ضمیر ابوسلمہ کی طرف لوٹ رہی ہے اور مراد عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب ہیں جیسا کہ زبیدی نے ابن شہاب سے اسی حدیث میں روایت کیا ہے۔ یجہر بہ سے مراد یہ ہے کہ آواز کو اچھی کر کے، اچھے لہجے میں بلند آواز سے پڑھیں اور سفیان بن عیینہ نے یتغنی بالقرآن کی تفسیر کی یستغنی بہ، یعنی قرآن کے ہوتے ہوئے اور کتابوں سے مستغنی ہو جائیں پھر قرآن پر اکتفا کریں۔

بَابُ اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْآنِ ص۷۵۱ — صاحب قرآن پر رشک ہونا۔

۲۳۵۳ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ

حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا حسد نہیں مگر دو پر، ایک وہ شخص جس کو

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ

اللہ نے کتاب دیا وہ اس پر رات بھر قائم ہے اور وہ شخص جسے اللہ

عـه توحید باب قولہ ولا تنفع الشفاعۃ ص۱۱۱۵ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الماہر بالقرآن ص۱۱۲۶

وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ

نے مال دیا اور وہ رات و دن صدقہ کرتا ہے۔

آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ عہ

۴۲۳۵ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حسد نہیں مگر دو شخصوں پر۔ ایک وہ جسے

اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ

اللہ نے قرآن کا علم دیا تو وہ شب و روز اس کی تلاوت کرتا ہے جسے اس

فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ

کے پڑوسی نے سنا تو کہا کاش کہ مجھے بھی اس کے مثل دیا گیا ہوتا جو

مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ

فلاں کو دیا گیا ہے۔ تو میں بھی اسی جیسا عمل کرتا۔ اور وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا جسے وہ حق میں خرچ کرتا ہے

رَجُلٌ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ عہ

جسے دیکھ کر ایک شخص نے کہا کاش مجھے بھی اسکے مثل دیا گیا ہوتا جو فلاں کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی جیسا عمل کرتا۔

تشریحات ۴۲۳۵ اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گذر چکی ہے۔ "حسد" کے معنی ہیں کسی کے فضل و کمال کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس سے زائل ہو جائے اور مجھے مل جائے یہ حرام ہے اس لئے حدیث کی تاویل میں یہ کہا جائے گا کہ حسد سے مراد غبطہ یعنی رشک ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے فضل و کمال کو دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ مجھے بھی یہ فضل و کمال ملے بغیر اس کے کہ اس سے زائل ہو، یہ جائز ہے ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اس معنی کی دلیل ہے کہ فرمایا گیا کہ پڑوسی نے یہ دیکھ کر یہ تمنا کی کاش مجھے بھی اس کے مثل دیا گیا ہوتا مثل شئی کی ضد ہوتی ہے اسی لئے دقیق اشارہ ہے کہ اسے جو فضل و کمال ملا ہے وہ اس کے پاس رہے۔

عہ توحید باب قول النبی رجل آتاہ اللہ القرآن ص۱۱۲۳ عہ کتاب التمنی باب تمنی القرآن والعلم ص۱۰۷۲ توحید باب قول النبی رجل آتاہ اللہ القرآن ص۱۱۲۳

اور مجھے بھی اس کے مثل عطا کیا جائے۔

باب خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ ص۷۵۲ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو تعلیم دی

حدیث ۲۳۵۵ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ

فرمایا تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسرے کو سکھائے۔ سعد بن عبیدہ

الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ وَأَقْرَأَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ

نے کہا کہ مجھے ابو عبد الرحمن نے حضرت عثمان کی خلافت میں پڑھایا یہاں تک کہ حجاج ہوا

حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا عہ

انھوں نے کہا اسی چیز نے مجھ کو اس جگہ بیٹھایا ہے۔

تشریحات ۲۳۵۵ اس کے بعد والی روایت میں ہے إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ یعنی تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور دوسرے کو تعلیم دی۔

قَالَ وَأَقْرَأَنِي :۔ یعنی مجھے ابو عبد الرحمن نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں پڑھایا اور وہ اس وقت سے لے کر آج تک جبکہ حجاج کی حکومت قائم ہے وہ لوگوں کو قرآن پڑھا رہے ہیں۔ حضرت عثمان کی شہادت اور حجاج کی شروع ولایت کے درمیان ۳۸ سال کی مدت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو عبد الرحمن سلمی اتنی مدت سے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے رہے ہیں۔ جو بہر حال ۳۸ سال سے زیادہ کی ہے۔ "قَالَ وَذَاكَ الَّذِي" یہ ابو عبد الرحمن سلمی کا قول ہے اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ وہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم کی جو فضیلت مذکور ہوئی اسی کی وجہ سے میں اتنی طویل مدت سے قرآن پڑھا رہا ہوں اور ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "ذا" کا اشارہ ہو اتنی طویل مدت تک قرآن کی تعلیم دینے کی جانب اور مراد یہ ہو کہ آج میرا جو مرتبہ ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ میں اتنی مدت سے قرآن کی تعلیم دے رہا ہوں۔

باب اِسْتِذْكَارِ الْقُرْآنِ وَتَعَاهُدِهٖ ص۷۵۲ قرآن کا یاد کرتے رہنا اور اس کو پابندی سے پڑھنا۔

عہ ابو داؤد، صلاۃ، ترمذی، فضائل قرآن، نسائی، فضائل قرآن، ابن ماجہ، سنت۔

۲۳۵۶ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ [1]

حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن یاد کرنے والے کی مثال باندھے ہوئے اونٹ کی ہے اگر اس کی دیکھ بھال کرتا رہے گا تو اونٹ کو روکے رہے گا اور اگر کھول دے گا تو چلا جائے گا۔

۲۳۵۷ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ [2]

حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بری بات ہے کہ کوئی یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ وہ بھلا دیا گیا اس لئے قرآن کو یاد کرتے رہا کرو اس لئے کہ وہ لوگوں کے سینوں سے تیزی کے ساتھ نکل جانے والا ہے بہ نسبت جانوروں کے۔

تشریحات ۲۳۵۷ بِئْسَ مَا، یعنی یہ کہنا ناپسندیدہ ہے اچھا نہیں کہ کوئی یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا کیونکہ یہ قرآن کی تلاوت میں غفلت اور تساہلی میں ہوگا تو اس کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ گویا وہ اعلان کر رہا ہے کہ میں قرآن کی تلاوت پابندی سے نہیں کرتا۔ اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ برائی حالت کی طرف راجع ہو یعنی اس شخص کا حال برا ہے جو قرآن یاد کر کے بھول جائے پھر یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا۔

بَابُ تَعْلِيْمِ الصِّبْيَانِ الْقُرْآنَ ص۷۵۳ بچوں کو قرآن کی تعلیم کا بیان۔

---

[1] مسلم، صلاۃ، ترمذی، فضائل۔ [2] باب نسیان القرآن ص۷۵۳۔ مسلم، صلاۃ، ترمذی، قرآن، نسائی، صلاۃ، فضائل قرآن۔

۲۳۵۸ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اِنَّ الَّذِىْ تَدْعُوْنَهُ الْمُفَصَّلَ

حدیث سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا

هُوَ الْمُحْكَمُ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا تُوُفِّىَ

جس کو تم لوگ مفصل کہتے ہو وہی محکم ہے اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ

نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور میں دس سال کا تھا

وَقَدْ قَرَأْتُ الْمُحْكَمَ۔

اور میں محکم پڑھ چکا تھا۔

تشریحات ۲۳۵۸ یہاں محکم سے مراد وہ آیتیں ہیں جو منسوخ نہ ہوں، اس روایت میں مفصل کی تفسیر محکم کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر کی ہے اور اس کے بعد والی روایتوں میں محکم کی تفسیر مفصل کے ساتھ حضرت ابن عباس سے منقول ہے۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ حضرت سعید بن جبیر نے جو تفسیر کی ہے وہ حضرت ابن عباس سے سن کر کی ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں دس سال کا تھا یہ صحیح نہیں۔ غالباً کسی راوی کا وہم ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت بروایت صحیحہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر تیرہ ۱۳ سال تھی۔

بَابُ مَدِّ الْقِرَاءَةِ ص ۷۵۴ قراءت میں مد کا بیان۔

۲۳۵۹ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ

حدیث قتادہ نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

کی قراءت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا حضور مد کے ساتھ پڑھتے تھے۔

كَانَ يَمُدُّ مَدًّا۔

۲۳۶۰ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِىِّ

حدیث قتادہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ

قرأت کیسی تھی تو فرمایا کہ مد کے ساتھ تھی پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَيَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ

اور بسم اللہ پر آواز کھینچی اور رحمٰن پر بھی آواز کھینچی اور رحیم پر بھی آواز کھینچی۔

تشریحات ۲۳۶۰ مراد یہ ہے کہ ہر حرف کو عرب کے تلفظ کے مطابق جتنا کھینچنا چاہئے اتنا کھینچ کر ادا کرتے تھے یہاں تک کہ جہاں اہل عرب آواز دوسرے حروف کی بہ نسبت زیادہ کھینچتے تھے وہ آواز کو زیادہ کھینچتے۔ قرّاء کے نزدیک مد کی دو قسمیں ہیں۔ طبعی اور سببی۔ طبعی تین جگہ ہے۔ حرف علت ساکن جس کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو۔ واو یا الف۔ ان کو دوسرے حروف کی بہ نسبت دونا ادا کیا جاتے گا۔ دوسرے سببی، اس کی دو قسمیں ہیں۔ مد لازم، حرف علت ساکن کے ماقبل جس کی حرکت اس کے موافق ہو اس کے بعد ہمزہ ہو جیسے جاء، غیر لازم، جس میں ایسے حرف علت کے بعد کوئی حرف ساکن ہو جیسے۔ ضالین۔ ایسے مد کو دوسرے حروف کی بہ نسبت تین گنا سے پانچ گنا تک دراز پڑھا جاتا ہے۔ اسم جلالت پر تعظیماً مد پڑھا جاتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہاں جیسا مد ہونا چاہئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی کے مطابق مد فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً بسم اللہ پر اسم جلالت کا مد اور رحمٰن کے الف پر مد طبعی اور رحیم میں وقف کی وجہ سے مد سببی پیدا ہو جاتا اس میں اس قسم کا مد فرماتے۔

بَابُ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ ص۷۵۵ قرآن پڑھتے وقت آواز کو اچھی کرنا۔

۲۳۶۱ **حدیث** عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا اَبَا مُوْسٰى لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ

علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابو موسیٰ تم کو داؤد علیہ السلام کے مزماروں میں سے

مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ عه

ایک مزمار دیا گیا ہے۔

عه مسلم صلاۃ المسافرین۔ ترمذی مناقب، نسائی افتتاح، ابن ماجہ اقامہ، مسند امام احمد ج ۲۔

تشریحات ۲۳۶۱ مزمار کے معنی بانسری کے ہیں یہاں مراد خوش آوازی ہے اور آل داؤد میں آل مقحم ہے مراد حضرت داؤد علیہ الصلوۃ والتسلیم ہیں اس لئے کہ ان کی اولاد میں کسی کے بارے میں مروی نہیں کہ اسکی آواز اتنی اچھی رہی ہو حضرت داؤد علیہ السلام زبور کو ستر لہجے میں پڑھتے تھے اور ایسا عمدہ پڑھتے تھے کہ غمزدہ بھی سن کر ہشاش بشاش ہو جاتا اور جب پڑھتے ان پر گریہ طاری ہو جاتا تو خشکی اور تری کے تمام جانور خاموش ہو جاتے اور اسے بغور سنتے اور روتے۔

باب اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ ۔ اس وقت تک قرآن پڑھو جب تک دلجمعی رہے۔

۲۳۶۲ عَنْ اَبِي عِمْرَانَ الْجُوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ عه

حدیث جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب تک دلجمعی رہے قرآن پڑھو اور جب دل اچاٹ ہو جائے تو اٹھ جاؤ۔

تشریحات ۲۳۶۲ اس حدیث کی سند میں دو اختلاف ہے ایک یہ کہ حضرت جندب بن عبد اللہ سے مروی ہے یا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مشہور اور کثیر روایت یہ ہے کہ حضرت جندب سے مروی ہے چنانچہ امام بخاری نے سلام بن ابو مطیع حارث بن عبید اور سعید بن زید کی متابعت ذکر کی کہ یہ سب بطریق ابو عمران حضرت جندب سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں نیز حماد بن سلمہ اور ابان بھی حضرت جندب سے روایت کرتے ہیں مگر یہ دونوں اسے حضرت جندب پر موقوف بتاتے ہیں اور غندر نے شعبہ سے ابو عمران ہی سے روایت کیا کہ میں نے جندب سے یہ سنا یعنی غندر بھی اسے موقوف بتاتے ہیں۔ یہ چھ رُواۃ اسے جندب سے روایت کرتے ہیں تین مرفوع بتاتے ہیں اور تین موقوف، البتہ ابن عون عن ابی عمران عن عبد اللہ بن صامت عن عمر روایت کرتے ہیں امام بخاری نے فرمایا اور جندب سے اس کی روایت زیادہ صحیح اور زیادہ ہے۔ اس لئے یہی راجح ہے ابو بکر بن ابو داؤد نے کہا کہ ابن عون نے کبھی غلطی نہیں کی مگر اس روایت میں صحیح یہی ہے کہ جندب سے مروی ہے، نیز صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے اس لئے کہ اس کے مرفوع بتانے والے

عه اس کے متصل الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب کراھیۃ الاختلاف ص۱۰۹۵ دو طریقے سے۔ مسلم قدر، نسائی فضائل القرآن

ثقہ اور حافظ ہیں۔

اِقرؤا ما ائتلفت :۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب تک تمہیں نشاط ہو، دل و دماغ حاضر ہوں اس وقت تک قرآن پڑھو اور جب تکان طاری ہو جائے اور حضور قلب نہ ہو تو پڑھنا چھوڑ دو۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس قرارت پر تمہارے اصحاب کا اتفاق ہو اس کو پڑھو اور اگر اختلاف ہو جائے تو چپ چاپ وہاں سے اٹھ جاؤ نہ اس کا انکار کرو نہ اقرار، اسی دوسرے احتمال کی بنا پر حضرت امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو ایک آیت پڑھتے ہوئے سنا جس کو انھوں نے خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کے خلاف سنا تھا اس کو لے کر کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں کی قرارت سن کر فرمایا کہ تم دونوں ٹھیک ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتابُ النّکاح ۷۵

نسل انسانی کی بقا توالد و تناسل پر ہے اور باتفاق تمام عقلائے عالم و مذاہب دنیا اس کی بنا نکاح پر ہے۔ انسان کسی بھی مذہب کا ہو کسی بھی قوم کا ہو وہ اپنے طور پر شادی اور بیاہ کو ضرور قرار دیتا ہے بغیر بیاہ یا شادی کے اگر مرد عورت اختلاط رکھیں تو پوری دنیا اس کو معیوب جانتی ہے شادی بیاہ اور نکاح گویا انسان کی فطری ضرورت ہے، اسی وجہ سے اسلام نے نکاح کے اصول وضوابط بہت تفصیل سے بیان فرمائے ہیں، نکاح کی خصوصیت یہ ہے کہ سب سے پہلا عقد عقد نکاح ہی وجود میں آیا ہے، حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا آپس میں اجنبی تھے۔ عقد نکاح ہی کی بدولت رشتۂ زوجیت میں منسلک ہوئے، اس طرح پہلا عقد عقد نکاح ہوا۔ پہلا رشتہ جو وجود میں آیا وہ زن و شوہر کا ہے۔ اور نکاح من وجہٍ عبادت ہے اور من وجہٍ معاملہ۔

اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے اس صورت میں نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنے یا اتباع سنت و تعمیل حکم یا اولاد حاصل کرنے کی نیت سے نکاح کرے گا تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضاء شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔ شہوت کا غلبہ ہے اس کا اندیشہ قوی ہے کہ اگر نکاح نہ کرے گا تو زنا یا حرام کاری میں مبتلا ہو جائے گا اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح واجب اور اگر اس کا یقین ہو کہ اگر نکاح نہیں کرے گا تو حرام کاری میں ضرور مبتلا ہو جائے گا تو فرض ہے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ اگر نکاح کرے گا تو نان و نفقہ نہ دے سکے گا یا حقوق واجبہ نہ ادا کر پائے گا تو مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا یقین ہو تو حرام۔ نکاح اور اس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (بہار شریعت ہفتم ص۵ بحوالہ درمختار و ردالمحتار)

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي النِّكَاحِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى نکاح میں رغبت دلانے کا بیان۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ ص۷۵ وجہ سے، عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرو

توضیح: علامہ ابن حجر نے فرمایا، اس آیت سے نکاح کی ترغیب یوں ثابت ہوتی ہے کہ فانکحوا امر ہے

جوطلب پر دلالت کرتا ہے اور طلب کا ادنیٰ درجہ استحباب ہے، علامہ عینی نے اس پر یہ تعقب فرمایا کہ ہمیں یہ تسلیم نہیں کہ اس آیت میں امر استحباب کے لئے ہے اس لئے کہ اس کا سیاق یہ بیان کرنے کے لئے ہے کہ تم ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرو اور یہ بالاتفاق مباح ہے، مستحب نہیں۔ اور امر بکثرت اباحت کے لئے وارد ہے، ارشاد ہے واذا حللتم فاصطادوا جب احرام کھولدو تو شکار کرو، اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس وقت شکار مستحب بھی نہیں صرف مباح ہے۔

۲۲۶۳ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ الطَّوِيلُ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ يَقُولُ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَىٰ بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَحَدُهُمْ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا وَقَالَ آخَرُ أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ وَقَالَ آخَرُ وَأَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي

حدیث — حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ تین شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج کے گھروں کے پاس آئے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت کو پوچھنے لگے جب انھیں بتایا گیا تو ایسا محسوس ہوا گویا انھوں نے حضور کی عبادت کو کم سمجھا اور انھوں نے کہا حضور کے سامنے ہم لوگ کیا ہیں، ان کو زمانہ گذشتہ بھی اور آئندہ بھی گناہوں سے بچایا گیا ہے ان میں سے ایک نے کہا میں رات بھر نماز پڑھوں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا کبھی بھی شادی نہیں کروں گا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے سنو! بخدا میں تم لوگوں سے زیادہ

لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ

اللہ سے ڈرنے والا ہوں پھر بھی میں روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں

وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔

اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ ہم میں سے نہیں۔

تشریحات ۲۲۶۳ اسی کے ہم معنی ایک حدیث کتاب الایمان کے شروع میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہیں اس پر مفصل کلام گذر چکا ہے۔

غَفَرَ کے معنی سَتَرَ کے بھی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ حضور معصوم ہیں۔ حضور سے گناہ صادر نہیں ہو سکتا اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کم عبادت کرتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ بلاغت کے حد اعجاز تک پہونچا ہوا ہے، مطلب یہ ہے کہ عبادت پر باعث معبود کی عظمت کا عقیدہ اور اس سے خشیت ہے۔ بندے کے دل میں معبود کی جتنی زیادہ عظمت ہوگی جتنی زیادہ خشیت ہوگی اتنی ہی زیادہ اس کی عبادت کرے گا۔ چونکہ میں تم سب سے زیادہ اللہ کی معرفت رکھتا ہوں جیسا کہ ام المؤمنین کی حدیث میں اعلمکم باللہ ہے اور تم سب سے زیادہ اللہ کا خوف بھی میرے دل میں ہے اس لئے میں تم سب سے زیادہ اللہ کی عبادت کرتا ہوں۔ اصل عبادت میری اتباع ہے، میں روزہ رکھتا بھی ہوں چھوڑتا بھی ہوں، رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح کئے ہوئے ہوں یہ سب عبادت ہے، جو میرے طریقے سے اعراض کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

فائدہ: نکاح کے خطبے میں یہ حدیث پڑھی جاتی ہے۔ اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ یہ دونوں ٹکڑے اکٹھے ان الفاظ کے ساتھ مجھے کہیں نہیں ملے، ہاں دونوں جز الگ الگ مروی ہیں، یہاں یہ ہے۔ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔ ہاں ابن ماجہ میں اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي[عہ] ہے۔

مراد یہ ہے کہ جو میرے طریقہ سے اسے ہلکا اور معمولی جانتے ہوئے اعراض کرے وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں یا مراد یہ ہے کہ میرے طریقہ سے اعراض کر کے کوئی اور طریقہ اختیار کرے مثلاً رہبانیت اختیار کرے اس اعتقاد کے ساتھ کہ رہبانیت نکاح سے بہتر ہے۔

بَابُ كَثْرَةِ النِّسَاءِ صفحہ ۷۵۸

حدیث ۲۲۶۴ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ

عطار نے کہا، حضرت ابن عباس کے ساتھ ہم لوگ حضرت میمونہ کے

عہ النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح صفحہ ۱۳۴

مَيْمُونَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذِهٖ زَوْجَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

جنازے پر سرف میں حاضر تھے ابن عباس نے فرمایا یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا

علیہ وسلم کی زوجہ ہیں جب تم ان کے جنازے کو اٹھاؤ تو اسے ہلانا مت آہستگی

وَارْفُقُوْا فَاِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعٌ

سے اٹھانا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں آٹھ کی باری

كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ عہ

مقرر تھی اور ایک کی نہیں تھی۔

تشریحات ۲۳۶۴ سرف۔ مکہ معظمہ کے قریب بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے، اس جگہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اسی جگہ ۷ھ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حالتِ احرام میں ام المؤمنین حضرت میمونہ سے نکاح کیا تھا اور پھر مکے سے واپسی کے بعد اسی جگہ ان کے ساتھ زفاف فرمایا اور یہیں ۵۱ھ یا ۵۳ھ یا ۶۶ھ میں ان کا وصال ہوا، اور یہیں وہ مدفون ہیں، یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ بھی تھیں۔

تِسْعٌ۔ یعنی وصال کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت میں ۹ خواتین تھیں۔ حضرت سودہ۔ عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ، جویریہ، صفیہ، میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ ان میں سے ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی باری بخوشی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا۔ اس لئے باری صرف آٹھ ازواج کی تھی۔ ازواج مطہرات کی کل تعداد گیارہ ہے۔ تو یہ۔ اور ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت خدیجہ کا وصال مکہ معظمہ میں ہی ہو گیا تھا اور حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح مدینہ طیبہ میں ہوا، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں مدینہ طیبہ میں ہی ۳ھ میں وصال ہو گیا تھا، چار سے زیادہ عورتوں سے بیک وقت نکاح یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ امتی کو چار سے زیادہ کی اجازت نہیں، کثرتِ نساء کا باب باندھ کر امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا کہ عورتوں کی کثرت جتنی شریعت نے اجازت دی ہے معیوب نہیں بلکہ بہ نیت حسن مستحسن

عہ مسلم نکاح، نسائی نکاح

ہے بلکہ بعض دفعہ ایک سے زیادہ عورتیں کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں پر ہندو تہذیب غالب ہے اس لئے ایک سے زیادہ عورتوں کو معیوب سمجھا جاتا ہے، اتنا کہ اگر کوئی ایک سے زیادہ عورت کر لے تو اس پر طرح طرح سے طعن کیا جاتا ہے یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ ہندوستان میں جن لوگوں کو وسعت ہو انھیں مناسب ہے کہ ایک سے زائد بیویاں کریں تاکہ مسلمانو کی تعداد بڑھے، میرا ذوق یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کی نیت سے ایک سے زیادہ عورتوں سے نکاح کرے اور ان کے درمیان عدل کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہو گا۔

۲۳۶۵ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً

حدیث سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کیا تو نے شادی کی ہے میں نے کہا نہیں فرمایا شادی کر لے اسلئے کہ اس امت کے سب سے بہتر سب سے زیادہ عورتوں والے تھے۔

تشریحات ۲۳۶۵ اس سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ ہٰذہ الامہ کی قید سے حضرت داؤد علیہ السلام نکل گئے کہ ان کی ننانوے بیویاں تھیں۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام بھی جن کی ایک ہزار بیویاں تھیں تین سو آزاد اور سات سو کنیزیں، اس کا بھی احتمال ہے کہ امت سے مراد امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو، مطلب یہ ہے کہ اس امت میں جن کی زیادہ بیویاں ہوں گی وہ سب سے بہتر ہو گا جب کہ اور کوئی وجہ ترجیح نہ ہو۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَاءِ ص۷۵۹ غیر شادی شدہ رہنا اور خصی ہونا مکروہ ہے۔

۲۳۶۶ سَمِعْتُ سَعْدَ ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ رَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَاخْتَصَيْنَا۔

حدیث حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عثمان ابن مظعون کی غیر شادی شدہ رہنے کی درخواست کو رد فرما دیا اگر انھیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

۲۳۶۷ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَسْتَخْصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَنْكِحَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔

حدیث حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر غزوہ کرتے تھے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تھا تو ہم نے عرض کیا، کیا ہم خصی نہ ہو جائیں۔ تو ہمیں اس سے منع فرمایا پھر ہمیں رخصت دی کہ ہم عورت سے کپڑے کے عوض نکاح کریں پھر ہم پر یہ آیت تلاوت کی، اے ایمان والو، ان پاک چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال فرمایا ہے اور حد سے آگے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

تشریحات ۲۳۶۷ بالثوب :۔ یہ اشارہ ہے متعہ کی طرف، ہو سکتا ہے اس وقت متعہ حرام نہ کیا گیا ہو یا اس روایت کے وقت تک حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متعہ کی حرمت کا علم نہ رہا ہو۔

۶۱۸ وَقَالَ اَصْبَغُ اِلٰى اَنْ قَالَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ وَاَنَا اَخَافُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَاءَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ

ت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جوان مرد ہوں اور میں اپنے اوپر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں وہ نہیں پاتا جس سے عورتوں سے شادی کروں تو حضور خاموش رہے پھر میں نے وہی عرض کیا پھر خاموش رہے پھر میں نے وہی عرض کیا تو حضور چپ رہے پھر میں نے وہی عرض کیا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ! قلم

جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِرْ عَلٰى ذٰلِكَ أَوْ ذَرْ۔

سو کھ چکا اس پر جس سے تو ملاقات کرنے والا ہے اب تو اسی پر اختصار کر یا چھوڑ دے۔

تشریحات اصبغ:۔ اس سے مراد اصبغ بن فرج ہیں منفرج عبد اللہ ابن وہب کے وراق ہیں ۶۱۸ بخاری کے اساتذہ میں کوئی اصبغ نام کے نہیں، اسماعیلی نے اس کو یوں روایت کیا ہے۔ حدثنا ابن الحارحد ثنا اصبغ۔

فاختصر:۔ ہندوستانی نسخوں میں فاختصر ہے لیکن فتح الباری اور عمدۃ القاری میں یہاں فاختصِ ہے۔ علامہ عینی وغیرہ نے لکھا ہے کہ بعض اصول میں اقتصر ہے۔ اختصِ کی روایت پر مطلب یہ ہوا کہ تم جو کچھ کرنے والے ہو سب لوح محفوظ میں لکھا جاچکا تم خصی بنو چاہے نہ بنو وہ ہو کر رہے گا اور اختصر اور اقتصر کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جو کچھ ذکر کر دیا اس پر اختصار کرو اور اللہ کی قضا پر راضی رہو۔ یا اسے جانے دو اور جو تم چاہو کرو چاہو تو خصی ہو جاؤ، بہر تقدیر یہ تہدید ہے جیسے فرمایا گیا من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر، جس کا جی چاہے مومن ہو، جس کا جی چاہے کافر ہو۔

بَابُ نِكَاحِ الْأَبْكَارِ صفحہ ۷۶۰ کنواری عورتوں سے نکاح کرنا۔

۲۳۶۸ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بتائیے اگر آپ

تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِيًا وَفِيْهِ

کسی میدان میں جائیں اور اس میں کچھ درخت ایسے ہوں جس میں سے کھایا گیا ہو اور آپ ایسے درخت بھی

شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدْتَ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا فِيْ أَيِّهَا كُنْتَ

پائیں جس سے کچھ نہیں کھایا گیا ان میں سے کہاں آپ اپنے اونٹ کو چرائیں گے فرمایا وہاں

تُرْتِعُ بَعِيْرَكَ قَالَ فِي الَّذِيْ لَمْ يُرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

جو چرا نہیں گیا ہے مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے علاوہ اور کسی

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا۔

کنواری عورت سے شادی نہیں کی ہے۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْكِبَارِ صفحہ ۷۶۰ چھوٹی عمر والوں کا بڑی عمر والوں سے شادی کرنا۔

۲۳۶۹ عَنْ اَرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدیث عروہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو بکر سے عائشہ کی منگنی کی۔

خَطَبَ عَائِشَةَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا اَنَا اَخُوْكَ فَقَالَ

تو ابو بکر نے عرض کیا میں تو آپ کا بھائی ہوں فرمایا تم اللہ کے دین اور اس کی کتاب میں

اَنْتَ اَخِيْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ ۔

میرے بھائی ہو اور وہ میرے لئے حلال ہے۔

تشریحات ۲۳۶۹ مطابقت: یہ سب کو معلوم و مشہور ہے کہ نکاح کے وقت ام المؤمنین کی عمر چھ سال تھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت پچاس سے متجاوز تھی۔ یہ حدیث بظاہر مرسل ہے اس لئے کہ عروہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نہیں پایا لیکن حقیقت میں متصل ہے۔ عروہ نے یہ حدیث ام المؤمنین سے سنی ہے جیسا کہ ابو العباس طرقی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو خصوصی تعلق تھا وہ حقیقی بھائیوں کے تعلق سے بڑھا ہوا تھا۔ اس بنا پر ان کو خیال ہوا کہ جیسے حقیقی بھائی کی بچی حلال نہیں اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ مگر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بات صاف کردی اور فرمایا کہ ہماری اور تمہاری اخوت دینی ہے نسبی نہیں اس لئے عائشہ میرے لئے حلال ہے۔ تو حضرت صدیق اکبر نے بلا تامل نکاح کردیا۔

بَابُ الْاَكْفَاءِ فِي الدِّيْنِ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۔ ص ۷۶۲

شادی کرنے والوں کا دین میں برابر ہونا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اللہ وہی ہے جس نے نطفہ سے بشر بنایا پھر اس کو خاندان اور سسرال والا بنایا اور تیرا رب قدرت والا ہے۔

۲۳۷۰ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا

عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضباعہ بنت زبیر کے پاس تشریف لے گئے اور ان

بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اَجِدُنِيْ

سے فرمایا، شاید تو نے حج کا ارادہ کیا ہے انھوں نے کہا بخدا میں اپنے آپ کو بیمار باقی

اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ وَقُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ

ہوں، حضور نے ان سے فرمایا حج کرو اور شرط کر دے اور کہہ اے اللہ! میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی

حَبَسْتَنِيْ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ۔

ہے جہاں تو مجھے روکے اور یہ مقداد بن اسود کی زوجیت میں تھیں۔

تشریحات یہ حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے، حج سے متعلق بحث کتاب الحج میں ہو چکی ہے۔
۲۳۷۰ یہاں ہم نے اس لئے ذکر کیا ہے کہ باب سے امام بخاری کا رجحان یہ معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے لئے نسب میں کفات شرط نہیں، صرف دین میں کفارت شرط ہے، اس لئے کہ حضرت ضباعۃ بنت الزبیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبد المطلب کی صاحبزادی قرشیہ ہاشمیہ تھیں۔ اور حضرت مقداد بن اسود قریشی نہیں تھے یہ اصل میں کندی تھے، اسود بن عبد یغوث کے حلیف تھے اور اس نے ان کو اپنا متبنّٰی بنا لیا تھا لیکن یہاں دو باتیں ہیں، یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ نکاح اسلام سے پہلے ہوا ہو علاوہ ازیں حضرت مقداد بن اسود سابقین اولین میں سے اکابر و افاضل صحابہ میں سے تھے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسلام کو سات افراد نے ظاہر کیا، ان میں سے ایک مقداد بن اسود بھی تھے اور اس پر اجماع ہے کہ اگر مرد میں علم، فضل، تقویٰ، ورع ہو تو وہ اپنے سے اعلیٰ نسب کا کفو ہو سکتا ہے۔

۲۳۷۱ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا

کرتے ہیں کہ فرمایا عورت سے چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے اس کے مال

وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔

کی وجہ سے اس کی عزت کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے تو دین والی کو حاصل کر تیرا ہاتھ خاک آلود ہو۔

۲۳۷۲ عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ

حدیث حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ

اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ ھٰذَا؟ قَالُوْا

علیہ وسلم کے قریب سے گذرے توحضور نے پوچھا ان کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے

حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ

کہا یہ اس لائق ہیں کہ اگر منگنی کریں تو ان سے نکاح کیا جائے اور اگر شفاعت کریں تو ان کی شفاعت

یُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَکَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ مَا

قبول کی جائے اور اگر کچھ کہیں تو ان کی بات بغور سنی جائے یہ سن کر حضور کچھ دیر خاموش رہے، پھر

تَقُوْلُوْنَ فِیْ ھٰذَا قَالُوْا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا یُنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ

غریب مسلمانوں میں سے ایک صاحب گذرے توحضور نے پوچھا ان کے بارے میں کیا کہتے ہو لوگوں نے کہا یہ ایسے ہیں

اَنْ لَّا یُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا یُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ

کہ اگر منگنی کریں تو نکاح نہ کیا جائے اور اگر سفارش کریں تو قبول نہ کی جائے اور اگر کچھ کہیں تو سنا نہ جائے اس پر

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ ھٰذَا؏

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس شخص جیسے زمین بھر سے بہتر ہے۔

بَابُ مَا یُتَّقٰی مِنْ شُؤْمِ الْمَرْأَۃِ وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ۔

اس کا بیان کہ عورت کی نحوست سے بچا جائے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بیشک تمہاری بیویوں اور تمہارے اولادمیں سے تمہارے دشمن ہیں۔

صـ۷۶۳

توضیح تحقیق یہ ہے کہ نحوست کسی چیز میں نہیں جیسا کہ باب میں ذکر کی ہوئی دوسری حدیث سے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو گھر میں اور عورت میں اور گھوڑے میں ہوتی۔ بعض لوگوں نے یہ تاویل کی ہے۔ عورت کی نحوست یہ ہے کہ وہ بانجھ ہو اس کا مہر بہت ہو، بد خلق ہو،۔

۲۲۷۳ عَنْ اُسَامَۃَ ابْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا میں نے اپنے

قَالَ مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ؏۔

بعد کوئی فتنہ عورتوں سے زیادہ مردوں کو نقصان پہونچانے والا نہیں چھوڑا۔

؏ الرقاق باب فضل الفقر صـ۹۵۶ ۔ ابن ماجہ زہد

بَابُ الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ ۔ صـ۷۶۳ـ آزاد عورت غلام کی زوجیت میں ہو۔

۲۲۷۴ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ بریرہ کی ذات سے

قَالَتْ كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ عَتَقَتْ فَخُيِّرَتْ وَقَالَ رَسُوْلُ

تین احکام معلوم ہوئے وہ آزاد ہوئیں ان کو اختیار دیا گیا اور رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے اور رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبُرْمَةٌ عَلَى النَّارِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ہانڈی آگ پر رکھی تھی، حضور کے قریب روٹی

خُبْزٌ وَاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ لَمْ اَرَ الْبُرْمَةَ فَقِيْلَ لَحْمٌ

اور گھر کے سالنوں میں سے کوئی سالن قریب کیا گیا فرمایا کیا میں نے ہانڈی کو نہیں

تُصُدِّقَ عَلٰى بَرِيْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَيْهَا

دیکھا؟ عرض کیا گیا یہ صدقہ کا گوشت ہے جو بریرہ کے پاس آیا تھا اور آپ صدقہ نہیں

صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ عہ

کھاتے۔ فرمایا وہ ان کے لئے صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

تشریحات ۲۲۷۴ یہ حدیث گذر چکی ہے۔ اس کے متعلق ابحاث بھی گذر چکی ہیں، یہاں صرف یہ بتانے کے لئے میں نے اس کو ذکر کیا ہے کہ حضرت بریرہ کے شوہر کا نام مغیث تھا وہ غلام تھے کہ آزاد اس سلسلہ میں دونوں روایتیں آئی ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی نے روایت کیا ہے کہ وہ آزاد تھے، لیکن خود ابوداؤد میں دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ غلام تھے اور یہی مسلم میں بھی ہے پھر بخاری میں باب الطلاق میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ غلام تھے جن کا نام مغیث تھا۔ ان روایات کی تطبیق میں شراح نے بہت کوشش کی ہے، علامہ عینی کی رائے یہ ہے کہ پہلے وہ غلام تھے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ کو اختیار دیا اس وقت

عہ طلاق باب لایکون بیع الامۃ طلاقا صـ۷۹۵ـ اطعمہ باب الادم صـ۸۱۶ـ مسلم زکوٰۃ۔ نسائی طلاق۔

آزاد تھے، یہاں یہ بتانا ہے کہ باندی اگر کسی کے نکاح میں ہو خواہ وہ آزاد ہو یا غلام جب وہ آزاد ہو جائے گی تو اسے اختیار ہے خواہ سابق شوہر کے نکاح میں رہے خواہ اس سے الگ ہو جائے۔

گوشت کے بارے میں اطعمہ میں یہ زائد ہے کہ ام المؤمنین نے فرمایا کہ بریرہ نے یہ گوشت ہمیں ہدیہ میں دے دیا ہے۔ پہلے ہی گوشت حضور کی خدمت میں اس لئے نہیں پیش کیا کہ بہر حال وہ حقیقت میں صدقہ تھا۔ ام المؤمنین نے یہ خیال فرمایا کہ اگرچہ بریرہ نے ہم کو ہدیہ کر دیا ہے شاید اب بھی حضور نہ تناول فرمائیں۔

بَابُ أُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَيَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ص۲۶۴

اس بات کا بیان کہ تم پر تمہاری وہ مائیں حرام ہیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور رضاعت سے بھی وہ حرام جو نسب سے حرام ہیں۔

حدیث ۲۳۷۵ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ ابْنَةَ أَبِي سَلَمَةَ

زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دیا کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے انھیں خبر دیا کہ

أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ ابْنَةَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا

انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بہن ابو سفیان کی بیٹی سے نکاح

رَسُولَ اللهِ انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ أَوَتُحِبِّينَ ذٰلِكِ

فرما لیں، تو حضور نے فرمایا کیا تم اس کو پسند کرتی ہو، میں نے عرض کیا ہاں۔

فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي

آپ کے لئے تنہا میں ہی نہیں ہوں۔ اور میں پسند کرتی ہوں کہ خیر میں میری بہن

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ ذٰلِكِ لَا يَحِلُّ لِي قُلْتُ

میری شریک ہو۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں

فَإِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ

تو میں نے عرض کیا، ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضور ابو سلمہ کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے

أُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْ أَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ

ہیں فرمایا ام سلمہ کی لڑکی سے میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا اگر وہ میری گود میں

لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ

ربیبہ نہ ہوتی تو وہ بھی میرے لئے حلال نہ ہوتی۔ اس لئے کہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔

فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِکُنَّ وَلَا اَخَوَاتِکُنَّ۔ قَالَ عُرْوَۃُ وَثُوَیْبَۃُ

مجھے اور ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔ تم لوگ ہرگز اپنی بہنوں۔ بیٹیوں کو مجھ پر پیش نہ کرو۔

مَوْلَاۃٌ لِاَبِیْ لَهَبٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ اَعْتَقَهَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی

عروہ نے کہا ثویبہ ابو لہب کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ ابو لہب نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔

اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِیَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِیْبَۃٍ

انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا۔ جب ابو لہب مرگیا تو اس کے بعض اہل کو خواب میں دکھایا گیا

قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِیْتَ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَکُمْ غَیْرَ اَنِّیْ سُقِیْتُ

بدترین حالت میں انھوں نے ابولہب سے پوچھا کیا ملا۔ تو ابو لہب نے کہا تمہارے بعد مجھ کو خیر نہیں ملا

فِیْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِیْ ثُوَیْبَۃَ عہ

سوائے اس کے کہ اس کے ذریعہ سے مجھ کو پلایا جاتا ہے۔ ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے۔

تشریحات:۔ زَیْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَۃَ

۲۲۷۵ یہ حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی تھیں جو ان کے سابق شوہر حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد سے تھیں۔ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ان بہن کا نام یا تو عزّہ تھا یا حَمْنَہ یا دُرَّہ۔

اِنَّ ذَالِکَ لَا یَحِلُّ لِیْ یعنی زینب میرے لئے دو وجہ سے حرام ہیں ایک تو یہ کہ وہ میری زوجہ ام سلمہ کی بیٹی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَرَبَائِبُکُمُ اللَّاتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِنْ نِسَائِکُمُ اللَّاتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ـــــ اور حرام ہیں تم پر ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کرچکے ہو۔ دوسرے اس بنا پر کہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہیں مجھے اور اس کے باپ ابوسلمہ کو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا ہے۔

قَالَ عُرْوَۃُ۔ یہ تعلیق نہیں سند مذکور کے ساتھ متصل ہے قصہ یہ ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے بشارت دی اس پر خوش ہو کر کے ابولہب نے اسے آزاد کردیا۔ جب وہ مرگیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سال بھر کے بعد اس کو

عہ باب ربائبکم اللاتی ص۷۶۵ باب وان تجمعوا بین الاختین ص۷۶۶ باب عرض الانسان ابنتہ ص۷۶۵ کتاب النفقات باب المراضع من المو الیات وغیرھن ص۸۰۹ مسلم نکاح۔ نسائی نکاح۔

خواب میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا برے حال میں ہوں۔ مگر ہر دوشنبہ کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔ اور اس نے اپنے انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے درمیان ایک سوراخ کی طرف اشارہ کرکے کہا اس سے تھوڑا سا پانی مل جاتا ہے۔

ائمۂ دین نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ اصل ہے ان لوگوں کے لئے جو میلاد شریف منعقد کرتے ہیں۔ کہ جب ایک کافر کو جہنم میں ولادت کی خوشی منانے پر یہ انعام ملا ہے تو جو مسلمان صدق نیت کے ساتھ میلاد پاک کی خوشی منائے گا۔ اسے کیا کچھ انعام نہ ملے گا۔

امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی کافر کو اس کے کسی عمل خیر پر آخرت میں کوئی اجر نہ ملے گا لیکن یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ ابو طالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کی تو انھیں آخرت میں اجر ملا کہ فرمایا۔ " لولا أنا لکان فی الدرك الاسفل" اگر میں نہ ہوتا تو ابو طالب جہنم کے نچلے طبقے میں ہوتے۔ اسی طرح ابو لہب کو بھی ملا۔

بَابُ مَا يَحِلُّ مِنَ النِّسَاءِ وَمَا يَحْرُمُ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَتَيْنِ... اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا [۶۵]

عورتوں میں سے کون حلال ہیں اور کون حرام ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں... اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا تک۔

توضیح اس آیت میں ہے " اور حرام کی گئیں تم پر تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گذرا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آجائیں یہ اللہ کا نوشتہ ہے تم پر اور ان کے سوا جو عورتیں ہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو، قید لاتے نہ پانی گراتے تو جن عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ان کے بندھے ہوئے مہر انھیں دو اور قرار داد کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہو جاوے تو اس میں گناہ نہیں بیشک اللہ علم و حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں صراحت کے ساتھ چودہ [۱۴] قسم کی عورتوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ تم پر حرام ہیں۔ لیکن انھیں میں حصر نہیں۔ جس طرح دو بہنوں کا جمع کرنا حرام ہے۔ اسی طرح پھوپھی اور اس کی بھتیجی اور بھانجی اور خالہ اور اس کی بھتیجی اور بھانجی کو بھی جمع کرنا حرام ہے۔ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہر ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا حرام ہے جن میں سے کسی ایک کو اگر مرد فرض کریں تو دوسری

سے اس کا نکاح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو۔ اسی طرح رضاعی پھوپھی رضاعی خالہ وغیرہ بھی حرام ہیں۔ جنکی تفصیل کتب فقہ میں درج ہے۔

ت ۶۱۹ وَقَالَ اَنَسٌ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ ذَوَاتُ الْاَزْوَاجِ الْحَرَائِرُ حَرَامٌ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ لَا يَرَى بَاْسًا اَنْ يَنْزِعَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ مِنْ عَبْدِهٖ وَقَالَ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۔ ص ۷۶۵

اور حضرت انس نے فرمایا اس آیت میں محصنٰت سے مراد وہ عورتیں ہیں جو آزاد شوہروں کے نکاح میں ہوں ہاں باندیاں حلال ہیں۔ مثلاً مسلمانوں نے جہاد میں کفار کی عورتوں پر قبضہ کر لیا اور وہ باندی ہو گئیں تو وہ حلال ہیں اگرچہ ان کے شوہر زندہ ہوں جنھوں نے انکو طلاق نہ دیا ہو اسی طرح اس میں بھی حرج نہیں کہ کسی کی باندی اس کے غلام کے نکاح میں ہو اور اس کا آقا اس کے غلام شوہر کے نکاح سے الگ کر کے اپنے پاس رکھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان چودہ قسم کی عورتوں کے علاوہ مشرکہ عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے۔ اس آیت میں مشرکہ بمعنی کافرہ ہے اور یہود و نصاریٰ اہل کتاب اس سے مستثنیٰ ہیں کہ فرمایا گیا۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی۔ اور اہل کتاب خاص ہیں یہود و نصاریٰ کے ساتھ۔ ان دو کے علاوہ کسی بھی کافرہ عورت سے نکاح صحیح نہیں اگرچہ وہ مشرکہ نہ ہو۔

ت ۶۲۰ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا زَادَ عَلٰى اَرْبَعٍ فَهُوَ حَرَامٌ كَاُمِّهٖ وَابْنَتِهٖ وَاُخْتِهٖ

ابن عباس نے فرمایا جو چار سے زیادہ ہوں وہ بھی حرام ہیں۔ ماں اور بیٹی اور بہن کی طرح۔

۲۳۷۶ وَقَالَ لَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حَبِيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَّمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَاَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ اَلْاٰيَة

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نسب سے سات حرام کی گئیں اور مہر سے سات حرام کی گئیں پھر انھوں نے تلاوت کیا کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں .... پوری آیت۔

تشریحات قَالَ لَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ۔ اس حدیث کو امام بخاری نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذاکرۃً سنا ہے۔ صِہر سے مراد سسرالی رشتہ ہے۔ مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا تو ہندہ کی ماں ہندہ کی دادی ہندہ کی نانی زید پر حرام ہو جاتی ہیں۔ آیت میں نسب سے جو سات عورتیں حرام ہیں۔ وہ تو تصریح کے ساتھ مذکور ہیں۔ (۱) مائیں (۲) بیٹیاں (۳) بہنیں (۴) پھوپھیاں (۵) خالائیں (۶) بھتیجیاں (۷) اور بھانجیاں۔ لیکن صِہر سے جو سات عورتیں حرام ہیں۔ وہ سب صراحۃً مذکور نہیں۔ صرف تین مذکور ہیں (۱) بیویوں کی مائیں (۲) مدخولہ کی بیٹیاں (۳) اور بیٹوں کی بیویاں۔ اس لئے اس کے استشہاد میں آیۂ کریمہ کی تلاوت درست نہیں۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ صِہر سے مراد یہاں سبب ہے تو اب اس میں رضاعی مائیں رضاعی بہنیں اور جمع بین الاختین اور شوہر والیاں بھی داخل ہو جائیں گی۔ اس طرح سات ہو گئیں۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس ہی سے اس حدیث کے اخیر میں یوں روایت کیا ہے۔ پھر عبد اللہ ابن عباس نے پڑھا حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں یہاں تک کہ بنات الاخ و بنات الاخت تک پہنچے۔ پھر فرمایا یہ نسب ہے۔ پھر پڑھا اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا یہاں تک کہ پہنچے اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع کرو اور پڑھا اور ان سے نکاح نہ کرو جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہے فرمایا یہ صِہر ہے۔

اس روایت میں "والمحصنٰت" مذکور نہیں۔ اس کے بجائے وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَاۗؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ مذکور ہے۔ رضاعت پر صِہر کا اطلاق یا تو تغلیباً ہے یا مجازاً۔ مصاہرت کی وجہ سے مزید چار یہ عورتیں حرام ہیں۔ زوجہ کی دادیاں، نانیاں۔ اصول باپ دادا وغیرہ کی بیبیاں فروع بیٹے پوتوں وغیرہما کی بیبیاں۔

۲۳ وَجَمَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ بَيْنَ ابْنَةِ عَلِيٍّ وَامْرَاَةِ عَلِيٍّ۔ وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ لَا بَاْسَ بِهٖ۔ وَكَرِهَهُ الْحَسَنُ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ۔

اور جمع کیا عبد اللہ بن جعفر نے حضرت علی کی صاحبزادی اور حضرت علی کی بیوی کے درمیان۔ اور ابن سیرین نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور حسن نے اس کو ایک مرتبہ مکروہ کہا پھر کہا اس میں حرج نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کی صاحبزادی زینب سے نکاح کیا اور انھیں کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت مسعود سے نکاح کیا اور جب زینب کا انتقال ہو گیا تو حضرت علی کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا۔ اس نکاح میں کوئی حرج نہیں اس کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ حضرت امام حسن بصری سے کراہت منقول ہے مگر رجوع بھی ثابت ہے ہاں ابن بطال نے کہا ابن ابی لیلیٰ نے کہا یہ نکاح جائز نہیں، لیکن پوری امت کا اتفاق ہے

کہ یہ درست ہے۔ اور از روئے اصول اس میں کوئی حرج نہیں ۔

ت ۶۲۲ وَجَمَعَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَيْنَ ابْنَتَيْ عَمٍّ فِي لَيْلَةٍ ۔ اور حسن بن حسن بن علی (حسن مثنیٰ) نے چچا کی دو بیٹیوں کے درمیان ایک رات میں جمع کیا ۔

تشریحات ۶۲۲ امام حسن مثنیٰ نے اپنے چچا محمد بن علی کی صاحبزادی اور دوسرے چچا عمر بن علی کی صاحبزادی سے ایک رات میں نکاح کے بعد ہمبستری کی ۔

ت ۶۲۳ وَكَرِهَهُ جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ لِلْقَطِيعَةِ وَلَيْسَ فِيهِ تَحْرِيمٌ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ ۔ جابر بن زید نے اس کو مکروہ جانا۔ قطع رحمی کی وجہ سے اور اس میں تحریم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے لئے حلال کی گئیں اس کے ماسوا۔

تشریح ۶۲۳ ابن بطّال نے کہا کہ امام مالک نے بھی اس کو مکروہ جانا حرام نہیں کہا۔ اور یہی عطا کا بھی قول ہے ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ عورت کی کسی رشتہ دار عورت سے نکاح نہ کیا جائے قطع رحمی کے اندیشے سے اس لئے کہ سوکنوں میں عموماً جھگڑا ہو جاتا ہے۔ جو قطع رحم کا سبب بنے گا۔

ت ۶۲۴ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَا بِأُخْتِ امْرَأَتِهِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ ۔ ابن عباس نے فرمایا جب اپنی عورت کی بہن کے ساتھ زنا کرے تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں۔

ت ۶۲۵ وَيُرْوَى عَنْ يَحْيَى الْكِنْدِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَأَبِي جَعْفَرٍ فِي مَنْ يَلْعَبُ بِالصَّبِيِّ إِنْ أَدْخَلَهُ فِيهِ فَلَا يَتَزَوَّجَنَّ أُمَّهُ ۔ یحیٰ کندی، شعبی اور ابو جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی لڑکے سے لواطت کرے تو اس کی ماں سے شادی نہ کرے ۔

لواطت سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں اس بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے احناف اور امام مالک امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ۔ امام نووی امام اوزاعی نے فرمایا اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور یہی امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی قول ہے ۔

وَيَحْيَى هَذَا غَيْرُ مَعْرُوفٍ لَمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ ۔ اور یہ یحیٰ معروف نہیں ہیں۔ ان کی متابعت نہیں کی گئی۔

امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ ان کی عدالت مشہور نہیں۔ ورنہ ان سے ثوری، ابو عوانہ اور شریک نے روایت کیا ہے۔ نیز امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کے بارے میں کوئی جرح ذکر نہیں کی اور ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، اور یحیٰ کندی کا یہ قول سفیان ثوری اور اوزاعی اور امام احمد نے بھی کیا ہے ۔

ت ۶۲۶ وَقَالَ عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا زَنَا بِهَا اور عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ۔

کرتے ہوئے کہا جب کوئی بیوی کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوگی۔

ت ۶۲۶ وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَرَّمَهُ۔

ابو نصر سے روایت کرتے ہوئے ابن عباس سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حرام ہو جائے گی۔

وَأَبُو نَصْرٍ هٰذَا لَمْ يُعْرَفْ بِسَمَاعِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

اور ان ابو نصر کا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں۔

لیکن ابوزرعہ نے کہا کہ یہ اسدی ہیں اور ثقہ ہیں اور انھوں نے ابن عباس سے روایت بھی کی ہے کہ انھوں نے ابن عباس سے اللہ عزوجل کے اس قول کے معنی پوچھے۔ "وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ"۔

ت ۶۲۷ وَرُوِيَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَالْحَسَنِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْعِرَاقِ تَحْرُمُ عَلَيْهِ۔

عمران بن حصین اور جابر بن زید اور حسن بصری اور بعض اہل عراق سے مروی ہے کہ اس پر حرام ہو جائے گی۔

ت ۶۲۸ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْزَقَ بِالْأَرْضِ يَعْنِي يُجَامِعُ

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس پر حرام نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین سے چپکا دے یعنی ہمبستری کرلے۔

ت ۶۳۰ وَجَوَّزَهُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ وَالزُّهْرِيُّ

ابن مسیب عروۃ اور زہری بھی یہی کہتے ہیں کہ حرام نہیں۔

ت ۶۳۱ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَحْرُمُ وَهٰذَا مُرْسَلٌ۔

اور زہری نے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ حرام نہیں۔

تشریحات ۶۳۱ اگر کوئی معاذ اللہ اپنی ساس کے ساتھ زنا کرے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہوگی یا نہیں یہ فرع ہے اس بات کی کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہے یا نہیں۔ سلف کا اس میں اختلاف رہا۔ ہمارے یہاں ثابت ہوتی ہے اس لئے اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو زانی کے اصول و فروع مزنیہ پر اور مزنیہ کے اصول و فروع زانی پر حرام ہو جائیں گے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی ان کا قیاس یہ ہے کہ حرمت ایک نعمت ہے اور حرام سے نعمت نہیں ثابت ہوتی جیسا کہ حضرت علی عروہ بن زبیر اور سعید بن المسیب نے فرمایا کہ حرام کسی حلال کو حرام نہیں کرتا۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور جن بیبیوں سے تم

مِنْ نِّسَاءِكُمُ اللَّاتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ص۶۵ — صحبت کر چکے ہو ان کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں۔ تم پر حرام ہیں۔

ت۲۳۲ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلدُّخُوْلُ وَ الْمَسِیْسُ وَاللِّمَاسُ هُوَ الْجِمَاعُ۔ — اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن مجید میں دخول اور مسیس اور لماس سب سے مراد جماع ہے۔

وَمَنْ قَالَ بَنَاتُ وَلَدِهَا هُنَّ بَنَاتُهُ فِی التَّحْرِیْمِ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ حَبِیْبَةَ لَا تَعْرِضْنَ عَلَیَّ بَنَاتِکُنَّ وَ لَا اَخَوَاتِکُنَّ۔ — اور جس نے کہا عورت کی اولاد کی بیٹیاں اس کی بیٹیاں ہیں تحریم کے معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے کہ ام حبیبہ سے فرمایا۔ مجھ پر اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو نہ پیش کرو۔

مقصد یہ ہے کہ ربائب سے مراد صرف اپنی زوجہ کی بیٹیاں ہی نہیں بلکہ پوتیاں اور نواسیاں بھی مراد ہیں۔ اور حدیث سے استدلال کی بنیاد لفظ بنات کا عموم ہے کہ اس سے مراد بیٹیاں بھی ہیں اور پوتیاں اور نواسیاں بھی۔

وَکَذٰلِكَ حَلَائِلُ وَلَدِ الْاَبْنَاءِ هُنَّ حَلَائِلُ الْاَبْنَاءِ۔ — اور ایسے ہی پوتوں کی بیویاں بیٹوں کی بیویوں کے حکم میں ہیں۔

حاصل کلام یہ نکلا کہ بیویوں کی فروع اسی طرح فروع کی بیویاں سب حرام ہیں۔

وَهَلْ تُسَمَّی الرَّبِیْبَةُ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ فِیْ حُجْرِهٖ۔ — اور کیا عورت کی اس لڑکی کو بھی ربیبہ کہیں گے جو شوہر کی پرورش میں نہ ہو۔

جمہور کا مسلک اس خصوص میں یہ ہے کہ فِیْ حُجُوْرِکُمْ کی قید واقعی ہے احترازی نہیں چونکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ عورت دوسرے شوہر کی چھوٹی بچی کو عقد ثانی کے بعد بھی اپنے پاس رکھتی ہے۔ لہذا بیوی کی لڑکی مطلقاً حرام ہے اگرچہ شوہر کی پرورش میں نہ ہو۔

ظاہریہ یہ کہتے ہیں کہ اگر شوہر کی پرورش میں نہیں تو حرام نہیں ان کے نزدیک یہ قید احترازی ہے۔

وَدَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبِیْبَةً لَهٗ اِلٰی مَنْ یَّکْفُلُهَا۔ — اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ایک ربیبہ اس شخص کے حوالہ کی جو اس کی کفالت کرے۔

بزار اور حاکم نے بطریق ابو اسحاق فروہ ابن نوفل اشجعی عن ابیہ سے روایت کیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت ام سلمہ کو انھیں دیا اور فرمایا کہ تم میری دایہ ہو۔ وہ لے گئے پھر آئے تو حضور نے پوچھا کہ بچی کو کیا کیا تو انھوں نے عرض کیا وہ اپنی رضاعی ماں کے پاس ہے۔ بحث یہ چل رہی تھی کہ ربیبہ اگر کسی کی پرورش میں نہ ہو تو وہ حرام ہے کہ نہیں؟ امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا کہ زینب بنت ام سلمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں نہیں تھیں پھر بھی ابھی حدیث

گذری کہ حضور نے فرمایا کہ اگر وہ میری ربیبہ میری پرورش میں نہ ہوتی۔ الیٰ آخرہٖ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کے باوجود کہ زینب بنت ام سلمہ حضور کی پرورش میں نہیں تھیں مگر وہ حضور کے لئے حلال نہیں تھیں ربیبہ ہونے کی وجہ سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پرورش ہونے کی قید احترازی نہیں واقعی ہے۔ اس کے لئے مفہوم نہیں۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنَ بِنْتِهٖ اِبْنًا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسہ کو بیٹا فرمایا۔

مناقب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گذری کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے۔

بَابُ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا ص ۷۶۶ پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی بھتیجی سے نکاح نہ کیا جائے۔

۲۲۷۷	عَنِ الشَّعْبِيِّ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
حدیث	حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
	نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى
	اس سے منع فرمایا کہ بیوی اور اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کیا جائے۔
	عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا عـه

تشریح حدیث میں صرف پھوپھی اور خالہ کا ذکر ہے لیکن انھیں کی تخصیص نہیں ہر ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا جائز نہیں کہ ان میں سے اگر ایک مرد فرض کر لیا جائے تو ان کا آپس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو اور اس صورت میں حرمت عارضی ہے دوامی نہیں مثلاً عورت کو طلاق دے دیا، یا مر گئی تو عدت کے بعد اس کی بہن پھوپھی خالہ وغیرہ سے نکاح حرام نہیں۔

۲۲۷۸	حَدَّثَنِيْ قَبِيْصَةُ ابْنُ ذُؤَيْبٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ
حدیث	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
	اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ
	نے منع فرمایا کہ عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی سے اور اس کی خالہ سے نکاح

عـه نسائی، نکاح

تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةُ وَخَالَتُهَا فَنَرَى خَالَةَ أَبِيهَا

کیا جائے ــــ (زہری نے کہا) ہم جانتے ہیں کہ اس کے باپ کی خالہ بھی اسی مرتبہ میں

بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ لِأَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَرِّمُوا

ہے اس لئے کہ عروہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت

مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ۔

کرتے ہوئے کہ انھوں نے فرمایا کہ رضاعت سے اس کو حرام جانو جو نسب سے حرام ہے۔

تشریحات ۲۲۷۸ یہ توضیح ہے کہ عورت کے باپ کی خالہ عورت کے نکاح میں ہوتے ہوئے حرام ہے۔ اس لئے کہ اگر ان میں سے عورت کو مرد فرض کیا جائے تو اس کا نکاح باپ کی خالہ سے درست نہیں لیکن امام زہری نے اس پر حدیث رضاعت سے جو استدلال فرمایا ہے وہ محل نظر ہے۔

بَابُ الشِّغَارِ ص۷۶۶ شغار کا بیان

۲۲۷۹ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ

حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح شغار سے منع فرمایا ــــ اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بچی

أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَ الْآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا

کی شادی کسی سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بچی کی شادی اس کے ساتھ کردے اور مہر کچھ نہ ہو۔

صَدَاقٌ[۱]

تشریحات ۲۲۷۹ شغار کی جو تفسیر مذکور ہوئی یہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے لیکن کتاب الحیل میں یہ تصریح ہے کہ عبید اللہ نے نافع سے پوچھا کہ شغار کیا ہے تو انھوں نے مذکورہ بالا تفسیر ذکر کی اور یہ اضافہ کیا کہ کوئی شخص اپنی بہن کا نکاح کسی سے کرے اس شرط پر کہ وہ اپنی بہن کا نکاح اس کے ساتھ کرے بغیر مہر کے۔ امام شافعی نے فرمایا۔

---

[۱] حیل ص۱۰۲۹ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی، نسائی۔ ابن ماجہ۔ کلھم فی النکاح

کہ میں نہیں جانتا کہ حدیث میں شغار کی تفسیر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے یا ابن عمر سے ہے یا نافع سے یا مالک سے ہے ـــــ بہر حال یہ تفسیر کسی کی بھی ہو شغار کے یہی معنیٰ ہیں کہ کوئی شخص اپنی کسی عورت کا نکاح کسی اور کے ساتھ کرے جو اس کی ولیہ ہو اس شرط پر کہ دوسرا اپنی ولیہ کا نکاح اس کے ساتھ کر دے اور مہر کچھ نہ ہو ـــ یہ نکاح ممنوع ہے یعنی کرنے والا گنہ گار ہوگا لیکن اگر کوئی کرے گا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اور دونوں پر مہر مثل واجب ہوگا۔

بَابُ نَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اَخِيْرًا ص۷۶۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے اخیر میں منع فرمادیا تھا۔

۲۲۸۰ — حدیث

اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِمَا اَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ۔

حسن بن محمد بن علی اور ان کے بھائی عبد اللہ اپنے والد (محمد بن حنفیہ) سے روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس سے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ اور دیسی گدھوں کے گوشت سے خیبر کے زمانہ میں منع فرمایا۔

۲۲۸۱ — حدیث

عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فَقَالَ لَهُ مَوْلًى لَهُ اِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْحَالِ الشَّدِيْدِ وَفِي النِّسَاءِ قِلَّةٌ اَوْ نَحْوَهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ۔

ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ابن عباس سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے اجازت دی اس پر ان کے غلام نے کہا کہ یہ اجازت سخت حالت میں تھی اور عورتوں میں کمی تھی یا اور کسی ضرورت سے ابن عباس نے کہا ہاں۔

۲۲۸۲ — حدیث

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا

حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

فِی جَیْشٍ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَدْ اُذِنَ

کہ ہم لوگ ایک لشکر میں تھے کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا کہ تم

لَکُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا ۔

لوگوں کو متعہ کی اجازت دے دی گئی ہے تو متعہ کرو ۔

ت ۶۳۳ وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ حَدَّثَنِیْ اِیَاسُ بْنُ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا رَجُلٍ وَامْرَأَۃٍ تَوَافَقَا فَعِشْرَۃُ مَا بَیْنَہُمَا ثَلٰثُ لَیَالٍ فَاِنْ اَحَبَّا اَنْ یَّتَزَایَدَا اَوْ یَتَتَارَکَا تَتَارَکَا فَمَا اَدْرِیْ اَشَیْءٌ کَانَ لَنَا خَاصَّۃً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّۃً

ابن ابی ذئب نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کرتے ہوئے کہا، اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ فرمایا جو مرد اور عورت آپس میں طے کرلیں وہ تین رات آپس میں گذارلیں۔ اور اگر چاہیں تو زیادہ کرلیں یا چاہیں تو چھوڑ دیں تو چھوڑ دیں ۔۔۔ تو میں نہیں جانتا کہ ہمارے لئے خاص تھا یا سب کے لئے عام ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَبَیَّنَہٗ عَلِیٌّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ مَنْسُوْخٌ ۔

اور ابو عبد اللہ (یعنی امام بخاری) نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان فرمایا، کہ وہ منسوخ ہے۔

تشریحات ۶۳۴ متعہ کے سلسلے میں بقدر ضرورت پہلے گفتگو ہو چکی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ابتدا میں متعہ کی اجازت تھی۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر اسے حرام فرمایا۔ پھر بضرورت غزوہ اوطاس میں اجازت دی۔ پھر ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام فرما دیا۔

بَابُ عَرْضِ الْمَرْأَۃِ نَفْسَہَا عَلَی الرَّجُلِ الصَّالِحِ ؐ کسی عورت کا اپنے آپ کو کسی نیک شخص پر پیش کرنا۔

۲۲۸۲ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا الْبُنَانِیَّ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ

حدیث ثابت بنانی نے کہا کہ میں حضرت انس کے یہاں بیٹھا تھا اور وہاں

اَنَسٍ وَعِنْدَہٗ اِبْنَۃٌ لَہٗ قَالَ اَنَسٌ جَاءَتْ اِمْرَأَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

ان کی ایک صاحبزادی بھی تھیں تو حضرت انس نے یہ حدیث بیان کی کہ ایک عورت

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَیْہِ نَفْسَہَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور پر اپنے آپ کو پیش کیا اور عرض

اَلَکَ بِیْ حَاجَۃٌ فَقَالَتْ بِنْتُ اَنَسٍ مَا اَقَلَّ حَیَاءَہَا وَاسَوْأَتَاہُ

کیا کہ یارسول اللہ! کیا حضور کو میری حاجت ہے۔ اس پر حضرت انس کی صاحبزادی نے کہا کتنی

وَا سَوْءَ تَاهُ قَالَ هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ رَغِبَتْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
بے حیا تھی وہ — ہائے بُرائی ہائے بُرائی حضرت انس نے فرمایا وہ تجھ سے بہتر تھی اس نے نبی
وَسَلَّمَ فَعَرَضَتْ عَلَيْهِ نَفْسَهَا ؏
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف رغبت کی اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔

تشریحات ۲۳۸۳

یہ عورت کون تھیں ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا، علامہ ابن حجر نے قیاس سے فرمایا یہ لیلیٰ بنت قیس بنت خطیم تھیں. علامہ عینی نے اس پر تعقب فرمایا کہ لیلیٰ بنت قیس کا قصہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ قصہ اور ہے اور حضرت انس کی حدیث میں جو قصہ مروی ہے یہ قصہ اور ہے۔

اقول وھوالمستعان — دونوں قصوں کو مختلف کہنا محلِ نظر ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں اختصار کے ساتھ صرف پیش کرنے کا ذکر ہے پوری تفصیل مذکور نہیں، اس کا احتمال ہے کہ یہ لیلیٰ بنت قیس ہی ہوں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَزَّ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَلْاٰيَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ صـ۷۶۸

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان تم پر گناہ نہیں کہ تم عورتوں کی منگنی کنایۃً کرو یا اپنے جی میں چھپاؤ غفور حلیم تک۔

توضیح عورتیں جب عدت میں ہوں تو انہیں صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے ہاں اشارہ کنایہ میں کوئی حرج نہیں یا اپنے جی میں طے کر لیا جائے کہ اس مطلقہ سے نکاح کرنا ہے۔

اَكْنَنْتُمْ اَضْمَرْتُمْ یعنی تم نے چھپایا وَكُلُّ شَيْءٍ صُنْتَهُ فَهُوَ مَكْنُوْنٌ اور جس چیز کو تم چھپا لو تو وہ مکنون ہے۔

ت ۶۳۴	وَقَالَ لِي طَلْقٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فِيمَا عَرَّضْتُمْ
	ابن عباس نے کہا کہ تعریض سے مراد یہ ہے کہ کہے کہ میں شادی کا ارادہ رکھتا ہوں

؏ ادب۔ باب مالا یستحی من الحق صـ۹۰۲، نسائی، ابن ماجہ نکاح۔

يَقُوْلَ إِنِّي أُرِيْدُ التَّزْوِيجَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ تَيَسَّرَ لِي امْرَأَةٌ صَالِحَةٌ.

اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی نیک عورت میسر آئے۔

ت ۶۳۵ وَقَالَ الْقَاسِمُ يَقُوْلُ إِنَّكِ عَلَيَّ كَرِيْمَةٌ وَإِنِّي فِيْكِ لَرَاغِبٌ

اور قاسم نے کہا کہ یوں کہے تو میرے نزدیک بزرگ ہے میں تیرے اندر خواہش رکھتا ہوں

وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

بے شک اللہ تجھ تک خیر ہی پہونچائے گا۔ یا اس جیسی باتیں۔

ت ۶۳۶ وَقَالَ عَطَاءٌ يُعَرِّضُ وَلَا يَبُوحُ يَقُوْلُ إِنَّ لِي حَاجَةً

اور عطاء نے کہا اشارہ کنایہ میں بات کرے اور صراحۃً نہ کرے مثلاً یوں کہے بے شک

وَأَبْشِرِي وَأَنْتِ بِحَمْدِ اللّٰهِ نَافِقَةٌ وَتَقُوْلُ هِيَ قَدْ أَسْمَعُ مَا تَقُوْلُ

مجھے ضرورت ہے اور تجھے بشارت ہو اور تو بحمد اللہ سکۂ رائج الوقت ہے۔ اور وہ عورت کہے

وَلَا تَعِدُ شَيْئًا وَلَا يُوَاعِدُ وَلِيُّهَا بِغَيْرِ عِلْمِهَا وَإِنْ وَاعَدَتْ رَجُلًا فِي

میں سنتی ہوں جو تو کہتا ہے اور وہ وعدہ نہ کرے اور نہ اس کا ولی وعدہ کرے اگرچہ عورت کو علم نہ ہو اور اگر کسی

عِدَّتِهَا ثُمَّ نَكَحَهَا بَعْدُ لَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا.

عورت نے عدت میں کسی مرد سے نکاح کا وعدہ کر لیا پھر عدت گزرنے کے بعد نکاح کر لیا (تو نکاح صحیح ہے) انکے درمیان تفریق نہ کی جائیگی

ت ۶۳۷ وَقَالَ الْحَسَنُ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا الزِّنَا.

اور حسن نے کہا ان سے خفیہ وعدہ نہ لو اس سے مراد زنا ہے۔

ت ۶۳۸ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا الْكِتَابُ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ الکتاب اجلہ سے مراد

أَجَلَهُ تَنْقَضِي الْعِدَّةُ.

یہ ہے کہ اس کی عدت پوری ہو جائے۔

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعلیق میں "يَنْقَضِي الْعِدَّةُ" ہے

۶۳۸

ہندوستانی کتب خانہ رشیدیہ کے مطبوع میں "العدۃ" کو کسرہ ہے اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی[1] یہاں دوسرا نسخہ "اِنْقِضَاءُ الْعِدَّةِ" ہے اس نسخے کے اعتبار سے کسرہ صحیح ہے۔

بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ

جس نے کہا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد پوری ہو جائے تو انہیں نہ روکو۔

صفحہ ۷۶۹

فَدَخَلَ فِيْهِ الثَّيِّبُ وَكَذٰلِكَ الْبِكْرُ وَقَالَ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى

اس ارشاد میں ثیب بھی داخل ہے اور ایسی ہی کنواری اور فرمایا مشرکین سے نکاح نہ کر دیہاں

يُؤْمِنُوْا وَقَالَ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ۔

تک کہ وہ ایمان لائیں ۔ اور فرمایا۔ اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں۔

توضیح

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ عورت خواہ کنواری ہو یا ثیب، بالغ ہو یا نابالغ بغیر ولی کی اجازت کے اگر وہ نکاح کرے تو نکاح نہ ہوگا ـــــ یہی مذہب امام بخاری کا بھی ہے۔ اس کی دلیل میں ابو داؤد اور ترمذی کی وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا نکاح الا بولی بغیر ولی کے نکاح نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو باب کا عنوان قرار دیا۔ لیکن اس کو اپنی کتاب میں درج نہیں کیا اس لیے کہ یہ حدیث ان کی شرط پر نہیں اسی طرح امام مسلم نے بھی اس کی تخریج نہیں کی۔

علامہ بدر الدین محمود عینی نے اس پر بہت کلام فرمایا ہے۔

پھر امام بخاری نے ان آیتوں سے استدلال فرمایا۔ پہلی آیت سورہ بقرہ کی ہے کہ فرمایا۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ۔

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں اپنے سابق شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو۔

امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ اگر اولیاء کو نکاح کرنے کا حق نہ ہوتا تو روکنے کا حق بھی

---

[1] اس لیے کہ "العدۃ" ینقضی کا فاعل ہے۔

نہ ہوتا ــــ ہمارا یہ کہنا ہے کہ اس آیت میں خطاب طلاق دینے والے سابق شوہروں سے ہے کہ جب تم اسے طلاق دے چکے تو تم کو یہ حق نہ رہا کہ اگر وہ کسی پسندیدہ شخص سے نکاح کرنا چاہیں تو انہیں روکو اور انہیں ازواج باعتبار مایؤل کے کہا گیا ہے یا خطاب اولیاء ہی سے مانا جائے تو اس کا حاصل یہ ہے کہ بعض دفعہ اولیاء عورتوں کو بلا استحقاق کے بھی اپنی خواہش کا پابند رکھنا چاہتے ہیں اور عرف میں شادی کے معاملے میں بلا اجازت شرع سارا حق اپنے لیے محفوظ رکھتے ہیں اب آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تمہیں نکاح کرنے سے روکنے کا حق نہیں تم نے زبردستی یہ اپنا حق بنا لیا ہے یعنی لوگوں کی عادت کی بنا پر یہ حکم دیا گیا ہے اس طرح یہ آیت ہماری مؤید ہو جائے گی مطلب یہ ہوگا کہ تمہیں روکنے کا حق نہیں

دوسری آیت یہ پیش کی ہے ولا تنکحوا المشرکین حتیٰ یومنوا ۔ اور مشرکین سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں ۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے ۔ اس ارشاد سے کہ فرمایا ــــ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ ــــ نیز[1] ایسی صورت میں اولیاء کے لیے حق نکاح ثابت کرنا صحیح نہ ہوگا ۔

تیسری آیت یہ پیش کی ہے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ اپنے میں سے بے شوہر عورتوں کا اور اپنے نیک غلاموں کا نکاح کرو ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اَيِّمٌ جس کی جمع ایامیٰ ہے ۔ اس عورت کو بھی کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو ۔ اور اس مرد کو بھی کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو تو اگر انکحوا سے ولایت نکاح مراد لی جائے تو لازم آئے گا کہ مرد کا بھی نکاح بغیر ولی کے صحیح نہ ہو حالانکہ اس کا قائل کوئی نہیں ۔

حدیث ۲۳۸۴	اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
	ام المومنین حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ حیات نے خبر دی کہ جاہلیت
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّكَاحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ
	میں نکاح کے چار طریقے تھے ایک تو وہی نکاح تھا جو آج ہے کہ ایک شخص اپنی ولیہ یا بیٹی کی منگنی کرتا کسی
	فَنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطِبُ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ
	شخص کے ساتھ پھر مہر مقرر کرتا پھر نکاح کرتا ــــ اور دوسرا نکاح یہ تھا کہ ایک شخص اپنی عورت سے

[1] اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ خطاب اولیاء سے نہیں بلکہ عورتوں سے ہے ۔

أَوْ إِبْنَتَهُ فَيُصْدِقُهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا وَنِكَاحٌ الْآخَرُ كَانَ الرَّجُلُ

کہتا جب تو حیض سے پاک ہو جائے تو فلاں کو اپنے پاس بلالے اور اس سے جماع کرا اور اس کا

يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ إِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا أَرْسِلِي إِلَى فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِي

شوہر اس سے الگ رہتا اس وقت تک اسے نہیں چھوتا جب تک اس شخص کا اس سے حمل ظاہر نہ

مِنْهَا وَيَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا يَمَسُّهَا أَبَدًا حَتَّى يَتَبَيَّنَ حَمْلُهَا مِنْ

ہوتا۔ اور جب حمل ظاہر ہو جاتا تو اس کا شوہر اس کے قریب جاتا اگر چاہتا اور یہ اچھا لڑکا

ذَالِكَ الرَّجُلِ الَّذِي تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا

حاصل کرنے کی رغبت میں کیا جاتا۔ یہ نکاح نکاح استبضاع کہلاتا ہے۔ اور دوسرا نکاح یہ تھا

زَوْجُهَا إِذَا أَحَبَّ وَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَالِكَ رَغْبَةً فِي نَجَابَةِ الْوَلَدِ

کہ کچھ لوگ جن کی تعداد دس سے کم ہوتی کسی عورت کے پاس جاتے اور اس سے ہمبستری کرتے پس

فَكَانَ هَٰذَا النِّكَاحُ نِكَاحُ الْإِسْتِبْضَاعِ وَنِكَاحٌ آخَرُ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ

جب وہ حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا ہو لیتا اور اس پر بچے کی پیدائش کے بعد کچھ راتیں گزر جاتیں تو

مَا دُونَ الْعَشَرَةِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْأَةِ كُلُّهُمْ يُصِيبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ

ان سب کو بلواتی ان میں سے سب کو آنا پڑتا۔ سب اکٹھا ہوتے تو وہ عورت ان سے کہتی تم

وَوَضَعَتْ وَمَرَّ عَلَيْهَا لَيَالٍ بَعْدَ أَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا أَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ

جانتے ہو جو تمہارا معاملہ ہوا اور میرے بچہ پیدا ہوا ان میں سے جس کو بھی چاہتی نام لے کر کہتی۔ اے

وَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ

فلاں! یہ تیرا بچہ ہے تو وہ بچہ اسی کا مانا جاتا اور وہ شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا تھا۔

قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ ابْنُكَ يَا فُلَانُ

چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ اکٹھا ہوتے اور ایک عورت کے یہاں جاتے وہ کسی آنے

تُسَمِّي مَنْ أَحَبَّتْ بِاسْمِهِ فَيُلْحَقُ بِهِ وَلَدُهَا فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ

والے کو روکتی نہیں یہ بغایا تھیں (زانیہ عورتیں) اپنے دروازوں پر جھنڈے کھڑے کیے رہتیں تاکہ علامت ہو

يَمْتَنِعُ بِهِ الرَّجُلُ وَنِكَاحُ الرَّابِعُ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ

پس جو چاہتا ان کے پاس جاتا جب اُن میں سے کوئی حاملہ ہوجاتی اور بچہ پیدا

عَلَى الْمَرْأَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَهَا وَهُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلَى

ہوجاتا تو اس عورت کے پاس سب جمع ہوجاتے اور قیافہ شناس کو بلایا جاتا۔

أَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُونُ عَلَمًا فَمَنْ أَرَادَهُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَإِذَا

قیافہ شناس جس کے بارے میں کہہ دیتا کہ یہ اس کا بچہ ہے تو وہ

حَمَلَتْ إِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جَمَعُوا لَهَا وَدَعَوْا لَهُمُ الْقَافَةَ

اسی کا بچہ مانا جاتا اور اسی کا بیٹا پکارا جاتا تو وہ شخص اس سے انکار

ثُمَّ أَلْحَقُوا وَلَدَهَا بِالَّذِي يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهِ وَدُعِيَ ابْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ

نہیں کر سکتا تھا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْ ذَالِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ

حق کے ساتھ مبعوث ہوئے تو جاہلیت کے تمام نکاح

نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ.

کو ختم کر دیا مگر وہ نکاح جو آج باقی ہے۔

تشریحات ۲۳۸۴

ام المومنین نے چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ داؤدی نے تین قسموں کا اور ذکر کیا ہے۔ پہلے نکاح خدان ـــــ ایک شخص کسی عورت کے پاس چپکے چپکے جاتا اور کوشش یہی کرتا کہ کوئی جان، نہ پائے اسی کو اللہ عزّ وجل نے ولا متخذات اخدان میں بیان فرمایا ہے۔

دوسرے نکاح متعہ جو معلوم و مشہور ہے ـــــ تیسرے نکاح بدل۔ اس کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص کسی سے کہتا کہ تو اپنی عورت کے حق سے دستبردار ہو کر مجھے دیدے اور میں اپنی عورت سے دستبردار ہو کر تجھے دے دوں اور میں تجھے میعاد کچھ زیادہ دوں گا۔

باب سے مطابقت

حدیث کے اخیر جملے سے مطابقت ہے کہ فرمایا جاہلیت کے تمام نکاح کو ختم کر دیا سوائے اس نکاح کے جو آج باقی ہے جس کی تفسیر پہلے بیان فرما چکی ہیں کہ ایک شخص اپنی ولیہ یا بیٹی کی منگنی کسی کے ساتھ کرتا

پھر اس سے نکاح کرتا اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے نکاح کا حق ولی کو حاصل ہے لیکن یہ استدلال مفہوم مخالف سے ہے جو حجت نہیں یہ عام رواج اور طریقہ کار کا بیان ہے۔

بَابُ اِذَا کَانَ الْوَلِیُّ ھُوَ الْخَاطِبُ — جب ولی ہی منگنی کرنے والا ہو۔ صفہ ۷۷

مقصد یہ بتانا ہے کہ ولی اپنے لیے اس عورت کی منگنی کر سکتا ہے یا نہیں جو اس کی ولایت میں ہو۔

ت ۶۳۹	وَخَطَبَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ اِمْرَاَۃً ھُوَ اَوْلَی النَّاسِ بِھَا
	اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کی منگنی کی حالانکہ وہ اس عورت کے سب سے
	فَاَمَرَ رَجُلًا فَزَوَّجَہٗ ۔
	قریبی ولی تھے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے صاحب کو حکم دیا۔ انہوں نے حضرت مغیرہ کا نکاح اس عورت کے ساتھ کر دیا۔

تشریحات ۶۳۹ اس تعلیق کو سعید بن منصور نے بطریق شعبی یوں روایت کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا عروہ بن مسعود کی لڑکی سے منگنی کی اور عبد اللہ بن ابی عقیل کو بلایا اور کہا اس سے میرا نکاح کر دے انہوں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا آپ شہر کے امیر ہیں اور اس کے چچا کے لڑکے ہیں (مقصد یہ تھا کہ آپ خود نکاح کر لیں) میری کیا ضرورت ـــــ اس کے بعد حضرت مغیرہ نے عثمان بن ابی العاص کو بلایا۔ انہوں نے اس عورت کا نکاح مغیرہ کے ساتھ کر دیا۔

ت ۶۴۰	وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لِاُمِّ حَکِیْمٍ بِنْتِ قَارِظٍ
	اور عبد الرحمن بن عوف نے ام حکیم بنت قارظ سے کہا کیا تو اپنا معاملہ میرے سپرد
	اَتَجْعَلِیْنَ اَمْرَکِ اِلَیَّ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ قَدْ تَزَوَّجْتُکِ ۔
	کرتی ہے تو انہوں نے کہا ہاں۔ تو فرمایا میں نے اپنا نکاح تجھ سے کر لیا۔

تشریحات ۶۴۰ اس اثر کو ابن سعد نے بطریق ابن ابی ذئب سعید بن خالد سے یوں روایت کیا ہے کہ ام حکیم بنت قارظ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف سے کہا مجھے بہت سے لوگوں نے نکاح کا پیغام دیا ہے تو آپ ان میں سے جن کے ساتھ چاہیں

میرا نکاح کر دیں۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کیا تو یہ حق مجھے دیتی ہے۔ تو ام حکیم نے کہا ہاں تو انہوں نے کہا میں نے اپنا نکاح تجھ سے کر لیا۔ ابن ابی ذئب نے کہا یہ نکاح جائز رہا۔ لیکن اس اثر میں اس کا کوئی نشان نہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اس عورت کے ولی تھے۔ بلکہ سیاق سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ام حکیم نے ان کو اپنا وکیل بنا دیا تھا۔ اب صورت یہ ہوئی کہ ایک ہی شخص وکیل اور اصیل دونوں رہا۔

ت ۶۴۱	وَقَالَ عَطَاءٌ لِيُشْهِدُ اَنِّیْ قَدْ نَكَحْتُكِ اَوْ لِيَاْمُرُ رَجُلًا مِنْ عَشِيْرَتِهَا
	اور عطاء نے کہا گواہ بناتے کہ میں نے نکاح کیا یا اس عورت کے قبیلے میں سے کسی کو حکم دے۔

تشریحات [۶۴۱] مسند عبدالرزاق میں ابن جریج سے ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا ایک عورت کو اس کے چچا کے لڑکے نے پیغام دیا ہے اور اس شخص کے علاوہ اس عورت کا اور کوئی مرد قریبی نہیں۔ تو عطاء نے کہا کہ وہ گواہ بنالے کہ فلاں نے اس کو نکاح کا پیغام دیا۔ اور میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس سے نکاح کیا یا اپنے قبیلے میں سے کسی شخص کو حکم کرے۔

بَابُ اِنْكَاحِ الرَّجُلِ وُلْدَهُ الصِّغَارَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاللَّائِیْ لَمْ يَحِضْنَ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلٰثَةَ اَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوْغِ۔

ص ۷۷۱

مرد کا اپنی چھوٹی اولاد کا نکاح کرنا جائز ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اور جن عورتوں کو حیض نہ آیا ہو (ان کی عدت تین ماہ ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عدت بالغ ہونے سے قبل تین مہینہ رکھی۔

توضیح وَلَدَهُ الصِّغَارَ۔ اس میں دو روایتیں ہیں۔ وُلْدَهُ۔ وَلَدٌ کی جمع۔ دوسرے وَلَدَهُ۔ یہ واحد ہے۔ اب اس کی صفت صغار لانا بظاہر صحیح نہیں لیکن وَلَدٌ ایسا لفظ ہے جس کا اطلاق واحد تثنیہ جمع سب پر ہوتا ہے اس لحاظ سے اس کی صفت جمع لانا درست ہے۔

آیۂ کریمہ کے ساتھ باب کی مطابقت کی جانب حضرت امام بخاری نے اپنے اس قول سے اشارہ فرمایا۔ اللہ عزوجل نے نابالغ عورتوں کی عدت تین مہینے مقرر فرمائی۔ عدت فرع ہے طلاق کی اور طلاق نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے اس لیے کہ طلاق نکاح کی قید اٹھانے کو کہتے ہیں اگر نکاح نہ ہو تو پھر طلاق کیسی؟ تو ثابت ہے کہ نابالغہ کا نکاح صحیح ہے۔ نابالغہ

عورت خود نکاح نہیں کر سکتی۔ اس کا کوئی ولی کرے گا۔ باپ دادا بھی اولیاء میں ہیں تو ثابت ہو گیا کہ باپ دادا کا اپنی نابالغ اولاد کا نکاح کرنا صحیح ہے

بَابُ لَا یُنْکِحُ الْاَبُ وَغَیْرُہٗ الْبِکْرَ وَالثَّیِّبَ اِلَّا بِرِضَاھَا۔ — باپ یا کوئی بھی بکر اور ثیب کا نکاح بغیر اس کی رضا کے نہیں کرے گا۔

ص ۷۷۱

حدیث ۲۳۸۵

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حَدَّثَھُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں سے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ

نے فرمایا ثیب کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے پوچھ نہ لیا جائے اور کنواری کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس

حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! وَکَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ ؎۱

سے اذن نہ لیا جائے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیسے اس سے اذن لیا جائے فرمایا کہ چپ رہے۔

تشریحات ۲۳۸۵ ایّم کے اصل معنیٰ وہ عورت جو شادی شدہ ہو یا وہ مرد جو شادی شدہ ہو۔ لیکن یہاں مراد ثیب ہے۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں بکر آیا ہے یہ حدیث ہماری دلیل ہے کہ عورت اگر بالغہ ہو تو بغیر اس کی اجازت کے ولی اس کا نکاح نہیں کر سکتا وہ بالغہ خواہ ثیب ہو یا کنواری یعنی بالغہ عورت پر اولیاء کو ولایت اجبار حاصل نہیں۔

حدیث ۲۳۸۶

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو مَوْلٰی عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کنواری عورت

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْبِکْرَ تَسْتَحِیْ قَالَ

حیاء کرتی ہے فرمایا اس کی رضا اس کی خاموشی ہے۔

رِضَاھَا صُمْتُھَا ؎۲

؎۱ کتاب الحیل باب فی النکاح ص ۱۰۳۰۔ ص ۱۰۳۱ مسلم، نسائی، نکاح

؎۲ الاکراہ باب لا یجوز نکاح المکرہ ص ۱۰۲۶ حیل ص ۱۰۳۱ مسلم، نسائی نکاح۔ اسی کے بعد متصلاً پھر اکراہ باب لا یجوز نکاح المکرہ ص ۱۰۲۶ حیل باب فی النکاح ص ۱۰۳۱۔

تشریح ۲۳۸۶ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ان غلام ابوعمرو کا نام ذکوان تھا یہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کے قاری تھے ام المومنین نے ان کو مُدَبَّر بنا دیا تھا۔

بَابُ إِذَا زَوَّجَ اِبْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُوْدٌ.

جب کسی نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور وہ اسے پسند نہ کرے تو نکاح رد کر دیا جائے۔

ص ۷۷۱

حدیث ۲۳۸۷	عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا
	خنساء بنت خذام الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے ان کی
	وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَالِكَ فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
	شادی کردی تھی اور وہ ثیب تھیں تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
	فَرَدَّ نِكَاحَهَا.
	خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضور نے ان کے نکاح کو رد فرمادیا۔

تشریحات ۲۳۸۷ یہ نکاح رد کرنا اس بنا پر تھا کہ جب ان کے باپ کو ولایت اجبار حاصل نہیں تھی تو اس کا کیا ہوا نکاح فضول ہوا۔ وہ خنساء کی اجازت پر موقوف تھا جب انہوں نے اس کو ناپسند کیا تو ختم ہو گیا۔

بَابُ تَزْوِيْجِ الْيَتِيْمَةِ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ.

یتیمہ کے نکاح کے بیان میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے جو پسند ہوں ان سے نکاح کرو۔

ص ۷۷۲

وَإِذَا قَالَ لِلْوَلِيِّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةَ فَمَكَثَ سَاعَةً أَوْ قَالَ مَا مَعَكَ فَقَالَ مَعِيَ كَذَا وَكَذَا أَوْ لَبِثَ ثُمَّ قَالَ زَوَّجْتُكَهَا فَهُوَ جَائِزٌ فِيْهِ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب ولی سے کہا کہ فلاں سے میری شادی کر دے اور وہ کچھ دیر رکا یا پوچھا تیرے پاس کیا ہے اس نے کہا میرے پاس اتنا اور اتنا ہے یا دونوں کچھ دیر رکے پھر ولی نے کہا میں نے تیری شادی اس سے کر دی تو یہ نکاح صحیح ہے اس میں حضرت سہل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث ہے۔

امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے ولی سے کہا میرا نکاح فلاں سے کردے تو اس نے کچھ دیر سکوت اختیار کیا یا اسی مجلس میں کچھ آپس میں بات چیت کی جو نکاح ہی سے متعلق تھی نکاح میں کچھ تاخیر بھی ہو گئی۔ اور ولی نے اسی مجلس میں یہ کہا کہ میں نے تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تو نکاح صحیح ہو گیا۔ اس لیے کہ ایجاب و قبول ایک مجلس میں پایا گیا۔ مجلس نہیں بدلی اس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہو اور ایجاب و قبول کے درمیان کچھ تخلل ہو جائے تو نکاح صحیح ہے۔ ہاں اگر ایجاب و قبول کی مجلس بدل جائے تو نکاح صحیح نہیں ــــــ

اور حضرت سہل کی حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو بخاری میں کئی ایک جگہ مذکور ہے ۔ کہ ایک خاتون نے اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے قبول نہیں فرمایا تو ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا حضور ان کی شادی میرے ساتھ کر دیں تو حضور نے ان سے پوچھا کیا تیرے پاس کچھ ہے تو انہوں نے کہا میرے پاس کچھ نہیں تو حضور نے فرمایا گھر جاؤ دیکھو کچھ ہو۔ گئے اور لوٹ کر آئے اور عرض کیا کچھ نہیں ہے تو فرمایا جاؤ دیکھو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو ــــ تو انہوں نے آکر عرض کیا کہ لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہاں میرا یہ تہبند ہے میں اس کو آدھا دے دوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کیا ہو گا۔ اگر تو پہنے گا تو اس کے پاس کچھ نہیں رہے گا اور اگر وہ پہنے گی تو تیرے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ اب وہ بیٹھ گئے بہت دیر تک بیٹھے رہے پھر وہ اٹھ کر جانے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلوایا۔ جب وہ آئے تو پوچھا کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ ہاں فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں پوچھا کیا تم ان کو زبانی پڑھ لیتے ہو تو انہوں نے عرض کی۔ ہاں حضور نے فرمایا جاؤ میں نے تیرے ساتھ اس کی شادی کر دی اس قرآن کے عوض جو تجھے یاد ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ ان صاحب کے اس عرض کرنے کی مجلس اور تھی کہ میری اس سے شادی کر دیجیے اور حضور کے شادی کرنے کی جس مجلس میں ان کی شادی کی وہ دوسری مجلس تھی، مجلس بدل چکی تھی۔ غالبا حضرت امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ایجاب و قبول کی مجلس بدل بھی جائے تو نکاح صحیح ہے حالانکہ یہ کسی کا مذہب نہیں۔

بَابُ الْخُطْبَةِ ص۷۷۳ خطبہ کا بیان

حدیث ۲۳۸۸	عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلَانِ
	زید بن اسلم نے کہا میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ

دو شخص مشرق سے آئے دونوں نے خطبہ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بعض

الْبَيَانِ سِحْرًا[1]

بیان جادو ہیں۔

تشریحات ۲۳۸۸ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنا کس مناسبت سے ہے۔ اس پر شراح نے بہت زور آزمائی کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کوئی شارح مناسبت نہیں پیدا کرسکا ان تقریروں میں کچھ لگتی ہوئی علامہ عینی کی بات ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو خطبہ دیا یہ کسی نہ کسی مقصد کے حصول کے لیے تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی مقصد لے کر آئے ہوں گے اس سے یہ ثابت ہوا کہ کسی مقصد سے پہلے خطبہ دیا جائے اور نکاح ایک اہم مقصد ہے اس کے لیے بھی خطبہ ہونا چاہیے ــــ تعجب ہے خاص نکاح کے لیے خطبہ مسنون ہے اس سلسلے میں صریح حدیثیں موجود ہیں جن میں سب سے مشہور حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے ــــ انہوں نے فرمایا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز میں تشہد سکھایا نماز میں تشہد اور حاجت میں تشہد۔ اور حاجت میں تشہد یہ ہے الحمد للہ نستعینہ ونستغفرہ ــــ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا اور اس پر یہ باب قائم فرمایا باب ما جاء فی خطبۃ النکاح۔ لیکن غالبًا یہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی شرط پر نہیں اس لیے اس کو ذکر نہیں فرمایا۔ اصحاب ظاہر نے کہا کہ نکاح میں خطبہ فرض ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے وقت خطبہ پڑھا تھا اور حضور کے افعال دلیل وجوب ہیں ــــ ہمارا یہ کہنا ہے کہ یہی صحیح نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام افعال دلیل وجوب ہیں ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افعال جو پوری پابندی کے ساتھ کیے جس میں تخلف نہ ہوا ہو وہ دلیل وجوب ہیں اور یہاں تخلف ثابت ہے۔ ابھی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزری کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاتون کا نکاح ایک صاحب کے ساتھ کیا اور خطبہ نہیں پڑھا۔ بلکہ نکاح کے وقت خطبہ کا دوام ہی ثابت نہیں۔

---

[1] کتاب الطب ص۸۵۸ باب من البیان سحر۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً وَكَثْرَةِ الْمَهْرِ وَاَدْنٰی مَا يَجُوْزُ مِنَ الصَّدَاقِ وَقَوْلِهٖ وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ۔ ص ۷۷۳

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور عورتوں کو ان کی مہریں دو اور مہر کی کثرت اور کم سے کم مہر کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر اور تم میں ان میں سے کسی ایک کو ڈھیروں مال دے چکے ہو۔ تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو اور اللہ جل ذکرہ کے اس ارشاد کی تفسیر یا تم ان کے لیے کچھ مقرر کرو۔

اور حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔

توضیح حسب عادت حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ ان کا مذہب اس سلسلے میں کیا ہے کہ اکثر مہر یا اقل مہر کی کوئی مقدار ہے یا نہیں؟ سیاق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ اکثر مہر کی جس طرح کوئی مقدار نہیں اقل مہر کی بھی اسی طرح کوئی مقدار نہیں ——— ہمارے یہاں اکثر مہر کی کوئی حد نہیں مگر اقل مہر کی حد دس درم ہے جس کو ہم پہلے تفصیل سے بتا چکے۔

حدیث ۲۳۸۹

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ تَزَوَّجَ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ فَرَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَاشَةَ الْعُرْسِ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجور کی گٹھلی کے برابر مہر پر ایک عورت سے شادی کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے چہرہ پر شادی کی بشاشت دیکھی تو پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے ہم وزن مہر پر نکاح کیا ہے۔

تشریحات ۲۳۸۹ بطریق قتادہ جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ کھجور کی گٹھلی کے ہم وزن سونے پر نکاح کیا ہے۔ نواۃ کے معنی کھجور کی گٹھلی کے ہیں اس کا وزن

کتنا تھا۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ اس کی قیمت پانچ درم تھی اور ایک روایت میں ہے ۳ ۱/۲ درم تھی اس باب میں اور بھی اقوال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہمارے یہاں مہر کی مقدار کم از کم دس درم ہے جیسا کہ دار قطنی[1] نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کا نکاح صرف کفو سے کرو اور ان کی شادیاں صرف ولی کریں اور دس درم سے کم مہر نہیں ـــــ یہ حدیث کئی سندوں کے ساتھ مروی ہے اور سب ضعیف ہیں لیکن چند طرق ملنے سے حسن ہوگئی جیسا کہ علامہ نووی نے شرح مہذب میں ذکر کیا ہے نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا کم از کم جس کے عوض عورت حلال ہوگی دس درم ہے اسے امام بیہقی اور ابو عمر بن عبدالبر نے روایت کیا ہے۔

بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَحِلُّ فِي النِّكَاحِ۔ ص ۷۷۲ ان شروط کا بیان جو نکاح میں حلال نہیں۔

ت	قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَا تَشْتَرِطُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا
۶۴۲	ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت اپنی بہن کے طلاق کی شرط نہ کرے

تشریحات اس حدیث میں اخت سے مراد حقیقی بہن نہیں بلکہ دینی بہن ہے مراد وہ عورت ہے جو پہلے سے مرد کے نکاح میں ہو۔

حدیث	عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ
۲۳۹۰	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کسی
	النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا
	عورت کو یہ حلال نہیں کہ اپنی بہن کے طلاق کا سوال کرے تاکہ اس کے برتن کو انڈیل لے اس لیے کہ
	لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔
	اس کے لیے وہی ہے جو اس کا مقدر ہو چکا ہے۔

[1] عمدۃ القاری جلد عشرون صفحہ ۱۳۷۔

بَابُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَهْدِينَ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا ص ۷۷۵

ان عورتوں کا بیان جو بیوی کو شوہر کی طرف زفاف کے لیے بھیجیں۔

حدیث ۲۳۹۱

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو

عَنْهَا أَنَّهَا زَفَّتْ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ایک انصاری کے یہاں زفاف کے لیے بھیجا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے ساتھ کھیل نہیں تھا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ.

اس لیے کہ انصار کو کھیل پسند ہے۔

تشریحات ۲۳۹۱

شریک کی روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ کیا تم نے کسی بچی کو بھیجا جو دف بجاتی اور گاتی ہو اس سے ظاہر ہو گیا کہ لھو سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی نابالغ بچی دف بجائے اور گائے ۔ بغیر جھانجھ کا دف بجانا جائز ہے۔ اور یہی مراد ہے یہاں۔

بَابُ مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ. ص ۷۷۷

جس نے ایک بکری سے کم کا ولیمہ کیا۔

حدیث ۲۳۹۲

عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيرٍ.

اپنی بعض بیویوں کے ولیمہ میں دو مد جو صرف فرمایا تھا۔

تشریحات ۲۳۹۲

یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے وقت میں ہوا تھا۔ دو مد ایک سو چوالیس روپے بھر ہوتا ہے اور روپیہ سوا گیارہ ماشے کا۔

بَابُ حَقِّ إِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ بِسَبْعَةِ أَيَّامٍ وَنَحْوِهِ وَلَمْ يُوَقِّتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَلَا يَوْمَيْنِ ص۷۷۷

ولیمہ اور دعوت کا قبول کرنا حق ہے اور جس نے سات دن یا کم و بیش ولیمہ کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیمہ کے لیے نہ ایک دن مقرر فرمایا ہے نہ دو دن۔

حدیث ۲۳۹۳

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا ۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ولیمہ کے لیے بلایا جائے تو وہاں جائے۔

تشریحات ۲۳۹۳

فَلْيَأْتِهَا یہ امر وجوب کے لیے نہیں بلکہ یہ استحباب کے لیے ہے امام بخاری نے یہ فرمایا کہ ولیمہ کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ایک دن مقرر فرمایا ہے نہ دو دن۔ حالانکہ ابو داؤد میں حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولیمہ پہلے دن حق ہے اور دوسرے دن اچھا ہے اور تیسرے دن ریاء اور سمعہ ہے ــــ یہ حدیث عام لوگوں کے مزاج کے مطابق ارشاد فرمایا کہ زیادہ دنوں تک ولیمہ کرنے والے اپنی شان و شوکت ظاہر کرنے ہی کے لیے کرتے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ تحدید نہیں اور نہ ممانعت ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر ریاء، سمعہ کے دو دن سے زیادہ ولیمہ کرے یا دعوت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث ۲۳۹۴

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ دَعَا أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُرْسِهِ وَكَانَتْ اِمْرَأَتُهُ يَوْمَئِذٍ خَادِمَهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَ سَهْلٌ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی شادی میں دعوت دی اور ان کی بیوی ہی اس دن ان کی خادمہ تھیں اور حالانکہ وہی دلہن تھیں سہل نے کہا تم لوگ جانتے ہو کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا پلایا تھا۔ رات میں

[1] نکاح۔ باب اجابۃ الداعی فی العرس ص۷۷۷ ابو داؤد۔ اطعمہ، نسائی۔ ولیمہ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا اَكَلَ سَقَتْهُ اِيَّاهُ عله

کچھ کھجوریں پانی میں بھگو دی تھیں۔ جب حضور کھانا کھا چکے تو یہی حضور کو پلایا تھا۔

تشریحات ۲۳۹۴ لفظ خادم مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اسی طرح لفظ عروس بھی دولہا دلہن دونوں پر بولا جاتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبیذ پینا جائز ہے جب کہ اس میں نشہ نہ ہو۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔ صــــ۷۷۷ جس نے دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

حدیث ۲۳۹۵ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا

يَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ

ہے جس میں مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور فقیروں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جس نے

وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ۔

دعوت چھوڑی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

تشریحات ۲۳۹۵ محقق یہ ہے کہ دعوتِ ولیمہ سنت ہے جب کہ منہیاتِ شرعیہ سے خالی ہو۔ اور حضرت ابو ہریرہ نے جو فرمایا وہ عارض کی بنا پر کہ چاہیے تو یہ کہ ولیمہ کی دعوت میں فقیر و غنی کا امتیاز نہ رہے لیکن اب لوگوں نے طریقہ بنا رکھا ہے کہ مالداروں کو بلاتے ہیں غریبوں کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے فقیروں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اس لیے اب یہ شر ہو گئی۔ گزر چکا ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مستحب ہے یا سنت ہے۔ جب کہ وہاں کوئی شرعی منکر نہ ہو گناہ نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے جو فرمایا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی یہ

عله اشربہ۔ باب نقیع التمر ما لم یسکر صــــ۸۳۸ مسلم، اشربہ، ابن ماجہ، النکاح باب قیام المرأة على الرجال فی العرس صــــ۷۷۷ باب النقیع والشراب الذی لا یسکر صــــ۹۷۷۔ باب الانتباذ فی الاوعیة صــــ۸۳۷ کتاب الایمان والنذور باب ان حلف ان لا یشرب نبیذا صــــ۹۸۹ مسلم، اشربہ، ابن ماجہ۔

استحباب کی تاکید کے لیے ہے۔
یہاں جو سند درج ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث موقوف ہے اور امام مالک سے اکثر راویوں نے اسی طرح روایت کی ہے۔ البتہ ایک طریقے سے مرفوع مروی ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث کا پہلا حصہ موقوف ہے اور اخیر حصہ کو مرفوع ہونا چاہیئے اس لیے کہ کسی چیز پہ عصیان کا حکم رائے سے نہیں ہو سکتا۔

بَابُ اِجَابَةِ الدَّاعِيْ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِهَا۔ صفحہ ۷۷۷

دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا شادی وغیرہ میں۔

حدیث ۲۲۹۶	عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ
	نافع نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا
	اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجِيْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِيْتُمْ اِلَيْهَا قَالَ
	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دعوت کو قبول کرو جب بلائے جاؤ اور عبداللہ دعوت
	كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَاْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَغَيْرِ الْعُرْسِ وَهُوَ صَائِمٌ۔
	میں شریک ہوتے تھے شادی کی ہو یا کچھ اور حالانکہ وہ روزہ دار ہوتے۔

تشریحات ۲۲۹۶

روزے کی حالت میں دعوت میں جانے سے دعوت دینے والے کی دل داری مقصود تھی۔ دین دار لوگ علماء مشائخ کو صرف کھانے ہی کے لیے نہیں بلاتے تھے بلکہ حصول برکت اور دعاء خیر کے لیے بھی بلاتے تھے، اگر کھانا نہ کھانے سے صاحب دعوت کی دل شکنی ہو تو نفل روزے کو توڑ سکتا ہے جیسا کہ درمختار وغیرہ میں ہے۔

بَابٌ هَلْ يَرْجِعُ اِذَا رَاٰى مُنْكَرًا فِي الدَّعْوَةِ صفحہ ۷۷۷

اگر دعوت میں کوئی ناگوار بات دیکھے تو کیا لوٹ سکتا ہے۔

ت ۶۴۳	وَرَاٰى ابْنُ مَسْعُوْدٍ صُوْرَةً فِي الْبَيْتِ فَرَجَعَ۔
	اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے گھر میں تصویر دیکھی تو لوٹ گئے۔
ت ۶۴۴	وَدَعَا ابْنُ عُمَرَ اَبَا اَيُّوْبَ فَرَاٰى فِي الْبَيْتِ سِتْرًا عَلَى الْجِدَارِ
	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعوت دی تو انہوں

فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ غَلَبَنَا عَلَيْهِ النِّسَاءُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ أَخْشَى عَلَيْهِ فَلَمْ أَكُنْ

نے گھر میں دیوار پر پردہ دیکھا ابن عمر نے معذرت میں کہا ہم پر عورتیں غالب ہو گئی ہیں۔ حضرت ابو ایوب نے کہا

أَخْشَى عَلَيْكَ وَاللهِ لَا أَطْعَمُ لَكُمْ طَعَامًا فَرَجَعَ.

اس سے میں ڈرتا تھا مگر آپ کے بارے میں کوئی اندیشہ نہیں تھا بخدا میں تمہارے ساتھ کھانا نہیں کھاؤں گا تو واپس ہو گئے۔

تشریحات ۶۴۴ دیواروں پر پردہ ڈالنا بہ نیت زینت سلف ناپسند فرماتے تھے اسی لیے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ناپسند فرمایا اور لوٹ آئے۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النِّسَاءِ ص۷۷۹ — عورتوں کیساتھ مدارات کا بیان

حدیث ۲۳۹۷

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ

فرمایا عورت پسلی کے مثل ہے اگر اسے سیدھی کرنا چاہو گے تو توڑ دو گے اور اگر اس سے

أَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيهَا عِوَجٌ.

فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو کجی کے باوجود اس سے نفع حاصل کرو۔

تشریحات ۲۳۹۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت قبول کرو، وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سب سے ٹیڑھی اوپر والی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا توڑنا طلاق ہے۔

حدیث ۲۳۹۸

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم

قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالْإِنْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ

عورتوں سے بات کرنے اور ان کے ساتھ خوش طبعی کرنے سے بچتے تھے اس ڈر کی وجہ سے کہ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَیْبَةَ اَنْ یُّنْزَلَ فِیْنَا شَیْئٌ فَلَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی

کہیں ہمارے بارے میں کچھ نازل نہ کر دیا جائے جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال

اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَکَلَّمْنَا فَانْبَسَطْنَا.

ہو گیا تو ہم کھل کر عورتوں سے بات کرتے اور خوش طبعی کرتے.

بَابُ حُسْنِ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْاَهْلِ صـ۷۸۲.

اہل کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کا بیان.

حدیث ۲۳۹۹ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ جَلَسَ اِحْدٰی

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ گیارہ عورتیں بیٹھیں

عَشَرَةَ اِمْرَأَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ اَنْ لَّا یَکْتُمْنَ مِنْ اَخْبَارِ

اور آپس میں عہد و پیمان کیا کہ اپنے شوہروں کے حالات سے کچھ چھپائیں گی نہیں ۔ پہلی نے کہا

اَزْوَاجِهِنَّ شَیْئًا۔ قَالَتِ الْاُوْلٰی زَوْجِیْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰی

میرا شوہر پہاڑ کی چوٹی پر پڑے ہوئے دبلے اونٹ کا گوشت ہے نہ راستہ ہموار ہے کہ آسانی سے وہاں

رَأْسِ جَبَلٍ لَّا سَهْلٍ فَیُرْتَقٰی وَلَا سَمِیْنٍ فَیُنْتَقَلُ۔

چڑھا جائے اور اسے لایا جائے اور نہ گوشت فربہ ہے جس کی رغبت ہو کہ مشقت اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی

قَالَتِ الثَّانِیَةُ زَوْجِیْ لَا اَبُثُّ خَبَرَهٗ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ لَّا اَذَرَهٗ

سے اسے منتقل کیا جائے ۔ دوسری نے کہا میں اپنے شوہر کی خبر کو پھیلاؤں گی نہیں مجھے ڈر ہے کہ میں کہیں

اِنْ اَذْکُرْهُ اَذْکُرْ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ۔ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِیَ

اس کو چھوڑ نہ دوں اگر میں اس کا تذکرہ کروں اسکے ظاہری و باطنی عیوب کو ذکر کروں گی ۔ تیسری نے کہا میرا شوہر

اَلْعَشَنَّقُ اِنْ اَنْطِقْ اُطَلَّقْ وَاِنْ اَسْکُتْ اُعَلَّقْ۔ قَالَتِ

بے ڈھنگا لمبا ہے اگر میں کچھ بولوں تو طلاق دے دی جاؤں اور اگر چپ رہوں تو معلق چھوڑ دی جاؤں.

الرَّابِعَةُ زَوْجِیْ کَلَیْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَلَا قَرٌّ وَلَا مَخَافَةَ وَلَا

چوتھی نے کہا میرا شوہر تہامہ کی رات کے مثل ہے جس میں نہ گرمی ہے نہ بہت سردی اور نہ ڈر اور نہ ملال

سَامَۃٌ قَالَتِ الْخَامِسَۃُ۔ زَوْجِیْ اِنْ دَخَلَ فَہِدَ وَاِنْ خَرَجَ اَسِدَ

پانچویں نے کہا میرا شوہر اگر گھر میں آئے تو چیتا ہے یعنی لاپرواہی سے سوجاتا ہے اور اگر باہر

وَلَا یَسْأَلُ عَمَّا عَہِدَ۔ قَالَتِ السَّادِسَۃُ زَوْجِیْ اِنْ اَکَلَ لَفَّ وَاِنْ

نکلتا ہے تو شیر ہے اور جو کچھ گھر میں ہے اس کے بارے میں کچھ پوچھتا نہیں ہے۔ چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھاتا

شَرِبَ اشْتَفَّ وَاِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا یُوْلِجُ الْکَفَّ لِیَعْلَمَ الْبَثَّ

ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے اور اگر پیتا ہے تو برتن خالی کر دیتا ہے اور اگر سوتا ہے تو تنہا چادر میں

قَالَتِ السَّابِعَۃُ زَوْجِیْ غَیَایَاءُ اَوْ عَیَایَاءُ طَبَاقَاءُ کُلُّ دَاءٍ لَہٗ دَاءٌ

لپیٹ کر سوتا ہے اور ہاتھ داخل نہیں کرتا تاکہ بے چینی کو جانے۔ ساتویں نے کہا میرا شوہر بودا ہے نامرد احمق

شَجَّکِ اَوْ فَلَّکِ اَوْ جَمَعَ کُلًّا لَّکِ قَالَتِ الثَّامِنَۃُ۔ زَوْجِیْ اَلْمَسُّ مَسُّ

ہے ہر بیماری اس میں ہے تیرا سر پھوڑ دے گا یا تیرا عضو توڑ دے گا یا سب جمع کر دے گا۔ آٹھویں نے کہا

اَرْنَبٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ زَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَۃُ۔ زَوْجِیْ رَفِیْعُ الْعِمَادِ

میرے شوہر کا چھونا خرگوش کا چھونا ہے اور اس کی خوشبو زرنب کی خوشبو ہے۔ نویں نے کہا

طَوِیْلُ النِّجَادِ عَظِیْمُ الرَّمَادِ قَرِیْبُ الْبَیْتِ مِنَ النَّادِ۔ قَالَتِ

میرا شوہر اونچے ستون کی عمارت والا ہے لمبے پرتلے والا ہے بہت زیادہ راکھ والا ہے۔ اس کی بیٹھک گھر کے

الْعَاشِرَۃُ۔ زَوْجِیْ مَالِکٌ وَمَا مَالِکٌ مَالِکٌ خَیْرٌ مِّنْ ذَالِکَ لَہٗ اِبِلٌ

قریب ہے۔ دسویں نے کہا میرا شوہر مالک ہے اور تم کیا جانو کیا ہے مالک، مالک اس سے بہتر ہے

کَثِیْرَاتُ الْمَبَارِکِ قَلِیْلَاتُ الْمَسَارِحِ وَاِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْھَرِ

اس کے اونٹ زیادہ تر تھان پر رہتے ہیں چراگاہ میں کم جاتے ہیں اور جب وہ مزہر کی آواز سنتے ہیں یقین

اَیْقَنَّ اَنَّھُنَّ ھَوَالِکُ۔ قَالَتِ الْحَادِیَۃَ عَشْرَۃَ زَوْجِیْ اَبُوْ زَرْعٍ فَمَا

کر لیتے ہیں کہ یہ ذبح ہونے والے ہیں۔ گیارہویں نے کہا میرا شوہر ابو زرع ہے اور تم کیا جانو

اَبُوْ زَرْعٍ اَنَاسَ مِنْ حُلِیٍّ اُذُنَیَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَیَّ وَبَجَّحَنِیْ

کیا ہے ابو زرع؟ اس نے میرے کانوں کو زیوروں سے جھلا دیا میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا۔

فَبَجَّحَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ اَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَهْلِ

اس نے مجھ کو خوش کیا اور میں خوش ہو گئی۔ اس نے مجھے مقام شق میں تھوڑی سی بکری والوں میں پایا تو اس نے

صَهِیْلٍ وَ اَطِیْطٍ وَ دَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ اَقُوْلُ فَلَا اُقَبَّحُ وَ اَرْقُدُ

مجھ کو کر دیا گھوڑے اور کجاوے اور گاہنے والے اور صاف کرنے والوں میں۔ میں اس کے یہاں بولتی

فَاَتَصَبَّحُ وَ اَشْرَبُ فَاَتَقَنَّحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ عُكُوْمُهَا

ہوں تو بری نہیں مانی جاتی اور سوتی ہوں تو صبح کر دیتی ہوں اور پیتی ہوں تو خوب سیر ہو کر

رَدَاحٌ وَبَیْتُهَا فَسَاحٌ اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا ابْنُ اَبِیْ زَرْعٍ مَضْجَعُهٗ

پیتی ہوں۔ ام ابی زرع کی ماں تو کیا جانے کیا ہے ابو زرع کی ماں اس کے توشہ دان بھرے ہوئے ہیں

كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَتُشْبِعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ

اور اس کا گھر کشادہ ہے۔ ابو زرع کا بیٹا اور تو کیا جانے کیا ہے ابو زرع کا بیٹا اس کی خواب گاہ جو کور منائے

اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ اَبِیْهَا وَطَوْعُ اُمِّهَا وَمِلْاُ كِسَائِهَا وَغَیْظُ جَارَتِهَا

کے مثل تخت ہے جس کا پیٹ چار مہینے کی بکری کا دست بھر دیتا ہے۔ ابو زرع کی بیٹی اور تو کیا جانے کیا ہے

جَارِیَةُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا جَارِیَةُ اَبِیْ زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِیْثَنَا تَبْثِیْثًا

ابو زرع کی بیٹی اپنے ماں باپ کی فرماں بردار اتنی موٹی کہ اپنی چادر بھرے ہوئے ہے اور اپنے پڑوسن کی جلن ابو زرع

وَلَا تُنَقِّثُ مِیْرَتَنَا تَنْقِیْثًا وَلَا تَمْلَاُ بَیْتَنَا تَعْشِیْشًا قَالَتْ خَرَجَ

کی لونڈی اور تو کیا جانے کیا ہے ابو زرع کی لونڈی ہماری بات قطعاً نہیں پھیلاتی اور ہمارے اندوختہ کو ضائع نہیں

اَبُوْ زَرْعٍ وَالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِیَ امْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا

کرتی اور ہمارے گھر کو کوڑا کرکٹ سے بھرتی نہیں۔ اس نے کہا ابو زرع صبح کو اس وقت نکلا کہ دودھ بلوئے جا

كَالْفَهْدَیْنِ یَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَیْنِ فَطَلَّقَنِیْ وَنَكَحَهَا

رہے تھے تو اس نے ایک ایسی عورت سے ملاقات کیا جس کے ساتھ چیتے کے مثل اس کے دو بچے تھے جو اس

فَنَكَحْتُ بَعْدَهٗ رَجُلًا سَرِیًّا رَكِبَ شَرِیًّا وَ اَخَذَ خَطِّیًّا وَ اَرَاحَ عَلَیَّ

کی کوکھ کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے ابو زرع نے مجھے طلاق دے دیا اور اس عورت سے نکاح کر لیا

نَعَمًا ثَرِيًّا وَاَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ كُلِي اُمَّ زَرْعٍ

ابوزرع کے بعد میں نے ایک شریف آدمی سے نکاح کیا جو عمدہ گھوڑے پر سوار ہوا اور نیزہ لیا اور بعد زوال مجھے

وَمِيرِي اَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ اَعْطَانِيهِ مَا بَلَغَ اَصْغَرَ آنِيَةِ

بہت سے مویشی دیئے اور ہر آرام وہ چیز کا جوڑا دیا اور کہا اے ام زرع کھا اور اپنے اہل کو بھی بھیج اس نے کہا اس نے مجھ کو جو

اَبِي زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ

کچھ دیا اگر میں سب کو جمع کروں تو ابو زرع کے سب سے چھوٹے برتن کے برابر بھی نہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ

لَكِ كَاَبِي زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ [1] ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیرے لیے ایسا ہی ہوں جیسا ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔ (وفی روایۃ)

اس نے اسے طلاق دے دیا لیکن میں تجھے طلاق نہیں دوں گا۔

تشریحات ۲۳۹۹

ہیثم بن عدی کی روایت کے اخیر میں یہ ہے میں تمہارے لیے ایسا ہی ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لیے تھا الفت اور وفا میں نہ فرقت اور جدائی میں۔ اور زبیر کی روایت کے آخر میں ہے سوائے اس کے کہ ابوزرع نے ام زرع کو طلاق دے دیا تھا اور میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا اور اسی کے مثل طبرانی کی روایت میں ہے نسائی نے اپنی ایک روایت میں اور طبرانی نے یہ زیادہ کیا ـــــ کہ عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بلکہ حضور ابوزرع سے بہتر ہیں۔ صحیحین میں اس حدیث کا اکثر حصہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر موقوف ہے اور مرفوع صرف اخیر کا یہ حصہ ہے "كُنْتُ لَكِ كَاَبِي زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ"، لیکن پوری حدیث مرفوع معنوی ہے اس لیے کہ اخیر میں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ام المومنین نے شروع سے اخیر تک جو کچھ ذکر کیا اسے سن کر ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ حقیقت میں حدیث تقریری ہوئی لیکن صحیحین کے علاوہ میں یہ حدیث مرفوعًا مروی ہے نسائی میں ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میں تیرے لیے ایسا ہی ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لیے تو ام المومنین نے فرمایا آپ پر میرے ماں باپ قربان ـــــ یا رسول اللہ کون تھا ابوزرع؟ اس کے بعد پوری حدیث حضور نے بیان فرمائی ـــ اس کے علاوہ اور محدثین نے مرفوعًا روایت کیا ہے۔

[1] مسلم فضائل، نسائی عشرۃ النساء، ترمذی، شمائل۔

اس حدیث کے ارشاد کا سبب یہ ہے کہ حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے اس مال پر جو جاہلیت میں میرے والد کے پاس تھا فخر کیا اور یہ دس لاکھ اوقیہ تھا اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ چپ رہ میں تیرے لیے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے لیے تھا۔ ابوالقاسم عبدالحکیم ابن حبان نے اسود بن جبیر مغافری سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عائشہ و فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور ان میں کچھ ہوگیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمیرا میری بیٹی سے باز نہیں رہے گی میری اور تیری مثل، مثل ابوزرع کے ہے ام زرع کے ساتھ۔ اس پر ام المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ ان دونوں کا واقعہ بیان فرمائیے فرمایا ایک بستی میں گیارہ عورتیں تھیں اور مرد غائب تھے تو انھوں نے کہا آؤ ہم اپنے شوہروں کے حالات بیان کریں الیٰ آخرہ۔

جلس احدی عشرۃ۔ قاعدے کے اعتبار سے جلست ہونا چاہیئے تھا جیسا کہ ابو عوانہ کی روایت میں ہے مگر یہاں تقدیر عبارت یہ ہے جلس جماعۃ احدی عشرۃ۔ اور جماعۃ چونکہ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے فعل کو مذکر لانا درست ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں جلس ہے اور ابو یعلیٰ کی ایک روایت میں اجتمعن ہے امام قرطبی نے فرمایا۔ کہ جمع مؤنث لانا اکلونی البراغیث کی لغت پر ہے اس کی نظیر خود قرآن مجید میں ہے فرمایا۔ واسروا النجوی الذین ظلموا اور فرمایا ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ اور حدیث میں ہے یتعاقبون فیکم ملائکۃ۔

یہ عورتیں یمن کی تھیں اور قبیلۂ خثعم کی اور یہ زمانۂ جاہلیت کی بات ہے۔

غَثٌّ غین کو فتحہ تاء کو تشدید اس کو جمل کی صفت مان کر کسرہ پڑھنا بھی درست ہے اور لحم کی صفت مان کر ضمہ پڑھنا بھی درست ہے علامہ ابن جوزی نے فرمایا مشہور کسرہ ہے ابن ناصر نے کہا عمدہ رفع پڑھنا ہے اس کے معنی اتنا دبلا کہ جو ناگوار ہو جسے لوگ چھو نے نہوں۔

علی راس جبل۔ ابو عبید اور ترمذی کی روایت میں علی جبل وعرٍ ہے اور زبیر ابن بکار کی روایت میں جبل وَعْثٍ ہے اور یہ سجع کے زیادہ موافق ہے وعر کے معنی بہت سخت۔ وعث ایسی بلند جگہ جس پر چڑھنا دشوار ہو قدم پھسلتے ہوں۔

لا سھل فتح کے ساتھ بغیر تنوین کے اور ایسے ہی ولا سمین ان دونوں میں رفع بھی جائز ہے اس بنا پر کہ یہ مبتدائے مقدر کی خبر ہو یعنی لا ھو سھل ولا سمین اور ان میں جر بھی جائز ہے اس بنا پر کہ یہ جمل اور جبل کی صفت ہے۔ نسائی میں بطریق عقبہ ابن خالد جو روایت ہے وہ تنوین اور نصب کے ساتھ ہے لا سھلاً ولا سمیناً امام قاضی عیاض نے فرمایا میرے

نزدیک دونوں کلموں میں رفع احسن ہے سیاق کلام کی مناسبت سے مطلب یہ ہوا کہ میرا شوہر ایسا ہے جس میں کوئی نفع نہیں کوئی کشش نہیں۔ کسی شارح نے اس پہلی عورت کا نام نہیں بتایا ہے۔ ان لا اذرہ ضمیر منصوب میں دو احتمال ہے ایک یہ کہ اس کا مرجع خبر ہو اب معنی یہ ہوں گے کہ میرے شوہر کے حالات اتنے کثیر طویل کہ میں اگر سب کو بیان کرنا چاہوں تو کچھ نہ کچھ رہ جائیں گے سب بیان نہ کر پاؤں گی دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس کا مرجع خود شوہر ہو اب مطلب یہ ہوگا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنے شوہر کے حالات بیان کروں اور اسے معلوم ہو جائے تو وہ مجھے جدا کر دے گا اس دوسری عورت کا نام عمرہ بنت عمرو تھا۔

عجرہ وبجرہ۔ یہ عجرۃ اور بجرۃ کی جمع ہے عجرۃ کا معنی گرہ خواہ جسم میں ہو یا کہیں اور۔ بجرۃ وہ گرہ جو پیٹ میں ہو نیز عجرۃ کا معنی پیٹھ کا کبڑی ہونا اور بجرۃ کا معنی ناف کا ابھری ہونا ابن ابی اویس نے کہا عجرۃ وہ گرہ ہے جو پیٹ یا زبان میں ہو بجرۃ کا معنی عیب۔ یہ اس کا اصل لغوی معنی ہے۔ عرف عام میں غم واندوہ ظاہر کرنے کے لیے بولا جاتا ہے امیر المومنین، مولی المسلمین علی مرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے یوم جمل میں عرض کیا تھا۔

اشکو الی اللہ عجری وبجری

یہاں مراد عیوب ظاہرہ وباطنہ ہیں۔

عشنق ہے تکا لمبا، لمبی گردن والا جرأت کے ساتھ بڑھ کر ہر کام کرنے والا ــ مراد یہ ہے کہ بے ڈھنگا لمبائی کے ساتھ وہ بدخلق بھی ہے اس تیسری عورت کا نام حبی بنت اخطب ہے۔

لاحر ولاقر۔ اس میں دو روایتیں ہیں فتح کے ساتھ بغیر تنوین، رفع تنوین کے ساتھ۔ اس کی نظیر اس آیت کریمہ میں ہے لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ اور لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ۔ اس چوتھی عورت کا نام مہدد بنت ابی ھرزمہ تھا۔ پانچویں عورت کا نام کبشہ تھا چھٹی کا ہند ساتویں کا حبی بنت علقمہ آٹھویں کا یاسر بنت اوس بن عبد۔ ان عورتوں میں پہلی اور نویں کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

عیایاء او عیایاء طباقاء۔

غیایاء۔ أو عیایاء یہ عیسی بن یونس سے شک ہوا جیسا کہ ابو یعلی نے اس کی تصریح کی ہے اور نسائی میں غیایاء بغیر شک کے ہے یہ دونوں اور طباقاء صفت مشبہ کے صیغے ہیں۔ غیایاء کا مادہ غیایۃ ہے اس کے معنی وہ بودا ہے جو معاملات کو سمجھ نہ سکے۔ عیایاء کا مادہ عی ہے

ـــہ رکاز الاصول۔

اس کا معنی وہ اونٹ ہے جو جفتی پر قدرت نہ رکھے طباقاء کا مادہ طبق ہے اس کا معنی بھی بے وقوف ہے نیز وہ جو اچھی طرح جماع نہ کرسکے اور جاحظ نے کہا اس کے معنی وہ شخص ہے جو جماع کے وقت اپنا سینہ عورت کے سینے پر چپکالے اور نچلا حصہ اٹھالے عورتیں ایسے شخص کو ناپسند کرتی ہیں۔ امرء القیس کی بیوی اس کی برائی بیان کرتے ہوئے کہتی ہے "وہ بھاری سینے والا ہلکی سرین والا سریع الانزال ہے۔

اب اس کا ترجمہ یہ ہوا" میرا شوہر بودا ناسمجھ نامرد اور بے وقوف ہے۔

کچھ لوگوں نے غیایاء کا ترجمہ کیا" گمراہ" انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ عنی سے مشتق ہے اس کا مادہ غوی ہے اور یہ نہیں سوچا کر پھر غیایاء میں واؤ، یا سے کیسے بدل گیا۔ کل داء لہ داء یعنی جو عیوب لوگوں میں متفرق ہیں وہ سب اس میں اکٹھا جمع ہیں۔ اس تقدیر پر کہ لہ داء، کل داء کی خبر ہوگی اور اس کا بھی احتمال ہے کہ لہ داء کی صفت ہو اور صرف داء کل کی خبر ہو مراد یہ ہے کہ ہر عیب اس میں پورا پورا ہے جیسے بولتے ہیں کہ بے شک زید زید ہے اور یہ گھوڑا گھوڑا ہے۔

زرنب :۔ ایک پتلی خوشبو دار گھاس ہے۔

مبارک :۔ یہ مبرک اسم ظرف کی جمع ہے اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ۔

مسارح :۔ مسرح کی جمع ہے چراگاہ۔ مزھر، ایک قسم کا باجا، عرب کی عادت تھی کہ جب کوئی مہمان آجاتا تو اونٹ کے ذبح سے پہلے یہ باجا بجاتے تھے۔

اناس :۔ اس کا مادہ نوس ہے جس کے معنی ہے ہر لٹکی ہوئی چیز کا ہلنا۔ مراد یہ ہے میرے کانوں میں بکثرت زیور پہنائے جو لٹکے ہوئے ہل جائیں۔

وَ بَجَّحَنِی فَبَجَحَتُ :۔ یعنی اس نے مجھ کو ہر طرح خوش کیا اور میں خوش ہوں۔ ابن الانباری نے کہا معنی یہ ہیں کہ اس نے مجھ کو بڑا بنایا اور میں اپنے آپ کو بڑی سمجھنے لگی۔

بشق۔ خطابی نے کہا کہ روایت ش کے کسرہ کے ساتھ ہے مگر صحیح شَقّ ہے یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ ابن ابی اویس اور ابن حبیب نے کہا کسرہ کے ساتھ شِق ہے مراد پہاڑ کا ایک کونا ہے اس کا بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ بہت ہی تنگ دستی میں تھے۔

صھیل معنی گھوڑا ــــ وَاَطِیطِ اونٹ پر رکھے ہوئے کجاوے اور محملوں کی آواز مراد یہاں پر اونٹ ہیں۔

دائس: غلہ گاہنے والا ــــ ومُنِقٍّ۔ علامہ کرمانی نے کہا اس سے مراد وہ ہے جو غلے کو بھُس سے صاف کرنے والا ہو اس صورت میں اس کا مادہ نقی ہے مراد یہ ہے کہ وہ ایک بڑا کاشت کار ہے جس کے یہاں ہر شعبے کے الگ الگ ملازم ہیں گاہنے والا الگ ہے پھٹکنے والا

الگ اوریہی معنی یہاں زیادہ مناسب ہے ابن ابی اویس نے کہا یہ لفظ مُنِقٌ ہے جس کا مادہ نقیقٌ ہے جس کا معنی مویشیوں کی آوازکے ہیں یعنی اس کے پاس بکثرت مویشی ہے۔

فَأَتَقَنَّحُ۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ صحیحین کی روایت میں نون ہی کے ساتھ ہے فتح الباری عمدۃ القاری، ارشاد الساری میں اخیر حدیث میں یہ زائد ہے۔

قال ابو عبد اللہ قال بعضھم فاتقمح بالمیم وھذا اصح۔ امام بخاری نے کہا اتقمح میم کے ساتھ ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے ابو عبید نے کہا میں اتنا پیتی ہوں کہ پینے سے منھ بھر جاتا ہے یہ ماخوذ ہے عرب کے اس قول سے الناقۃ القامح وہ اونٹنی جو حوض پر آئے اور پانی نہ پیے سر اٹھا دے۔

عُكُومُهَا رَدَاحٌ۔ عکوم عِکْمٌ کی جمع ہے وہ بوریاں اور جھولے جن میں کپڑے وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔ رداحٌ، بڑے بھرے ہوئے۔

كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ ـــ مَسَلٌّ سَلَّ يَسُلُّ سے مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے یعنی کسی چیز سے کسی چیز کو آہستہ آہستہ نکالا۔ سَلَّ السَّيْفَ تلوار کو سونتا اور یہ اسم ظرف بھی ہو سکتا ہے ـــ نیز فراعنہ کے بنوائے ہوئے اہرام مصر کو بھی کہتے ہیں ـــ شَطْبَةٌ۔ چٹائی بننے کے لیے کھجور کی پتیوں کو چیرتے ہیں اس کے ایک ٹکڑے کو شطبۃ کہتے ہیں۔ فتح الباری میں ہے کہ ابن حبیب نے کہا شطبۃ ستون کے مثل چوکور لکڑی کو کہتے ہیں اس احقر کے خیال میں اس کا سب سے مناسب معنی یہ ہے ـــ کہ اس کی خواب گاہ چوکور منارے کے مثل تخت تھی ـــ یا یہ کہ شطبۃ سے کھجور سے نصف چری ہوئی پتی مراد لی جائے اب معنی یہ ہوں گے کہ اس کی خواب گاہ مینارے کے مثل کھجور کی پتی سے بنی ہوئی تھی۔

الجفرۃ۔ چار مہینے کا بکری کا بچہ جس کو ماں سے جدا کر کے چرائی میں لگا دیا گیا ہو مراد یہ ہے کہ وہ کم خوراک ہے۔

ملأ کساءھا۔ وہ اپنی چادر کو بھرے ہوئے ہے یعنی وہ بہت تندرست موٹی تازی ہے کہ اس کا لباس اس پر تنگ ہے اہل عرب موٹی عورت کو پسند کرتے تھے۔

لا تبث حدیثنا تبثیثا۔ اور ایک روایت میں باء کی جگہ نون ہے دونوں کا معنی ایک ہے۔ ولا تنقث میرتنا۔ تنقیث کا معنی خیانت کرنا اور چرانا میرۃ کا معنی گھر میں جمع کیا ہوا مال۔ زیادہ تر اس کا استعمال غلہ اور کھانے پینے کے سامان پر ہوتا ہے یعنی ہمارے جمع کیے ہوئے مال کو چرا کر دوسرے کو نہیں دیتی۔

تعشیش ـــ اس کا مادہ عشٌّ ہے اس کا معنی سوکھی گھاس کے بھی ہیں اور پھپھوند لگی

ہوئی روٹی کے بھی یعنی وہ ہمارے گھر کو صاف ستھرا رکھتی ہے گھر میں کوڑا کرکٹ جمع نہیں کرتی۔

والأوطاب تمخض۔ اوطاب وطبٌ کی جمع ہے دودھ کا برتن۔ مخض کا معنی دودھ کو بلو کر مکھن نکالنا چونکہ عموما صبح کو دودھ بلو کر مکھن نکالا جاتا ہے اس لیے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ صبح کو نکلا۔

شریًّا۔ شریف انسان۔ شریا۔ عمدہ گھوڑا۔ خطیًّا۔ موضع خط کا نیزہ۔ خط۔ بحرین کے نواحی میں ایک جگہ کا نام ہے جہاں کے نیزے مشہور ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اصل میں یہ نیزے ہندوستان کے ہوتے ہیں جو کشتیوں کے ذریعہ مقام خط میں آتے ہیں۔

أراح علیّ۔ یعنی بعد زوال اس نے مجھ کو دیا۔

نعمًا۔ ایک ایسی جمع ہے جس کے لفظ سے واحد نہیں اس کا معنی خاص اونٹ کے ہیں لیکن تمام مویشیوں پر اسکا اطلاق ہوتا ہے جب ان میں اونٹ ہوں۔ ثریًّا۔ بہت زیادہ۔

رائحتا۔ اس کا مادّہ رواح ہے شام کے وقت آنے والی چیز مراد یہ ہے کہ شام کو گھر واپس آتا تو جو کچھ لاتا اس میں سے دو دیتا ہے وہ اونٹ جو شام کو چر کر اپنے باڑے کی طرف واپس آئیں مطلقًا مویشی کہا جاتا ہے "ماله سارحة ولا رائحة" یعنی اس کے پاس مویشی میں سے کچھ نہیں اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ راحت سے بنا ہو یعنی خوش کرنے والی چیز۔

میری اهلك۔ میری کا مادہ المیرۃ ہے جس کے معنی غلے کے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو دے۔

باب صوم المرأة باذن زوجها تطوعًا۔ ص ۷۸۲
عورت کا اپنے شوہر کی اجازت سے نفل روزہ رکھنا۔

حدیث	عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ
۲۴۰۰	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
	النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ
	فرمایا عورت کا شوہر موجود ہو تو اس کی بلا اجازت روزہ نہ رکھے۔

تشریحات ۲۴۰۰ اس سے مراد نفل روزہ ہے، رمضان کے فرض روزے میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

بَابٌ لَا تَأْذَنُ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا بِاِذْنِهِ۔ ص۷۸۲

عورت شوہر کی بلا اجازت شوہر کے گھر میں کسی کو آنے کی اجازت نہ دے۔

حدیث ۲۴۰۱

عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهِ وَلَا تَاْذَنَ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ وَمَا اَنْفَقَتْ مِنْ نَفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ اَمْرِهِ فَاِنَّهُ يُؤَدّٰى اِلَيْهِ شَطْرُهُ۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی عورت کو یہ حلال نہیں کہ اس کا شوہر موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں نہ آنے دے اور بغیر اس کی اجازت کے جو کچھ خرچ کرے گی تو اسے اس کا آدھا ملے گا۔ ؎

تشریحات ۲۴۰۱

عن غیر امرہ سے مراد یہ ہے کہ صریح اجازت نہ ہو بلکہ اجازت عام ہو خواہ صراحۃً یا عرفاً مثلاً یہ کہ مسلمانوں میں رواج ہے عورتیں شوہر کے مال سے غرباء و مساکین کو دیتی رہتی ہیں اور تمام شوہر اس کو جانتے ہیں اور اس کو برا نہیں مانتے، یہ عرفاً اجازت ہے۔

یُؤَدّٰی الیہ شطرُہ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اسے آدھا ثواب ملے گا جیسا کہ بیوع و نفقات کی حدیث میں تصریح ہے۔ فرمایا فلھا نصف اجرہ۔

بَابٌ ص۷۸۲

حدیث ۲۴۰۲

عَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَ

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کے اندر عام

؎ نفقات، باب نفقۃ المرأۃ اذا غاب عنھا زوجھا ص۸۰۷

أَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوسُونَ غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى

داخل ہونے والے مساکین ہیں اور مال دار روکے ہوئے ہیں، ہاں جہنمیوں کو جہنم میں لے جانے کا حکم ہو چکا ہوگا، اور

النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ ؎

میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والی عام طور پر عورتیں ہیں۔

تشریحات

جَدٌّ کے معنی مال داری اور حصہ اور دادا کے ہیں ــــ جدّ کے معنی کوشش کرنے کے ہیں مال داروں کو اپنے اموال کے حساب کے لیے روک لیا جائے گا مطلب یہ ہے کہ مساکین اور فقراء امت مال داروں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءَهُ فِي غَيْرِ بُيُوتِهِنَّ۔ ص۷۸۳

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنی بیویوں سے ان کے گھروں کے علاوہ کہیں اور الگ رہنا۔

ت ۴۲۵

وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَفَعَهُ غَيْرَ أَنْ لَا تُهْجَرَ إِلَّا

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے جس کو انہوں نے مرفوع کیا

فِي الْبَيْتِ" وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ

سوائے اس حصے کے کہ عورت سے قطع تعلق کر کے اس کے گھر ہی میں رہا جائے اول زیادہ صحیح ہے۔

توضیح

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراض ہو کر ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے الگ رہے۔ اور ان کے حجروں سے الگ ایک بالاخانے پر تشریف رکھتے تھے۔ یہ روایت صحیح ہے۔ پھر امام بخاری نے یہ تعلیق ذکر کی حضور نے فرمایا ہے کہ اگر عورتوں سے قطع تعلق کرے تو ان کے گھروں کے علاوہ کہیں اور نہ رہے اس پر اشکال یہ ہے کہ ازواج مطہرات سے ایک ماہ تک علیحدگی کی روایت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نہیں۔ پھر امام بخاری کا یہ کہنا کہ پہلی روایت بہ نسبت اس کے زیادہ صحیح ہے۔ کیسے درست ہے؟ علامہ عینی نے فرمایا کہ اگر کسی شارح کو یہ روایت نہیں ملی اس سے کہاں لازم آتا ہے کہ یہ حدیث

؎ کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ والنار ص۹۶۹ مسلم دعوات، نسائی عشرۃ النساء۔

مروی ہی نہیں۔ جب امام بخاری فرمارہے ہیں تو انہیں کوئی روایت ملی ہوگی ۔ ابوداؤد میں انہیں سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم پر زوجہ کا کیا حق ہے فرمایا جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور جب پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور چہرے پر مت مارو۔ اور اسے سخت سست نہ کہو اور اسے گھر کے علاوہ کہیں مت چھوڑو۔ صاحب تلویح نے کہا امام بخاری کی مراد یہی حدیث ہے۔ عورتوں سے قطع تعلق کرکے انہیں کے گھر میں رہنا اُن کے لیے زیادہ تکلیف دہ ہوگا بہ نسبت اس کے کہ کسی اور گھر میں رہے۔ اس لیے یہ فرمایا کہ قطع تعلق کرے تو ان کے گھروں ہی میں رہے تاکہ صلح جلد ہو جائے لیکن بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے قطع تعلق کیا اور علیحدہ مکان میں تشریف فرمارہے اِن دونوں سے نتیجہ یہ نکلا کہ شوہر کی صوابدید پر موقوف ہے اگر وہ یہ مناسب سمجھے تو اُنہیں کے گھروں میں رہے تو اس کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ مناسب سمجھے کہ علیحدہ دوسرے گھر میں رہے تو اس کی بھی اجازت ہے ۔ امام بخاری نے جو یہ فرمایا کہ " وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ " اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت انس کی جو روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراضگی کے زمانے میں ازواج مطہرات کے حجروں سے الگ ایک بالاخانے میں تشریف فرما تھے یہ بہ نسبت روایت معاویہ بن حیدۃ کی حدیث کے زیادہ صحیح ہے۔

بَابُ لَا تُطِيعُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي مَعْصِيَةٍ. ص۷۸۴ — عورت گناہ میں اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے۔

حدیث ۲۴۰۳	عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً مِنَ
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک انصاری عورت نے
	الْأَنْصَارِ زَوَّجَتْ ابْنَتَهَا فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَأْسِهَا فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
	اپنی لڑکی کی شادی کی اس کے بعد اس کا بال جھڑ گیا وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي
	حاضر ہوئی اور حضور سے اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ میرے شوہر نے مجھے حکم دیا ہے کہ دوسرا
	شَعْرِهَا فَقَالَ لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتُ عہ
	بال اپنے بالوں میں ملاؤں فرمایا نہیں بال ملانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

عہ کتاب اللباس۔ باب الوصل فی الشعر ص۸۷۸۔ مسلم: لباس۔ نسائی: زینت۔

بَابُ الْعَزْلِ ص۷۸۴ عزل کا بیان

حدیث ۲۴۰۴ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کُنَّا نَعْزِلُ عَلٰی عَہْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْقُرْاٰنُ یَنْزِلُ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کرتے تھے اور قرآن کا نزول ہوتا رہتا۔

تشریحات ۲۴۰۴ عزل کے معنی یہ ہیں کہ بوقت جماع منی باہر گرائی جائے اس کے بارے میں محقق حکم یہ ہے کہ یہ جائز ہے باندیوں سے مطلقاً ان سے اجازت لینے کی بھی حاجت نہیں اور آزاد عورتوں سے ان کی اجازت کے بعد۔ اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں مسلم میں جذامہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث مروی ہے کہ لوگوں نے حضور سے عزل کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ وَئدِ خفی ہے۔ وئد کے معنی زندہ درگور کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ عزل اسی لیے کیا جاتا ہے کہ بچہ پیدا نہ ہو یہ ایسے ہی جیسے بچے کے پیدا ہونے کے بعد زندہ درگور کر دیا جائے۔ اس حدیث سے حرمت ثابت ہو رہی ہے اور حضرت جابر کی ایک حدیث میں ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم عزل کرتے ہیں تو یہود نے گمان کیا کہ یہ مَوْدۃ صغریٰ ہے فرمایا یہود جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ جب کوئی چیز پیدا کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ شارحین نے اس کے مختلف جواب دیے ہیں۔ پہلا یہ کہ جیسے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود غلط کہتے ہیں کہ قبر میں عذاب ہوگا۔ کیوں کہ اس وقت تک عذاب قبر پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع نہیں فرمایا گیا تھا۔ اسی طرح یہ احتمال ہے کہ بعد میں عزل میں اجازت دے دی گئی۔

دوسرا جواب امام طحاوی نے یہ دیا کہ جذامہ بنت وہب کی حدیث حضرت جابر کی حدیث سے منسوخ ہے۔

تیسرا جواب یہ دیا گیا کہ حضرت جابر کی حدیث جذامہ کی حدیث کے بہ نسبت زیادہ صحیح ہے اور اس کی مؤید اور بھی حدیثیں ہیں جو حضرت ابو سعید خدری اور دوسرے صحابۂ کرام سے مروی ہیں۔

بَابُ الْقُرْعَۃِ بَیْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا۔ ص۷۸۴

جب سفر کا ارادہ کرے تو عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کرے۔

حدیث ۲۴۰۵

عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ

جب باہر تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے ایک دفعہ قرعہ عائشہ اور حفصہ

وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ

کے نام نکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات میں عائشہ کے ساتھ سفر فرماتے ان سے باتیں کرتے ایک دفعہ حفصہ نے عائشہ

يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ أَلَا تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِيْ وَأَرْكَبُ بَعِيْرَكِ

سے کہا کیا آج رات تم میرے اونٹ پہ سوار نہیں ہو جاؤ گی اور میں تیرے اونٹ پہ سوار ہو جاؤں تو بھی دیکھے اور

تَنْظُرِيْنَ وَأَنْظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى

میں بھی دیکھوں حضرت عائشہ نے کہا ٹھیک ہے اور وہ حفصہ کے اونٹ پہ سوار ہو گئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے

جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا حَفْصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوْا وَافْتَقَدَتْهُ

اونٹ کے پاس آئے اور اس پر حفصہ سوار تھیں انہیں سلام کیا پھر چلے پھر ایک جگہ اترے ۔ عائشہ نے حضور کو اپنے

عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الْإِذْخِرِ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّطْ

پاس نہیں پایا جب لوگ اترے تو عائشہ نے اپنے دونوں پاؤں کو اذخر کے درمیان کر دیا ۔ اور کہتی تھیں اے

عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِيْ وَلَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا ۔[1]

رب مجھ پر بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے اور میں حضور کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی ۔

تشریحات ۲۴۰۵

جس کی چند بیویاں ہوں جب وہ سفر کرنا چاہے اور اپنی بیویوں میں سے کسی کو ساتھ لے جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ قرعہ اندازی کرے لیکن اگر قرعہ نہیں ڈالا اور اپنی مرضی سے کسی کو ساتھ لے لیا تو بھی کوئی حرج نہیں صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر باری واجب نہیں تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایت کرم اور شفقت کی بنا پر باری کی پابندی کرتے تھے اسی طرح سفر کے وقت قرعہ اندازی واجب نہیں تھی قرعہ اندازی غایت کرم کی بنا پر تھی ۔

[1] مسلم ۔ فضائل ۔ نسائی : عشرۃ النساء ۔

بَابُ الْمَرْأَةُ تَهَبُ يَوْمَهَا مِنْ زَوْجِهَا لِضَرَّتِهَا وَكَيْفَ يُقْسَمُ ذٰلِكَ ص ۷۸۴

عورت اپنی باری اپنی سوکن کو بخش دے تو کیسے باری مقرر کی جائے گی۔

حدیث ۲۴۰۶

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ بِيَوْمِهَا وَيَوْمِ سَوْدَةَ [1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخش دی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کے لیے دو دن مقرر فرما دیا تھا۔ ایک عائشہ کا ایک سودہ کا۔

بَابُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ ص ۷۸۵

جب کنواری سے ثیب پر نکاح کرے۔

حدیث ۲۴۰۷

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَسًا رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سنت یہ ہے کہ جب کوئی ثیب بیوی کے ہوتے ہوئے کنواری سے نکاح کرے تو اس کے پاس سات دن رہے اس کے بعد باری کی پابندی کرے اور جب کنواری کے ہوتے ہوئے ثیب سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن قیام کرے پھر باری کی پابندی کرے ـــ ابو قلابہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو کہوں کہ انس نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا۔

تشریحات ۲۴۰۷

حضرت انس کا یہ فرمانا کہ یہ سنت ہے یہی دلیل ہے، یہ حدیث مرفوع ہے، مزید برآں ابو قلابہ اور خالد کا یہ کہنا کہ اگر میں چاہوں تو کہوں کہ

[1] مسلم۔ نکاح۔

حضرت انس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اس کو مرفوع کیا تو کہہ سکتا ہوں"۔ یہ دلیل ہے کہ حدیث مرفوع ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَنَلْ وَمَا يُنْهىٰ مِنْ اِفْتِخَارِ الضَّرَّةِ۔ ص ۷۸۵

جو اسے نہ ملا ہو اس پر آسودگی ظاہر کرنے والا اور سوکنوں کے فخر کرنے سے ممانعت کا بیان۔

حدیث ۲۴۰۸

حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ!

اِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي

میری ایک سوکن ہے تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ میں یہ ظاہر کروں کہ شوہر نے مجھے یہ دیا حالانکہ اس نے

يُعْطِيْنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا

مجھے نہیں دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اسے نہ دیا گیا ہو اس کے حصول کو ظاہر کرنے

لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ[1]

والا ایسے ہی ہے جیسے فریب کا دو کپڑا پہننے والا۔

تشریحات ۲۴۰۸

مطلب یہ ہے کہ اپنی سوکن کو چڑھانے کے لیے کوئی سوکن اس سے یہ کہے کہ میرے شوہر نے مجھ کو یہ دیا ہے وہ دیا ہے حالانکہ شوہر نے نہ دیا ہو۔ یا یہ کہے کہ شوہر میرے ساتھ یہ خصوصیت برتتا ہے وہ خصوصیت برتتا ہے، حالانکہ ایسا نہ ہو، فرمایا کہ یہ جائز نہیں یہ فریب دینا ہے، جیسے کوئی شخص ریاکاری کے لیے صلحاء اور زہاد کا لباس پہنے حالانکہ صالح اور زاہد نہ ہو۔

بَابُ الْغَيْرَةِ۔ ص ۷۸۵ غیرت کا بیان۔

حدیث ۲۴۰۹

اِنَّ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ اُمِّهِ اَسْمَاءَ اَنَّهَا سَمِعَتْ

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالے

[1] مسلم، نسائی۔

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا شَیْءَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰہِ ۔

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی بھی اللہ سے زیادہ غیرت والا نہیں ۔

حدیث ۲۴۱۰

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَغَارُ وَغَیْرَۃُ

کہ فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کرتا ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام

اللّٰہِ اَنْ یَاْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ

کرے جو اللہ نے حرام فرمایا ۔

بَابُ غَیْرَۃِ النِّسَاءِ وَوَجْدِھِنَّ صـ۷۸۷

عورتوں کی غیرت اور ان کی ناراضگی کا بیان ۔

حدیث ۲۴۱۱

عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ

نے فرمایا، میں جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی رہتی ہو اور جب تم خفا رہتی ہو میں نے پوچھا کیسے

رَاضِیَۃً وَاِذَا کُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَیْنَ تَعْرِفُ ذٰلِکَ

پہچانتے ہیں حضور؟ فرمایا جب تو مجھ سے خوش رہتی ہے تو رب محمد کی قسم اور جب ناراض رہتی ہو تو کہتی

فَقَالَ اَمَّا اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَۃً فَاِنَّکِ تَقُوْلِیْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَ

ہو رب ابراہیم کی قسم ۔ میں نے عرض کیا ہاں یہی بات ہے ۔ لیکن میں صرف

اِذَا کُنْتِ غَضْبٰی قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاھِیْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰہِ یَا

حضور کا نام نہیں لیتی ۔

رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَھْجُرُ اِلَّا اِسْمَکَ [1]

[1] کتاب الادب باب ما یجوز من الھجران صـ۸۹۷ ۔ مسلم ۔ فضائل عائشہ ۔

تشریحات ۲۴۱۱

یہ حدیث حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اعلیٰ درجہ کی ذہانت و ذکاوت کے ساتھ ساتھ انتہائی باادب ہونے کی بھی دلیل ہے کہ ناراضگی کی حالت میں بھی کوئی ایسا فعل ان سے سرزد نہیں ہوتا جس سے ناراضگی ظاہر ہو ورنہ حضور بتاتے، لیکن انتہائی خوب صورت پیرائے میں ناراضگی کو ظاہر بھی کر دیتیں جس میں نہ تو حضور کی دل آزاری اور نہ کوئی بے ادبی، ناراضگی سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ شاید محبت کا تعلق قطع ہو گیا۔ اس شبہ کو ام المومنین نے اپنی اس عرض سے دفع فرما دیا کہ ناراضگی کے وقت بھی آپ کے ساتھ محبت اسی طرح باقی رہتی، اس میں کوئی کمی نہیں آتی، حقیقت یہ ہے کہ اس ناراضگی کو ناراضگی کہنا ہی غلط ہے، اس کے لیے اردو میں سب سے موزوں لفظ "روٹھنا" ہے محبوب کے روٹھنے میں بھی ایک لذت ہوتی ہے جس سے اہل دل خوب واقف ہیں یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ اسم مسمیٰ عین نہیں مغائر ہیں۔ ہاں ذات باری تعالیٰ میں عین ہیں۔

بَابُ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا ذُو مَحْرَمٍ وَالدُّخُولُ عَلَى الْمُغِيبَةِ

محرم کے علاوہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکٹھا نہ ہو اور جن عورتوں کے شوہر غائب ہوں ان کے پاس جانے کا حکم۔

ص ۷۸۷

حدیث ۲۴۱۲

عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ [۱]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا فرماتے ہیں فرمایا دیور موت ہے

تشریحات ۲۴۱۲

"حمو" شوہر کے رشتہ دار یہ اپنے اطلاق کے اعتبار سے

[۱] مسلم سلام، ترمذی رضاع، نسائی، عشرۃ النساء۔

باپ کو بھی شامل ہے لیکن یہاں بقرینۂ عقلیہ باپ مراد نہیں۔ اس لیے کہ وہ محرم ہے۔ شوہر کے بھائی، بچا، پچا کی اولاد وغیرہ مراد ہیں۔ ہمارے ہندوستان میں ہندوؤں سے سیکھ کر مسلمانوں میں بھی یہ بلا عام ہے کہ شوہر کے بھائی وغیرہ پردہ نہیں کرتے۔ پردہ کیا کرتے اپنی بھابی کو آدھی بیوی سمجھتے ہیں۔ دیور اور بھابی آپس میں انتہائی بے تکلفی سے ملتے جلتے ہیں اور بلا جھجک ہنسی مذاق کرتے ہیں یہ سب حرام و گناہ ہے اور انتہائی خطرناک۔ اسی طرح عورت کی بہن سے بھی پردہ نہیں ہوتا ہے بلکہ ہر بہنوئی اپنی سالی کو اپنی آدھی بیوی سمجھتا ہے جس کے انتہائی خطرناک نتائج آئے دن نکلتے رہتے ہیں۔ یہ بھی ہندو تہذیب کی دین ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں ہندو تہذیب اپنے گھروں سے نکالیں۔

کتاب الطلاق ص۷۹۰

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ لِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّۃَ۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کے عدت کے وقت پر دو اور عدت شمار کرو۔

اَحْصَیْنَاہُ: حَفِظْنَاہُ وَعَدَدْنَاہُ، ہم نے اس کو محفوظ رکھا اور گن لیا۔ وَطَلَاقُ السُّنَّۃِ اَنْ یُّطَلِّقَھَا طَاھِرًا مِنْ غَیْرِ جِمَاعٍ وَیُشْھِدَ شَاھِدَیْنِ۔ طلاق سنت یہ ہے کہ اسے ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو۔ اور دو گواہ بنالے۔

طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ احسن، حسن، بدعی۔ احسن یہ ہے جس طہر میں وطی نہ کی اس میں ایک طلاق رجعی دے اور چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ حسن یہ ہے کہ موطوءہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دے بشرطیکہ ان طہروں میں وطی نہ کی ہو اور نہ حیض میں وطی کی ہو یا نابالغہ یا حاملہ یا آئسہ کو تین مہینے میں تین طلاقیں دے۔ بدعی یہ ہے کہ ایک طہر میں دو یا تین طلاق دے دے۔ تین دفعہ یا دو دفعہ، یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاق ہے۔

اصل حکم یہ ہے کہ طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی ممنوع اور وجہ شرعی ہو تو مباح بلکہ بعض صورتوں میں مستحب۔ اگر عورت شوہر کو یا شوہر کے اعزا کو ایذا دیتی ہے یا بدکار ہے تو طلاق دینا مستحب، اور اگر شوہر نامرد ہے یا ہجڑا ہے کہ جماع کرنے پر قادر نہیں تو واجب۔

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَھَلْ یُوَاجِہُ الرَّجُلُ اِمْرَأَتَہُ بِالطَّلَاقِ ص۷۹۰

جس نے طلاق دیا اور کیا مرد اپنی عورت کے رُو در رو طلاق دے۔

حدیث	حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ سَأَلْتُ الزُّھْرِیَّ اَیُّ اَزْوَاجِ
۲۴۱۳	اوزاعی نے ہم سے حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں نے زہری سے پوچھا کہ

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَعَاذَتْ مِنْہُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ عَنْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کس نے حضور سے پناہ مانگا تھا تو انہوں نے کہا مجھے عروہ نے خبر دی عائشہ رضی اللہ

عَائِشَۃَ اَنَّ ابْنَۃَ الْجَوْنِ لَمَّا اُدْخِلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہوئے کہ جون کی لڑکی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجی گئی خلوت میں اور حضور اس سے

وَدَنٰی مِنْھَا قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ فَقَالَ لَھَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِیْمٍ اِلْحَقِیْ بِاَھْلِکِ

قریب ہوئے تو اس نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ سے تو حضور نے اس سے فرمایا تو نے ایک عظیم

ہستی کی پناہ لی اپنے اہل کے ساتھ مل جا

حدیث ۲۴۱۴

عَنْ حَمْزَۃَ بْنِ اَبِیْ اُسَیْدٍ عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت ابو اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے یہاں

قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْطَلَقْنَا اِلٰی حَائِطٍ یُّقَالُ

تک کہ ایک باغ تک پہنچے جس کو شوط کہا جاتا تھا یہاں تک کہ ہم دو باغوں تک پہنچے ان دونوں

لَہُ الشَّوْطُ حَتّٰی انْتَھَیْنَا اِلٰی حَائِطَیْنِ فَجَلَسْنَا بَیْنَھُمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی

باغوں کے درمیان ہم بیٹھ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں بیٹھے رہو اور خود اندر تشریف لے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْلِسُوْا ھٰھُنَا وَدَخَلَ وَقَدْ اُتِیَ بِالْجَوْنِیَّۃِ فَاُنْزِلَتْ فِیْ

گئے اور جونیہ کو لایا گیا اور اسے ایک نخلستان کے گھر میں اتارا گیا جس کا نام امیمہ بنت نعمان

بَیْتٍ فِیْ نَخْلٍ فِیْ بَیْتِ اُمَیْمَۃَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِیْلَ وَمَعَھَا دَایَتُھَا

بن شراحیل تھا اس کے ساتھ اس کی وہ دایہ بھی تھی جس نے اس کو پالا تھا جب حضور اس کے پاس اندر

حَاضِنَۃٌ لَھَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَبِیْ نَفْسَکِ

تشریف لے گئے تو حضور نے فرمایا اپنے آپ کو مجھے بخش دے تو اس نے کہا کیا ملکہ اپنے آپ کو معمولی لوگوں

لِیْ قَالَتْ وَھَلْ تَھَبُ الْمَلِکَۃُ نَفْسَھَا لِلسُّوْقَۃِ قَالَ فَاَھْوٰی بِیَدِہٖ یَضَعُ

کو بخشتی ہے پھر حضور نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کے اوپر رکھا تاکہ اس کو سکون مل جائے تو اس نے کہا میں

یَدَہٗ عَلَیْھَا لِتَسْکُنَ فَقَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ

اللہ کی پناہ مانگتی ہوں آپ سے فرمایا تو نے ایسے کی پناہ لی جس کی پناہ لی جاتی ہے۔ پھر حضور ہمارے

251

ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ يَا أَبَا أُسَيْدٍ اُكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا

پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابو اسید اس کو دو رازقیہ کپڑا پہنادے اور اس کو اس کے اہل کے

وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّيْسَابُورِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبَّاسِ

پاس پہونچادے ــــ دوسرے طریقے سے سہل اور ابو اسید سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امیمہ

بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَيْمَةَ

بنت شراحیل سے شادی کی جب وہ حضور کی خدمت میں خلوت میں پیش کی گئی اور حضور نے اس کی طرف

بِنْتَ شَرَاحِيْلَ فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ

ہاتھ بڑھایا تو اس نے ایسی حرکت کی جس سے اندازہ ہوا کہ اس نے اس کو ناپسند کیا تو ابو اسید کو حکم

ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ ؎

دیا اس کا سامان درست کردو اس کو دو رازقیہ کپڑا پہنادو۔

تشریحات ۲۴۱۴

اس سلسلہ میں شراح کے بیان میں شدید اختلاف ہے یہاں جو روایت ہے اس کے مطابق قسطلانی میں ابن سعد کے حوالے سے یہ واقعہ مذکور ہے ــــ نعمان بن جون کندی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ عرض کیا، کیا میں حضور کی شادی عرب کی سب سے زیادہ خوب صورت عورت سے نہ کردوں۔ انہوں نے اپنی لڑکی امیمہ بنت نعمان کی شادی حضور سے کردی اور ابو اُسید کے ساتھ امیمہ کو مدینے بھیجا انہوں نے اسے لاکر بنی ساعدہ میں اتارا، اس کے پاس قبیلے کی عورتیں خوش خوش آئیں اور وہاں سے واپس آکر اس کے جمال کا تذکرہ کیا، وہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امیمہ کے پاس گئے امیمہ نے حضور کو پہچانا نہیں اور یہ کہہ دیا اعوذ باللہ منک۔ کتاب الاشربہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ امیمہ نے حضور کو پہچانا نہیں بعد میں جب اس کو بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو وہ بہت پچھتائی۔ اس حدیث میں ایک اشکال یہ ہے کہ اگر امیمہ کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح ہو گیا تھا جیسا کہ ابن سعد کی روایت سے ظاہر ہے تو پھر حضور کے اس ارشاد کا کیا مطلب۔ هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ ؟ اور یہی یہاں اخیر کی روایت تزوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امیمۃ بنت شراحیل سے ظاہر ہے پھر یہاں کی پہلی حدیث کی ابتدا میں یہ ہے

؎ اشربہ باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآنیتہ صـ۸۴۲۔

کہ زہری سے یہ پوچھا گیا تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کس نے حضور سے پناہ مانگی تھی۔ ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح ہو گیا تھا مگر کتاب الاشربہ کی روایت میں یہ ہے ذُکِرَ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرأۃ من العرب فامر ابا اسید الساعدی ان یرسل الیھا فارسل الیھا فقدمت کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرب کی ایک عورت کا تذکرہ کیا گیا تو حضور نے ابو اسید ساعدی کو بھیجا۔ پھر وہیں اخیر میں یہ ہے ھذا رسول اللہ جاء یخطبك یہ حضور تھے جو تجھے نکاح کا پیغام دینے آئے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا تھا۔ پھر اخیر میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ خلوت صحیحہ ہو چکی تھی، خلوت صحیحہ کے بعد پورا مہر مؤکد ہو جاتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں مہر نہیں دیا صرف متعہ دیا ایک خاص بات یہ ہے کہ شراح نے یہاں پر کثیر روایتیں ذکر کی ہیں مگر اس گتھی کو کسی نے نہیں سلجھایا کہ نکاح ہوا تھا کہ نہیں ۔ میں نے جہاں تک اس سلسلہ کی روایات پر گہری نظر ڈالی اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا تھا اور زوج کا اطلاق اور تزوج کا اطلاق مجازاً ہوا ہے، قصہ یہی ہوا تھا کہ وہ مدینہ طیبہ آئی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کا ارادہ فرمایا تھا مگر اس نے بے ادبی کے کلمات استعمال کیے تو حضور نے اس کو جوڑا دے کر رخصت کر دیا اور یہ متعہ نہیں تھا، اس لیے کہ متعہ اس وقت مشروع ہے جب نکاح ہوا ہو اور مہر مقرر نہ ہو۔ اور خلوت سے پہلے طلاق دے دے۔ اگر نکاح ہوا ہوتا تو خلوت صحیحہ ثابت ہے پھر مہر بھی حضور دیتے اور عدت کا خرچہ بھی دیتے اور یہ جو حضور نے فرمایا کہ الحقی باھلك یہ طلاق کے لیے نہیں۔ بلکہ اپنے لغوی معنی پر محمول ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ سب روایتیں اس پر متفق ہیں کہ امیمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تنہائی میں اس طرح اکٹھی ہوئی کہ جماع سے کوئی چیز مانع نہیں تھی اور خلوت صحیحہ پائی گئی۔ تو اگر نکاح ہوا ہوتا اور الحقی باھلك سے حضور کی مراد طلاق ہوتی تو مہر بھی واجب ہوتا اور عدت کا خرچہ بھی، یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے صرف جوڑا دے کر رخصت کر دیتے اس لیے جن کلمات سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ نکاح ہو گیا تھا وہ ارادۂ نکاح پر محمول ہیں اور زوجہ کا اطلاق باعتبار مایؤول کے ہے۔

اس سلسلے میں ایک بہت بے ہودہ روایت یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت حفصہ بھی امیمہ کو دیکھنے گئیں اور ان دونوں نے اس کا بناؤ سنگار بھی کیا اور انہیں میں سے کسی نے اس کو سکھا دیا تھا کہ جب حضور تمہارے پاس آئیں تو یہ کہنا اعوذ باللہ منك حضور کو یہ جملہ بہت پسند ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر جملۂ مذکورہ کہنا کفر ہے اور کفر کی تلقین بھی کفر، اور ام المومنین حضرت عائشہ اور ام المومنین حضرت حفصہ سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی کو کفر کی تلقین کریں۔

اس کی تردید کتاب الاشربہ کی روایت سے صراحۃً ہو رہی ہے جس میں اس کی صراحت ہے کہ امیمہ نے حضور کو پہچانا نہیں تھا۔ قصہ یہ ہوا ہوگا کہ وہ ملکہ تھی اس نے سوچا تھا کہ میرا شوہر بھی بڑے آن بان کا ہوگا زرق برق لباس پہن کر آئے گا کسی شاہی محل میں جو لوازمات شاہانہ سے مرتفع ہوگا خلوت ہوگی، اس کی امیدوں کے برخلاف نخلستان کے گھر میں اس کو ٹھہرایا گیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز مرہ کے لباس میں اس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ چڑھ گئی اور اس نے وہ کلمات کہہ دیے، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا بھی نہیں، پہچانتی تو شاید ایسی گستاخی نہ کرتی۔ ہو سکتا ہے اس کے دماغ میں یہ بات آئی ہو کہ یہ کوئی معمولی آدمی آگیا ہے اس لیے جو منھ میں آیا کہہ دیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَنْ اَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ۔

جس نے تین طلاق کو نافذ جانا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے طلاق دو بار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روکنا ہے یا اچھائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

ص ۷۹۱

توضیح:۔ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں واقع ہوتی ہیں یا نہیں؟ اور واقع ہوتی ہیں تو تینوں یا ایک؟ جمہور امت کا مذہب یہ ہے کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تینوں طلاقیں تین ہی ہیں خواہ ایک لفظ سے دے مثلاً یوں کہے کہ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں خواہ تین جملوں میں کہے یعنی میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی ہاں اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو دوسری صورت میں صرف ایک ہی پڑے گی دو لغو ہو جائیں گی اس لیے کہ وہ پہلے ہی جملے سے بائن ہو جائے گی، شوہر کے نکاح سے نکل جائے گی بقیہ طلاقوں کے لیے محل ہی نہیں رہے گی لیکن عورت اگر مدخولہ ہے تو تینوں پڑ جائیں گی۔ اسی پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں صحابہ کرام کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اور یہی چاروں ائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب ہے۔ اصحاب ظواہر یہ کہتے ہیں ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی ہیں۔ آج کل غیر مقلدین نے اصحاب ظواہر کے اسی مذہب کو اختیار کر لیا ہے ــــ ایک قول یہ ہے کہ کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی اس کا قائل اس زمانے میں کوئی نہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ "اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ" سے ثابت ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ "الطلاق مرتٰن" کے معنی یہ ہیں کہ ایک طلاق کے بعد دوبارہ دینا ہے جب ایک مجلس میں دی ہوئی دو طلاقیں دو ہیں تو تین بھی تین ہی ہوں گی ــــ علامہ عینی وغیرہ نے فرمایا کہ اس کا اثبات

"تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ" سے ہے یہ اپنے عموم کے اعتبار سے جس طرح دو طلاق کے بعد عورت کو چھوڑ دینے کو شامل ہے کہ عدت گزر جائے اسی طرح اس کو بھی شامل ہے کہ تین طلاق دے کر اس سے پورے طور پر چھٹکارا حاصل کرے۔ یہاں احسان اسی معنی میں ہے جو فرمایا گیا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْاِحْسَانَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبِیْحَۃَ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز میں احسان کو پسند فرماتا ہے جب ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ علاوہ ازیں بعد میں فرمایا گیا "فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ" پھر اگر اس کو طلاق دے دیا تو اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے اس آیت میں "فا" ہے۔ فاء تعقیب کے لیے آتی ہے خواہ تراخی کے ساتھ ہو یا بغیر تراخی۔ تو آیت اپنے اطلاق کے اعتبار سے اس صورت کو بھی شامل ہوئی کہ اسی مجلس میں تیسری طلاق دے اس لیے آیت کے سیاق سے ثابت" کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہیں"۔

ت	وَقَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ فِیْ مَرِیْضٍ طَلَّقَ لَا اَرٰی اَنْ تَرِثَ مُبْتُوْتَۃٌ۔
۶۴۶	ابن زبیر نے کہا اس مریض کے بارے میں جس نے اپنی عورت کو طلاق دی میں نہیں جانتا کہ مبتوتہ وارث ہوگی۔

تشریحات ۶۴۶ اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو مرض الموت میں طلاق رجعی دی اور عدت ہی میں شوہر مر گیا تو وہ عورت وارث بنے گی لیکن اگر طلاق بائن تھی تو اس میں اختلاف ہے ہمارا مذہب یہ ہے کہ وارث ہوگی اگرچہ یہ طلاق بائن تین ہو لیکن حضرت عبداللہ بن زبیر کا مذہب یہ ہے کہ وارث نہ ہوگی۔ خواہ یہ طلاق بائن ایک ہو یا دو یا تین۔

ت	وَقَالَ الشَّعْبِیُّ تَرِثُہٗ فَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَۃَ تَزَوَّجُ اِذَا انْقَضَتِ
۶۴۷	امام شعبی نے کہا کہ وہ وارث ہوگی تو ابن شبرمہ نے کہا جب اس کی عدت گزر جائے تو وہ شادی
	الْعِدَّۃُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْاٰخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذٰلِکَ
	کرے گی یا نہیں تو کہا کرے گی کہا بتائیے اگر بعد والا شوہر مر گیا تو، تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔

تشریحات ۶۴۷ امام شعبی کا پہلے مذہب یہ تھا کہ عورت اس حالت میں بھی وارث ہوگی کہ عدت گزرنے کے بعد شوہر مرے اس پر ابن شبرمہ نے یہ اعتراض کیا کہ یہ عورت عدت گزرنے کے بعد کسی اور سے اگر شادی کر لے اور یہ دوسرا شوہر بھی مر جائے تو

لازم آئے گا کہ بحیثیت زوجہ دونوں شوہروں کا ترکہ پائے اور یہ کسی طرح درست نہیں تو انہوں نے رجوع کر لیا یعنی یہ قول کیا کہ بعد عدت اگر اس کا شوہر مرے گا تو میراث نہ پائے گی عدت کے اندر مرے گا تو پائے گی اور اس میں کوئی حرج نہیں ــــ اور یہی ہمارا مذہب ہے بشرطیکہ شوہر نے عورت کی رضامندی سے طلاق دی ہو اور طلاق کے وقت عورت وارث ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو مثلاً آزاد مسلمان ہو کنیز یا کتابیہ نہ ہو اور شوہر نے جس مرض میں طلاق دی ہے اس مرض کے باقی رہتے ہوئے مرا ہو خواہ اسی مرض کے سبب سے مرا ہو یا کسی اور سبب سے۔ مثلاً قتل کر ڈالا گیا۔

اس کے بعد حضرت امام بخاری نے عُوَیمر عجلانی کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں لعان کے مشروع ہونے کا ذکر ہے ــــ اس کے اخیر میں ہے "فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" تو عویمر نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیا قبل اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں حکم دیں۔ حضرت امام بخاری کا اشارہ یہ ہے کہ عُوَیمر نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک ساتھ تین طلاقیں دیں مگر حضور نے انکار نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینی بدعت نہیں۔" اقول وھو المستعان" یہاں ایک نکتہ قابل لحاظ ہے کہ لعان کے بعد عورت مرد پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی اگرچہ قاضی تفریق کا حکم نہ کرے تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ طلاق کی محل نہ رہی اب اسے طلاق دینا نہ دینا برابر ہے لیکن نظر دقیق سے دیکھا جائے تو وہ اب بھی طلاق کی محل ہے اس لیے کہ قاضی کی تفریق سے پہلے وہ نکاح سے باہر نہیں ہوئی اور جب نکاح میں ہے تو طلاق کی محل بھی ہے ــــ یہاں حضرت عُوَیمر نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تفریق سے پہلے طلاق دی تھی۔ اس لیے ان کا طلاق دینا صحیح اور اپنے محل میں ہوا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینا بدعت اس وقت ہے جب کہ طلاق رجعی کے بعد شوہر کو رجعت کا حق رہے لیکن اگر صورت حال ایسی ہو کہ شوہر کو رجعت کا حق نہ رہے تو ایک ساتھ تین طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں۔ فیہ ما فیہ۔

بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَاءَهٗ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔

(احزاب آیت ۲۸) ص ۷۹۱

جس نے اپنی عورتوں کو اختیار دے دیا

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دیں اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور تمہیں اچھی طرح چھوڑ دوں۔

حدیث ۲۴۱۵

عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ يُعَدَّ ذَالِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا تو ہم نے اللہ و رسول کو اختیار کیا تو یہ ہم پر کچھ یعنی طلاق نہیں شمار کیا گیا۔

حدیث ۲۴۱۶

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ قَالَتْ خَيَّرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَكَانَ طَلَاقًا قَالَ مَسْرُوْقٌ لَا أُبَالِي خَيَّرْتُهَا وَاحِدًا أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِيْ۔

مسروق نے کہا میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خیار کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تو کیا طلاق ہوئی۔ مسروق نے کہا مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اپنی بیوی کو ایک اختیار دوں یا سو اس کے بعد کہ وہ مجھے اختیار کرلے۔

تشریحات ۲۴۱۶

جب تک عسرت تھی ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن صبر و شکر کے ساتھ رہیں جب بعد میں فراخی حاصل ہوئی تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نان و نفقے کا سوال کیا جس پر آیت مذکورہ نازل ہوئی اس کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو اختیار دے دیا مگر سب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا اس کا بیان مفصل گزر چکا ہے۔ اگر شوہر نے بیوی سے یہ کہا تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے اور بیوی نے شوہر کو اختیار کر لیا تو طلاق نہیں پڑے گی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اس سے ایک طلاق بائن پڑ جائے گی۔

بَابٌ إِذَا قَالَ فَارَقْتُكِ أَوْ سَرَّحْتُكِ أَوِ الْخَلِيَّةَ أَوِ الْبَرِيَّةَ أَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَقَالَ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَ

کسی نے جب اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھ کو جدا کر دیا یا میں نے تجھ کو علیحدہ کر دیا۔ یا تو خلیہ ہے یا تو بریہ ہے یا کوئی ایسا لفظ بولا جس سے طلاق مراد لی جاتی ہو تو وہ اس کی نیت پر ہے۔ اور اللہ عزوجل کے ان

قَالَ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَقَالَ اَوْفَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ صـ ۷۹۲

ارشادات کا بیان اور انہیں اچھی طرح علاحدہ کر دو ۔ اور میں تم کو اچھی طرح علیحدہ کردوں ۔ پھر بھلائی کے ساتھ روکنا ہے یا اچھائی کے ساتھ چھوڑنا ہے۔ یا ان کو بھلائی کے ساتھ جدا کر دو۔

توضیح اس باب سے امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ جس طرح لفظ طلاق سے طلاق پڑ جاتی ہے جو طلاق کے معنی میں صریح ہے اسی طرح کنائی الفاظ سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے جب کہ شوہر نے اسے بہ نیت طلاق کہا ہو اور طلاق کے کنائی الفاظ کی کوئی حد نہیں ہر وہ لفظ جو عرف عام میں بطور کنایہ طلاق کے لیے استعمال کیا جاتا ہو وہ طلاق کنائی کا لفظ ہے حضرت امام بخاری نے ان میں سے چند الفاظ کو شمار کرایا ہے۔ طلاق خصوصًا کنائی طلاق فقہ کے اہم ابواب میں سے ہے اور اس میں اثبات ونفی دونوں خطرے کا پہلو موجود ہے مثلاً شوہر نے کوئی لفظ استعمال کیا جس سے واقع میں کوئی طلاق پڑ گئی اور کسی خام کار مفتی نے فتویٰ دے دیا کہ طلاق نہیں پڑی اور وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہے تو حرام کاری میں مبتلا رہے اس کے برعکس اگر جس جملے سے طلاق نہیں پڑی اور کسی نے فتویٰ دے دیا کہ طلاق پڑ گئی تو عورت اور دوسرا شوہر حرام میں مبتلا رہے اور مفتی کے فتویٰ کی آڑ اس موقع پر کام نہ دے گی جو حقیقت میں مفتی نہ ہو اسے مفتی بنانے کے بارے میں حدیث میں فرمایا واتخذ الناس رؤسا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا عـ۱ لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے سوال کیا جائے گا تو بغیر علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے ۔ عوام یہ نہ گمان کریں کہ ہم بچے رہیں گے "اَضَلُّوْا" سے صاف ظاہر ہے کہ جاہل کے فتوے پر عمل کرنے والا گمراہ ہے پھر دوسری حدیث میں نہایت واضح طریقے پر فرمایا۔ مَنْ اُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كان اثمه على من افتاه عـ۲ کسی بے علم سے فتویٰ پوچھا گیا تو گناہ اس پر ہے جس نے اس سے فتویٰ پوچھا۔

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ۔ صـ ۷۹۲

جس نے اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے۔

ت	قَالَ الْحَسَنُ نِيَّتُهٗ
۶۴۸	یعنی اگر اس کی نیت طلاق کی ہے تو طلاق ہے ورنہ یمین

عـ۱ مشکوٰۃ صـ ۳۳ ۔ عـ۲ مشکوٰۃ صـ ۳۵ ۔

اور یہی قول امام نخعی، امام شافعی اور امام اسحٰق کا ہے اور اسی کے مثل حضرت ابن مسعود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور طاؤس سے بھی مروی ہے امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ اس سے تینوں طلاق پڑ جائے گی عورت مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا لیکن اگر اس نے تین سے کم کی نیت کی اور عورت غیر مدخول بہا ہے تو جتنی نیت کی اتنی پڑے گی اور احناف کے یہاں متون میں مذکور ہے کہ یہ طلاق کنائی کا لفظ ہے اگر بہ نیت طلاق کہا تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اگر تین کی نیت ہے تو تین۔ اور اگر دو کی نیت ہے تو ایک ہی پڑے گی جیسا کہ ہدایہ میں ہے [1] لیکن درمختار اور ردالمحتار وغیرہ میں ہے کہ یہ ملحق بالصریح ہے بلا نیت بھی اس سے ایک طلاق بائن پڑ جائے گی [2] وجہ یہ تحریر فرمائی کہ اب عرف میں یہ لفظ طلاق صریح کے معنیٰ میں مستعمل ہے مجدد اعظم اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص ۵۰۰ (مطبوعہ سنی دارالاشاعت مبارکپور) میں بھی یہی فتویٰ دیا۔ نیز حضرت صدرالشریعہ قدس سرہٗ نے بہار شریعت حصہ ہشتم ص ۱۳ میں اسی کو اختیار فرمایا ـــــ

امام حسن کی تعلیق کو امام عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اور بیہقی نے سند متصل کے ساتھ نقل کیا۔ علامہ عینی نے تحریر فرمایا کہ اس قول میں چودہ ۱۴ مذہب ہیں جیسا کہ توضیح میں ہے قرطبی نے اٹھارہ ۱۸ مذہب ذکر کیا کچھ لوگوں نے اس سے زیادہ بتایا، ابن بطال نے ان میں سے آٹھ مذہب کو ذکر کیا ـــــ وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ إِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ وَلَيْسَ هٰذَا كَالَّذِي يُحَرِّمُ الطَّعَامَ لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ لِطَعَامِ الْحِلِّ حَرَامٌ وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ حَرَامٌ وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلَاثٌ لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ـــــ اور اہل علم نے کہا جب تین طلاق دے تو اس پر اس کی عورت حرام ہو گئی تو انہوں نے اسے طلاق یا فراق کی وجہ سے حرام کہا اور یہ ایسا نہیں جیسے کوئی کھانا حرام کرے اس لیے کہ یہاں حلال کھانے کو حرام نہیں کہا جاتا اور مطلقہ کو حرام کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے تین طلاق کے بارے میں فرمایا کہ اب اسے حلال نہیں یہاں تک کہ کسی اور شوہر سے نکاح کرلے۔

توضیح امام بخاری نے باب کا عنوان یہ باندھا تھا جس نے اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے اور اس کا جواب نہیں ذکر فرمایا۔ اب اپنے اس قول سے جواب کی طرف اشارہ فرمایا جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ عورت شوہر پر حرام ہو گئی اس قول کا ماحصل یہ ہے کہ طلاق کی وجہ سے عورت کا طلاق دینے والے پر حرام ہونا ایک الگ بات ہے اور اگر

---

[1] ہدایہ ص ۳۵۴ ج ۲۔ [2] باب الصریح ص ۲۵۲ و کنایات ص ۲۹۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت۔

کسی نے یہ کہا کہ یہ کھانا مجھ پر حرام ہے تو یہ ایک دوسری بات ہے اس لیے کہ طلاق کی وجہ سے جو عورت نکاح سے باہر ہو جائے اس کو تو علما کہتے ہیں کہ حرام ہے لیکن قول مذکور کی وجہ سے کھانے کو حرام نہیں کہتے اور مطلقہ کو حرام کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس عورت کو تین طلاق دے دی گئی وہ طلاق دینے والے کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے" حلال نہیں" کی دوسری تعبیر ہے" حرام ہے"

اقول وھو المستعان — لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس سے فائدہ کیا حاصل ہوا بلکہ بنظر دقیق کوئی فرق نہیں، جس کھانے کے نہ کھانے کی قسم کھائی ہے اس کھانے کو بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ قسم کھانے والے کو اس کا کھانا حرام ہے اگرچہ یہ حرمت عارضی اور قسم کھانے کی وجہ سے ہے مگر حرام کا اطلاق تو صحیح ہے میرے خیال میں امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ جب عورت کو کہا تو مجھ پر حرام ہے تو اس سے طلاق بائن پڑ جائے گی اس میں قسم کا احتمال نہیں کہ اگر اس کی نیت قسم کی ہے تو قسم ہے بخلاف اس کے کہ جب کسی کھانے کے لیے کہے کہ یہ مجھ پر حرام ہے تو یہ یمین ہے اگر کھائے گا تو قسم توڑنے کا اس پر وبال ہوگا مگر کھانا کھانے کو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے مال حرام کھایا بخلاف عورت کے کہ اگر اسے ہاتھ لگائے گا تو اس کا یہ فعل حرام ہوگا اس کا بھی احتمال ہے کہ حضرت امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس سے تین طلاق پڑ جائے گی اگرچہ اس کی نیت ایک طلاق کی ہو۔ بہر حال ان کی مراد مخفی ہے بات صاف نہیں ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ت ۶۴۹	وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا إِذَا
	نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب تین طلاق دینے والے کے بارے
	سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
	میں سوال ہوتا تو فرماتے کاش کہ ایک یا دو طلاق دیتا اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا حکم دیا
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهٰذَا فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتّٰى تَنْكِحَ
	پس اگر اپنی عورت کو تین طلاق دے دے تو وہ اس پر حرام ہو گئی یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور
	زَوْجًا غَيْرَهُ۔
	شوہر سے نکاح کرے۔

تشریحات ۶۴۹

اس تعلیق کو امام مسلم نے اپنی صحیح مسلم[1] میں روایت کیا ہے قصہ یہ ہوا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی ایک بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت عرض کی فرمایا اسے حکم دو کہ رجعت کرے اور اس کے قریب نہ جائے یہاں تک کہ یہ حیض ختم ہو جائے اور طہر کے ایام بھی گزر جائیں پھر دوسرا حیض آئے اور وہ بھی گزر جائے پھر اگر وہ چاہے تو اسے طلاق دے دے بشرطیکہ اس طہر میں جماع نہ کیا ہو۔

اَمَرَنِی بِھٰذَا ۔۔۔ اس سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ایک یا دو طلاق کا حکم دیا تھا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ رجعت کا حکم دیا تھا اور بھٰذا سے رجعت ہی مراد ہے یعنی مجھے ایک طلاق کے بعد رجعت کا حکم دیا تھا اور اسی کے حکم میں دو طلاق بھی ہے اور اگر تین طلاق دیدیا تو رجعت کا حکم نہ رہا بلکہ اب بے حلالہ اس سے نکاح بھی جائز نہیں۔

بَابُ لِمَا تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۔ ص ۷۹۲

اللہ نے آپ کے لیے جو حلال فرمایا ہے اسے کیوں حرام فرماتے ہو۔

حدیث ۲۱۴۷

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْعَسَلَ اَوِ الْحَلْوَاءَ وَكَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰى نِسَائِهٖ فَيَدْنُوْا مِنْ اِحْدٰهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ اَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِيْ اَهْدَتْ لَهَا امْرَاَةٌ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہد یا میٹھے کو پسند فرماتے تھے اور جب عصر سے فارغ ہو جاتے تو اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے اور ان سے قریب ہوتے ایک دن حفصہ بنت عمر کے پاس تشریف لے گئے جتنی دیر ٹھہرنے کی عادت تھی وہاں اس سے کچھ زیادہ ٹھہرے اس پر مجھے غیرت آئی تو میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ ان کی قوم کی کسی عورت نے ان کے پاس ایک کپّا

[1] مسلم جلد اول ص۴۷۶

مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِّنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ

شہد ہدیہ بھیجا ہے انہوں نے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پلایا ہے میں نے اپنے جی میں کہا اس

شَرْبَةً فَقُلْتُ اَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِنَّهُ سَيَدْنُوْا

کے سدِّ باب کے لیے میں ضرور کوئی حیلہ کردوں گی یہ سوچ کر میں نے سودہ بنت زمعہ سے کہا کہ حضور

مِنْكِ فَاِذَا دَنٰى مِنْكِ فَقُوْلِيْ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَاِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكِ لَا فَقُوْلِيْ

تیرے قریب ہوں گے جب حضور تجھ سے قریب ہوں تو کہنا حضور نے مغافیر کھایا ہے تو تجھ سے

مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ فَاِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ

فرمائیں گے نہیں تم کہنا آپ کے دہن پاک سے یہ کیسی بو محسوس کر رہی ہوں اس پر فرمائیں گے مجھے حفصہ نے

عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَهُ جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَيَقُوْلُ لَهُ ذَالِكَ وَقُوْلِيْ اَنْتِ

شہد پلایا ہے تو تم عرض کرنا اس کی مکھی نے عُرفط کا رس چوسا ہے اور میں بھی یہی کہوں گی تم بھی اے صفیہ

يَا صَفِيَّةُ ذَالِكَ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ

یہی کہنا۔ سودہ کہتی ہیں واللہ رسول اللہ تشریف لاکر دروازے پر کھڑے ہی ہوتے تھے کہ تیرے ڈر سے

فَاَرَدْتُ اَنْ اُنَادِيَهُ بِمَا اَمَرْتِنِيْ فَرَقًا مِّنْكِ فَلَمَّا دَنٰى مِنْهَا قَالَتْ

اس بات کے کہنے کا ارادہ کر لیا جو تو نے مجھ سے کہا تھا سودہ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے مغافیر کھایا

لَهُ سَوْدَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ

ہے فرمایا نہیں عرض کیا یہ کیسی بو ہے کہ جو حضور کے دہن پاک سے آرہی ہے فرمایا حفصہ نے مجھے شہد

الَّتِيْ اَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ

پلایا ہے تو سودہ نے کہا اس کی مکھی نے عرفط کا رس چوسا ہے پھر جب حضور میرے پاس تشریف لائے

نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ اِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْوَ ذَالِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى صَفِيَّةَ

تو میں نے بھی وہی بات کہی پھر جب صفیہ کے پاس تشریف لے گئے تو صفیہ نے بھی وہی بات کہی اس کے

قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَالِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا

بعد جب حفصہ کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو شہد میں سے کچھ نہ پلاؤں فرمایا

أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ قَالَتْ تَقُولُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اُسْكُتِي.

اس کی مجھے حاجت نہیں، اس پر سودہ کہتی تھیں بخدا حضور پر ہم نے شہد کو حرام کر دیا میں نے سودہ سے کہا چپ رہ۔

تشریحات ۲۴۱۷

اکثر روایتوں میں یہی ہے کہ عصر کے بعد یہ دورہ فرماتے لیکن کچھ روایتوں میں یہ آیا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد تشریف لے جاتے جیسا کہ عبد بن حمید نے اور ابن مردویہ نے اپنی اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے۔ صحیح یہی کہ عصر کے بعد تشریف لے جایا کرتے تھے اور فجر کے بعد والی روایت شاذ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فجر بعد سب ازواج کے پاس تشریف لے جاتے صرف سلام اور دعا پر اکتفا کرتے اور عصر بعد کچھ دیر بیٹھتے باتیں کرتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی فجر بعد تشریف لے جاتے اور کبھی عصر بعد اس روایت میں یہ ہے کہ حفصہ کے وہاں شہد پیا تھا اور پہلے ایک روایت میں گزرا ہے کہ زینب کے گھر پیا تھا ابن مردویہ نے بطریق ابن ملیکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ سودہ کے یہاں شہد پیا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے حضرت زینب بنت جحش کے یہاں پیا تھا۔

مغافیر ایک قسم کی گوند ہوتی ہے جس میں تیز ناگوار بو ہوتی ہے۔

عُرفُط ایک خاردار درخت ہے اس میں بھی ناگوار بو ہوتی ہے۔ شہد کی مکھیاں جن پھولوں سے رس چوستی ہیں اگر پھولوں کی بو تیز ہوتی ہے تو شہد میں محسوس ہوتی ہے یوں ہی کچھ کچھ مزا بھی محسوس ہوتا ہے میں نے خود بعض دفعہ شہد میں گلاب کی خوشبو محسوس کی ہے۔

بظاہر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حرکت اچھی نہیں لیکن محبوب و محب کے ناز و ادا ہمارے اور آپ کی پسند سے بالاتر ہوتے ہیں۔ غیرت ایک خطرناک چیز ہے ایک فارسی شاعر نے کہا ہے ؎

باسایہ ترا نمی پسندم ــــ عشق است وہزار بد گمانی

غالب نے اسی غیرت کو اس طرح بیان کیا کہ کفر ہو گیا کہتا ہے ؎

غضب یہ ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
وہ دشمن جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غیرت کے جوش میں جو کچھ کر گئیں اس کی حیثیت محبوبانہ ناز و ادا سے زیادہ نہیں۔ آیۂ کریمہ لما تحرم ما احل اللّٰہ لک سے کچھ لوگوں نے یہ استدلال

کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی چیز کو حلال یا حرام کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ فرماتا یہ نہ فرماتا کہ اللہ نے جو چیز آپ کے لیے حلال کیا ہے اسے کیوں حرام کرتے ہو

اقول وھو المستعان اسے مواخذہ سمجھنا ہی غلط فہمی ہے آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ یہاں عتاب نہیں، نہ مواخذہ ہے بلکہ پیار بھرے لہجے میں فرمایا گیا کہ جو چیز تمہیں پسند ہے وہ اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لیے کیوں اپنے اوپر حرام فرمایا اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے جب کوئی خادم اپنی طاقت سے زیادہ کوئی کام کرے تو اسے کہا جاتا ہے کہ اتنا کام کیوں کیا ایک دو نہیں متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت سی حرام چیزوں کو حلال فرما دیا۔ مثلاً حضرت سراقہ کو کسریٰ کا سونے کا کنگن اور حضرت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دے دی اس کے تفصیلی دلائل دیکھنا ہو تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا رسالہ مبارکہ "منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب" کا مطالعہ کریں یا اس خادم کے مقالات میں یہ عنوان پڑھ لیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قانون ساز بھی ہیں۔

بَابُ لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔ احزاب آیت ۴۹ صفحہ ۹۳

نکاح سے قبل طلاق نہیں اور اللہ عزو جل کے اس ارشاد کا بیان۔ اے ایمان والو جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو ان کے چھونے سے پہلے طلاق دو تو ان پر کوئی عدت نہیں جسے وہ شمار کریں انہیں کچھ سامان دو اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو۔

توضیح حضرت امام بخاری نے باب باندھ کر اس کا حکم تحریر نہیں فرمایا لیکن سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہی افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ قبل نکاح طلاق دینے سے طلاق واقع نہ ہوگی یہ ایک طرح صحیح بھی ہے مثلاً کسی اجنبیہ عورت سے کہا اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھ کو طلاق پھر اس سے نکاح کر لیا نکاح کے بعد یہ عورت اس کے گھر گئی تو اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ مگر یہ صورت متنازع فیہ نہیں سب کا اتفاق ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔ متنازع فیہ صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی اجنبیہ عورت سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہمارے یہاں نکاح کرتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی کچھ ائمہ فرماتے ہیں کہ واقع نہ ہوگی کیونکہ نکاح سے پہلے طلاق دینے سے طلاق واقع نہ ہوگی ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کہ بلا نکاح طلاق نہیں اس لیے کہ طلاق نکاح کی قید اٹھانے کا نام ہے لیکن جب طلاق نکاح پر معلق ہے نکاح شرط ہے اور طلاق جزا اور جزا کا وجود شرط کے بعد ہی ہوتا ہے تو یہ طلاق قبل نکاح نہ ہوئی۔

ت ۶۵۰

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ

حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ نے نکاح کو طلاق کے بعد کیا۔

تشریحات ۶۵۰

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا مقصد یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اس آیت میں طلاق کو نکاح کے بعد کیا فرمایا جب تم نکاح کرو پھر طلاق دو' اس سے ظاہر کہ قبل نکاح طلاق دینا لغو' لیکن آیۂ کریمہ یا اس تعلیق کو مسئلہ تعلیق سے کوئی لگاؤ نہیں جیسا کہ ہم بتا آئے۔

ت ۶۵۱

وَيُرْوٰى فِي ذٰلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ وَاَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاؤُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرَمَةَ وَعَطَاءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَمْرِو بْنِ هَرِمٍ وَالشَّعْبِيِّ اَنَّهَا لَا تُطَلَّقُ۔

حضرت علی اور سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور ابان بن عثمان اور علی بن حسین اور شریح اور سعید بن جبیر اور قاسم اور سالم اور طاؤس اور حسن اور عکرمہ اور عطاء اور عامر بن سعد اور جابر بن زید اور نافع بن جبیر اور محمد بن کعب اور سلیمان بن یسار اور مجاہد اور قاسم بن عبد الرحمن اور عمرو بن ہرم اور شعبی سے اس بارے میں روایت کی گئی ہے کہ اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

تشریحات ۶۵۱

ان سب تعلیقات کا حاصل یہی ہے کہ اگر کسی نے قبل نکاح یہ کہا کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق اور پھر

نکاح کر لیا تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہی حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی مذہب ہے اس بارے میں تین مرفوع حدیثیں بھی وارد ہیں لیکن ان تینوں حدیثوں میں سے ایک بھی لائق احتجاج نہیں ان میں بعض راوی وضاع اور بعض کے کذاب تک ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری میں علامہ عینی نے بہت فاضلانہ بحث فرمائی ہے رہ گئیں تعلیقات تو خود حضرت امام بخاری نے ان کو "یُذْکَرُ" سے ذکر فرمایا جو صیغۂ تمریض ہے اس سے ظاہر ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ سب تعلیقیں ضعیف ہیں ان سب کے ضعف کو علامہ عینی نے شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

بَابُ الطَّلَاقِ فِی الْاِغْلَاقِ وَالْکُرْہِ وَالسَّکْرَانِ وَالْمَجْنُوْنِ وَاَمْرِھِمَا وَالْغَلَطِ وَالنِّسْیَانِ فِی الطَّلَاقِ وَالشِّرْکِ وَغَیْرِہٖ۔ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّۃِ وَبِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی وتلا الشَّعْبِیُّ لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا وَمَا لَا یَجُوْزُ مِنْ اِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ۔

ص ۷۹۳

گھر میں بند کرنے اور جبر کی حالت میں طلاق کا بیان اور نشے والے اور پاگل کے طلاق کا حکم اور ان دونوں کا حکم ایک ہے یا نہیں؟ اور طلاق اور شرک وغیرہ میں بھول چوک کا بیان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے اعمال نیت ہی پر ہیں اور ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی اور امام شعبی نے اس پر یہ تلاوت کی اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم سے مواخذہ نہ فرمانا اور وسوسہ زدہ کا اقرار معتبر نہیں۔

توضیح باب کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی کو گھر میں بند کر کے یا ڈرا دھمکا کر طلاق لی گئی یا کسی نے نشے کی حالت میں طلاق دی یا جنون کی حالت میں طلاق دی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور طلاق کے معاملے میں نشہ اور جنون میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ یا چوک کر طلاق دی مثلاً کہنا کچھ اور چاہتا تھا اور زبان سے طلاق نکل گئی یا بھول کر طلاق دی تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں اسی طرح کوئی وسوسے کا بیمار ہے اور اس حال میں کچھ اقرار کر لیا تو یہ اقرار معتبر ہے یا نہیں؟ حضرت امام بخاری نے اپنا کوئی فیصلہ تحریر نہیں فرمایا لیکن جو دلائل ذکر کیے اس سے ظاہر ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ ان صورتوں میں طلاق واقع نہ ہوگی اور وسوسہ زدہ کا اقرار معتبر نہیں اپنی تائید میں امام بخاری نے مندرجہ ذیل باتیں ذکر کی ہیں۔

اول — مشہور حدیث "الاعمال بالنیۃ" کہ اعمال نیت ہی پر ہیں، امام بخاری "بالنیۃ" کا متعلق صحت کو مانتے ہیں ان کے نزدیک صحت کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کی صحت نیت پر ہے —

جلد اول میں ہم اس حدیث کے تحت ثابت کر آئے کہ صحت مقدر ماننا صحیح نہیں، بلکہ یہاں مقدر ثواب ہے اس لیے اس حدیث سے استدلال درست نہیں۔

دوم۔ عامر بن شرحبیل شعبی سے مخطی اور ناسی کے طلاق کے بارے میں سوال ہوا، یعنی چوکنے والے اور بھولنے والے کے طلاق کے بارے میں تو انہوں نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت کی اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم سے مواخذہ نہ فرمانا۔

لیکن ہر عاقل پر روشن ہے کہ کسی چیز پر مواخذہ نہ ہونا اور بات ہے اور دنیوی حکم شرع کا مرتب ہونا اور بات ہے۔ مثلاً کسی نے شکار پر گولی چلائی گولی بجائے شکار کے انسان کو لگ گئی اور انسان مر گیا۔ اس صورت میں گولی چلانے والا گنہگار نہیں مگر دیت واجب ہے۔

سوم۔ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر زنا کا اقرار کیا تو حضور نے ان سے فرمایا کیا تجھے جنون ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ مجنون کا اقرار معتبر نہیں۔

مجنون کے سلسلے میں ہمارا بھی یہی مذہب ہے کہ نہ اس کی طلاق واقع نہ اس کا اقرار معتبر۔

چہارم۔ اسد اللہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اونٹنیوں کی کوکھ پھاڑ ڈالی اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشے میں تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ تو حضرت حمزہ کو کوئی سزا دی اور نہ ان پر کوئی تاوان واجب کیا اس سے ثابت ہوا کہ نشے کی حالت میں جرم، جرم نہیں، اسی طرح نشے والے کی طلاق، طلاق نہیں۔ لیکن علماء احناف فرماتے ہیں کہ نشے والے کی طلاق واقع ہے جس پر انتہائی محققانہ بحث علامہ بدر الدین محمود عینی نے عمدۃ القاری اور امام کمال الدین بن ہمام نے فتح القدیر میں فرمائی ہے ہمیں اختصار ملحوظ ہے اس لیے اسے نہیں لکھتے۔

رہ گیا حضرت حمزہ کو کوئی سزا نہ دینا اور ان پر کوئی تاوان واجب نہ کرنا یہ غالباً اس بنا پر ہے کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا ہے اس وقت تک ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں تعزیری حکم مشروع نہ ہوا ہو، یا ہو سکتا ہے کہ حضرت علی نے درگزر فرمایا ہو۔

وَقَالَ عُثْمَانُ لَيْسَ لِمَجْنُونٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ۔	ت
اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سکران اور مجنون کے لیے طلاق نہیں۔	۶۵۲

252

تشریحات ۶۵۲
اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے گزر چکا کہ ہمارے یہاں مجنون اور سکران میں فرق ہے مجنون کی طلاق واقع نہیں اور نشے والے کی واقع ہے۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ۔
۶۵۳	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا نشے والے اور مکرہ کی طلاق نافذ نہیں۔

اس تعلیق کو بھی امام ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ سکران اور مستکرہ کے لیے طلاق نہیں اس کے معنی مقہور و مغلوب کے ہیں ہمارے یہاں اگرچہ اکراہ حد شرعی تک پہونچا ہوا ہو اس حالت میں کوئی طلاق دے تو بھی واقع ہو جائے گی۔ اور یہی مذہب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ہے جیسا کہ مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کیا تو اس نے طلاق دے دی معاملہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش ہوا انہوں نے اس طلاق کو نافذ فرمادیا اور یہی مذہب حضرت ابراہیم نخعی اور ابو قلابہ اور حضرت سعید بن مسیب اور قاضی شریح اور امام زہری اور قتادہ اور سعید بن جبیر کا بھی ہے۔

ت	وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ۔
۶۵۴	اور عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ موسوس کی طلاق درست نہیں۔

تشریح ۶۵۴
یہ صحیح ہے اس لیے کہ وسوسہ کہتے ہیں ان خیالات کو جو آدمی کے دماغ میں پیدا ہوتے ہیں اور اس سے طلاق واقع ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں طلاق اس وقت واقع ہوگی جب آدمی اپنی زبان سے اتنی آواز میں طلاق دے کہ خود سن سکے محض سوچنے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

ت	وَقَالَ عَطَاءٌ إِذَا بَدَأَ بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ۔
۶۵۵	اور امام عطاء نے کہا جب طلاق دے تو اس کے لیے اس کی شرط ہے۔

توضیح
یعنی طلاق کو کسی شرط پر معلق کر دے خواہ شرط کو مقدم کرے یا مؤخر مثلاً یوں کہے اگر تو باہر نکلی تو تجھے طلاق، یا تجھے طلاق ہے اگر تو گھر سے باہر نکلی۔ دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں۔

ت ۶۵۶

وَقَالَ نَافِعٌ طَلَّقَ رَجُلٌ اِمْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ اِنْ خَرَجَتْ

اور نافع نے کہا ایک شخص نے اپنی عورت کو قطعی طلاق دی اس شرط پر کہ اگر وہ

فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ

باہر نکلی حضرت ابن عمر نے فرمایا اگر وہ عورت باہر نکلی تو قطعی طلاق پڑ گئی اور اگر

مِنْهُ وَاِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

نہیں نکلی تو کچھ نہیں

ت ۶۵۷

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ قَالَ اِنْ لَمْ اَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَاَتِيْ

اور امام زہری نے کہا اگر کسی نے یہ کہا اگر میں ایسا ایسا نہ کروں تو میری

طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْئَلُ عَمَّا قَالَ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِيْنَ حَلَفَ بِتِلْكَ

بیوی کو تین طلاق اس نے جو کہا ہے اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے کہ

الْيَمِيْنِ فَاِنْ سَمّٰى اَجَلًا اَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِيْنَ حَلَفَ

یہ قسم کھاتے وقت اس کے دل میں کیا تھا اب اگر وہ کسی مقررہ مدت کو بتائے جس کا اس نے دل میں پختہ

جُعِلَ ذٰلِكَ فِيْ دِيْنِهِ وَاَمَانَتِهِ.

ارادہ کیا تھا قسم کھاتے وقت تو دیانۃً اسے مان لیا جائے گا۔

توضیح احناف کے یہاں اگر کوئی قرینہ یمین فور کا ہو یعنی اس بات پر کہ اس کی مراد یہ ہے کہ ابھی اگر نہ کر دوں تو مجلس بدلتے ہی طلاق پڑ جائے گی اور اگر یمین فور پہ کوئی قرینہ نہ ہو تو یہ تابید پر محمول ہوگا اب اگر زندگی بھر اس نے یہ کام نہیں کیا تو مرنے کے بعد اس کی زوجہ پر طلاق پڑ جائے گی۔

ت ۶۵۸

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِنْ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ نِيَّتُهُ.

اور حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا اگر یہ کہا مجھے تیری حاجت نہیں تو اس کی نیت پر موقوف ہے۔

توضیح یعنی اگر اس نے یہ جملہ بہ نیت طلاق کہا ہے تو طلاق پڑ گئی ورنہ نہیں۔

ت وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ ۔

۶۵۹ ہر قوم کی طلاق ان کی زبان میں ہے ۔

توضیح یعنی طلاق واقع ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ لفظ طلاق ہی استعمال کرے بلکہ ہر شخص کی زبان یعنی لغت میں ایسا لفظ جو ان کے عرف میں طلاق کے لیے مستعمل ہو جب وہ لفظ عورت کی طرف اضافت کرکے بولا جائے تو وہ طلاق کا لفظ ہے اس کے بولنے سے اس کی زوجہ پر طلاق پڑ جائے گی خواہ اس کی نیت طلاق کی ہو یا نہ ہو، جیسے فارسی میں "ہشتم ترا اززنی" یا "ہشتم ترا اززنی" بلکہ اگر "اززنی" نہ کہا تو بھی صرف "ہشتم ترا" اور "بہشتم ترا"[عہ] اور اردو میں "میں نے تجھ کو چھوڑا" بلکہ بہت سے اقوام کے عرف میں "فارغ خطی" دی بھی طلاق صریح ہے ۔

ت وَقَالَ قَتَادَةُ إِذَا قَالَ إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ثَلَاثًا يَغْشَاهَا

۶۶۰ اور قتادہ نے کہا جب کسی نے اپنی عورت سے کہا جب تجھے حمل ٹھہر جائے تو تجھے تین طلاق

عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ ۔

ہر طہر میں اس سے ایک مرتبہ ہمبستری کرے پس اگر حمل ظاہر ہو جائے تو یہ عورت اس کے نکاح سے نکل گئی ۔

تشریح ۶۶۰ حضرت قتادہ کا یہ ارشاد بربنائے احتیاط ہے اس لیے کہ اس کا احتمال ہے کہ ایک بار جماع سے استقرار حمل ہوگیا ہو اور اس کا علم حیض کے رکنے ہی سے ہوگا اس لیے ایک طہر میں دو بار ہمبستری نہ کرے جب حیض آجائے تو اس سے ثابت ہوگا کہ استقرار حمل نہیں ہوا اس لیے اس کے بعد والے طہر میں ہمبستری بلاشبہ جائز ہے لیکن ابن سیرین نے فرمایا کہ جب تک حمل ظاہر نہ ہو طہر میں جتنی بار چاہے جماع کرے اور یہی جمہور کا مذہب ہے

ت وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ الْحَقِي بِأَهْلِكِ نِيَّتُهُ ۔

۶۶۱ اور امام حسن بصری نے فرمایا جب اپنی عورت سے یہ کہے اپنے اہل کے ساتھ مل جا تو دارومدار اس کی نیت پر ہے

عہ فتاوی عالمگیری ص ۳۷۹ ج اول پاکستانی الفصل الرابع فی الطلاق بالفاظ الفارسیہ ۔

توضیح یعنی اگر اس نے یہ قول طلاق کی نیت سے کہا ہے تو طلاق پڑ گئی اور اگر بغیر طلاق کی نیت کے کہا ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

ت ۶۶۲ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ وَالْعَتَاقُ مَا اُرِيْدَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: طلاق ضرورت سے ہے اور عتاق سے صرف اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے۔

تشریح ۶۶۲ یعنی طلاق ضرورت کے وقت دینی چاہیئے مثلاً عورت بدکردار ہے یا ناشزہ ہے رہ گیا عتاق یعنی لونڈی اور غلام آزاد کرنا یہ اللہ عزوجل کی رضا ہی کے لیے ہوتا ہے اس میں آزاد کرنے والے کی کوئی غرض نہیں ہوتی۔

ت ۶۶۳ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ مَا اَنْتِ بِامْرَاَتِيْ نِيَّتُهٗ اِنْ نَوٰى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰى۔

اور امام زہری نے فرمایا اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا تو میری بیوی نہیں تو اعتبار اس کی نیت کا ہے اگر طلاق کی نیت کی تو وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

تشریح ۶۶۳ یعنی یہ کہنا کہ تو میری بیوی نہیں طلاق کنائی کا جملہ ہے بغیر نیت اس سے طلاق واقع نہ ہوگی —— بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلاق صریح کا جملہ ہو لیکن چونکہ زوجیت کا ختم ہونا طلاق ہی پر موقوف نہیں طلاق کے علاوہ اور بھی صورتیں ہیں جس سے زوجیت ختم ہو جاتی ہے مثلاً شوہر کا مرتد ہونا اور ظاہر الروایہ کے مطابق عورت کا مرتد ہونا یا شوہر کا عورت کی بیٹی یا ماں سے ہمبستری کر لینا یا عورت کے ساتھ شوہر کے باپ یا بیٹے کا ہمبستری کر لینا، توجب زوجیت کا ختم ہونا طلاق ہی پر موقوف نہیں، طلاق کے علاوہ اور صورتیں ہیں جن سے زوجیت ختم ہو جاتی ہے تو یہ صیغہ طلاق صریح کا نہ ہوا کنایہ کا ہوا ——

ت ۶۶۴ وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنْ

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا آپ نہیں جانتے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا پاگل سے

ثَلٰثٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یُفِیْقَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ۔

یہاں تک کہ اس کی عقل درست ہو جائے اور بچے سے یہاں تک بالغ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگ جائے۔

تشریح ۶۶۴ ابوداؤد میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک عورت لائی گئی جس نے بدکاری کی تھی حضرت عمر نے اس کے سنگ سار کرنے کا حکم دیا اتفاق سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا گزر ہوا تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اس کی خبر حضرت عمر کو کی گئی فرمایا علی کو بلاؤ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے اور فرمایا اے امیر المومنین آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین سے قلم اٹھا لیا گیا ہے بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگ جائے اور معتوہ (بوہرے سے) یہاں تک کہ وہ شفایاب ہو جائے اور یہ بنی فلاں کی معتوہ ہے ہو سکتا ہے جو اس کے پاس آیا وہ اس وقت آیا ہو کہ یہ جنون کی حالت میں رہی ہو حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں بھی نہیں جانتا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کب یہ حرکت کی گئی اور یہی حضرت علی کے فرمانے کا مطلب ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اب اس میں شبہہ پیدا ہو گیا تو اس کے ساتھ زنا افاقے کی حالت میں ہوئی یا جنون کی حالت میں اور شبہہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے[۱]

ف ۶۶۵ وَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْہِ۔

ہر طلاق نافذ ہے سوائے معتوہ کی طلاق کے۔

تشریح ۶۶۵ معتوہ حقیقت میں مجنون ہی کی ایک قسم ہے جس کے جنون میں شدت کم ہوتی ہے مگر اچھے برے نفع نقصان کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔

حدیث ۲۲۱۸ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ اَتٰی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلۂ اسلم کے ایک صاحب

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ اِنَّہٗ قَدْ زَنٰی فَاَعْرَضَ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور مسجد میں جلوہ فرما تھے اور انہوں نے کہا کہ اس نے

[۱] کتاب الحدود باب فی المجنون یسرق او یصیب حدا صفحہ ۲۴۸۔

عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّهِ الَّذِي أَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ

زنا کیا ہے حضور نے اپنا رخ انور پھیر لیا تو وہ اس طرف جاکر کھڑے ہوگئے جدھر حضور نے رخ انور

قَدْ عَاهُ فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُونٌ هَلْ أَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ

پھیرا تھا اور انہوں نے چار بار اقرار کیا اب حضور نے انہیں بلایا اور پوچھا کیا تجھے جنون ہے؟ کیا تو محصن ہے انہوں نے

يُرْجَمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ

عرض کیا ہاں اب حضور نے ان کے بارے میں حکم دیا کہ اسے عید گاہ میں لے جاکر سنگسار کیا جائے جب ان پر پتھر پڑنے

لگے تو وہ بھاگے یہاں تک کہ حرہ میں پکڑے گئے اور مار ڈالے گئے۔

حدیث ۲۰۱۹

أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قبیلۂ اسلم کے ایک صاحب رسول اللہ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ أَتٰى رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ رَسُولَ اللّٰهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور مسجد میں تشریف فرما تھے

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

اس نے حضور کو پکارا اور کہا یا رسول اللہ! کم ترین نے زنا کر لیا ہے وہ اپنے آپ کو مراد لے رہے تھے

إِنَّ الْأٰخَرَ قَدْ زَنٰى يَعْنِي نَفْسَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ

تو حضور نے رخ انور پھیر لیا اب وہ اس طرف گئے جدھر حضور نے رخ انور پھیرا تھا اور

الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْأٰخَرَ قَدْ زَنٰى فَأَعْرَضَ

عرض کیا یا رسول اللہ! کم ترین نے زنا کر لیا ہے اب پھر حضور نے رخ انور پھیر لیا ہے تو یہ اس

عَنْهُ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ

طرف گئے جدھر حضور نے رخ انور پھیرا تھا اور حضور سے وہی عرض کیا حضور نے پھر رخ انور پھیر لیا

عہ اسی باب میں ایک حدیث کے بعد۔ حدود باب رجم المحصن ص۱۰۰۶ باب لا یرجم المجنون ولا المجنونۃ ص۱۰۰۷ باب الرجم بالمصلی ص۱۰۰۷ باب یقول الامام للمقر لعلک لمست ص۱۰۰۸ احکام من حکم فی المسجد ص۱۰۶۲ مسلم، ابو داؤد، ترمذی، حدود، نسائی، جنائز۔

فَاَعْرَضَ فَتَنَحّٰی لَهُ الرَّابِعَةَ فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ

وہ اس طرف گئے چوتھی بار، جب انہوں نے چار بار اقرار کر لیا تو حضور نے انہیں بلایا اور دریافت

فَقَالَ هَلْ بِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا کیا تجھے جنون ہے انہوں نے عرض کیا نہیں! اب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے

اِذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ فَكَانَ قَدْ اُحْصِنَ ع۵

لے جاؤ اور سنگسار کر دو اور وہ محصن تھے۔

۲۴۱۹ تشریحات

یہ صاحب حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے امام احمد نے اپنی مسند میں نعیم بن حذال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ماعز بن مالک اسلمی میرے باپ کی پرورش میں تھے انہوں نے قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کیا تو ان سے میرے باپ نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور جو تم نے کیا ہے بتاؤ، حضور تمہارے لیے استغفار کریں گے ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کی نجات کا کوئی راستہ نکل آئے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے الیٰ آخرہ ـــــ اَخِرَ۔ یعنی جو سعادت سے پیچھے رہ گیا مراد ذلیل اور کمینہ ہے ـــ مُحْصَنْ سے یہاں مراد وہ شخص ہے جو آزاد عاقل بالغ ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ کسی عورت سے وطی کی ہو ـ

حضرت ماعز اسلمی کے رجم کی تفصیل جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی تو حضور نے از راہ شفقت فرمایا تم نے اسے کیوں نہیں چھوڑ دیا شاید وہ توبہ کرتا تو اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا، مسند امام احمد میں یہ زائد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حُذال سے فرمایا اے حُذال اگر تو اس پر پردہ ڈال دیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا۔

بَابُ الْخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ

فِيْهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ

اور خلع میں کیسی طلاق ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور نہیں حلال نہیں کہ تم نے جو عورتوں کو دیا تھا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو

ع۵ محاربین لا یرجم المجنون والمجنونۃ ص۱۰۱۶ محاربین باب ھل یقول الامام للمقر لعلک لمست ص۱۰۱۶ احکام باب من حکم فی المسجد۔ مسلم حدود، نسائی، رجم۔

خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰہِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(سورہ بقرہ آیت ۲۲۹) ص ۷۹۴

اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو تو وہ دونوں انہی حدود پر ٹھیک نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت کچھ بدلہ دے کر چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے وہی ظالم ہے۔

(بقرہ ۔ آیت ۲۴۹)

توضیح کبھی کسی سبب سے اور کبھی بلا سبب بھی میاں بیوی میں محبت پیدا نہیں ہو پاتی بلکہ شدید نفرت رہتی ہے ہزار افہام و تفہیم کے باوجود موانست نہیں ہو پاتی ایسی صورت میں ضروری ہوتا ہے کہ میاں بی بی میں جدائی کر دی جائے اسی حکمت کے پیش نظر طلاق مشروع ہوئی ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صرف بیوی کو شوہر سے نفرت ہوتی ہے اس کے لیے خلع مشروع ہوا۔ اصطلاح فقہ میں خلع اسے کہتے ہیں کہ نکاح کے رشتے کو مال کے عوض لفظ خلع یا اس کے ہم معنی کسی لفظ سے ختم کر دینا۔ خلع صحیح ہونے کے لیے عورت کا قبول کرنا شرط ہے طلاق کی طرح خلع بھی شرعًا ناپسندیدہ چیز ہے کہ یہ بھی اسی کی ایک قسم ہے امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا " ابغض الحلال الی اللہ الطلاق " اللہ تعالیٰ کو حلال چیزوں میں سب سے ناپسند طلاق ہے (مشکوٰۃ ص ۲۸۳)

امام احمد ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ ایما امرأۃ سالت زوجها طلاقا فی غیر ما باس فحرام علیها رائحة الجنة ــــ جس عورت نے بغیر ضرورت اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے [1] ــــ اور خاص خلع کے بارے میں فرمایا ــــ اَلْمُنْتَزِعَاتُ والمختلعات هن المنافقات [2] ــــ شوہروں سے چھٹکارا حاصل کرنے والیاں خلع کرنے والیاں منافقہ ہیں۔ اس کے باوجود عند الضرورۃ مباح بعض صورتوں میں مستحب اور بعض صورتوں میں واجب۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ خلع جائز ہے یا نہیں؟ بکر بن عبداللہ مزنی تابعی

---

[1] مشکوٰۃ ص ۲۸۳ [2] مشکوٰۃ ص ۲۸۴ ۔

اسے جائز نہیں جانتے تھے امام ابن سیرین اس کو اسی وقت جائز کہتے تھے جب عورت بدکرداری کی مرتکب ہو لیکن جمہور کا قول وہ ہے جو اوپر گزرا۔ اسی لیے امام بخاری نے خلع کا باب باندھا، خلع سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ خلع طلاق ہے یا فسخ؟ اس بارے میں بھی علماء کے مابین اختلاف ہے۔ ہمارے یہاں خلع اور مال کے عوض دی ہوئی طلاق، طلاق بائن ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول قدیم فسخ ہے طلاق نہیں۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ طلاق رجعی ہے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک قول یہی مروی ہے مگر حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحیح تر قول یہ ہے کہ یہ طلاق بائن ہے جیسا کہ ہمارا مذہب ہے جیسا کہ امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے اپنے اپنے مصنف میں سعید بن مسیب سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع کو طلاق کہا، علاوہ ازیں دار قطنی، بیہقی، ابن عدی نے کامل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع کو طلاق بائن قرار دیا۔ اگرچہ اس کے ایک راوی عبّاد بن کثیر ثقفی کے بارے میں کلام کیا گیا ہے نیز دار قطنی نے حضرت ابن عباس ہی سے اس کے برخلاف روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ خلع فرقت ہے اور طلاق نہیں۔ ان روایات سے قطع نظر قیاس کا مقتضیٰ یہی ہے کہ یہ طلاق بائن ہو جیسا کہ ہمارے علماء نے شروح میں ثابت فرمایا ہے۔

امام بخاری نے آیۂ مذکورہ یہ افادہ کرنے کے لیے ذکر فرمائی ہے کہ خلع جائز ہے۔ صاف تصریح ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا۔ ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں اگر تفریق شوہر کی طرف سے ہو تو اسے بدل خلع لینا مکروہ ہے اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو لینے میں کراہت بھی نہیں البتہ مہر سے زائد لینا بہرحال مکروہ ہے [1]

ت	وَاَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ ۔
۶۶۶	اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلع کو سلطان کے بغیر جائز جانا ۔

توضیح یعنی خلع صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ معاملہ بادشاہ یا قاضی کے یہاں پیش کیا جائے اور وہ اس کا فیصلہ کریں، زوجین باہمی بات چیت

[1] عالمگیری صـ۴۸۹ ج ثانی ۔

کرکے بھی خلع کرسکتے ہیں۔

ت ۶۶۷ وَاَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَأْسِهَا۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر باندھنے کے دھاگے کے ماسوا پر خلع جائز رکھا۔

توضیح یعنی عورت اپنے سر باندھنے کے دھاگے کو چھوڑ کر اپنا کل مال خلع کے عوض دے سکتی ہے۔

ت ۶۶۸ وَقَالَ طَاؤُسُ اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَنْ لَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِيْمَا

اور امام طاؤس نے فرمایا حدود الٰہی قائم نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ زوجین

افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ وَلَمْ

میں سے ہر ایک کا دوسرے پر جو حق ثابت ہے معاشرے میں اسے ادا نہ کرے تو خلع جائز ہے اور

يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَاءِ لَا تَحِلُّ حَتّٰى تَقُوْلَ لَا اَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ۔

بے وقوفوں کی بات نہیں کہی کہ خلع اس وقت حلال ہے جب وہ یہ کہے کہ میں غسل جنابت نہیں کروں گی۔

حدیث ۲۴۲۰ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

اِمْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ

حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ثابت بن قیس عادت اور دین کے

عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَلَا دِيْنٍ وَلٰكِنْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ

بارے میں معتوب نہیں لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ

یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کا باغ اس کو لوٹا دو گی انہوں نے

نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَ

عرض کیا ہاں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ثابت سے فرمایا اپنا

طَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً۔

باغ لے لے اور اسے ایک طلاق دے دے۔

تشریحات ۲۴۲۰

یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلۂ خزرج کے فرد تھے بہت عمدہ مقرر تھے اسی لیے ان کا لقب خطیب انصار بلکہ خطیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے احد اور اس کے بعد کے تمام مشاہد میں شریک ہوئے سیدنا صدیق اکبر کی خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ان بیوی کا نام جمیلہ بنت اُبی بن سلول تھا راس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی بہن تھیں جیسا کہ امام بخاری نے اس باب کے اخیر میں تصریح کی ہے لیکن دوسری روایتوں میں ان کا نام مریم المغالیہ آیا ہے بعض روایتوں میں زینب بھی آیا ہے بعض روایتوں میں حبیبہ بنت سہل بھی آیا بعض علماء نے یہ تطبیق دی کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد بار خلع کیا ہے۔

قصہ یہ تھا کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رنگ و روپ کے اچھے نہ تھے یہ اپنی بیوی کو اس قدر ناپسند تھے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر خدا کا خوف نہ ہوتا تو جب وہ میرے پاس آتا تو میں اس کے منھ پر تھوک دیتی خلع کی اصل وجہ یہی تھی اور ان کی بیوی نے یہ جو عرض کیا کہ میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں اس میں کفر سے مراد شوہر کی ناشکری ہے۔

یہی حدیث خلع کے مشروعیت کی اصل ہے لیکن یہ حقیقت میں مال کے عوض طلاق دینا ہے۔

بَابُ الشِّقَاقِ وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرَرِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اَلْاٰيَةَ۔

صـ ۷۹۵

اختلاف کا بیان، اور کیا ضرر کے وقت خلع کا اشارہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اگر تم ان دونوں کے درمیان جدائی کا اندیشہ کرو تو شوہر کے اہل میں سے ایک حکم اور بیوی کے اہل میں سے ایک حکم بھیجو یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ اُن میں

میل کردے گا بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (آیت ۳۵ سورہ نساء)

توضیح

باب کا مطلب یہ ہے کہ اگر میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو کیا کیا جائے اور کیا اگر رضامندی کی کوئی صورت نہ نکلے تو خلع کا مشورہ دیا جا سکتا ہے آیت کریمہ ذکر کرکے امام بخاری نے یہ افادہ فرمایا کہ میاں بیوی میں ناچاقی کے بعد صلح صفائی کی پوری کوشش کرنی چاہیئے اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ شوہر والوں کی طرف سے پنچ مقرر ہوں اور بیوی والوں کی طرف سے پنچ مقرر ہوں اُن کی تخصیص نہیں ایک یا دو۔ یہ پنچ جو بھی فیصلہ کریں میاں بیوی مان لیں۔ اگر حالات کے پیش نظر پنچ چاہیں تو خلع کا بھی مشورہ دے سکتے ہیں۔

حدیث ۲۴۲۱

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَ

کو فرماتے ہوئے سنا کہ بنی مغیرہ نے مجھ سے اجازت طلب کی ہے کہ علی ان کی

نُونِي أَنْ يَنْكِحَ عَلِيٌّ إِبْنَتَهُمْ فَلَا آذَنُ .

لڑکی سے نکاح کر لیں میں انہیں اجازت نہیں دیتا۔

تشریحات ۲۴۲۱

یہ حدیث مناقب فاطمہ میں گزر چکی ہے یہاں جتنی حدیث مذکور ہے اس سے باب کو کوئی مناسبت نہیں۔ لیکن کتاب النکاح "باب ذب الرجل عن ابنته" میں جو تفصیل ہے اس سے یک گونہ مناسبت ہے۔ وہاں یہ ہے ـــــ مگر یہ کہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دیدے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے پر اپنی صاحبزادی کا طلاق طلب فرمایا۔ اور خلع بھی طلاق ہی طلب کرنا ہے۔ نیز یہ افادہ فرمایا کہ زوجین میں اختلاف کا سبب دوسری شادی بھی بن سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ سبب شقاق کو شقاق سے پوری مناسبت ہے۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بریرہ کے شوہر کے بارے میں سفارش کرنا۔

ص ۷۹۵

حدیث ۲۴۲۲

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بریرہ کے شوہر (حبشی)

زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا

غلام تھے ان کا نام مغیث تھا گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ (مدینے کی گلیوں میں) ان کے پیچھے

يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍ

روتے ہوئے گھوم رہے ہیں اتنے کہ ان کے آنسو ان کی داڑھی پہ بہہ رہے ہیں اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا

عباس سے کہا اے عباس مغیث کی بریرہ کے ساتھ محبت اور بریرہ کی مُغیث کے ساتھ بغض پر آپ کو

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ رَاجَعْتِهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ

تعجب نہیں، پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بریرہ سے کہا کاش تم رجعت کر لیتی بریرہ نے کہا یا رسول اللہ!

تَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ ‏.

آپ مجھے حکم دیتے ہیں فرمایا میں سفارش کرتا ہوں تو بریرہ نے کہا مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔

تشریحات ۲۴۲۲

امام بخاری نے اس حدیث کو یہاں چار طریقے سے روایت کیا ہے چاروں طریقوں میں یہ ہے کہ بریرہ کے شوہر غلام تھے لیکن ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ جب آزاد ہوئیں تو ان کے شوہر آزاد تھے اور ان کو اختیار دیا گیا۔ تطبیق یہ ہے کہ بریرہ کے آزاد ہونے سے پہلے وہ غلام تھے لیکن جس وقت بریرہ آزاد ہوئیں تو وہ آزاد تھے اس سے یہ ثابت ہوا کہ کنیز اگر کسی کی بیوی ہو خواہ اس کا شوہر آزاد ہو یا غلام تو اسے خیار حاصل ہے چاہے تو اپنے سابق شوہر کے نکاح میں رہے اور چاہے تو اپنے نفس کو اختیار کرے اس سے علٰحدہ ہو جائے شوہر آزاد ہو یا غلام۔

قصہ یہ تھا کہ بریرہ کسی انصاری کی کنیز تھیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا اس موقع پر انہوں نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا اور وہ اپنے شوہر مغیث کے نکاح سے باہر ہو گئیں ـــــــــ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ

ص ۷۹۶

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور بے شک مومن باندی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ ان کا حسن تم کو لبھائے۔

حدیث ۲۴۲۳

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ اَوِ الْيَهُوْدِيَّةِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكٰتِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا اَعْلَمُ مِنَ الْاِشْرَاكِ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ اَنْ تَقُوْلَ الْمَرْاَةُ رَبُّهَا عِيْسٰى وَهُوَ عَبْدٌ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب نصرانیہ اور یہودیہ سے نکاح کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتے بے شک اللہ نے مشرک عورتوں کو مومن مردوں پر حرام فرمایا اور میں اس سے زیادہ اور کوئی شرک نہیں جانتا کہ ایک عورت کہے کہ اس کا رب عیسیٰ ہے حالانکہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے ہیں۔

تشریحات ۲۴۲۳

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت مذکورہ ذکر کر دی مگر انہوں نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ ان کا مقصد کیا ہے؟ یہ آیۂ کریمہ اپنے عموم پر ہے یا اس میں تخصیص ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب یہ ہے کہ یہ اپنے عموم پر ہے اور اس میں یہود و نصاریٰ داخل ہیں اس لیے کہ وہ بھی مشرک ہیں لیکن انہیں چھوڑ کر تمام صحابۂ کرام اور پوری امت کا مذہب یہ ہے کہ اہل کتاب اس سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ سورہ مائدہ میں فرمایا۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان میں سے پارسا عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اہل کتاب صرف یہود و نصاریٰ ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ یہودیہ و نصرانیہ عورت سے نکاح صحیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نکاح کے بعد ان سے ہمبستری حرام نہ ہوگی۔ اولاد، اولاد حرام نہ ہوگی۔ صحیح النسب ہوگی مگر یہودیہ نصرانیہ سے نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ آج کل یورپ کے عیسائی بننے والے عیسائی نہ رہے دہریہ ملحد ہیں جب عیسائی نہ رہے تو اہل کتاب نہ رہے ان عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

بَابُ نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَتِ وَعِدَّتِهِنَّ۔ ص ۷۹۶

مشرک عورتوں میں سے جو مسلمان ہوں ان کے نکاح اور عدت کا بیان۔

حدیث ۲۴۲۴

وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَانَ

اور عطاء نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

الْمُشْرِكُونَ عَلَى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِينَ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومنین کے تعلق سے مشرکین دو فریق تھے ایک اہل حرب

كَانُوا مُشْرِكِي أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُونَهُ وَمُشْرِكِي أَهْلِ عَهْدٍ لَا

جو مسلمانوں سے لڑتے تھے اور مسلمان ان سے لڑتے تھے اور دوسرے مشرکین اہل عہد جو

يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُونَهُ وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ

نہ مسلمانوں سے لڑتے تھے اور نہ مسلمان ان سے لڑتے تھے اور جب اہل حرب کی کوئی عورت

لَمْ تُخْطَبْ حَتَّى تَحِيضَ وَتَطْهُرَ فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ فَإِنْ هَاجَرَ

ہجرت کرتی تو جب اسے حیض آجاتا اور وہ پاک ہو جاتی تو اسے نکاح کا پیغام دیا جاتا

زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا

جب پاک ہو جاتی تو اسے نکاح کرنا حلال ہو جاتا، اگر نکاح سے پہلے اس کا شوہر ہجرت کرلیتا تو اسے لوٹا

حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِينَ ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيثِ

دی جاتی اور اگر ان میں سے کوئی باندی یا غلام ہجرت کرتے تو وہ دونوں آزاد ہو جاتے اور

مُجَاهِدٍ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِينَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوا

انہیں وہی حقوق حاصل ہوتے جو مہاجرین کو حاصل تھے پھر ذکر کیا اہل عہد کا قصہ مجاہد کی

وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ قَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا كَانَتْ

حدیث کے مثل اور اگر مشرکین اہل عہد کا کوئی غلام یا باندی ہجرت کرتی تو وہ لوٹائے نہیں جاتے

قُرَيْبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا

ان کی قیمتیں دے دی جائیں۔ عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے

مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ

ہوئے کہا کہ قریبہ بنت ابی امیہ عمر بن خطاب کے پاس تھی انہوں نے اس کو طلاق دے دیا تو انہوں نے معاویہ

تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ فَطَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ اللّٰهِ

بن ابو سفیان سے نکاح کر لیا اور ابو سفیان کی بیٹی ام الحکم عیاض بن غنم فہری کی زوجیت میں تھی انہوں نے اس کو

بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

طلاق دے دیا تو عبداللہ بن عثمان ثقفی نے اس سے نکاح کر لیا۔

تشریحات

۲۴۲۴ "مثل حدیث مجاہد" سے کیا مراد ہے اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد بعد کی روایت ہے "وان هاجر عبد او امة" الخ اور ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد کوئی اور کلام ہو جو اہل عہد کی عورتوں سے متعلق ہو مگر وہ کیا ہے اس کی تعیین کوئی نہیں کرسکا۔ امام عبد بن حمید نے "وان فاتكم شئ من ازواجكم الى الكفار فعاقبتم" بطریق ابن ابی نجیح امام مجاہد سے یہ تفصیل نقل کی ہے کہ اگر قریش سے مال غنیمت ان کو ملے تو جن کی بیویاں چلی گئیں انہیں اتنا دو جو انہوں نے عوض دیا تھا یعنی مہر۔

بَابٌ إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الْحَرْبِيِّ.

جب وہ مشرکہ یا نصرانیہ اسلام لائے جو ذمی یا حربی کی زوجیت میں ہو۔

ص ۷۹۶

ت ۴۶۹ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا

نصرانیہ اپنے شوہر سے تھوڑی دیر پہلے اسلام قبول کرے تو اس پر حرام

بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ.

ہو جائے گی

ت ۴۷۰ سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ

امام عطاء سے ذمی عورت کے بارے میں سوال ہوا کہ وہ مسلمان ہو گئی پھر

زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ أَهِيَ امْرَأَتُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ

عدت میں اس کا شوہر مسلمان ہو گیا کیا یہ اس کی عورت ہے فرمایا نہیں مگر یہ کہ

جَدِيدٍ وَصِدَاقٍ.

وہ عورت چاہے نکاح جدید اور مہر کے ساتھ۔

ت ۲۷۱ وَقَالَ مُجَاهِدٌ إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا

اور مجاہد نے کہا جب عدت میں اسلام لائے اس کا شوہر اس سے نکاح کرے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عورتیں نہ مسلمانوں کو حلال ہیں اور نہ مسلمان مرد ان کے لیے حلال ہیں۔

تشریح ۲۷۱ امام بخاری یہ آیت امام مجاہد کے قول کی تائید میں لائے ہیں اس کی صورت یہ ہے ایک عورت مسلمان ہوئی اور اس کا شوہر مسلمان نہیں ہوا تو نکاح ختم نہیں ہوا پھر اس کا شوہر مسلمان ہوا اگرچہ عدت ہی میں تو جدید نکاح کی ضرورت ہے۔

ت ۲۷۲ وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِي مَجُوسِيَّيْنِ أَسْلَمَا هُمَا عَلَىٰ

امام حسن اور قتادہ نے مجوسی مرد عورت کے بارے میں فرمایا اگر دونوں ساتھ ساتھ

نِكَاحِهِمَا وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَأَبَى الْآخَرُ بَانَتْ لَا سَبِيلَ

مسلمان ہوئے تو اپنے نکاح پر ہیں اور جب ان میں سے ایک پہلے مسلمان ہوا اور دوسرے نے اسلام لانے سے

لَهُ عَلَيْهَا.

انکار کیا تو نکاح ختم ہو گیا۔ مرد کے لیے اس پر کوئی راہ نہیں رہی۔

ت ۶۷۳ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ امْرَأَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ جَاءَتْ

ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا مشرکین کی کوئی عورت مسلمانوں کے پاس آئی

إِلَى الْمُسْلِمِينَ أَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَآتُوهُمْ مَا

کیا اس کے شوہر کو اس کا عوض دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اور انہیں

أَنْفَقُوا قَالَ لَا إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ جو انہوں نے خرچ کیا ہے فرمایا نہیں، یہ معاملہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہل عہد

وَبَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ۔

کے درمیان تھا۔

ت ۶۷۴

وَقَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا كُلُّهُ فِي صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

اور امام مجاہد نے کہا یہ سب اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کی

وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ۔

صلح کی مدت میں تھا۔

تشریحات ۶۷۴

قول محقق یہ ہے کہ زوجین اگر ساتھ ساتھ ایمان قبول کریں تو دونوں کا سابق نکاح باقی رہے گا اور اگر ان میں سے کسی نے پہلے اسلام قبول کیا تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام قبول کرلے تو سابق نکاح باقی رہے گا اور اگر انکار کرے تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کی رات میں مر الظہران میں اسلام قبول کر چکے تھے جب وہ مکہ گئے تو ان کی زوجہ ھندہ بنت عتبہ نے ان کی داڑھی پکڑ لی اور ان کے مسلمان ہونے کو ناپسند کیا حضرت ابوسفیان نے اشارہ کیا تم بھی مسلمان ہو جاؤ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا ان کے علاوہ حضرت حکیم بن حزام، حضرت عکرمہ بن ابوجہل وغیرہ کے بارے میں بھی ہے ان کی اہلیہ نے پہلے ایمان قبول کیا پھر ان کی فرمائش پر حضرت عکرمہ نے قبول کیا اس کے علاوہ اور بھی صحابہ اور صحابیات ایسے ہیں جن کے اسلام قبول کرنے میں تقدم اور تاخر ہوا مگر کسی میں تفریق نہیں کی گئی اور نہ تجدید نکاح ہوا۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ إِلٰى قَوْلِهٖ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ــــ فَاؤُوْا رَجَعُوْا۔

ص ۷۹۶

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں وہ لوگ رجوع کر لیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کر لیا تو اللہ سنتا جانتا ہے۔

بقرہ ۲۲۶ ــ ۲۲۷۔

توضیح

زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ کچھ بے غیرت مرد اپنی عورتوں سے مال طلب

کرتے اگر وہ مال دے دیتیں فبہا ورنہ سال دو سال تین سال اور اس سے زائد عرصے تک ان کے پاس نہ جاتے اور ہمبستری نہ کرنے کی قسم کھالیتے اور انہیں معلق چھوڑ دیتے۔ نہ وہ بے شوہر تھیں کہ کہیں اپنا ٹھکانہ کرلیں نہ شوہردار شوہر سے آرام پاتیں۔ اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینے کی مدت معین فرمادی کہ ان لوگوں کے لیے چار مہینے انتظار کی مہلت ہے اس عرصے میں شوہر خوب سوچ سمجھ لے اگر اسے رکھنا چاہے تو اس مدت کے اندر رجوع کرلے اس صورت میں نکاح باقی رہے اور شوہر پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔ اور اس مدت میں رجوع نہیں کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہوگئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہوگئی اس صورت میں رجوع ہمبستری ہی سے ہوگا اور اگر کسی وجہ سے مرد ہمبستری پر قادر نہ ہو تو شوہر یہ کہہ دے کہ جب ہمبستری کی قدرت ہوگی ہمبستری کروں گا یہ بھی رجوع ہے اس کو اصطلاح فقہ میں ایلا کہتے ہیں ایلاء کے لغوی معنی قسم کھانے کے ہیں فقہ کی اصطلاح میں ایلا اسے کہتے ہیں کہ شوہر یہ قسم کھالے کہ میں عورت سے چار مہینے یا اس سے زائد ہمبستری نہیں کروں گا یا کسی مدت کا ذکر کیے بغیر یوں کہے میں تجھ سے صحبت نہیں کروں گا اس کی پوری بحث "کتاب الصلوۃ" میں گزرچکی ہے۔

حدیث ۲۴۲۵

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الْإِيلَاءِ الَّذِي سَمَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يَعْزِمَ الطَّلَاقَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ.

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس ایلا کے بارے میں کہتے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے میعاد پوری ہونے کے بعد کسی کو حلال نہیں مگر یہ کہ بھلائی کے ساتھ روکے یا طلاق کا پختہ ارادہ کرلے جیسا کہ اللہ عزوجل نے اس کو حکم دیا۔

حدیث ۲۴۲۶

عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ حَتَّىٰ يُطَلِّقَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتَّىٰ يُطَلِّقَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب چار مہینے گزر جائیں تو موقوف رہے گی یہاں تک کہ شوہر طلاق دیدے اور طلاق واقع نہیں ہوگی یہاں تک کہ شوہر طلاق دے دے۔

ف ۶۷۵

وَيُذْكَرُ ذٰلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَا عَشَرَ

اور یہی یعنی توقف حضرت عثمان حضرت علی حضرت ابودرداء اور حضرت عائشہ اور

رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

بارہ صحابہ کرام سے ذکر کیا جاتا ہے۔

تشریحات ۶۷۵ ہمارا مذہب وہ ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ اگر شوہر نے مدت میں رجوع نہیں کیا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی جیسا کہ طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن مسعود سے اور دوسری غیر مجروح سند کے ساتھ حضرت علی سے روایت کیا کہ فرمایا ایلا میں اگر چار مہینے گزر جائیں اور شوہر رجوع نہ کرے تو اس پر طلاق بائن پڑ جائے گی نیز سند حسن کے ساتھ حضرت علی اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی کے مثل مروی ہے نیز امام سعید بن منصور نے بطریق جابر بن زید روایت کیا کہ جب ایلا کرے اور چار مہینے گزر جائیں تو اس پر طلاق بائن پڑ جائے گی اور اس پر عدت نہیں۔ اور امام قاضی اسماعیل نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مثل روایت کیا ہدایہ میں فرمایا کہ ہمارا مذہب حضرت عثمان حضرت علی اور عبادلہ ثلثہ اور زید بن ثابت سے مروی ہے عینی میں ہے کہ یہی حضرت عمر بن خطاب حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر و اور حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے اور درایت کا بھی مقتضیٰ یہی ہے گزر چکا کہ آیت ایلاء زمانۂ جاہلیت کے اس ظلم کو دفع کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے اگر میعاد گزرنے کے بعد توقف ہی رہے گا تو خدا ناترس حریص عورت کو لٹکائے رہیں گے ان کے ظلم کا دفیعہ اسی طرح ہوگا کہ مدت ایلا ختم ہونے کے بعد عورت نکاح سے باہر ہو جائے۔ یہ مفصل ہے اور حضرت امام بخاری نے جو فرمایا وہ مبہم ہے نیز انہوں نے اسے صیغۂ تمریض سے ذکر فرمایا ہے۔

بَابُ حُکْمِ الْمَفْقُوْدِ فِیْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ۔

مفقود کا حکم اس کے اہل اور مال کے بارے میں۔ ص ۷۹۶

توضیح مفقود وہ مرد ہے جس کا کچھ پتہ نہ ہو یہ بھی معلوم نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا ہمارا مذہب مفقود کے بارے میں یہ ہے کہ عورت شوہر کے ہم جولیوں کی موت تک انتظار کرے گی سالوں سے تعین کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ایک سو بیس سال کی عمر تک انتظار کرے گی یعنی جب شوہر کی عمر ایک سو بیس سال کی ہو جائے تو قاضی اس کی موت کا حکم کرے گا لیکن فتویٰ اس پر دیا جاتا ہے کہ جب شوہر کی عمر ستر سال کی ہو جائے تو اس کی موت کا حکم دیا جائے گا اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَابَیْنَ سِتِّیْنَ اِلٰی سبعین[1] میری

[1] ترمذی، دعوات، ابن ماجہ زہد ۱۲۔

امت کی عمریں ساٹھ سال سے ستر تک ہیں۔ لیکن اب زمانے کا لحاظ کرتے ہوئے اور فتنوں سے بچنے کے لیے ہمارے علماء نے بھی حالت ملجئہ کے وقت عورت کے لئے جب کوئی چارۂ کار نہ ہو تو حضرت امام مالک کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے۔

بعض ترقی یافتہ ہمارے علماء یہ فرماتے ہیں کہ جب ضرورت شرعیہ کی بناء پر امام مالک کے مذہب پر عمل کی اجازت ہے تو کیوں نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر عمل کی اجازت دی جائے اس میں زیادہ آسانی ہے ــــ اس میں کوئی شک نہیں کہ مذہب امام شافعی میں زیادہ آسانی ہے کہ چٹ منگنی پٹ بیاہ ہوجائے لیکن اس پر عمل اس کے بہ نسبت امام مالک کے مذہب پر عمل کرنے میں لِم یہ ہے کہ بعض دفعہ آپس کے مناقشہ یا اور الجھنوں کی بناء پر شوہر اپنے آپ کو چھپائے رکھتا ہے اور جب اس کو یہ معلوم ہوجائے کہ اگر میں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کروں گا تو میری بیوی دوسرا نکاح کرلے گی تو ظاہر کر دیتا ہے اور حضرت امام مالک کے مذہب پر عمل کرنے میں اس کا زیادہ موقع ہے اس لیے ہمارے علماء نے اس کو اختیار کیا۔ عورت قاضی کے یہاں دعویٰ کرے گی قاضی تحقیق حال کرے گا، پھر چار سال مہلت دی جائے گی۔ اس میں ظن غالب ہے کہ شوہر کو یہ سب علم ہوجائے گا اور وہ ظاہر ہونا چاہے تو وہ ظاہر ہوجائے گا اس لیے حضرت امام مالک کا مذہب حضرت امام شافعی کی بہ نسبت احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔

ان کا مذہب یہ ہے کہ مفقود الخبر کی عورت قاضی کے یہاں درخواست کرے قاضی اس کو مزید چار سال انتظار کا حکم کرے چار سال پورا ہونے پر بھی کچھ پتہ نہ چلے تو قاضی مفقود کی موت کا حکم کرے اس حکم کے بعد عورت عدت وفات چار ماہ دس دن گزار کر کہیں نکاح کرسکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ حکم بضرورت صرف نکاح کے لیے ہے لیکن میراث کے سلسلے میں اب بھی فتویٰ دیا ہے کہ جب اس کی عمر کے ستر سال پورے ہوجائیں تو میراث کے احکام جاری کیے جائیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب اس کی عمر کے ستر سال پورے ہوجائیں اس وقت اس کے جو وارث موجود ہوں گے انہیں میں اس کی میراث تقسیم ہوگی اور جو اس کے پہلے مرگئے وہ وارث نہ ہوں گے اسی طرح مفقود بھی ان کا وارث نہ ہوگا جو اس اثناء میں مرے ہوں ــــ

ب ۴۷۹ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ
اور ابن مسیب نے کہا کہ جب کوئی لڑائی کے وقت صف میں مارا جائے تو اس کی

اِمْرَاتُہٗ سَنَۃً ۔

عورت سال بھر انتظار کرے ۔

ت ۶۷۷ وَاشْتَرٰی ابْنُ مَسْعُوْدٍ جَارِیَۃً وَالْتَمَسَ صَاحِبَھَا سَنَۃً

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لونڈی خریدا اور اس کے مالک کو سال بھر

فَلَمْ یَجِدْ وَفُقِدَ فَاَخَذَ یُعْطِیْ دِرْھَمًا اَوْ دِرْھَمَیْنِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَنْ فُلَانٍ

تلاش کیا اسے نہیں پایا اور وہ غائب ملا تو وہ مسکینوں کو ایک دو درم دیتے اور کہتے اے اللہ یہ فلاں کی طرف

فَاِنْ اَتٰی فَلِیْ وَعَلَیَّ وَقَالَ ھٰکَذَا فَافْعَلُوْا بِاللُّقْطَۃِ ۔

سے ہے پس اگر وہ آ گیا تو میرے لیے اس کا ثواب ہے اور مجھ پر اس کی قیمت ہے اور کہا ایسے ہی لقطہ میں کرو ۔

ت ۶۷۸ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَہٗ ۔

اور ابن عباس نے بھی اسی کے مثل فرمایا ۔

تشریحات

اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعید بن مسیب کا مذہب یہ تھا کہ مفقود کا سال بھر تک انتظار کیا جائے اگر سال پورا ہو جائے اور نہ آئے تو اس کی عورت دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور اس کی میراث تقسیم کر دی جائے گی ۔

ت ۶۷۹ وَقَالَ الزُّھْرِیُّ فِی الْاَسِیْرِ یُعْلَمُ مَکَانُہٗ لَا تَزَوَّجُ اِمْرَاتُہٗ وَلَا

اور امام زہری نے اس اسیر کے بارے میں فرمایا کہ جس کی جگہ جانی جاتی ہو اس کی عورت شادی نہیں

یُقْسَمُ مَالُہٗ فَاِذَا انْقَطَعَ خَبَرُہٗ فَسُنَّتُہٗ سُنَّۃُ الْمَفْقُوْدِ ۔

کرے گی اور اس کا مال تقسیم نہیں کیا جائے گا جب اس کی خبر منقطع ہو جائے تو اس پر مفقود کا حکم جاری کیا جائے گا ۔

باب سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ امام بخاری کا مفقود کے بارے میں کیا مذہب ہے لیکن باب کے ضمن میں جو تعلیقات لائے ہیں پھر لقطے والی جو حدیث ذکر کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مذہب بھی یہی ہے کہ سال بھر تک اس کا انتظار کیا جائے گا اور سال بھر کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے گا لیکن علامہ عینی نے امام بخاری کا مذہب یہ بتایا کہ جب تک مفقود کی وفات کا علم نہ ہو جائے نہ اس کی عورت دوسری شادی کر سکتی ہے نہ اس کا مال تقسیم کیا جائے گا ۔

مفقود کی زوجہ کا مسئلہ بڑا سنگین اور حساس ہے اگر اس کی عورت دوسرا نکاح کرلے اور اس کا پہلا شوہر آجائے تو سنسنی پھیل جاتی ہے خود میرے یہاں ایک معاملہ پیش ہوا کچھ لوگ ایک عورت کو لواکر آئے اور یہ بیان دیا اس کا شوہر برسوں سے غائب ہے چار یا چھ سال بتایا تھا اس کی کوئی خبر نہیں ملتی بہت تلاش کیا گیا کہیں پتہ نہیں کچھ معلوم نہیں زندہ ہے یا مرگیا اس عورت نے بھی یہی بیان دیا میں نے اس سے جرحی سوالات کیے لیکن کہیں سے بھی کوئی شبہہ نہیں ہوا کہ یہ غلط بیانی کر رہی ہے۔ دو متشرع مردوں نے اس پر گواہی بھی دی جب مجھے ہر طرح اطمینان ہوگیا کہ اس عورت کا شوہر مفقود الخبر ہے میں نے ان سے کہا کہ جائیے ایک ہفتے کے بعد فلاں تاریخ کو اس کے باپ کو لیوا کر آئیے ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے بلانے پر نہیں آئے گا آپ کچھ لکھ دیجیے میں نے ان کو شوہر کے باپ کی طلبی کی تحریر لکھ کر دی وہ لوگ چلے گئے غالبًا چوتھے یا پانچویں دن ایک شخص دو آدمیوں کو لیوا کر آیا اس نے بتایا کہ میں اس عورت کا شوہر ہوں اور میں امرتسر ایک سکھ کے قبضے میں تھا وہ مجھے آنے نہیں دیتا تھا اتفاق ایسا کہ پرسوں اس کا باپ مرگیا وہ سب اس کا کریا کرم کرنے گئے مجھے گھر کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے اس طرح میں بھاگ کر آگیا گھر آنے کے بعد والد صاحب نے یہ قصہ سنایا تو میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ اس لیے ہمارے علماء احناف نے اس باب میں بہت احتیاط برتی ہے۔

اس سلسلے میں لوگ طرح طرح کے بہانے پیش کرتے ہیں لیکن اس کی صدہا نظیریں ہیں کہ جوانی کی حالت میں کسی عورت کا شوہر مرگیا اس نے پارسائی وانتہائی شرافت کے ساتھ پوری زندگی گزار دی اور اب بھی عرفی شرفاء میں نکاح ثانی معیوب سمجھا جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کبھی کبھی مفقود کی زوجہ کے لیے نکاح ثانی کے لیے ضرورت شرعیہ درپیش ہوجاتی ہے اسی لیے موجودہ علماء احناف نے خاص نکاح کے لیے حضرت امام مالک کے مذہب پر عمل کی اجازت دی ہے۔

بَابٌ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان

بے شک اللہ نے اس کی بات سنی جو تم سے اپنے شوہر کے معاملے میں بحث کرتی ہے اور اللہ سے شکایت کرتی ہے اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے اور تم میں جو لوگ اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں، ان کی

وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ؕ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ

مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں اور وہ بے شک بری اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ اور بے شک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو اُن پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے پھر جسے غلام نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے اس پر ہیں قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو اس پر ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا ہے۔

(مجادلہ آیت ۱ تا ۴)

توضیح

عہد رسالت میں عرب میں ایک رسم "ظہار" کی تھی شوہر اپنی بیوی سے خفا ہوا ہوتا تو ظہار کر لیا کرتا اور یہ زمانۂ جاہلیت میں طلاق تھا۔

ایک بیوی خولہ بنت ثعلبہ تھیں ایک بار ان کے شوہر اوس بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنی طرف بلایا انہوں نے انکار کر دیا وہ کچھ زود رنج تھے انہوں نے کہہ دیا "تو مجھ پر میری ماں کے پیٹھ کی مثل ہے" چونکہ زمانۂ جاہلیت میں ظہار طلاق میں شمار ہوتا تھا اس لیے وہ پچھتائے ان کی زوجہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوئیں سارا قصہ عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تو اس پر حرام ہو گئی" انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمایا وہ طلاق کا لفظ نہیں بولا ہے اور وہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس پر بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس پر حرام ہو گئی۔ اب انہوں نے عرض کیا میں اپنے فاقہ اور تنہائی کی شکایت اللہ تعالیٰ سے کرتی ہوں وہ زمانۂ دراز تک میرے ساتھ رہا میرے بطن سے اس کے لیے بہت بچے پیدا ہوئے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہی جانتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہو گئی۔ خولہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض معروض کرتی رہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ تو اس پر حرام ہو گئی۔

خولہ نے بے قرار ہوکر بلند آواز میں کہا میں اپنے فاقہ اور سختی کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی ہوں اے اللہ اپنے نبی کی زبان پر کچھ نازل فرما جس پر سورۂ مجادلہ نازل ہوئی۔

اصطلاح فقہ میں ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی بیوی یا اس کے کسی جزء شائع کو مثلاً آدھے یا تہائی کو یا ایسے جزء کو جس سے کل کی تعبیر ہوتی ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو یا اس کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کا دیکھنا حرام ہو مثلاً یہ کہا تو مجھ پر میری ماں کے مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا آدھا میری ماں کے پیٹھ کے مثل ہے۔

اسلام میں ظہار طلاق نہیں، البتہ اس سے عارضی طور پر عورت حرام ہو جاتی ہے اس سے کفارہ لازم آتا ہے جب تک شوہر کفارہ ادا نہیں کرے گا عورت کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو دو مہینے مسلسل بلا ناغہ روزہ رکھے اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے۔

وَقَالَ لِيْ إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ۔

امام مالک نے کہا میں نے ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آزاد کے ظہار کے مثل ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ۔

امام مالک نے کہا غلام کا روزہ دو مہینے ہے۔

تشریح ۶۸۱ یعنی ظہار میں جتنا کفارہ آزاد پر ہے اتنا ہی کفارہ غلام پر ہے ایسا نہیں کہ غلام پر آدھا کفارہ واجب ہو جائے۔

وَقَالَ الْحَسَنُ ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ سَوَاءٌ۔

اور امام حسن بصری نے کہا کہ آزاد اور غلام کا ظہار آزاد عورت اور باندی سے برابر ہے۔

تشریح ۶۸۲ اس قول میں "اَمَۃ" سے مراد وہ لونڈی ہے جو کسی کے نکاح میں ہو رہ گئی اپنی مملوکہ لونڈی جو کسی کے نکاح میں نہ ہو اس سے ظہار نہیں۔ ظہار

کے لیے ضروری ہے کہ بیوی سے ظہار کے کلمات کہے خواہ آزاد ہو یا باندی۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ إِنْ ظَاهَرَ مِنْ أَمَتِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَاءِ۔
اور عکرمہ نے کہا اگر اپنی باندی سے ظہار کیا تو کچھ نہیں، ظہار صرف بیویوں سے ہوتا ہے۔
وَفِي الْعَرَبِيَّةِ لِمَا قَالُوا أَيْ فِيمَا قَالُوا وَفِي نَقْضِ مَا قَالُوا وَهٰذَا أَوْلَى
اور عربی زبان میں "لِمَا قَالُوا" معنی ہیں "فِيمَا قَالُوا" اور "فِي نَقْضِ مَا قَالُوا" کے معنی میں دار ہوا اور یہ مراد لینا زیادہ
لِأَنَّ اللهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّورِ۔
بہتر ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی برے فعل اور جھوٹ کا حکم نہیں دیا ہے۔

تشریح ۶۸۳

ارشاد تھا "وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ الآية"۔ جو لوگ اپنی عورتوں سے ظہار کریں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر ایک غلام آزاد کرنا واجب ہے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔

اس آیۂ کریمہ میں "ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا" سے مراد یہ ہے ظہار کے بعد اپنی عورت سے قربت کرنا چاہیں لیکن ظاہر لفظ کا جو معنی متعارف ہے وہ اس کے مطابق معلوم نہیں ہوتا، ظاہر میں اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ پھر وہ لوگ دوبارہ اسی بات کو کہیں جو کہہ چکے یعنی دوبارہ ظہار کا کلمہ بولیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ظہار کا کفارہ اس وقت واجب ہوگا جب مکرر ظہار کریں اور کفارہ کا جو فائدہ ہے اس کا بیان محذوف ہوگا جو آیت کے سیاق کے بالکل منافی ہے۔ آیت کا صریح سیاق یہ ہے کہ ظہار کے بعد اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا چاہیں تو کفارہ دے دیں اس شبہہ کو دور کرنے کے لیے امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہاں لام معنی میں "فی" کے ہے یعنی جس کے بارے میں اتنی بڑی بات وہ کہہ چکے۔ یا یہ کہ "لام" معنی میں "فی" کے اور مضاف محذوف ہے "أَيْ فِي نَقْضِ مَا قَالُوا" یعنی جو کہہ چکے اس کی تلافی کرنا چاہتے ہو، اسے ختم کرنا چاہتے ہو —— امام بخاری نے فرمایا یہ معنی مراد لینا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ یہ کہا جائے کہ اس سے مراد لفظ ظہار کی تکرار ہے اور ظہار کو پہلے فرما چکا کہ یہ بری اور جھوٹی بات ہے اور "ثُمَّ يَعُودُونَ" سے اشارہ ملتا ہے کہ ایسا کرو تو اگر اس سے مراد لفظ ظہار کی تکرار ہوتی تو لازم آتا کہ اللہ تعالیٰ نے بری اور جھوٹی بات کا حکم دیا ہے یہ داؤد ظاہری کا رد ہے جنہوں نے کہا تھا کہ "قَوْل" سے مراد کلمۂ ظہار کی تکرار ہے۔

بَابُ الاشارۃ فی الطلاق والامور
طلاق اور دوسرے معاملات میں اشارے کا بیان۔ صـ۷۹۷ـ

عام فقہاء نے فرمایا کہ طلاق اور دوسرے دینی معاملات میں ایسا اشارہ جو بالکل واضح ہو جس میں کوئی خفا نہ ہو معتبر ہے خواہ وہ اشارہ تندرست کرے یا گونگا اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک حبشیہ باندی لائی گئی تو حضور نے اس سے پوچھا اللہ کہاں ہے تو اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا حضور نے فرمایا کہ اس کو آزاد کر و اس لیے کہ یہ مؤمنہ ہے جب ایمان میں اشارہ معتبر ہے جو تمام دیانات کی اصل ہے تو سب میں بدرجہ اولیٰ معتبر ہوگا۔ امام مالک نے فرمایا گونگا طلاق کا اشارہ کرے تو اسے لازم ہے اور امام شافعی نے فرمایا جس شخص کی زبان بیماری کی وجہ سے مختل ہوگئی تو طلاق اور رجعت میں گونگے کی طرح اس کا اشارہ معتبر ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے فرمایا کہ اگر وہ اشارہ طلاق یا نکاح، بیع وشراء میں معروف ومشہور ہو یا اس طرح اشارہ کیا کہ اس میں کوئی شک نہ ہو تو معتبر ہے اور اگر اس میں شک ہو تو باطل ہے اور یہ قیاس نہیں استحسان ہے اس پر ابن منذر نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہت سخت لہجے میں تعریض کی ہے کہ ایک طرف تو امام ابو حنیفہ قیاس کو حق مانتے ہیں اور پھر اس کی ضد میں استحسان کو معتبر مانتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ قیاس کو باطل مانتے ہیں علامہ عینی نے اسی لہجے میں ان کو جواب دیا کہ چونکہ وہ قیاس اور استحسان کے فرق کو نہیں سمجھتے اسی لیے انہوں نے امام ابو حنیفہ پر تعریض کی قیاس جلی ہوتا ہے اور قیاس خفی کو استحسان کہتے ہیں استحسان بھی حقیقت میں قیاس ہی ہے لیکن وہ بہ نسبت قیاس کے زیادہ دقیق ہوتا ہے۔

حدیث ۲۲۴۷	عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَدَا يَهُوْدِيٌّ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَارِيَةٍ فَاَخَذَ اَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک بچی پر تعدی کی اسے پکڑا اور اس کے زیورات لے لیے

رَاْسَهَا فَاَتٰى بِهَا اَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِيْ اٰخِرِ

اور اس کے سر کو پتھر سے کچل دیا بچی کے گھر والے بچی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے وہ

رَمَقٍ وَقَدْ اُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

اخیر سانس لے رہی تھی اس کا بولنا بند ہو چکا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تجھے کس نے

قَتَلَكِ فُلَانٌ لِغَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا قَالَ فَفُلَانٌ

قتل کیا ہے؟ قاتل کے علاوہ دوسرے کا نام لے کر پوچھا فلاں نے۔ لڑکی نے سر کے اشارے سے بتایا کہ نہیں

لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا فَأَشَارَتْ أَنْ لَا فَقَالَ فَفُلَانٌ لِقَاتِلِهَا

پھر قاتل کے علاوہ کسی اور کا نام لے کر پوچھا فلاں نے لڑکی نے سر کے اشارے سے بتایا کہ نہیں:

فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ

پھر قاتل کا نام لے کر پوچھا تو اس نے سر کے

رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ ۔ع

اشارے سے بتایا کہ ہاں ۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کے بارے میں حکم دیا تو اس کا سر دو پتھروں کے بیچ میں رکھ کر کچل دیا گیا۔

بَابُ اللِّعَانِ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ٥ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔

(سورۂ نور آیت ۶ تا ۹) ص ۷۹۸

لعان کا بیان اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کا الزام لگائیں اور ان کے پاس سوائے اپنے کوئی گواہ نہ ہوں تو ایسے شخص کی گواہی یہ ہے کہ چار بار اللہ کے نام سے گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر یہ جھوٹا ہے اور عورت سے سزا یوں ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یوں کہ عورت پر اللہ کا غضب ہے اگر مرد سچا ہے۔

توضیح

لعان باب مفاعلۃ کا مصدر ہے اس کے معنی ایک دوسرے پر لعنت کرنے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں لعان اس کو کہتے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتے اور چار گواہ نہ پیش کر سکے اور دونوں اہل شہادت

ع دیات باب من عقاب بحجر، مسلم حدود، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ دیات۔

سے ہوں اور عورت قاضی کے یہاں مطالبہ کرے تو قاضی پہلے مرد سے چار بار ان الفاظ میں گواہی دلائے میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اس عورت پر جو زنا کی تہمت لگائی ہے خدا کی قسم میں اس میں سچا ہوں پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت اگر میں نے اس پر جو زنا کی تہمت لگائی ہے جھوٹا ہوں ــــ اور ہر مرتبہ لفظ اِس سے عورت کی طرف اشارہ کرے۔ اس کے بعد قاضی چار مرتبہ عورت سے یہ کہلائے "میں شہادت دیتی ہوں کہ اس نے مجھ پر جو زنا کی تہمت لگائی ہے خدا کی قسم یہ جھوٹا ہے ــــ اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ہو گر یہ اس بات میں سچا ہو جو مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے ــــ اس کے بعد قاضی ان دونوں میں تفریق کر دے گا اور یہ تفریق طلاق بائن ہو گی اور عورت پر عدت ہے شوہر پر عدت کا نفقہ ہے۔ لعان کے بعد اگر قاضی نے تفریق نہ کی جب بھی اس عورت سے وطی اور دواعی وطی حرام ہے ــــ لعان اور تفریق کے بعد پھر اس عورت سے نکاح نہیں کر سکتا جب تک ــــ دونوں لعان کی اہلیت رکھتے ہوں اگر شوہر لعان سے انکار کرے تو قاضی شوہر کو قید کر دے گا جب تک لعان نہ کرے یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے ــــ

فَاِذَا قَذَفَ الْاَخْرَسُ اِمْرَاَتَهٗ بِكِتَابَةٍ اَوْ اِشَارَةٍ اَوْ بِاِيْمَاءٍ مَعْرُوْفٍ فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَازَ الْاِشَارَةَ فِي الْفَرَائِضِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ اَهْلِ الْحِجَازِ وَاَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا وَقَالَ الضَّحَّاكُ اِلَّا رَمْزًا اِلَّا اِشَارَةً ــــ

جب گونگا اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے لکھ کر یا مشہور و معروف اشارے سے تو وہ کلام کرنے والے کے مثل ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرائض میں اشارے کی اجازت دی اور یہی بعض اہل حجاز اور اہل علم کا قول ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا قوم نے کہا ہم اس سے کیسے بات کریں جو پالنے میں بچہ ہے۔

اور سورۂ آل عمران میں حضرت مریم ہی کے واقعے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اٰیَتُكَ اَنْ لَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا۔ تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے بات نہ کر سکے گی مگر اشارے سے۔ امام ضحاک نے فرمایا کہ "رَمْزًا" سے مراد اشارہ ہے۔

تشریح امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ گونگا اگر اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر بھی لعان ہے اور اگر زنا کے ارتکاب کا اقرار کرے تو گونگے

پر بھی حد ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ جب فرائض میں اشارہ معتبر ہے تو لعان اور حد میں کیوں نہیں معتبر ہوگا۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قیام یا رکوع سجدہ پر قادر نہیں تو اشارے سے نماز پڑھ لے۔ دوسری دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیدائش کے وقت جب حضرت مریم کی قوم نے ان سے پوچھا یہ بچہ کیسے ہوگیا تو انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کیا قوم نے اس اشارے کو قبول کیا البتہ یہ عذر کردیا اتنے چھوٹے بچے سے ہم کیسے بات کریں نیز جب بطور اعجاز حضرت مریم کو کلام کرنے سے عاجز کر دیا گیا تو وہ اپنا مافی الضمیر اشارے میں ادا کرتی تھیں اگر اشارہ معتبر نہ ہوتا تو وہ ایسا کیوں کرتیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَاحَدَّ وَلَا لِعَانَ ثُمَّ زَعَمَ اِنْ طَلَّقَ بِكِتَابٍ اَوْ
اور بعض الناس نے کہا کہ گونگے پر حد اور لعان نہیں پھر اس نے گمان کیا کہ اگر گونگ خط
اِشَارَةٍ اَوْ اِيمَاءٍ جَازَ وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ فَاِنْ قَالَ
یا اشارے سے طلاق دیں تو وہ نافذ ہے اور طلاق اور قذف میں کوئی فرق نہیں پس
اَلْقَذْفُ لَا يَكُونُ اِلَّا بِكَلَامٍ قِيلَ لَهٗ كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَكُونُ اِلَّا
اگر یہ کہے کہ قذف بغیر کلام کے نہیں ہوتا تو اس سے کہا جائے گا کہ طلاق بھی
بِكَلَامٍ وَاِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ وَكَذٰلِكَ
بغیر کلام کے نہیں ہوتا ورنہ طلاق اور قذف باطل ہو جائے گا ایسے ہی عتق بھی
الْاَصَمُّ يُلَاعِنُ۔
اور ایسے ہی بہرا بھی لعان کرے گا۔

تشریح یہ احناف پر تعریض ہے ہمارے یہاں گونگے پر نہ حد ہے نہ لعان ہے حضرت امام بخاری احناف کو الزام دیتے ہیں کہ اگر گونگا طلاق لکھ دے اور طلاق کے لیے کوئی ایسا واضح اشارہ کردے جس سے طلاق بغیر کسی شبہہ کے سمجھی جاتی ہو تو طلاق پڑ جائے گی طلاق اور قذف میں کیا فرق ہے کہ گونگے کی طلاق واقع اور زنا کی تہمت لگائے تو اس پر کچھ نہیں۔

اقول وباللہ التوفیق۔ ان دونوں میں بیّن فرق ہے حدود شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں ترمذی میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان له مخرج فخلوا سبیله فان الامام ان یخطی فی العفو خیر من ان یخطی فی العقوبة۔[1]

جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو، اگر اس کے لیے کوئی مخرج ہو تو اس کا راستہ خالی کردو اس لیے کہ امام (حاکم) معاف کرنے میں خطا کرے یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا میں خطا کرے۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو دو طریقوں سے روایت کیا ہے ایک میں یزید بن زیاد دمشقی ہیں اس طریقے میں یہ حدیث مرفوع ہے دوسرے میں یزید بن زیاد کوفی ہیں اس طریق کی روایت کو کہا کہ مرفوع نہیں اور اس روایت کو اصح کہا، یزید بن زیاد دمشقی کو ضعیف بتایا۔

اگر اس حدیث کو موقوف بھی مانیں تو یہ حکم میں مرفوع کے ہے اس لیے کہ یہ مالا یدرك الا بالسمع کے قبیل سے ہے گونگا کتنے ہی صریح اشارہ کرے زنا کی ایسی صریح تعبیر نہیں کر سکتا جس میں کوئی شبہہ باقی نہ رہے اور یہی حال لعان کا ہے کہ اس میں بھی شرط ہے کہ شوہر اپنی زوجہ پر صریح زنا کا الزام لگائے علاوہ ازیں لعان میں یہ بھی شرط ہے کہ شوہر چار بار یہ گواہی دے کہ وہ الزام میں سچا ہے، ظاہر ہے کہ گونگا اشارے سے شہادت نہیں دے سکتا اسی لیے اس پر اتفاق ہے کہ کسی معاملے میں گونگے کی گواہی مقبول نہیں ۔۔۔ اسی لیے کنایۃً زنا کا الزام دینے سے نہ قذف ہے نہ لعان بخلاف طلاق کے، اس لیے طلاق کے لیے جو لفظ استعمال کیا گیا اگر وہ عرف میں طلاق کے لیے مستعمل ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی آپ خود لفظ طلاق کو دیکھیے اس کے معنی لغت میں چھوڑنے کے ہیں بلکہ بول چال میں کبھی چھوڑنے کے معنی میں بولا جاتا ہے مگر عرف میں عورت کی طرف اضافت کرکے یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے طلاق صریح مراد لیتے ہیں اس لیے دوسرے معنی کا احتمال رکھتے ہوئے طلاق کا حکم دیا جاتا ہے اگرچہ اس احتمال کی وجہ سے کہ اس کا لغوی معنی چھوڑنا ہے شرعی معنی کے تعیین میں ایک قسم کا شبہہ پیدا ہو گیا اور یہی وجہ ہے کہ کنائی الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے بلکہ کسی نے بطور ہزل و مذاق طلاق دی تو واقع ہو جاتی ہے۔ حضرت امام بخاری نے احناف کو الزام دیا کہ اگر احناف یہ کہیں کہ قذف صرف کلام ہی سے ہو گا ان سے کہا جائے گا کہ طلاق بھی بغیر کلام کے نہیں ہو گی۔

اقول و باللہ التوفیق! ہمیں کلیۃً یہ تسلیم نہیں کہ طلاق بغیر کلام کے واقع نہیں ہوتی، یہ خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو بولنے پر قادر ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کسی نے اپنے جی

---

[1] ترمذی ج ۱ ص ۱۷۱۔

میں بغیر آواز کے طلاق دیا تو طلاق واقع نہ ہوگی ضروری ہے کہ اتنی آواز سے طلاق دے کہ کم ازکم خود سن سکے۔ گونگے کے لیے یہ حکم نہیں اس کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ طلاق کے مفہوم کو ایسے اشارے سے ادا کردے جس سے ہر شخص سمجھ لے کہ وہ طلاق دے رہا ہے اتنا کہا جا سکتا ہے کہ طلاق واقع ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ طلاق دینے والا طلاق کے مفہوم کو اس طرح ظاہر کردے کہ مخاطب سمجھ جائے اگر بولنے پر قادر ہے تو کلام کے ذریعے اور اگر بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تو اشارے کے ذریعے۔

وَقَالَ الشَّعْبِیُّ وَقَتَادَةُ إِذَا قَالَ أَنْتِ طَالِقٌ فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهٖ

اور شعبی اور قتادہ نے کہا جب کسی نے کہا کہ تجھے طلاق اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تو اس کے اشارے کے

تَبِيْنُ بِإِشَارَتِهٖ۔

مطابق طلاق بائن ہو جائے گی۔

تشریح ۶۸۴ یعنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا تو تین طلاق پڑ جائے گی اسی طرح اگر دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو دو اور ایک سے اشارہ کیا تو ایک۔

ت ۶۸۵ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْأَخْرَسُ إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهٖ لَزِمَهٗ

اور ابراہیم نے کہا کہ گونگا جب اپنے ہاتھ سے طلاق لکھے تو اس پر لازم ہو جائے گی۔

ت ۶۸۶ وَقَالَ حَمَّادٌ الْأَخْرَسُ وَالْأَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهٖ جَازَ۔

اور حماد نے کہا کہ گونگا اور بہرا اگر اپنے سر سے اشارہ کرے تو جائز ہے

تشریح ۶۸۶ حضرت حماد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں حضرت امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ استاذ گونگے کے اشارے کو معتبر جانتے ہیں اور شاگرد اس سے انکار کرتے ہیں یہ الزام کتنا طفلانہ ہے ظاہر ہے حضرت حماد نے یہ کہاں فرمایا ہے کہ ہر معاملے میں گونگے کا اشارہ مقبول ہے اور حضرت امام اعظم یہ کہاں فرماتے ہیں کہ اشارہ کہیں مقبول نہیں۔ اختلاف حدود اور لعان کے سلسلے میں ہے اگر حضرت امام بخاری حیات ظاہری میں تشریف رکھتے تو میں ان سے دریافت کرتا کیا گونگے کی گواہی مقبول ہے خصوصاً باب زنا میں۔

254

اس کے بعد امام بخاری نے اشارہ سے مقبول ہونے کے سلسلے میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں مگر یہ احادیث ہم پر الزام اس وقت ہوتیں جب ہم کسی موقع پر بھی اشارے کو معتبر نہ جانتے جب ہم خود سوائے مخصوص احکام کے سیکڑوں جگہ اشارے کو معتبر مانتے ہیں تو ان احادیث سے ہم پر کیسے الزام ہوگا۔

حدیث ۲۴۲۸

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔[1]

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے رہیں گے کلمہ اور بیچ کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھا۔

بَابُ اِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ ۔ جب لڑکے کے نفی کی تعریض کرے۔

ص ۷۹۹

توضیح یعنی اگر کوئی کنایۃً یہ کہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں تو اس پر لعان ہے یا نہیں، جو حدیث لائے ہیں اس سے یہ ثابت ہے کہ لعان نہیں۔

حدیث ۲۴۲۹

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ اَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ اِبْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ایک سیاہ رنگ کا بچہ پیدا ہوا ہے۔ فرمایا کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ عرض کیا جی ہاں۔ دریافت فرمایا ان کے کیا رنگ ہیں اس نے عرض کیا سرخ رنگ ہیں دریافت فرمایا کیا اس میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے اس نے عرض کیا کہ ہے دریافت فرمایا یہ کہاں سے آگیا اس نے عرض کیا شاید کوئی رگ کھینچ لی ہو فرمایا ہو سکتا ہے تمہارا بھی لڑکا کھینچی ہوئی رگ ہو۔

[1] ادب، فضل من یعول الیتیم ص ۸۸۹ ترمذی، بر۔

[2] محاربین باب تعریض ص ۱۰۱۲ اعتصام بالکتاب والسنۃ باب من شبہ اصلا معلوما باصل مبین ص ۱۰۸۸

تشریحات ۲۴۲۹

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ عزوجل احناف کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر بیوی پر صراحۃً زنا کی تہمت نہ لگائی گئی ہو تعریضا ہو تو لعان نہیں گو زنا کتنا بھی صریح اشارہ کرے گا تعریض سے آگے نہیں بڑھے گا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ۔ ص ۸۰۰

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان کہ اگر میں کسی کو بغیر بینہ کے رجم کرتا تو اسے کرتا۔

حدیث ۲۴۳۰

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَالِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهٖ يَشْكُوْا إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهٖ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيتُ بِهٰذَا إِلَّا لِقَوْلِي فَذَهَبَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَالِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبِطَ الشَّعْرِ وَكَانَ الَّذِي ادَّعٰى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهٖ خَدِلًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے تلاعن (لعان) کا تذکرہ ہوا تو عاصم بن عدی نے اس بارے میں کچھ کہا پھر وہ اپنے گھر گئے ان کے پاس ان کی قوم کا ایک شخص آیا اس نے ان سے یہ شکایت کی کہ اس نے اپنی عورت کے ساتھ ایک شخص کو (زنا کرتے ہوئے) پایا ہے یہ سن کر عاصم نے کہا میں اس میں اپنی اس بات کی وجہ سے مبتلا کیا گیا ہوں عاصم اس شخص کو لے کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کو وہ بات بتائی اور یہ شخص زرد رنگ دبلے پتلے سیدھے بال والے تھے اور جس پر الزام لگایا تھا وہ بھری پنڈلیوں

آدَمَ کَثِیْرُ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ

والا گندم گوں موٹا تھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! بات کو واضح فرما دے۔ اس

فَجَاءَتْ شِبْھًا بِالرَّجُلِ الَّذِیْ ذَکَرَ زَوْجُھَا اَنَّہٗ وَجَدَہٗ فَلَاعَنَ

عورت کے جوڑ کا پیدا ہوا وہ اس شخص کے مشابہ تھا جس کے بارے میں اس عورت کے شوہر نے کہا تھا کہ اسے

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَھُمَا قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِی

اپنی بیوی کے ساتھ پایا ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کے مابین لعان فرمایا مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک

الْمَجْلِسِ ھِیَ الَّتِیْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا

شخص نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کیا یہی وہ عورت ہے جس کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں کسی

بِغَیْرِ بَیِّنَۃٍ رَجَمْتُ ھٰذِہٖ فَقَالَ لَا تِلْکَ امْرَاَۃٌ کَانَتْ تُظْھِرُ فِی الْاِسْلَامِ السُّوْءَ ؏

کو بغیر بینہ کے سنگسار کرتا تو اسے کرتا فرمایا نہیں یہ عورت نہیں۔ یہ عورت اسلام میں علانیہ برائی ظاہر کرتی تھی۔

تشریحات ۲۴۳۰

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت جلیل القدر صحابی تھے اُحد، خندق اور تمام مشاہد میں شریک رہے۔ غزوہ بدر میں میدانِ جنگ میں حاضر نہ تھے چونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو قبا اور عوالی مدینہ پر اپنی نیابت میں حاکم بنایا تھا اس لیے ان کا شمار اصحاب بدر میں ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے مال غنیمت میں سے حصہ بھی عطا فرمایا تھا۔ قریب قریب ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔

اَلتَّلَاعُنُ ــــ ابھی آیات لعان نازل نہیں ہوئی تھیں اور نہ اہل عرب لعان سے واقف تھے اس لیے اس سے مراد لعان کا سبب ہے یعنی یہ ذکر ہوا ہوگا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے پائے تو کیا ہونا چاہیے۔ چونکہ راوی لعان کے مشروع ہونے کے بعد روایت کر رہے ہیں اس بنا پر انہوں نے تلاعن کہہ دیا۔

قَوْلًا ــــ انہوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر یہ اپنی عورت کے ساتھ کسی کو پائیں گے تو اس کو تلوار سے مار کر ختم کر دیں گے چونکہ اس قول میں شدت غیرت کی بنا پر ایک نخوت ٹپک رہی ہے

؏ باب اللھم بین ص۸۰۱۔ محاربین۔ باب من اظہر الفاحشۃ ص۱۰۱۳ تمنی۔ باب ما یجوز من اللو ص۱۰۷۵ مسلم۔ لعان۔ نسائی۔ طلاق۔ رجم۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ میں اس میں مبتلا کیا گیا ہوں حالانکہ قصہ عُوَیمر بن عمرو کا تھا چونکہ حضرت عاصم کی صاحبزادی یا ان کی بھتیجی حضرت عویمر کی زوجیت میں تھیں جن کا یہ قصہ ہے۔ ان کا نام خولہ تھا۔

قَالَ رَجُلٌ ۔ یہ پوچھنے والے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جیسا کہ بخاری کی کتاب الحدود وغیرہ کی روایتوں میں ہے۔

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ ۔ جس عورت سے لعان کیا گیا اس کے مہر کا بیان۔

صـ۸۰۰

حدیث ۲۴۳۱	عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ قَذَفَ اِمْرَاَتَهٗ
	سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کہ ایک شخص
فَقَالَ فَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَ	
نے اپنی عورت پر زنا کا الزام لگایا (اس کا کیا حکم ہے) ابن عمر نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی عجلان	
قَالَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا وَقَالَ اللّٰهُ	
کے دو افراد کے درمیان تفریق کردی اور فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا تم دونوں میں سے کوئی	
يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ فَاَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ـــــ	
اپنے قول سے رجوع کرتا ہے دونوں نے انکار کیا (پھر فرمایا) اللہ جانتا ہے کہ تم دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا	
قَالَ اَيُّوْبُ فَقَالَ لِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ فِي الْحَدِيْثِ شَيْئًا لَا اَرَاكَ تُحَدِّثُهٗ	
تم میں سے کوئی رجوع کرتا ہے دونوں نے رجوع کرنے سے انکار کر دیا اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کے	
قَالَ قَالَ الرَّجُلُ مَالِيْ قَالَ قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ	
درمیان تفریق کردی ایوب نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے کہا حدیث میں کچھ اور ہے جس کو تم بیان نہیں کرتے۔ وہ	
بِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ اَبْعَدُ مِنْكَ ؏	
یہ ہے کہ اس شخص نے کہا میرا مال۔ کہا گیا تیرا مال تجھے نہیں ملے گا اگر تو سچا ہے تو تو نے اس کے ساتھ دخول کر	
لیا اور اگر تو جھوٹا ہے تو مال طلب کرنا بہت دور ہے۔	

؏ اسی کے متصل ـــ باب المہر للمدخول علیہا صـ۸۰۵ باب المتعۃ صـ۸۰۵

تشریحات ۲۴۲۱

لعان کے بعد عورت مہر کی مستحق ہے یا نہیں اس بارے میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ عورت مدخول بہا ہے تو مہر کی مستحق ہے اور اگر مدخول بہا نہیں تو مستحق نہیں یہ حدیث حضرت سعید بن جبیر سے دو بزرگوں نے روایت کی ایک ایوب سختیانی نے جو مختصر فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا تک ہے دوسرے عمرو بن دینار نے ان کی روایت میں زیادتی ہے۔ جو روایت ہم نے ذکر کی ہے اس میں یہ ہے قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ یعنی جب اس شخص نے یہ عرض کیا میرا مال یعنی جو مہر میں نے دیا ہے وہ مجھے ملنا چاہیئے قِيْلَ لَا مَالَ لَكَ ۔ اس کے جواب میں کہا گیا تیرے لیے مال نہیں قائل کا نام مبہم ہے لیکن عمرو بن دینار کی روایت میں بلکہ باب المهر للمدخول علیها میں خود بطریق اسماعیل ہی کی روایت میں تصریح ہے کہ اس کے قائل خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

فَالَ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي عَجْلَانَ ۔ متلاعنین میاں بیوی تھے۔ شوہر کا نام عویمر بن عمرو اور بیوی کا نام خولہ تھا۔ ان کو بھائی اس بنا پر کہا گیا کہ اہل عرب کبھی اخ بول کر فرد مراد لیتے ہیں جیسے اخو تمیم، اخو قریش بولتے ہیں۔ مراد ہوتا ہے قبیلۂ تمیم کا فرد، قبیلۂ قریش کا فرد اسی طرح یہاں پر اخ بول کر فرد مراد ہے چونکہ دونوں بنی عجلان کے فرد تھے۔

ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ۔ ہم نے جو متن لیا ہے اس میں فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ صرف دو بار ہے لیکن بطریق سفیان بن عیینہ حضرت عمرو بن دینار کی روایت میں ثلاث مرات ہے یعنی تین بار یہ فرمایا تھا۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ ارشاد لعان سے پہلے کا ہے۔

قَالَ سُفْيَانُ حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوْبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ ۔ سفیان نے کہا میں نے اس حدیث کو عمرو بن دینار اور ایوب دونوں سے ویسے ہی سنا ہے جیسا کہ میں نے تجھ کو خبر دی۔

باب قَوْلِهِ وَاللَّائِي يَئِسْنَ

مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ أَشْهُرٍ وَّاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ص۷۰۱

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا۔ (سورۂ طلاق آیت ۴)

توضیح

نابالغہ اور وہ عورت جو سن بلوغ کو پہنچ چکی ہے مگر ابھی اسے حیض نہیں آیا ہے اور وہ بوڑھی عورتیں جن کا بڑھاپے کی وجہ سے حیض منقطع ہو گیا ہے اور اب یہ امید نہ رہی کہ حیض آئے گا ان سب کی عدت تین مہینے ہے۔

إِنِ ارْتَبْتُمْ ۔ اگر تمہیں کچھ شک ہو اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے احکام میں شک ہو اس پر قرینہ شان نزول ہے۔ جب آیۂ کریمہ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ

نازل ہوئی یعنی جن عورتوں کو طلاق دی گئی وہ اپنے آپ کو تین حیض روکے رہیں تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ حیض والیوں کی عدت ہمیں معلوم ہو گئی جو عورتیں حیض والی نہ ہوں ان کی عدت ہمیں معلوم نہیں اس پر آیۂ کریمہ نازل ہوئی قَالَ مُجَاهِدٌ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا يَحِضْنَ أَوْلَا يَحِضْنَ وَاللَّائِي قَعَدْنَ عَنِ الْحَيْضِ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ — اور امام مجاہد نے کہا وہ عورتیں جن کے بارے میں تمہیں معلوم نہیں کہ انہیں حیض آرہا ہے یا نہیں اور وہ عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں آیا ان سب کی عدت تین حیض ہے۔

باب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ۔ جن عورتوں کو طلاق ہوئی وہ اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رہیں۔

ص ۸۰۲

تشریحات

قُرُوْء اضداد میں سے ہے اس کے معنی حیض کے بھی ہیں اور طہر کے بھی ہیں ہمارے یہاں مراد حیض ہے۔ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اس سے مراد طہر ہے۔ ہر ایک کے دلائل ان کے مذہب کی کتابوں میں درج ہیں۔

ت ۶۸۷ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ فِيْمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلَاثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْاَوَّلِ وَلَا يَحْتَسِبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ يَحْتَسِبُ وَهٰذَا اَحَبُّ اِلٰى سُفْيَانَ يَعْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ — اور ابراہیم نے کہا اس کے بارے میں جس نے عدت میں نکاح کیا اور اس کے پاس اسے تین حیض آگیا۔ تو پہلے شوہر کے نکاح سے نکل گئی اور یہ حیض بعد والے کی عدت میں شمار نہیں کرے گی اور زہری نے کہا شمار کرے گی اور یہی یعنی امام زہری کا قول سفیان ثوری کو زیادہ پسند تھا۔

تشریح ۶۸۷

اس پر اتفاق ہے کہ عدت میں نکاح فاسد ہے اگر کوئی عدت میں نکاح کرے تو ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دینا فرض ہے اب مسئلہ کی صورت یوں ہوئی کہ زید نے شہر بانو کو طلاق دیا شہر بانو نے عدت ہی میں کاظم ہی سے نکاح کر لیا نکاح کے بعد کچھ دن یہ عورت کاظم کے پاس رہی پھر دونوں کو الگ کر دیا گیا اس صورت خاص میں حضرت امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ اگر کاظم کے پاس شہر بانو کو تین حیض آگیا تو زید کے نکاح سے نکل گئی اور عدت پوری ہو گئی اب اگر کاظم اور شہر بانو میں تفریق ہوئی تو یہ تین حیض کاظم کی عدت میں شمار نہ ہوں گے بلکہ شہر بانو کو اس کے لیے مستقل عدت گزارنی ہوگی جس کا حاصل یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم نخعی عدت میں تداخل کے قائل نہیں تھے — امام زہری قائل تھے اور سفیان ثوری بھی —

اور ہمارے یہاں بھی تداخل عدتین ہے۔ فرض کرو زید نے شہر بانو کو پہلی محرم کو طلاق دی شہر بانو نے دس محرم کو کاظم سے نکاح کیا کاظم نے وطی کی پھر شہر بانو کو اپنے سے الگ کر دیا اور متارکہ بھی کر لیا اس اثناء میں شہر بانو کو حیض نہیں آیا کاظم کے متارکہ کے بعد حیض آیا تو تین حیض گزرتے ہی دونوں عدتیں پوری ہو جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ يُقَالُ أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا وَيُقَالُ مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِي بَطْنِهَا ـــ معمر نے کہا عورت کا حیض قریب ہو جب بھی اور طہر قریب ہو جب بھی دونوں موقعوں پر کہا جاتا ہے أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ ـــ اور جس عورت کے کبھی حمل نہ ٹھہرا ہو اس کے بارے میں بولتے ہیں مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ ـــ سَلًى اس جھلی کو کہتے ہیں جو ماں کے پیٹ میں بچے کے اوپر منڈھی ہوتی ہے مطلب یہ ہوا کہ اس عورت کے پیٹ میں کبھی یہ جھلی پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت امام بخاری کا مطلب یہی ہے کہ قروء اضداد میں سے ہے اس کے معنی طہر کے بھی ہیں اور حیض کے بھی ہیں۔

باب قصة فاطمة بنت قيس رضي الله تعالىٰ عنها ـــــــ صفحہ ۸۰۲

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قصہ ـــــــ اور

وَقَوْلِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا ـ أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوفٍ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں عورتوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کسی صریح بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے اور عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو اس طرح کہ ان پر تنگی کرو اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان نفقہ دو یہاں تک ان کے بچے پیدا ہو جائیں پھر اگر وہ تمہارے لیے بچے کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو اور آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو اور اگر باہم مضائقہ

رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا۔
(سورہ طلاق آیت ۷)

کرو تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے والی مل جائیں گی ــــ مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا۔ اللہ کسی پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا۔

توضیح حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریشی خاتون تھیں۔ حضرت ضحاک بن قیس کی بڑی بہن تھیں ان سے دس سال بڑی تھیں۔ سابقین اولین ہجرت کرنے والی خواتین میں تھیں۔ صاحب جمال وعقل اور شریف خاتون تھیں۔ ان کی شادی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا کے لڑکے ابوعمرو بن حفص سے ہوئی تھی ــــــــ ابوعمرو بن حفص کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ یمن بھیج دیا تھا، وہیں سے انھوں نے فاطمہ بنت قیس کو تین طلاق دے دیا تھا اور اپنے چچا زاد بھائیوں حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو حکم دیا کہ فاطمہ کو عدت کے نفقہ کے لیے پانچ صاع کھجور اور پانچ صاع جو دیدیں۔ فاطمہ بنت قیس نے اسے کم جانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر شکایت کی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تیرے لیے نہ نفقہ ہے نہ سُکنیٰ اور توام شریک کے گھر جاکر عدت گزار پھر بعد میں کہلایا کہ ام شریک کے گھر مہاجرین اٹھتے بیٹھتے ہیں تو اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن ام مکتوم کے گھر عدت گزار وہ نابینا ہیں اگر گھر میں بغیر چادر کے بھی رہے گی تو کوئی حرج نہیں عدت گزر جائے تو مجھے بتانا۔ عدت گزرنے کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ مجھے دو صاحبوں نے نکاح کا پیغام دیا۔ ابوجہم اور معاویہ بن ابی سفیان نے فرمایا ابوجہم اپنی لاٹھی کاندھے پر نہیں رکھتے اور معاویہ قلاش ہیں ان کے پاس کچھ نہیں تم اُسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔ انھوں نے اسے ناپسند کیا۔ حضور نے پھر فرمایا اور حضرت اُسامہ سے نکاح کرلیا یہ نکاح بہت بہتر ہوا یہاں تک کہ عورتیں ان پر رشک کرتی تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت کو تین طلاق دے دیا جائے وہ نہ رہائشی مکان کی مستحق ہے اور نہ نان نفقہ کی۔

فاطمہ بنت قیس کی اس حدیث کو اجلۂ صحابہ کرام نے قبول نہیں فرمایا مثلاً حضرت عمر، حضرت عائشہ، حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم ــــ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

صحابۂ کرام کے مجمع عام میں فرمایا کہ ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے کہنے سے نہیں چھوڑیں گے جس سے وہم ہوا یا بھول گئی ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا ہم نہیں جانتے ہیں کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی اور ایسی عورت کے لیے سکنیٰ اور نفقہ کا فیصلہ فرمایا۔

اسی حدیث سے کچھ لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ عدت میں عورت اپنے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ عدت وفات میں اگر اس کے پاس نفقہ نہ ہو تو بقدر نفقہ کام کرنے کے لیے دن میں جا سکتی ہے مگر یہ ضروری ہے کہ رات گھر میں آکے گزارے، طلاق کی عدت میں نہیں جا سکتی نہ دن میں نہ رات میں۔

امام بخاری نے جو آیتیں نقل کی ہیں کہ مطلقہ عدت کا نان نفقہ اور سکنیٰ عدت کے دنوں میں شوہر پر واجب ہے جب کہ یہ عدت عدت طلاق ہو۔

حدیث ۲۴۳۲

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا

قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ان دونوں نے سنا یہ دونوں ذکر کرتے

يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

ہیں کہ یحییٰ بن سعید بن العاص نے عبد الرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق دے دیا عبد الرحمٰن اپنی اس لڑکی کو

الْحَكَمِ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ

اپنے گھر لایا اس کا علم جب ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہوا تو انہوں نے مروان کے پاس

إِلَى مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ إِتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدْهَا إِلَى بَيْتِهَا قَالَ

پیغام بھیجا وہ اس وقت مدینہ کا امیر تھا کہ اللہ سے ڈر اور عبد الرحمٰن کی لڑکی کو اس کے گھر واپس کر۔

مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي وَقَالَ

سلیمان کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا مجھ پر عبد الرحمٰن غالب آگیا اور قاسم بن محمد کی روایت میں

الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ

ہے کہ مروان نے کہا کیا آپ تک فاطمہ بنت قیس کا قصہ نہیں پہنچا ہے ام المومنین نے فرمایا فاطمہ کی

لَا يَضُرُّكِ اَلَّا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ

حدیث کو ذکر کرنا تجھے مناسب نہیں تو مروان نے کہا کہ اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ فاطمہ کو اس کے گھر سے کسی حرج

فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ۔

کی وجہ سے دوسرے گھر میں عدت گزارنے کی اجازت تھی تو آپ کے اطمینان کے لیے یہ کافی ہے کہ ان دونوں کے درمیان بھی شر ہے۔

تشریحات ۲۴۳۲

یحییٰ کا باپ سعید بن عاص بن اُمیہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مدینہ طیبہ کا والی رہ چکا ہے۔ اسی کا بیٹا عمرو بن سعید ہے جس کو لوگ اشدق کہتے تھے یہ یزید کی طرف سے مدینہ طیبہ کا والی تھا۔ عبدالرحمٰن بن حکم مروان کا حقیقی بھائی تھا۔ اس کی اس لڑکی کا نام عمرہ تھا۔

غَلَبَنِيْ ــ یعنی عبدالرحمٰن نے میری بات نہیں مانی یا مطلب یہ ہے کہ اس نے ایسا عذر بیان کیا جس کے سبب سے وہ یحییٰ کے گھر نہیں رہ سکتی ہے مثلاً یحییٰ کے گھر والے اس کو ستاتے ہوں یا یہ عورت تیز طرار گالی گلوج بکنے والی ہو۔

لَا يَضُرُّكِ ــ عام شراح نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ ام المومنین کی مراد یہ تھی کہ فاطمہ کی حدیث سے تجھ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا کیونکہ فاطمہ کے شوہر کا مکان مدینہ کے کنارے تھا جہاں فاطمہ کو اکیلے رہنے میں خطرہ تھا یا یہ کہ فاطمہ تیز زبان تھیں اور اپنے دیوروں کو جو جی میں آتا کہہ ڈالتیں جس سے لڑائی جھگڑے کا ماحول رہتا تھا اس بنا پر ان کو اجازت دی گئی کہ وہ دوسرے گھر میں عدت گزاریں۔ مروان نے جواب میں کہا کہ وہی بات یہاں بھی ہے اس لیے باپ کے یہاں عدت گزارنے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث ۲۴۳۳

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا فاطمہ کا

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ اَنْ لَا تَتَّقِيَ اللّٰهَ يَعْنِيْ

کیا حال ہے؟ اپنے اس کہنے میں اللہ سے کیوں نہیں ڈرتی کہ اس کے لیے

فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ۔

نہ سکنیٰ ہے نہ نفقہ۔

حدیث ۲۴۳۴

قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ أَلَمْ تَرَيْ إِلَى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ أَلَمْ تَسْمَعِي فِي قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ أَمَا إِنَّهَا لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِي ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيثِ.

عروہ بن زبیر نے ام المومنین حضرت عائشہ سے فرمایا کیا آپ نے فلانہ بنت حکم کو نہیں دیکھا کہ اس کے شوہر نے اس کو قطعی طلاق دیا اور وہ اس کے گھر سے چلی آئی ام المومنین نے فرمایا اس نے برا کیا عروہ نے کہا کیا آپ نے فاطمہ کا قول نہیں سُنا فرمایا سنو حکم کی بیٹی کے لیے اس حدیث کے ذکر میں کوئی بھلائی نہیں۔

تشریح ۲۴۳۴

بھلائی نہیں کا مطلب یہ ہے کہ فاطمہ بنت قیس کا قصہ عبد الرحمن بن حکم کی لڑکی کو مفید نہیں اولاً اس بنا پر کہ یہ روایت قرآن کی نص صریح کے معارض ہے یا اس بنا پر کہ فاطمہ کو عذر کی بنا پر دوسری جگہ عدت گزارنے کی اجازت ملی تھی اور حکم کی بیٹی کے لیے وہ عذر نہیں۔

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِي مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا أَوْ تَبْذُوَ عَلَى أَهْلِهَا بِفَاحِشَةٍ ص ۸۰۲

مطلقہ کو اپنے شوہر کے گھر میں رہنے پر جب یہ اندیشہ ہو کہ وہاں بھیڑ رہے گی یا وہ عورت گھر والوں سے بدزبانی کرے۔

حدیث ۲۴۳۵

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَبَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عروہ سے روایت ہے کہ عدت کے دنوں میں شوہر کے گھر سے نکلنے کو ام المومنین حضرت عائشہ نے سخت تر معیوب جانا اور فرمایا کہ فاطمہ اکیلے خوف ناک مکان میں مدینہ کے کنارے تھیں اسی لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دوسرے مکان میں عدت گزارنے کی اجازت دی۔

بَابُ تُحِدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. ص ۸۰۳

جس عورت کے شوہر کی وفات ہو گئی ہو وہ چار مہینے دس دن سوگ منائے گی۔

ت ۶۸۸

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا أَرَى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا الطِّيبَ لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ۔

اور زہری نے کہا میں جائز نہیں جانتا جس بچی کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو وہ خوشبو کے قریب ہو کیونکہ اس پر عدت ہے۔

حدیث ۲۴۳۶

قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَنَكْحُلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذَالِكَ يَقُولُ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ قَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا حَتَّى تَمُرَّ لَهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّ مَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ

زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ میں نے (اپنی والدہ) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا فرماتی تھیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیٹی کے شوہر کی وفات ہوگئی ہے اور اس کی آنکھ دکھ رہی ہے تو کیا ہم اسے سرمہ لگا دیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ دو بار یا تین بار ہر بار فرماتے تھے نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن ہے اور تم جاہلیت میں سال پورا ہونے پر مینگنی پھینکتی تھی ــــ حمید نے زینب سے پوچھا سال بھر پر مینگنی پھینکنے کا کیا قصہ ہے تو زینب نے کہا جب کسی عورت کے شوہر کی وفات ہو جاتی تو وہ ایک انتہائی تنگ مکان کے اندر رہتی اور سب سے خراب کپڑا پہنتی اور خوشبو نہیں سونگھتی یہاں تک کہ اس پر سال گزر جاتا پھر کوئی چوپایہ گدھا یا بکری یا کوئی چڑیا لائی جاتی جس کے پیٹھ اور کھال پر وہ عورت ہاتھ پھیرتی۔ ایسا

اِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطٰی بَعْرَۃً فَتَرْمِیْ ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ

جانور کم ہی بچتا اکثر مرجاتا پھر وہ عورت باہر نکلتی اسے اونٹ کی مینگنی دی جاتی جسے پھینکتی اس کے بعد یہ عورت

طِیْبٍ اَوْ غَیْرِہٖ۔ سُئِلَ مَالِکٌ مَا تَفْتَضُّ بِہٖ قَالَ تَمْسَحُ بِہٖ جِلْدَھَا۔

خوشبو وغیرہ جو چاہتی استعمال کرتی۔ امام مالک سے پوچھا گیا تفتض کے کیا معنی ہیں فرمایا اس کی کھال کو چھوتی۔

تشریحات ۲۴۳۶

اس کے بعد والی روایت میں یہ ہے تَمَکَّثُ فِیْ شَرِّ اَحْلَاسِھَا اَوْ شَرِّ بَیْتِھَا ــــ وہ سب سے خراب ٹاٹ یا سب سے خراب گھر میں رہتی۔ اور آگے ہے فَمَرَّ کَلْبٌ۔ سال گزرنے پر کوئی کتا گزرتا۔ اس روایت کو سامنے رکھتے ہوئے سابق روایت میں مذکور لفظ دَابَّۃ کے لغوی معنی مراد ہوں گے عرفی معنی نہیں۔ عرفی معنیٰ کے اعتبار سے دَابَّۃ کا اطلاق کتے پر نہیں ہوتا لیکن لغوی معنیٰ کے اعتبار سے زمین پر ہر چلنے والے رینگنے والے کو دابۃ کہتے ہیں ــ آنے والی بیوی کا نام عاتکہ بنت جہم تھا۔ اس حدیث میں آنکھ دکھنے کی حالت میں بھی سرمہ لگانے کی ممانعت تنزیہی کے لیے ہے۔ اگر تکلیف شدید ہو تو سرمہ لگانے کی اجازت ہے آج کل آنکھ دکھنے کی بہت سی دوائیں ایجاد ہو چکی ہیں جن میں مطلق زینت نہیں۔ انہیں استعمال کرے۔ اور عہد رسالت میں بھی ایسی دوائیں رہی ہوں گی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ سرمے کے بجائے اور کوئی علاج کرو جس میں زینت نہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ مَھْرِ الْبَغِیِّ وَالنِّکَاحِ الْفَاسِدِ۔ زانیہ اور نکاح فاسد کا مہر۔

صـ ۸۰۵

تشریح بَغِیٌّ فَعِیْلٌ کے وزن پر بَغَاءٌ سے ہے اسم فاعل کے معنی میں ــ یہ مرد عورت دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس کی جمع بَغَایَا ہے۔ زانیہ کا کوئی مہر نہیں یہاں مراد اجرت ہے جو مال خبیث و حرام ہے۔ البتہ نکاح فاسد میں وطی کے بعد مہر واجب ہے۔

ف ۶۰۹ وَقَالَ الْحَسَنُ اِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَۃً وَھُوَ لَا یَشْعُرُ فُرِّقَ بَیْنَھُمَا

اور امام حسن بصری نے فرمایا جب کسی محرم عورت سے شادی کرے اور جانتا نہ ہو تو ان دونوں

وَلَھَا مَا اَخَذَتْ وَلَیْسَ لَھَا غَیْرُہٗ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ یُعْطِیْھَا صَدَاقَھَا۔

کے درمیان تفریق کردی جائے گی اور تفریق سے قبل عورت نے جو کچھ لیا وہ اس کا ہے پھر بعد میں کہا اس کو اس کا مہر دے۔

ہمارے یہاں اگر وطی ہوگئی ہے تو مہر بھی واجب ہے اور عدت کے ایام کا نفقہ اور سکنیٰ بھی۔

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا

بِقَوْلِهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ إِلَى قَوْلِهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَقَوْلِهِ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ۔

اس عورت کے لیے متعہ ہے جس کا مہر مقرر نہ ہوا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اور تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو حالانکہ ابھی تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر نہ کیا ہو اور ان کو کچھ استعمال کرنے کو دو مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگ دست پر اسکے لائق اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے جن عورتوں کو طلاق ہوگئی ان کو مناسب طور پر نان و نفقہ دو اور یہ پرہیزگاروں پر واجب ہے۔

صـ ۸۰۵

ت	فَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُلَاعِنَةِ مُتْعَةً
۶۹۰	اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعان کرنے والی عورت کے بارے میں
	حَتَّى طَلَّقَهَا زَوْجُهَا
	متعہ کو ذکر نہیں فرمایا یہاں تک کہ اس کا شوہر اس کو طلاق دے دے۔

تشریح ۶۹۰

امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ لعان کی جو روایتیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہیں کسی میں لعان کرنے والی کے لیے متعہ مذکور نہیں، ہاں لعان کرنے والا مرد طلاق دے دے تو دوسری بات ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ لعان کے بعد تفریق ہوگئی۔ نکاح باقی نہ رہا۔ اب طلاق کیسی۔ اور حدیث میں جو طلاق کا ذکر ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے نہیں تھا انہوں نے از خود دیا تھا۔ اور تفریق سے پہلے دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب النفقات ص۸۰۵ نفقات کا بیان

باب فضل النفقۃ علی الاھل ـــــ اہل و عیال پر خرچ کرنے کی فضیلت

وقولہ ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو الی قولہ فی الدنیا والاخرۃ.

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرمادو جو فاضل بچے۔ اسی طرح تم سے اللہ تعالیٰ آیتیں بیان فرماتا ہے۔ تاکہ تم دنیا اور آخرت میں فکر کرو۔

ت ۶۹۱ قال الحسن العفو الفضل.

امام حسن بصری نے فرمایا کہ اس آیت میں عفو سے مراد وہ مال ہے جو فاضل ہو۔

حدیث ۲۴۳۷ — عن ابی الغیث عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الساعی علی الارملۃ والمسکین

بیوہ عورتوں اور مسکین کو کما کر کھلانے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے یا رات میں قیام کرنے

کالمجاھد فی سبیل اللہ او القائم اللیل والصائم النھار عہ

والے دن میں روزہ رکھنے والے کی طرح ہے

تشریحات: کتاب الادب میں قعنبی کی روایت سے امام مالک سے یہ ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فرمایا مثل اس کے ہے جو شب بیداری کرتا ہے اور تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کے مثل ہے جو روزہ چھوڑتا نہیں ساعی سے مراد وہ شخص ہے جو بیوہ گان اور مسکینوں کی خبر گیری کرتا رہتا ہے۔ ان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے۔

عہ باب الساعی علی الارملۃ ص۸۸۸ باب الساعی علی المسکین ص۸۸۸ مسلم زھد، ترمذی بر، نسائی، زکوٰۃ، ابن ماجہ تجارات، مسند امام احمد جلد دوم صفحہ ۳۶۱۔

بَابُ وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ ط۸۰۶ اہل وعیال پر نفقہ کا واجب ہونا

حدیث ۲۴۳۸

حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ تَقُولُ الْمَرْأَةُ إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ أَطْعِمْنِي إِلَى مَنْ تَدَعُنِي قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ كِيْسِ أَبِي هُرَيْرَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو آدمی کو محتاج نہ بنا دے اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے اس پر خرچ کر جو تیرے عیال میں ہے ورنہ عورت کہے گی یا تو مجھے کھانا دے یا تو مجھے طلاق دے اور غلام کہے گا کہ مجھے کھلا اور کام میں لگا۔ اور بیٹا کہے گا کہ مجھے کھانا دے کس کے حوالہ کر کے مجھے چھوڑ تا ہے لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ یہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرمایا یہ ابوہریرہ کی سمجھ سے ہے۔

تشریحات ۲۴۳۸

اس حدیث میں تقول المرأۃ سے آخر تک حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے جو انہوں نے حدیث کے اس جملہ سے "وابدأ بمن تعول" پہلے ان پر خرچ کرو جو تمہارے عیال میں ہیں سے استنباط فرمایا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر اپنے اہل وعیال کو نفقہ نہ دوگے تو بیوی وہ کہے گی غلام وہ کہے گا بیٹا وہ کہے گا۔ اور یہ استخراج اپنی جگہ پر درست ہے۔ وابدأ فعل امر ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اسی سے بات ثابت ہے کہ اہل وعیال پر نفقہ واجب ہے۔ اس کی پوری تفصیل کتب فقہ میں دیکھی جائے۔

بَابُ حَبْسِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلَى أَهْلِهِ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ۔ صـ۸۰۶

آدمی کو اپنے اہل کے لیے ایک سال کی خوراک کا روکنا اور اہل وعیال کے نفقات کیسے ہیں۔

حدیث ۲۴۳۹

قَالَ لِیْ مَعْمَرٌ قَالَ لِیَ الثَّوْرِیُّ هَلْ سَمِعْتَ فِی الرَّجُلِ
معمر نے کہا کہ مجھ سے سفیان ثوری نے پوچھا کیا تو نے اس شخص کے بارے میں

یَجْمَعُ لِأَهْلِهِ قُوْتَ سَنَتِهِ أَوْ بَعْضِ السَّنَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَلَمْ یَحْضُرْنِیْ
کچھ سنا ہے جو اپنے اہل کے لیے سال بھر یا سال کے کچھ حصہ کی خوراک جمع رکھتا ہے

ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِیْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابِ الزُّهْرِیُّ عَنْ مَالِكِ ابْنِ
تو معمر نے کہا اس وقت میرے ذہن میں کوئی بات نہیں آئی اس کے بعد مجھے ایک حدیث یاد

أَوْسٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔ أَنَّ النَّبِیَّ
آئی جسے ابن شہاب زہری نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ حضرت عمر سے مروی ہے کہ

صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَبِیْعُ نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَیَحْبِسُ لِأَهْلِهِ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے کھجور کے باغ کی (پیداوار) بیچتے تھے اور اپنے

قُوْتَ سَنَتِهِمْ۔
اہل کے لیے سال بھر کی خوراک بچا رکھتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَالْوَالِدَاتُ

یُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُّمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَیْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاتَّقُوا اللهَ وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ وَقَالَ وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا وَقَالَ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ أُخْرٰى

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ حکم اس کے لیے ہے جو رضاعت کی مدت پوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا پہننا ہے حسب دستور کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر۔ ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچے سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں ضرر نہ دے اپنے بچے کو اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر گناہ نہیں اور اگر تم

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتٰهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰهَا سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا

(سورہ بقرہ آیت ۲۳۳، سورۂ احقاف آیت ۱۵، سورہ طلاق آیت ۶-۷)

چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کر دو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور جان رکھو اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (اور فرمایا) اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھوڑنا تیس ۳۰ ماہ میں ہے۔ ۱. احقاف آیت ۱۵۔ بقرہ آیت ۲۳۳

توضیح

اپنے بچے کو دودھ پلانا ماں پر واجب ہے خواہ وہ بچے کے باپ کے نکاح میں ہو یا نہ ہو۔ بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ پلانے کی قدرت واستطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی دایہ نہ مل سکے یا بچہ ماں کے سوا اور کسی کا دودھ نہیں پیتا ہو ــــ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچے کی پرورش خاص ماں کے دودھ پہ موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں مستحب ہے۔ حولین کاملین پورے دو سال بچے کو دودھ پلانا واجب نہیں اگر اس سے کم میں بچہ بغیر دودھ کے جی سکے تو چھڑایا جا سکتا ہے ــــ بچے کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے۔ اگر باپ کو وسعت ہو تو دودھ پلانے والی مقرر کرے۔ شوہر اپنی زوجہ پر بچے کو دودھ پلانے کے لیے جبر نہیں کر سکتا ہے اور نہ عورت شوہر سے بچے کو دودھ پلانے کی اجرت طلب کر سکتی ہے۔ جب تک اس کے نکاح یا عدت میں ہے۔ ہاں اگر نکاح سے باہر ہو گئی ہے اور عدت گزر چکی ہے تب بچے کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچے کو دودھ پلانے پر با اجرت مقرر کیا۔ اور اس کی ماں اسی اجرت پر یا بلا اجرت دودھ پلانے پر راضی ہے تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اجرت طلب کی تو مستحق نہیں ہے۔

لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ مطلب یہ ہے ماں کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ اس کو وقت پہ دودھ نہ دے یا اس کی نگرانی نہ رکھے یا بلا وجہ زدوکوب کرے یا اپنے ساتھ مانوس کر لینے کے بعد چھوڑ دے۔ اور باپ کا بچے کو ضرر دینا یہ ہے کہ جو بچہ ماں سے مانوس ہو اسے ماں سے چھین لے۔ یا ماں کو حق پرورش حاصل ہو تو اس کے پاس نہ رہنے دے یا ماں کے حق میں کوتاہی کرے جس سے بچے کو ضرر کا اندیشہ ہو۔ مثلاً پوری خوراک نہیں دیتا جس کی وجہ سے دودھ کم ہو گیا۔

حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ــ اس آیت سے ثابت ہوا کہ اقل مدت حمل چھ ۶ ماہ ہے اس لیے کہ اوپر گزر چکا کہ مدت رضاعت دو سال ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مدت رضاعت دو سال ہے۔ چھ ماہ مدت حمل دو سال مدت رضاعت حضرت امام اعظم فرماتے ہیں کہ مدت رضاعت ڈھائی سال ہے۔ احتیاطاً فتویٰ یہ دیا جاتا ہے کہ بچے کو دو

سال سے زیادہ دودھ پلانا جائز نہیں لیکن اگر کوئی بچہ ڈھائی سال کی عمر میں کسی عورت کا دودھ پی لے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی ۔ اس سلسلے میں ما لہ وما علیہ کی پوری بحث اصول فقہ اور فقہ کی شروح میں ہیں ۔ پس اگر تم اتفاق رائے نہ کر سکو تو دوسری عورت اسے دودھ پلائے۔ وسعت والا اپنی وسعت بھر خرچ کرے۔ مطلب یہ ہے کہ ماں بہ نسبت دائی کے زیادہ اجرت مانگتی ہو اور باپ زیادہ اجرت دینے پر راضی نہ ہو تو ماں کو استحقاق نہیں۔

ت وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَهَى اللهُ اَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا
۶۹۲ یونس نے کہا امام زہری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا کہ والدہ کو
وَذَالِكَ اَنْ تَقُوْلَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ وَهِيَ اَمْثَلُ لَهُ غِذَاءً وَ
بچے کی وجہ سے ضرر دیا جائے اور یہ ایسے ہے کہ ماں کہے میں اسے دودھ نہیں پلاؤں گی حالانکہ اس کا دودھ بچے کے
اَشْفَقُ عَلَيْهِ وَاَرْفَقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا فَلَيْسَ لَهَا اَنْ تَاْبٰى بَعْدَ اَنْ
لیے بطور غذا زیادہ موافق ہے اور وہ بچے پر زیادہ مہربان ہے بہ نسبت دوسرے کے۔ تو اسے جائز
يُعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمَوْلُوْدِ لَهُ اَنْ يُضَارَّ
نہیں کہ اگر اس کا شوہر اپنے پاس سے اتنا دے جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے تو دودھ پلانے سے
بِوَلَدِهِ وَالِدَتَهُ فَيَمْنَعَهَا اَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَهَا اِلٰى غَيْرِهَا
انکار کرے۔ اور اسی طرح باپ کو بھی جائز نہیں کہ بچے کی وجہ سے اس کی ماں کو ضرر پہونچائے کہ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَسْتَرْضِعَا عَنْ طِيْبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ
اسے تکلیف پہونچانے کی نیت سے دودھ پلانے سے روک دے
فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا بَعْدَ اَنْ يَكُوْنَ ذَالِكَ عَنْ
اور کسی عورت کو دے دے۔ اور ان دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ
تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فِصَالُهُ فِطَامُهُ۔
ماں باپ باہمی رضامندی سے کسی اور سے دودھ پلوائیں۔

پس اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں جبکہ یہ باہمی رضامندی اور مشورہ سے ہو۔ فصالہ سے مراد بچے کا دودھ چھڑانا ہے۔

بَابُ اِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ جب کوئی خرچہ نہ دے تو عورت کو جائز

فَلِلْمَرْأَةِ اَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهٖ مَا يَكْفِيهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوْفِ ص۸۰۸

ہے کہ اسے جتائے بغیر اتنا لے لے جو اسے اور اس کی اولاد کو دستور کے مطابق کافی ہو۔

حدیث ۲۴۴۰

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہندہ بنت عتبہ

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ

نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان بخیل آدمی ہیں مجھے اتنا نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں

وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا

کو کافی ہو لیکن وہ جو میں لے لوں بغیر ان کے علم کے فرمایا اتنا لے لے جو دستور کے مطابق

يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ۔

تجھے اور تیرے بچوں کو کافی ہو۔

تشریحات ۲۴۴۰ بیوی کا نفقہ شوہر پر اور بچوں کا نفقہ باپ پر واجب ہے استطاعت ہوتے ہوئے جب شوہر یا باپ کمی کرے تو بقدر ضرورت دستور کے مطابق اس کے مال سے بغیر اسے بتائے ہوئے لینا جائز ہے۔ ضرورت سے زیادہ لینا جائز نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاطعمۃ صفہ ۸۰۹ کھانے کی چیزوں کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَقَوْلِہٖ کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ وَقَوْلِہٖ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ صفہ ۸۰۹

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان ان پاک چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دیا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان ان پاک چیزوں سے کھاؤ جو تم نے کمایا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو۔

توضیح طیبات کے معنی اچھی پاکیزہ چیزیں ہیں اور یہاں مراد حلال چیزیں ہیں۔

حدیث ۲۴۴۱ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ طَعَامٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ حَتّٰی قُبِضَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین دن تک مسلسل پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا یہاں تک کہ حضور کا وصال ہو گیا۔

حدیث ۲۴۴۲ وَعَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَصَابَنِیْ جُھْدٌ شَدِیْدٌ فَلَقِیْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَأْتُہٗ اٰیَۃً مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَدَخَلَ دَارَہٗ وَفَتَحَھَا عَلَیَّ فَمَشَیْتُ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْھِیْ مِنَ الْجُھْدِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نے کہا کہ مجھے فاقہ کی وجہ سے شدید مشقت پہونچی تو میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے اللہ عزوجل کی کتاب سے ایک آیت پڑھنے کو کہا وہ اپنے گھر کے اندر چلے گئے اور وہ آیت مجھے پڑھ کر سنادی میں تھوڑی دور چلا کہ مشقت کی وجہ

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰی رَأْسِیْ فَقَالَ یَا اَبَاھِرٍّ فَقُلْتُ لَبَّیْكَ

سے منہ کے بل گر پڑا آنکھ کھلی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے سر پر کھڑے ہیں اور فرمایا

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَقَامَنِیْ وَعَرَفَ الَّذِیْ بِیْ

اے ابا ہر میں نے عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور حاضر ہوں حضور نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کیا اور میرا جو

فَانْطَلَقَ بِیْ اِلٰی رَحْلِهٖ فَاَمَرَ لِیْ بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ

حال تھا پہچان لیا اور مجھے اپنے کاشانہ مبارک لے گئے اور حکم دیا کہ مجھے ایک پیالے میں بھر کر دودھ دیا

قَالَ عُدْ یَا اَبَاھُرَیْرَۃَ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ

جائے میں نے اس میں سے پیا پھر فرمایا دوبارہ پی لے ابوہریرہ میں نے دوبارہ پیا پھر فرمایا اور پی میں نے اتنا پیا

فَشَرِبْتُ حَتّٰی اسْتَوٰی بَطْنِیْ فَصَارَ کَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِیْتُ عُمَرَ

کہ میرا پیٹ تیر کی طرح سیدھا ہو گیا حضرت ابوہریرہ نے کہا پھر میں نے حضرت عمر سے ملاقات کی اور ان سے پورا واقعہ

وَذَکَرْتُ لَهٗ الَّذِیْ کَانَ مِنْ اَمْرِیْ وَقُلْتُ لَهٗ تَوَلَّی اللّٰهُ ذٰلِكَ مَنْ

ذکر کیا اور میں نے ان سے کہا اللہ نے یہ کام اس کے سپرد فرمایا جو آپ سے زیادہ اس کا حقدار تھا اے عمر واللہ میں

کَانَ اَحَقَّ بِهٖ مِنْكَ یَا عُمَرُ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُكَ الْاٰیَۃَ وَلَاَنَا اَقْرَاُ

نے آپ سے ایک آیت پڑھنے کو کہا تھا حالانکہ میں اس آیت کا تم سے زیادہ پڑھنے والا

لَھَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَکُوْنَ اَدْخَلْتُكَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ

تھا حضرت عمر نے فرمایا۔ واللہ اس حال میں تم کو اپنے گھر لانا مجھے زیادہ پیارا ہوتا بہ نسبت اس کے کہ میرے لیے سرخ اونٹ ہوتے۔

تشریحات [۲۴۴۲]: ـ وعن ابی حازم مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث بھی پہلی سند کے ساتھ مروی ہے۔ جُہد کے معنی مشقت کے ہیں مراد یہ ہے کہ بھوک کی وجہ سے میں شدید اذیت میں تھا۔ یہ حدیث مفصل گزر چکی ہے یہاں اختصار کے ساتھ ہے مگر کچھ مزید باتیں بھی ہیں اس لیے میں نے اس کو دوبارہ لکھا۔

بَابُ التَّسْمِیَۃِ عَلَی الطَّعَامِ وَالْاَکْلِ بِالْیَمِیْنِ صفحہ ۸۰۹

کھانے پر بسم اللہ پڑھنا اور داہنے ہاتھ سے کھانا۔

حدیث ۲۴۴۳

اِنَّہٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ اَبِیْ سَلَمَۃَ یَقُوْلُ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ فَمَا زَالَتْ تِلْکَ طُعْمَتِیْ بَعْدُ۔

انہوں نے عمر ابن ابی سلمہ سے سنا کہ میں بچہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف جاتا تھا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بچے بسم اللہ پڑھ اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے قریب سے کھا اس کے بعد میرے کھانے کا یہی طریقہ رہا۔

بَابُ التَّیَمُّنِ فِی الْاَکْلِ وَغَیْرِہٖ صفہ ۸۱۰

کھانے وغیرہ میں داہنے ہاتھ سے شروع کرنا۔

حدیث ۲۴۴۴

عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ التَّیَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِیْ طُھُوْرِہٖ وَتَنَعُّلِہٖ وَتَرَجُّلِہٖ وَکَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ ھٰذَا فِیْ شَانِہٖ کُلِّہٖ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم داہنے کو پسند فرماتے جہاں تک ہو سکتا۔ اپنی طہارت میں اور نعلین پہننے میں اور کنگھا کرنے میں اور شعبہ نے واسط میں اس کے پہلے یہ زائد بیان کیا تھا اپنے ہر کام میں۔

بَابُ مَنْ اَکَلَ حَتّٰی شَبِعَ صفہ ۸۱

جس نے پیٹ بھر کھانا کھایا۔

حدیث ۲۴۴۵

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَیْنِ اَلتَّمْرِ وَالْمَاءِ [۱]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس وقت ہوا جب ہم دو کالی چیزوں یعنی کھجور اور پانی پیٹ بھر کھانے لگے تھے۔

تشریحات ۲۴۴۵: اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ ابتداء میں پیٹ بھر کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا

---

[۱] اطعمہ، باب الرطب والتمر صفہ ۸۱۸

اخیر میں فراخی آئی اور یہ خیبر فتح ہونے کے بعد حاصل ہوئی۔ غزوۂ خیبر میں خود ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث گزری فرماتی ہیں جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہم پیٹ بھر کھجور کھائیں گے۔ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث گزری انہوں نے فرمایا ہم نے پیٹ بھر نہیں کھایا یہاں تک کہ ہم نے خیبر فتح کیا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پانی کا رنگ کالا ہے یہی وجہ ہے کہ سفید کپڑے پر پانی کی چھینٹیں پڑتی ہیں تو دھبے سیاہ نظر آتے ہیں۔ احیاء العلوم میں ہے کہ کھانے کی حد سات درجے ہے اول جس سے زندگی باقی رہے۔ دوسرے اتنا کھائے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور روزہ رکھ سکے یہ دونوں واجب ہیں تیسرے اتنا زیادہ کھائے کہ نوافل ادا کرنے کی قوت ہو۔ چوتھے اتنا کھائے کہ کسب پر قادر ہو۔ یہ دونوں مستحب ہیں۔ پانچویں تہائی پیٹ تک کھائے یہ مباح ہے چھٹے یہ کہ اس سے زیادہ کھائے جس سے بدن بوجھل ہو جائے اور نیند زیادہ آئے ساتویں یہ کہ اتنا زیادہ کھائے کہ بدہضمی ہو جائے یہ حرام ہے۔

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْاَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ۔ صـ ۸۱۱

پتلی روٹی اور خوان اور سفرہ پہ کھانے کا باب۔

حدیث ۲۴۴۶ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ فَقَالَ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوْطَةً حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔

قتادہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہم حضرت انس کے پاس تھے اور وہیں ان کا روٹی پکانے والا بھی تھا تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی نرم روٹی اور نہ بھنی ہوئی بکری کھائی یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے ملاقات کی

تشریحات ۲۴۴۶: خبز مرقق ایسی روٹی جو بہت پتلی اور نرم ہو اس عہد میں تنور میں موٹی روٹیاں پکتی تھیں اور چھلنیاں بھی نہیں تھیں موٹے آٹے کی جس میں بھوسی ملی ہوئی ہوتی۔ روٹیاں پکا کرتی تھیں۔ مَسْمُوْطَةٌ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ گرم پانی میں بکری کو ڈال کر بال اتار دیتے بھرا سے بھون کر کھاتے۔ اصل میں چھوٹے بچے ذبح کیے جاتے تو ان کے بالوں کو گرم پانی سے اتار دیتے پھر بھون کر کھاتے۔ اب حاصل یہ ہوا کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ جیسے لوگ بطریق مذکور کھاتے تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھایا اور اس سے بھی مراد یہ ہے کہ اکثر یعنی اس کے کھانے کی عادت نہیں تھی۔ ورنہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات ایسی بھنی ہوئی بکری کھائی ہے۔

حدیث ۲۴۴۷

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عَلٰی سُکُرُّجَۃٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا اَکَلَ عَلٰی خِوَانٍ قَطُّ قِیْلَ لِقَتَادَةَ فَعَلٰی مَا کَانُوْا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چھوٹی پیالیوں میں کھایا ہو اور نہ کبھی حضور کے لیے پتلی نرم روٹی بنائی گئی اور نہ کبھی خوان پر کھایا۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ لوگ کس پر کھاتے تھے فرمایا سفرہ پر۔

تشریحات ۲۴۴۷

سُکُرُّجَۃٍ۔ اس میں صحیح لغت یہ ہے کہ سین اور کاف اور رمشدّد کو ضمہ اور جیم کو فتحہ اس کے معنی ہیں چھوٹی چھوٹی پیالیاں چوں کہ اس وقت عرب میں کھانے کے لئے چھوٹے چھوٹے برتن نہیں تھے ان کی عادت تھی کہ بڑے بڑے برتنوں میں کھانا نکال کر سب لوگ اکٹھا کھاتے تھے۔ اس لئے اس حدیث سے چھوٹے برتنوں میں کھانے کی کراہیت پر دلیل لانا درست نہیں ہے۔

خِوَان۔ اس میں دونوں لغت ہے خاء کو فتحہ اور کسرہ عجمیوں کی عادت تھی کہ وہ تپائی کی طرح دسترخوان اونچا بناتے تھے جس پر کھانا رکھ کر کھاتے تھے تاکہ کھانے میں سر نہ جھکانا پڑے۔ اسی تپائی کو خوان کہتے تھے۔ عرب میں خوان کا رواج نہیں تھا۔ زمین پر چمڑا وغیرہ بچھا کر اس پر رکھ کر کھانا کھاتے تھے۔ خوان پر کھانا کھانا اس بنا پر ناپسندیدہ ہے کہ اس میں متکبرین کے ساتھ مشابہت ہے۔

حدیث ۲۴۴۸

حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْهِ وَعَنْ وَهْبِ بْنِ کَیْسَانَ قَالَ کَانَ اَهْلُ الشَّامِ یُعَیِّرُوْنَ ابْنَ الزُّبَیْرِ یَقُوْلُوْنَ یَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَیْنِ فَقَالَتْ لَہٗ اَسْمَاءُ یَا بُنَیَّ اِنَّهُمْ یُعَیِّرُوْنَکَ بِالنِّطَاقَیْنِ هَلْ تَدْرِیْ مَا کَانَ النِّطَاقَانِ اِنَّمَا کَانَ نِطَاقِیْ شَقَقْتُہٗ نِصْفَیْنِ فَاَوْکَیْتُ قِرْبَۃَ

عروہ بن زبیر اور وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ اہل شام ابن زبیر کو عار دلانے کیلئے کہتے اے ذات النطاقین کے بیٹے اس پر اسماء نے ان سے کہا اے بیٹے! وہ تم کو نطاقین کے ساتھ عار دلاتے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو دو نطاق نہیں تھا میرا ایک نطاق تھا جس کو میں نے شب ہجرت آدھا آدھا پھاڑا ایک سے رسول اللہ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَحَدِھِمَا وَجَعَلْتُ فِیْ سُفْرَتِہٖ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشک کا مُنھ باندھا اور دوسرے سے توشہ دان کا مُنھ
اٰخَرَ قَالَ فَکَانَ اَھْلُ الشَّامِ اِذَا عَیَّرُوْہُ بِالنِّطَاقَیْنِ یَقُوْلُ اِیْھًا
باندھا اس کے بعد اہل شام جب عبد اللہ بن زبیر کو نطاقین کے ساتھ عار دلاتے تو کہتے ہاں
وَالْاِلٰہِ تِلْکَ شَکَاۃٌ ظَاھِرٌ عَنْکَ عَارُھَا
بخدا یہ سچ ہے۔ یہ جو تم چلاّ کر کہتے ہو اس میں کوئی عار نہیں۔

تشریحات ۴۸ ۴ ۲ ہجرت کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے توزادِ راہ کے لیے ایک مشک پانی اور تھیلے میں کھانا رکھا گیا۔ مشک کا مُنھ باندھنے اور توشہ دان کا مُنھ باندھنے کے لیے کوئی رسّی نہیں ملی تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا پٹو کا پھاڑ دیا آدھے سے مشک کا مُنھ باندھا اور آدھے سے توشہ دان۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوش ہوکر ان کو فرمایا تم ذات النطاقین ہو۔ یہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے فخر کی بات تھی جسے حجاج بن یوسف کے لشکری بطور طعن بولتے تھے۔ آزاد شریف عورتیں صرف ایک نطاق باندھتی تھیں ـــــ اور خادمائیں دو دو نطاق۔

ذَاتُ النِّطَاقَیْن کنایہ ہے خادمہ سے اس طرح یہ طعن ہو گیا۔

تلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا: یہ بھی ذؤیب ھذلی کے ایک طویل قصیدے کا ایک مصرعہ ہے جو اس نے نَصِیْبَہ بنت عَنْبَس بن محرص کے مرثیے میں کہا ہے پورا شعر یہ ہے ؎

وعیرھا الواشون انی احبھا ؞ تلک شکاۃ ظاھر عنک عارھا

اور اسے چغل خوروں نے عار دلایا کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اس شور مچانے میں تیرے لیے کوئی عار نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ مجھے ابن ذات النطاقین کہہ کر عار دلاتے ہو حقیقت میں یہ عار نہیں فخر کی بات ہے کیونکہ یہ خطاب میری والدہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

بَابُ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَاْکُلُ حَتّٰی یُسَمّٰی لَہٗ فَیَعْلَمُ مَا ھُوَ۔ صفحہ ۸۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاتے جب تک اس کا نام نہ بتا دیا جاتا اور جان لیتے کہ وہ کیا ہے۔

حدیث ۴۹۴۲

إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدْ قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَلَّ مَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ فَأَهْوَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ أَخْبِرْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللهِ فَرَفَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ لَا! وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي

حضرت ابن عباس نے خبر دی کہ انہیں خالد بن ولید سیف اللہ نے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ کے گھر گئے اور یہ ان کی اور ابن عباس کی خالہ تھیں تو انہوں نے وہاں بھنی ہوئی گوہ پائی جسے ام المومنین کی بہن حفیدہ بنت حارث نجد سے لائی تھیں حضرت میمونہ نے گوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ اور کم ایسا ہوتا کہ حضور کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا تو حضور اسے تناول فرماتے یہاں تک کہ اسے بتایا جاتا اور اس کا نام لیا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ گوہ کی طرف بڑھایا تو موجود عورتوں میں سے ایک نے کہا کہ رسول اللہ کو بتاؤ کہ حضور کے سامنے کیا پیش کیا ہے۔ یہ گوہ ہے یا رسول اللہ! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ گوہ سے اٹھا لیا تو اس پر خالد بن ولید نے پوچھا کیا گوہ حرام ہے یا رسول اللہ! فرمایا نہیں لیکن میری قوم کی زمین میں نہیں۔ مجھے اس سے گھن آتی ہے خالد نے کہا

فَاَجِدُنِیْ اَعَافُہُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُہٗ فَاَکَلْتُہٗ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْظُرُ اِلَیَّ لہ
میں نے اس کو کھینچا اور کھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب دیکھ رہے تھے۔

۲۴۴۹

تشریحات: زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کو حلال و حرام کی تمیز نہ تھی مردار تک کھاتے تھے اسلام نے بہت سے جانوروں کو حرام بتایا جس کی خبر سب کو نہ تھی اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب کھانے کے لیے کوئی چیز پیش کی جاتی تو دریافت فرما لیا کرتے کہ یہ کیا چیز ہے ابوداؤد وغیرہ میں ایسی حدیثیں ہیں جن سے گوہ کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے اور جب معاملہ حلت و حرمت میں دائر ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ حرمت کو ترجیح دی جائے اسی کے مطابق احناف کا مذہب یہ ہے کہ گوہ کھانا حرام ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ ابتداءً گوہ کھانا مباح تھا پھر اسے منسوخ کر کے حرام کر دیا گیا اگرچہ صراحۃً حرام ہونے کی تاریخ نہیں معلوم لیکن اگر اباحت کو مؤخر مانا جائے تو دو بار نسخ لازم آئے گا اور یہ باتفاق جائز نہیں یہ اس طرح کہ قبل اسلام گوہ مباح تھی۔ پھر اسے حرام کیا گیا اب اگر مانا جائے کہ بعد میں پھر مباح کیا گیا تو دو بار نسخ لازم آئے گا۔

بَابُ طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ صہ ۸۱۲

ایک کا کھانا دو کو کافی ہے

توضیح باب کا عنوان ایک حدیث ہے جسے ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کا کھانا دو کو کافی ہے اور دو کا کھانا تین اور چار کو اور چار کا کھانا پانچ اور چھ کو کافی ہے۔

حدیث ۲۴۵۰	عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ
	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
	رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَیْنِ کَافِیْ
	وسلم نے فرمایا دو کا کھانا
	الثَّلٰثَۃِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَۃِ کَافِی الْاَرْبَعَۃِ ۔
	تین کو کافی ہے اور تین کا کھانا چار کو

علہ باب الشواء صہ ۸۱۳ کتاب الذبائح باب الضب صہ ۸۳۱ مسلم، صید، ابوداؤد، اطعمہ۔

بَابُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ ص۸۱۲ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے

حدیث ۲۴۵۱

عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَأْكُلُ مَعَهٗ فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهٗ فَأَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَا نَافِعُ لَا تُدْخِلْ عَلَيَّ هٰذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ

نافع سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس وقت تک نہیں کھاتے جب تک کوئی مسکین نہ لایا جاتا جو ان کے ساتھ کھائے ایک دفعہ ایک شخص کو میں نے کھانے میں شریک کیا تو اس نے بہت کھایا تو فرمایا اے نافع! اس کو کبھی مت لانا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

۲۴۵۱

تشریح :۔ اس کے بعد جو روایت بطریق محمد بن سلام ہے اس میں راوی کا شک ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافر فرمایا تھا یا منافق۔

حدیث ۲۴۵۲

عَنْ عَمْرٍو قَالَ كَانَ أَبُوْ نَهِيْكٍ رَجُلًا أَكُوْلًا فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عُمَرَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ قَالَ فَأَنَا أُوْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عمرو بن دینار نے کہا کہ ابو نہیک بہت کھانے والے شخص تھے ان سے ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے ابو نہیک نے کہا کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں۔

۲۴۵۲

تشریح :۔ مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باعتبار اغلب و اکثر کے فرمایا کہ کافر یا منافق کا یہ حال ہے یہ مطلب نہیں کہ زیادہ کھانا کفر ہے جو زیادہ کھائے کافر ہو جائے میں مومن ہوں زیادہ کھاتا ہوں۔ زیادہ کھانے کی وجہ سے میں کافر نہیں ہو گیا۔

حدیث ۲۴۵۳

عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص بہت کھاتا تھا پھر وہ

كَانَ يَأْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ
مسلمان ہوگیا اور تھوڑا کھانے لگا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا گیا تو فرمایا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ
مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں

تشریح ۲۴۵۳:۔ امام قاضی عیاض نے اہل طب و تشریح سے حکایت کی کہ انسان کی آنتیں سات ہیں۔ معدہ پھر اس سے متصل تین آنتیں۔ بواب، صائم، رقیق یہ سب پتلی ہیں۔ پھر تین موٹی ہیں۔ اعور، قولون، مستقیم۔ اسی کے سرے پر دبر ہے۔

بَابُ الْاَكْلِ مُتَّكِئًا صفہ ۸۱۲ ٹیک لگا کر کھانا

حدیث ۲۴۵۴	عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
	حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نبی صلی اللہ
	وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ لَا اٰكُلُ وَاَنَا مُتَّكِئٌ۔
	تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو حضور نے ایک شخص سے فرمایا جو اس جگہ موجود تھا میں اس حال میں نہیں کھاتا کہ ٹیک لگائے ہوئے ہوں۔

بَابُ النَّهْشِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ صفہ ۸۱۳ گوشت کو دانتوں سے نوچنا اور ہانڈی سے نکال کر کھانا۔

حدیث ۲۴۵۵	عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ ـــ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ
	علیہ وسلم نے ایک شانے کے اوپر کا گوشت تناول فرمایا پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی وضو نہیں کیا
	عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْتَشَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
	حضرت ابن عباس ہی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گوشت والی
	عَرْقًا مِنْ قِدْرٍ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔
	ہڈی ہانڈی سے نکالی اور کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا

بَابُ النَّفْخِ فِی الشَّعِیْرِ صفہ ۸۱۴ جو میں پھونکنا۔

حدیث ۲۴۵۶

حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سَاَلَ سَهْلًا هَلْ رَاَیْتُمْ فِیْ زَمَانِ

ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تم نے

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّقِیَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ كُنْتُمْ تَنْخُلُوْنَ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں میدہ دیکھا تھا انہوں نے فرمایا نہیں۔ پھر میں نے

الشَّعِیْرَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهٗ ۝

پوچھا کیا تم لوگ جو کو چھانتے تھے انہوں نے کہا کہ نہیں صرف پھونک لیتے تھے۔

۲۴۵۶

تشریحات:۔ دو حدیث کے بعد اسی باب میں یہی حدیث تفصیل کے ساتھ یوں ہے —— ابو حازم نے کہا میں نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میدہ کھایا؟ انھوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت سے وصال کے وقت تک میدہ نہیں دیکھا انہوں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت سے وصال کے وقت تک چھلنی نہیں دیکھی ابو حازم نے کہا پھر میں نے پوچھا کہ تم لوگ بغیر چھنا ہوا کیسے کھاتے تھے انہوں نے کہا ہم اسے پھونکتے تھے اُڑنے والی چیز اُڑ جاتی اور جو باقی رہ جاتا اسے سانتے اور کھاتے —— اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خبز مرقق سے مراد وہ روٹی ہے جو میدے سے بنتی ہے یا جو ایسے آٹے سے بنتی ہے جسے چھلنی میں چھان لیا گیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث ۲۴۵۷

عَنْ سَعِیْدِ نِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے

اَنَّهٗ مَرَّ بِقَوْمٍ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ شَاةٌ مُصَلِّیَةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰی اَنْ یَّاْكُلَ

جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری تھی۔ انہوں نے ان کو بلایا تو انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا

فَقَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا وَلَمْ یَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور پیٹ بھر کر جو کی روٹی نہیں کھائی۔

حدیث ۲۴۵۸

عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلٰثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔[1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مدینہ آنے کے بعد آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلسل تین دن گیہوں کی روٹی پیٹ بھر نہیں کھائی یہاں تک کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ صفحہ ۸۱۵ تلبینہ کا بیان

حدیث ۲۴۵۹

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ۔[2]

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب کوئی مرتا تو عورتیں جمع ہوتیں پھر چلی جاتیں سوائے میت کے اہل اور اس کے خاص لوگوں کے۔ تو ہانڈی میں تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں۔ پھر ثرید تیار کیا جاتا اس پر تلبینہ انڈیل دیا جاتا۔ فرماتیں اسے کھاؤ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ "تلبینہ مریض کے دل کو آرام پہونچانے والی ہے اس کے کچھ غم کو دور کر دیتی ہے۔

---

[1] رقاق: باب کیف کان عیش النبی والصحابہ صفحہ ۹۵۶ مسلم اواخر کتاب، نسائی ولیمہ، ابن ماجہ اطعمہ۔

[2] طب: باب التلبینۃ للمریض صفحہ ۸۴۹ مسلم: طب، ترمذی: طب۔ نسائی: ولیمہ وطب۔

تشریحات:۔ ۲۴۵۹ "تلبینہ" یہ ایک حریرا تھا جو آٹے یا بھوسی سے تیار کیا جاتا تھا کبھی اس میں شہد بھی ڈال دیا جاتا تھا۔ "مجمّۃ" میم۔ جیم۔ میم ثانی مشدد سب کو فتحہ۔ مصدر میمی ۔۔ معنی میں استراحت کے۔ ایک روایت میں مُجِمَّۃ بھی ہے اسم فاعل۔ معنی میں آرام پہونچانے والا۔ اَمَرَتْ ۔ اس کی ضمیر مرفوع متصل کا مرجع ام المومنین ہیں اس کا تعلق "زوج النبی انہا کانت" سے ہے اصل عبارت یہ ہے۔ "انھا کانت اَمَرَتْ" اس پر قرینہ کتاب الطب کی روایت ہے جس میں ہے "کانت تأمر"۔

بَابُ الْاَکْلِ فِیْ اِنَاءٍ مُفَضَّضٍ ۔ صفہ ۸۱۶ | چاندی کے برتن میں کھانا۔

حدیث ۲۴۶۰

حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی اَنَّھُمْ کَانُوْا عِنْدَ

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے حدیث بیان کی کہ یہ لوگ حضرت حذیفہ کے

حُذَیْفَۃَ فَاسْتَسْقٰی فَسَقَاہُ مَجُوْسِیٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ

پاس (مدائن میں) تھے انہوں نے پینے کے لیے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے انہیں

فِیْ یَدِہٖ رَمَاہُ بِہٖ وَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ نَھَیْتُہٗ غَیْرَ مَرَّۃٍ وَّلَا

پانی دیا۔ جب پیالہ اس نے اُن کے ہاتھ میں رکھا تو انہوں نے پھینک دیا اور فرمایا۔ اگر

مَرَّتَیْنِ کَاَنَّہٗ یَقُوْلُ لَمْ اَفْعَلْ ھٰذَا وَلٰکِنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ

میں نے اس کو بار بار منع کیا ہوتا گویا وہ فرماتے ہیں تو میں ایسا نہیں کرتا۔ لیکن میں نے نبی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِیْرَ وَلَا الدِّیْبَاجَ

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے حریر اور دیباج نہ پہنو اور سونے اور چاندی

وَلَا تَشْرَبُوْا فِیْ اٰنِیَۃِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَلَا تَاْکُلُوْا

کے برتن میں نہ پیو اور ان کے پیالوں میں نہ کھاؤ اس لیے کہ

فِیْ صِحَافِھَا فَاِنَّھَا لَھُمْ فِی الدُّنْیَا وَھِیَ لَکُمْ

وہ ان (کافروں) کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے لیے

فِی الْاٰخِرَۃِ [1]
آخرت میں ۔

تشریحات ۲۴۶۰ :- جو برتن خالص سونے اور چاندی کے بنے ہوں یا کسی چیز سے مخلوط ہوں اور ان میں سونا چاندی غالب ہو تو اس میں کھانا پینا حرام ہے۔ اور اگر کسی برتن پر سونے چاندی کا کام ہو تو اس میں اس طرح کھانا پینا کہ ہونٹ چاندی یا سونے پہ لگے حرام ہے۔ اور اگر ہونٹ وہاں نہ لگے تو جائز ہے۔ اور جس برتن پہ سونے اور چاندی کی پالش ہو تو اس کا استعمال بھی جائز ہے باب میں مفضض سے مراد چاندی کا بنا ہوا برتن ہے۔ پالش کیا ہوا مراد نہیں ورنہ حدیث کو باب سے مطابقت نہ رہے گی۔

باب الحلوء والعسل صفحہ ۸۱۷ میٹھی چیز اور شہد کھانے کا بیان

حدیث ۲۴۶۱	عَنْ هِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں

قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْحُلْوٰی وَالْعَسَلَ [2]
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھا اور شہد پسند فرماتے تھے۔

بَابُ الْقَدِیْدِ صفحہ ۸۱۷ سوکھے ہوئے گوشت کا بیان

حدیث ۲۴۶۲	عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ

---

[1] اشربہ۔ باب الشرب فی آنیۃ الذھب و باب آنیۃ الذھب صفحہ ۸۴۲۔ اللباس۔ باب لبس الحریر وافتراشہ للرجال صفحہ ۸۶۷ وباب افتراش الحریر صفحہ ۸۶۸ مسلم، اطعمہ ابوداؤد۔ اشربہ۔ ترمذی اشربہ۔ نسائی۔ زینۃ وولیمہ۔ ابن ماجہ۔ اشربہ ولباس۔

[2] اشربہ۔ باب شراب الحلواء والعسل صفحہ ۸۴۰ کتاب الطب باب الدواء بالعسل صفحہ ۸۴۸ کتاب الحیل باب مایکرہ من احتیال المرأۃ مع الزوج صفحہ ۱۰۳۱ مسلم، طلاق، ابوداؤد اشربہ۔ ترمذی اطعمہ۔ نسائی۔ ولیمہ۔ ابن ماجہ اطعمہ۔

تعالٰی عنہا قالت ما فعلہ الا فی عام جاع الناس اراد ان

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے اس سال منع فرمایا تھا جس

یطعم الغنی الفقیر وان کنا لنرفع الکراع بعد خمس عشرۃ ما

سال لوگ بھوکے تھے حضور نے یہ چاہا کہ مالدار فقیر کو کھلائے اور ہم دست کو اس کے بعد پندرہ دن

شبع ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم من خبز بر مادوم ثلثا۔

تک رکھتے تھے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن تک (مسلسل) پیٹ بھر نہیں کھائی۔

تشریحات: ابتداء میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنا جائز نہیں تھا عام طور پر تنگ دستی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ عید کے دنوں میں کوئی بھوکا نہ رہے بعد میں اس کی اجازت ہوگئی کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھ سکتے ہیں۔

باب من ناول او قدم الی صاحبہ علی المائدۃ شیئا۔ صفحہ ۸۱۸

جس نے دسترخوان سے کچھ لیا یا اپنے ساتھی کے سامنے دسترخوان پر کچھ رکھا۔

ت ۶۹۳

وقال ابن المبارک لا باس ان یناول بعضھم بعضا

اور ابن مبارک نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں کہ دسترخوان پر لوگ ایک دوسرے

ولا یناول من ھذہ المائدۃ الی مائدۃ اخری۔

کو کچھ دیں لیکن اس دسترخوان سے دوسرے پر نہ لے جائیں۔

باب الرطب بالقثاء صفحہ ۸۱۸ تازہ کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھانا

حدیث ۲۴۶۳

عن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب قال رایت النبی

حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے

صلی اللہ علیہ وسلم یاکل الرطب بالقثاء۔

کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ تازہ کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھاتے تھے۔

تشریحات ۲۴۶۳:۔ کھجور میں گرمی ہوتی ہے اور ککڑی میں ٹھنڈک دونوں ملا کر کھانے سے اعتدال پیدا ہوجاتا ہے۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب یہ حبشہ میں پیدا ہوئے تھے جب کہ ان کے والد اور والدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہجرت کرکے وہاں گئے تھے حبشہ میں مسلمانوں میں یہ سب سے پہلے پیدا ہوئے تھے پھر اپنے والد کے ساتھ مدینہ طیبہ آئے نوے سال کی عمر میں ۸۰ھ میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی ان کی نماز جنازہ ابان بن عثمان نے پڑھائی جو اس وقت مدینہ طیبہ کے امیر تھے۔ ان کا لقب بحر الجود تھا۔

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا۔ صفحہ ۸۱۸

تازہ اور سوکھی کھجور کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور اے مریم اپنی طرف کھجور کی ٹہنی ہلاؤ وہ تجھ پر چنی ہوئی تازہ کھجوریں گرائے گی۔

حدیث ۲۴۶۴

عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا جو

جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ يَهُودِيٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِي

کاٹنے تک میرے کھجوروں کو ادھار لیتا تھا اور جابر کی ایک زمین تھی رومہ کے راستے میں ایک سال

فِي تَمْرِي إِلَى الْجِذَاذِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْأَرْضُ الَّتِي بِطَرِيقِ رُومَةَ فَجَلَسَتْ نَخْلِي

پیداوار کچھ نہیں ہوئی یہودی کھجور کاٹنے کے وقت میرے پاس آیا اور میں نے کھجور میں سے کچھ نہیں

عَامًا فَجَاءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الْجِذَاذِ وَلَمْ أَجُزَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ

کاٹا تھا میں اس سے آئندہ سال تک کے لیے مہلت مانگ رہا تھا۔ اور وہ انکار کرتا تھا

إِلَى قَابِلٍ فَيَأْبَى فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ

اس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تو حضور نے اپنے اصحاب سے فرمایا چلو جابر کے لیے

حوالہ ۸

باب القضاء ۔ باب جمع اللونین صفحہ ۸۱۹ مسلم۔ اطعمہ۔ ابوداؤد۔ اطعمہ ترمذی۔ اطعمہ۔ ابن ماجہ۔ اطعمہ۔

اِمْشُوا نَسْتَنْظِرُ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُودِيِّ فَجَاءُونِي فِي نَخْلِي فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

یہودی سے مہلت مانگیں تو وہ حضرات میرے باغ میں آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہودی سے بات

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ فَيَقُولُ اَبَا الْقَاسِمِ لَا اُنْظِرُهُ فَلَمَّا رَاٰهُ النَّبِيُّ

کرنے لگے یہودی کہتا رہا اے ابوالقاسم میں اس کو مہلت نہیں دوں گا پس جب نبی صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَاَبٰى فَقُمْتُ

علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور باغ میں گھومے پھر یہودی کے پاس آئے پھر

فَجِئْتُ بِقَلِيلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہودی سے کلام کیا اس نے انکار کیا اب میں کھڑا ہوا اور تھوڑی سی تازہ کھجوریں لاکر نبی صلی اللہ

فَاَكَلَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ عَرِيشُكَ يَا جَابِرُ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ افْرُشْ لِي فِيهِ

علیہ وسلم کے سامنے رکھیں جن کو حضور نے کھایا پھر فرمایا تیری چھپر کہاں ہے اے جابر میں نے حضور کو

فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ اُخْرٰى فَاَكَلَ

بتایا فرمایا اس میں بچھونا بچھاؤ میں نے بچھایا اب حضور اس میں تشریف لے گئے اور سوئے

مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ فَاَبٰى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ

پھر جاگے ہیں حضور کی خدمت میں ایک اور مٹھی کھجور لایا تو حضور نے اس میں سے

الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ جُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجِدَادِ فَجَدَدْتُ

کھایا، پھر اٹھ کر یہودی سے بات کی اس نے پھر انکار کیا اب حضور باغ میں دوسری

مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِثْلُهُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بار گھومے پھر فرمایا اے جابر کھجور کاٹ اور اس کو دے حضور کھڑے رہے

وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ قَالَ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ

تو میں نے قرض ادا کرنے بھر کاٹا اور جتنا ادا کیا تھا اتنا بچ رہا میں وہاں سے

عُرُشٌ وَعَرِيشٌ بِنَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَعْرُوشَاتٍ مَا يُعْرَشُ

چلا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور کو بشارت

مِنَ الْكُرُوْمِ وَغَيْرِ ذَالِكَ عُرُوْشُهَا اَبْنِيَتُهَا ۔

دی۔ فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں بلاشبہ اللہ کا رسول ہوں ۔

ابوعبداللہ امام بخاری نے کہا عرش اور عریش کے معنی عمارت ـــ ابن عباس نے کہا معروشات کے معنی یہ ہیں کہ انگور کی بیلوں کے لیے جو چیزیں بنائی جاتی ہیں عروشہا کے معنی اس کی عمارتیں ہیں۔

تشریحات ۲۴۶۴ عام روایتوں میں یہ ہے کہ قرض حضرت جابر کے والد پر تھا اور اس میں یہ ہے کہ خود حضرت جابر پر تھا۔ اسی لیے بعض شارحین نے اس حدیث پہ کلام کیا ہے ایک اور اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ یہ بیع سلم کی صورت تھی اور بیع سلم کی صحت کے لیے منجملہ اور شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ ادائیگی کی تاریخ معین ہو اور اس میں یہ ہے کہ کھجور کاٹنے تک کی میعاد تھی یہ معین نہیں کھجور کاٹنے کا وقت ہفتہ دو ہفتہ مقدم ومتاخر بھی ہوسکتا ہے علامہ عینی نے ان سب باتوں کا جواب یہ دیا کہ قصہ متعدد ہے عام روایتوں میں ان کے والد کے قرض کا ذکر ہے۔ یہ اور واقعہ ہے اور اس حدیث میں جو مذکور ہے یہ دوسرا واقعہ ہے اور میعاد کے بیان میں حضرت جابر نے اختصار سے کام لیا تاریخ معین ہی رہی ہوگی اختصاراً جذاذ سے تاریخ کی تعبیر کر دی ۔

اقول وهو المستعان :۔ مشہور واقعہ کے علاوہ یہ دوسرا واقعہ ہے اس پر اس واقعہ میں مذکور تفسیر دلیل ہے مشہور روایت میں یہ نہیں کہ اس سال پھل نہیں آیا تھا۔ اور نہ ان روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجوریں پیش کیں یا عریش میں جاکر سوئے اس لیے صحیح یہی ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

بَابُ الْعَجْوَةِ صفہ ۸۱۹ عجوہ کا بیان

حدیث ۲۴۶۵ اَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَالِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ [۱]

سعد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزانہ صبح کو سات عدد عجوہ کھجور کھائے اس دن اسے نہ زہر ضرر پہونچائے نہ جادو ۔

[۱] الطب باب الدواء بالعجوة للسحر صفہ ۸۵۹ دو طریقے سے باب شرب السم و بالدواء بہ وما یخاف صفہ ۸۶۰ مسلم اطعمہ ابوداؤد طب نسائی ولیمہ۔

بَابُ مَنْ اَدْخَلَ الضِّيْفَانَ عَشْرَةً عَشْرَةً وَالْجُلُوْسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشْرَةً عَشْرَةً صفہ ۸۱۹

جس نے دس دس مہمان کو اندر بلایا اور دس دس آدمی کا کھانے پر بیٹھنا۔

حدیث ۲۴۶۶ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اُمَّهُ عَمَدَتْ اِلٰى مُدٍّ مِنْ شَعِيْرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيْفَةً وَعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا ثُمَّ بَعَثَتْنِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَدَعَوْتُهُ الْحَدِيْثَ ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ ام سلیم نے ایک مد جو کا موٹا آٹا پیسا اور اس سے خطیفہ تیار کیا اور ان کے پاس جو کپہ تھا اسے نچوڑا پھر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اپنے اصحاب میں تھے تو میں نے حضور کی خدمت میں دعوت پیش کی۔

یہ قصہ علامات نبوت میں پورا گزر چکا ہے۔ یہاں ہم نے صرف چند الفاظ کی وجہ سے اس کو لکھا ہے۔ جَشَّتْهُ اس کے معنیٰ ہیں جو کا موٹا آٹا پیسنا۔ خطیفہ دودھ پر آٹا چھڑک کر پکایا جاتا ہے جسے لوگ چاٹتے ہیں وہ کپہ جس کو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نچوڑا تھا وہ گھی کا تھا۔

بَابُ لَعْقِ الْاَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ اَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ صفہ ۸۲۰

انگلیوں کا چاٹنا اور اور اس کا چوسنا رومال سے پونچھنے سے پہلے۔

توضیح امام بخاری نے باب میں ان تمسح بالمندیل کی جو قید بڑھائی ہے یہ مسلم شریف میں ایک حدیث میں وارد ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے۔ فرمایا فلا یمسح یدہ بالمندیل اپنے ہاتھوں کو رومال سے نہ پوچھو اور مصہا کی قید بھی حضرت جابر کی حدیث کے بعض طرق میں مذکور ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا اذا طعم احدکم فلا یمسح یدہ حتیٰ یَمُصَّهَا جب تم میں سے کوئی کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ اسے چوس لے۔

حدیث ۲۴۶۷

عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کھا چکو تو اپنے ہاتھ کو نہ پوچھو یہاں تک کہ اسے چاٹ لو۔ یا اسے چٹا لے۔

تشریحات ۲۴۶۷

حدیث کے اخیر میں حتّٰی یَلْعَقَهَا اَوْ یُلْعِقَهَا شک راوی نہیں بلکہ یہ تنویع کے لیے ہے یعنی اسے اختیار ہے خود چاٹ لے یا کسی ایسے شخص سے کہے جسے گھن نہ آتی ہو کہ تو چاٹ لے مثلاً خادم یا بیوی وغیرہ سے کہے۔

کھانے کے بعد انگلیاں صاف کیے بغیر رومال سے پونچھنا رومال کو بلا وجہ گندہ کرنا ہے اس لیے مستحب یہ ہے کہ انگلیاں صاف کر کے پھر رومال سے پونچھے اس زمانے میں پانی کی بہت کمی تھی عادت یہ تھی کہ کھانا کھا کر انگلیاں منھ سے صاف کر لیتے اور رومال سے پونچھ لیا کرتے یا ہاتھ مل لیتے پنڈلیوں اور قدموں پہ پونچھ لیتے جیسا کہ حدیث آرہی ہے اب جب کہ ہمارے یہاں پانی بافراط ہے تو مستحب یہ ہے کہ دھولے اور پھر رومال سے پونچھے۔

بَابُ الْمَنَادِيلِ صفحہ ۸۲۰ رومال کا بیان

حدیث ۲۴۶۸

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحٰرِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا، قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ

سعید بن حارث نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو ہے یا نہیں؟ فرمایا نہیں۔ ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کھانا بہت کم پاتے تھے۔ اگر کبھی پاتے۔

حوالہ

[1] مسلم، اطعمہ، نسائی، ولیمہ، ابن ماجہ اطعمہ۔

إلَّا قَلِيلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ تَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا

اور ہمارے لیے رومال نہیں تھے ہاں ہتھیلیاں اور کلائیاں اور قدم تھے (ان میں پونچھ

وَأَقْدَامُنَا ثُمَّ نُصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ ؏۱

لیتے) پھر نماز پڑھتے اور وضوء نہیں کرتے ۔

تشریحات ۲۴۶۸ اس کا محمل وہی ہے جو مذکور ہوا کہ پانی کی قلت کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ نیز اس عہد میں کپڑے کی بھی کمی تھی عام طور پر لوگ رومال نہیں رکھتے تھے اور آج جب کہ پانی کی بھی فراوانی ہے اور کپڑے کی بھی تو مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھولیا جائے اور کپڑے سے پونچھ لیا جائے۔ اس لیے کہ اس میں صفائی زیادہ ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ ۔ صفحہ ۸۲۰ کھانے سے فارغ ہو کر کیا پڑھے۔

حدیث ۲۴۶۹ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب دسترخوان اٹھا لیا

وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا طَيِّبًا

جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے۔ سب تعریف اللہ کے لیے ہے بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت

مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا ؏۲

والی اے ہمارے رب یہ کبھی ختم نہ ہو اور نہ ایک بار مل کر دوبارہ نہ ملے اور نہ ایسی کہ جس کی حاجت نہ رہے

حدیث ۲۴۷۰ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ وَقَالَ مَرَّةً إِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهُ

فارغ ہوتے اور کبھی کہا جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو کہتے۔ سب تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو ہمیں کافی ہے جس نے

حوالہ

؏۱ ابن ماجہ، اطعمہ ؏۲ ابوداؤد اطعمہ ترمذی دعوات نسائی ولیمہ و عمل الیوم واللیلۃ ابن ماجہ اطعمہ۔

قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانَا وَاَرْوَانَا غَیْرَ مَكْفِیٍّ وَلَا مَكْفُوْرٍ وَقَالَ

ہمیں سیراب کیا جو منقطع نہ ہو جس کی ناشکری نہ کی جائے اور کبھی کہتے تیرے ہی لیے سب تعریف ہے اے ہمارے پروردگار

مَرَّةً لَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَیْرَ مَكْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى رَبَّنَا.

جو منقطع نہ ہو اور جو ایک بار آنے کے بعد دوبارہ نہ آئے۔ اور نہ ایسی جس کی طرف حاجت نہ رہے اے ہمارے پروردگار۔

تشریحات ۲۴۷ پہلے طریقے میں صرف یہ ہے جب دسترخوان اٹھا لیا جاتا تو یہ دعا پڑھتے اور دوسرے طریقے میں یہ ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہوتے اور کبھی کہا جب دسترخوان اٹھا لیا جاتا اس سے ظاہر ہے کہ اختیار ہے فارغ ہوتے ہی فوراً دعا مانگ لے یا جب دسترخوان اٹھا لیا جائے تب دعا مانگے بزرگوں کا طریقہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کھانا اٹھانے سے پہلے دعا مانگا کرتے ہیں کھانے کے بعد اسی دعا کی تخصیص نہیں احادیث میں متعدد دعائیں وارد ہیں جن کو حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے بہار شریعت کے سولہویں حصے میں جمع فرما دیا ہے جسے توفیق ہو سب دعائیں پڑھے ورنہ کوئی ایک پڑھے ـــــ غَیْرَ مَكْفِیٍّ یہ کفایت سے اسم مفعول ہے اصل میں مکفوی تھا سید کے قاعدہ سے واؤ کو یاء سے بدلا یاء کا یاء میں ادغام کر دیا۔ اور فاء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا ـــ مراد یہ ہے کہ منقطع نہ ہو۔

بَابُ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ.

کھا کر شکر کرنے والا روزہ دار صبر کرنے والے کے مثل ہے۔

صفحہ ۸۲۰

ت ۶۹۴ فِیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

تشریحات ۶۹۴ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الطاعم الشاکر بمنزلۃ الصائم الصابر اور امام حاکم نے مثل الصائم الصابر روایت کیا۔ جیسا کہ باب میں ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ یُدْعٰی اِلٰی طَعَامٍ فَیَقُوْلُ وَهٰذَا مَعِیْ

ایک شخص کھانے کے لیے بلایا گیا اور اس کے ساتھ کوئی اور ہو گیا تو وہ یہ کہے کہ یہ میرے ساتھ ہے۔

صفحہ ۸۲۱

ت ۶۹۵

وَقَالَ اَنَسٌ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى مُسْلِمٍ لَا يُتَّهَمُ فَكُلْ
اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب تم کسی مسلمان کے پاس جاؤ

مِنْ طَعَامِهٖ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهٖ ۔
جو متہم نہ ہو تو اس کے کھانے سے کھاؤ اور اسکے پینے کی چیز سے پیو ۔

تشریحات ۶۹۵ اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا پوری تفصیل یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کوئی مسلمان کسی مسلمان کے پاس گیا خواہ بلایا گیا ہو یا نہ بلایا گیا ہو اور وہاں کھانے یا پینے کی چیز پائی تو کھائے یا نہیں، حضرت انس نے فرمایا کھائے اور پیے جب کہ وہ شخص جس کے پاس گیا ہے اپنے دین و مال میں متہم نہ ہو ۔ مثلاً بد مذہب نہ ہو یا فاسق معلن نہ ہو۔ اور اس کی آمدنی حرام کی نہ ہو۔

بَابٌ اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلَا يُعْجِلْ عَنْ عَشَائِهٖ صـ ۸۲۱

جب شام کا کھانا موجود ہو تو کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔

حدیث ۲۴۷۱

وَعَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ شام کا کھانا کھایا

تَعَشّٰى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْاِمَامِ
اور وہ امام کی قرات سن رہے تھے

حدیث ۲۴۷۲

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ ۔
فرمایا جب نماز قایم کی جائے اور شام کا کھانا آجائے تو پہلے کھانا کھاؤ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب العقیقۃ صفہ ۸۲۱ عقیقہ کا بیان

عقیقہ اس بال کو کہتے ہیں جو ساتویں دن مولود کے سر سے مونڈا جاتا ہے اور عرف میں اس بکری کو کہتے ہیں جو ساتویں دن بچے کی پیدائش کے شکریہ میں ذبح کی جاتی ہے۔

نیز اس خاص ذبح کو عقیقہ کہتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ عقیقہ مستحب ہے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ سنت نہیں اس سے مراد ہے کہ سنت مؤکدہ نہیں۔ عقیقہ ساتویں روز مستحب ہے اور اگر ساتویں دن نہ ہو سکا تو جب توفیق ہو کرے بہتر یہ ہے کہ بچے کی پیدائش کا دن یاد رکھا جائے اس سے ایک دن پہلے کیا جائے مثلاً بچہ ہفتہ کو پیدا ہوا تو جمعہ کے دن کیا جائے ۔ عقیقہ کرکے بچے کا بال مونڈا جائے اور بال کو چاندی سے تول کر صدقہ کیا جائے۔ پانی میں زعفران بھگو کر بچے کے سر پہ ملا جائے۔ اور ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن عقیقہ کیا اور ان کا نام رکھا اگر کسی کا عقیقہ نہ ہوا ہو تو وہ خود اپنی طرف سے عقیقہ کر سکتا ہے خواہ کتنی ہی عمر ہو گئی ہو۔ فتاوی تنقیح الحامدیہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ کیا۔ ص۲۳۳ ج دوم۔

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ لِمَنْ لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيكِهِ. صفہ ۸۲۱

پیدائش کے دن اس بچے کا نام رکھنا جس کا عقیقہ نہ ہوا ہو اور اس کی تحنیک

حدیث ۲۴۷۳	عَنْ اَبِیْ مُوسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ
	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے ایک بچہ پیدا

فَاَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاہُ اِبْرَاھِیْمَ فَحَنَّکَہٗ بِتَمْرَۃٍ وَ

ہوا میں اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا حضور نے ان کا نام ابراہیم رکھا اور چھوہارا چبا کر

دَعَالَهٗ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهٗ اِلَیَّ وَكَانَ اَكْبَرَ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی ۔ [1]

ان کے تالو میں چپکایا اور ان کے لیے برکت کی دعاء کی اور ان کو مجھے دیا اور یہ ابوموسیٰ کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔

تشریحات ۲۴۷۳: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عقیقہ کرنے سے پہلے بھی نام رکھنا جائز ہے مگر افضل وہی ہے جو ہم نے پہلے لکھا۔

تحنیک: تحنیک کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ چھوہارا چبا کر بچے کے تالو میں چپکا دیا جائے یہ بھی مستحب ہے کہ جب بچہ پیدا ہو علماء، مشائخ، صالحین میں سے کسی کی خدمت میں پیش کیا جائے اور وہ کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منھ میں ڈال دیں۔

بَابُ اِمَاطَةِ الْاَذٰی عَنِ الصَّبِیِّ فِی الْعَقِیْقَةِ ۔ صفحہ ۸۲۲ — عقیقے میں بچے سے گندگی دور کرنا۔

حدیث ۲۴۷۴ — حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرِ الضَّبِّیُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ فَاَهْرِیْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰی ۔

سلمان بن عامر ضبی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے بچے کے ساتھ عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی دور کرو۔

تشریحات ۲۴۷۴: اس حدیث کو امام بخاری نے یہاں پانچ طریقے سے تخریج کی ہے چار پہلے والے طریقوں میں صرف یہ ہے "مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَةٌ" اور اخیر طریقے میں وہ زیادتی ہے جو ہم نے ذکر کیا ان احادیث میں بعض طرق کو شراح نے معلق کہا لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے۔

• مع الغلام عقیقة: اس سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو یہ کہتے ہیں کہ عقیقہ واجب ہے نیز امام حسن و قتادہ کا مذہب یہ ہے کہ عقیقہ صرف بچے کی طرف سے کیا جائے گا اور بچی کی طرف سے نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ عقیقہ مستحب ہے بچے اور بچی دونوں کی طرف سے کیا جائے گا۔ ترمذی [2] میں ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خبر دی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بچے کی طرف سے

حوالہ

[1] الادب: باب من سمی باسماء الانبیاء صفحہ ۹۱۵ مسلم، الاستیذان۔

[2] ترمذی، اول باب ماجاء فی العقیقۃ صفحہ ۱۸۳۔

دو بکری پورے سال کی اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔ نیز اسی میں ہے کہ اُم کرُز نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیقے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک۔ اس سے تم پر کوئی ضرر نہ ہوگا۔ کہ وہ مادہ ہوں یا نر۔

اذیٰ :- اذیٰ سے مراد وہ بال ہے جو پیدائش کے وقت سر پر ہوتا ہے۔

حدیث ۲۴۷۵	عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ أَمَرَنِي ابْنُ سِيرِينَ أَنْ أَسْئَلَ
	حبیب بن شہید نے کہا مجھے ابن سیرین نے حکم دیا کہ میں حسن بصری سے پوچھوں کہ
	الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مِنْ
	عقیقے کی حدیث انہوں نے کس سے سنی تو میں نے ان سے پوچھا پس کہا کہ
	سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ
	سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

تشریحات ۲۴۷۵:- اس حدیث کے متن کو امام بخاری نے ذکر نہیں کیا۔ اصحاب سنن نے قتادہ کی روایت سے اس کا متن یہ ذکر کیا ہے "الغلام مرتهن بعقيقته يذبح عنه يوم السابع ويحلق رأسه ويسمّى" بچہ اپنے عقیقے میں مرتہن ہے اس کی جانب سے ساتویں دن جانور ذبح کیا جائے اور اس کے سر کو منڈایا جائے اور نام رکھا جائے۔ اس حدیث کی سند پر کچھ کلام کیا گیا ہے ایک یہ کہ عبداللہ بن ابی الاسود کے شیخ قریش بن انس کو خلط ہوتا تھا اسی طرح کچھ لوگوں نے کہا کہ حسن بصری کا سماع سمرہ بن جندب سے ثابت نہیں۔ اس کا جواب کچھ لوگوں نے یہ دیا کہ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن ابی الاسود نے قریش بن انس سے اختلاط سے پہلے سنا ہو اور ابن حزم نے کہا کہ امام حسن بصری کا حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عقیقے کی حدیث کے سوا سماع ثابت نہیں اسی لیے امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے۔

بَابُ الْفَرَعِ صـ ۸۲۲ فرع کا بیان

حدیث ۲۴۷۶	عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیْرَۃَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ

سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا فرع اور عتیرہ نہیں۔ فرع جانور کے اس پہلے بچے کو کہتے تھے

النِّتَاجِ کَانُوْا یَذْبَحُوْنَہٗ لِطَوَاغِیَتِہِمْ وَالْعَتِیْرَۃُ فِیْ رَجَبَ۔

جس کو مشرکین اپنے بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ رجب میں ہوتا تھا۔

تشریحات ۲۴۷۶

عام روایتیں یہی ہیں کہ فرع اور عتیرہ نہیں مگر نسائی کی ایک روایت میں یہ ہے "نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الفرع والعتیرۃ" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ سے منع فرمایا۔ اس کے برخلاف بہت سی حدیثوں میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ کی اجازت دی۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ عہد جاہلیت میں اس کو قربت سمجھ کر کرتے تھے اور فرع بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے ممانعت کا محل یہ ہے کہ بتوں کے نام پر ذبح کرنا مطلقاً منع ہے بلکہ کفر ہے اللہ کے نام پر ذبح کرنے کی اجازت ہے وہ بھی کوئی قربت نہیں صرف مباح ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ وَالتَّسْمِيَةِ

ص ۸۲۳

ذبیحہ اور شکار اور بسم اللہ پڑھنے کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ (سورہ مائدہ آیت ۳)

وَقَوْلِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(سورہ مائدہ آیت ۹۴)

اور اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان اور تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا۔ اور پانسے ڈال کر فال نکالنا۔ یہ گناہ کا کام ہے آج تمہارے دین کی طرف کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ (مائدہ آیت ۳)

اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہونچیں کہ اللہ پہچان کرا دے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(مائدہ آیت ۹۴)

باب ۶۹۶ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْعُقُوْدُ الْعُهُوْدُ مَا اُحِلَّ وَحُرِّمَ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ۔

پوری آیت یہ تھی۔

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو تمہارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو تم کو آگے سنایا جائے گا۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا یہاں عقود سے مراد جن چیزوں کو حلال فرمایا اسے حلال سمجھنا اور جن چیزوں کو حرام فرمایا اسے حرام سمجھنا اور چوپائے حلال ہیں مگر وہ جن کے حرام ہونے کا ذکر آگے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس سے مراد خنزیر ہے۔ یعنی چوپاؤں کی نوع میں خنزیر کی حرمت صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ بقیہ جانوروں کا حرام ہونا عوارض کی وجہ سے ہے مثلاً حالتِ احرام کا شکار یا نطیحہ وغیرہ۔

يَجْرِمَنَّكُمْ، يحملنكم، شنآن، عداوة۔ تم کو عداوت برانگیختہ نہ کرے۔ اَلْمُنْخَنِقَةُ تُخْنَقُ فَتَمُوْتُ، جس کا گلا گھونٹ دیا جائے اور مر جائے۔ الموقوذة تَضْرَبُ بِالْخَشَبِ تُوْقِذُهَا فَتَمُوْتُ۔ جس کو لکڑی سے مارا جائے یہاں تک کہ مر جائے مراد یہ ہے کہ بغیر دھاردار آلے سے مارا جائے۔ المتردية تتردى من الجبل۔ جو پہاڑ سے گر کر مرے پہاڑ کی تخصیص نہیں کسی بلندی سے گر کر مرے یا کنویں یا گڑھے میں گر کر مرے۔ النطيحة۔ تنطح الشاة فما ادركته يتحرك بذنبه او بعينه فاذبح وكل۔ جسے بکری نے سینگ مار دیا ہو تو جس کو پاؤ تم کہ دُم یا آنکھ ہلا رہی ہو اسے ذبح کرو اور کھاؤ بکری کی تخصیص نہیں کسی بھی جانور نے سینگ مارا ہو یا پاؤں سے روند دیا ہو اور مر جائے تو اس کا کھانا حرام ہے لیکن اگر وہ زندہ ہو تو ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے۔ زندہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ دم ہلا رہا ہو یا پاؤں ہلا رہا ہو یا آنکھ ہلا رہا ہو۔

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ۔ صفحہ ۸۲۳ تیر کی ڈنڈی کا شکار۔

توضیح شکار پر تیر چلایا مگر اس کا پھل شکار کو نہ لگا مگر اس کی ڈنڈی اتنی زور سے لگی کہ شکار مر گیا مثلاً پرندہ تھا یا خرگوش اس کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے مارا اور جانور مر گیا تو وہ بھی حرام ہے یہ وقیذہ میں داخل ہے۔

باب ۶۹۷	وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُوْلَةِ بِالْبُنْدُقَةِ تِلْكَ الْمَوْقُوْذَةُ
	اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جو غلّے سے مارا گیا ہو موقوذہ ہے یعنی

وَكَرِهَهُ سَالِمٌ وَالْقٰسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَإِبْرَاهِيْمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ

حرام ہے اور اسے سالم اور قاسم اور مجاہد اور ابراہیم اور عطاء اور حسن نے مکروہ جانا اور حسن

رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرٰى وَالْأَمْصَارِ وَلَا يَرٰى بَأْسًا فِيْمَا سِوَاهُ .

نے یہ بھی مکروہ جانا کہ بستیوں اور شہروں میں غلّے پھینکے جائیں اور بستی کے علاوہ میں کوئی حرج نہیں جانا .

تشریحات ۶۹۷ اس زمانے میں مٹی کے غلّے بنائے جاتے تھے اسی کا یہ حکم مذکور ہے اسی پر قیاس کرکے بندوق کے سیسے کی گولی سے جو جانور شکار کیا جائے وہ بھی حرام ہے .

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ صفہ ۸۲۳ کمان کے شکار کا بیان

ت ۶۹۸

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ

امام حسن بصری اور ابراہیم نخعی نے فرمایا جب کسی شکار کو مارا اور اس کا ہاتھ یا پاؤں کٹ

أَوْ رِجْلٌ فَلَا يَأْكُلِ الَّذِيْ بَانَ وَيَأْكُلُ سَائِرَهُ .

کر الگ ہوگیا ہو تو جو الگ ہوگیا اسے نہ کھائے اور بقیہ کو کھائے .

ت ۶۹۹

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ إِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهُ أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ .

اور امام ابراہیم نخعی نے فرمایا جب تو اس کی گردن کو مارے یا کمر کو مارے تو اسے کھا .

ت ۷۰۰

وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ إِسْتَعْصٰى عَلٰى آلِ عَبْدِ اللّٰهِ حِمَارٌ

اور اعمش نے کہا زید بن وہب سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کی آل کے قبضے سے ایک گورخر

فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ .

نکل گیا تو انہوں نے انہیں حکم دیا کہ جہاں ہو سکے اس کو مارو جو اس کے جسم سے کٹ کر گر جائے اسے چھوڑ دو بقیہ کھاؤ .

تشریحات : ذبح کی دو قسمیں ہیں اختیاری اور اضطراری ۔ اختیاری یہ ہے کہ جانور اپنے قابو میں ہو تو یہ ضروری ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں یا کم از کم تین ۔ اضطراری یہ ہے کہ جانور قابو میں نہیں مثلاً جانور بھاگ رہا ہے یا گڑھے وغیرہ میں گر گیا ہے اس کا ظن غالب ہے

کہ گڑھے سے نکالتے نکالتے مرجائے گا تو ایسی حالت میں کسی دھاردار آلے سے جسم کے کسی حصے میں زخم لگا دیا جائے بسم اللہ پڑھ کر ۔۔۔ ہاں جسم کا کوئی عضو اگر کٹ کر الگ ہو جائے اس کا کھانا جائز نہیں۔

حدیث ۲۴۷۷

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہم اہل

اَہْلِ الْکِتَابِ اَفَنَاْکُلُ فِیْ اٰنِیَتِہِمْ وَبِاَرْضِ صَیْدٍ اَصِیْدُ بِقَوْسِیْ وَبِکَلْبِیَ الَّذِیْ

کتاب کی سرزمین میں ہیں کیا ہم ان کے برتنوں میں کھائیں اور ہم شکار کی سرزمین میں ہیں۔ میں اپنی کمان اور اپنے

لَیْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِکَلْبِیَ الْمُعَلَّمِ فَمَا یَصْلُحُ لِیْ قَالَ اَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ اَہْلِ

اس کتے سے شکار کرتا ہوں جو سدھایا ہوا نہیں اور اپنے اس کتے سے جو سدھایا ہوا ہے شکار کرتا ہوں، ان میں

الْکِتَابِ فَاِنْ وَجَدْتُمْ غَیْرَہَا فَلَا تَاْکُلُوْا فِیْہَا وَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْہَا

سے کون میرے لیے درست ہے فرمایا تم نے جو اہل کتاب کے برتنوں کا ذکر کیا پس اگر تم ان کے علاوہ اور کوئی برتن پاؤ

وَکُلُوْا فِیْہَا وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِکَ وَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ فَکُلْ وَمَا صِدْتَ

تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ اور اگر تم دوسرا برتن نہ پاؤ تو ان کے برتنوں کو دھوؤ اور اس میں کھاؤ اور جو تم اپنی کمان

بِکَلْبِکَ الْمُعَلَّمِ فَذَکَرْتَ اسْمَ اللّٰہِ فَکُلْ وَمَا صِدْتَ بِکَلْبِکَ غَیْرِ

سے شکار کرو اور اللہ کا نام ذکر کرو تو اسے کھاؤ اور جو تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا اور اللہ کا نام لیا تو کھاؤ اور

مُعَلَّمٍ فَاَدْرَکْتَ ذَکَاتَہٗ فَکُلْ ؎۱

جو اپنے بغیر سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا پس اگر اسے زندہ پاؤ اور ذبح کرو تو اسے کھاؤ۔

بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَۃِ ص۸۲۳ — روڑا اور غلّہ مارنا۔

حدیث ۲۴۷۸

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا یَّخْذِفُ فَقَالَ لَہٗ

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ روڑا

؎۱ باب ما جاء فی التصید ص۸۲۵ و باب آنیۃ المجوس والمیتۃ ص۸۲۶۔

لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ الْخَذْفِ

پھینک رہا ہے تو اس سے فرمایا روڑا مت پھینک۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روڑا

اَوْ کَانَ یَکْرَہُ الْخَذْفَ وَقَالَ اِنَّہٗ لَا یُصَادُ بِہٖ صَیْدٌ وَّلَا یُنْکَأُ بِہٖ عَدُوٌّ وَّلٰکِنَّہَا

پھینکنے سے منع فرمایا یا روڑا پھینکنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا کہ اس سے نہ تو شکار ہوتا ہے اور نہ دشمن کو زخم

قَدْ تَکْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَیْنَ ثُمَّ رَاٰہُ بَعْدَ ذٰلِکَ یَخْذِفُ فَقَالَ

پہنچتا ہے لیکن وہ کبھی دانت توڑ دیتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے ۔ اس کے بعد انہوں نے اس شخص کو دیکھا کہ روڑا

لَہٗ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَہٰی

پھینک رہا ہے تو اس سے فرمایا میں نے تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کیا ہے کہ انہوں نے روڑا پھینکنے

عَنِ الْخَذْفِ اَوْ کَرِہَ الْخَذْفَ وَاَنْتَ تَخْذِفُ لَا اُکَلِّمُکَ کَذَا وَکَذَا ۔

سے منع فرمایا ہے یا روڑا پھینکنے کو ناپسند فرمایا ہے پھر بھی تو روڑا پھینک رہا ہے میں تجھ سے اتنے اتنے دن بات نہیں کروں گا۔

تشریحات ۲۴۷۸

"خَذْفٌ" انگلیوں سے کنکری پھینکنا۔ اور کچھ لوگوں نے کہا کہ انگوٹھے اور کلمے کی انگلی سے کنکری پھینکنا۔ یا گوپھن وغیرہ سے پھینکنا حدیث سے ثابت ہوا کہ بلاضرورت کنکر ڈھیلا وغیرہ اِدھر اُدھر پھینکنا منع ہے۔

بَابُ اِذَا اَکَلَ الْکَلْبُ صـ ۸۲۴ — جب شکار کو کتا کھائے (تو اسے نہ کھاؤ)

وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَہُمْ قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَہُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ اِجْتَرَحُوا اکْتَسَبُوْا

(سورہ مائدہ آیت ۴)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ لے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کیا حلال ہوا۔ تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاک چیزیں ــــ اور شکاری جانور جو تم نے سدھا لیے۔ انہیں شکار پر دوڑاتے اور جو علم تمہیں خدا نے دیا انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لیے رہنے دیں اور اس پر اللہ کا

لہ مسلم۔ ذبائح۔

نام لو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی۔

اجترحوا کے معنیٰ یہ ہے کہ انہوں نے کمایا۔

توضیح اس آیت میں طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جنہیں سلیم الطبع لوگ کھائیں انہیں گھن نہ آئے اس کے بالمقابل خبیث ہے یعنی گھناؤنی چیزیں جنہیں سلیم الطبع لوگ کھانے سے گھن کریں۔

کلب مُعَلَّم ــــ وہ شکاری جانور ہے جسے سدھالیا گیا ہو یعنی اسے اس کا عادی بنادیا گیا ہے کہ شکار دیکھ کر خود انہیں نہ جھپٹے جب اسے شکار پہ چھوڑا جائے تو جائے اور جب بلایا جائے تو فوراً واپس آجائے اور شکار کو پکڑ کر اس میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ مار کر یا زخمی کر کے چھوڑ دے۔ یا مالک کے پاس اٹھا لائے اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے تو وہ معلم نہ ہوگا۔ اس کا کیا ہوا شکار کھانا حرام ہوگا نیز شکار کو حلال ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرطیں ہیں۔

وہ جانور مسلمان کا ہو۔ بسم اللہ پڑھ کر اسے چھوڑا گیا ہو۔ اس نے جانور کو دانتوں یا ناخنوں سے زخمی کیا ہو۔ اور اس میں سے خود کچھ نہ کھایا ہو۔ اور اگر وہ جانور شکاری کو زندہ ملا تو اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس معلم جانور کے ساتھ غیر معلم شکار میں شریک نہ ہو یا کسی غیر مسلمان کا شکاری جانور شریک نہ ہوا ہو۔ یا بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے چھوڑا ہوا جانور شریک نہ ہوا ہو۔ کتے ہی کی تخصیص نہیں کسی بھی درندہ جانور کو سدھالیا جائے خواہ وہ چوپایہ ہو یا پرندہ ہو مثلاً چیتا، شکرہ، باز، شاہین وغیرہ۔

مُكَلِّبْ ــــ یہ کلب سے مشتق ہے اس سے مراد ہے سدھایا ہوا شکاری جانور چونکہ زیادہ تر کتے ہی سے شکار رائج ہے اس لیے اسی سے یہ لفظ بنایا اور مراد معنیٰ عام ہے۔ سدھایا ہوا شکاری جانور یا یہ کَلَبْ سے مشتق ہے جس کے معنیٰ سدھانے کے ہیں۔

اِجْتَرَحُوْا ــــ اجترحوا کا ذکر یہاں استطراداً ہے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اجترح کا معنیٰ اکتسب بھی ہے۔

جَوَارِحْ ــــ جوارح جارحۃ کی جمع ہے۔ اس سے مراد شکاری جانور ہے اس کے لفظی معنیٰ ہیں کمانے والے کے۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ اَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ
۱۰۷	اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اور اگر کتا کھالے تو اس نے شکار کو

عَلٰی نَفْسِہٖ وَاللہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللہُ فَیُضْرَبُ یُعَلَّمُ حَتّٰی

خراب کردیا اس نے اپنے لیے اسے روکا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ نے تم کو جو علم دیا ہے اس سے انہیں سکھاؤ تو اسے مارا جائے اور

یَتْرُکَ وَکَرِھَہٗ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ عَطَاءٌ اِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ یَاْکُلْ فَکُلْ۔

سکھایا جائے یہاں تک کہ چھوڑ دے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے مکروہ جانا اور عطا نے کہا اگر خون پئے اور کھائے نہیں تو کھاؤ۔

تشریحات جمہور کا مذہب یہی ہے کہ اگر شکاری جانور شکار میں سے کچھ کھائے تو اس کا کھانا جائز نہیں اور یہی صحیح ہے۔ مگر یہ حکم صرف چو پائے شکاری جانوروں کے لیے ہے اگر وہ شکاری جانور پرندہ ہے جیسے شکرہ یا باز اور اس نے شکار میں سے کچھ کھا لیا تو مابقی کے کھانے میں حرج نہیں اور اگر کتے نے صرف خون پیا گوشت نہیں کھایا تو بھی شکار حلال ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللہِ تَعَالٰی اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ۔ اور تمہارے لیے دریا کا شکار حلال کیا گیا۔ صفحہ ۸۲۵

توضیح یہ آیت محرم کے بارے میں وارد ہے کہ حالت احرام میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے مگر دریائی جانور کا شکار کرنا حالتِ احرام میں بھی جائز ہے۔ مگر اس کے عموم سے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے استدلال کیا کہ دریا کے تمام جانور حلال ہیں۔ صرف مچھلی کی تخصیص نہیں۔

ت وَقَالَ عُمَرُ صَیْدُہٗ مَا اُصْطِیْدَ وَطَعَامُہٗ مَا رَمٰی بِہٖ۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آیۂ کریمہ میں جو فرمایا گیا کہ تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا طعام حلال کیا گیا اس میں صید سے مراد وہ جانور ہے جسے شکار کیا جائے۔ اور طعام سے مراد وہ جانور ہے جسے دریا پھینک دے مثلاً موج اٹھی اور خشکی پر گری اس میں مچھلیاں آ گئیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ طعام سے مراد وہ ہے جسے زادراہ کے طور پر ساتھ رکھا جائے۔

ت ۷۰۳ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ الطَّافِیْ حَلَالٌ

اور حضرت ابوبکر نے فرمایا جو مچھلی پانی کے اوپر آجائے وہ حلال ہے

یعنی جو مچھلی دریا کے پانی میں مرجائے اور مر کر پانی کے اوپر دریا میں تیرنے لگے اس کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے ہمارے یہاں اس کا کھانا جائز نہیں۔ ہماری دلیل حضرت

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ہے: "جس کو دریا نے باہر ڈال دیا یا دریا سے نکالی گئی اسے کھاؤ اور جو پانی میں مرجائے اور اوپر آجائے اسے نہ کھاؤ۔" اس حدیث کی سند پر کلام کیا گیا ہے مگر علامہ عینی نے تحقیق فرمائی کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ب ۶۰۴	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا طَعَامُهُ مَيْتَتُهُ إِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا ۔
	اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ آیۂ کریمہ میں طعام سے مراد سمندر کا مردہ جانور ہے مگر وہ جس سے گھن آئے۔

ہمارا مذہب یہ ہے کہ مچھلی کے علاوہ اور کوئی دریائی جانور حلال نہیں۔ اس لیے کہ سب کے کھانے سے سلیم الطبع لوگوں کو گھن آتی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا "وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ"۔ اور ان پر گھنونی چیزیں حرام فرماتے ہیں۔ (اعراف آیت ۱۵۷)

وَالْجِرِّيثُ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُوْدُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ جرّیث کو یہود نہیں کھاتے اور ہم کھاتے ہیں۔

جِرِّیث: ایک قسم کی مچھلی ہے سانپ کے شکل کی جس پر چونیاں نہیں ہوتیں جس کو فارسی میں مار ماہی اور ہماری زبان میں بام کہتے ہیں یہ حلال ہے۔

ب ۶۰۵	وَقَالَ أَبُو شُرَيْحٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ ۔
	ابو شریح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی نے فرمایا سمندر کی ہر چیز ذبح کی ہوئی ہے۔

تشریحات ۶۰۵ — یعنی اسے کھانے کے لیے ذبح کی ضرورت نہیں اس میں لم یہ ہے کہ خشکی کے جانور میں خون ہوتا ہے جو ناپاک ہے۔ ذبح کرکے اس کو اس سے نکال دیا جاتا ہے اور دریائی جانور میں خون نہیں ہوتا اس لیے اس کے ذبح کی ضرورت نہیں۔
بخاری کے ہندوستانی نسخوں میں ابو شریح ہے مگر فتح الباری، عمدۃ القاری قسطلانی میں شریح ہے اور یہی صحیح ہے۔

ت ۷۰۶	وَقَالَ عَطَاءٌ أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرَى أَنْ يَذْبَحَهُ.
	اور عطاء نے کہا کہ چڑیا کو ذبح کرے۔

ت ۷۰۷	وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءٍ صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتُ
	ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کہ نہروں اور سیلاب کے گڑھوں کا

السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ؟ قَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا "هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ

شکار دریا کا شکار ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر تلاوت فرمایا یہ میٹھا ہے بہایت شیریں اور یہ

أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا"

کھاری ہے نہایت کڑوا اور ہر ایک میں سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو۔ (فاطر ع۲)

ت ۷۰۸	وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلٰى سَرْجٍ مِنْ جُلُوْدِ كِلَابِ الْمَاءِ.
	اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی کے کتوں کی کھال کی زین پر سوار ہوئے۔

تشریحات ۷۰۸ غالباً امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ "کلب الماء" حلال ہے اگر حرام ہوتا تو اس کی کھال ناپاک ہوتی پھر اس کی کھال پر سوار ہونا جائز نہ ہوتا۔

اقول وھو المستعان: زین کھال کی دباغت کے بعد بنائی جاتی ہے اور دباغت کے بعد ہر کھال پاک ہو جاتی ہے سوائے خنزیر کے اگرچہ وہ مردار حرام جانور کی ہو۔

ت ۷۰۹	وَقَالَ الشَّعْبِيُّ لَوْ أَنَّ أَهْلِيْ أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَأَطْعَمْتُهُمْ.
	اور امام شعبی نے کہا اگر میرے اہل مینڈک کھائیں تو میں ان کو کھلاؤں گا۔

تشریحات ۷۰۹ امام شعبی کا مذہب یہی تھا مگر صحیح یہ ہے کہ مینڈک کا کھانا جائز نہیں۔ ابوداؤد نے طب[۱] اور ادب میں اور نسائی نے صید میں عبد الرحمٰن بن عثمان سے روایت کیا کہ ایک طبیب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مینڈک کے بارے میں پوچھا کہ اسے دوا

۱۔ ابوداؤد صفحہ ۱۸۵ ج ۲

میں شامل کروں۔ تو حضور نے اس کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام اسحٰق بن راہویہ اور ابوداؤد طیالسی نے اپنے مسانید میں روایت کیا۔ نیز دارمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مینڈک کو قتل کیے بغیر کھانا ممکن نہیں اس لیے اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔

ت ۱۰	وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا ۔
	اور امام حسن بصری نے کچھوا کھانے میں کوئی حرج نہیں جانا۔

تشریح ۱۰: ہمارے یہاں کچھوا کھانا بھی حرام ہے اس لیے کہ یہ بھی گھنونی چیز ہے اور خبائث میں داخل ہے۔

ت ۱۱	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ وَاِنْ صَادَهٗ نَصْرَانِيٌّ اَوْ يَهُوْدِيٌّ اَوْ مَجُوْسِيٌّ ۔
	اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دریا کا شکار کھا اگرچہ اسے نصرانی یا یہودی یا مجوسی نے شکار کیا ہو۔

ت ۱۲	وَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فِي الْمُرِّيْ ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّيْنَانُ وَالشَّمْسُ ۔
	اور ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُرّی کے بارے میں فرمایا کہ شراب کو مچھلیوں اور دھوپ نے ذبح کر دیا۔

تشریح ۱۲: اہل شام شراب میں مچھلی اور نمک ڈال کر دھوپ میں رکھ دیتے جب وہ بدل جاتا تو کھاتے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلال ہے جیسے وہ شراب جو سرکہ ہو جائے۔

بَابُ اَكْلِ الْجَرَادِ۔ صفہ ۸۲۶ ٹڈی کھانے کا بیان

حدیث ۲۷۹	عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ
	حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے نبی

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ سِتًّا كُنَّا نَاكُلُ الْجَرَادَ مَعَهٗ ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم رکاب ہو کر سات یا چھ غزوے کیے اور ہم حضور کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔

تشریح ۲۴۷۹: ٹڈی کھانا جائز ہے اور اسے بغیر ذبح کیے ہوئے کھایا جاتا ہے۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا صـ ۸۲۶ ذبیحے پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے قصدًا بسم اللہ پڑھنا چھوڑا۔

ت ۱۳ ۷ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جو تسمیہ بھول گیا تو کوئی حرج نہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَاكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَالنَّاسِيْ لَا يُسَمّٰى فَاسِقًا ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے بیشک وہ فسق ہے اور بھولنے والے کو فاسق نہیں کہتے۔

توضیح: ذبح صحیح ہونے کے لیے ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا شرط ہے اگر کوئی قصدًا نہ پڑھے تو جانور مردار ہو جائے گا۔ اور اگر بھول گیا نہیں پڑھا تو کوئی حرج نہیں۔ امام بخاری نے اس کی تائید میں آیت مذکورہ نقل فرمائی۔ وجہ احتجاج یہ ہے کہ جس جانور میں ذبح کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کے نہ کھانے کی وجہ اللہ عزوجل نے یہ بیان فرمائی کہ یہ فسق ہے، فسق اسی وقت ہوگا جب قصدًا بسم اللہ نہ پڑھی۔ اور اگر بھول گیا نہیں پڑھا تو فسق نہیں جب فسق نہیں تو اس کے کھانے میں حرج نہیں۔

وَقَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَآئِهِمْ ۔

بیشک شیاطین اپنے اولیاء کے دل میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم انکی اطاعت کروگے تو مشرک ہو جاؤ گے۔

توضیح: حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا شرط نہیں۔

اگر کوئی شخص قصداً بسم اللہ نہ پڑھے تو بھی جانور حلال ہے اور وہ آیۂ کریمہ فلا تا کلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اس سے مراد مردار ہے یا وہ جانور ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے اسی کو فسق کہا گیا ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا گیا۔ او فسقا اُھِلَّ لغیر اللہ بہ اور اس پر قرینہ بعد کی آیت ہے فرمایا شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔ ان کے دل میں یہ ڈالتے ہیں کہ یہ عجیب بات ہے جسے تم قتل کرتے ہو اسے کھاتے ہو اور جسے اللہ مار ڈالے اسے نہیں کھاتے اس سے سمجھ میں آ گیا کہ شروع آیت میں جو مذکور ہے "جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے نہ کھاؤ" اس سے مراد مردار ہے۔

باب ذبائح اھل الکتاب وشحومھا من اھل الحرب ومن غیرھم وقولہ عزوجل الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم۔ صفحہ ۸۲۸

اہل کتاب کے ذبیحے اوران کی چربیاں وہ حربی ہوں یا کچھ اور اللہ عزوجل کے ارشاد کا بیان آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کردی گئیں ہیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

توضیح اس آیت میں طعام سے مراد ذبیحہ ہے۔ چونکہ اس عہد کے یہود ونصاریٰ بسم اللہ پڑھ کر جانور ذبح کرتے تھے اور یہ ان کی عادت معلوم ومشہور تھی۔ اس لیے ان کا ذبیحہ مسلمانوں کے لیے کھانا حلال تھا۔ آج کے یورپ کے باشندے اگرچہ اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں مگر عام طور پر یہ دہریہ ہو چکے ہیں۔ اور یہ بغیر بسم اللہ پڑھے ہوئے جھٹکا دیتے ہیں اب تو مشینوں سے ذبح کا رواج ہو گیا ہے۔ اس لیے یورپ کے نصاریٰ کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ یعنی جو گوشت پکاتے ہوں یا بیچتے ہوں ان کا کھانا جائز نہیں۔

ت ۱۴ ۷	وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّي بِغَيْرِ اللّٰهِ فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ لَمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللّٰهُ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ.
	امام زہری نے کہا عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر تم نے سنا اس سے کہ نام لیتا ہے غیر اللہ کا تو نہ کھاؤ اور اگر اس سے نہ سنا تو بلا شبہہ اللہ نے اسکو حلال کیا ہے حالانکہ ان کے کفر کو اللہ جانتا ہے۔
ت ۱۵ ۷	وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ.
	اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ذکر کی جاتی ہے۔

تشریح ۷۱۵ یعنی اصل یہ ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ کھانا جائز ہے لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جانور کو اللہ کے نام پر نہیں ذبح کیا کسی اور کے نام پر ذبح کیا ہے تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہو گا جیسا کہ آج کل کے نصاریٰ کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ بوقت ذبح بسم اللہ نہیں پڑھتے ہیں بلکہ اب تو ذبح نہیں کرتے۔ مشینوں کے حوالہ کر دیتے ہیں یا ذبح سے پہلے جھٹکا دیتے ہیں جس میں یہ اندیشہ ہے کہ جھٹکا دینے میں ان رگوں کے کٹنے سے پہلے ہی مر نہ گیا ہو جن کا ذبح میں کٹنا ضروری ہے اس لیے کہ جھٹکا جانور کو اوندھے لٹا کر پیٹھ کی طرف سے دیتے ہیں۔

ت ۷۱۶	وَقَالَ الْحَسَنُ وَاِبْرَاهِيْمُ لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ الْاَقْلَفِ
	حضرت حسن و ابراہیم نے فرمایا کہ غیر مختون کے ذبیحے میں کوئی حرج نہیں۔
ت ۷۱۷	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ
	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں طعام سے مراد ان کا ذبیحہ ہے۔

بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ. صفہ ۸۲۸ — چوپایوں میں سے جو بھڑک جائے وہ بمنزلہ وحشی کے ہے۔

توضیح یعنی اس کے حلال ہونے کے لیے ذبح اختیاری ضروری نہیں اضطراری کافی ہے۔

ت ۷۱۸	وَاَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ۔
	اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جائز کہا۔
ت ۷۱۹	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مَا اَعْجَزَكَ مِنَ
	اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا پالتو چوپایوں میں سے جو تیرے قبضے سے
	الْبَهَائِمِ مِمَّا فِيْ يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِيْ بَعِيْرٍ تَرَدّٰى فِيْ بِئْرٍ
	باہر ہو جائے وہ شکار کے مثل ہے۔ یعنی اس میں اضطراری ذبح کافی ہے اور جو اونٹ کنویں میں گر جائے
	فَذَكِّهِ مِنْ حَيْثُ قَدَرْتَ عَلَيْهِ ۔
	تو مقدور کے مطابق اس کو جیسے بھی زخمی کر دو تو وہ حلال ہے۔

ت	وَرَأَى ذَالِكَ عَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ
۲۰ ط	اور اس کو جائز جانا حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ۔

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ صفحہ ۸۲۸ نحر اور ذبح کا بیان

ت	وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ لَاذَبْحَ اِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ
۲۱ ط	اور ابن جریج نے عطاء سے روایت کی انہوں نے فرمایا ذبح اور نحر صرف مذبح اور منحر میں ہے

قُلْتُ اَيُجْزِئُ مَا يُذْبَحُ اَنْ اَنْحَرَهٗ قَالَ نَعَمْ ذَكَرَ اللّٰهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ

میں نے کہا کیا یہ کافی ہے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے نحر کیا جائے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے گائے کے ذبح

وَاِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ وَالنَّحْرُ اَحَبُّ اِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ

کرنے کا ذکر فرمایا پس اگر تو ایسے جانور کو ذبح کرے جو نحر کیا جاتا ہے تو جائز ہے اور ایسے جانور کو نحر کرنا

الْاَوْدَاجِ قُلْتُ فَتَخْلُفُ الْاَوْدَاجُ حَتّٰى يُقْطَعَ النِّخَاعُ قَالَ لَا

مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور ذبح اوداج کا کاٹنا ہے ابن جریج نے کہا پھر میں نے پوچھا کہ اگر اوداج سے

اَخَالُ فَاَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهٰى عَنِ النَّخْعِ يَقُوْلُ يَقْطَعُ مَادُوْنَ

آگے بڑھ جائے یہاں تک کہ حرام مغز کو کاٹ دے انہوں نے کہا میں گمان نہیں کرتا پھر مجھے نافع

الْعَظْمِ ثُمَّ يَدَعُ حَتّٰى يَمُوْتَ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ

نے خبر دی کہ بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حرام مغز کاٹنے سے منع فرمایا۔

اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً اِلٰى قَوْلِهٖ وَقَالَ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ.

فرماتے تھے کہ ہڈی سے اوپر اوپر کاٹا جائے پھر چھوڑ دے یہاں تک کہ مر جائے ۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان ـــ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ کوئی گائے ذبح کرو ۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پھر انھوں نے اسکو ذبح کیا اور قریب تھا کہ ایسا نہ کرتے

تشریحات ۲۱ ۷

حضرت عطاء کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ذبح اختیاری ذبح کرنے کی جگہ ہی ہونا ضروری ہے اور وہ گردن ہے اور نحر منحر ہی میں ہونا ضروری ہے اور وہ گردن کا نچلا حصہ ہے ۔ نحر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جانور کی گردن کے نچلے حصے میں جہاں سینے سے گردن ملتی ہے ایک چھوٹا سا گڑھا ہوتا ہے اس میں نیزہ بھونک کر دائیں بائیں گھما دیا جائے۔ تاکہ ذبح میں جن رگوں کا کٹنا ضروری ہے وہ کٹ جائیں ذبح کی جگہ پورا حلقوم ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ یہ چار رگیں کٹ جائیں حلقوم جس سے سانس آتی جاتی ہے۔ مُرّی جس سے کھانا پانی اترتا ہے۔ ودج کی دونوں رگیں جو مری کے اغل بغل ہوتی ہیں جس سے خون کی روانی ہوتی ہے ــــ ان میں سے تین رگوں کا کٹنا بھی کافی ہے یعنی حلقوم، مری اور ودجین میں سے ایک ــــ حلقوم اور مری کا کٹنا ضروری ہے اور ودجین میں سے دونوں کا یا ایک کا۔ اگر ودجین کی دونوں رگیں کٹ گئیں اور صرف مری کٹی ــ اور حلقوم نہ کٹا یا حلقوم کٹا اور مری نہ کٹی تو ذبح صحیح نہ ہوا ــــ نَحَرَ ــــ حلق کے نچلے حصہ میں نیزہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں ــ اونٹ میں نحر کرنا سنت ہے اور گائے بکری وغیرہ میں ذبح کرنا اور اگر ان کا الٹا کیا یعنی اونٹ کو ذبح کیا اور گائے بکری کا نحر کیا تو بھی جانور حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے کیوں کہ یہ سنت کے خلاف ہے ــ ذبح میں گردن اتنی زیادہ کاٹ دینا کہ حرام مغز تک پہونچ جائے مکروہ ہے یا سر کٹ کے جدا ہو جائے یہ بھی مکروہ ہے مگر ایسے جانور کا کھانا حلال ہے۔

امام عطاء نے جو یہ فرمایا کہ اگر حرام مغز تک کاٹ دیا جائے تو میں نہیں گمان کرتا ــ یعنی میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔ کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

ت ۲۲ ۷ قَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ۔

ذبح کرنا حلق اور لبہ میں ہے۔ لَبَّۃ گردن کے نچلے حصے کو کہتے ہیں جو سینے سے ملا ہوتا ہے۔ ذبح کی جگہ لبہ سے لے کر پوری گردن ہے البتہ بعض علماء نے فرمایا کہ عقدہ کے اوپر ذبح کیا جائے تو ذبح صحیح نہ ہوگا مگر یہ مرجوح ہے صحیح یہ ہے کہ فوق العقدہ بھی ذبح کرنے سے مطلوبہ تین رگیں کٹ جائیں تو ذبح صحیح ہے۔

ت ۲۳ ۷ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنَسٌ اِذَا قُطِعَ الرَّاْسُ فَلَا بَاْسَ۔

اور ابن عمر اور ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ جب سر کاٹ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ــ یعنی جانور حلال ہے اگرچہ یہ فعل ممنوع ہے کیونکہ اس میں جانور کو بلا ضرورت ایذا دینا ہے۔

حدیث ۲۴۸۰

أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ امْرَأَتِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَتْ نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ عله

کے زمانے میں گھوڑے کو نحر کیا پھر ہم نے اس کو کھایا۔

تشریحات ۲۴۸۰ بطریق عبدہ اس کے بعد جو روایت ہے اس میں ذبحنا فرسا ہے لیکن پھر بعد میں بطریق جریر جو روایت ہے اس میں نحرنا ہی ہے۔

ہو سکتا ہے کہ دونوں باتیں ہوئی ہوں کبھی گھوڑے کو ذبح کرکے کھایا ہو کبھی گھوڑے کو نحر کر کے کھایا ہو گزر چکا کہ جس جانور کو ذبح کرنا مسنون ہے اگر اسے نحر کیا تو بھی وہ حلال ہے اس کا بھی احتمال ہے کہ ہشام کبھی نحرنا روایت کرتے کبھی ذبحنا۔ اس لیے کہ ایک کی جگہ دوسرے کا اطلاق ان کے طرق میں شائع ذائع تھا اصل حکم یہی ہے کہ گھوڑا حلال ہے مگر ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کا کھانا مکروہ ہے۔ کیونکہ گھوڑا آلۂ جہاد ہے اس کے کھانے میں آلۂ جہاد کی تقلیل ہے۔

أَقُولُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ :۔ اس زمانے میں لڑائی کے لیے گھوڑوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی اب فقہائے کرام کو غور کرنا چاہیے کہ اب بھی کراہت باقی ہے یا ختم ہو گئی۔

باب مايكره من المثلة والمصبورة والمجثمة۔ صفحہ ۸۲۸

مثلہ اور مصبورہ اور مجثمہ کرنا مکروہ ہے۔

توضیح جسم کے کسی عضو کو کاٹنے کو مثلہ کہتے ہیں۔ جانور کو باندھ کر نشانہ بنانے کو مصبورہ کہتے ہیں اور قریب قریب یہی معنی مجثمہ کے بھی ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ فرق کیا کہ مصبورہ عام ہے اور مجثمہ پرندے اور خرگوش کے ساتھ خاص ہے۔

حدیث ۲۴۸۱

عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ

ہشام بن زید نے کہا کہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس گیا

أَيُّوبَ فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا فَقَالَ أَنَسٌ

تو حضرت انس نے کچھ ایسے نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو زمین میں گاڑ کر اسے تیر مار رہے ہیں تو حضرت انس

عله باب لحوم الخيل صفحہ ۸۲۹

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ علہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ چوپایوں کو باندھ کر انہیں نشانہ بنایا جائے۔

حدیث ۲۴۸۲

حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَمِعَهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یحییٰ بن سعید کے پاس تشریف لے

يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ وَ

گئے بنی یحییٰ میں سے ایک لڑکا ایک مرغی کو باندھ کر اُسے تیر مار رہا تھا ابن عمر مرغی کے پاس گئے اور اسے کھول

غُلَامٌ مِّنْ بَنِيْ يَحْيٰى رَابِطٌ دَجَاجَةً يَرْمِيْهَا فَمَشٰى اِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتّٰى حَلَّهَا ثُمَّ

دیا پھر اسے لے کر آئے اور وہ لڑکا ان کے ساتھ تھا تو فرمایا اپنے بچوں کو سختی سے روک دو کہ اس چڑیئے

اَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ اُزْجُرُوْا غُلَامَكُمْ عَنْ اَنْ يُّصْبِرَ هٰذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ

کو قتل کے لیے باندھیں اس لیے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ

فَاِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ

چوپائے وغیرہ کو قتل کرنے کے لیے باندھ کر نشانہ بنانے سے منع فرمایا۔

حدیث ۲۴۸۳

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْيَةٍ اَوْ

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عمر کے پاس تھا یہ لوگ کچھ ایسے جوانوں

بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَاَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ

کے پاس سے گزرے جو لوگ ایک مرغی زمین میں گاڑ کر اسے تیر مار رہے تھے جب ان لوگوں نے حضرت ابن عمر کو دیکھا تو

مَنْ فَعَلَ هٰذَا اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا

بھاگ گئے اور حضرت ابن عمر نے فرمایا کس نے یہ کیا ہے بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی جو ایسا

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيْوَانِ۔

کرے اور دوسری روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی حیوان کا کوئی عضو بگاڑ دے اس پر لعنت ہے۔

علہ مسلم: ذبائح، ابو داؤد: اضاحی، ابن ماجہ؛

258

تشریحات ۲۴۸۳

ظاہر ہے کہ اس میں بے زبان مظلوم جانور کو ایذا پہنچانا ہے اور مال کو ضائع کرنا ہے کیونکہ اس طرح جو جانور مر جائے گا اس کا کھانا جائز نہیں۔

بَابُ اَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ ص۸۳ کچلے دار درندوں کے کھانے کا بیان

حدیث ۲۴۸۴

عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر کچلے دار درندوں کے کھانے سے منع فرمایا۔

تشریحات ۲۴۸۴

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر کچلے دار درندہ حرام ہے اس میں بجّو اور لومڑی بھی داخل ہے۔ بجّو کے بارے میں امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بجّو کھانے کی اجازت دی ہے اسی بنا پر حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اسے حلال کہتے ہیں ہماری دلیل حدیث زیر بحث کا عموم ہے اور جب معاملہ حلّت و حرمت میں دائر ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ ترجیح حرمت کو دی جائے کتاب الطب میں یہ زائد ہے" امام زہری نے کہا کہ میں نے ابو ثعلبہ خشنی سے یہ حدیث نہیں سنی مگر جب شام میں آیا تو سنی" اور بطریق لیث یہ زائد ہے" کہ ابن شہاب نے یہ کہا کہ میں نے ان سے پوچھا کیا وضو کرے گا یا گدھیوں کا دودھ یا درندے کا پتہ یا اونٹ کے پیشاب پیے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ مسلمان اونٹ کے پیشاب کو دواءً استعمال کرتے تھے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے۔ لیکن گدھیوں کے دودھ کے بارے میں ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کے گوشت کھانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور ہم کو ان کے دودھ کے بارے میں نہ اجازت دی ہے نہ ممانعت۔ لیکن درندے کے پتے کے بارے میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر کچلے دار درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ درندے کا پتہ کھانا جائز نہیں۔ تحقیق مقام یہ ہے کہ کسی جانور کا پیشاب بطور دوا بھی استعمال کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ ناپاک ہے اور عرینہ وغیرہ والوں کا قصہ مستثنیات میں سے ہے۔ اور جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے اس کا دودھ پینا بھی حرام ہے اور پتہ حلال جانوروں کا بھی جائز نہیں۔ صحیح حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکری کے سات عضو کے کھانے سے منع فرمایا اس میں پتہ بھی ہے ان سب امور پر تحقیقی ابحاث فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ اور ہمارے فتاویٰ میں بھی اختصار و تنقیح کے ساتھ مذکور ہے۔

بَابُ الْعَلَمِ وَالْوَسْمِ فِی الصُّوْرَۃِ صـ ۸۳۱ داغنا اور نشان لگانا چہرے میں

حدیث ۲۴۸۵

عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّہٗ کَرِہَ اَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَۃُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے چہرے پر نشان بنانے کو مکروہ جانا۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُضْرَبَ تَابَعَہٗ قُتَیْبَۃُ حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِیُّ عَنْ حَنْظَلَۃَ وَقَالَ تُضْرَبُ الصُّوْرَۃُ

ایک روایت میں یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا۔

تشریحات ۲۴۸۵

اہل عرب کی عادت تھی کہ جانوروں کے چہرے پر داغ دیا کرتے تھے یا سوئی وغیرہ چبھو کر نیل سے کچھ نشان بنا دیا کرتے تھے اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پہلی حدیث موقوف تھی امام بخاری اس کی تائید میں دوسری حدیث مرفوع لائے جس کے ایک طریقے میں صرف ان تُضْرَبَ ہے اور دوسرے طریقے میں ان تُضْرَبَ الصُّوْرَۃُ ہے۔ صورت سے دونوں حدیثوں میں مراد چہرہ ہے اس لیے کہ حدیث گزر چکی کہ علامت کے لیے داغنا جائز ہے۔ چہرے پر مارنے کی مخالفت سے داغنے یا نشان لگانے کی ممانعت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتی ہے۔

حدیث ۲۴۸۶

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَخٍ لِیْ یُحَنِّکُہٗ وَھُوَ فِیْ مِرْبَدٍ لَّہٗ فَرَاَیْتُہٗ یَسِمُ شَاۃً حَسِبْتُہٗ قَالَ فِیْ آذَانِھَا.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک بھائی کو لے کر حاضر ہوا تاکہ حضور اس کی تحنیک کر دیں اور حضور اپنے ایک باڑے میں تھے اور ایک بکری کے کان کو داغ رہے تھے۔

شعبہ نے کہا کہ میں نے گمان کیا کہ ہشام ابن زید نے کہا کہ اس کے کان میں۔

تشریحات ۲۴۸۶

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چہرہ کے علاوہ کسی اور جگہ داغنا یا نشان لگانا جائز ہے جبکہ خفیف ہو اور بقدر درت ہو۔

بَابُ إِذَا أَصَابَ قَوْمًا غَنِيمَةً فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا أَوْ إِبِلًا بِغَيْرِ أَمْرِ أَصْحَابِهِمْ لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صـ ۸۳۱

جب کسی قوم کو غنیمت ملے اور ان میں کے بعض بکری یا اونٹ کو ذبح کر دیں اپنے ساتھیوں کے بغیر اجازت تو کھایا نہیں جائے گا۔ رافع بن خدیج کی حدیث کی وجہ سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

توضیح

رافع بن خدیج کی حدیث سے مراد وہ حدیث ہے۔ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کل ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوگی اور ہمارے ساتھ چھری نہیں ـــ تو فرمایا جلدی ہیں وہ چیز لے جو خون بہادے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے تو اسے کھاؤ لیکن وہ دانت یا ناخن نہ ہو۔ اور میں تم کو بیان کرتا ہوں اس کے بارے میں دانت ہڈی ہے اور ناخن اہل حبشہ کی چھری۔ جلد باز لوگ آگے بڑھ گئے اور انہوں نے غنیمتیں حاصل کیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے آخر میں تھے ان لوگوں نے جانوروں کو ذبح کر کے ہانڈیاں چڑھا دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو ہانڈیاں الٹ دی گئیں اور حضور نے مال غنیمت ان کے درمیان تقسیم فرمایا اور ایک اونٹ دس بکری کے برابر کیا پھر اگلے حصہ سے ایک اونٹ بھڑک کر بھاگا ان کے پاس گھوڑے نہیں تھے ایک شخص نے اس کو تیر مارا تو اللہ نے اسے روک دیا پھر فرمایا ان چوپایوں میں بھڑکنے کی عادت ہوتی ہے جیسے وحشی جانور بھڑکتے ہیں اگر چوپائے ایسا کریں تو اس کے ساتھ یوں ہی کرو۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کی اجازت کے مال غنیمت میں تصرف جائز نہیں۔

ف ۴۲۷

وَقَالَ طَاؤُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِي ذَبِيحَةِ السَّارِقِ اَطْرَحُوهُ۔

طاؤس اور عکرمہ رضی اللہ عنہما نے چور کے ذبیحہ کے بارے میں فرمایا کہ اسے پھینک دو۔

مراد یہ ہے کہ وہ چوری کا جانور ذبح کرے لیکن اگر کوئی چور ہے اور وہ اپنا مملوک جانور ذبح کرے یا کسی اور کا جانور اس کی اجازت سے ذبح کرے تو اس کا ذبح جائز ہے۔

بَابُ أَكْلِ الْمُضْطَرِّ لِقَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ۔

مضطر کا کھانا ـــ اللہ عز وجل کے اس ارشاد کی وجہ سے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ

اے ایمان والو! ہم نے تم کو جو ستھری چیزیں

طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ۔ وَقَالَ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ وَقَوْلِهٖ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ اَنْ لَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ وَقَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُهْرَاقًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ وَقَالَ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

دیں اس کو کھاؤ اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو اس نے یہی چیزیں تم پر حرام کی ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا اور جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھاتے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (بقرہ ع ۱۷۳) اور فرمایا ۔ جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے (مائدہ ع ۱۲) اور اللہ کا ارشاد تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو ۔ اور تمہیں کیا ہوا اس میں سے نہیں کھاتے ہو جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو اسے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو ۔ اور بے شک بہتیرے اپنی خواہشوں سے بغیر علم گمراہ کرتے ہیں اور بے شک تمہارا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے (انعام ع ۱۱۸-۱۱۹) اور فرمایا ۔ تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام ہے مگر یہ کہ مردار ہو یا رگوں کا بہتا خون یا سور کا گوشت وہ نجاست ہے یا وہ بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا تو جو ناچار ہوا نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (انعام ع ۱۴۵) ابن عباس نے کہا مسفوح کے معنی مہراق یعنی بہتا ہوا خون اور ارشاد ہے اللہ کی دی ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا

شکر ادا کرو۔ اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو تم پر
یہی حرام کیا ہے مردار اور بد جانور کا گوشت اور وہ
جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا
ہو پھر جو ناچار ہو نہ خواہش کرتا نہ حد سے بڑھتا
اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (النحل ع ۱۱۵)

توضیح: حالت اضطرار میں جب کہ اکراہ شرعی پایا جائے بقدر ضرورت ان چیزوں کو کھانے پینے کی اجازت ہے جو حرام ہیں۔ اور یہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد سے مستفاد ہے اس آیت میں باغ سے مراد لغوی معنی ہے یعنی خواہش رکھنے والا اور عاد سے مراد حد سے آگے بڑھنے والا ہے اور یہ اجازت مقیم کے لیے بھی ہے اور مسافر کے لیے بھی۔ خواہ اس کا سفر مباح ہو یا معصیت۔ البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ باغ سے مراد فقہی معنی لیتے ہیں یعنی جو سلطان اسلام پر ناحق خروج کرے اور عاد سے مراد گناہ کا سفر کرنے والا مثلاً ڈاکہ ڈالنے کے لیے جارہا ہو ان کے یہاں باغی اور معصیت کے سفر میں نکلنے والا اگر مضطر ہو جائے تو بھی ان چیزوں کا کھانا جائز نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاضاحی ص ۸۳۲ قربانی کا بیان

توضیح اَضَاحی. اُضحیہ. ہمزہ کو کسرہ وضمہ دونوں کی جمع ہے۔ ضحایا اسی کے معنیٰ میں ہے ضَحِیَّۃٌ کی جمع ہے اسی طرح الأضحیٰ. الاضحاۃ کی جمع ہے، اس جانور کو کہتے ہیں جو عید کے دن اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ذبح کیا جائے اس کو اضحیہ اس لیے کہتے ہیں کہ عموماً یہ چاشت کے وقت ذبح کیا جاتا ہے اضحیٰ مذکر بھی مستعمل ہے اور مؤنث بھی۔

بَابُ سُنَّةِ الْاُضْحِيَةِ ص ۸۳۲ قربانی کا سنت ہونا۔

ت ۲۵	وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ هِيَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوْفٌ.
	اور حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ قربانی سنت ہے اور مشہور ہے۔

ہمارے یہاں ہر مسلمان، آزاد، عاقل بالغ، مقیم پر یوم اُضحیہ جو مالک نصاب ہو اس پر واجب ہے۔ ہماری دلیل ابن ماجہ اور حاکم کی وہ حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من کان لہٗ سِعَۃٌ ولم یضح فلا یقربن مُصَلّانا جس کو وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ ہو حضرت امام شافعی کے یہاں مستحب ہے۔

حدیث ۲۸۴۷	عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَاِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ	
جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنی ذات کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اسکی	

ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ تَمَّ نُسُکُہٗ وَ اَصَابَ سُنَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔

قربانی ہو گئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کے مطابق کیا۔

بَابُ قِسْمَۃِ الْاِمَامِ الْاَضَاحِیَّ بَیْنَ النَّاسِ ۔ صہ ۸۳۲

امام کا قربانی کے جانور کا لوگوں کے درمیان تقسیم کرنا۔

حدیث ۲۴۸۸

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرِ الْجُھَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَسَمَ النَّبِیُّ

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ ضَحَایَا فَصَارَتْ لِعُقْبَۃَ جَذَعَۃٌ

کے درمیان قربانی کے جانور تقسیم کیے۔ اور عقبہ کے حصے میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا۔ میں نے عرض کیا

فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَارَتْ لِیْ جَذَعَۃٌ قَالَ ضَحِّ بِھَا ؎۱

یارسول اللہ میرے حصے میں ایک سال سے کم عمر کا بکری کا بچہ آیا ہے فرمایا۔ تم اسی کی قربانی کرو۔

تشریحات ۲۴۸۸

جمہور کا قول یہ ہے کہ جذعۃ بکری کے اس بچے کو کہتے ہیں جو پورے ایک سال کا ہو اور گائے وہ ہے جس نے دو سال پورا کر لیا ہو اور اونٹ کا وہ بچہ جو چار سال پورا کر چکا ہو۔ لیکن اگر یہی مراد ہو تو پھر حضرت عقبہ کے عرض کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اس عمر کے جانوروں کی قربانی صحیح ہے۔ لامحالہ یہاں وہ قول مراد ہو گا کہ جذعہ بکری کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو ایک سال سے کم کا ہو۔ خواہ چھ مہینے کا ہو یا دس مہینے کا۔ چار باب کے بعد یہی حدیث مروی ہے اس میں عتود ہے جس کے معنی بکری کے بچے کے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے حصے میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا تھا اور ایک سال سے کم کے بکری کے بچے کی قربانی صحیح نہیں۔ اسی لیے انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو خصوصیت سے اجازت دے دی جیسا کہ حضرت ابوبردہ کو اجازت دی تھی۔
باب کے شروع میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ابوبردہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے پاس ایک جذعہ ہے فرمایا اسے ذبح کر اور تیرے بعد کسی کی طرف سے کافی نہ ہوگا تو اگر جذعہ

؎۱ مسلم، ترمذی، نسائی، اضاحی۔

کے معنی پورے ایک سال کا بکری کا بچہ ہوتا تو اس ارشاد کے کوئی معنی نہیں تھے۔

بَابُ الْاَضْحٰی وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلّٰی۔ صفہ ۸۳۳ — قربانی اور نحر عیدگاہ میں ہونا چاہیے۔

حدیث ۲۴۸۹

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي مَنْحَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نافع سے مروی ہے کہ عبداللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منحر میں نحر کرتے تھے۔

حدیث ۲۴۹۰

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى۔

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عیدگاہ میں ذبح کرتے اور نحر کرتے۔

بَابُ اُضْحِيَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ وَيُذْكَرُ سَمِيْنَيْنِ۔ صفہ ۸۳۳ — نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دو سینگ والے اور دو موٹے دنبوں کی قربانی کرنا۔

ت ۷۲۶

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نُسَمِّنُ الْاُضْحِيَّةَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُسَمِّنُوْنَ۔

ابو امامہ بن سہل نے کہا کہ ہم لوگ مدینے میں قربانی کے جانور کو فربہ کرتے تھے اور مسلمان بھی فربہ کرتے تھے۔

حدیث ۲۴۹۱

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی

وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ وَ أَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ ؎۱

کرتا ہوں

حدیث ۲۴۹۲

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سینگ والے چتکبرے دو مینڈھوں کی طرف جھکے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔

تشریحات ۲۴۹۲

پہلی حدیث میں صرف یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا اس کا کوئی وصف مذکور نہیں تھا۔ دوسری حدیث میں اس کا دو وصف مذکور ہے ایک تو یہ سینگ والا تھا دوسرے یہ کہ چتکبرا تھا۔ اور ابو داؤد میں یہ بھی زائد ہے کہ وہ خصی کیا ہوا تھا بعد کے ابواب میں یہ زائد ہے کہ حضور نے اپنا پاؤں ان دونوں کے مونڈھے پر رکھا اور بسم اللہ پڑھا اور تکبیر پڑھی اور دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا جو شخص اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو اس کے لیے مستحب یہی ہے کہ خود ذبح کرے۔ ابو داؤد کی حدیث سے معلوم ہوا کہ خصی کی قربانی کرنی جائز ہے بلکہ اس بنا پر کہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے خصی کی قربانی افضل ہے۔

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهٖ. ص۸۳۴

جس نے دوسرے کی قربانی ذبح کی۔

ت ۷۲۷

وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِي بَدَنَتِهٖ.

اور ایک شخص نے ابن عمر کی مدد کی ان کے اونٹ کے بارے میں۔

تشریحات ۷۲۷

امام عبد الرزاق نے عمرو بن دینار سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ منیٰ میں ایک اونٹ کو نحر کر رہے ہیں وہ بیٹھا ہوا ہے اس کے

؎۱ باب من ذبح الاضاحی بیدہ ص۸۳۴۔ وباب وضع القدم علی صفح الذبیحۃ ص۸۳۴۔ وباب التکبیر عند الذبح ص۸۳۵ ۔ کتاب التوحید: باب السؤال باسماء اللہ تعالیٰ الخ ص۱۱۰۰۔

پاؤں بندھے ہوئے ہیں اور ایک شخص اس کی نکیل پکڑے ہوئے ہے اور ابن عمر اسے نیزہ گھونپ رہے ہیں اس تعلیق سے باب کا اثبات نہیں ہو رہا ہے ذبح کرنا اور چیز ہے اور ذبح میں اعانت اور چیز ہے۔

باب ۴۲۸	وَأَمَرَ أَبُو مُوسَىٰ بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّينَ بِأَيْدِيهِنَّ.
	اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا کہ اپنے ہاتھوں سے قربانیاں کریں۔

تشریح ۴۲۸ اس اثر کو امام حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی لڑکیوں کو حکم دیتے کہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھوں سے کریں اس تعلیق کو بھی باب سے کوئی مناسبت نہیں۔ بلکہ مباینت ہے اس کو پہلے والے باب میں مذکور ہونا چاہیے۔ البتہ امام بخاری نے اس ضمن میں جو حدیث ذکر کی ہے اس میں صراحتہً یہ مذکور ہے ضحّی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن نسائہ بالبقر" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی کی یہ حجۃ الوداع میں ہوا تھا۔

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا. صفحہ ۸۳۵

قربانی کے گوشت سے جو کھایا جائے اور آئندہ کے لیے رکھ لیا جائے۔

حدیث ۲۴۹۳	عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم قربانی میں نمک
	عَنْهَا قَالَتِ الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهَا فَنُقَدِّمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ
	لگا کر رکھ دیتے تھے اور مدینے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھتے تھے تو حضور نے فرمایا
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ لَا تَأْكُلُوا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيْسَتْ بِعَزِيمَةٍ
	صرف تین دن تک کھاؤ اور یہ قطعی حکم نہیں لیکن حضور نے اس سے یہ ارادہ فرمایا کہ اس سے دوسروں کو
	وَلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ وَاللهُ أَعْلَمُ.
	کھلایا جائے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

حدیث ۲۹۴۴

حَدَّثَنِیْ اَبُوْ عُبَیْدٍ مَوْلٰی ابْنِ اَزْھَرَ اَنَّہٗ شَھِدَ الْعِیْدَ یَوْمَ الْاَضْحٰی مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا فَصَلّٰی قَبْلَ الْخُطْبَۃِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ نَھٰکُمْ عَنْ صِیَامِ ھٰذَیْنِ الْعِیْدَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَیَوْمُ فِطْرِکُمْ مِنْ صِیَامِکُمْ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَیَوْمٌ تَاْکُلُوْنَ مِنْ نُسُکِکُمْ قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ ثُمَّ شَھِدْتُ مَعَ عُثْمٰنَ بْنِ عَفَّانَ وَکَانَ ذٰلِکَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَصَلّٰی قَبْلَ الْخُطْبَۃِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ قَدْ اِجْتَمَعَ لَکُمْ فِیْہِ عِیْدَانِ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْتَظِرَ الْجُمُعَۃَ مِنْ اَھْلِ الْعَوَالِیْ فَلْیَنْتَظِرْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّرْجِعَ فَقَدْ اَذِنْتُ لَہٗ قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ ثُمَّ شَھِدْتُہٗ مَعَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَصَلّٰی قَبْلَ الْخُطْبَۃِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ

ابو عبید ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام نے حدیث بیان کی کہ وہ بقر عید کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عید کی نماز کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت عمر نے خطبے سے پہلے نماز پڑھی پھر لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور فرمایا اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم کو منع کیا ہے ان دونوں عید کے دن روزے رکھنے سے ان میں سے ایک تو تمہارے روزے چھوڑنے کا دن ہے لیکن دوسرا تو تمہارے قربانیوں کے کھانے کا دن ہے۔ پھر ابو عبید نے کہا پھر میں عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا اور یہ جمعہ کا دن تھا تو انہوں نے خطبے سے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! بے شک یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہیں اہل عوالی میں سے جو یہ پسند کرے تو جمعہ کا انتظار کرے تو وہ انتظار کرے اور جو یہ چاہے کہ لوٹ جائے تو میں نے اسکو اجازت دی — ابو عبید نے کہا

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہَاکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا لُحُوْمَ نُسُکِکُمْ فَوْقَ ثَلٰثٍ ۔

پھر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا انہوں نے خطبے سے پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا اور کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تم کو منع کیا کہ اب تم اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ تک کھاؤ۔

تشریحات ۲۴۹۴ اس پر بحث گزرچکی کہ ابتداءً تین دن سے زیادہ تک قربانی کا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تھی پھر بعد میں اجازت ہوگئی لیکن اس توجیہہ پر ابو عبید کی اس روایت سے اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو اپنے عہدِ خلافت میں بیان فرمایا اگر ممانعت منسوخ ہوچکی ہوتی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو اپنے عہد خلافت میں بیان نہ فرماتے۔ جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت کا علم نہ رہا ہو لیکن یہ صحیح نہیں اس لیے کہ ممانعت کے منسوخ ہونے کی حدیثیں دوسرے صحابہ کے علاوہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہیں جیسا کہ امام احمد نے اپنی مسند میں اور امام طحاوی نے معانی الآثار میں روایت کی ہے۔ صحیح جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خطبہ ان ایام میں دیا تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے جیسا کہ طحاوی میں ہے صلیت مع علی العید وعثمان محصور۔ چونکہ بلوائیوں کی وجہ سے تنگی تھی اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث روایت فرمائی اور پہلے حدیث گزرچکی کہ حضور نے دوسرے سال لوگوں کو قربانی کا گوشت جمع کرنے کی اجازت دیدی اور فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ اور جمع کرو اور سال گزشتہ تنگی تھی میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کی اس میں مدد کروں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حدیث ۲۴۹۵ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُوْا مِنَ الْاَضَاحِیِّ ثَلٰثًا وَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ

وسلم نے فرمایا قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ۔ اور عبد اللہ جب منیٰ سے لوٹتے تو روغن زیتون

یَاْکُلُ بِالزَّیْتِ حِیْنَ یَنْفِرُ مِنْ مِنًی مِنْ اَجْلِ لُحُوْمِ الْھَدْیِ ۔

سے روٹی کھاتے اور ھدی کا گوشت کھانے سے بچتے۔

تشریحات ۲۴۹۵ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نسخ کا علم نہ رہا ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاشربہ ۸۳۶ پینے والی چیزوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (مائدہ ع۹)

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانسے کے تیر ناپاک ہی ہیں اور شیطانی کام تو اس سے بچو تاکہ فلاح پاؤ۔

توضیح گزر چکا کہ شراب کی حرمت تدریجًا نازل ہوئی ہے پہلے یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی "یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْہِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُھُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِھِمَا" تم سے شراب اور جوے کے بارے میں پوچھتے ہیں فرما دو ان دونوں میں بھاری گناہ ہے اور لوگوں کے لیے نفع ہے۔ اور ان دونوں کا گناہ ان دونوں کے نفع سے بڑا ہے ـــــ اس پر حضرت عمر نے عرض کیا۔ اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بیانا شافیا۔ اے اللہ ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح بیان فرما دے۔ تو اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی" اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ نشے کی حالت میں۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نماز کے وقت میں ایک منادی پکارتا کوئی نشے میں مست نماز کے قریب نہ ہو۔ پھر حضرت عمر نے عرض کیا "اَللّٰھُمَّ بَیِّنْ لَنَا فِی الْخَمْرِ بَیَانًا شَافِیًا" اے اللہ ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح بیان فرما۔ تو آیت مذکورہ نازل ہوئی۔ تو شراب اور جوے کو قطعی طور پر حرام کر دیا گیا۔ کسی حال میں اس کے پینے کی اجازت نہیں۔

حدیث ۲۴۹۶

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دنیا میں شراب پیے اور توبہ نہ کرے تو آخرت

لَمْ یَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ۔[1]

میں اس سے محروم رہے گا۔

تشریح ۲۴۹۶ بعض حضرات نے اس حدیث کی توجیہ یہ کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جنت میں جانے کے بعد بھی جنتی شراب طہور سے محروم رہے گا۔ لیکن صحیح توجیہ یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اسے نہ بخشے تو وہ جہنم میں جائے گا۔ پھر جنت میں آئے گا تو جنت کی تمام نعمتوں کی طرح شراب طہور بھی پئے گا۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ابتداءً ہی اسے بخش دے اور جہنم سے محفوظ رکھے تو بھی شرابِ طہور سے محروم نہ رہے گا۔ اور یہ وعید تغلیظا ہے۔ "حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ" کنایہ ہے جہنم میں جانے سے یعنی شراب پینا استحقاقِ جہنم کا سبب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابٌ اِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعِنَبِ ص ۸۳۶ خمر انگوری سے ہے۔

توضیح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خمر کا حقیقی معنی انگور کا وہ کچا پانی ہے جو جوش کھا جائے اور اس میں جھاگ آجائے، اس کے علاوہ دوسرے نشہ آور مشروبات بمعنی حقیقی خمر نہیں، ان پر باعتبار معنی عرفی خمر کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں، ہر نشہ آور چیز خمر ہے ـــ باب کا عنوان اسی معنی کی تائید کرتا ہے علامہ عینی نے جو نسخہ لیا ہے اس میں اَنَّ نہیں صرف یہ ہے "باب الخمر من العنب" اس میں دونوں احتمال ہیں۔ بابٌ کو تنوین کے ساتھ پڑھا جائے اور الخمر کو مرفوع تو ترجمہ یہ ہوگا کہ خمر انگور ہی سے ہے یہ ہمارے لیے مؤید ہے اور اگر باب کو مضاف پڑھا جائے اور الخمرِ کو کسرہ تو معنی یہ ہوں گے کہ انگور کے شراب کا بیان یہ جمہور کے قول کا مؤید ہوا ـــ فتح الباری نے جو نسخہ لیا ہے اس میں "وغیرہ" زائد ہے اور اَنَّ نہیں۔ یوں ہے بابُ الخمرِ من العنب وغیرہ۔ یعنی اس کا بیان کہ شراب انگور وغیرہ سے ہوتا ہے۔ لیکن علامہ ابن حجر نے خود فرمایا کہ وغیرہ کی زیادتی صرف ابن بطال کی شرح میں ہے، اس کے علاوہ صحیح کے کسی نسخہ میں اور مستخرجات میں اور شروح میں نہیں۔ قسطلانی نے بھی عمدۃ القاری والا نسخہ لیا ہے۔ البتہ شرح میں فرمایا وفی نسخۃ ان الخمر من العنب۔

حدیث ۲۴۹۷	عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم پر شراب حرام کی گئی جب حرام

[1] مسلم: اشربہ، نسائی: اشربہ و ولیمہ۔

حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِي بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ
کی گئی تو ہم مدینے میں انگور کی شراب نہیں پاتے تھے مگر کم اور عام ہماری
الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيْلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ .
شراب بسر اور تمر تھی ۔

تشریحات ۲۴۹۷ اس کے قبل بطریق نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے یہ روایت ہے کہ شراب حرام کی گئی اور مدینے میں اس میں سے کچھ نہ تھی۔ یہ ہماری مؤید ہے کہ خمر صرف انگور کے پانی کو کہتے ہیں۔ اس لیے کہ شراب کی تحریم کے وقت دوسری شرابیں موجود تھیں مراد یہی ہے کہ بمعنی حقیقی شراب اسی کو کہتے ہیں جو انگور کے کچے پانی سے بنائی جائے اور دوسری چیزوں کے شراب کو بمعنی مجازی شراب کہتے ہیں کھجور کے پھل کے پانچ درجے ہیں۔ پہلے کو طلع کہتے ہیں دوسرے کو خلال تیسرے کو بلح، چوتھے کو بُسر اور پانچویں کو رُطب۔

بَابُ نزل تحریم الخمر وھی من البسر والتمر۔ شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ بسر اور تمر سے ہے۔ ص ۸۳۶

حدیث ۲۴۹۸ حَدَّثَنِيْ بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ
بکر بن عبداللہ نے حدیث بیان کی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
تَعَالٰى عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ
ان سے بیان کیا۔ شراب حرام کی گئی اور شراب اُس دن بُسر اور تمر کی تھی

بَابُ الْخَمْرِ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبِتْعُ

شراب شہد سے ہے اور یہ بِتْعُ ہے۔ صفحہ ۸۳۷

ف ۷۲۹ وَقَالَ مَعْنٌ سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ
اور معن نے کہا میں نے مالک بن انس سے فقاع کے بارے میں پوچھا تو انہوں
إِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ .
نے فرمایا جب نشہ نہ لادے تو کوئی حرج نہیں۔

تشریحات ۲۹

"نقاع" ایک چوسنے کی چیز تھی جسے شام والے کھجور کے شیرے سے اور یمن والے منقی سے بناتے تھے، کھجور کے شیرے کو یا انگور کو خوب کوٹ کر باریک کرکے کسی برتن میں بند کر دیتے تھے، دو ایک دن کے بعد برتن کا منھ کھول کر اسے چوستے تھے عام طور پر اس میں نشہ نہیں ہوتا۔ لیکن جب برتن کا منھ کھولتے تو اس میں تیزی ہوتی اگر اس وقت اسے چوسیں تو نشہ آور ہے لیکن اگر برتن کا منھ کھول کر کچھ دیر اسے چھوڑ دیں تو اس کی تیزی نکل جائے تو نشہ آور نہیں۔

ت ۳۰

وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيُّ سَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوا لَا يُسْكِرُ لَا بَاسَ بِهِ.

اور ابن دراوردی نے کہا نقاع کے بارے میں ہم نے اہل مدینہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا نشہ نہیں لاتی اس میں کوئی حرج نہیں

تشریحات ۳۰

ابن الدراوردی کا نام عبد العزیز ابن محمد تھا۔ یہ بھی معن بن عیسیٰ کی روایت ہے ان سے۔ ظاہر یہ ہے کہ دراوردی نے اپنے زمانہ میں اہل مدینہ کے فقہاء سے پوچھا تھا۔

حدیث ۲۴۹۹

أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيذُ الْعَسَلِ وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ ۝

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبع کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ شہد کی شراب ہے جسے اہل یمن پیتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ پینے کی چیز جو نشہ لائے حرام ہے۔

تشریحات ۲۴۹۹

ہمارا بھی صحیح مختار مفتیٰ بہ مذہب یہی ہے جو نشہ لائے حرام ہے، اتنا بھی پینا حرام ہے جتنے سے نشہ نہ آئے اور اس کا قطرہ قطرہ پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ جس کا زیادہ نشہ لائے اس کا تھوڑا بھی حرام ہے۔

حدیث ۲۵۰۰

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يُلْحِقُ مَعَهُمَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيرَ

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کدو کے کھوکھلے برتن میں اور روغن زفت ملے ہوئے برتن میں نبیذ نہ بناؤ اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ ہرے گھڑے اور لکڑی کے کھوکھلے برتن کو بھی لاحق کرتے تھے۔

تشریحات ۲۵۰۰

اس پر پوری بحث کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔ ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت اس وجہ سے تھی کہ انہیں برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی۔ ان میں نبیذ بنانے میں خطرہ تھا اس لیے منع فرمایا گیا۔ پھر بعد میں اجازت دے دی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ۔ ص ۸۳۷

اس بات کا بیان کہ خمر وہ پینے کی چیز ہے جو عقل کو زائل کر دے۔

حدیث ۲۵۰۱

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ (إِلٰى أَنْ قَالَ) وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتّٰى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا قَالَ قُلْتُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اور فرمایا شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ پانچ چیزوں سے ہے۔ انگور اور چھوہارا اور گیہوں اور جو اور شہد، خمر وہ ہے جو عقل کو زائل کر دے۔ تین مسائل ایسے ہیں کہ میں نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے جدا نہ

يَا اَبَا عَمْرٍو فَشَيْئٌ يَصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الرُّزِّ قَالَ ذَالِكَ لَمْ يَكُنْ عَلٰى
ہوتے جب تک ان باتوں کی پوری وضاحت نہ فرما دیں۔ دادا اور کلالہ کی وراثت اور سود کی تفصیلات
عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ وَقَالَ
ابو حیان نے شعبی سے پوچھا اے ابو عمرو سندھ میں بعض لوگ چاولوں سے شراب بناتے ہیں فرمایا کہ وہ
حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ مَكَانَ الْعِنَبِ الزَّبِيْبَ۔
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہیں بنتی تھی یا یہ کہا کہ حضرت عمر کے دورِ خلافت میں نہ تھی۔

تشریحات ۲۵۰۱

اس حدیث کا ابتدائی حصہ سورۂ مائدہ میں گزر چکا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین مسائل کا ذکر فرمایا ایک دادا کا۔ دادا کے سلسلے میں تین اختلاف ہے۔ آیا وہ بھائی کو محجوب کرے گا یا بھائی اس سے محجوب ہوگا اور کتنی میراث پائے گا اس سلسلے میں صحابۂ کرام کے درمیان شدید اختلاف ہے یہاں تک کہ ابو عبید نے روایت کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دادا کے بارے میں سَتّر فیصلے سنے اور سب ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ایک روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کو جمع فرمایا تاکہ دادا کے بارے میں ایک قول پر اجماع کرلیں کہ چھت سے ایک سانپ گرا اور لوگ بھاگ گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے کہ لوگ دادا کے بارے میں اختلاف رکھیں۔

دوسرا مسئلہ کلالہ کا ہے۔ کلالہ! اسے کہتے ہیں جس کے نہ اولاد ہو نہ باپ، یہی حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت علی حضرت زید وحضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل مدینہ واہل بصرہ واہل کوفہ کا مذہب ہے۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو اگرچہ اس کے باپ ہوں۔ قرآن مجید میں صرف یہ ہے "يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ عله" اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکے میں اس کی بہن کا آدھا ہے۔" آیت میں کلالہ کی صرف تفسیر یہ کی "لیس له ولد" اس سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر باپ ہو تو بھی وہ کلالہ ہے لیکن چونکہ مفہوم مخالف معتبر نہیں اس لیے یہ یقینی نہیں اسی بنا پر اس کے بارے میں شدید اختلاف ہوا۔

عله مائدہ آیت ۱۷۶۔

اسی طرح سود کی پوری تفصیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی صرف چھ چیزوں کے بارے میں فرمایا اس میں سود ہے، سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور نمک۔ اس کے علاوہ بقیہ چیزوں میں سود ہے یا نہیں اور ہے تو اس کی بنیاد کیا ہے یہ بیان نہیں فرمایا۔ اسی لیے سود کے بارے میں علماء کے مابین شدید اختلاف ہے جس کی قدرے تفصیل ہم "ربا" کے بیان میں کرچکے ہیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. ص ۸۳۷

جو شخص شراب کو حلال جانے اور بدل کر اس کا نام کچھ اور رکھے۔

حدیث ۲۵۰۲

حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللهِ مَا كَذَبَنِي

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے کہا کہ مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے حدیث

سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ

بیان کی بخدا انہوں نے مجھ سے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا

الْحِرَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ

میری امت میں کچھ قومیں ہوں گی جو شرمگاہ اور ریشمی کپڑا اور شراب اور باجے کو حلال جانیں گی

عَلَمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ تَأْتِيهِمْ يَعْنِي الْفَقِيرَ لِحَاجَةٍ

اور پہاڑ کے دامن میں کچھ لوگ رہیں گے اور شام کو جب اپنے مویشیوں کا ریوڑ لیکر واپس ہوں گے

فَيَقُولُونَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ

تو ان کے پاس ایک محتاج اپنی ضرورت کے لیے آئے گا تو کہیں گے لوٹ جا کل آنا رات میں اللہ تعالیٰ

آخَرِينَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

ان پر پہاڑ گرادے گا اور باقی ماندہ لوگوں کو بندر اور سور بنادے گا قیامت تک ایسے ہی رہیں گے۔

تشریحات ۲۵۰۲

"حر" کے معنی شرمگاہ کے ہیں مراد یہ ہے کہ وہ لوگ زنا کو حلال جانیں گے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس امت میں بھی جزوی طور پر مسخ ہوگا اور یہ دوسری بہت سی حدیث سے ثابت ہے۔

بَابُ تَرْخِيصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوفِ بَعْدَ النَّهْيِ.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اجازت دینا کچھ برتنوں کے استعمال کی ممانعت کے بعد۔ صفحہ ۸۳۷

حدیث ۲۵۰۳

عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الظُّرُوفِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا قَالَ فَلَا إِذًا [1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ برتنوں سے منع فرمایا تو انصار نے کہا یہ برتن ہمارے لیے ضروری ہیں۔ تو فرمایا اب نہیں۔

تشریح ۲۵۰۳

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ دو چار جن برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت تھی وہ سدِّ ذریعہ کے لیے تھی۔

حدیث ۲۵۰۴

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْأَسْقِيَةِ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ [2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برتنوں سے منع فرمایا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص دوسرا برتن نہیں پاتا تو حضور نے انہیں اس گھڑے کی اجازت دی جس پر روغن زفت نہ ملا گیا ہو۔

حدیث ۲۵۰۵

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نَهَى

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] ابوداؤد: اشربہ۔ ترمذی: اشربہ۔ نسائی: اشربہ۔

[2] مسلم: ابوداؤد: اشربہ۔ نسائی: اشربہ وولیمہ۔

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ[1]

نے کدو کے کھوکھلے برتن اور روغن زفت ملے ہوئے گھڑے سے منع فرمایا۔

حدیث ۲۵۰۶ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ قُلْتُ لِلْاَسْوَدِ ھَلْ سَأَلْتَ عَائِشَۃَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَمَّا یُکْرَہُ اَنْ یُّنْتَبَذَ فِیْہِ فَقَالَ نَعَمْ قُلْتُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَنْ مَّا نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّنْتَبَذَ فِیْہِ قَالَتْ نَھَانَا اَھْلَ الْبَیْتِ اَنْ نَّنْتَبِذَ فِی الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ اَمَا ذَکَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ اِنَّمَا اُحَدِّثُکَ مَا سَمِعْتُ اَفَاُحَدِّثُ مَالَمْ اَسْمَعْ[2]

ابراہیم بن یزید نخعی سے روایت ہے کہ میں نے اسود سے کہا کہ کیا آپ نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا! کن برتنوں میں نبیذ بنانا ناپسند ہے اسود نے کہا ہاں میں نے پوچھا تھا تو ام المومنین نے فرمایا کہ حضور نے ہم اہل بیت کو دُبّا اور مزفت میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ میں نے کہا آپ نے جر اور حنتم کو ذکر نہیں کیا تو اسود نے کہا میں تم سے وہی بیان کروں گا جو میں نے سنا کیا تم سے وہ بھی بیان کروں جو نہیں سنا۔

حدیث ۲۵۰۷ حَدَّثَنَا الشَّیْبَانِیُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ قُلْتُ اَیُشْرَبُ فِی الْاَبْیَضِ قَالَ لَا[3]

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرے گھڑے سے منع فرمایا میں نے کہا کیا سفید میں پیا جائے؟ فرمایا نہیں؟

تشریحات ۲۵۰۷ قلت سے مراد شیبانی ہیں اور قال کے فاعل حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ شیبانی نے حضرت عبداللہ

---

[1] مسلم: نسائی: اشربہ۔ [2] مسلم: نسائی: اشربہ۔
[3] نسائی: اشربہ۔

ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور نے ہرے گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے تو کیا ہم سفید میں پئیں ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ حکم رنگ پر دائر نہیں ۔جن برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی ابتدا میں ان سب برتنوں سے منع فرمایا اور جب شراب کی حرمت دل نشین ہوگئی اور لوگوں کی طبیعتوں میں شراب سے نفرت پیدا ہوچکی تو ہر برتن کے استعمال کی اجازت ہوگئی۔

بَابُ الْبَاذِقِ وَمَنْ نَهَىٰ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْأَشْرِبَةِ۔ ص ۸۳۸ — باذق کا بیان اور جس نے ہر پینے والی نشہ آور سے منع کیا۔

ت ۷۳۱	وَرَأَى عُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ۔
	حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم
	نے طلاء کو جائز جانا یعنی جسے اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی جل جائے اور ایک تہائی رہ جائے۔

تشریحات ۷۳۱

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کو امام مالک نے مؤطا میں محمود بن لبید انصاری کے طریقے سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام میں تشریف لائے تو لوگوں نے وہاں کے وبا کی شکایت کی اور انہوں نے کہا کہ دبا کا علاج صرف یہ مشروب ہے تو فرمایا کہ شہد پیو تو لوگوں نے عرض کیا شہد اس کا علاج نہیں۔ وہاں کے باشندوں میں سے ایک شخص نے کہا، ہم ایسا مشروب بنا دیں جس میں نشہ نہ ہو فرمایا بناؤ تو انہوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ اس کا دو تہائی جل گیا اور ایک تہائی رہ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے انہوں نے اس میں انگلی ڈال کر اٹھایا تو شیرہ کی طرح انگلی میں چپٹا رہا تو فرمایا کہ یہ اونٹ پر ملنے والے طلاء کے مثل ہے۔ تو حضرت عمر نے انہیں حکم دیا کہ پیو پھر فرمایا جو چیز حرام ہے اسے میں حلال نہیں کر سکتا۔

حضرت ابو عبیدہ اور معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر کو ابو مسلم کجی اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے بطریق قتادہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ابو عبیدہ اور معاذ بن جبل اور ابو طلحہ طلاء پیتے تھے یعنی پکا کر جس کے دو تہائی کو جلا دیا گیا ہو اور ایک تہائی باقی ہو۔

ت ۷۳۲	وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَأَبُو جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ۔
	حضرت براء اور حضرت ابو جحیفہ نے اسے پیا جسے آدھا جلا دیا گیا ہو اور آدھا بچ رہا ہو۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اِشْرَبِ الْعَصِيْرَ مَا دَامَ طَرِيًّا ۔
۳۳ ۷	ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں انگور کے شیرے کو پیوں گا جب تک تازہ رہے یعنی اسمیں جوش نہ آئے
ت	وَقَالَ عُمَرُ وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيْحَ شَرَابٍ وَ اَنَا
۳۴ ۷	اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے عبید اللہ کے منھ میں شراب کی بو پائی ہے میں
	سَائِلٌ عَنْهُ فَاِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهٗ ۔
	اس کے بارے میں پوچھوں گا اگر وہ نشہ لاتی ہے تو میں اسے کوڑے ماروں گا ۔

تشریحات ۷۳۴

عبید اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے اس تعلیق کو امام مالک نے بطریق مالک حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے فلاں (عبید اللہ) کے منھ سے شراب کی بو پائی ہے حضرت عمر نے گمان کیا کہ انہوں نے طلاء پی تھی فرمایا وہ جو پیتا ہے اس کے بارے میں پوچھوں گا اگر وہ نشہ آور ہے تو اسے حد ماروں گا۔ پھر حضرت عمر نے ان پر حد جاری فرمائی ۔

اس اثر کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں جو طلائے مثلث پینے کی اجازت دی تھی وہ اس شرط کے ساتھ تھی کہ نشہ نہ لائے اسی روایت کے ابتداء میں یہ ہے کہ میں ایسی شراب بناؤں گا جو نشہ نہیں لاتی اور اس روایت میں یہ ہے کہ ان کے صاحبزادے عبید اللہ نے طلاء پی تھی مگر وہ چونکہ نشہ آور تھی اس لیے ان پر حد جاری فرمائی ۔ منھ سے شراب کی بو آنے سے بلکہ قئی میں شراب گرنے سے بھی حد قائم کرنا جائز نہیں بلکہ ضروری ہے کہ شرابی اقرار کرے وہ بھی ہوش میں آنے کے بعد اس حالت میں اقرار کرے کہ اس کے منھ میں شراب کی بو موجود ہو ۔ محض بو پر حد اس لیے نہیں کہ بہت سی چیزوں کی بو ایک دوسرے کے مشابہ ہوتی ہیں اور شراب قئی کرنے پر اس لیے نہیں کہ ہو سکتا ہے اس نے لاعلمی میں پی ہو یا جبرا پی ہو یا ایسی غذائیں کھائی ہوں کہ پیٹ میں جانے کے بعد شراب کے رنگ سے بدل گئی ہو ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محض بو پر حد نہیں قائم فرمائی تھی بلکہ ان سے پوچھا تھا جب پینے کا اقرار کیا تو حد قائم کی جیسا کہ امام عبد الرزاق نے بطریق معمر جو روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ میں نے عبید اللہ سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ طلاء تھا جس کے بارے میں اور لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ نشہ لاتا ہے ۔

حدیث ۲۵۰۸

عَنْ اَبِی الْجُوَیْرِیَّۃِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا عَنِ الْبَاذِقِ فَقَالَ سَبَقَ مُحَمَّدٌ اَلْبَاذِقَ فَمَا اَسْکَرَ فَھُوَ حَرَامٌ قَالَ اَلشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّیِّبُ قَالَ لَیْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّیِّبِ اِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِیْثُ۔

ابوالجویریہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق کے بارے میں پوچھا تو فرمایا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باذق سے پہلے اس کا حکم بیان فرمادیا۔ جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔ فرمایا حلال شراب پاک ہے اور حلال طیب کے بعد صرف حرام خبیث ہے۔

تشریحات ۲۵۰۸

باذق ایک قسم کی شراب تھی جو شہد سے بنائی جاتی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی شراب کا نام باذق نہیں تھا، اسی کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔
باذق کے وجود سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا حکم بیان فرمادیا کہ وہ حرام ہے کیونکہ وہ نشہ آور ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قاعدۂ کلیہ بیان فرمادیا۔ جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔

بَابُ مَنْ رَاٰی اَنْ لَّا یَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ اِذَا کَانَ مُسْکِرًا وَّاَنْ لَّا یَجْعَلَ اِدَامَیْنِ فِیْ اِدَامٍ۔ صفحہ ۸۳۸

بسر اور تمر کے ملانے کو جس نے جائز نہیں جانا جبکہ وہ نشہ آور ہو اور یہ کہ دو برتنوں کو ایک برتن میں نہ کیا جائے۔

حدیث ۲۵۰۹

اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرًا یَقُوْلُ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّبِیْبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منقیٰ اور چھوہارے اور ادھ پکی کھجور اور تازہ کھجور سے منع فرماتے تھے۔

تشریحات ۲۵۰۹

مراد یہ ہے کہ ان دونوں کو اکٹھا برتن میں رکھ کر نبیذ نہ بنائی جائے۔

عہ مسلم، نسائی اشربہ۔

حدیث ۲۵۱۰

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجْمَعَ بَیْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِیْبِ وَلْیُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰی حِدَةٍ.ع

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پکی اور ادھ پکی کھجوروں نیز کھجوروں اور منقیٰ کے شیرے کو ملانے سے منع فرمایا۔ ان میں سے ہر ایک کی نبیذ علیحدہ علیحدہ بنائی جائے۔

تشریحات ۲۵۱۰

دو قسم کی چیزوں کو مثلاً کھجور اور منقیٰ کو ایک برتن میں رکھ کر نبیذ بنانے کی ممانعت تنزیہی ہے اور یہ ممانعت یا تو اس بنا پر ہے کہ اس میں جلد نشہ آجاتا ہو اور نبیذ بنانے والے کو پتہ نہ چلے اور پی جائے جیسا کہ امام محمد نے کتاب الآثار میں ابن زیاد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں افطار کیا۔ انہوں نے ان کو ایک مشروب پلایا۔ اس مشروب نے ان پر کچھ اثر کر دیا صبح کو ابن زیاد ابن عمر کے پاس گئے اور کہا یہ کیسا مشروب تھا کہ میں گھر تک راستہ نہیں پاتا تھا تو ابن عمر نے فرمایا اس میں اور کچھ نہیں تھا صرف عجوہ اور منقیٰ تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر دو پھلوں کو ملا کر نبیذ بنانا حرام ہوتا تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا کبھی نہیں کرتے، نیز اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ اس میں نشہ آگیا ہے تو انہیں کبھی نہیں پلاتے، اس سے ثابت ہو گیا کہ جمع سے ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے اور اس خطرے سے بچنے کے لیے ہے کہ کہیں جلد نشہ نہ آجائے ورنہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منقیٰ اور چھوہارا ملا کر نبیذ بناتیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پلاتیں۔

بعض متعصبین معاندین نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر اس بناء پر طعن کیا ہے کہ انہوں نے دو پھلوں کو ملا کر ایک برتن میں نبیذ بنانے کو جائز کہا ان کا یہ طعن اس باب کی تمام احادیث سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ صفہ ۸۳۸

دودھ پینے کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان ان کے پیٹوں میں جو کچھ ہے اس میں سے ہم لید اور خون کے درمیان سے پلاتے ہیں تم کو خالص دودھ۔ جو پینے والوں کے لیے خوش گوار ہے۔

ع مسلم، ابوداؤد، اشربہ، نسائی ولیمہ۔

توضیح

بخاری کے بعض اہم نسخوں میں یہاں یہ ہے۔ یخرج من بین فرث ودم حالانکہ یہاں یخرج نہیں بلکہ نسقیکم مما فی بطونہ۔

دوسری آیت میں شہد کے بارے میں ہے یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہا یہ غلطی حضرت امام بخاری سے نہیں ہوئی ہے بعد کے کسی ناسخ نے اضافہ کر دیا ہے۔

حدیث ۲۵۱۱

سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ اُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابو حمید ایک انصاری نقیع سے
تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ
ایک برتن میں دودھ لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو نبی صلی اللہ
بِاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو ڈھانک کیوں نہیں لیا ایک
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عُوْدًا۔ عہ
لکڑی ہی اس پر رکھ لیتے۔

تشریحات ۲۵۱۱

نقیع مدینہ طیبہ سے بیس فرسنگ کے فاصلے پر وادی عقیق میں ایک جگہ کا نام ہے۔

باب شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ صفحہ ۸۳۹ دودھ کو پانی کے ساتھ ملا کر پینا۔

حدیث ۲۵۱۲

عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ
حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى
تعالیٰ علیہ وسلم ایک انصاری کے یہاں تشریف لائے اور حضور کے ساتھ
رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
حضور کے ایک دوست تھے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان انصاری سے

عہ مسلم: اشربہ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا

فرمایا اگر تیرے پاس ایسا پانی ہو جو اس رات کو مشک میں رہا ہو تو لا ورنہ ہم

كَرَعْنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ

چلو سے پی لیں گے اور وہ انصاری اپنے باغ میں پانی چلا رہے تھے۔ ان صاحب نے

عِنْدِي مَاءٌ بَائِتٌ فَانْطَلِقْ إِلَى الْعَرِيْشِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِي

عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس باسی پانی ہے چھپر میں تشریف لے چلیں۔ ان دونوں

قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ

حضرات کو انصاری لے گئے ایک پیالے میں پانی انڈیلا پھر اس پر اپنی بکری کا دودھ دوہا اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا پھر ان صاحب نے پیا جو حضور کے ساتھ آئے تھے۔ ھ

تشریحات ۲۵۱۲ جن انصاری کے یہاں حضور تشریف لے گئے تھے ان کا نام ابوالہیثم بن تیہان تھا اور ساتھ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ کرع کے معنی ہیں حوض یا نالی میں منھ سے پانی پینا۔ بعض احادیث میں اس سے ممانعت آئی ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک گڑھے پر گزرے اور ہم اس میں منھ ڈال کر پینے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، منھ ڈال کر پانی مت پیو اپنے ہاتھوں کو دھو لو پھر پیو۔ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے اور حضور کا فعل بیان جواز کے لیے ہے۔

بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ. حلوا اور شہد کا پینا۔

صفحہ ۸۴۰

توضیح آج کل جو حلوا بنایا جاتا ہے یہ اس زمانے میں عرب میں رائج نہ تھا۔ نیز حلوا پیا بھی نہیں جاتا ہے بلکہ کھایا جاتا ہے۔ اس لیے باب میں حلوا سے مراد کوئی بھی میٹھا مشروب ہے خواہ وہ کھجور وغیرہ کی نبیذ ہو یا کچھ اور۔ بشرطیکہ اس میں جوش

---

[۱] ابوداؤد، ابن ماجہ: اشربہ: و بخاری ثانی ایضاً فی الباب الآتی ای باب الکرع فی الحوض ص۸۴۰

نہ آیا ہو۔ ابن تین نے داؤدی سے نقل کیا کہ حلوا سے مراد وہ پانی ہے جس میں کھجور ڈال کر میٹھا بنا لیا گیا ہو۔

ت ۴۳۵

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللهُ تَعَالَىٰ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ۔

اور زہری نے کہا انسانوں کا پیشاب پینا حلال نہیں کسی بھی ضرورت کے وقت اس لیے کہ وہ ناپاک ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں۔

تشریحات ۴۳۵

اس تعلیق کے یہاں ذکر کرنے پر یہ شبہ وارد کیا گیا ہے کہ باب تو باندھا ہے حلوا اور شہد پینے کا اور تعلیق کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں۔ بظاہر یہ شبہ بہت قوی ہے لیکن باب کا تعلق اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ سے ہے جب پاک چیزیں حلال کی گئیں ہیں تو حلواء اور شہد بھی پاک ہے تو وہ بھی حلال ہے۔

اس تعلیق میں یہ ہے کہ کسی بھی شدت کے وقت انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں یہ اپنے عموم کے اعتبار سے مخمصہ و حالت اکراہ کو بھی شامل ہے حالانکہ حالت اکراہ اور مخمصہ بہ نص قرآن مستثنیٰ ہیں۔

اقول وھو المستعان! لامحالہ شدۃ میں تخصیص کرنی پڑے گی مثلاً بیماری وغیرہ حرام سے علاج جائز ہے یا نہیں اس کی بحث گزر چکی۔

ت ۴۳۶

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فِي السَّكَرِ إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکر کے بارے میں فرمایا کہ اللہ نے تمہاری شفا حرام میں نہیں پیدا کی ہے۔

تشریحات ۴۳۶

اس اثر کو امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے ابو وائل نے کہا کہ ہم میں سے ایک شخص بیمار ہوا جن کا نام خثیم بن ابی عداء تھا ان کے پیٹ میں ایک بیماری ہو گئی تھی جس کو صِفر کہا جاتا تھا کسی نے سکر پینے کو کہا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھوایا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اللہ نے حرام میں شفاء نہیں رکھی ہے۔

"سکر" سے مراد کیا ہے اس میں اختلاف ہے کچھ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد شراب ہے اور

کچھ لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد چھوہارے کی نبیذ ہے جب جوش کھا جائے اور اس میں نشہ آجائے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے " وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا۔" (النحل ع۹) اور ہم بناتے ہیں کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ تم اس سے نبیذ بناتے ہو اور اچھا رزق ۔ اس آیت میں کچھ لوگوں نے کہا کہ سکر سے مراد شراب ہے۔ اور یہ آیت شراب کے حرام ہونے سے پہلے نازل ہوئی مگر صحیح یہی ہے کہ اس سے مراد ایسی نبیذ ہے جس میں نشہ نہ ہو اور رزق حسن سے مراد سرکہ اور رُبّ وغیرہ ہے۔

اس اثر کو باب سے مطابقت یہ ہے کہ سکر بھی ایک میٹھا مشروب ہے۔ لیکن جب اس میں نشہ آجائے تو حرام ہے۔ حضرت امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ باب میں حلوا سے مراد ایسا میٹھا مشروب ہے جس میں نشہ نہ ہو۔

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا صفحہ ۸۴۰ کھڑے ہو کر پینے کا حکم

حدیث ۲۵۱۳

سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحْبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلوٰةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ۔ عـه

نزال بن سبرہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کی جامع مسجد کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لیے بیٹھے یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا پھر پانی لایا گیا اُسے پیا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور آدم نے سر اور پاؤں کا بھی ذکر کیا پھر کھڑے ہوئے۔ اور بچا ہوا پانی کھڑے کھڑے پیا پھر فرمایا کچھ لوگ کھڑے ہو کر پینے کو ناپسند کرتے ہیں اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ویسے ہی کیا جیسے میں نے کیا۔

تشریحات ۲۵۱۳

حوائج، یہ حاجت کی جمع ہے بغیر قیاس۔ قیاس کے مطابق اس کی جمع حاجات اور حاج آنی چاہیئے۔ اصمعی نے کہا کہ یہ مولد ہے یعنی نو ایجاد ہے۔

عـه ابوداؤد: اشربہ، نسائی: طہارت۔

ذَکَرَ رَأسَہٗ یعنی اس حدیث کے راوی آدم کو کچھ توقف تھا کہ سر اور پاؤں کو بھی دھویا یا نہیں یہاں روایتیں بہت مضطرب آئیں ہیں۔ نسائی میں بطریق بہز یہ ہے کہ اس سے ایک چلو لیا اور اپنے چہروں اور بازوؤں اور سر اور پاؤں کو مسح کیا ابوداؤد طیالسی کی روایت میں ہے کہ اپنے چہرے اور ہاتھ کو دھویا اور اپنے سر اور پاؤں پر مسح کیا۔ اور بطریق اعمش میں ہے کہ اپنے ہاتھوں کو دھویا اور کلی کیا اور ناک میں پانی ڈالا۔ اور اپنے چہروں اور بازوؤں اور سر پر مسح کیا۔ اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ اپنے چہرے اور سر اور پاؤں پر مسح کیا۔

حقیقت میں یہ وضو نہیں تھا بلکہ تبرید یا تنظیف کے لیے تھا جیسا کہ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ اس کا وضو ہے جسے حدث نہ ہوا ہو۔ صحیح یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پینا منع ہے جیسا کہ ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا پوچھا گیا کھانا فرمایا یہ زیادہ سخت ہے[عـہ] صرف زمزم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کا استثناء ہے۔ ان دونوں پانیوں کو کھڑے ہو کر پینا افضل ہے اور بعض احادیث میں جو مذکور ہے بیان جواز کے لیے ہے۔

بَابُ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَۃِ ص ۸۴۱ مشک کا منھ پھاڑ کر موڑ کر اس کے منہ سے پانی پینا۔

حدیث ۲۵۱۴	عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ
	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اِخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَۃِ یَعْنِیْ اَنْ تُکْسَرَ اَفْوَاھُھَا فَیُشْرَبَ مِنْھَا
	نے مشک کا منھ پھاڑ کر موڑ کر اس کے منھ سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

تشریحات ۲۵۱۴

مطلب یہ ہے کہ اس کا خطرہ رہتا ہے کہ تری یا ٹھنڈک کی وجہ سے مشک کے منھ میں سانپ یا کوئی کیڑا وغیرہ ہو، اس لیے پانی پینے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے۔ ابن ماجہ اور حاکم اور مستدرک میں سلمہ بن وہرام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکوں کا منھ پھاڑ کر موڑ کر پانی پینے سے منع فرمایا ایک صاحب ممانعت کے بعد رات میں مشک سے پانی پینے کے لیے کھڑے ہوئے اور مشک کا منھ پھاڑ کر موڑا تو اس سے سانپ نکلا اختناث کی تفسیر بالا مندرج ہے اور امام زہری کا قول ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ امام احمد نے اپنی مسند میں

عـہ جلد ثانی: باب ماجاء فی النھی عن الشرب قائما۔ عـہ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، اشربہ۔

ابن ابی ذئب سے لفظ یعنی کے حذف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ نیز اس کے بعد جو روایت ہے وہ بھی صرف اختناث الاسقیہ تک ہے اور اس کے بعد امام بخاری نے معمر وغیرہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس کے معنی مشک کے منھ کو پھاڑ کر اس سے پانی پینا ہے۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ ص۸۴۱ مشک کے منھ سے پینا۔

حدیث ۲۵۱۵

قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَاءِ وَأَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهِ ۔ عہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشک کے منھ سے پینے سے منع فرمایا اور اس سے منع فرمایا کہ اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع کرے۔

تشریحات ۲۵۱۵

قربہ صرف اس مشک کو کہتے ہیں جو پانی کے لیے استعمال ہو اور سقاء ہر اس مشک کو کہتے ہیں جس میں پانی رکھا جاتا ہو یا دودھ، یہ دونوں ممانعت تنزیہی ہے۔

حدیث ۲۵۱۶

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشک کے منھ سے پینے سے منع فرمایا۔

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ ص۸۴۱ دو یا تین سانس میں پینا

حدیث ۲۵۱۷

أَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا ۔ عہ

انس رضی اللہ عنہ دو یا تین سانس میں پانی پیتے تھے اور گمان کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین سانس میں پانی پیتے تھے۔

علہ ابن ماجہ اشربہ عہ مسلم ترمذی اشربہ نسائی ولیمہ ابن ماجہ اشربہ۔

تشریحات ۲۵۱۷

مراد یہ ہے کہ برتن سے منھ ہٹا کر تین سانس میں پانی پیا جائے۔ یہ مراد نہیں کہ برتن ہی میں منھ لگائے لگائے سانس لی جائے اس لیے کہ کتاب الطہارت میں حدیث گزری جسے امام بخاری نے اس سے قبل یہاں بھی ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پیو تو برتن میں سانس نہ لو۔"

بَابُ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ صـ۸۴۱ چاندی کے برتن کا بیان۔

حدیث ۲۵۱۸	
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ	
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ	
تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ	
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے	
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اِنَاءِ الْفِضَّةِ	
فرمایا جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ	
اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ۔	
گھسیٹرتا ہے۔	

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاٰنِیَتِهٖ صـ۸۴۲

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیالے اور حضور کے برتنوں سے پینا۔

ت ۲۳۷	
وَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ قَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَا اَسْقِیْكَ فِیْ	
ابو بردہ نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن سلام نے کہا کیا میں تم کو اس پیالے میں	
قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهِ۔	
نہ پلاؤں جسمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیا ہے۔	

تشریحات ۲۳۷

امام بخاری نے باب یہ باندھا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیالے سے پیا اور حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ یہ پیالہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ پیالہ عبداللہ ابن سلام ہی کا رہا ہو جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پانی پیا ہو۔ اس کا بھی احتمال ہے کہ حضرت امام بخاری کو کسی ذریعے سے معلوم

رہا ہو کر یہ پیالہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک تھا جو حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔

حدیث ۲۵۱۹

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِنَا يَا سَهْلُ فَأَخْرَجْتُ لَهُمْ هٰذَا الْقَدَحَ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَعْدَ ذٰلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرب کی ایک عورت کا تذکرہ کیا گیا پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دن آئے اور سقیفۂ بنی ساعدہ میں بیٹھے، حضور بھی اور حضور کے صحابہ بھی پھر فرمایا۔ اے سہل پلاؤ! تو میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور میں نے ان کو اس میں پلایا۔ پھر سہل نے ہمارے لیے وہ پیالہ نکالا اور ہم نے اس سے پیا پھر عمر بن عبدالعزیز نے یہ پیالہ ان سے مانگ لیا تو حضرت سہل نے ان کو دے دیا۔

تشریحات ۲۵۱۹

اس حدیث کا ابتدائی حصہ کتاب الطلاق صفحہ ۹۷ پر گزر چکا ہے جس میں جُوَیْنِیَہ کا قصہ مذکور ہے۔ اخیر میں جو ہے کہ سہل نے ہمارے لیے وہ پیالہ نکالا یہ راوی ابو حازم کا قول ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پیالے میں ہمیں بھی پانی پلایا۔

حدیث ۲۵۲۰

عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ

عاصم احول نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیالہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دیکھا ہے وہ ٹوٹ گیا تھا تو چاندی کے تار سے

فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ قَالَ

انھوں نے باندھا تھا عاصم نے کہا کہ وہ پیالہ بہت عمدہ، چوڑا اور بہترین

أَنَسٌ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْقَدَحِ

لکڑی کا تھا۔ عاصم نے کہا کہ حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے اس پیالے میں

أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ إِنَّهُ كَانَ فِيهِ حَلْقَةٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان گنت مرتبہ پلایا ہے عاصم نے

مِنْ حَدِيدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ

کہا کہ ابن سیرین نے کہا اس کے گرد لوہے کا ایک حلقہ تھا حضرت انس

فَقَالَ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى

نے چاہا کہ اس کے گرد سونے یا چاندی کا حلقہ لگوائیں تو حضرت ابو طلحہ نے ان سے فرمایا جس چیز کو رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهُ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنایا ہے اس کو ہرگز نہ بدلو چنانچہ حضرت انس نے بدلنے کا

ارادہ چھوڑ دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب المرضى ص ۸۴۳

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَبِهٖ. ص ۸۴۳

اس بات کا بیان کہ بیماری کفارہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان جو برائی کرے گا اس کو سزا دی جائے گی۔

توضیح کفارہ کا مادہ کفر ہے جس کے لغوی معنیٰ چھپانے کے ہیں. کفارہ صفت کا صیغہ مبالغہ کے لیے ہے اور یہ اضافت بیانیہ ہے جیسے شجرۃ الاراک۔ یا اضافت بمعنی فیہ ہے یعنی وہ کفارہ جو بیماری میں ہے یا صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے یعنی وہ مرض جو کفارہ ہے۔

آیۂ کریمہ اپنے عموم کے لحاظ سے جس طرح آخرت کی سزا پر مشتمل ہے اسی طرح دنیاوی ابتلاء اور مصائب کو بھی شامل ہے. اللہ عزوجل مسلمانوں پر اپنے فضل کی بناء پر گناہوں کے کفارے کے لیے مرض یا اور کوئی افتاد نازل فرمادیتا ہے جیسا کہ آنے والی حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث ۲۵۲۱

اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ اِلَّا كَفَّرَ اللهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا۔ ع

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ کانٹا جو اسے چبھے۔

ع مسلم ، ترمذی۔

تشریح ۲۵۲۱

ترمذی کے الفاظ یہ ہیں، مسلمان کو کانٹا یا اس سے اوپر کچھ اور بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کا درجہ بلند کرتا ہے اور گناہ مٹاتا ہے ـــــ اصابہ کا مصدر مصیبتہ ہے جس کے معنی تیر سے مارنا ہے پھر عرف میں ہر افناد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ امام راغب نے کہا کہ "اصابہ" خیر اور شر دونوں میں مستعمل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ إن تصبك حسنة تسوءهم وان تصبك مصيبة۔

علامہ کرمانی نے فرمایا لغت میں مصیبت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو انسان پر نازل ہو خیر ہو یا شر اور عرف عام میں ناگوار بات کے اترنے کو کہتے ہیں۔

حدیث ۲۵۲۲

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَةِ یُشَاکُهَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ۔[1]

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو جو بھی دکھ اور بیماری یا تکلیف یا پریشانی اور رنج اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ کانٹا جو اسے چبھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہے۔

تشریحات ۲۵۲۲

نَصَب "بمعنی تکان کے ہیں۔ وَصَبْ کے معنی بیماری۔ هَمّ۔ آئندہ کے خطرے سے جو اذیت ہو۔ حَزَن۔ ماضی میں کسی تکلیف کے پہنچنے سے جو اذیت ہو اَذًی۔ غیر کی زیادتی سے اسے جو تکلیف پہنچے۔ غم۔ ایسی بات جس سے دل تنگ ہو جائے۔ ایک قول یہ ہے ھم، اسے کہتے ہیں جو آئندہ کے خطرے سے پیدا ہو۔ اور غم وہ تکلیف ہے جو کسی چیز کے حاصل ہونے سے دل کو عارض ہو اور حزن کسی پسندیدہ چیز کے ضائع ہونے سے پیدا ہو۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ ھم اور حزن کے ایک ہی معنی ہیں۔ علامہ کرمانی نے فرمایا۔ ھم تمام تکالیف کو کہتے ہیں۔

حدیث ۲۵۲۳

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ کَعْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ کَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَیِّئُهَا الرِّیْحُ مَرَّةً وَ

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مومن کی مثال کھیتی کے پودے کی طرح ہے ہوا اسے کبھی جھکا دیتی ہے اور کبھی سیدھی کر دیتی ہے اور منافق کی

[1] مسلم: ادب۔ ترمذی: جنائز۔

نَعْدِلُهَا مَرَّةً وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْاَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ اِنْجِعَافُهَا

مثال صنوبر کی ہے جو سیدھا کھڑا رہتا ہے

مَرَّةً وَّاحِدَةً وَقَالَ زَكَرِيَّا حَدَّثَنِيْ سَعْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ كَعْبٍ عَنْ

یہاں تک کہ ہوا اسے ایک ہی دفعہ

اَبِيْهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

اکھاڑ پھینکتی ہے۔

تشریحات ۲۵۲۳

خامۃ" کھیتی کے ڈنٹھل کو کہتے ہیں جو شروع شروع زمین سے اگتا ہے۔ تِفِيْئُهَا:۔ اس کا مادہ ف، یاء، ء ہے فَاءَ يَفِيْئُ فَيْئًا. ضرب یضرب سے آتا ہے اس کے معنی لوٹنے کے یا لوٹانے کے ہیں۔ یہاں مراد جھکانا ہے۔ ایک دیہاتی نے ایک بچے سے پوچھا تیرا باپ کہاں گیا۔ اور کب آئے گا۔ تو اس نے کہا فَاءَ اَبِيْ اِلَى الْفَيْئِ فَاِذَا يَفِيْئُ الْفَيْئُ يُفِيْئُ فَيْئًا. میرا باپ جنگل میں گیا ہے جب سایہ ڈھلے گا تو لوٹ کر آئے گا۔

الْاَرْزَةُ:۔ ہمزہ کو فتحہ راء کو سکون زاء کو فتحہ۔ صنوبر کے درخت کو کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ مومن کبھی خوش حال رہتا ہے اور کبھی آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے اور منافق عموماً خوش حال ہوتے ہیں۔ زمانے کی گردش سے اس پر اثر نہیں پڑتا۔ اس میں منافق ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو اس کے بعد آرہی ہے فاجر ہے اور مسلم کی روایت میں کافر ہے۔

حدیث ۲۵۲۴

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ

علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال کھیتی کے پودے کے مثل ہے کہ اسے ہوا آتی ہے تو

حَيْثُ اَتَتْهَا الرِّيْحُ كَفَاَتْهَا فَاِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّاُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْاَرْزَةِ

جھکا دیتی ہے اور جب سیدھا ہو جاتا ہے تو بلا ٹیڑھا کر دیتی ہے اور فاجر صنوبر کے

صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ اِذَا شَاءَ [2]

مثل ہے ٹھوس سیدھا یہاں تک کہ اللہ جب چاہتا ہے اُسے توڑ دیتا ہے۔

[1] مسلم: توبہ۔ نسائی: طب۔ [2] التوحید: بَابٌ فِي الْمَشِيَّةِ وَالْاِرَادَةِ۔ ص ۱۱۱۳۔

تشریح ۲۵۲۴ کتاب التوحید میں یہ ہے "مومن کی مثال کھیتی کے پودے کے شل ہے اس کا پتا نکلتا ہے جب ہوا آتی ہے تو جھکا دیتی ہے اور جب ہوا رک جاتی ہے تو سیدھا ہو جاتا ہے اور ایسے ہی مومن بلاء کا شکار ہوتا رہتا ہے نیز وہاں فاجر کے بجائے کافر ہے جو اس کی دلیل ہے کہ یہاں فاجر سے مراد کافر ہے۔

حدیث ۲۵۲۵	سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ اَبَا الْحُبَابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
	رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
	اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے
	يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ[1]
	آزمائش میں ڈالتا ہے۔

تشریح ۲۵۲۵ يُصِبْ: معروف یاء کو ضمہ صاد کو کسرہ۔ یہی اکثر کی روایت میں ہے ابن جوزی نے کہا میں نے ابن الحباب سے سنا کہ صاد کو فتحہ ہے اور یہ زیادہ بہتر اور مناسب ہے کہ اس میں ابتلاء کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں جیسا کہ آیۂ کریمہ فاذا مرضت فھو یشفین میں ہے کہ بیمار ہونے کی نسبت اپنی طرف اور شفا کی اسناد اللہ عزوجل کی طرف کی۔

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ ص۸۴۳ — بیماری کی سختی

حدیث ۲۵۲۶	عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ
	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے کسی کو
	اَحَدًا اِلْوَجَعُ عَلَيْهِ اَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[2]
	نہیں دیکھا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ سخت بیماری ہو۔

[1] نسائی: طب۔ [2] مسلم: ادب، نسائی: طب۔ ابن ماجہ: جنائز۔

حدیث ۲۵۲۷

عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَرَضِهٖ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَقُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ بِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ قَالَ اَجَلْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهٗ اَذًى اِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ[1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیماری میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور حضور کو سخت بخار تھا میں نے عرض کیا آپ کو سخت بخار آرہا ہے اور یہ اس بنا پر ہے کہ آپ کو دونا اجر ہے۔ فرمایا ہاں جس مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو دور کرتا ہے جیسا کہ درخت کے پتے گرتے ہیں۔

تشریحات ۲۵۲۷

"حَاتَّ اللّٰهُ" یہ حتٌّ سے باب مفاعلت ہے۔ اصل میں حاتت تھا تاء کو تاء میں ادغام کر دیا۔

اس کے بعد والی روایت میں یوں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتنا بخار آتا ہے جیسا کہ تم میں سے دو شخص کو آتا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت ابن مسعود نے عرض کیا یہ اس بنا پر ہے کہ آپ کو دونا اجر ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیماری رفع درجات کا بھی سبب ہے اور گناہوں کے مٹنے کا بھی۔ ترمذی میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ کون ہے جس پر سب سے سخت بلا ہے فرمایا "انبیاء کرام پھر وہ جو ان سے قریب ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں"۔ نسائی اور مستدرک میں فاطمہ بنت یمان، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن سے مروی ہے کہ میں کچھ عورتوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے حاضر ہوئی بخار کی سختی سے حضور پر مشک سے پانی ڈالا جارہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب سے سخت بلا انبیاء کرام پر نازل ہوتی ہے پھر ان لوگوں پر جو ان سے قریب ہوتے ہیں" اسی کو کسی نے کہا ہے ع

جن کے رتبے ہیں سوا ان کے سوا مشکل ہے

---

[1] باب اشد الناس بلاء ص ۸۴۳ مسلم: ادب، نسائی: طب وایضا بخاری باب وضع الید علی المریض وباب ما یقال للمریض ص ۸۴۵ وابن ماجہ باب قول المریض انی وجع الخ ص ۸۴۶۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُّصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ ص۸۴۴ مرگی کے مریض کی فضیلت

حدیث ۲۵۲۸

حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَلَا اُرِیْكَ اِمْرَاَۃً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَۃُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہَ لِیْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ یُّعَافِیَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰہَ اَلَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا ۔

عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں، انہوں نے عرض کیا ضرور دکھائیے۔ فرمایا یہ حبشی عورت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا میں مرگی کی وجہ سے گر پڑتی ہوں اور بے ستری ہو جاتی ہے حضور میرے لیے دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہارے لیے جنت ہے اور تم چاہو تو اللہ سے دعا کروں کہ تم کو شفا دیدے اس عورت نے عرض کیا میں صبر کروں گی، میں بے ستر ہو جاتی ہوں دعا فرمائیے کہ میرا ستر نہ کھلے تو حضور نے اس کے لیے یہ دعا فرمائی۔

تشریحات ۲۵۲۸

اُس عورت کا نام سُعَیرہ تھا، صرع کے معنی بے ہوش ہو کر گر پڑنے کے ہیں، یہ کبھی اَخلاط کے فساد کے سبب ہوتا ہے جسے مرگی کہتے ہیں اور کبھی جن یا خبیث ہمزاد کے اثر سے ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ــــ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطَانُ مِنَ الْمَسِّ جسے چھو کر شیطان نے مخبوط بنا دیا ہو متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مصروع کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اُخْرُجْ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ تو اسے قئی آئی جس میں کوئی کالی چیز گری اور وہ شفایاب ہو گیا۔

حدیث ۲۵۲۹

اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّهٗ رَاٰی اُمَّ زُفَرَ تِلْكَ اِمْرَاَۃً طَوِیْلَةً

عطاء نے کہا کہ انہوں نے ام زفر اس لمبی حبشی عورت کو کعبہ کے

سَوْدَاءُ عَلٰى سِتْرِ الْكَعْبَةِ۔

پردے پر دیکھا ہے۔

تشریحات ۲۵۲۹ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پہلی والی حدیث میں جس عورت کا ذکر ہے اس کی کنیت ام زفر تھی۔ امام بخاری کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں جس عورت کا قصہ مذکور ہے یہ وہی عورت ہے جو پہلی حدیث میں مذکور ہے لیکن ذہبی اور ابن اثیر کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں دو عورتیں ہیں ام زفر ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشاطہ تھیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتی تھیں۔ یہ دوسری بیوی تھیں بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی قسم کے قصے میں روایت کیا ہے کہ ام زفر نے عرض کیا کہ میں خبیث سے ڈرتی ہوں کہ وہ مجھے ننگا کر دے گا تو حضور نے ان کے لیے دعا کی جب ان کو ڈر لگتا تو کعبہ کے پردوں میں آکر چمٹ جاتیں، اس سے پتہ چلا کہ ام زفر کو جن کا آسیب تھا۔ مرگی نہیں تھی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ صفحہ ۸۴۴ اس کی فضیلت جس کی آنکھ چلی جائے۔

حدیث ۲۵۳۰ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں اپنے بندے کو اس کے دو محبوب عضو سے آزماتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں ان دونوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں حضور کی مراد آنکھیں ہیں

تشریحات ۲۵۳۰ ترمذی میں یہ زیادہ ہے "واحتسب" مطلب یہ ہے کہ جس کی آنکھوں کی روشنی چلی جائے اور وہ صبر کرے ثواب کی امید پر تو اس کو ان کے عوض جنت ملے گی۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ صفحہ ۸۴۵ مریض کی عیادت کے لیے جانا سوار ہو کر اور پیدل یا سواری پر اپنے ساتھ کسی کو بٹھا کر۔

حدیث ۲۵۳۱

عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری

جَاءَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ۔

عیادت کے لیے تشریف لائے خچر یا گھوڑے پر سوار نہیں تھے۔

تشریحات ۲۵۳۱

اس حدیث سے عیادت کے لیے پیدل جانا ثابت ہوا، اسی باب میں اس کے پہلے وہ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے ساتھ بٹھایا تھا۔

بَابُ نَهْيِ تَمَنِّي الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ صفحہ ۸۴۷ مریض کا موت کی تمنا کرنے سے ممانعت۔

حدیث ۲۵۳۲

حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا ہرگز نہ کرے

مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهُ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِي مَا كَانَتِ

پس اگر ضروری ہی ہو تو یہ دعا کرے، اے اللہ مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے

الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي۔

لیے بہتر ہو اور مجھے وفات دے جب وفات میرے لیے بہتر ہو۔ [ع]

تشریحات ۲۵۳۲

حدیث میں "ضُرٍّ" کا لفظ ہے اس کے معنی تکلیف کے ہیں جو مرض اور غیر مرض سب کو عام ہے۔ موت کی تمنا کی ممانعت کے باوجود حضرت

ع مسلم دعوات۔ بخاری دعوات باب الدعاء بالموت والحیاۃ صفحہ ۹۴۰ کتاب التمنی باب مایکرہ من التمنی صفحہ ۱۰۷۴۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اخیر حج سے واپسی میں انہوں نے مقام ضجنان میں یہ دعا فرمائی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنْتَشَرَ رَعِیَّتِیْ وَضَعُفَ قُوَّتِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔ اے اللہ! میری رعایا بہت ہوگئی اور میری قوت گھٹ گئی اب مجھے اس حال میں اپنی جانب اٹھالے کہ میں فتنے سے محفوظ رہوں" نیز حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس قسم کی دعا منقول ہے بلکہ ابھی حدیث آرہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ اے اللہ! مجھے نیکوں کے ساتھ ملا دے۔

اقول وھوالمستعان! موت کی تمنا کرنے سے ممانعت کا محل یہ ہے کہ کسی بیماری یا مصیبت سے گھبرا کر بطور جزع فزع موت کی تمنا ممنوع ہے لیکن لقاء الٰہی کے شوق یا فتنوں میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے موت کی دعا کرنے کی اجازت ہے۔

حدیث ۲۵۳۳

عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی خَبَّابٍ نَعُوْدُہٗ وَقَدِ اکْتَوٰی سَبْعَ کَیَّاتٍ فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِیْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْھُمُ الدُّنْیَا وَاِنَّا اَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَہٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھَانَا اَنْ نَّدْعُوَا بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِہٖ ثُمَّ اَتَیْنَاہُ مَرَّۃً اُخْرٰی وَھُوَ یَبْنِیْ حَائِطًا لَہٗ فَقَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ یُؤْجَرُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ یُنْفِقُہٗ اِلَّا فِیْ شَیْءٍ یَجْعَلُہٗ فِیْ ھٰذَا التُّرَابِ[1]

قیس بن ابی حازم نے کہا کہ ہم حضرت خبّاب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے گئے اور وہ سات داغ لگوائے ہوئے تھے انہوں نے کہا ہمارے وہ ساتھی جو دنیا سے چلے گئے۔ دنیا نے ان کا کچھ نہیں گھٹایا اور ہم کو اتنا ملا ہے جس کے رکھنے کی کوئی جگہ نہیں ملتی سوائے مٹی کے۔ اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موت کی دعا کرنے سے منع نہیں فرمایا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا پھر ہم ان کے پاس دوبارہ حاضر ہوئے تو وہ اپنے باغ سنوار رہے تھے تو فرمایا مسلمان جو بھی خرچ کرے اسے اس میں اجر ہے مگر وہ جسے اس مٹی میں ڈال دے۔

[1] دعوات: باب الدعا بالموت والحیاۃ ص۹۴۰-۹۴۱ دو طریق سے۔ رقاق: باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا ص۹۵۲۔ دو طریق سے۔ المستمنی: باب ما یکرہ من التمنی ص۱۰۷۷، مسلم دعوات۔ نسائی جنائز

تشریحات ۲۵۳۳

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ میں کوئی تکلیف تھی اس کے لیے انہوں نے داغ لگوایا تھا۔ بعض احادیث میں بطور علاج داغنے سے ممانعت آئی ہے اس کا محل یہ ہے کہ اگر یہ اعتقاد ہو کہ داغنا ہی حقیقی شفا دینے والا ہے تو ممانعت ہے لیکن جو یہ اعتقاد رکھے کہ شفا دینے والا اللہ عزوجل ہے اور داغنا اس کا سبب ہے تو کوئی حرج نہیں۔

حدیث ۲۵۳۴	أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَنْ يُدْخِلَ

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا لوگوں نے عرض کیا آپ کو بھی یا رسول اللہ!

أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي

فرمایا ہاں مجھے بھی مگر یہ کہ اللہ عزوجل مجھے اپنے فضل و رحم سے نوازے گا تو صحیح راستے پر چلو اور میانہ

اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَتِهِ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَلَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا

روی اختیار کرو اور تم میں کوئی موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ نیکو کار ہے تو امید یہ ہے کہ وہ نیکی زیادہ کرے

فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ [1]

گا اور اگر بدکار ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کی رضا طلب کرے۔

تشریحات ۲۵۳۴

ہمارا مذہب یہ ہے کہ ثواب اور عذاب کا ثبوت عقل سے نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ پر یہ واجب نہیں کہ نیکو کار کو جنت میں بھیجے یا بدکار کو جہنم میں اگر وہ تمام مومنوں پر عذاب کرے تو یہ بتقاضائے عقل ہے لیکن چونکہ اس نے خبر دی ہے کہ مومنوں کو بخشے گا ——— اور کافروں کو عذاب دے گا۔ اس لیے ایسا ہی کرے گا اور معتزلہ کہتے ہیں کہ ثواب اور عذاب کا ثبوت عقل سے ہے طاعت ثواب کی موجب ہے اور گناہ عذاب کا۔ یہ حدیث معتزلہ کا رد ہے۔

[1] مسلم:

حدیث ۲۵۳۵ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اور حضور مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور رفیق اعلیٰ سے مجھے لاحق فرما۔

تشریح ۲۵۳۵ اس کی توجیہ گزر گئی۔ کہ اگر اللہ عزوجل سے شوق لقاء میں کوئی دعاء کرے تو منع نہیں۔ منع یہ ہے کہ بیماری یا تکلیف کی وجہ سے بطور جزع فزع موت کی تمنا کرے۔ پھر یہ دعا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی ہے جب وصال کا یقین ہو چکا تھا۔ اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان فرشتوں کو لاحظ فرمایا تھا جو موت کے وقت آتے ہیں۔ اور مومنین وصالحین کو بشارت دیتے ہیں جو اسی حدیث میں ہے کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکلیف دیکھ کر یہ کہا تھا "واکربا اباہ" تو حضور نے فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی تکلیف نہیں۔ یہ دعا ایک طرح سے اپنے وصال کی خبر دینی تھی۔ چنانچہ اس دعا کے بعد ہی وصال ہو گیا۔

بَابُ دعاءِ العائد للمريض ص۸۴۷ عیادت کرنے والے کا مریض کے لیے دعا کرنا۔

حدیث ۲۵۳۶ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَتٰى مَرِيْضًا اَوْ اُتِيَ بِهٖ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا۔[۱]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا حضور کے پاس کوئی مریض لایا جاتا تو فرماتے تکلیف دور فرما اے لوگوں کے پروردگار! شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے سوائے تیری شفا کے اور کوئی شفا نہیں ایسی شفا دے جو بیماری کچھ بھی نہ چھوڑے۔

[۱] باب رقیۃ النبی ص۸۵۵۔ و۔ باب مسح الراقی فی الوجع ص۸۵۶۔ مسلم، نسائی: طب۔

تشریح ۲۵۳۶

"کان اذا اتی مریضا او اُتِیَ بِہٖ" کو شارحین نے راوی کا شک قرار دیا ہے ہو سکتا ہے اس سند میں یہی ہو لیکن یہ تنویع کے لیے بھی ہو سکتا ہے یعنی جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو بھی یہی دعا پڑھتے اور کوئی مریض حضور کی خدمت میں لایا جاتا تو بھی یہی دعا پڑھتے۔ کتاب الطب وغیرہ میں یہی حدیث یوں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے بعض کو بیماری سے بچانے کی دعا کرتے اور اپنے دہنے ہاتھ کو مسح فرماتے اور دعا یوں فرماتے اللّٰھم ربّ النّاس اَذْھِبِ الباس واشفه انت الشافی لا شفاء الا شفاءُکَ شِفَاءً لا یُغَادِرُ سُقْمًا۔

ت ۳۸	وَقَالَ عَمْرُو بْنُ اَبِیْ قَیْسٍ وَّ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ
	منصور نے ابراہیم اور ابو الضحیٰ سے روایت کی کہ حدیث میں یہ ہے اِذَا اُتِیَ
	عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَ اَبِی الضُّحٰی اِذَا اُتِیَ بِالْمَرِیْضِ وَقَالَ جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ
	بالمریض اور جریر نے کہا منصور نے ابی الضحیٰ سے تنہا جو روایت کی
	عَنْ اَبِی الضُّحٰی وَحْدَهٗ وَقَالَ اِذَا اَتٰی مَرِیْضًا۔
	اس میں یہ ہے اِذَا اَتٰی مریضا۔

تشریحات ۳۸

اس تعلیق کا حاصل یہ ہے کہ منصور سے اس حدیث میں تین طرح کی روایتیں ہیں۔ بطریق ابراہیم عن منصور عن عائشہ میں تردید ہے کان اذا اتی مریضا او اُتِیَ بِہٖ" لیکن منصور ہی سے بطریق ابراہیم و ابو الضحیٰ جو روایت ہے اس میں صرف یہ ہے اِذا اُتِیَ بالمریض۔ اور منصور ہی سے تیسری روایت تنہا ابو الضحیٰ سے یہ ہے اذا اتی مریضا۔ یہ حضرت امام بخاری کی روایت میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط ہے کہ اس سلسلہ کی تمام روایتوں کو یکجا کر دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الطِّبِّ ص ۸۴۶

بَابُ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً ص ۸۴۷

اللہ نے جو بیماری بھی اتاری ہے اس کے لیے شفاء بھی اتاری ہے۔

حدیث ۲۵۳۷

حَدَّثَنِیْ عَطَاءُ بْنُ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً ؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اللہ عز وجل نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری ہے مگر اس کے لیے دوا بھی اتاری ہے۔

تشریحات ۲۵۳۷ یہ حدیث اپنے عموم پر نہیں۔ اس سے موت اور بڑھاپا مستثنیٰ ہیں جیسا کہ دوسری حدیثوں میں مذکور ہے۔ یہ اللہ عز وجل کا کرم خصوصی ہے کہ ہر بیماری کے لیے دوا اتاری لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر بیماری میں جو اس کی دوا ہے اس کا معالج کو علم ہو جائے کبھی مرض کی تشخیص میں غلطی ہو جاتی ہے اور کبھی دوا کی تجویز میں۔

بَابُ الشِّفَاءِ فِیْ ثَلٰثٍ ص ۸۴۸

تین چیزوں میں شفاء ہے۔

حدیث ۲۵۳۸

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلٰثَةٍ شَرْبَةُ عَسَلٍ وَشَرْطَةُ مِحْجَمٍ وَكَیَّةُ نَارٍ وَاَنْهٰی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ شفاء تین چیزوں میں ہے شہد پینے میں اور سینگی لگوانے میں اور آگ سے داغنے میں اور میں اپنی امت کو داغنے سے

؎ نسائی طب ـ ـ ـہ التوحید

أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ رَفَعَ الْحَدِيْثَ وَرَوَاهُ الْقُمِّيْ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ

منع کرتا ہوں۔ اور انہوں نے حدیث کو مرفوع کیا اور بطریق قمی عن لیث جو روایت

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ عه

ہے اس میں تصریح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں مگر اسمیں صرف شہد اور سینگی کا ذکر ہے۔

تشریحات ۲۵۳۸ اس کے بعد امام بخاری نے اسی حدیث کو بطریق محمد بن عبد الرحیم روایت کی ہے اس میں تصریح ہے عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال۔

بَابُ الدواء بالعسل وقوله تعالیٰ فيه شفاء للناس ص ۸۴۸

شہد سے دوا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔

تشریحات جمہور کا قول یہی ہے کہ فیہ شفا للناس میں فیہ کی ضمیر کا مرجع عسل ہے اس پر یہ شبہ وارد کیا گیا کہ شہد گرم مزاج والوں کو اور صفراء کی بیماری میں مضر ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ باعتبار اغلب واکثر کے ہے۔ اور عام مخصوص منہ البعض ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا اس آیت میں فیہ کا مرجع قرآن ہے۔ لیکن آیت کے سیاق میں کہیں قرآن کا ذکر نہیں۔ اس لیے راجح جمہور کا قول ہے۔

حدیث ۲۵۳۹ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں نے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ اگر تمہاری دواؤں

إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ أَوْ يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِيْ

میں سے کسی میں خیر ہے تو سینگی میں ہے یا شہد پینے میں ہے یا آگ سے

شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ عه

داغنے میں ہے جو بھی بیماری کے موافق ہو اور میں داغنے کو پسند نہیں کرتا۔

عه ابن ماجه، طب عه بخاری باب الحجامۃ من الداء طب ص ۸۴۹ ایضا باب الحجامۃ من الشقیقۃ ص ۸۵ ایضا باب من اکتوی اوکوی غیرہ صفحہ ۸۵ مسلم طب، نسائی طب۔

تشریحات ۲۵۳۹

ابن تین نے کہا کہ اس حدیث میں جو وارد ہے او یکون فی شئی کی جگہ یکن ہونا چاہیئے۔ اس لیے کہ یہ کان پر معطوف ہے جس پر اِنْ داخل ہے۔ مسند امام احمد کی روایت میں ہے۔ ان یکن۔ اس حدیث میں جو فرمایا کہ میں داغنے کو پسند نہیں فرماتا یہ اس کی دلیل ہے کہ داغنے سے ممانعت تحریم کے لیے نہیں تنزیہہ کے لیے ہے۔ اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دست مبارک سے داغا تھا۔

حدیث ۲۵۴۰

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

فَقَالَ اَخِیْ يَشْتَکِیْ بَطْنَهٗ فَقَالَ اِسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرے بھائی کو پیٹ کی تکلیف ہے فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر دوبارہ

اِسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ قَدْ

آیا تو فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر تیسری بار آیا تو فرمایا اس کو شہد پلاؤ پھر وہ آیا اور عرض کیا میں نے کیا۔ فرمایا اللہ نے سچ

فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اِسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔ ع

فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اسکو شہد پلاؤ پھر انہوں نے پلایا اور وہ ٹھیک ہو گئے۔

تشریحات ۲۵۴۰

اس روایت میں اختصار ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ میرے بھائی کو دست آرہا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو شہد پلاؤ اس نے پلایا پھر آیا اور کہا میں نے پلایا تو دست اور بڑھ گیا۔ یہی قصہ چار بار ہوا۔ چوتھی بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ پھر اس نے شہد پلایا اور ٹھیک ہو گیا۔ صدق اللہ سے مراد اللہ عزوجل کا یہ ارشاد ہے کہ شہد کے بارے میں فرمایا فیہ شفاءٌ للناس۔

بطریق طب دست عموماً بدہضمی سے آتا ہے، فاسد مادہ پیٹ میں جمع ہو جاتا ہے۔ شفاء کامل کے لیے ضروری ہے کہ تمام فاسد مادہ نکل جائے۔ ابتداءً شہد پلانے سے یہی ہوا کہ فاسد مادہ

ع بخاری باب دواء المبطون ص۸۵۱ مسلم طب، نسائی طب ولیمہ۔

تیزی سے نکلنے لگا جب کُل فاسد مادہ نکل گیا تو وہ تندرست ہو گیا۔

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ صـ۸۴۸ کلونجی (منگریلا) کا بیان

حدیث ۲۵۴۱

عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَرَجْنَا وَمَعَنَا غَالِبُ بْنُ اَبْجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَعَادَهُ ابْنُ اَبِيْ عَتِيْقٍ فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَيْبَةِ السُّوَيْدَاءِ فَخُذُوْا مِنْهَا خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِيْ اَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِيْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِيْ هٰذَا الْجَانِبِ فَاِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِيْ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا مِنَ السَّامِ قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ۔ ؏

حضرت خالد بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہم باہر گئے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ غالب بن ابجر تھے وہ راستے میں بیمار پڑ گئے ہم مدینے آئے اور وہ بیمار رہی رہے ان کو دیکھنے کے لیے ابن ابی عتیق آئے تو انہوں نے ہم سے کہا۔ اس چھوٹے کالے دانے سے علاج کرو اس میں سے پانچ یا سات لو اور اسے پیس ڈالو پھر روغن زیتون لاکر اس کے چند قطرے ناک میں ڈالو اس جانب بھی اور اس جانب بھی اس لیے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کالے دانے میں موت کے سوا ہر بیماری سے شفاء ہے میں نے پوچھا سام کیا ہے انہوں نے کہا موت۔

تشریحات ۲۵۴۱

خالد بن سعد، حضرت ابو مسعود بدری انصاری کے غلام ہیں جو صحابی نہیں۔ اور ابن ابی عتیق سے مراد عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ کلونجی کا ہر بیماری سے شفاء ہونا بھی باعتبار اغلب و اکثر کے ہے۔ یا مراد یہ ہے کہ اسے مناسب دواؤں میں ملا کر دیا جائے تو ہر بیماری سے شفاء ہے۔ اور عرفاء نے فرمایا کہ جو اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کی سچائی پر اعتماد کر کے کسی بھی بیماری میں شہد یا کلونجی کو استعمال کرے تو اسے شفاء حاصل ہوگی۔

؏ ابن ماجہ۔

حدیث ۲۵۴۲

أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دیا کہ انہوں نے رسول اللہ

أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْحَبَّةِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ۔ الحبۃ السوداء میں ۔ موت کے

السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ

علاوہ ہر بیماری سے شفاء ہے ۔ ابن شہاب نے کہا کہ سام کے معنی موت ہے اور الحبۃ السوداء

وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ ۔

شونیز کو کہتے ہیں یعنی کلونجی (منگریلا)

بَابُ التَّلْبِينَةِ لِلْمَرِيضِ ص ۸۴۹ مریض کے لیے تلبینہ پلانا ۔

حدیث ۲۵۴۳

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِينَةِ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مریض کو تلبینہ پلانے کا حکم

وَتَقُولُ هُوَ الْبَغِيضُ النَّافِعُ ۔

دیتیں اور فرماتیں یہ ناپسند نفع دینے والا ہے ۔

تشریحات ۲۵۴۳

یعنی مریض اس کو پسند نہیں کرتا مگر یہ سود مند ہے ۔

بَابُ السَّعُوطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُورِ وَالْقَافُورِ مِثْلُ كُشِطَتْ نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللهِ قُشِطَتْ ۔ ص ۸۴۹

قسط ہندی اور بحری کو ناک میں ڈالنا اور یہ کست ہے جیسے کافور اور قافور جیسے کشطت نکال لیا جائے اور عبد اللہ نے قشطت پڑھا ۔

توضیح قسط دو ہوتی ہے ایک ہندی جو ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے یہ موٹی کالی ہلکی ہوتی ہے اور قسط بحری سفید رنگ کی ہلکی ہوتی ہے جو بلاد مغرب سے آتی ہے ۔ ہندی میں حرارت زیادہ ہوتی ہے ۔

حدیث ۲۵۴۴

عَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَلَیْکُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِیِّ فَاِنَّ فِیْهِ سَبْعَةَ اَشْفِیَةٍ یُسْتَعَطُ بِهٖ مِنَ الْعُذْرَةِ وَیُلَدُّ بِهٖ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ۔

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، تم لوگ اس عود ہندی سے علاج کرو۔ اس میں سات شفاء ہے عذرہ میں یہ ناک میں سڑکی جاتی ہے اور نمونیہ میں منھ میں ڈالی جاتی ہے عہ

تشریحات ۲۵۴۴

باب العذرہ میں ہے کہ ام قیس بنت محصن ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے پہلے پہل ہجرت کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور یہ عکاشہ بنت محصن کی بہن تھیں۔ وہ اپنے بیٹے کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے اس بچے کو عذرہ کی بیماری کی وجہ سے انگلی سے حلق دبا دیا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو! تم کیوں اپنے بچوں کے حلق کو انگلیوں سے دباتی ہو

عذرہ:۔ حلق میں ایک بیماری ہے جس میں کوّے میں ورم ہو جاتا ہے۔ عود ہندی کی تفسیر باب العذرہ میں قسط سے کی ہے ـــ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسط میں سات شفاء بتایا۔ پانچ کو چھوڑ دیا۔ غالبًا یہ اس بنا پر ہے کہ عام طور پر جن دو بیماریوں میں وہاں مستعمل تھی ان کو بیان فرمایا۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ ص ۸۴۹ بیماری سے سینگی لگوانا

حدیث ۲۵۴۵

اَخْبَرَنَا حُمَیْدُ الطَّوِیْلُ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَیْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِیُّ وَقَالَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَیْکُمْ بِالْقُسْطِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں سب سے افضل سینگی لگانا ہے اور قسط بحری ہے اور فرمایا عذرہ سے شفا کے لیے اپنے بچوں کو چٹکی سے تکلیف مت دو اور قسط استعمال کرو۔

عہ بخاری باب اللدود صفحہ ۸۵۰ و ایضا باب العذرۃ صفحہ ۸۵۱ ایضا باب ذات الجنب صفحہ ۸۵۲ مسلم طب، ابوداؤد طب، نسائی طب۔

۲۵۴۵ تشریح گزر چکا کہ عذرہ بچوں کے کوے میں ایک قسم کے ورم کا نام ہے جس کا علاج یہ کرتے تھے کہ انگلی سے اس کو دبا دیتے تھے جس سے بچوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی کبھی زخم بھی ہوجاتا۔ اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قسط کوٹ کر اس پر لگا دو۔

حدیث ۲۵۴۶ اَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِ شِفَاءً۔[1]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقنع کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے پھر فرمایا میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا جب تک تو سینگی نہیں لگوائے گا اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک اس میں شفا ہے۔

بَابُ الْجُذَامِ ص ۸۵۰ — جذام کا بیان

ت ۷۳۹ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیماری کی چھوت نہیں اور نہ بدشگونی اور نہ ھامۃ ہے اور نہ صفر اور کوڑھی سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

۷۳۹ تشریحات اس حدیث کے راوی عفان بن مسلم صفار امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں مگر اکثر ان سے کسی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں اسی لیے یہ تعلیق ہے اور صحیح ہے یعنی ضعیف نہیں۔

---

[1] مسلم: نسائی: طب۔

[2] باب لا صفر ص ۸۵۱۔ باب لا ھامۃ ص ۸۵۹۔ و- باب لا عدوی ص ۸۵۹

"عدویٰ" اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ بعض بیماریاں ایسی ہیں جو دوسرے کو لگ جاتی ہیں، جیسے جذام، خارش، طاعون وغیرہ۔ اس کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی فرمائی ــــ ایک اعرابی حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے اونٹ صاف ستھرے اچھے ہوتے ہیں اس میں ایک خارش زدہ اونٹ آتا ہے اور سب کو خارش زدہ بنا دیتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کس نے پہلے کو خارش زدہ بنایا اس نے عرض کیا اللہ نے فرمایا اسی طرح سب کو اللہ نے خارش زدہ بنایا۔ "طیرۃ" اس کے معنی بدشگونی ہے عرب کی عادت تھی کہ جب سفر کے لیے نکلتے تو اگر کوئی پرندہ داہنے طرف سے اڑتا تو اس کو مبارک جانتے اور اگر بائیں طرف اڑتا تو اس کو برا شگون جانتے اس قسم کے اور بھی توھمات پھیلے ہوئے تھے اور آج ہمارے بھی معاشرے میں پھیلے ہوگے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان تمام توھمات کو دفع فرمایا۔

"ھامۃ" ایک چڑے کا نام ہے۔ ایک قول ہے کہ یہ الّو ہے۔ اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ یہ چڑیا جب کسی گھر پر بیٹھتی ہے تو اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے آج بھی جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ الّو جس گھر میں بولے یا جس گھر کی چھت پر بولے اس گھر میں کوئی مصیبت نازل ہوگی ــ ایک قول یہ ہے کہ اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ مردہ کی ہڈیاں ھامۃ ہو کر اڑتی ہیں ایک قول یہ ہے کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ جس مقتول کا قصاص نہ لیا جائے وہ ھامۃ ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہتا رہتا ہے مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ۔ جب اس کا قصاص لے لیا جاتا ہے تو وہ اڑ جاتا ہے۔ ان سب توھمات کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رد فرمایا کہ یہ سب کچھ نہیں ہے۔ "صفر" عرب والوں کا دستور تھا کہ لڑنے کے لیے کبھی محرم کو صفر سے بدل دیتے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ پیٹ کی بیماری ہے جیسا کہ امام بخاری آگے چل کر باب باندھیں گے "باب لاصفر وھو داء یاخذ البطن" ــ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں اس کی نفی فرمائی۔

لاعدویٰ کے عموم میں جذام بھی داخل ہے پھر مجذوم سے بھاگنے کا حکم کس بناء پر ہے علماء نے اس کی توجیہہ یہ کی کہ اگر کوئی مجذوم کے پاس اٹھے بیٹھے گا اور خدانخواستہ من جانب اللہ اسے جذام ہو جائے گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہ اعتقاد کرنے لگے کہ مجھے اس کی چھوت لگ گئی۔ ورنہ ابوداؤد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجذوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ہاتھ کے ساتھ اس کا ہاتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا کھا ــ اللہ کے نام سے شروع اور اللہ پر بھروسہ اور توکل ہے۔

مسلم میں بطریق علاء بن عبدالرحمن اسی حدیث میں یہ زیادہ ہے ولا نوءَ۔ اور تحقیر نہیں۔ عرب کا اعتقاد تھا کہ ستاروں کو بارش میں دخل ہے جب بارش ہوتی تو کہتے مُطِرْنَا بِنَوْءِ کذا۔

ہم پر فلاں نچھتر سے بارش ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو باطل فرمایا۔

بخاری ہی میں دوسرے ابواب میں ہے کہ ایک اعرابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا حضور کیا حال ہے میرے اونٹوں کا کہ وہ ریگستان میں ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں پھر ایک خارش زدہ اونٹ آتا اور پھر ان میں رہنے لگتا اور ان سب کو خارش زدہ کر دیتا۔ حضور نے فرمایا پہلے اونٹ کو کہاں سے بیماری لگی؟

باب ذَاتِ الْجَنْبِ ص۸۵۲ نمونیا کا بیان

حدیث ۲۵۴۷

حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ قُرِئَ عَلٰی اَيُّوْبَ مِنْ كُتُبِ اَبِيْ قِلَابَةَ مِنْهُ

حماد نے کہا ایوب پر ابو قلابہ کی کتابوں میں سے پڑھا گیا ان میں سے کچھ وہ ہے جس کو

حَدَّثَ بِهٖ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ وَكَانَ هٰذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ

ایوب نے حدّث کے صیغے سے بیان کیا اور کچھ وہ ہے جو ان پر پڑھا گیا اور جو میں بیان کرتا ہوں

وَاَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِهٖ وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ

یہ بھی اس کتاب میں ہے حضرت انس سے مروی تھا کہ حضرت ابو طلحہ اور انس بن نضر نے ان کو داغا اور ان کو

اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

ابو طلحہ نے اپنے ہاتھ سے داغا اور عبّاد بن منصور نے عن ایوب عن ابی قلابۃ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ بَيْتٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنْ يَّرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْاُذُنِ فَقَالَ

روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کے ایک گھر والے کو زہریلے جانوروں کے کاٹے

اَنَسٌ كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ

اور کان کے درد کے لیے دم کرنے کی اجازت فرمائی۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ نمونیا کے باعث مجھے

وَشَهِدَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ طَلْحَةَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں داغا گیا اور میرے پاس حضرت ابو طلحہ اور حضرت انس بن نضر

كَوَانِيْ ۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے اور مجھے ابو طلحہ نے داغا تھا۔

تشریح ۲۵۴۷ یہ بحث گزر چکی کہ صحیح یہ ہے کہ جس کتاب پر اعتماد ہو کہ یہ فلاں کی ہے اور شرعاً قابل اعتماد ذریعے سے کسی تک پہنچی ہو تو اس سے روایت صحیح ہے۔ اس کی توجیہہ گزر چکی کہ ممانعت کے باوجود صحابۂ کرام نے کیوں داغ لگوایا۔ یہ ممانعت تنزیہا تھی۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ ص ۸۵۲ طاعون کے بارے میں کیا ذکر کیا جاتا ہے۔

حدیث ۲۵۴۸	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِسَرْغٍ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ

عنہ شام تشریف لے گئے یہاں تک کہ جب مقام سرغ میں پہنچے تو انہیں لشکروں کے امراء ابوعبیدہ بن الجراح اور

الْأَجْنَادِ أَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الْوَبَاءَ

ان کے ساتھی ملے تو انہوں نے بتایا کہ شام میں وباء پھیل گئی ہے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ مہاجرین اولین

قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ اُدْعُ إِلَى الْمُهَاجِرِيْنَ

کو میرے پاس بلاؤ کسی نے ان کو بلایا حضرت عمر نے ان سے مشورہ فرمایا اور ان کو خبر دی کہ شام میں

الْأَوَّلِيْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ

وباء پھیل گئی ہے (آپ لوگوں کی کیا رائے ہے) تو لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ

فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرٰى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ

ایک کام کے لیے نکلے ہیں ہم مناسب نہیں جانتے کہ آپ بغیر انجام دیے واپس ہوں اور کچھ لوگوں

بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے کہا آپ کے ساتھ بقیہ لوگ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں ہم مناسب نہیں جانتے کہ

وَلَا نَرٰى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِي الْأَنْصَارَ

آپ ان کو وبا پر پیش کریں۔ یہ سنکر فرمایا آپ لوگ میرے پاس سے جاؤ پھر فرمایا انصار کو بلاؤ میں نے انصار

فدعوتهم فاستشارهم فسلكوا سبيل المهاجرين واختلفوا كاختلافهم

کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا انہوں نے بھی مہاجرین ہی کی روش پر بات کی اور انھیں کی طرح اختلاف

فقال ارتفعوا عني ثم قال ادع لي من كان ههنا من مشيخة قريش

کیا فرمایا تم لوگ میرے پاس سے جاؤ پھر فرمایا میرے لیے ان کو بلاؤ جو فتح کے مہاجرین میں قریش کے مشائخ

من مهاجرة الفتح فدعوتهم فلم يختلف منهم عليه رجلان فقالوا

میں سے ہیں میں نے ان کو بلایا تو ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اور سب نے متفقہ طور پر کہا

نرى ان ترجع بالناس ولا تقدمهم على هذا الوباء فنادى عمر في الناس

کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو لے کر لوٹ جائیں اور لوگوں کو اس وبا پر نہ پیش کریں اس کے بعد حضرت

اني مصبح على ظهر فاصبحوا عليه قال ابو عبيدة افرارا من قدر الله

عمر نے لوگوں میں منادی کرادی کہ میں صبح کو سوار ہونے والا ہوں تو سب لوگ صبح کو واپسی کے لیے تیار ہو گئے تو

فقال عمر لو غيرك قالها يا ابا عبيدة نعم نفر من قدر الله الى قدر الله

حضرت ابو عبیدہ نے کہا (اے عمر) کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہو تو حضرت عمر نے فرمایا اے ابو عبیدہ کاش تمہارے علاوہ

ارايت لو كان لك ابل هبطت واديا له عدوتان احداهما خصبة

کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ بتاؤ؟ اگر تیرے لیے کچھ اونٹ

والاخرى جدبة اليس ان رعيت الخصبة رعيتها بقدر الله وان

ہوں اور تو کسی ایسے نالے میں اترے جس کے دو کنارے ہوں ایک ہرا بھرا دوسرا سوکھا کیا ایسا نہیں ہے کہ

رعيت الجدبة رعيتها بقدر الله قال فجاء عبد الرحمن بن عوف وكان

اگر تم ہرے بھرے میں چراؤ گے تو اللہ کی تقدیر سے چراؤ گے اور اگر خشک حصے پر چراؤ گے تو اللہ کی تقدیر سے

متغيبا في بعض حاجته فقال ان عندي في هذا علما سمعت رسول الله

چراؤ گے اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اس وقت وہ موجود نہیں تھے اپنی ضرورت

صلى الله تعالى عليه وسلم يقول اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا عليه واذا

کے لیے کہیں گئے ہوئے تھے انہوں نے کہا میرے پاس اس بارے میں علم ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ

فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی زمین میں وبا کو سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں وبا ہو اور تم وہاں موجود ہو تو

ثُمَّ انْصَرَفَ [1]

وبا سے بھاگنے کی نیت سے کہیں اور نہ جاؤ اس پر حضرت عمر نے اللہ کی حمد کی اور وہاں سے لوٹ آئے۔

۲۵۴۸ تشریحات

سَرْغ، سین کو فتحہ راء ساکن، اس کو منصرف بھی پڑھنا جائز ہے اور غیر منصرف بھی۔ اس میں علمیت ہے اگر اس کی یہ تاویل کی جائے کہ یہ (ایک جگہ) کا نام ہے تو یہ منصرف ہے اس میں سوا علمیت کے اور کوئی سبب نہیں۔ اور اگر اس کو بقعۃ کا علم مانا جائے تو غیر منصرف ہوگا۔ علم اور تانیث معنوی کی وجہ سے۔ یہ یرموک کے قریب ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے تیرہ منزل کے فاصلے پر شام کے راستے پر حجاز کے اخیر سرے پر ہے۔ جس کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح فرمایا تھا۔ ۱۷ھ یا ۱۸ھ کے ربیع الآخر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سفر ہوا تھا۔ مفتوحہ ممالک کا نظم و نسق اور رعایا کا حال معلوم کرنے کے ارادے سے چلے تھے۔ سرغ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ لشکر عمواس میں ٹھہرا ہوا ہے اور لشکر میں شدید طاعون پھیلا ہوا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہیں رک گئے لشکر کے سردار آکر یہیں ملے انہوں نے صورت حال بیان کی جس کی پوری تفصیل حدیث میں موجود ہے۔

قصہ یہ ہوا کہ مجاہدین صحابہ و تابعین حجاز کے باشندے تھے یہاں کی آب و ہوا خشک تھی عمواس نشیبی علاقہ اور مرطوب تھا جس کی وجہ سے لشکر میں طاعون پھیل گیا۔ حضرت فاروق اعظم نے لشکر کے سرداروں کو حکم دیا کہ لشکر نشیبی علاقہ سے ہٹا کر کسی بلند اور صاف ستھرے آب و ہوا والی جگہ میں منتقل کر دیا جائے۔ لیکن اس وقت لوگوں نے یہ بات قبول نہیں کی جس کے نتیجے میں ہزاروں مجاہدین وبا سے واصل بحق ہو گئے جن میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے بھی شامل تھے۔ پھر بعد میں جا کر سمجھ دار صحابۂ کرام کے سمجھانے بجھانے پر لشکر وہاں سے منتقل ہوا اور جابیہ میں جا کر مقیم ہوا تو عافیت ملی۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ مِّنَ الْغَنَمِ۔ ص ۸۵۴

دم کرنے پر بکری کے ایک ریوڑ کی شرط کا بیان۔

---

[1] کتاب الحیل: باب مایکرہ من الاحتیال الخ ص ۱۰۳۲ مسلم: طب، ابو داؤد: جنائز: نسائی: طب۔

حدیث ۲۵۴۹

عَنِ ابْنِ اَبِی مُلَیْکَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِیْھِمْ

سے کچھ لوگ ایک پانی پر پہنچے ان میں ایک ڈنک خوردہ تھا تو صحابۂ کرام کے پاس وہاں کے باشندوں میں

لَدِیْغٌ اَوْ سَلِیْمٌ فَعَرَضَ لَھُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْمَاءِ فَقَالَ ھَلْ فِیْکُمْ مِّنْ رَّاقٍ

سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے یہاں ایک شخص ڈنک خوردہ ہے تو ان میں سے

اِنَّ فِی الْمَاءِ رَجُلًا لَدِیْغًا اَوْ سَلِیْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْھُمْ فَقَرَاَ بِفَاتِحَۃِ

ایک صاحب (حضرت ابو سعید خدری) گئے اور کچھ بکریوں کی شرط پر سورۂ فاتحہ پڑھا وہ شخص ٹھیک ہو گیا وہ صاحب

الْکِتَابِ عَلٰی شَاءٍ فَبَرَاَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ اِلٰی اَصْحَابِہٖ فَکَرِھُوْا ذٰلِکَ وَقَالُوْا

بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو ان کے ساتھیوں نے اس کو ناپسند کیا اور کہا تم نے کتاب اللہ

اَخَذْتَ عَلٰی کِتَابِ اللہِ اَجْرًا حَتّٰی قَدِمُوا الْمَدِیْنَۃَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ

پر اجرت لی ہے یہاں تک کہ جب مدینہ طیبہ آئے تو ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے کتاب اللہ پر اجرت

اَخَذَ عَلٰی کِتَابِ اللہِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں

اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللہِ ۝

اللہ کی کتاب سب سے زیادہ اجرت کی مستحق ہے۔

تشریح ۲۵۴۹ یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے نزہۃ القاری پنجم صفحہ ۲۹۶ پر گزر چکی ہے وہیں اس پر بقدر ضرورت کلام گزر چکا ہے۔

اخیر میں جو فرمایا "ان احق ما اخذ تم علیہ اجرا کتاب اللہ" اس سے وہ لوگ دلیل لاتے ہیں جو قرآن کی تعلیم پر اجرت لینے کو جائز کہتے ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں جیسا کہ جلد پنجم میں ہم حدیث سے ثابت کر آئے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ ولا تستکثروا بہ" قرآن پڑھو اور اس کا عوض نہ کھاؤ اور اسے کثیر مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ اس لیے تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں۔ یہاں خاص قرآن سے دم کرنے پر اجرت کا جواز مراد ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ ص۸۵۴ نظر لگنے پر دم کرنے کا بیان

توضیح بعض لوگوں کی آنکھوں میں خلقی طور پر یہ تاثیر ہوتی ہے کہ وہ اگر کسی چیز کو گھور کر دیکھ لیں تو اُسے تکلیف پہنچ جاتی ہے اس کا علاج دم کرنا ہے۔

حدیث ۲۵۵۰ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا

عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَمَرَ اَنْ يُّسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ [1]

یا یہ روایت کیا کہ حکم دیا کہ آنکھ کی تکلیف دور کرنے کے لیے کسی دم کرنے والے کو بلایا جائے۔

حدیث ۲۵۵۱ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک

وَسَلَّمَ رَاٰى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سُفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ۔

لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے میں دھبہ تھا فرمایا اس کے لیے دم کرنے والے کو بلاؤ اس لیے کہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔

تشریحات ۲۵۵۱ سُفْعَةٌ:۔ چہرے میں سیاہ یا زرد دھبے کو کہتے ہیں۔ نظر جس طرح انسانوں کی لگتی ہے اسی طرح جنوں کی بھی لگتی ہے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وصال ہوا تو ایک آواز آئی کوئی کہنے والا کہتا ہے ؎

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ ۔ و رمیناہ بسھم لم یخط فؤادہ۔

(ترجمہ) ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو مار ڈالا۔ ہم نے ان کو ایسا تیر مارا جو ٹھیک ان کے دل پر لگا۔

بَابُ الْعَيْنُ حَقٌّ ص۸۵۴ نظر کا لگنا حق ہے۔

حدیث ۲۵۵۲ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

[1] مسلم: طب۔ نسائی: طب، ابن ماجہ: طب۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَیْنُ حَقٌّ وَنَھٰی عَنِ الْوَشْمِ۔ [1]

کہ فرمایا نظر حق ہے اور گودنے سے منع فرمایا

تشریحات ۲۵۵۲ نظر کے حق ہونے اور گودنے سے ممانعت میں کوئی مناسبت نہیں، ہو سکتا ہے کہ کسی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دونوں باتوں کو پوچھا ہو یا ایک ہی مجلس میں دو شخصوں نے دونوں باتوں کو پوچھا ہو۔ یا مجلس میں دونوں کا تذکرہ ہو رہا ہو۔ تو حضور نے بیان فرمادیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں دو مختلف حدیثیں ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی مصلحت یا ضرورت کی بنا پر دونوں کو ایک ساتھ بیان فرما دیا ہو۔ مثلاً مجلس میں ایسے لوگ رہے ہوں جو نظر کے حق ہونے کے منکر ہوں اور گودنے کو جائز کہہ رہے ہوں تو حضرت ابوہریرہ نے دونوں باتوں کو اکٹھا بیان کر دیا ہو۔

بَابُ رُقْیَۃِ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ ص ۸۵۴ سانپ اور بچھو کے ڈنک مارنے پر دم کرنے کا بیان۔

حدیث ۲۵۵۳ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ

اسود بن یزید نے کہا میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زہریلے

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَنِ الرُّقْیَۃِ مِنَ الْحُمَۃِ فَقَالَتْ رَخَّصَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

جانوروں کے کاٹنے پر دم کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرُّقْیَۃَ مِنْ کُلِّ ذِیْ حُمَۃٍ۔ [2]

نے اس کی اجازت دی ہے۔

تشریحات ۲۵۵۳ "رَخَّصَ" کا لفظ بتا رہا ہے کہ پہلے ممانعت تھی پھر بعد میں اجازت عطا فرمائی وجہ یہ ہے کہ عہد جاہلیت میں مختلف قسموں کے منتر پڑھتے تھے جن میں ایسے کلمات ہوتے تھے جو کفر و شرک تک ہوتے تھے اس لیے ابتداءً جھاڑ پھونک سے منع فرمایا۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ زمانۂ جاہلیت میں رائج منتر پڑھنا منع ہے اور قرآن کریم

---

[1] کتاب اللباس: باب الواشمہ ص ۸۷۹ مسلم: ابوداؤد: طب۔

[2] مسلم: نسائی: طب۔

کی آیات اور احادیث میں وارد دعاؤں سے دم کرنا جائز ہے تو اجازت دیدی۔

ابن وہب نے ابن شہاب زہری سے روایت کی کہ بہت سے اہل علم سے یہ بات مجھ تک پہنچی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا یہاں تک کہ مدینہ تشریف لائے اس زمانے میں بہت سے منتر ایسے تھے جس میں شرک تھا جب مدینہ تشریف لائے تو ایک صحابی کو کسی جانور نے ڈس لیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ!

آل حزم :۔ زہریلے جانوروں کے کاٹے سے جھاڑ پھونک کرتے تھے جب آپ نے منع کر دیا تو انہوں نے چھوڑ دیا۔ فرمایا حزم کو بلاؤ اور یہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ فرمایا اپنی دعا مجھے سناؤ۔ انھوں نے سنایا۔ حضور نے اس میں کوئی حرج نہیں جانا اور اجازت دیدی[1]

بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص ۸۵۵ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا۔

حدیث ۲۵۵۴

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

عبد العزیز نے کہا کہ میں اور ثابت حضرت انس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ثابت نے کہا

فَقَالَ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ اِشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ أَلَا أَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ

اے ابو حمزہ! میں بیمار ہو گیا ہوں تو حضرت انس نے فرمایا کیا میں تم پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ

پڑھ کر دم نہ کروں انہوں نے عرض کیا ضرور انہوں نے کہا! اے اللہ! لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو

الْبَاسِ اِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا۔[2]

دور فرمانے والے شفا دے تو شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شافی نہیں ایسی شفا دے جو بیماری کو کچھ بھی نہ چھوڑے

تشریحات ۲۵۵۴

بَاسٌ :۔ اس میں باء کے بعد ہمزہ تھا ناس کے تناسب کے لیے ہمزہ کو الف سے بدل دیا۔ اس کے قاعدے سے۔ مُذْهِبَ الْبَاسِ: اِذْهَاب سے اسم فاعل ہے عام روایتوں میں اِذْهَبِ الْبَاسَ ہے اس پر کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اللہ عز وجل کے اسماء توقیفی ہیں، مُذْهِب ان میں نہیں۔ لیکن جب حدیث میں وارد ہے تو پھر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں دوسری بات یہ ہے کہ کلام بلا اضافت ونسبت میں ہے لیکن اضافت اور

---

[1] عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۲۶۸۔ [2] مسلم: طب، نسائی: طب۔ امرالیوم واللیلہ

نسبت کے بعد ایسے صیغوں کا اطلاق باری تعالیٰ پر جائز ہے جس میں نقص کا احتمال نہ ہو مثلاً معلم کا اطلاق باری تعالیٰ پر جائز نہیں مگر قرآن کریم میں ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔

حدیث ۲۵۵۵

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي يَقُولُ امْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ پڑھ کر مریض پر دم فرماتے تھے۔ تکلیف دور فرمادے لوگوں کے پروردگار! تیرے دست قدرت میں شفاء ہے سوائے تیرے کوئی مرض دور کرنے والا نہیں۔

حدیث ۲۵۵۶

عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيقَةُ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيمُنَا ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ پڑھ کر مریض پر دم کرتے تھے۔ اللہ کے نام سے شفا طلب کر رہا ہوں ہمارے زمین کی دھول اور ہمارے بعض کا تھوک ہمارے مریض کو شفا دیتا ہے [۱]

تشریح ۲۵۵۶

امام نووی نے فرمایا کہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا لعاب مبارک لیتے اور کلمہ کی انگلی پر رکھتے اور انگلی کو مٹی پر رکھتے جس میں کچھ مٹی چپک جاتی پھر ماؤف جگہ پر ملتے اور دعاء مذکور پڑھتے۔ ایک قول یہ ہے کہ زمین سے مراد خاص مدینے کی زمین ہے اور بعض سے مراد خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ تو ایسی صورت میں یہ حضور کے ساتھ مخصوص ہوا شارحین نے فرمایا کہ اس تخصیص میں نظر ہے اس سے ظاہر ہوا کہ اس میں عموم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ اس کے بعد والی روایت میں اخیر میں "باذن ربنا" زائد ہے۔

---

[۱] مسلم: ابوداؤد: طب۔ نسائی: طب امر الیوم واللیلۃ۔

بَابُ الطِّيَرَةِ ص۸۵۶ — بدشگونی کا بیان

حدیث ۲۵۵۷

أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالُوا وَمَا الْفَالُ قَالَ اَلْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بدفالی نہیں اور اس سے اچھی، اچھی فال ہے لوگوں نے پوچھا فال کیا ہے فرمایا اچھا کلمہ جو تم کسی سے سنو

تشریح ۲۵۵۷

خیرھا الفال سے بظاہر یہ متبادر ہوتا ہے کہ بدشگونی میں بھی اچھائی ہے حالانکہ اس میں کوئی خیر نہیں یہاں خیر بغیر معنی تفضیل کے مجرد صفت کے لیے ہے جیسے ارشاد ہے "أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا" جنتی آج بہترین ٹھکانے میں ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے بولتے ہیں الصیف خیر من الشتاء۔ طیرۃ۔ بدشگونی کو کہتے ہیں اور فال اچھے شگون لینے کو مثلاً گھر سے باہر نکلے اور کسی کو چھینک آگئی تو ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ نقصان ہوگا۔ یہ بدشگونی ہے اور گھر سے باہر نکلے اور کوئی ایسا شخص — آئے جس کا نام حسن ہے اس سے یہ اخذ کیا ہمارا کام بن جائے گا یہ فال ہے۔ لاطیرۃ: کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس قسم کی کوئی بات سامنے آجائے جس سے لوگ بدشگونی لیتے ہوں تو رکے نہیں اللہ پر بھروسہ کرکے اپنے کام پر جائے۔

ازالۂ توہم کے لیے اس موقع پر حدیث میں ایک دعاء ارشاد ہوئی ہے یہ پڑھ لے انشاء اللہ کوئی نقصان نہ ہوگا۔ وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھمّ لا طیرۃ الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا الٰہ غیرك اللّٰھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب بالسیئات الا انت۔

بَابُ الْفَالِ ص۸۵۶ — اچھا شگون لینا

حدیث ۲۵۵۸

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

وَسَلَّمَ قَالَ لَاعَدْوٰی وَلَاطِیَرَۃَ وَیُعْجِبُنِیْ الْفَالُ الصَّالِحُ الْکَلِمَۃُ الْحَسَنَۃُ[۱]

بیماری کی چھوت نہیں اور بدشگونی نہیں اور مجھے اچھی فال اچھی بات پسند ہے۔

تشریح ۲۵۵۸ فال کی مثال یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بات چیت کرنے کے لیے سہیل بن عمرو آئے تو حضور نے فرمایا قَدْ سَهَلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ[۲] تمہارا کام آسان ہو گیا۔

بَابُ الْکَہَانَۃِ صـ ۸۵۷ کہانت کا بیان

حدیث ۲۵۵۹

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِی امْرَاَتَیْنِ مِنْ هُذَیْلٍ اِقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ

نے ھذیل کی دو عورتوں کے بارے میں فیصلہ فرمایا جو آپس میں لڑی تھیں ان میں سے ایک نے دوسرے کو

اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی بِحَجَرٍ فَاَصَابَ بَطْنَهَا وَهِیَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا

پتھر پھینک کر مارا جو دوسری کے پیٹ پر لگا وہ حاملہ تھی جس سے اس کے پیٹ کا بچہ مر گیا دونوں

الَّذِیْ فِیْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَضٰی اَنَّ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں فیصلے کے لیے آئیں حضور نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے پیٹ کے بچے

دِیَۃَ مَا فِیْ بَطْنِهَا غُرَّۃٌ عَبْدٌ اَوْ اَمَۃٌ فَقَالَ وَلِیُّ الْمَرْاَۃِ الَّتِیْ غَرِمَتْ کَیْفَ اَغْرَمُ

کی دیت غرہ ہے غلام یا باندی اس پر اس عورت کے ولی نے کہا جس پر دیت واجب کی گئی تھی میں اس

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَکَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ یُطَلُّ فَقَالَ

کا تاوان کیسے دوں یارسول اللہ! جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چیخا ایسے کا خون ھدر ہے تو نبی

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْکُهَّانِ[۳]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔

۱؎ باب لاعدوی صـ ۸۵۹۔ ابوداؤد: طب، ترمذی: سیر۔

۲؎ بخاری ا صـ ۳۷۹۔

۳؎ متصلا فی هذا الباب۔ کتاب الفرائض باب: میراث المراۃ الزوج الخ صـ ۹۹۵۔ دیات: باب جنین المراۃ صـ ۱۰۲۰ و باب جنین المراۃ ان العقل الخ صـ ۱۰۲۰ دو طریق سے۔

تشریحات ۲۵۵۹

کہانت " کاف کے فتحے اور کسرے دونوں کیساتھ ہے کہانت کے معنی ہیں علم غیب کا دعویٰ کرنا جیسے آئندہ آنے والی باتوں کی خبر دینا کسی سبب کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ مثلاً علم نجوم، یا عرافہ پر اعتماد کرتے ہوئے۔ کاھن :۔ اُسے کہتے ہیں جو پوشیدہ باتوں یا آئندہ آنے والی باتوں کی خبر دے۔ خواہ اٹکل پچّو سے یا کسی مخصوص علم پر اعتماد کرتے ہوئے۔
غرّۃ :۔ پیشانی کی سفیدی کو کہتے ہیں اس سے مراد پورا جسم ہے یعنی دیت میں پورا انسان دینا ایک غلام یا ایک باندی، اس نے کاہنوں کی طرح بہ تکلف مقفیٰ، مسجع عبارت کہی جس پر حضور نے فرمایا کہ یہ کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔ کاہنوں کی بھی عادت تھی کہ وہ بہ تکلف مقفیٰ مسجع عبارت بولتے تھے۔ مسجع کلام بولنا منع نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت سے کلمات مقفیٰ، مسجع مروی ہیں جیسے صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہٗ۔
یہاں ناپسندیدگی کی بنیاد یہ ہے کہ اس نے حکم شرع رد کرنے کے لیے مقفیٰ، مسجع عبارت بولی تھی۔ جیسے کاہن اپنے اباطیل کو مقفیٰ، مسجع عبارت کے ذریعہ بیان کرتے تھے۔

بَابُ هَلْ يُسْتَخْرَجُ السِّحْرُ ص ۸۵۸ کیا جادو نکالا جائے گا۔

ت	وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ أَوْ يُؤَخَّذُ
۴۰۷	اور قتادہ نے کہا میں نے سعید بن مسیّب سے پوچھا کہ جس پر جادو کر دیا گیا ہو
	عَنْ إِمْرَأَتِهِ يُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ
	یا عورت کے پاس جانے سے باندھ دیا گیا ہو کیا اس کا علاج کیا جائے گا فرمایا کوئی حرج نہیں
	الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ.
	اس سے مقصود اصلاح ہے جس سے لوگوں کو نفع ہو اس سے منع نہیں۔

تشریح ۴۹

سوال کا مقصد یہ ہے کہ جادو کرنا منع ہے مگر جادو کے ازالے کے لیے جو ترکیب کی جاتی ہے وہ بھی جادو کے مشابہ ہے جادو کی طرح اس میں کچھ مخصوص دعائیں پڑھی جاتی ہیں کچھ مخصوص ترکیب کی جاتی ہے تو کیا یہ جائز ہے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ کسی کو نقصان پہنچانا حرام ہے لیکن کسی کی تکلیف دور کرنے کے لیے کوئی ایسا عمل کرنا جو شرعاً ممنوع نہ ہو جائز ہے۔

بَابُ لَا هَامَةَ ص ۸۵۹ ھامہ کچھ نہیں

حدیث ۲۵۶۰

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ سَمِعَ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰی مُصِحٍّ وَاَنْکَرَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ الْحَدِیْثَ الْاَوَّلَ قُلْنَا اَلَمْ تُحَدِّثْ اَنَّہُ لَا عَدْوٰی فَرَطَنَ بِالْحَبْشِیَّۃِ قَالَ اَبُوْ سَلَمَۃَ فَمَا رَاَیْتُہُ نَسِیَ حَدِیْثًا غَیْرَہُ۔

اور ابو سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیمار جانور کو تندرست جانور کے پاس نہ لایا جائے اور حضرت ابو ہریرہ نے پہلی حدیث کو چھوڑ دیا تو ہم نے کہا کیا آپ نے یہ نہیں بیان کیا ہے کہ بیماری کی چھوت نہیں تو (غصہ میں) حبشی زبان میں کچھ کہا۔ ابو سلمہ نے کہا میں نے اس حدیث کے علاوہ اور کچھ بھولتے ہوئے ان کو نہیں دیکھا۔

تشریحات ۲۵۶۰

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی یہ بھی مروی ہے کہ "عدویٰ نہیں" پھر انہوں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیمار جانور کو تندرست کے پاس نہ لاؤ جب ہم نے حضرت ابو ہریرہ سے پوچھا کہ آپ ہی نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ عدویٰ نہیں تو خفا ہو گئے اور کچھ کہا جو ہماری سمجھ میں نہیں آیا حقیقت میں دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔ "لاعدویٰ" جو فرمایا وہ اپنی حقیقت پر مبنی ہے اور یہ جو فرمایا کہ بیمار جانور کو تندرست کے پاس نہ لاؤ یہ عوام کے اعتقاد کی صیانت کے لیے ہے کہ اگر بالفرض اور تقدیر الٰہی سے تندرست جانور بیمار ہو گیا تو عوام یہ اعتقاد کریں گے کہ اسے پہلے کی بیماری لگ گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خفا ہونا اسی بنا پر تھا۔ دونوں میں تعارض نہیں تھا اور ابو سلمہ نے تعارض سمجھ کر اعتراض کر دیا اور حقیقت یہ نہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی حدیث کو بھول گئے تھے کبھی کبھی اساتذہ پر ایسے احوال طاری ہوتے ہیں کہ وہ اپنے تلامذہ کی سطحی باتوں پر انہیں ڈانٹ دیتے ہیں اور ڈانٹ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ابو سلمہ نے جو کہا کہ حضرت ابو ہریرہ اس حدیث کو بھول گئے یہ انہوں نے اپنی سمجھ سے کہا تھا، حقیقت میں بھولے نہیں تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب اللباس ص ۸۶۰ لباس کا بیان

باب قول اللہ تعالیٰ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ صفحہ ۸۶۰

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان فرمادو کس نے حرام کیا اللہ کی وہ زینت جو اس نے بندوں کے لیے نکالی (اعراف آیہ ۳۲)

ت ۲۱۴۱	وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلوا واشربوا والبسوا
	اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ کرو بغیر
	وتصدقوا فی غیر اسراف ولا مخیلۃ ۔
	اسراف اور تکبر کے
ت ۲۱۴۲	وقال ابن عباس کل ماشئت والبس ماشئت ما
	اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے۔ البتہ
	اخطأتک اثنتان سرف او مخیلۃ ۔
	دو غلطیاں نہ کرو، اسراف اور تکبر۔

تشریحات ۲۱۴۲ اسراف کے معنی فضول خرچی کے ہیں، اس کی حد کیا ہے یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ مجدد اعظم اعلیحضرت قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ جلد اوّل میں ص ۱۸۰ سے لے کر کئی صفحات تک اس پر نہایت محققانہ کلام فرمایا ہے جنہیں اس کی تحقیق و تنقیح مطلوب ہو وہ اس کا مطالعہ کریں۔

بَابُ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَفِي النَّارِ صـ ۸۶۱

ٹخنوں سے جو کپڑا نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔

حدیث ۲۵۶۱

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔

تشریحات ۲۵۶۱

مراد یہ ہے کہ جو براہ تکبیر اپنے تہبند یا پائجامہ کو ٹخنوں سے نیچے رکھے گا تو قدم کا اتنا حصہ آگ میں ہے۔ براہ تکبر کی قید اس کے بعد والی حدیث میں آرہی ہے اور اگر بہ نیت تکبر نہ ہو بدرجۂ مجبوری ہو مثلاً پیٹ کی ساخت ایسی ہے کہ تہبند یا پائجامہ سرک سرک جاتا ہے تو معاف ہے، جیسا کہ مناقب میں اور اس باب کی دوسری حدیث میں ہے۔ حدیث گزری کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے کپڑے کو براہ تکبر گھسیٹے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے تہبند کا ایک سرا لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کا خاص خیال رکھوں۔ فرمایا تم براہ تکبر ایسا نہیں کرتے اور بطور عادت اور شوق ٹخنوں سے نیچے تہبند اور پائجامہ رکھنا ممنوع ہے کہ یہ فاسقوں کی وضع ہے۔ آج کل کے علما خصوصاً واعظین اور دینی مدارس کے طلبہ اس وبا میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ حدیث میں یہ ہے کہ تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔ یہ کنایہ ہے جسم کے اس حصہ سے جس پر ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکے۔

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ صـ ۸۶۱

جو اپنے کپڑے کو تکبر سے گھسیٹے۔

حدیث ۲۵۶۲

عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو

اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا ہ

اپنے تہبند کو براہ تکبر گھسیٹے گا۔

تشریحات ۲۵۶۲

نسائی اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور نے یہ فرمایا، جو اپنے کپڑے کو براہ تکبر گھسیٹے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ چونکہ حدیث میں لفظ مَنْ عام تھا جو مرد عورت دونوں کو شامل ہے تو اس سے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ سمجھا کہ عورتیں بھی اس میں داخل ہیں تو انہوں نے عرض کیا کہ عورتیں اپنے دامنوں کے ساتھ کیا کریں۔ فرمایا ایک بالشت لٹکائیں۔ عرض کیا کہ اتنے سے انکے قدم کھل جائیں گے فرمایا ایک ہاتھ لٹکائیں اس سے زیادہ نہ کریں۔

یہاں ایک بات یہ قابل غور ہے کہ عورتیں اپنے دامن تکبراً نہیں لٹکاتی تھیں بلکہ اپنے قدموں کو چھپانے کے لیے لٹکاتی تھیں جو فرض ہے۔ تو اگر ازار کا تکبراً ٹخنوں سے نیچے لٹکانا ممنوع ہوتا تو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کے اس سوال کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی اس سے سمجھ میں آیا کہ گھٹنوں کے نیچے تہبند لٹکانا مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ براہ تکبر نہ ہو جیسا کہ علامہ نووی نے افادہ فرمایا۔

حدیث ۲۵۶۳

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِیَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ فِیْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهٗ نَفْسُهٗ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهٗ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ع‍ ہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (یا حضرت ابوہریرہ نے کہا تھا ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا (یہ شک حضرت امام بخاری کے استاد آدم سے ہوا ہے) ایک شخص اپنے جوڑے میں اتراتا ہوا اور بالوں میں کنگھا کیے ہوئے جا رہا تھا کہ اللہ نے اسے زمین میں دھنسا دیا، وہ قیامت تک زمین میں تڑپتا رہے گا۔

تشریحات ۲۵۶۳

جُمَّۃٌ، جو بال کندھوں یا اس کے نیچے تک ہوں اس کو جُمّہ کہتے ہیں اور جو کانوں کی لَو تک ہو اسے وفرہ کہتے ہیں۔ یتجلجل اس کے معنی ہیں حرکت کرنے کے، یہاں مراد تڑپنا ہے، یعنی زمین میں دھنسنے کے باوجود مر نہیں جائے گا زندہ رہے گا اور تڑپتا رہے گا قیامت تک۔

ع‍ مسلم لباس

حدیث ۲۵۶۴

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ لَقِيتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي

شعبہ نے کہا کہ میں نے (کوفہ کے قاضی) محارب بن دثار سے ملاقات کی اور وہ گھوڑے پر سوار وہاں

مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي قَالَ سَمِعْتُ

جارہے تھے جہاں بیٹھ کر فیصلہ کرتے تھے میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھ سے یہ

عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ

بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ثَوْبَهُ مِنْ مَخِيلَةٍ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ أَذَكَرَ

نے فرمایا کہ جو اپنے کپڑے کو براہ تکبر گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ شعبہ نے کہا

إِزَارَهُ قَالَ مَا خَصَّ إِزَارًا وَلَا قَمِيصًا ؏

میں نے محارب سے پوچھا کیا انہوں نے تہبند کو ذکر کیا تھا انہوں نے بتایا۔ نہ تہبند کو خاص کیا نہ کرتے کو۔

تشریحات ۲۵۶۴

یہ حدیث حضرت سالم نے اپنے والد سے بھی روایت کی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی جیسا کہ امام بخاری نے اس کے قبل بطریق عبداللہ بن محمد جریر بن زید سے روایت کیا ہے کہ میں سالم بن عبداللہ کے ساتھ ان کے گھر کے دروازے پر تھا انہوں نے کہا میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ الحدیث۔ ابوالقاسم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے احوال میں اس حدیث کی سند میں عن عبداللہ بن عمر عن ابی ہریرۃ ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ سالم نے یہ روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ وہم ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت سالم حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم دونوں سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت نہیں کیا ہے۔ اسی پر تنبیہ کرنے کے لیے حضرت امام بخاری نے پہلے بطریق عبداللہ بن محمد، جریر بن زید کی یہ روایت ذکر کی۔ کہ میں سالم بن عبداللہ بن عمر کے گھر کے دروازے پر تھا میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی پھر شعبہ کی روایت ذکر کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ اس کے بعد امام بخاری نے اس کی تائید میں تین متابعت ذکر کی۔ ایک زید بن عبداللہ عن ابن عمر اور ایک نافع عن ابن عمر اور ایک سالم عن ابن عمر۔

؏ نسائی زینت

بَابُ الْاِزَارِ الْمُهَدَّبِ صفحہ ۸۶۱ حاشیہ والا ازار ۔

ت ۴۲ ے	وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ اَبِيْ
	زہری اور ابوبکر بن محمد (قاضی مدینہ) اور حمزہ بن ابی اسید اور معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر
	اُسَيْدٍ وَمُعٰوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّهُمْ لَبِسُوْا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً ۔
	بن ابی طالب کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے پھُندنے والا کپڑا پہنا ۔

تشریحات ۴۳ ے مُہدّب کے معنی یہ ہیں کہ کپڑے کے کنارے پر پھُدنا بنا دیا جائے پھُدنے کو جسم کے چھپانے میں کوئی دخل نہیں۔ یہ صرف زینت کے لیے ہوتا ہے۔ حضرت امام بخاری نے یہ باب اس لیے باندھا ہے کہ کپڑے میں آرائش و زیبائش کے لیے پھُدنا بنا لیے جائے یا گل بوٹے کاڑھ لیے جائیں۔ یہ اسراف نہیں زینت ہے۔

بَابُ الْبَرَانِسِ صفحہ ۸۶۳ برانس کا بیان ۔

توضیح یہ بُرنس کی جمع ہے یہ ایک قسم کی لمبی ٹوپی تھی جو اہل عرب پہنتے تھے چونکہ اُسی قسم کی ٹوپی نصاریٰ بھی پہنتے تھے تو اس کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہوا حضرت امام بخاری نے بظاہر کوئی فیصلہ نہیں فرمایا۔ لیکن اس باب کے تحت جو تعلیق اور حدیث لائے ہیں اس سے یہی مستفاد ہے کہ یہ جائز ہے۔

ت ۴۴ ے	قَالَ لِيْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ رَاَيْتُ
	اور سلیمان تیمی نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ زرد رنگ کی ریشم
	عَلٰى اَنَسٍ بُرْنُسًا اَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ ۔
	اور اون کی برنس پہنتے تھے ۔

۴۴ ے تشریح برنس اگرچہ نصاریٰ بھی پہنتے تھے مگر اہل عرب بھی عام طور پر پہنتے تھے اس لیے یہ نصاریٰ کا خاص شعار نہ تھا۔ شعار وہ لباس ہے جو کسی قوم کے ساتھ خاص ہو جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں۔ خَزّ۔ اس کپڑے کو کہتے ہیں جو ریشم اور اُون سے بُنا جائے مثلاً تانا ریشم ہو اور بانا اون۔ ایسے لباس کے جائز اور ناجائز ہونے میں سلف میں اختلاف رہا ہے۔ علامہ عینی نے ۱۳ر صحابہ کرام کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ خز پہنتے تھے جن میں حضرت صدیق اکبر حضرت

سعد بن ابی وقاص، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہیں۔ ہمارے یہاں یہ حکم ہے کہ اگر اون یا سوت ریشم پر غالب ہو تو اس کا پہننا جائز ہے۔ مثلاً تانا ریشم ہو اور بانا اون یا سوت حضرت امام بخاری نے اس ضمن میں وہ حدیث ذکر فرمائی ہے جو کتاب العلم میں گزر چکی ہے، جس میں یہ مذکور ہے کہ محرم کرتا، عمامہ، پائجامہ اور برنس اور موزے نہ پہنے۔ اگر برنس کا پہننا مطلقاً حرام ہوتا تو حالت احرام میں پہننے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہیں ہوتی جس طرح کرتا وغیرہ احرام کے علاوہ اور حالتوں میں پہننا جائز ہے جیسے لوگ عام حالتوں میں پہنا کرتے تھے مگر احرام کی حالت میں منع ہے۔ اسی طرح لوگ عام حالتوں میں برنس بھی پہنا کرتے تھے اس سے جواز مستفاد ہوا۔

بَابُ الْبُرُوْدِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ صفہ ۸۶۴ — دھاری دار کمبل اور یمنی چادر اور کمبل پہننے کا بیان۔

حدیث ۲۵۶۵

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لَهُ اَيُّ الثِّيَابِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحِبَرَةُ [۱]

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کون سا کپڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند تھا فرمایا یمنی چادر

حدیث ۲۵۶۶

اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ [۲]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہو گئی تو یمنی چادر سے حضور کو ڈھک دیا گیا تھا۔

باب ثیاب الخضر صفہ ۸۶۶ — ہرے کپڑوں کا بیان۔

حدیث ۲۵۶۷

عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ اَخْضَرُ فَشَكَتْ

عکرمہ سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو طلاق دیا تو اس سے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی نے شادی کر لی۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ یہ عورت ان کے پاس آئی اور وہ ہرے رنگ کی

[۱] مسلم ابو داؤد، لباس [۲] مسلم ابو داؤد جنائز۔ نسائی وفات۔

اِلَيْهَا وَاَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی اس عورت نے ام المومنین سے اپنے شوہر کی زیادتی کی شکایت کی اور

وَسَلَّمَ وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى

اس نے اپنے چمڑے کا ہرا نشان ام المومنین کو دکھایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے

الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا اَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ اَنَّهَا قَدْ اَتَتْ

"اور عورتیں بعض بعض کی مدد کرتی ہیں،، تو عائشہ نے کہا کہ مومن عورتیں جتنا ظلم سہتی ہیں اس کے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَمَعَهُ اِبْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ

مثل میں نے نہیں دیکھا۔ اس کی کھال اس کے کپڑے سے زیادہ سبز ہے اور عبدالرحمٰن نے سنا کہ ان کی

وَاللّٰهِ مَا لِيْ اِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ اِلَّا اَنَّ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِاَغْنٰى عَنِّيْ مِنْ هٰذِهٖ

بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی ہے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

وَاَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَ

ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے جو دوسری بیوی سے تھے۔ رفاعہ کی بیوی نے کہا بخدا اس

نْفُضُهَا نَفْضَ الْاَدِيْمِ وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيْدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

کا اور کوئی گناہ نہیں مگر اس کے ساتھ جو ہے وہ اس سے زیادہ کام دینے والا نہیں اور اس نے اپنے کپڑے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَمْ تَحِلِّيْ لَهُ اَوْ لَمْ تَصْلُحِيْ لَهُ

کا پھندنا لیا تو عبدالرحمٰن نے کہا یہ جھوٹ بولی ہے بخدا یا رسول اللہ! میں اس کو چمڑے کی طرح رگڑ دیتا ہوں لیکن

حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ قَالَ وَاَبْصَرَ مَعَهُ اِبْنَيْنِ لَهُ فَقَالَ بَنُوْكَ

یہ نافرمان ہے رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا اگر یہ بات ہے تو

هٰؤُلَاءِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ فَوَاللّٰهِ لَهُمْ

رفاعہ کے لیے حلال نہیں اور اس سے نکاح کے لائق نہیں یہاں تک کہ تو اس کے شہد میں سے کچھ چکھ لے اور حضور نے عبدالرحمٰن کے ساتھ ان کے

اَشْبَهُ بِهٖ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ۔

دو بچوں کو دیکھا تو پوچھا یہ تیرے بچے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں اب حضور نے اس عورت سے فرمایا کہ تم یہ گمان کرتی ہو جو گمان کرتی ہو بخدا

یہ بچے عبدالرحمٰن کے اس سے بھی زیادہ مشابہ ہیں جیسے کوا کوے کے مشابہ ہوتا ہے۔

تشریحات ۲۵۶۷

یہ حدیث گزر چکی ہے مگر یہاں متن میں کچھ زائد باتیں تھیں اس لیے ہم نے دوبارہ یہاں ذکر کیا۔ رفاعہ کی اس عورت کا نام طیمہ بنت وہب تھا اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ عبدالرحمٰن بن زبیر نے اس کو اتنا مارا تھا کہ جسم پہ داغ پڑ گئے تھے حدیث میں تصریح ہے کہ عبدالرحمٰن بن زبیر نے اس عورت کے الزام کو قبول نہیں کیا بلکہ رد کر دیا اور اس بات کی تائید میں کہ میری قوت مردمی کامل ہے اپنے دو بچوں کو بھی لائے تھے جو دوسری بیوی سے تھے۔
مگر جب طیمہ رفاعہ کی بیوی نے ہم بستری سے انکار کر دیا تو اسی کے مطابق حضور نے فیصلہ فرمایا۔
اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ اگر شوہر ثانی جماع کا اقرار کرے اور عورت انکار کرے تو شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوگی۔

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ صفحہ ۸۶۶ سفید کپڑوں کا بیان۔

حدیث ۲۵۶۸

اَنَّ اَبَا الْاَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ
ابوالاسود دؤلی نے حدیث بیان کی کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور سفید کپڑا پہنے ہوئے تھے اور حضور سوئے ہوئے

اَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى
تھے پھر دوبارہ حاضر ہوا تو حضور بیدار ہو چکے تھے اب حضور نے فرمایا جو بندہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لے پھر

ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى
اسی پر اسے موت آئے تو وہ جنت میں داخل ہوگا حضرت ابوذر نے کہا میں نے عرض کیا اگرچہ وہ زنا کرے

وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ
اور چوری کرے۔ میں نے عرض کیا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اور

قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ
چوری کرے۔ میں نے عرض کیا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے ابوذر کی

اَنْفِ اَبِيْ ذَرٍّ وَكَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ
ناک کے خاک آلود ہونے کے باوجود۔ اور حضرت ابوذر جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے اگرچہ ابوذر کی ناک خاک

اَبِی ذَرٍّ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا عِنْدَ الْمَوْتِ اَوْ قَبْلَهٗ اِذَا تَابَ وَنَدِمَ

آلود ہو۔ اور ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا یہ موت کے وقت یا اس کے پہلے جب کہ توبہ کرلے اور شرمندہ

وَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غُفِرَ لَهٗ وَكَانَ قَبْلُ عـلـه

ہوجائے اور لا الٰہ الا اللہ کہے تو پہلے کے سب گناہ بخش دیے جائیں گے۔

تشریحات ۲۵۶۸

ابو الاسود دؤلی کا نام ظالم بن عمرو تھا یہی وہ بزرگ ہیں جنہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نحو کے قواعد کے ایجاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور انہوں نے سب سے پہلے نحو کے چند ابتدائی قواعد مرتب کیے۔

"ناک خاک آلود ہو" کا استعمال اصل میں تحقیر کے لیے ہے مگر کبھی کبھی پیار و محبت کے لیے بھی ہوتا ہے۔ اور اس حدیث میں یہی مراد ہے۔ اسی لیے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تو فخریہ یہ جملہ بھی بیان کرتے کہ اس میں شفقت جھلکتی ہے۔ حضرت امام بخاری نے اس حدیث کی جو توجیہ کی اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان قبول کرنے سے پہلے جو کچھ بھی اس نے گناہ کیا ہو ایمان لانے سے سب معاف ہوجاتے ہیں۔ مگر یہ توجیہ حدیث کے سیاق کے خلاف ہے۔ صحیح توجیہ یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد اگر گناہ صادر ہو تو بھی وہ جنت کا مستحق ہے یا تو اللہ کی رحمت سے بغیر جہنم میں گئے ہوئے یا بطور سزا جہنم میں کچھ دن جانے کے بعد پھر ضرور جنت میں جائے گا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہوتا جیسے معتزلہ اور خوارج کہتے ہیں۔

ہم نے "کتاب الزکوٰۃ" میں یہ ذکر کیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ ایمان قبول کرنے سے کنایہ ہے اس زمانے میں لا الٰہ الا اللہ وہی کہتا جو مسلمان ہوتا۔

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشِهٖ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ۔ صفـ ۸۶۷

مرد کا ریشمی کپڑا پہننا اور بچھانا۔ اور اس میں کتنا جائز ہے۔

حدیث ۲۵۶۹

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمٰنَ النَّهْدِيَّ قَالَ اَتَانَا

ابو عثمان نہدی نے کہا کہ ہمارے پاس حضرت عمر کا والانامہ آیا اور ہم عتبہ بن فرقد کے

كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِاَذْرَبِيْجَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ساتھ آذربائیجان میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشمین کپڑے سے منع فرمایا مگر

عله مسلم۔ الایمان۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْحَرِیْرِ اِلَّا ھٰکَذَا وَ اَشَارَ بِاِصْبَعَیْہِ اللَّتَیْنِ

اتنا اور اپنی ان دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا جو انگوٹھے سے ملی ہوئی ہیں ہمارے علم میں

تَلِیَانِ الْاِبْھَامَ فِیْمَا عَلِمْنَا اَنَّہٗ یَعْنِی الْاَعْلَامَ [1]

یہ ہے کہ اس سے مراد نقش و نگار ہے ۔

تشریحات ۲۵۶۹

حَرِیْر :- خالص ریشم کے کپڑے کو کہتے ہیں جس کا تانا بانا دونوں ریشم کا ہوتا ہے ۔ مرد کو اس کا پہننا حرام ہے ہاں اس کی اجازت ہے کہ کپڑے پر ریشمی کپڑے کا نقش و نگار ہو مگر شرط یہ ہیکہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو ۔ چار انگل تک کی اجازت ہے اس حدیث میں دو انگل تک کی مقدار کا استثناء ہے ۔ لیکن ابوداؤد میں اسی حدیث کے شروع میں یہ ہے کہ "الا ماکان ھٰکذا وھٰکذا اصبعین وثلاثۃ واربعۃ" مگر جو اتنا اتنا ہو دو انگل یا تین انگل یا چار انگل ۔ مسلم میں سوید بن غفلہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشمین کپڑا پہننے سے منع فرمایا مگر دو انگل یا تین انگل یا چار انگل ۔

حدیث ۲۵۷۰

عَنِ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ کُنَّا مَعَ عُتْبَۃَ فَکَتَبَ اِلَیْہِ عُمَرُ اَنَّ

ابو عثمٰن نہدی نے کہا کہ ہم عتبہ کے ساتھ تھے تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُلْبَسُ الْحَرِیْرُ فِی الدُّنْیَا اِلَّا

نے لکھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ریشمی کپڑا دنیا میں وہی پہنے گا جو آخرت

لِمَنْ لَمْ یَلْبَسْ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْہُ وَ اَشَارَ اَبُوْ عُثْمٰنَ بِاِصْبَعَیْہِ الْمُسَبِّحَۃِ

میں نہیں پہنے گا اور ابو عثمٰن نے اپنی دو انگلیوں کلمے اور بیچلی سے

وَالْوُسْطٰی ۔

اشارہ فرمایا ۔

حدیث ۲۵۷۱

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُھَیْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ

عبد العزیز بن صہیب نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا

[1] مسلم ۔ ابوداؤد : لباس ۔ نسائی زینت ۔ ابن ماجہ : جہاد ، لباس ۔

قَالَ شُعْبَۃُ فَقُلْتُ اَعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَدِیْدًا

شعبہ نے کہا میں نے عبدالعزیز بن صہیب سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے تو انہوں نے غصے میں کہا

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا فَلَنْ یَّلْبَسَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے جو ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے گا۔ وہ آخرت میں ہرگز نہیں پہنے گا۔

تشریحات ۲۵۷۱

یعنی عبدالعزیز بن صہیب نے جب یہ کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ——— تو شعبہ نے یہ پوچھا کہ حضرت انس نے یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے تو عبدالعزیز بن صہیب کو غصہ آگیا اور انہوں نے فرمایا کہ ہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا۔ غصے کا سبب یہ ہوا کہ یہ بالکل ظاہر ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اپنی طرف سے نہیں بیان فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر ہی بیان فرمایا ہے کیوں کہ یہ بات قیاس سے نہیں جانی جاسکتی۔ اس کو خود سمجھ لینا چاہیئے تھا۔

پھر امام بخاری نے اسی حدیث کو حضرت عبداللہ بن زبیر سے تین طریقے سے روایت کیا ہے۔ ایک میں یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہا ہے اور دو طریقے میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔

حدیث ۲۵۷۲

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ سَئَلْتُ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

عمران بن حطان نے کہا میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ریشمی

عَنْھَا عَنِ الْحَرِیْرِ فَقَالَتْ اِئْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْہُ فَسَأَلْتُہٗ فَقَالَ سَلِ

کپڑے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ابن عباس کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو میں نے اُن سے

ابْنَ عُمَرَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْحَفْصٍ یَعْنِیْ عُمَرَ بْنَ

پوچھا تو انہوں نے کہا ابن عمر سے پوچھو میں نے ابن عمر سے پوچھا تو انہوں نے کہا مجھ کو ابو حفص یعنی عمر

الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں ریشمی

قَالَ اِنَّمَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ فَقُلْتُ

کپڑا وہ پہنتا ہے جس کا اس سے حصہ آخرت میں نہیں تو میں نے کہا سچ کہا ابو حفص نے اور ابو حفص نے

صَدَقَ وَمَا كَذَبَ اَبُوْحَفْصٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھا ہے۔

تشریح ۲۵۷۲ قلت کے قائل عمران بن حطان ہیں۔ اس حدیث کا راوی عمران بن حطان رئیس الخوارج تھا اور ان کا شاعر تھا یہ وہ شخص ہے جس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل ابن ملجم خبیث کی مدح کی ہے اور اس مدح میں اس نے ابن ملجم کی تعریف میں بہت سے جھوٹ بولے ہیں اور اس کے خبث کے لیے یہی کافی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوش ہوا۔ حضرت امام بخاری پر حیرت ہے کہ انہوں نے ایسے بدمذہب بدطینت کی حدیث کیسے اپنی کتاب میں درج کی۔

یہاں امام بخاری نے اس حدیث کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھ۶ طریقوں سے تخریج کی ہے تین۳ ابوعثمان نہدی کے طریقے اور دو۲ حضرت عبداللہ بن زبیر کے طریقے سے، ایک عمران بن حطان کے طریقے سے۔

بَابُ لُبْسِ الْقَسِّيِّ صفحہ ۸۶۸ — قسّی کا پہننا۔

ت ۷۴۵ وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قُلْنَا لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ اَتَتْنَا مِنَ الشَّامِ اَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيْهَا حَرِيْرٌ فِيْهَا اَمْثَالُ الْاُتْرُجِّ وَالْمِيْثَرَةُ كَانَتِ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَهٗ لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَمْثَالَ الْقَطَائِفِ يُصَفِّرْنَهَا.

ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا قسّیہ کیا ہے فرمایا یہ وہ کپڑا ہے جو ہمارے یہاں شام یا مصر سے آتا ہے جس میں ریشم سے دھاریاں بنی ہوتی ہیں اس میں ترنج کی شکل ہوتی ہے اور میثرہ وہ کپڑا ہے جو عورتیں اپنے شوہروں کے لیے چادروں کے مثل زرد رنگ کی تیار کرتی تھیں۔

ت ۷۴۶ وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ يَزِيْدَ فِيْ حَدِيْثِهِ الْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُجَاءُ بِهَا مِنْ

یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی حدیث میں کہا قسّیہ ایک دھاری دار کپڑا ہے جو مصر

263

قِصْرَ فِيهَا الْحَرِيرُ وَالْمِيثَرَةُ جُلُودُ السِّبَاعِ .
سے لایا جاتا ہے جس میں ریشم ہوتا ہے اور میثرہ درندوں کی کھال کو کہتے ہیں
وَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ قَوْلُ عَاصِمٍ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيثَرَةِ .
اور ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ عاصم کا قول میثرہ کے بارے میں اکثر اور زیادہ صحیح ہے .

تشریحات ۴۶

القَسِّی :۔ یہ ایک کپڑا ہے جو ریشم اور سوت سے تیار کیا جاتا تھا مصر میں ایک بستی کا نام قَسّ ہے جہاں یہ تیار ہوتا تھا.

مِیثَرَۃ :۔ یہ ایک بچھونا تھا دبیز جو گھوڑے کی زین اور اونٹ کے کجاوے پر رکھا جاتا تھا جسے عورتیں اپنے شوہروں کے لیے سرخ ارجوان اور دیبا سے بناتی تھیں ۔ ایک قول یہ ہے کہ ریشم یا دیبا کا کپڑا تھا. جو زین پر بچھایا جاتا تھا اور یزید نے جو کہا کہ میثرہ درندوں کی کھال کو کہتے ہیں ۔ علامہ عینی نے فرمایا یہ باطل ہے اور محدثین کے متفقہ قول کے مخالف ہے مگر فتح الباری میں اس کی توجیہ یہ کی کہ ہو سکتا ہے یہ ایک گدا ہو جو درندوں کی کھال سے بنایا جاتا ہو. پھر اس میں کچھ بھر دیا جاتا ہو. واللہ تعالیٰ اعلم .

بَابُ الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ صـ ۸۶۸ . عورتوں کے لیے ریشمی کپڑا

حدیث ۲۵۷۳	
	عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى
	زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ کو انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی
	عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
	کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحب زادی ام کلثوم کو سرخ ریشمی
	وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سِيَرَاءَ ؎
	چادر اوڑھے ہوئے دیکھا .

تشریحات ۲۵۷۳

امام طحاوی نے اس حدیث کو پانچ طریقوں سے روایت کیا ہے ۔ پانچویں طریقے میں یہ ہے کہ حضرت انس نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحب زادی زینب کو سرخ ریشمی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا. کچھ شارحین

؎ نسائی : زینت.

نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مضطرب ہے کچھ روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت ام کلثوم کو دیکھا اور کچھ روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت زینب کو دیکھا لیکن حقیقت میں یہ اضطراب نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ دونوں کو دیکھا ہو۔

بَابُ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ ص۸۶۹ مردوں کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا۔

حدیث ۲۵۷۴	عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردوں کو زعفران سے رنگے ہوتے کپڑے پہننے سے منع فرمایا۔

تشریح:۔ صحیح یہ ہے کہ یہ نہی تحریم کے لیے ہے۔

بَابُ يَنْزِعُ النَّعْلَ الْيُسْرٰى ص۸۷۰ پہلے بایاں جوتا نکالے۔

حدیث ۲۵۷۵	عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيَمِيْنِ وَاِذَا انْزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ۔
	حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی جوتا پہنے تو داہنے سے شروع کرے اور جب نکالے تو بائیں سے پہلے نکالے تاکہ داہنے کو پہلے پہنے اور بعد میں نکالے۔

تشریح ۲۵۷۵ مسجد میں داخل ہوتے وقت حکم یہ ہے کہ پہلے داہنا پاؤں مسجد میں رکھے اور جب مسجد سے نکلے تو پہلے بایاں پیر نکالے۔ مسجد کے داخلے کے وقت اس حدیث پر عمل دشوار ہے۔ مجدد اعظم اعلیحضرت قدس سرہٗ نے اس کا حل یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جب مسجد میں جاتا ہو تو پہلے بائیں پیر کو نکال کر جوتے پر رکھ لے پھر داہنے پیر سے جوتا نکال کر مسجد میں داخل ہو۔ اور جب مسجد سے باہر ہو تو بایاں پیر نکال کر جوتے پر رکھ لے پھر داہنا پیر نکال کر داہنا جوتا پہن لے پھر بایاں پہن لے۔

بَابُ لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ ص۸۷۰ ایک جوتے میں نہ چلے۔

حدیث ۲۵۷۶ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَمْشِ اَحَدُکُمْ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ

فرمایا کوئی ایک جوتے میں نہ چلے یا دونوں کو اتار دے

لِیُحْفِهِمَا جَمِیْعًا اَوْ لِیُنْعِلْهُمَا جَمِیْعًا [1]

یا دونوں کو پہنے

تشریح ۲۵۷۶ حدیث میں نعل کی صفت واحدۃ لائے اس سے معلوم ہوا کہ نعل مؤنث ہے ایک جوتے میں چلنا منع ہے۔ ایک جوتے میں چلنا دشوار بھی ہوتا ہے۔ آدمی لنگڑاتا ہوا چلے گا۔

بَابُ خَوَاتِیْمِ الذَّهَبِ ص۸۷۱ سونے کی انگوٹھیوں کا بیان۔

حدیث ۲۵۷۷ عَنْ بَشِیْرِ بْنِ نَهِیْكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ [2]

سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا۔

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ ص۸۷۱ چاندی کی انگوٹھی کا بیان

حدیث ۲۵۷۸ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے

---

[1] مسلم، ابوداؤد، ترمذی؛ لباس۔

[2] باب خواتیم الذہب ص۸۷۱۔ باب خاتم الفضۃ ص۸۷۱ باب من جعل فص الخاتم ص۸۷۳۔ ایمان من حلف علی الشئ الخ ص۹۸۲، اعتصام، باب الاقتداء بافعال النبی ص۱۰۸۲ مسلم، لباس، ابوداؤد، خاتم۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ

کی انگوٹھی بنائی اور اس کا نگ اندرونی ہتھیلی کی طرف کیا اور اس میں کندہ کرایا "محمد رسول اللہ"

مِمَّا يَلِي بَاطِنَ كَفِّهٖ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهٗ

تو لوگوں نے ویسی ہی انگوٹھی بنائی جب حضور نے لوگوں کو دیکھا کہ انگوٹھی بنالی تو اپنی انگوٹھی

فَلَمَّا رَاٰهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمٰى بِهٖ وَقَالَ لَا اَلْبَسُهٗ اَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا

پھینک دی اور فرمایا میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا پھر چاندی کی انگوٹھی بنائی اور لوگوں نے

مِنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَبِسَ الْخَاتَمَ

بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں۔ ابن عمر نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتّٰى

بعد یہ انگوٹھی ابوبکر نے پہنی پھر عمر نے پھر عثمان نے یہاں تک کہ یہ

وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ الْفِضَّةُ فِيْ بِئْرِ اَرِيْسَ۔

انگوٹھی بئر اریس میں عثمان سے گر پڑی۔

تشریحات ۲۵۷۸

فاتخذ الناس مثلہ :۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے سونے کی ایسی انگوٹھی بنائی جس میں "محمد رسول اللہ" کا نقش بھی تھا اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سونے کی انگوٹھی بنائی جس میں نقش نہیں تھا۔ علامہ عینی نے اسی کو ترجیح دی۔ اس کی تائید ابوداؤد کی روایت سے ہوتی ہے جس میں یہ ہے کہ لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتری میں نقش مبارک کی صورت یہ تھی۔ نیچے محمد بیچ میں رسول اوپر اللہ ~~محمد رسول اللہ~~ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی انگوٹھی مردوں کو پہننا حرام ہے۔

بئر اریس :۔ یہ کنواں قبا شریف کے قریب ایک باغ میں تھا۔ یہ انگوٹھی مُعَیقیب کے ہاتھ سے بئر اریس میں گری تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انگوٹھی تلاش کرنے کے لیے کنوئیں کا کل پانی نکلوا ڈالا حتیٰ کہ کیچڑ بھی نکال کر تلاش کرایا مگر انگوٹھی نہیں ملی۔ اس انگوٹھی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی طرح تسخیر کی قوت تھی جب تک یہ انگوٹھی موجود رہی خلافت کا معاملہ ہر طرح درست رہا۔ جب سے یہ انگوٹھی غائب ہوئی خلافت کے معاملے میں کچھ خلل

پیدا ہوگیا۔

حدیث ۲۵۷۹	حَدَّثَنِیْ اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ رَاٰی فِیْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی
	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ
	اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ یَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ اِنَّ النَّاسَ اِصْطَنَعُوْا
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی دیکھی دن بھر پھر لوگوں نے چاندی
	الْخَوَاتِمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهٗ
	کی انگوٹھیاں بنائیں اور اسے پہنیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پھینک
	فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَهُمْ۔
	دی پھر لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

تشریحات ۲۵۷۹

بظاہر حضرت انس کی یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر کی حدیث اور خود حضرت انس سے مروی حدیثوں کے معارض ہے اسی لیے کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اس روایت میں امام زہری سے وہم ہوگیا انہوں نے بجائے خاتم من ذھب کے من ورق روایت کردیا۔ امام قاضی عیاض اور دوسرے شراح نے اس کی مختلف تاویلیں کی ہیں جو علامہ نووی کی شرح مسلم اور فتح الباری اور عمدۃ القاری وغیرہ میں مذکور ہیں اس کی تلخیص بخاری کے ہندوستانی مطبوعہ کے حاشیہ میں بھی ہے مگر کوئی تاویل چسپاں نہیں ہوتی۔ سب میں بُعد ہے۔ ہاں ان میں سے ایک تاویل کچھ لگتی ہوئی ہے۔ ہوسکتا ہے ان لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا ہو اسے حضور نے ناپسند فرمایا جیسا کہ چند ابواب کے بعد حضرت انس ہی سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے اپنی انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کندہ کرایا ہے تم میں سے کوئی اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ صـ ۸۷۲ انگوٹھی کے نگ کا بیان۔

حدیث ۲۵۸۰	سَمِعْتُ حُمَیْدًا یُحَدِّثُ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ خَاتَمُہٗ مِنْ فِضَّۃٍ وَکَانَ فَصُّہٗ مِنْہُ.

کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگ بھی چاندی کا تھا.

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِیْدِ صـ ۸۷۲ لوہے کی انگوٹھی کا بیان.

توضیح امام بخاری نے اس باب کے تحت وہ حدیث ذکر کی ہے کہ ایک خاتون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں اپنے آپ کو حضور کو ہبہ کرتی ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان خاتون کو بغور دیکھا پھر نگاہ مبارک نیچے کرلی اور خاموش ہو گئے کچھ دیر گزرنے کے بعد ایک صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضور کو اس عورت کی حاجت نہ ہو تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیجیے۔ حضور نے ان سے پوچھا تیرے پاس مہر ادا کرنے کے لیے کچھ ہے انہوں نے عرض کیا نہیں حضور نے فرمایا جاؤ دیکھو تو، وہ گئے اور لوٹ کر آئے اور کہا بخدا میں نے کچھ نہیں پایا فرمایا جاؤ تلاش کرو اگرچہ لوہے کی انگوٹھی ہو (الحدیث) اس سے بظاہر متبادر ہوتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

اس بارے میں امام بخاری کا کیا مذہب ہے کچھ ظاہر نہیں ہوا، مگر صحیح یہ ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں، جیسا کہ اصحاب سنن اربعہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک صاحب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور وہ پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے فرمایا کیا بات ہے میں تجھ سے بتوں کی بو پا رہا ہوں۔ انہوں نے اس کو پھینک دیا۔ دوبارہ لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوتے آئے تو فرمایا کیا بات ہے میں تیرے اوپر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں تو انہوں نے اسے پھینک دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا چاندی کی بنا اور ایک مثقال سے کم کی۔

نیز امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے اس طرح دیکھا۔ گویا اسے ناپسند فرما رہے ہیں تو انہوں نے اس کو پھینک دیا۔ پھر انہوں نے لوہے کی انگوٹھی پہنی تو ان سے فرمایا یہ زیادہ خبیث ہے، یہ زیادہ خبیث ہے۔ پھر انہوں نے چاندی کی انگوٹھی پہنی۔ اس پر حضور نے سکوت فرمایا۔

نیز امام احمد نے اپنی مسند میں عمار بن عمار سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو فرمایا اسے پھینک دے پھر انہوں نے لوہے کی انگوٹھی بنائی تو فرمایا اس سے زیادہ بری ہے پھر انہوں نے

چاندی کی انگوٹھی بنائی تو حضور نے سکوت فرمایا۔

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ مردوں کو صرف چاندی کی انگوٹھی کی اجازت ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم کی ہو اس کے علاوہ اور دھاتوں کی انگوٹھی جائز نہیں۔ عورتوں کو چاندی کی بھی انگوٹھی جائز ہے اور سونے کی بھی۔ اس کے علاوہ اور دھاتوں کی عورتوں کو بھی جائز نہیں۔ اصل قصہ یہ ہے کہ انگوٹھی زیور ہے، مردوں کو کسی بھی دھات کا زیور پہننا جائز نہیں صرف ایک مثقال سے کم کی چاندی کی انگوٹھی کی اجازت ہے یہ اس حکم کلی سے مستثنیٰ ہے عورتوں کو سونے چاندی کا زیور جائز ہے تو ان کو چاندی کے ساتھ سونے کی بھی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور دوسری دھاتوں کا زیور عورتوں کو بھی پہننا ناجائز ہے تو انگوٹھی بھی ناجائز ہے۔ مردوں کو صرف ایک انگوٹھی کی اجازت ہے ایک سے زیادہ کی نہیں۔ عورتوں کے لیے کوئی تحدید نہیں مردوں کو صرف وہی انگوٹھی جائز ہے جس میں ایک نگ ہو ایک سے زیادہ نگ کی ہو تو مردوں کو جائز نہیں عورتوں کو جائز ہے۔ وجہ یہ ہے کہ زیور ہونے کی وجہ سے اصل حکم یہی تھا کہ مردوں کو انگوٹھی پہننا جائز نہ ہوتا مگر جب انہیں انگوٹھی پہننے کی اجازت دی تو وہ اجازت اسی قدر میں منحصر ہوگی جتنے کی اجازت ہے اور یہ منحصر ہے ایک انگوٹھی میں اور ایک نگ کی انگوٹھی میں لہٰذا ایک سے زائد انگوٹھیاں اور ایک نگ سے زائد کی انگوٹھی اپنے اصل کے اعتبار سے حرام ہوگی۔

بَابُ الْخَاتَمِ فِی الْخِنْصَرِ ص۸۷۳ انگوٹھی چھوٹی انگلی میں۔

حدیث ۲۵۸۱

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عَنْهُ قَالَ اِصْطَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا فَقَالَ اِنَّا

چاندی کی انگوٹھی بنائی اور فرمایا میں نے چاندی کی انگوٹھی بنائی ہے اور میں نے اس پر

قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِیْهِ نَقْشًا فَلَا یَنْقُشَنَّ عَلَیْهِ اَحَدٌ قَالَ

ایک نقش کندہ کرایا ہے کوئی یہ نقش ہرگز کندہ نہ کرائے میں اس کی چمک حضور

فَاِنِّیْ لَاَرٰی بَرِیْقَهٗ فِیْ خِنْصَرِهٖ۔

کی چھنگلی میں دیکھ رہا ہوں۔

تشریحات ۲۵۸۱ اس روایت میں صرف یہ ہے کہ حضور نے انگوٹھی بنائی لیکن ایک

باب کے بعد جو حدیث آرہی ہے اس میں تصریح ہے کہ چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا تھا۔

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَاءِ ص ۸۷۳ عورتوں کے لیے انگوٹھی۔

ت ۴۷	وَكَانَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا خَوَاتِيمُ ذَهَبٍ۔
	ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سونے کی کئی کئی انگوٹھیاں پہنتی تھیں۔

تشریح ۴۷ اس تعلیق کو ابن سعد نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے پوری تعلیق یوں ہے۔ عمرو بن ابی عمرو نے کہا کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے دیکھا ہے بخدا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کُسُم سے رنگا ہوا کپڑا پہنتی تھیں اور سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ عورتوں کو سونے کی انگوٹھیاں پہننا جائز ہے، نیز ایک سے زائد انگوٹھیاں پہننا بھی جائز ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ ص ۸۷۴ عورتوں کی مشابہت کرنے والے مرد اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتیں۔

حدیث ۲۵۸۲	عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى
	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے
	اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ ۱
	ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں پر اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔

بَابُ اِخْرَاجِهِمْ ص ۸۷۴ ایسے لوگوں کو گھروں سے نکال دینا۔

حدیث ۲۵۸۳	عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ
	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ
	زنانہ مردوں پر اور مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا ان کو گھروں سے نکال دو

۱ ابوداؤد لباس۔ ترمذی، استیذان ابن ماجہ نکاح۔

مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانہ کو اور حضرت عمر
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانَةً وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا ۔ [1]
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلاں کو نکالا۔

تشریحات ۲۵۸۳

مراد یہ ہے کہ جو لباس اور زینت کے طریقے عورتوں کے ساتھ خاص ہیں ان کو کوئی مرد، استعمال کرے اسی طرح جو لباس عادات واطوار اور زینت کے طریقے مردوں کے ساتھ خاص ہیں ان کو کوئی عورت استعمال کرے یہ حرام ہے مثلاً کوئی عورت مردوں جیسا کرتا، پائجامہ، شیروانی پہنے، ٹوپی پہنے، عمامہ باندھے یا کوئی مرد عورتوں کا مخصوص کرتا پہنے اوڑھنی اوڑھے عورتوں کی طرح کندھے سے نیچے لمبے لمبے بال رکھے یہ حرام سخت حرام ہے۔

مخنث وہ ہے جس کے اندر رفتار و گفتار، عادات واطوار میں زنانہ پن ہو۔ یہ خلقی بھی ہوتا ہے یہ معاف ہے اور کچھ مرد زنانہ بنتے ہیں یہی حرام ہے جن کے اندر خلقی طور پر زنانہ پن ہو انہیں حکم دیا جائے گا کہ وہ ایسی حرکات وسکنات کو بدلنے کی کوشش کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو نکالا تھا اس کا نام انجشہ تھا۔
یہ ایک حبشی غلام تھا۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بنت غیلان والی حدیث نقل کی ہے۔

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ صفحہ ۸۷۴ مونچھوں کا کترنا۔

ت ۸۴۷

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی مونچھ کو اتنی باریک کراتے کہ کھال کی سفیدی
إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هٰذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ ۔
نظر آتی اور ان دونوں کے درمیان یعنی مونچھ اور داڑھی کے درمیان کا بال بھی کاٹتے تھے۔

---

[1] المحاربین باب نفی اہل المعاصی والمخنثین صفحہ ۱۰۱۰ ابوداؤد، الادب، ترمذی استیذان۔ نسائی عشرۃ النساء۔

۴۸ ے
تشریحات

اس تعلیق کو امام طحاوی نے پانچ طریقوں کے ساتھ سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے ــــ ظاہر ہے کہ بین ھذین سے مراد مونچھوں کے دونوں کنارے ہیں جو داڑھی سے آکر ملتے ہیں۔

علامہ عینی نے فرمایا اس کا بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد بچی کے دونوں طرف کے بال ہوں۔

اقول وھو المستعان بہار شریعت سولہویں حصہ صفحہ ۱۶۷ میں ہے کہ بچی کے اغل بغل کے بال مونڈانا یا اکھیڑنا بدعت ہے۔ بحوالہ عالمگیری کا ہے ــــ مگر عالمگیری میں صرف اکھاڑنے کو بدعت لکھا ہے مونڈوانے کا اس میں ذکر نہیں۔ غالبا حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ نے اکھاڑنے پر مونڈنے کا قیاس فرمایا ہے اور یہ قیاس ایک حد صحیح بھی ہے اس تقدیر پر حضرت علامہ عینی کا یہ فرمانا کہ یہاں یہ بھی احتمال ہے کہ بچی کے ارد گرد کے بال مراد ہوں کی کوئی جگہ نہیں۔ نیز "بین الشارب واللحیۃ" کا ظاہر بھی اس سے اباء کرتا ہے کہ اس سے بچی کے ارد گرد کے بال مراد ہوں۔

حدیث ۲۵۸۴	عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَۃِ قَصُّ الشَّارِبِ۔
	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا فطرۃ سے مونچھ کا کترنا ہے۔

تشریح ۲۵۸۴

سند میں ہے عن حنظلۃ عن نافع قال اصحابنا عن المکی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اس کی توجیہ میں شراح مضطرب ہیں۔ سب سے واضح توجیہ یہ ہے کہ امام بخاری نے پہلے یہ ذکر فرمایا کہ مکی بن ابراہیم نے حنظلہ سے اور وہ نافع سے اور وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ یعنی اس سند میں ارسال ہے نافع کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں۔ انہوں نے درمیان کے راوی چھوڑ دیے ــــ قال اصحابنا سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے اسے موصولاً روایت کیا ہے یعنی عن نافع عن ابن عمر، قص: کے معنی رات میں کسی کے نشان راہ کے پیچھے چلنا ہے اور کسی واقعہ کو پورے طور سے بیان کرنا ہے۔ نیز کسی چیز کو آری سے کاٹنا ہے۔ یہی اخیر معنی یہاں مراد ہے یعنی مونچھوں کو اس طرح کاٹا جائے جس کا کچھ حصہ باقی رہے۔ یعنی مونڈا نہ جائے۔

حدیث ۲۵۸۵

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے

رِوَايَةً اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ

فرمایا کہ فطرۃ پانچ ہیں۔ یا۔ فطرۃ سے پانچ چیزیں ہیں۔ ختنہ کرنا۔ اور موئے زیر ناف مونڈنا

وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَتَقْلِيمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ [1]

اور بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخنوں کو قلم کرنا اور مونچھ کو کترنا۔

حدیث ۲۵۸۶

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ

فطرۃ سے پیڑو کے بال مونڈنا ہے اور ناخنوں کا کترنا ہے اور مونچھ کا کترنا ہے۔

تشریحات ۲۵۸۶

"فطرۃ" سے مراد وہ پرانا طریقہ ہے جسے انبیاء کرام نے اختیار کیا اور جس پر تمام شریعتیں متفق ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں پانچ کا ذکر ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں تین کا۔ اور مسلم[2] میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرۃ سے ہیں۔ مونچھ کترنا، داڑھی بڑھانا، مسواک اور ناک میں پانی ڈالنا اور ناخن کترنا اور انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا اور بغل کے بال اکھاڑنا اور پیڑو کے بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا ——— زکریا نے کہا کہ مصعب نے کہا میں دسواں بھول گیا مگر یہ کہ وہ کلی کرنا ہے۔ مفہوم عدد معتبر نہیں اس لیے بعض میں اقل اکثر کا رافع نہیں۔

مسلم[3] ہی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ انہوں نے فرمایا کہ مونچھ اور ناخن کتروانے اور بغل کا بال اُکھیڑنے اور پیڑو کا بال مونڈنے کے لیے یہ میعاد مقرر کی گئی ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ "وُقِّتَ لَنَا" یہ صیغہ بھی احادیث

---

[1] یہی ایک حدیث کے بعد۔ کتاب الاستیذان، باب الختان بعد الکبر ص ۹۳۱۔ [2] ج ۱ صفحہ ۱۲۹

[3] ج ۱ صفحہ ۱۲۹

مرفوع کے حکم میں ہے جیسے کسی صحابی کا یہ کہنا اُمِرْنَا بِکَذَا۔ علامہ نووی نے فرمایا کہ صحیح مسلم کے علاوہ میں ہے وَقَّتَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔
نَسِیْتُ الْعَاشِرَۃَ۔ لیکن امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ ختان ہو جو حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں پانچ چیزوں کے ساتھ مذکور ہے علامہ نووی نے فرمایا یہ زیادہ بہتر ہے۔

حدیث ۲۵۸۷

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِکِیْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَ
فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو وافر رکھو اور مونچھوں کو پست کراؤ اور حضرت
کَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰی لِحْیَتِهٖ
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے
فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ ؂
جو اس سے زیادہ ہوتی اسے کاٹتے

تشریحات ۲۵۸۷ اس حدیث میں مشرکین سے مراد مجوس ہیں اس لیے کہ وہی داڑھی کترواتے یا مونڈاتے تھے۔ وَفِّرُوا۔ اور بعض حدیثوں میں "وَاَعْفُوْا" وارد ہے۔
امر وجوب کے لیے ہے۔ لہٰذا ان حدیثوں سے ثابت کہ داڑھی کا بڑھانا واجب ہے۔ حدیث کا اطلاق اس کا مقتضی ہے کہ داڑھی کتنی بھی بڑی ہو جائے قطعاً نہ کاٹی جائے لیکن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ایک مشت سے زائد داڑھی کو کاٹتے تھے اور یہ مالا یدرک الا بالسماع ہے۔ اس لیے ملحق بالمرفوع ہے یعنی اس پر محمول ہے کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن ہی کر اس پر عمل کیا ہے اس لیے "اعفوا اللحی" والی حدیث کی اس سے تخصیص درست ہے، تو حاصل یہ نکلا کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے۔ اسی لیے امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں فرمایا "اما الاخذ منها وهی دون ذلك فلم يبحه احد"۔ داڑھی اگر ایک مٹھی سے کم ہو تو اس کے کاٹنے کو کسی نے جائز نہیں کہا۔ اس کے بعد والی روایت میں ہے اِنْهَکُوا الشَّوَارِبَ اس کے معنی یہ ہیں کہ مونچھوں کو خوب پست کرو۔

؂ مسلم: خصال الفطرۃ ص۱۲۹۔ ترمذی ج ۲ ص۱۰۰۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ صفحہ ۸۷۵ سفید بال کے بارے میں کیا ذکر کیا جاتا ہے۔

حدیث ۲۵۸۸	عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى
	عثمان بن عبد اللہ بن موہب نے کہا کہ میرے گھر والوں نے ام المومنین
	أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَقَبَضَ
	حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک چاندی کا پیالہ دے کر بھیجا اسرائیل
	إِسْرَائِيلُ ثَلٰثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيْهِ شَعْرٌ مِّنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
	نے اپنی تین انگلیاں سکوڑ لیں اس پیالے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَتَهُ فَاطَّلَعْتُ
	کے بالوں میں سے ایک بال تھا جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ ام المومنین
	فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا عــہ۔
	کے یہاں ایک برتن بھیجتا میں نے پیالے میں جھانکا تو چند سرخ بال دکھائی دیے۔

تشریحات ۲۵۸۸

عثمان بن عبد اللہ بن موہب آل طلحہ کے غلام تھے۔

اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ۔ میں اھل سے آل طلحہ بھی مراد ہو سکتے ہیں اور ان کی بیوی بھی۔

وَقَبَضَ اِسْرَائِیْلُ۔ اس حدیث کے راوی اسرائیل بن یونس نے تین انگلیاں سکوڑ کر بتایا کہ یہ پیالہ بہت چھوٹا تھا۔

مِنْ قُصَّةٍ۔ یہ قدح کا بیان ہے۔ فتح الباری، ارشاد الساری کے متن میں اور ہندوستانی مطبوعہ بخاری کے تمام نسخوں میں قُصَّة ہی ہے لیکن یہاں بنتا نہیں اس لیے کہ قصۃ کا معنی پیشانی کے بال ہیں یا بالوں کے گچھے کے۔ ابو زید کی روایت میں "مِنْ فِضَّةٍ" ہے عمدۃ القاری کے متن میں اسی کو لیا ہے نیز فتح الباری میں شرح میں اسی کو لیا۔ ابن وحید نے کہا اکثر راویوں نے اس کو قاف اور صاد کے ساتھ روایت کیا اور صحیح محققین کے نزدیک فا اور ضاد کے ساتھ ہے اور یہی حمیدی کی جمع بین الصحیحین اور وکیع کی اپنے مصنف کی روایت سے ظاہر ہے۔

عــہ اس کے بعد ہی دو طریقے سے۔ ابن ماجہ۔ لباس۔

فیہ۔ کشمیہنی کی روایت ہے جو واضح ہے اور ضمیر کا مرجع قدح ہے لیکن دوسری روایتیں فیہا ہے اس میں یہ اشکال ہے کہ قدح مذکر ہے اس کی توجیہ میں شارحین نے فرمایا کہ پیالے میں جب پانی ہو تو اس کو کاسٌ کہتے ہیں اور کاسٌ مؤنث ہے تو یہاں ضمیر کی تانیث معنی قدح کی بنا پر ہے کیونکہ روایت میں یہ تصریح ہے کہ اس میں پانی تھا۔

اس روایت سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعض خواص کو اپنا وہ خاص برتن عنایت فرمادیتیں جن میں موئے مبارک رکھے ہوئے تھے اگرچہ عام طور پر یہی طریقہ تھا کہ لوگ وقت ضرورت اپنا برتن حضرت ام المومنین کی خدمت میں بھیج کر وہ پانی منگاتے تھے جس میں موئے مبارک رکھے ہوئے تھے لیکن امام حمیدی کی جمع بین الصحیحین کی روایت یہ ہے عثمان کہتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک پیالے کے ساتھ بھیجا جس میں پانی تھا تو وہ چاندی کی چھوٹی سی پیالی لے کر آئیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال تھا۔ لیکن بخاری کی مذکورہ بالا روایت میں یہ معنی بظاہر درست نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہاں ایک اشکال یہ ہے کہ چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے پھر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاندی کا برتن کیسے استعمال کرتی تھیں؟

علامہ ابن حجر نے ایک توجیہ یہ کی کہ ہو سکتا ہے وہ پیالہ کسی اور دھات کا تھا جس پر چاندی کی قلعی کی گئی تھی اور دوسری توجیہ یہ کی کہ ہو سکتا ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاندی کے چھوٹے برتن میں کھانے پینے کو جائز سمجھتی ہوں۔ جیسا کہ بہت سے لوگ جائز سمجھتے ہیں۔ علامہ عینی نے اس دوسری توجیہہ کا شدت سے رد کیا ہے اور پہلی توجیہ کو ترجیح دی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور حضرات اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا صحابہ کرام کے زمانے سے معمول ہے اور بال کی طرح دوسرے تبرکات سے بھی مثلاً لباس وغیرہ۔

بَابُ الْجَعْدِ صـ ۸۷۵ گھنگھریالے بال۔

حدیث ۲۵۸۹	حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ
	وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ۔
	تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک آپ کے کندھے تک لٹکتے تھے عہ

عہ اس کے بعد ہی کئی طریقے سے مسلم فضائل۔

حدیث ۲۵۹۰

عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ شَعْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقَيْهِ.

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک درمیانی تھے نہ بالکل سیدھے تھے نہ گھنگھریالے کانوں اور مونڈھوں کے درمیان رہتے تھے عہ

تشریحات ۲۵۹۰

پہلی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے مبارک کندھوں تک تھے اور اس روایت میں ہے، اور کاندھوں اور مونڈھوں کے درمیان تھے ایک روایت میں ہے کہ کانوں تک تھے۔ ان سب میں تعارض نہیں مختلف اوقات میں مختلف حالت تھی۔ کبھی کانوں تک رہتے، کبھی مونڈھوں تک کبھی دونوں کے درمیان۔ مجدد اعظم اعلیحضرت قدس سرہٗ عرض کرتے ہیں ؎

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش ٭ کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو

حدیث ۲۵۹۱

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ شَعْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَا جَعْدٌ وَلَا سَبْطٌ.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں دست مبارک پُر گوشت تھے حضور کے بعد حضور جیسا کسی کو نہیں دیکھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بال درمیانی تھے نہ گھنگھریالے نہ بالکل سیدھے۔

حدیث ۲۵۹۲

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

عہ مسلم فضائل، ترمذی شمائل، نسائی زینت، ابن ماجہ لباس۔

تعالیٰ علیہ وسلم ضخم الرأس والقدمین لم أر قبلہ ولا بعدہ مثلہ

سر اقدس بڑا تھا اور قدمان مبارک پُر گوشت۔ حضور کے پہلے یا حضور کے بعد حضور جیسا

وکان بسط الکفین۔

میں نے کسی کو نہیں دیکھا حضور کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

حدیث ۲۵۹۳ حدثنا قتادۃ عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ أو

حضرت انس بن مالک یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عن رجل عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان النبی صلی اللہ تعالیٰ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدمان مبارک پُر گوشت تھے اور چہرۂ مبارک حسین۔

علیہ وسلم ضخم القدمین حسن الوجہ لم أر بعدہ مثلہ (وفی

میں نے حضور کے بعد حضور جیسا کسی کو نہیں دیکھا (اور دوسری روایت میں) حضرت انس سے

روایۃ أخری) قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم شثن القدمین

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں قدم اور ہتھیلیاں پُر گوشت تھیں اور

والکفین (وفی روایۃ أخری) عن أنس أو جابر بن عبد اللہ رضی اللہ

(ایک روایت میں) حضرت انس یا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے مروی

تعالیٰ عنہم کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضخم الکفین والقدمین

ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں اور قدمان مبارک پُر گوشت تھے۔ حضور

لم أر بعدہ شبہا لہ۔

کے بعد حضور کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔

تشریحات ۲۵۹۳ ان احادیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک جو مذکور ہے وہ یہ ہے۔ سر اقدس بڑا تھا۔ بال نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ گھونگھر یالے، درمیانی تھے۔ گیسو مبارک کبھی کانوں تک رہتے کبھی کندھوں تک کبھی دونوں کے درمیان۔ چہرۂ اقدس اتنا حسین تھا کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔ ہتھیلیاں کشادہ اور پُر گوشت تھیں۔ قدم مبارک پُر گوشت تھے۔

شثن: یعنی انگلیاں اور ہتھیلیاں پرُگوشت تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں اس کے باوجود انتہائی نرم تھیں۔ جیسا کہ حضرت انس سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے کسی ریشمی کپڑے کو بھی حضور کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا۔ اصمعی سے منقول ہے کہ شثن کے معنی پرُگوشت سخت ہتھیلی کے ہیں اور جب ان کو یہ حدیث سنائی گئی کہ حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں اور قدموں کے بارے میں شثن آیا ہے تو انہوں نے عہد کر لیا کہ آئندہ کبھی حدیث کے الفاظ کی تفسیر نہیں کروں گا۔ فتح الباری میں ہے کہ شثن کے معنی پرُگوشت کے ہیں خواہ وہ نرم ہو یا سخت اس کے معنی میں نرمی یا سختی ملحوظ نہیں۔

بَابُ التَّلْبِيْدِ صفحہ ۸۷۶ بالوں کو گوند وغیرہ سے جمانا۔

حدیث ۲۵۹۴	اَخْبَرَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ
	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت
	عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ مَنْ ضَفَرَ فَلْیَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّھُوْا
	عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جو بالوں کو گوند وغیرہ سے جمائے اسے چاہیئے (حج وعمرہ کے بعد) سر منڈا دے
	بِالتَّلْبِیْدِ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا یَقُوْلُ لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
	حالت احرام میں تلبید کے مشابہ نہ رکھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے حالت احرام میں
	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُلَبِّدًا۔
	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوند سے بال جمائے ہوئے دیکھا۔

تشریحات ۲۵۹۴ اہل عرب عام طور پر گیسو رکھتے تھے۔ حالت احرام میں بالوں کے منتشر ہونے کا اندیشہ رہتا تھا کیوں کہ سر پر نہ عمامہ رہتا تھا نہ ٹوپی۔ اس لیے احرام کی حالت میں گوند سے بالوں کو جما لیتے تھے۔ عام حالات میں یہ مکروہ ہے۔

بَابُ الذَّوَائِبِ صفحہ ۸۷۷ گیسوؤں کا بیان۔

حدیث ۲۵۹۵	عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ
	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک رات ام المومنین حضرت

264

بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِيْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی خالہ کے یہاں سویا اور اس رات

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں کے پاس تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ قَالَ فَاَخَذَ

وسلم رات میں اٹھ کر نماز پڑھنے لگے میں حضور کی بائیں طرف کھڑا ہوا تو حضور نے میرے

بِذُؤَابَتِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ

گیسوؤں کو پکڑا اور مجھے اپنی داہنی طرف کر دیا۔

بَابُ الْقَزَعِ صفحہ ۸۷۷ بالوں کو چھوٹے بڑے رکھنا۔

حدیث ۲۵۹۶

اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ حَفْصٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ اَخْبَرَهٗ عَنْ

حضرت ابن عمر فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ قزع سے

نَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ

منع فرماتے تھے۔ عبیداللہ نے کہا میں نے پوچھا قزع کیا ہے؟ تو عبیداللہ نے ہماری طرف

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ قَالَ

اشارہ کیا۔ فرمایا جب بچے کا سر مونڈا جائے اور یہاں چھوڑ دیا جائے عبیداللہ نے

عُبَيْدُ اللّٰهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ فَاَشَارَ اِلَيْنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ اِذَا حُلِقَ الصَّبِيُّ

اپنی پیشانی اور اپنے سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا عبیداللہ سے

تُرِكَ هٰهُنَا شَعْرٌ وَهٰهُنَا وَهٰهُنَا فَاَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ اِلٰى نَاصِيَتِهٖ

پوچھا گیا لڑکی اور لڑکے برابر ہیں تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا

وَجَانِبَيْ رَاْسِهٖ قِيْلَ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ لَا اَدْرِيْ

انہوں نے صبی کہا ہے عبیداللہ نے کہا میں نے ان سے دوبارہ پوچھا

هٰكَذَا قَالَ الصَّبِيُّ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ وَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا

کہ قصہ اور قفا بچے کے لیے حرج نہیں لیکن قزع یہ ہے کہ اس کے

لِلْغُلَامِ فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلٰكِنَّ الْقَزَعَ أَنْ يُّتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعَرٌ وَلَيْسَ

پیشانی پر بال چھوڑ دیے جائیں اور اس کے سر میں اور کہیں بال نہ ہو اور

فِيْ رَأْسِهِ غَيْرُهُ وَكَذٰلِكَ شَقُّ رَأْسِهِ هٰذَا أَوْ هٰذَا علہ

ایسے ہی سر کے بال ادھر ادھر سے مونڈنا۔

تشریحات ۲۵۹۶ قزع کے معنی یہ ہیں کہ سر کے بال کہیں کہیں سے مونڈا جائے کہیں کہیں چھوڑ دیا جائے اور قصّہ کے معنی یہ ہیں کہ کنپٹی کے بال چھوڑ دیے جائیں اور قفا کے معنی ہیں سر کے نچھلے حصّے کے بال۔ قزع منع ہے، مکروہ ہے بچے کے لیے بھی اور بچیوں کے لیے بھی۔ صبی کا اطلاق بچے اور بچی دونوں پر ہوتا ہے یہ فعیلٌ کے وزن پر ہے جس میں مذکر مؤنث دونوں برابر ہیں۔

بَابُ تَطْيِيْبِ الْمَرْأَةِ بِيَدِهَا زَوْجَهَا صفحہ ۸۷۷

بیوی کا اپنے شوہر کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو ملنا۔

حدیث ۲۵۹۷ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں نے نبی صلی اللہ

اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ

تعالیٰ علیہ وسلم کو احرام کے وقت اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگایا اور میں نے حضور کو منیٰ میں

لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُّفِيْضَ عل۲

خوشبو لگایا طواف زیارت کے لیے جانے سے پہلے

تشریحات ۲۵۹۷ مطلب یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے بھی خوشبو لگایا اور احرام کھولنے کے بعد بھی لگایا۔ ۱۰ تاریخ کو جمرۃ العقبہ پر کنکری مارنے کے

علہ یہیں متصل۔ مسلم لباس۔ ابو داؤد ترجّل۔ نسائی زینت، ابن ماجہ لباس۔
عل۲ نسائی لباس۔

کے بعد قربانی کرکے احرام کھولنے کی اجازت ہے اب وہ تمام چیزیں جو احرام میں ممنوع تھیں حلال ہو جاتی ہیں سوائے جماع کے اس وقت بھی خوشبو لگانا مستحب ہے۔

بَابُ الطِّيبِ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ صفحہ ۸۷۷ سر اور ڈاڑھی میں خوشبو لگانا۔

حدیث ۲۵۹۸

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَاْسِهِ وَلِحْيَتِهِ [1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی سب سے عمدہ خوشبو جو ہمارے پاس موجود ہوتی یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک حضور کے سر اور ڈاڑھی میں پاتی

تشریح ۲۵۹۸ مرد کو اپنے سر اور اپنی ڈاڑھی میں خوشبو لگانا مستحب ہے چہرہ پر لگانا ممنوع ہے کہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے عورتوں کو سب جائز ہے۔

بَابُ الْاِمْتِشَاطِ صفحہ ۸۷۷ بالوں میں کنگھا کرنا

حدیث ۲۶۹۹

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَاْسَهُ بِالْمِدْرٰى فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْاَبْصَارِ [2]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک سوراخ سے جھانک کر دیکھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر بال جھاڑنے کی لکڑی سے کھجلا رہے تھے فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو اس کو تیری آنکھ میں بھونک دیتا اجازت لینے کا حکم نظروں سے بچنے ہی کے لیے ہے

[1] باب مایستحب من الطیب۔ مسلم۔ نسائی حج [2] الاستیذان باب الاستیذان من اجل البصر صفحہ ۹۲۲ الدیات، باب من اطلع فی بیت قوم صفحہ ۱۰۲۰۔

تشریحات ۲۶۹۹

یہ بدنصیب مروان کا باپ حکم بن عاص تھا۔ فتح مکہ کے بعد اس نے کلمہ ضرور پڑھ لیا تھا لیکن یہ بار بار گستاخانہ حرکتیں کرتا ایک بار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کی نقل کر رہا تھا اس کی انہیں حرکتوں کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو طائف جلاوطن کر دیا تھا

بَابُ الذَّرِيرَةِ صفہ ۸۷۸ ذریرہ کا بیان (یعنی مرکب خوشبو کا بیان)

حدیث ۲۶۰۰

أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ

عروہ اور قاسم ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہوئے خبر دیتے ہیں

يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے حجۃ الوداع میں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي بِذَرِيرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ۔

ذریرہ ملا حل کے لیے بھی اور احرام کے لیے بھی۔

تشریح ۲۶۰۰

ہندوستان سے ایک خوشبودار چھڑی کی قسم کی خوشبو عرب میں جاتی تھی جسے پیس کر اور چھان کر بال اور گردن میں چھڑکی جاتی تھی اسی کو ذریرہ کہتے ہیں۔

بَابُ الْوَصْلِ فِي الشَّعْرِ صفہ ۸۷۸ بال میں بال ملانا۔

حدیث ۲۶۰۱

حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أَسْمَاءَ

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون

بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَىٰ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا پھر وہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنِّي أَنْكَحْتُ ابْنَتِي ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوَىٰ فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا

بیمار ہو گئیں جس سے ان کے سر کا بال جھڑ گیا اور اس کا شوہر مجھے ابھار رہا ہے کیا میں اس کے سر میں

وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِي بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا فَسَبَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

دوسرا بال ملاؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ڈانٹا اور فرمایا کہ اللہ نے بال ملانے والی

وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ عہ

اور ملوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

تشریح ۲۶۰۱ اس حدیث کی راویہ منصور بن عبد الرحمٰن کی والدہ کا نام صفیہ بنت شیبہ حجبیہ ہے بعد میں یہی حدیث حضرت اسماء ہی سے ہشام کی اہلیہ فاطمہ بنت المنذر بن زبیر بن عوام سے مروی ہے۔ یہ حدیث کتاب النکاح میں گزر چکی ہے وہیں اس پر مفصل کلام ہو چکا ہے۔

حدیث ۲۶۰۲ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ

کہ اللہ نے بال ملانے والی اور ملوانے والی گودنے والی اور گودانے والی پر لعنت

قَالَ نَافِعٌ اَلْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ عہ

فرمائی ہے نافع نے کہا گودنا مسوڑے میں ہوتا ہے۔

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ صفحہ ۸۷۹ گودنے والی کا بیان۔

حدیث ۲۶۰۳ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت

فَقَامَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ

لائی گئی جو گودنا گودواتی تھی تو حضرت عمر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں گودنے

عہ اس کے بعد متصل ہی۔ باب الموصولۃ صفحہ ۸۷۹ مسلم۔

عہ۲ باب الموصولۃ صفحہ ۸۷۹ باب المستوشمۃ صفحہ ۸۸۰ ترمذی، لباس

قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَا سَمِعْتُ قَالَ مَا سَمِعْتَ قَالَ

گدوانے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس نے سنا ہے تو میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا اے امیر المومنین میں نے سنا ہے

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ ؎

فرمایا کیا تو نے سنا ہے تو انھوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے یہ سنا ہے نہ خود گودنا گودیں اور نہ دوسروں سے گوندوائیں۔

بَابُ التَّصَاوِیْرِ صفحہ ۸۸۰ تصویروں کا بیان۔

توضیح کتاب اللباس میں تصاویر اور داڑھی مونچھ بڑھانے کٹانے اور بال ملانے اور گوندنا گوندوانے پر کچھ شراح نے یہ تنقید کی ہے کہ اس کو لباس سے کوئی تعلق نہیں علامہ ابن حجر وغیرہ نے یہ توضیح کی کہ ان سب کا جامع زینت ہے۔ اس پر علامہ عینی نے یہ تعقب فرمایا کہ تصاویر کا زینت سے تعلق نہیں۔

اقول وھو المستعان:۔ زینت سے اگر بدن کی زینت مراد لی جائے تو یقیناً تصاویر کا اس سے کوئی تعلق نہیں لیکن اگر زینت کو عام رکھا جائے خواہ بدن کی ہو یا مکان کی تو تصاویر بھی زینت میں داخل ہیں اس لیے کہ تصویروں کو مکان میں زینت کے لیے لگایا کرتے تھے۔

تصویر ذی روح کے چہرے بنانے کا نام ہے۔ حرام ذی روح کا چہرہ بنانا ہے اس سے حرمت پہ کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تصویر کیسے بنائی گئی۔

اس لیے جیسے ہاتھ سے بنائی ہوئی تصویریں حرام ہیں اسی طرح کیمرے وغیرہ مشین سے بنائی ہوئی تصویریں بھی حرام ہیں۔ اسی طرح ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ بھی حرام ہے۔ اس سلسلے میں آج کل علماء کے مابین بہت طول طویل بحث اٹھ کھڑی ہوئی ہے ۔ کچھ حضرات یہ کہتے ہیں یہ تصویر نہیں عکس ہے جیسے آئینے میں انسان کا عکس نظر آتا ہے اس لیے یہ جائز ہے میں بھی ابتداءً یہی فتوی دیتا تھا لیکن پھر زیادہ غور و خوض کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ بنانا بھی حرام ہے اس لیے کہ ٹی وی بکس پر جو کچھ نظر آتا ہے وہ عکس نہیں تصویر ہے۔ اس پر واضح قرینہ یہ ہے کہ اگر انسان آئینہ یا پانی کے سامنے سے ہٹ جائے تو آئینہ اور پانی سے اس کی شبیہہ غائب ہو جاتی ہے اور ویڈیو کیسٹ میں جس کی تصویر ہوتی ہے وہ غائب ہو جائے بلکہ مر جائے جب بھی ٹی وی کے بکس پر اس کی تصویر نظر آتی ہے ۔ تصویر کے وقت کی اصل علت حدیث میں اللہ تعالے کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کو قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا گیا یضاھون بخلق اللہ اور فرمایا گیا

؎ نسائی زینت۔

ذھب یخلق کخلقی. اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ عام تصاویر کے بہ نسبت ٹی وی بکس پر نظر آنے والی تصویروں میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت زیادہ ہے. عام تصویریں منجملہ ایک حال میں رہتی ہیں نہ بولتی نظر آتی ہیں نہ چلتی پھرتی اور ٹی وی بکس کی تصویریں دیکھنے میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ بول رہی ہیں چل رہی ہیں پھر رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے زندہ ہیں اس لیے اس میں اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت زیادہ ہے اس لیے یہ عام تصویروں کے بہ نسبت بدرجہ اولیٰ حرام ہوں گی.

آج کل نجدیوں نے یہ فتویٰ دے رکھا ہے کہ حرام صرف مجسمے بنانا ہے رہ گئی وہ تصویریں جو کاغذ یا کپڑے پر ہوں حرام نہیں. ان کا یہ مذہب صریح احادیث کے خلاف ہے حدیث آرہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پردے پر تصویر دیکھی تو اسے ناپسند فرمایا ظاہر ہے کہ پردے پر مجسمہ نہیں ہوگا بات وہی ہے جو ہم نے شروع میں لکھا کہ حرمت کی وجہ ذی روح کے چہرے کی ساخت ہے وہ جیسے مجسمے میں پائی جاتی ہے اسی طرح کپڑے اور کاغذ کی تصویر میں بھی پائی جاتی ہیں۔

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صفحہ ۸۸۰ — قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کا عذاب۔

عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِيْ دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَأَى	حدیث ۲۶۰۴
مسلم سے روایت ہے کہ ہم مسروق کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر میں تھے تو مسروق نے ایک	
فِيْ صُفَّتِهِ تَمَاثِيْلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى	
چبوترے پر کچھ تصویریں دیکھیں تو کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے سنا ہے انہوں نے کہا میں نے نبی	
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ [1]	
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا	

تشریح ۲۶۰۴ ایک قول یہ ہے کہ صورت اور تمثال میں کوئی فرق نہیں اور علامہ عینی نے فرمایا صحیح یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق ہے — صورت، حیوان کی تصویر کو کہتے ہیں اور تمثال، عام ہے جاندار کی ہو یا غیر جاندار کی. اور یہ جو کہا گیا تمثال مجسمے کو کہتے ہیں اور صورت، کپڑے یا دیوار کے نقش کو اس کو قیل سے بیان فرمایا جو ضعف کی دلیل ہے.

اقول وھو المستعان:- حدیث ابھی مذکور ہوئی کہ تمثال اور صورت ایک ہے

[1] مسلم: لباس. نسائی: زینت.

اس لیے کہ حدیث میں یہ ہے کہ چبوترے پر تماثیل تھیں۔ اس کی حرمت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے دلیل لائے کہ فرمایا "سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں پر ہوگا" اگر ان دونوں میں مغائرت ہوتی تو یہ استدلال صحیح نہ ہوتا پھر اس کے بعد مذکور ہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں "وقد سترت بقرام لی علی سھوۃ لی فیہ تماثیل" میں نے روشن دان پر ایک پردہ ٹانگا تھا جس میں تصویریں تھیں" ظاہر ہے کپڑے پر مجسمے نہیں ہوتے اس پر وہی تصویریں ہوں گی جو دیوار اور کپڑے پر بنائی جاتی ہیں۔

حدیث ۲۶۰۵

عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَصْنَعُوْنَ ھٰذِہِ الصُّوَرَ یُعَذَّبُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُقَالُ لَھُمْ اَحْیُوْا مَا خَلَقْتُمْ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ یہ صورتیں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے ان سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو۔

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ صفحہ ۸۸۰ تصویروں کو مٹانا۔

حدیث ۲۶۰۶

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا حَدَّثَتْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَتْرُکُ فِیْ بَیْتِہٖ شَیْئًا فِیْہِ تَصَالِیْبُ اِلَّا نَقَضَہٗ [2]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں جو بھی تصویر پاتے مٹا دیتے

تشریح ۲۶۰۶

تصالیب۔ تصلیب کی جمع ہے اس سے مراد مطلق تصویریں ہیں بلکہ کشمیہنی کی روایت میں تصالیب کے بجائے تصاویر ہے اور علامہ کرمانی نے

---

[1] التوحید، باب قول اللہ واللہ خلقکم وما تعملون ص ۱۱۲۸، مسلم

[2] ابوداؤد: لباس۔ نسائی: زینت۔

فرمایا کہ اس سے مراد وہ نقش و نگار ہیں جو صلیب کی طرح سے ہوں یہ بھی حرام ہیں اس لیے کہ صلیب نصاریٰ پوجتے ہیں۔

ڈاکٹر لوگ اپنے مطب پر بورڈ میں صلیب کا نشان بنائے رہتے ہیں یہ جائز نہیں۔

مطب کے بورڈ پر صلیب پر بنانے کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ یورپ نے پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں زخمیوں کی امداد و اعانت و علاج وغیرہ کے لیے ایک انجمن قائم کی تھی جس کا نام صلیب احمر تھا اس کا ٹریڈ مارک صلیب ہی تھا۔ اسی سے سیکھ کر یورپ کے ڈاکٹروں نے بھی اپنے مطب کے بورڈوں پر صلیب بنانا شروع کر دیا وہی ہندوستان میں بھی رائج ہو گیا۔ مسلمان ڈاکٹروں کو اس سے بچنا چاہیئے اس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ صلیب کا نشان عیسائیوں کے عقیدے کی تائید ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے پھانسی دی تھی اور یہ قرآن مجید کا رد ہے۔ ارشاد ہے۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ نہ تو یہودیوں نے انہیں قتل کیا اور نہ انہیں پھانسی دی۔ بلکہ ان کے لئے حضرت عیسیٰ کی شبیہ کا ایک شخص بنایا گیا۔

علاوہ ازیں عیسائی صلیب کی پوجا کرتے ہیں تو اس کی حیثیت بت کی ہوگئی اس کا رکھنا ایسا ہی ہے جیسے کسی بت کا رکھنا

حدیث ۲۶۰۷

حَدَّثَنَا اَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ فَرَاٰهَا اَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ اِبْطَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشَيْءٌ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ [1]

ابو زرعہ نے کہا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینے میں ایک گھر کے اندر گیا تو انہوں نے اس کے اوپر ایک مصور کو تصویر بناتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا (کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اس سے بڑھ کر ظالم کون جو میری تخلیق کی طرح تخلیق کرتا ہے یہ لوگ کوئی دانہ پیدا کرلیں یا کوئی ذرہ پیدا کرلیں۔ پھر اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ نے طشت میں پانی منگایا اور اپنے ہاتھوں کو دھویا یہاں تک کہ بغل تک دھو ڈالا۔ میں نے ان سے کہا اے ابو ہریرہ! کیا ایسی بات ہے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے انہوں نے کہا میں زیور پہننے کی انتہائی حد تک دھوتا ہوں۔

[1] التوحید: باب واللہ خلقکم وما تعملون صہ ۱۱۲۸۔

تشریحات ۲۶۰۷

یہ گھر مروان بن حکم کا تھا یا سعید بن عاص بن سعید اموی کا۔ مسلم میں شک کے ساتھ مروی ہے مروان اور سعید دونوں یکے بعد دیگرے مدینہ طیبہ میں حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جانب سے امیر رہ چکے تھے علامہ عینی نے فرمایا یہ مکان مروان ہی کا تھا یہی روایت یقینی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ پانی وضو کرنے کے لیے منگایا تھا چونکہ وضو میں کہنیوں تک دھونا فرض ہے اور جب وضو میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغل تک ہاتھ دھویا تو ابوزرعہ کو تعجب ہوا اور پوچھا۔ حضرت ابوہریرہ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہے یہ میرا اجتہاد ہے کہ ہاتھ میں جہاں تک زیور پہنا جاتا ہے سب دھوتا ہوں۔ اور اس کی اجازت حدیث میں مصرح ہے۔ ارشاد فرمایا فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل[۱] تم میں سے جو چاہے کہ اپنے اعضاء کی سفیدی کو بڑھائے تو ایسا کر سکتا ہے۔

بَابٌ صفحہ ۸۸۱

حدیث ۲۶۰۸

یُحَدِّثُ قَتَادَةُ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا
قتادہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر تھا اور

وَھُمْ یَسْئَلُوْنَہٗ وَلَا یَذْکُرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سُئِلَ فَقَالَ
لوگ ان سے سوالات کر رہے تھے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نہیں لیتے تھے یہاں تک کہ ان سے سوال

سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَۃً فِی الدُّنْیَا
کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا" جو دنیا میں کوئی تصویر

کُلِّفَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنْ یَّنْفُخَ فِیْھَا الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ[۲]
بنائے گا قیامت کے دن اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں روح پھونکے، اور پھونک نہیں سکے گا۔

تشریح ۲۶۰۸

مسلم میں پوری تفصیل یہ ہے نضر بن انس بن مالک نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا وہ فتویٰ دیتے تھے اور یہ نہیں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں تک کہ مجھ سے ایک شخص نے پوچھا اور کہا

---

[۱] بخاری ج ۱ صفحہ ۲۵۔ [۲] مسلم: تصاویر، جلد ثانی صفحہ ۲۰۲۔

میں یہ تصویریں بناتا ہوں ابن عباس نے مجھ سے کہا میرے قریب آ۔ میں قریب ہوا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔

سعید بن ابی الحسن کی روایت میں ہے کہ فرمایا ہر تصویر بنانے والا جہنم میں۔ اس نے جتنی بھی تصویر بنائی ہوگی سب کے بدلے ایک جان بنا دی جائے گی جو اسے جہنم میں عذاب دے گی۔

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ چوپائے کے مالک کا اپنے سامنے دوسرے کو بیٹھانا۔ صفحہ ۸۸۲

باب ۴۷۹

وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبُ الدَّابَّةِ اَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهُ۔

اور ان کے بعض (عامر شعبی) نے کہا کہ چوپائے کا مالک چوپائے کے آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے مگر یہ کہ کسی اور کو اجازت دے دے۔

حدیث ۲۶۰۹

حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ ذُكِرَ الْاَشَرُّ الثَّلٰثَةُ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهٗ اَوْ قُثَمَ خَلْفَهٗ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَيُّهُمْ اَشَرُّ اَوْ اَيُّهُمْ اَخْيَرُ۔

ایوب نے حدیث بیان کی کہ عکرمہ کے پاس یہ تذکرہ ہوا کہ تینوں میں کون زیادہ بد ہے تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور قثم کو اپنے آگے اور فضل کو اپنے پیچھے یا قثم کو پیچھے اور فضل کو اپنے آگے بیٹھایا تھا تو بتاؤ ان میں کون زیادہ برا ہے اور ان میں کون زیادہ بہتر ہے۔

تشریح ۲۶۰۹ ایک حدیث میں تین آدمیوں کو ایک چوپائے پر بیٹھنے سے ممانعت آئی ہے اس کے پیش نظر عکرمہ کی مجلس میں سوال ہوا کہ اگر ایک جانور پر تین بیٹھے ہوئے ہوں تو کون سب سے زیادہ برا ہے۔ جواب کا حاصل یہ کہ کوئی برا نہیں۔ جانور میں قوت ہو تو تین آدمی سوار ہو سکتے ہیں اور ممانعت کی صورت یہ ہے کہ جانور میں اتنی طاقت نہ ہو۔

باب

صفحہ ۸۸۲

حدیث ۲۶۱۰

حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا اَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ اِلَّا اٰخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ اَنْ يَّعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ [۱]

حضرت انس بن مالک نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہوئے حدیث بیان کی انہوں نے کہا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے بیٹھا تھا میرے اور حضور کے درمیان صرف کجاوے کا پچھلا حصہ تھا تو حضور نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور حاضر ہوں پھر حضور تھوڑی دیر چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر ہوں پھر تھوڑی دور اور چلے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر ہوں فرمایا تم جانتے ہو اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے میں نے عرض کیا، اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر تھوڑی دیر چلے اور فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ حاضر ہوں فرمایا تم جانتے ہو جب بندے وہ کر چکیں تو بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے میں نے عرض کیا اللہ ورسول خوب جانتے ہیں فرمایا اب بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ انہیں عذاب نہ دے۔

---

[۱] رقاق: باب من جهد نفسه فی طاعة الله صفحہ ۹۶۲ استیذان: باب من لبیک وسعدیک صفحہ ۹۲۷ مسلم: ایمان. نسائی: أمر الیوم واللیلة ۔

تشریح ۲۶۱۰

حق کے معنی یہ ہوتے ہیں جو کسی پر ثابت اور واجب ہو اور اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں۔ اس حدیث میں جو فرمایا گیا کہ بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمالیا تو اس کا وعدہ سچا ہے تو اللہ تعالیٰ بندے کو یہ ضرور عطا فرمائے گا۔ یا یہ بطور مشاکلت ہے پہلے فرمایا گیا تھا ماحق اللہ علی العباد اسی کے مشاکلت میں فرمایا ماحق العباد علی اللہ۔

بَابُ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ ص۸۸۲

اچھے سلوک کا سب لوگوں سے زیادہ کون مستحق ہے۔

حدیث ۲۶۱۱

عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے فرمایا تیری ماں پوچھا پھر کون فرمایا تیری ماں اس نے پوچھا پھر کون فرمایا پھر تیری ماں اس نے کہا پھر کون فرمایا تیرا باپ [1]

تشریح ۲۶۱۱

امام بخاری نے بعد میں کہا قال ابن شبرمة ویحیی بن ایوب الخ اس میں ابن شبرمہ سے مراد عبد اللہ بن شبرمہ کوفہ کے قاضی ہیں جو عمارہ بن قعقاع کے چچا ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس حدیث کو عبد اللہ بن شبرمہ اور یحییٰ بن ایوب دونوں نے بھی ابو زرعہ سے روایت کیا ہے۔

بَابُ لَا یَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَهٗ ص۸۸۳

کوئی اپنے باپ کو برا نہ کہے۔

---

[1] مسلم: ادب، ابن ماجہ: وصایا۔

حدیث ۲۶۱۲

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ[۱]

حضرت عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہ میں سب سے بڑا یہ ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کوئی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرے گا فرمایا کہ کوئی کسی کے باپ کو برا کہے تو وہ اس کے باپ کو برا کہے گا کوئی کسی کی ماں کو برا کہے اور وہ اس کی ماں کو برا کہے۔

بَابُ إِثْمِ الْقَاطِعِ صفحہ ۸۸۵ رشتہ کاٹنے والے کا گناہ۔

حدیث ۲۶۱۳

أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں رشتہ کاٹنے والا داخل نہ ہوگا۔

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهٗ فِي الرِّزْقِ لِصِلَةِ الرَّحِمِ صفحہ ۸۸۵ صلہ رحم کی وجہ سے جس کے رزق میں فراخی دی گئی ہو۔

حدیث ۲۶۱۴

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَأَنْ يُّنْسَأَ لَهٗ فِيْ أَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔

حدیث ۲۶۱۵

أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[۱] مسلم: ایمان، ابوداؤد: ادب، ترمذی: بر۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَأَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ [1]

نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق کو کشادہ کیا جائے اور اس کی عمر کو بڑھایا جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔

تشریح ۲۶۱۶ اَنْ یُّنْسَأَ:۔ اس کا مادہ نَسَاء ہے جس کے معنی مؤخر کرنے کے ہیں اثر:۔ کے معنی پیچھے کے ہیں۔ مراد اس کی موت ہے اس لیے کہ یہ عمر کے آخر میں ہوتی ہے۔

بَابٌ مَنْ وَصَلَ وَصَلَہُ اللّٰہُ

جو صلہ رحمی کرے اللہ تعالیٰ اس پر خصوصی کرم فرمائے۔

صفحہ ۸۸۵

حدیث ۲۶۱۷ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرَّحِمُ شِجْنَۃٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰہُ مَنْ وَصَلَکِ وَصَلْتُہٗ وَمَنْ قَطَعَکِ قَطَعْتُہٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رَحِم رحمٰن سے مشتق ہے۔ اللہ نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔

حدیث ۲۶۱۸ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شِجْنَۃٌ فَمَنْ وَصَلَھَا وَصَلْتُہٗ وَمَنْ قَطَعَھَا قَطَعْتُہٗ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ فرمایا کہ رشتہ ایک شاخ ہے جو اسے جوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے اوپر خصوصی انعام فرمائے گا اور جو کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا۔

تشریح ۲۶۱۸ شُجْنَۃٌ:۔ اس میں شین کو کسرہ بھی اور ضمہ بھی اور فتحہ بھی ہے۔ اس کے معنی ہیں درخت کی جڑیں جو آپس میں گتھی ہوئی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس کا مادہ وہی ہے جو رحمٰن کا ہے۔ ابوداؤد و ترمذی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[1] مسلم: ادب۔

سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میں اللہ ہوں میں رحمٰن ہوں رحم (رشتہ) کو میں نے پیدا کیا اور اس کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا جو اسے ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا، جو اسے کاٹے گا اس کو کاٹوں گا۔

بَابٌ يُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا صـ۸۸۶ رشتہ کو اس کی تری کے ساتھ تر رکھا جائے۔

عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ	حدیث ۲۶۱۸
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوشیدہ	

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ اَبِیْ ـــ قَالَ عَمْرٌو فِیْ كِتَابِ

نہیں کھلے بندوں سنا فرماتے تھے آل ابی ــ عمرو بن عباس نے کہا محمد بن جعفر کی کتاب میں بیاض ہے

مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ ـــ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِیْ اِنَّمَا وَلِيِّیَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ـــ

میرے اولیاء نہیں ــ میرا ولی صرف اللہ ہے اور نیک مؤمن ــ بطریق عنبسہ جو روایت ہے اس میں یہ ہے

زَادَ عَنْبَسَةُ ابْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ

کہ حضرت عمرو بن عاص نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا لیکن ان سے رشتہ داری ہے جس کو میں

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَاهَا ـ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ

اس کی بلا رسے تر رکھوں گا ــ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا اس روایت میں ایسے ہی ہے لیکن ببلالہا کی جگہ ببلالہا

كَذَا وَقَعَ وَبِبَلَالِهَا اَجْوَدُ وَاَصَحُّ وَبِبَلَاهَا لَا اَعْرِفُ لَهٗ وَجْهًا عـہ

زیادہ عمدہ اور زیادہ صحیح ہے اور ببلاہا کے درست ہونے کی کوئی وجہ میں نہیں پہچانتا۔

تشریحات ۲۶۱۸

اس حدیث میں ان آل ابی کے بعد محمد بن جعفر کی کتاب میں جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ یعنی یہ کون لوگ ہیں یہ مذکور نہیں حضرت امام قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس سے مراد حکم بن عاص ہے۔ قسطلانی میں ہے کہ دمیاطی نے اپنے حواشی میں لکھا کہ مراد آل ابی العاص بن امیہ ہیں ــ اور حضرت محی الدین ابن عربی کی کتاب سراج المریدین میں ہے کہ مراد آل ابی طالب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

لیکن آل ابی طالب کا مراد ہونا ظاہر نہیں اس لیے کہ ابو طالب کی اولاد میں حضرت علی

عـہ ترمذی تفسیر، نسائی وصایا۔

اور حضرت جعفر سابقین اولین میں سے ہیں، صرف حضرت عقیل نے اسلام لانے میں تاخیر کی۔

کذا وقع :۔ یعنی عنبسہ کی روایت میں ببلا لہا کی جگہ ببلا ئہا ہے، امام بخاری نے فرمایا کہ یہاں ببلا ئہا کے کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آتے اور یہاں ببلا لہا زیادہ عمدہ اور زیادہ صحیح ہے، علامہ کرمانی نے فرمایا کہ ببلا ئہا کے بھی معنی درست ہو سکتے ہیں، بلاء کے معنی معروف یعنی اچھی چیز اور نعمت کے بھی ہیں۔ مراد یہ ہے کہ میں رشتے کی اچھائی اور اس کی نعمت سے تری حاصل کرتا ہوں اور ابُلّ بَبلا لھا کا مطلب یہ ہے کہ میں رشتے کا پاس کرتا ہوں۔

بَابٌ لیس الواصلُ بالمکافِئ صلہ رحمی کرنے والا بدلہ دینے والا نہیں۔ صفحہ ۸۸۶

حدیث ۲۶۱۹

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ
حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے
تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِئِ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا
ہیں کہ فرمایا رشتہ ملانے والا بدلہ دینے والا نہیں، رشتہ جوڑنے والا وہ ہے
قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا۔
کہ جب اس کا رشتہ کاٹا جائے تو وہ جوڑے[1]

تشریحات ۲۶۱۹

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعمش اور حسن بن عمرو اور فطر تین راویوں کے ذریعہ امام مجاہد سے روایت کیا ہے اور تینوں سے سفیان ثوری روایت کرتے ہیں۔ سفیان ثوری نے کہا کہ اعمش نے اسے مرفوعاً نہیں روایت کیا ہے ہاں حسن اور فطر نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِیْلِهٖ وَمُعَانَقَتِهٖ بچے پر مہربانی کرنا اور اسے چومنا اور اس سے معانقہ کرنا۔ صفحہ ۸۸۶

حدیث ۲۶۲۰

اِنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ
ام المومنین حضرت عائشہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہلیہ نے فرمایا ایک عورت میرے
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَاءَتْنِیْ امْرَاَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْئَلُنِیْ فَلَمْ
پاس مانگنے کے لیے آئی اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں، اس نے میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہیں پایا

[1] ابوداؤد زکوٰۃ، ترمذی بر۔

تجد عندی غیر تمرۃ واحدۃ فاعطیتھا فقسمتھا بین ابنتیھا

وہ کھجور میں نے اس کو دے دی اس نے وہ کھجور اپنی دونوں بیٹیوں کے

ثم قامت فخرجت فدخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

درمیان تقسیم کردی پھر اٹھی اور چلی گئی اس کے بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فحدثتہ فقال من بلی من ھذہ البنات شیئا فاحسن الیھن

تشریف لائے تو میں نے حضور سے یہ قصہ بیان کیا تو فرمایا جوان لڑکیوں کے معاملے میں کچھ بھی آزمایا جائے

کن لہ سترا من النار۔ ع

اور وہ ان کے ساتھ بھلائی کرے تو وہ لڑکیاں اس کے لیے آگ سے پردہ ہوجائیں گی۔

تشریحات ۲۶۲۰

اس کے قریب قریب مسلم میں اراک بن مالک کی روایت حضرت ام المومنین ہی سے یوں ہے" کہ ایک مسکین عورت دو بچیوں کو لیے ہوئے میرے پاس آئی، میں نے اس کو تین کھجوریں دیں، اس نے ایک ایک کھجور ہر بچی کو دے دی اور وہ ایک کھجور اپنے منھ تک لے گئی کہ کھائے مگر اس نے اس کے دو ٹکڑے کر کے بچیوں کو دے دیا اس کی اس حالت نے مجھے تعجب میں ڈالا۔

ہوسکتا ہے یہ دو واقعے الگ الگ ہوں۔

حدیث ۲۶۲۱

حدثنا ابو سلمۃ بن عبد الرحمن ان ابا ھریرۃ رضی اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن

عنہ قال قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الحسن بن

علی کو بوسہ دیا اور وہاں اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے ہوئے تھے، اقرع بن حابس نے کہا

علی وعندہ الاقرع بن حابس التمیمی جالس فقال الاقرع بن

میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ یہ سن کر

ع مسلم ادب، ترمذی بر۔

حَابِسٍ اِنَّ لِیْ عَشَرَۃً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْھُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَیْہِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا اور فرمایا جو رحم

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ

نہیں کرتے ان پر رحم نہیں کیا جاتا۔

حدیث ۲۶۲۲

عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ جَاءَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ

اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْیَانَ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انہوں نے کہا تم لوگ بچوں کا بوسہ لیتے ہو

فَمَا نُقَبِّلُھُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِکُ لَکَ

اور ہم بوسہ نہیں لیتے اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کیا کروں

اِذَا نَزَعَ اللّٰہُ مِنْ قَلْبِکَ الرَّحْمَۃَ۔

جب اللہ نے تیرے دل سے رحم نکال دیا ہے۔

تشریحات ۲۶۲۲

شارحین نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ اقرع بن حابس ہوں اور ہو سکتا ہے کہ یہ قیس بن عاصم تمیمی ہوں، علامہ عینی نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ یہ عیینہ بن حصن فزاری ہوں اس لیے کہ ان کا قصہ نام کی تصریح کے ساتھ مذکور ہے۔

حدیث ۲۶۲۳

حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَدِمَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْیٍ

علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ قیدی آئے قیدیوں میں سے ایک عورت کا دودھ اتر کر ٹپکنے لگا

فَاِذَا امْرَاَۃٌ مِّنَ السَّبْیِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْیُھَا بِسَقْیٍ اِذَا وَجَدَتْ صَبِیًّا

وہ قیدیوں میں سے جس بچے کو پاتی اسے لے لیتی اور اپنے

فِی السَّبْیِ اَخَذَتْہُ فَاَلْصَقَتْہُ بِبَطْنِھَا وَاَرْضَعَتْہُ فَقَالَ لَنَا النَّبِیُّ

پیٹ سے چپکاتی اور اسے دودھ پلاتی یہ دیکھ کر ہم سے

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتُرَوْنَ ھٰذِہٖ طَارِحَۃً وَلَدَھَا فِی النَّارِ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ کیا یہ اپنے بچے کو آگ میں ڈالے گی؟ ہم

قُلْنَا لَا وَھِیَ تَقْدِرُ عَلٰی اَنْ لَّا تَطْرَحَہٗ فَقَالَ اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ

نے عرض کیا نہیں یہ اپنے بچے کو آگ سے بچائے گی۔ اب حضور نے فرمایا: یہ اپنے

ھٰذِہٖ بِوَلَدِھَا ؏

بچوں پر جتنی مہربان ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے

باب ص ۸۸۷

حدیث ۲۶۲۴

اَخْبَرَنَا سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

بے شک ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰہُ

فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو جزء میں تقسیم کیا ننانوے ۹۹ جزء اپنے پاس رکھا

الرَّحْمَۃَ فِیْ مِائَۃِ جُزْءٍ فَاَمْسَکَ عِنْدَہٗ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ جُزْءًا وَّاَنْزَلَ فِی

اور زمین میں ایک جزء کو اتارا اسی جزء سے مخلوق ایک دوسرے پر مہربانی کرتی

الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا فَمِنْ ذٰلِکَ الْجُزْءِ یَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰی یَرْفَعَ

ہے یہاں تک کہ گھوڑی اپنے بچے سے اپنا پیر اٹھائے رکھتی ہے اس

الْفَرَسُ حَافِرَھَا عَنْ وَّلَدِھَا خَشْیَۃَ اَنْ تُصِیْبَہٗ ؏۲

ڈر سے کہ کہیں اس کو کچل نہ دے۔

تشریح ۲۶۲۴ رحمت، اللہ عزوجل کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت غیر متناہی پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ رحمت کے سو حصے کیے۔ جواب یہ ہے کہ اس سے تحدید و تعیین مقصود نہیں مخاطب کو سمجھانے کے لیے ایک تمثیل ہے مقصود یہ کہ مخلوقات

؏ مسلم توبہ ؏۲ مسلم

میں جو رحمت ہے وہ اقل ہے بہ نسبت جو اس کے یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ صفحہ ۸۸۸ لوگوں اور چوپایوں پر مہربانی کرنا۔

حدیث ۲۶۲۵

أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةٍ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے تو ایک اعرابی نے کہا اور وہ بھی نماز میں تھے اے اللہ مجھ پر اور محمد پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ فرما جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو اعرابی سے کہا تم نے کشادہ چیز میں پتھر بھر دیا (حضور کی مراد تھی اللہ کی رحمت سے)

تشریح ۲۶۲۵

یہ اعرابی ذوالخویصرہ یمانی تھے جنہوں نے مسجد میں پیشاب کیا تھا جیسا کہ ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک اعرابی مسجد میں آئے اور کہا اے اللہ مجھے اور محمد کو بخش اور ہمارے ساتھ کسی کو مت بخش تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے ایک کشادہ چیز کو تنگ کر دیا پھر وہ اعرابی مسجد کے گوشے میں گئے اور وہاں پیشاب کر دیا۔

حدیث ۲۶۲۶

سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى [1]

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مومنوں کو آپس میں مہربانی اور محبت اور شفقت میں جسم کے مثل دیکھو گے جب کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کا پورا جسم بے خوابی اور بخار کو دعوت دیتا ہے۔

[1] مسلم، الادب۔

حدیث ۲۶۲۷

سَمِعْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ [1]

جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رحم نہ کرے گا رحم نہ کیا جائے گا۔

تشریح ۲۶۲۷ ابو داؤد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت ہے اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ يَرْحَمُ مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرمائے گا اس پر رحم کرو جو زمین میں ہے تم پر وہ رحم فرمائے گا جو آسمان میں ہے۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِالْجَارِ وَقَوْلِ اللّٰهِ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا صفحہ ۸۸۹

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور اللہ کی عبادت کرو اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

حدیث ۲۶۲۸

عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ [2]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل پڑوسی کے بارے میں مجھے مسلسل حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وارث ٹھہرائیں گے۔

تشریح ۲۶۲۸ پڑوسی کون ہے اس کو ہر شخص اپنے عرف اور معاملے سے سمجھتا ہے کچھ بھی بزرگوں نے کچھ حد بیان فرمائی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا پڑوسی وہ ہے جو پکار سنے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امام اوزاعی نے فرمایا کہ ہر طرف سے چالیس گھر پڑوس ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جو تمہارے ساتھ صبح کی

---

[1] کتاب التوحید قل ادعوا اللہ صفحہ ۱۰۹۷ [2] مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، الادب۔

نماز پڑھے۔ پڑوسی کے حق کا مطلب یہ ہے کہ پڑوسی ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کرے ضرر دفع کرے اور خیر خواہی کرے۔ پڑوسی مسلمان اور کافر، صالح اور فاسق اور دوست دشمن اجنبی اور شہری سب کو شامل ہے۔

بَابُ اِثْمِ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ يُوْبِقُهُنَّ يُهْلِكُهُنَّ مَوْبِقًا مُهْلِكًا۔ — اس کا گناہ جس کے ضرر سے پڑوسی محفوظ نہ رہے۔

صفحہ ۸۸۹

حدیث ۲۶۲۹	عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ شُرَيْحٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
	حضرت ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ	
نے فرمایا بخدا وہ مؤمن نہیں بخدا وہ مؤمن نہیں بخدا وہ مؤمن نہیں، عرض کیا کون یا رسول اللہ!	
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِىْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ	
فرمایا وہ جس کے ضرر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔	

تشریحات ۲۶۲۹ ابو شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام مشہور یہ ہے کہ خویلد تھا ایک قول یہ ہے کہ عمرو تھا ایک قول ہے کہ ہانی تھا اور ایک قول ہے کہ کعب تھا۔ لا یؤمن سے مراد یہ ہے کہ اس کا ایمان کامل نہیں۔ بوائق جمع ہے بائقۃ کی اس کا مادہ بوق ہے جس کے معنی ہلاکت کے ہیں، مراد ہے ضرر۔ یہی حدیث حمید بن اسود، عثمان بن عمر، ابوبکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے بروایت ابن ابی ذئب بواسطہ مقبری حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اس کا حاصل یہ نکلا کہ سعید مقبری نے یہ حدیث دو صحابہ سے روایت کی ہے حضرت ابو شریح سے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ ابو شریح والی روایت زیادہ صحیح ہے۔

بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ۔ — جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے۔

صفحہ ۸۸۹

حدیث ۲۶۳۰

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

حدیث ۲۶۳۱

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ نِ الْعَدَوِیِّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنَایَ وَاَبْصَرَتْ عَیْنَایَ حِیْنَ تَكَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتَهٗ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ یَوْمٌ وَلَیْلَةٌ وَالضِّیَافَةُ ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ[2]

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا حضور نے جب یہ فرمایا جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اپنی مہمان کی دستور کے مطابق عزت کرے، پوچھا اور اس کا دستور کیا ہے؟ یا رسول اللہ! فرمایا ایک دن اور ایک رات اور مہمان داری تین دن ہیں اور جو اس کا ماسوا ہو وہ اس کے اوپر صدقہ ہے۔ اور جو اللہ اور پچھلے دنوں پر ایمان لائے تو اچھی بات کہے یا چپ رہے۔

---

[1] مسلم ایمان۔ ابن ماجہ فتن بخاری باب اکرام الضیف ج ۲، ص ۹۰۶ کتاب الرقاق باب حفظ اللسان ص ۹۵۹

[2] باب اکرام الضیف بخاری ج ۲ ص ۹۰۵ کتاب الرقاق باب حفظ اللسان ص ۹۵۹، مسلم احکام ابوداؤد اطعمہ، ترمذی بر، نسائی رقاق۔ ابن ماجہ ادب۔

تشریحات ۲۶۳۱

جائزہ کے معنی عطاہے داد ودہش، یہ جواز سے مشتق ہے، یہاں مراد یہ ہے کہ ایک دن اور ایک رات اسے اچھے سے اچھا کھانا دے اور حسب استطاعت اسے راحت پہنچائے۔

بَابُ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ ص۸۹۰ ہر نیکی صدقہ ہے۔

حدیث ۲۶۳۲

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی ہر چیز صدقہ ہے یعنی ثواب کا کام ہے۔

بَابُ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا ص۸۹۱ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو نہ تھے۔

حدیث ۲۶۳۳

عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بدگو تھے نہ فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے ناراضگی کے وقت ہم کو کہتے اسے کیا ہوگیا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

تشریح ۲۶۳۳

سبّاب، فحّاش اور لعّان مبالغہ کا صیغہ ہے اور مبالغہ کی نفی سے اصل وصف کی نفی نہیں ہوتی۔ تو اس سے لازم آتا ہے کہ بہت زیادہ نہیں تو کچھ ان اوصاف کے ساتھ متصف تھے۔ جواب یہ ہے کہ اہل عرب کبھی کبھی نفی کے موقع پر مبالغہ کا صیغہ استعمال کرتے ہیں اور ان کی مراد ہوتی ہے اصل وصف کی نفی۔ جیسے قرآن مجید میں ہے وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ تمہارا پروردگار قطعاً ظلم کرنے والا نہیں۔ ہم نے جو نسخہ لیا ہے اس میں "فَاحِشًا" ہے لیکن دوسرا نسخہ "فحّاشًا" ہے

[1] باب ماینھی عن السباب واللعن ص۸۹۳۔

حدیث ۲۶۳۴

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا اِسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى عَاهَدْتِنِيْ فَحَّاشًا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ شَرِّهِ [۱]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا قبیلہ کا بُرا بھائی اور قبیلہ کا برا بیٹا اور وہ جب آکر بیٹھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ نے اس کو دیکھا تھا تو اس کے بارے میں یہ فرمایا تھا پھر حضور کشادہ روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ تم نے کب مجھ کو فحش گو پایا ہے بے شک قیامت کے دن سب سے بری جگہ اللہ تعالیٰ کے حضور وہ ہوگا جس کو لوگ اس کے شر سے بچنے کے لیے اس کو چھوڑ دیں۔

تشریحات ۲۶۳۴

یہ شخص عیینہ بن حصن بن حذیفہ بدر الفزاری تھا اس کو احمق المطاع بھی کہتے تھے یا مخرمہ بن نوفل تھا راجح پہلا قول ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کے بارے میں فرمایا بئس اخو العشیرۃ و بئس ابن العشیرۃ یہ غیب کی خبر ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عیینہ مرتد ہو گیا تھا پھر گرفتار کرکے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔

پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنا غیبت ہے لیکن اگر کسی فسادی یا شرّی یا ظالم یا بدکردار کے ظلم اور بدکرداری کو بیان کیا جائے تو یہ غیبت نہیں حدیث میں ہے اذکروا الفاسق بما فیہ متی یحذرہ الناس۔ فاسق کے فسق کو بیان کرو۔ اگر نہیں بیان کروگے تو لوگ اس سے کیسے بچیں گے۔

---

[۱] باب ما یجوز من اغتیاب اھل الفساد والریب صفحہ ۸۹۴ باب المداراۃ مع الناس صفحہ ۹۰۵ مسلم، ابوداؤد۔ ادب۔ ترمذی۔ بر۔

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ صفہ ۸۹۱

اچھی عادت اور سخاوت اور بخل کا ناپسند ہونا۔

حدیث ۲۶۳۵

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا [1]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کبھی کسی چیز کا سوال کیا گیا تو نہیں کبھی نہیں فرمایا۔

تشریح ۲۶۳۵

مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کے مال میں سے کچھ طلب کیا گیا تو کبھی یہ نہیں فرمایا کہ نہیں دوں گا دینا منظور ہوتا تو عطا فرمادیتے نہ دینا منظور ہوتا تو خاموش رہتے اور رخ انور پھیر لیتے جیسا کہ طبرانی نے معجم میں اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت علی سے روایت کیا ہے۔

فرزدق نے عرض کیا ہے

ماقال لَا قَطُّ اِلَّا فِی تَشَهُّدِهٖ ÷ لولا التشہد کانت لَاءُهٗ نَعَمٖ

حضور نے تشہد کے سوا کبھی لا نہیں کہا اگر تشہد نہ ہوتا تو حضور کا لا۔ نعم ہوتا اگر کبھی بوجہ مجبوری سائل کو لوٹانا ہوتا تو بہت خوب صورتی کے ساتھ لوٹاتے مثلاً غزوہ تبوک کے موقع پر جب اشعریین کا وفد آیا اور سواری طلب کیا گیا تو فرمایا لا اجد ما احملکم۔ میرے پاس تمہاری سواری کے لیے کچھ موجود نہیں۔

حدیث ۲۶۳۶

اَخْبَرَنِیْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيُنْقَصُ الْعِلْمُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ قریب ہو جائے گا اور علم گھٹا دیا جائے گا اور لالچ دلوں میں ڈال دی جائے گی اور قتل بہت ہوگا لوگوں نے کہا اے ابوہریرہ ہرج کیا ہے فرمایا قتل قتل۔

---

[1] مسلم فضائل، ترمذی، شمائل۔ [2] فتن باب ظہور الفتن صفہ ۱۰۴۶ مسلم، قدر، ابوداؤد، فتن۔

تشریحات ۲۶۳۶

تقاسب زمان سے مراد یہ ہے کہ وقت کے گزرنے کا احساس نہیں ہوگا دن اس طرح گزر جائے گا کہ محسوس ہوگا کہ دن چھوٹا ہوگیا ہے۔ ہندوستانی مطبوعہ میں ینقص العلم ہے۔ یہ کشمیہنی کی روایت ہے اور یہی مشہور ہے اور دوسری روایتوں میں ینقص العمل ہے

حدیث ۲۶۳۷	حَدَّثَنَا اَنَسٌ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال
	وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ
	خدمت کی تو نہ کبھی مجھے اف کہا اور نہ یہ فرمایا کیوں کیا اور نہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا۔

تشریح ۲۶۳۷

مسلم میں ہے کہ میں نے حضور کی نو سال خدمت کی ــــ قصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے کچھ مہینوں کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اس کا حاصل یہ نکلا کہ حضرت انس نے حضور کی خدمت نو سال کچھ مہینہ تک کی ہے۔ کسر چھوڑ کر بیان فرمایا تو نو سال کہا اور کسر کو جوڑ دیا تو دس سال فرمایا۔

بَابُ مَا یُکْرَہُ مِنَ النَّمِیْمَۃِ وَقَوْلِہٖ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ یَهْمِزُ وَیَلْمِزُ وَیَعِیْبُ

صفحہ ۸۹۵

اور کون سی غیبت ناپسند ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بہت طعنہ دینے والا بہت ادھر ادھر کی لگانے والا۔ خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے۔ امام بخاری نے فرمایا یَهْمِزُ کے معنی ملامت کرے اور عیب لگائے۔

توضیح

هَمَّاز، هَمْز سے اسم مبالغہ ہے اس کے معنی پیٹھ پیچھے غیبت کرنے طعنہ کرنے اور عیب جوئی کے ہے۔ هُمَزَۃ اسی سے فُعَلَۃ کے وزن پر اسم مبالغہ ہے اور اسی طرح لُمَزَۃ بھی۔ مَشَّآء، مَاشٍ کا اسم مبالغہ ہے۔ امام بخاری نے افادہ یہ فرمایا کہ یَهْمِزُ اور یَلْمِزُ دونوں ہم معنی ہیں لیکن کچھ لوگوں نے فرمایا کہ هَمْز منہ پر برائی کرنے کے معنی میں ہے اور لَمْز پیٹھ پیچھے برائی کرنے کے۔

اس باب کے قائم کرنے سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ غیبت مطلقاً ممنوع نہیں، کفار، منافقین، ظالمین، مفسدین کے عیوب بیان کیے جائیں گے جیسا کہ سورۂ قلم میں ولید بن مغیرہ

کے دس عیوب گنائے گئے اور اسی طرح سورہ ھمزہ میں کفار مکہ میں جو شریر تھے ان کے عیوب بیان کیے گئے جیسے کہ تجسس حرام ہے لیکن کفار کے بلاد میں جاسوس بھیج کر ان کے حالات معلوم کرنا بمنزلۂ جہاد کے ہے۔

حدیث ۲۶۳۸

عَنْ هَمَّامٍ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلٰى عُثْمٰنَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ[عہ]

ہمام سے روایت ہے کہ ہم حضرت حذیفہ کے ساتھ تھے ان سے کہا گیا کہ ایک شخص حضرت عثمان تک بات پہنچاتا ہے تو اس سے حذیفہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے جنت میں چغل خور نہیں داخل ہوگا

تشریحات ۲۶۳۸ سلطان کو اس کی اجازت ہے کہ کچھ آدمی مقرر کیے رہے کہ لوگ سلطان کے بارے میں اس کی حکومت کے بارے میں جو تنقیدیں کرتے ہوں وہ سلطان تک پہنچائے اور بہ نیت اصلاح سلطان تک ایسی باتیں بھی پہنچانا حرام نہیں جیسے بدگمانی حرام ہے فرمایا گیا۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔ بدگمانی سے بچو اس لیے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اس کے باوجود حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان من الحزم لسوء الظن بدگمانی دانائی میں سے ہے۔

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ وَقَوْلِهٖ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ صفحہ ۸۹۶

ایک دوسرے سے حسد کرنا ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرنا منع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد حاسد کے شر سے جب حسد کرے پناہ مانگتا ہوں۔

حدیث ۲۶۳۹

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

عہ مسلم: ایمان، ابوداؤد، ادب۔ ترمذی: بر، نسائی، تفسیر

النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب

کرتے ہیں کہ فرمایا اور گمان سے بچو اس لیے کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور کسی کے پیچھے نہ پڑو کسی کی

الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا

جاسوسی نہ کرو اور ایک دوسرے پہ حسد مت کرو ایک دوسرے سے بغض مت رکھو ایک دوسرے کو

تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا عہ

پیٹھ مت دکھاؤ اور اللہ کے بندے ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کے رہو۔

حدیث ۲۶۴۰

عن الزھری قال حدثنی انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا

علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو

تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ

ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو کسی مسلمان کو

فوق ثلثۃ ایام عہ

حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے۔

تشریحات ۲۶۴۰

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظن کا حکم مطلقًا ممنوع ہے اور آیۂ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظن مطلقًا حرام نہیں دونوں کا حاصل یہ ہے کہ ظن کی بنا پہ کوئی حکم شرعی لگانا جائز نہیں جب تک ثبوت شرعی نہ ملے لیکن مقام احتیاط میں جب قوی قرائن سے کوئی گمان ہو تو اس کے مطابق احتیاط کرنا عقلمندی ہے۔

باب ما یکون فی الظن صفحہ ۸۹۶ — اور کون سا گمان درست ہے۔

تشریح ۲۶۴۰ باب کے عنوان میں یہاں نسخے مختلف ہیں ہندوستانی مطبوعہ میں مایکون ہے اور ابوذر اور نسفی میں ما یجوز من الظن۔ اور قابسی اور جرجانی کی روایت

عہ باب قولہ یا ایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن۔ صفحہ ۸۹۶۔

عہ باب الھجرۃ صفحہ ۸۹۷۔

266

میں ما یکرہ من الظن ہے، علامہ عینی نے فرمایا کہ حدیث کے سیاق کے زیادہ مناسب ابوذر کی روایت ہے۔

حدیث ۲۶۴۱

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا ــــ وَقَالَ اللَّيْثُ كَانَ رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یقین نہیں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کو کچھ سمجھتے ہیں ــــ لیث نے کہا کہ یہ دونوں منافقین میں سے تھے۔

تشریحات ۲۶۴۱

باب کا عنوان ہے کون سا ظن جائز ہے اور حدیث میں مَا أَظُنُّ نفی ہے شارحین نے فرمایا یہ صیغہ بظاہر نفی کا ہے لیکن عرف میں اثبات کے لیے بولا جاتا ہے جیسے کسی نے کہا میں گمان نہیں کرتا کہ زید گھر میں ہوگا اس سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ گھر میں ہے۔ توضیح میں ہے کہ ظن یہاں یقین کے معنی میں ہے اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے سارے منافقین کو پہچانتے تھے تو ایسی صورت میں باب ثابت نہ ہوگا کہ حدیث میں ظن بمعنی یقین کے ہے اور باب میں ظن اپنے حقیقی معنی میں ہے غالباً لفظ ظن کے ورود کو امام بخاری نے دلیل بنایا ہو۔ یا ان کا گمان یہ رہا ہو کہ یہ ارشاد پہلے کا ہے جبکہ منافقین کے نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائے نہیں گئے تھے۔

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ صلہ ۸۹۶ مومن کی اپنی پردہ پوشی۔

حدیث ۲۶۴۲

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میری امت کے ہر فرد کو معاف کر دیا جائے گا مگر ان لوگوں کو جو علانیہ گناہ کرتے ہیں اور بے باکی یہ ہے کہ رات میں ایک شخص کوئی کام کرتا ہے پھر صبح کو کہتا ہے حالانکہ اللہ

وَقَدْ سَتَرَہُ اللّٰہُ فَیَقُوْلُ یَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَۃَ کَذَا وَکَذَا وَقَدْ بَاتَ

اس پر پردہ ڈالے ہوئے تھا اے فلاں میں نے گزشتہ رات ایسے اور ایسے کیا ہے رات کو اس کے

یَسْتُرُہٗ رَبُّہٗ وَیُصْبِحُ یَکْشِفُ سِتْرَ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔

رب نے پردہ ڈالا اور وہ صبح کو اللہ کے پردے کو کھول رہا ہے۔

تشریحات ۲۶۴۲ گناہ کا ارتکاب بہرحال گناہ ہے مگر اس کا اعلان کرنا بھی گناہ ہے۔ بلکہ ارتکابِ گناہ سے بڑا گناہ ہے یہ گناہ کی اشاعت بھی ہے۔ اور نڈر ہونا بھی ہے۔

بَابُ الْھِجْرَۃِ صفہ ۸۹۷ مسلمان سے تعلقات منقطع کرنا۔

حدیث ۲۶۴۳ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ

مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے۔ دونوں ملاقات کریں تو یہ منھ پھیر

ثَلٰثِ لَیَالٍ فَیَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ ع

لے وہ منھ پھیرے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

تشریحات ۲۶۴۳ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی دنیوی بات پر آپس میں رنجش ہو گئی ہو لیکن اگر کسی دینی معاملے میں رنجش ہو تو جب تک اصلاح نہ ہو جائے میل کرنا جائز نہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ اِتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ وَمَا یُنْھٰی عَنِ الْکَذِبِ صفہ ۹۰۰

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کہ اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اور جو جھوٹ سے منع کیا گیا۔

حدیث ۲۶۴۴ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ع الاستئذان، باب السلام للمعرفۃ ص۹۲۱ مسلم، استئذان، ابوداؤد، استئذان، ترمذی، بر۔

قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِىْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِىْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ

نے فرمایا سچ نیکی تک پہنچاتا ہے اور نیکی جنت تک لے جاتی ہے ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے

لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِىْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ

یہاں تک کہ صدیق ہوجاتا ہے اور جھوٹ بدکاری تک پہنچاتا ہے بدکاری جہنم تک لے جاتی ہے اور ایک

الْفُجُوْرَ يَهْدِىْ اِلَى النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا ۔

شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے ۔

بَابُ الصَّبْرِ وَالْاَذٰى وَقَوْلِ اللّٰهِ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ص ۹۰۱

صبر اور تکلیف کا بیان اور اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کا بیان صبر کرنے والے اپنا بدلہ بغیر حساب پورا پائیں گے ۔

حدیث ۲۶۴۵

عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ اَوْ لَيْسَ شَيْئٌ اَصْبَرَ عَلٰى اَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ

نے فرمایا اللہ تعالےٰ سے زیادہ اذیت پر صبر کرنے والا کوئی نہیں لوگ اللہ تعالےٰ کے لیے

اِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهٗ وَلَدًا وَاِنَّهٗ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ ؏

اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں پھر بھی اللہ انہیں عافیت دیتا ہے اور روزی دیتا ہے ۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ ص ۹۰۱

جو لوگوں کے رو در رو عتاب نہ کرے ۔

حدیث ۲۶۴۶

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا صَنَعَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ

النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ

کیا جس میں رخصت پر عمل کیا کچھ لوگ اس سے الگ رہے یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی

؏ التوحید: باب قول اللہ انی انا الرزاق الخ ص ۱۰۹۷ ۔ مسلم: توبہ، نسائی: نعوت ۔

ذَالِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ قَالَ مَا

تو خطبہ دیا اللہ کی حمد کی پھر فرمایا کچھ لوگوں کا کیا حال ہے اس چیز سے بچتے

بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ فَوَاللهِ اِنِّي لَاَعْلَمُهُمْ بِاللهِ

ہیں جس کو میں کرتا ہوں بخدا میں ان لوگوں سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہوں

وَاَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً ۔عہ

اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں ۔

تشریحات ۲۶۴۴ ظاہر ہے کہ جو کام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کریں اس کے جواز میں کیا شبہہ پھر بھی کچھ لوگ جو الگ رہے انہوں نے شاید یہ تاثر دینا چاہا کہ ہمیں اللہ کی معرفت زیادہ ہے ہم اللہ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جلال آیا اور ان پر عتاب فرمایا۔

اگر کوئی شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذاتی طور پر اذیت پہنچاتا تو صبر فرماتے جیسا کہ گزرا۔ کہ ایک اعرابی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر کھینچا اتنی زور سے کہ چادر کا نشان گلوئے اقدس پر پڑ گیا مگر حضور نے صبر فرمایا۔ لیکن جب ایسی کوئی بات ہوتی جس کا تعلق دین سے ہوتا تو ضرور عتاب فرماتے تنبیہ فرماتے۔

بَابُ مَنْ اَكْفَرَ اَخَاهُ بِغَيْرِ تَاوِيْلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ ۔ صفحہ ۹۰۱ جس نے کسی کو بغیر تاویل کے کافر کہا تو وہ ویسا ہی ہے جیسے کہ کہا۔

توضیح یعنی کسی نے کسی اہل قبلہ کو بغیر اس کے کہ اس سے کوئی کفر صادر ہو یا ایسی بات صادر ہو جس میں کفر کا پہلو ہو، کافر کہے تو وہ خود کافر ہے لیکن اگر کسی مدعی اسلام سے کوئی کفر سرزد ہو یا ایسی بات سرزد ہو جس سے کفر ظاہر ہوتا ہو تو کہنے والا کافر نہ ہوگا پہلی صورت میں اگر کافر نہ کہے گا تو وہ خود کافر ہو جائے گا البتہ اس میں ایک تفصیل ہے کبھی کبھی بے پڑھے لکھے عوام بطور گالی کے کافر کہتے ہیں اس صورت میں کافر نہ ہوگا البتہ تعزیر کا مستحق ہوگا ہاں اگر اسے کافر اعتقاد کرکے کہے گا تو ضرور کافر ہو جائے گا۔

عہ الاعتصام: باب ما یکرہ من التعمق ۲/ ۱۰۸۴ مسلم: فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ نسائی: الیوم واللیلۃ۔

حدیث ۲۶۴۷

عَنْ أَبِی سَلَمَةَ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ أَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِیْهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کہے

یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهٖ أَحَدُهُمَا (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مِثْلَهٗ) ؎

اے کافر تو یہ ان میں سے ایک پر لوٹا

تشریحات ۲۶۴۷

یعنی جس کو کافر کہا واقعی وہ کافر ہے تو اس نے ٹھیک کہا لیکن اگر وہ واقع میں کافر نہیں تو کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ علامہ طیبی نے فرمایا کہ یہ حدیث مشکل حدیث میں سے ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ جس کو کافر کہا اس سے کوئی کفر سرزد نہیں ہوا تب تو طے ہے کہ کہنے والا کافر ہے دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس کو کافر کہا اس سے اس طرح کفر کا صدور ہوا جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں نہ تاویل قریب کی نہ تاویل بعید کی اور کفر کا صدور اس سے قطعی طور پر ثابت ہو جس میں کوئی شبہہ نہ ہو اور نہ قائل سے اس کفر سے توبہ مشہور ہو اس صورت میں جسے کافر کہا وہ یقیناً کافر ہے۔ اشکال اس صورت میں ہے کہ جسے کافر کہا اس سے کفر کا صدور ہوا۔ مگر اس میں تاویل بعید کی گنجائش ہے یا اس میں کوئی احتمال ہے مثلاً یہ کہ اس کفر کا صدور اس سے قطعی طور پر ثابت نہیں اس میں کچھ شبہہ ہے یا قائل کی توبہ مشہور ہے مگر اس حد تک نہیں کہ اس میں کوئی شبہہ نہ ہو ایسے شخص کو اگر کسی نے کافر کہا تو نہ قائل کافر اور نہ جسے کافر کہا وہ کافر، اس کی مثال حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے مکہ پر حملہ کی خبر خفیہ طریقے سے مکے والوں کو کرنی چاہی تھی۔ ایک مومن مخلص سے یہ بعید تھا کہ ایسی اہم خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مرضی مکے والوں کو کی جاتی اس کی ظاہر صورت دیکھ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافق کہا لیکن وہ مومن مخلص تھے نفاق یا کفر کی وجہ سے یہ نہیں کیا تھا بلکہ اپنے بچوں کی محبت میں ایسا کیا تو نہ وہ منافق ہوئے اور نہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اس کی دوسری مثال اس زمانہ میں یہ ہے کہ ایک واعظ نے اپنی تقریر میں کہا کہ قیامت کے دن اور لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں حساب دینے جائیں گے اور محبوبانِ بارگاہ حساب لینے جائیں گے

؎ مسلم، ایمان، ترمذی ایمان۔ مؤطا امام مالک کلام۔ مسند امام احمد ج ۲۔

یہ استفتا ایک بہت عظیم مفتی صاحب کے ہاں پیش ہوا جو واقعی مفتی تھے پوری جماعت ان کو معتبر مفتی مانتی ہے انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ واعظ کافر ہوگیا پھر یہی استفتا میرے یہاں آیا میں نے جواب لکھا کہ قائل کافر نہیں عرف عام میں حساب لینے کا ایک مطلب ہوتا مزدوری وصول کرنا مزدور بولتے ہیں حساب لینے جارہا ہوں، بولتے ہیں کہ مجھے پورا حساب مل گیا اس کی روشنی میں یہ تاویل ممکن ہے کہ قائل کی مراد یہ ہے کہ محبوبانِ بارگاہ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں اپنے اعمال حسنہ کا اجر حاصل کرنے جائیں گے یہاں نہ قائل کافر اور نہ سابق مفتی کافر۔ اسی قسم کی باتوں کو لے کر آج کل صلح کلی، دیوبندیوں کی تکفیر سے بھی بچتے ہیں لیکن یہ ان کا دھوکہ ہے کلمۂ کفر اگر ایسا ہے کہ کفری معنی میں متعین ہے اس کی کوئی تاویلِ قریب تو قریب بعید بھی ایسی نہیں جو اس کلمۂ کفر سے بچا سکے ایسی صورت میں تکفیر قطعی ہوگی دیوبندیوں کے وہ کلمات کفر جن کی بنا پر حسام الحرمین میں ان کی تکفیر کی گئی ہے ایسے ہی ہیں کہ وہ کفری معنی میں متعین ہیں ان کی کوئی ایسی تاویل نہیں جو ان کو کفر سے بچا سکے تقریباً ایک صدی سے ان کی تکفیر ہو رہی ہے قائلین کی حیات میں بھی ان کی تکفیر ہوئی مگر قائلین بھی اپنے ان کلماتِ کفریہ کا ایسا معنیٰ نہیں بتا سکے جو کفر نہ ہو اور جو معنی بتاتے ہیں وہ ان عبارتوں کے معنی نہیں وہ ان کلمات کی تغیر و تحریف ہے جس کا مفصل بیان میں نے "منصفانہ جائزہ" میں کر دیا ہے۔ ناظرین اس کو ضرور پڑھیں۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا۔

جو شخص اسے کافر کہنے کو جائز نہیں جانتا جس نے تاویل کی بنا پر یا لاعلمی کی بنا پر کچھ کہا۔ صفحہ ۹۰۱

حدیث ۲۶۴۸	عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ
	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ
	يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ
	تعالیٰ عنہ کو کچھ سواروں میں دیکھا اور وہ اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ ؏
	نے پکارا سنو بیشک اللہ تم کو منع کرتا کہ اپنے باپ دادا کی قسم کھاؤ اب جو قسم کھائے تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

۲۶۴۸

تشریحات: چونکہ اس وقت باپ دادا کے نام کی قسم کھانے کی ممانعت نہیں ہوئی تھی یا ہوئی

؏ مسلم، نذور

تھی مگر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا علم نہیں تھا اس لیے وہ معذور تھے یہ حکم ابتدائے اسلام کا تھا اور اب دار الاسلام میں لاعلمی عذر نہیں۔

بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ

غصے سے بچنا

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ.

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اور وہ لوگ جو گناہ کبیرہ اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں وہ لوگ جو فراخی اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

صفحہ ۹۰۳

حدیث ۲۶۴۹

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ عہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پچھاڑنے سے کوئی طاقت ور نہیں ہوتا طاقت ور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔

حدیث ۲۶۵۰

عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِىْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ عہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وصیت کیجیے فرمایا غصہ مت کر اس نے بار بار لوٹایا فرمایا غصہ مت کر۔

عہ مسلم، ادب عہ ترمذی، بر۔

تشریحات ۲۶۵۰ غالبًا یہ صاحب بہت غصے والے تھے اس لیے ان کو اس کی وصیت فرمائی مطلب یہ ہے کہ بلا وجہ غصہ نہ کرو اس سے صحت پر بھی اثر پڑتا ہے اور دماغ پر بھی، غصہ میں کبھی کبھی بہت غلط کام ہو جاتے ہیں لیکن کسی سبب پر غصہ فطری چیز ہے اسے کون روک سکتا ہے۔

بَابُ الْحَيَاءِ صفہ ۹۰۳ حیا کا بیان۔

حدیث ۲۶۵۱

عَنْ اَبِى السَّوَّارِ الْعَدَوِىِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ رَضِىَ
عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَاتِىْ
حیاء بھلائی ہی لاتی ہے تو بشیر بن کعب نے کہا حکمت میں
اِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ مَكْتُوْبٌ فِى الْحِكْمَةِ اِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ
لکھا ہوا ہے کہ حیاء سے وقار ہے اور حیاء سے سکینہ ہے تو ان سے عمران نے کہا
وَقَارًا وَاِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِيْنَةً فَقَالَ لَهٗ عِمْرَانُ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ
میں تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِىْ عَنْ صَحِيْفَتِكَ ۔
اور تو اپنے صحیفے کی بات سناتا ہے۔

تشریحات ۲۶۵۱ بُشیر بن کعب تابعی ہیں حضرت عمران کے خفا ہونے کا سبب یہ تھا کہ ایک مسلمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کافی ہے اس کے بعد کسی صحیفے اور کتاب دیکھنے کی حاجت نہیں لیکن علامہ ابن حجر نے ابو قتادہ عدوی کی جو روایت کی اس کے اخیر میں یہ ہے وفیہ ضعفٌ اور حیاء میں کمزوری ہے ظاہر ہے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیاء خیر ہی لاتی ہے اب اس کے بالمقابل یہ کہنا کہ حیاء میں کمزوری ہے یقینًا غصہ کی بات ہے۔

بَابُ الْاِنْبِسَاطِ اِلَى النَّاسِ ۔ صفہ ۹۰۵ لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ساتھ ملاقات کرنا۔

ت ۷۵۰

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ خَالِطِ النَّاسَ وَدِيْنَكَ لَا تَكْلِمَنَّهُ وَالدُّعَابَةِ مَعَ الْاَهْلِ.

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگوں سے ملو جلو اور اپنے دین کو بچائے رہو اور اہل کے ساتھ خوش طبعی کرنا۔

حدیث ۲۶۵۲

حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلَ لِاَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ ؏

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے ملتے جلتے تھے یہاں تک کہ میرے ایک چھوٹے بھائی سے کہتے یا ابا عُمَیر نُغَیر کیا ہوا

تشریحات ۲۶۵۲

عُمَیر عمرو کی تصغیر ہے یہ حضرت ابو طلحہ انصاری کے صاحبزادے تھے اِن کا نام زید بن سہل تھا۔ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں یہ حضرت انس کے اخیافی بھائی تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں انتقال کر گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے خوش طبعی کی باتیں کرتے تھے انہوں نے ایک چھوٹی چڑیا جسے نُغَر کہتے تھے پال رکھا تھا اس کے بارے میں ان سے پوچھتے اے ابا عُمیر نُغیر کیا ہوئی۔ نُغَیر نُغَر کی تصغیر ہے جس کی چونچ سرخ ہوتی ہے اور آواز بہت اچھی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنا جائز ہے، نیز مدینہ طیبہ کے حرم کا وہ حکم نہیں جو مکہ معظمہ کا ہے۔ مدینہ طیبہ کے جنگلی جانوروں کو پکڑنا اور پالنا جائز ہے۔

تنبیہ: کچھ لوگوں نے اس حدیث پر یہ کہا کہ محدثین بعض ایسی روایتوں کو بھی روایت کر دیتے ہیں جس میں کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا جیسا کہ یہ حدیث ہے علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ بعض علماء نے اس حدیث سے ساٹھ مسائل اخذ کیے ہیں۔ فتح الباری میں سب کو ذکر فرمایا اور اپنی طرف سے بھی زیادتی کی۔

؏ باب الکنیۃ للصبی ص۹۱۵ مسلم، صلوٰۃ، استیذان، فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ترمذی، صلوٰۃ بر، نسائی: الیوم واللیلۃ، ابن ماجہ: ادب۔

حدیث ۲۶۵۳

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيْ عہ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں کے ساتھ کھیلتی اور میری کچھ سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں (اور جب حضور باہر تشریف لے جاتے) حضور ان کو میرے پاس بھیج دیتے تو وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

تشریحات ۲۶۵۳ "العب بالبنات" یہاں بنات سے مراد چھوٹی چھوٹی بچیوں کی تصویریں ہیں جن کے ساتھ بچے کھیلتے ہیں اور اس کا بھی احتمال ہے کہ بنات اپنے حقیقی معنی میں ہو اور مراد چھوٹی بچیاں ہوں۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ ص۹۰۵ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا۔

ت ۷۵۱

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّا لَنَكْشِرُ فِيْ وُجُوْهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوْبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم بہت سے لوگوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں اور ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

بَابُ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ ص۹۰۵ مومن ایک سوراخ سے کبھی دوبار نہیں ڈسا جائے گا۔

ت ۷۵۲

وَقَالَ مُعٰوِيَةُ لَا حِلْمَ إِلَّا عَنْ تَجْرِبَةٍ۔

اور معاویہ نے کہا بردباری نہیں مگر تجربہ سے۔

حدیث ۲۶۵۴

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عہ مسلم: فضائل۔

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

بَابُ مَا یَجُوْزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا یُکْرَہُ مِنْہُ

وَقَوْلِہٖ تَعَالٰی. وَالشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُہُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّہُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّہِیْمُوْنَ ہ وَاَنَّہُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

ص ۹۰۷

شعر اور رجز اور حدی میں کیا جائز ہے اور کیا مکروہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تشریح ـــ اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کے کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

توضیح شعر وہ کلام ہے جو قصداً موزوں اور مقفیٰ کیا گیا ہو اور رجز شعر کی ایک خاص قسم کو کہتے جس میں شاعر اپنے یا اپنے باپ دادا کے کارناموں کو فخریہ بیان کرے یا اپنی عظمت ظاہر کرے۔

حُدی۔ اونٹ کو چلانے کے لیے جو گانا گایا جائے ـــ سب سے پہلے حدی مضر بن نزار بن مُعَدّ بن عدنان کے غلام نے کہی تھی۔ قصہ یہ ہوا کہ ایک بار مضر کے اونٹ چلنے میں سستی کرنے لگے کہ یہ غلام مضر کے اونٹوں میں تھا اور اس نے کچھ کمی کی تو مضر نے اس کے ہاتھ پر مارا وہ تکلیف میں کہنے لگا یَا یَدَیَاہُ یَا یَدَیَاہُ اس کی آواز بہت اچھی تھی یہ سن کر اونٹ تیز چلنے لگے۔ یہیں سے حدی کی ابتدا ہوئی۔

شعر اچھے بھی ہوتے ہیں خراب بھی ہوتے ہیں اگر شعر میں کفریہ فسقیہ مضمون ہوں یا مسلمانوں کی ہجو ہو تو وہ حرام ہیں لیکن حمد و نعت ہو مسلمانوں کی مدح ہو یا اچھے کام کی ترغیب ہو تو اچھے ہیں۔

ت ۷۵۳ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّہِیْمُوْنَ فِیْ کُلِّ لَغْوٍ یَّخُوْضُوْنَ

ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں ـــ (یعنی لغو کاموں میں مشغول رہتے ہیں)

حدیث ۲۶۵۵

اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ یَغُوْثَ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ اَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکْمَۃً۔

عبد الرحمٰن ابن اسود بن عبد یغوث نے خبر دی کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک بعض شعر حکمت ہیں۔

تشریحات ۲۶۵۵

حکمت کے معنی دانائی اور عقلمندی کے ہیں مراد یہ ہے کہ بعض شعر واقعہ کے مطابق حق ہوتے ہیں اور اس میں دانائی کی بات ہوتی ہے ایسے اشعار جن میں جاہلیت کی باتیں ہوں پڑھنا منع ہے لیکن قرآن و حدیث کے لغات جاننے کے لیے ان کو پڑھنا یاد رکھنا مستحسن ہے۔ متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے کہ وہ زمانۂ جاہلیت کے اشعار پڑھتے تھے سنتے تھے ان سب کا محمل یہی ہے ــــ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے اشعار جس میں حمد و نعت ہو صحابہ کرام یا علماء کرام یا اولیاء اللہ کی مدح ہو دینی باتوں کی ترغیب ہو ان کا کہنا بھی جائز سننا بھی جائز ہے پڑھنا بھی جائز اور جن اشعار میں فسق ہو کفر ہو بے حیائی ہو جو شہوانی جذبات برانگیختہ کرنے والے ہوں ان کا کہنا بھی حرام پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام۔

حدیث ۲۶۵۶

عَنْ اَبِیْ قِلَابَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِہٖ وَمَعَھُنَّ اُمُّ سُلَیْمٍ فَقَالَ وَیْحَکَ یَا اَنْجَشَۃُ رُوَیْدَکَ سَوْقَکَ بِالْقَوَارِیْرِ قَالَ اَبُوْ قِلَابَۃَ فَتَکَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ لَوْ تَکَلَّمَ بَعْضُکُمْ لَعِبْتُمُوْھَا قَوْلَہٗ سَوْقَکَ بِالْقَوَارِیْرِ۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لائے اور ان کے ساتھ ام سلیم بھی تھیں تو فرمایا خرابی ہو تیرے لیے اے انجشہ۔ شیشیوں کے ہانکنے کو چھوڑ دے! ابو قلابہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بات کہی اگر تم میں کا بعض کہتا تو اس کو تم لوگ عیب سمجھتے یعنی حضور کا یہ فرمانا (شیشیوں کا چلانا)

---

[1] مسلم، فضائل، نسائی الیوم واللیل، کتاب الادب باما جاء فی قول لرجل ویلک۔ باب من دعا صاحبہ فنقص من اسمہ حرفا صـ۹۱۵ باب معاریض مندوحۃ عن الکذب صـ۹۱۶ دو طریقے سے بلکہ تین طریقے سے۔

تشریحات ۲۶۵۶
یہ واقعہ خیبر کا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک حبشی غلام تھے جن کا نام انجشہ تھا وہ بہت شیریں آواز تھے اور حدی پڑھ رہے تھے جس کے اثر سے اونٹ مست ہو کر تیزی سے چل رہے تھے اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا دو مطلب ہو سکتا ہے کہ اونٹ بہت تیز چل رہے ہیں عورتیں نازک بدن ہوتی ہیں اس لیے حدی بند کرو، دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہاری آواز بہت شیریں ہے مناسب نہیں کہ عورتیں سنیں۔

بَابُ مَا یُکْرَہُ اَنْ یَّکُوْنَ الْغَالِبُ عَلَی الْاِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰی یَصُدَّہٗ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْاٰنِ صفحہ ۹۰۹

مکروہ یہ ہے کہ انسان پر غالب شعر ہو یہاں تک کہ اس کو اللہ کے ذکر اور علم اور قرآن سے روک دے۔

توضیح یہاں شعر سے مراد ایسے اشعار ہیں جو اللہ کے ذکر اور دینی باتوں سے خالی ہوں۔

حدیث ۲۶۵۷
عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ یَّمْتَلِیَٔ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمْتَلِیَٔ شِعْرًا

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ شعر سے بھرے۔

حدیث ۲۶۵۸
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّمْتَلِیَٔ جَوْفُ الرَّجُلِ قَیْحًا حَتّٰی یَرِیَہٗ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّمْتَلِیَٔ شِعْرًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے حتیٰ کہ اسے بیمار ڈال دے اس کے لیے بہتر ہے اس سے کہ شعر سے بھرے۔

تشریحات ۲۶۵۸
اس سے مراد ایسے اشعار ہیں جو واہیات خرافات پر مشتمل ہوں یا پھر ایسا انہماک مراد ہے کہ اللہ کے ذکر اور دینی باتوں سے تعلق باقی نہ رہے۔

بَابُ عَلَامَۃِ الْحُبِّ فِی اللّٰہِ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ صفحہ ۹۱۱

اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔

حدیث ۲۶۵۹

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا یَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔ [1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ایک شخص ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن اس سے ملاقات نہیں کر سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

تشریحات ۲۶۵۹

یہاں تین احتمالات ہیں ایک یہ کہ بندہ اللہ سے محبت کرے بندہ محب ہو اللہ محبوب۔ دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل کسی بندے سے محبت کرے اللہ محب ہو بندہ محبوب۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص کسی دینی پیشوا یا دین دار شخص سے دین کے لیے محبت کرے جس میں ریا وسمعہ اور دنیوی غرض کی آلائش نہ ہو، حدیث تینوں صورتوں کو شامل ہے۔

بَابُ لَا یَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِیْ ص ۹۱۳

یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا۔

حدیث ۲۶۶۰

عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ خَبُثَتْ نَفْسِیْ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِیْ رُوِیَ عَنْ سَهْلٍ مِثْلُهٗ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی یہ نہ کہے کہ "خَبُثَتْ نَفْسِیْ" لیکن کہے "لَقِسَتْ نَفْسِیْ"۔

تشریحات ۲۶۶۰

جب آدمی کسی وجہ سے سست کبیدہ ہوتا ہے اور کسی کام کو کرنے کا اس کا جی نہیں چاہتا اور اُسے کچھ اچھا نہیں لگتا۔ اُس وقت عرب والے بولتے تھے "خَبُثَتْ نَفْسِیْ" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اس لیے کہ خبیث زیادہ تر باطل اعتقاد جھوٹی بات بُرے افعال حرام اور بری صفات پر بولا جاتا ہے فرمایا اس کے بجائے کہے "لَقِسَتْ نَفْسِیْ" اور یہ ممانعت تنزیہہ کے لیے ہے اس لیے کہ

---

[1] اسی کے متصل تین طریقے سے۔

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو نماز فجر کے وقت نہ اُٹھے فرمایا أَصْبَحَ خَبِيْثُ النَّفْسِ كَسْلَانَ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ کرم مومن کا دِل ہے۔

صد ۹۱۳

توضیح اس کے پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزری کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انگور کے درخت کو کرم نہ کہو۔ پھر ان ہی سے دوسری حدیث آرہی ہے کہ کرم مومن کا دل ہے۔ ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ عرب انگور کی بیل کو بھی کَرْم کہتے تھے اور انگور سے جو شراب تیار کی جاتی تھی اس کو بھی کَرْم کہتے تھے اس لیے کہ وہ سخاوت اور کَرَم پر ابھارتی تھی۔ شارع نے انگور کے بیل کو کرم کہنے سے اس لیے منع فرمایا کہ اس سے شراب کی یاد آجائے گی اور اس کا شوق لوگوں کے دل میں پیدا ہو جائے گا فرمایا کہ مؤمن کا دل سب سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو کرم کہا جائے اس لیے کہ وہ کرم سخاوت، تقویٰ نور، اور ہدایت کا منبع ہے۔

وَقَدْ قَالَ إِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِيْ يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَقَوْلِهٖ إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔

اور فرمایا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن خالی ہاتھ رہے اور جیسے حضور کا ارشاد ہے پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو۔

كَقَوْلِهٖ لَا مَلِكَ إِلَّا اللّٰهُ فَوَصَفَهٗ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوْكَ أَيْضًا

اور جیسے حضور کا ارشاد سوائے اللہ کے کوئی بادشاہ نہیں تو اللہ کا یہ وصف بیان کیا کہ انتہائے

فَقَالَ إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً أَفْسَدُوْهَا۔

ملک اسی تک ہے پھر ملوک کا تذکرہ بھی فرمایا پس فرمایا کہ بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں

امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ یہ جو فرمایا کہ کرم صرف مومن کا دل ہے یہ علی سبیل الادعا ہے یعنی حقیقت میں مومن کا دل ہی کرم کہلانے کے لائق ہے جیسے بادشاہ حقیقی اللہ عزوجل ہے اور مجازاً دوسرے پر بھی اطلاق آیا ہے اور یہ ممانعت بھی تنزیہا ہے۔

حدیث ۲۶۶۱

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَقُوْلُوْنَ الْکَرْمُ اِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

نے فرمایا لوگ انگور کو کرم کہتے ہیں، کرم صرف مومن کا دل ہے۔

بَابُ اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ یَا بُنَیَّ۔ صفہ ۹۱۴

اللہ تعالیٰ کو کون نام بہت زیادہ پسند ہے اور کسی کا اپنے ساتھی سے کہنا اے بیٹے۔

حدیث ۲۶۶۲

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک شخص کے یہاں لڑکا پیدا

الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نُکَنِّیْکَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا کَرَامَةَ فَاَخْبَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی

ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے کہا ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور یہ عزت تم کو نہیں دیں

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِّ ابْنَکَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ عہ

گے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر کی گئی تو فرمایا اپنے لڑکے کا نام عبدالرحمٰن رکھ۔

تشریحات ۲۶۶۲

باب کے ضمن میں جو حدیث ذکر کی ہے اس سے باب کا ثبوت نہیں ہوتا البتہ مسلم میں روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کو یہ نام زیادہ پسند ہیں عبداللہ، عبدالرحمٰن، اس حدیث کو اس حدیث سے ملایا جائے تو کسی طرح کچھ مناسبت پیدا ہو جائے گی۔ مثلاً یوں کہا جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ اور عبدالرحمٰن ان اسماء میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔

قرآن مجید میں لفظ عبد کی اسماء حسنیٰ میں سے صرف دو کی طرف اضافت ہے اللہ کی طرف اور رحمٰن کی طرف اور فرمایا وأنه لما قام عبد الله يدعوه۔ اور فرمایا۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ، اسی کے حکم میں وہ تمام اسماء ہیں جس میں عبد کی اضافت اسماء حسنیٰ

عہ باب قول النبی سموا باسمی الخ صفہ ۹۱۴۔ دو طریق سے۔ باب من سمّی باسماء الانبیاء صفہ ۹۱۴۔ مسلم: استیذان۔

کی طرف ہو۔ مگر باب کے دوسرے جزسے اس حدیث کو کوئی مناسبت نہیں۔

بَابُ اِسْمِ الْحَزْنِ ص ۹۱۴ حزن نام رکھنے کا بیان۔

حدیث ۲۶۶۳ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَاهُ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا اُغَيِّرُ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ الْحُزُوْنَةُ فِيْنَا بَعْدُ عہ

حضرت سعید ابن مسیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد (یعنی مسیب کے باپ) حزن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے انہوں نے کہا حزن فرمایا تو سہل ہے انہوں نے کہا میں وہ نام نہیں بدلوں گا جو میرے باپ نے رکھا ہے ابن مسیب نے کہا اس کے بعد ہم میں حزونۃ ہمیشہ رہی۔

تشریحات ۲۶۶۳ سعید بن مسیب تابعین میں سے ہیں قریب قریب چالیس صحابہ سے حدیث روایت کی ہے حضرت فاروق اعظم کی خلافت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور ۹۴ھ میں وصال فرمایا اُن کے والد مسیب صحابی ہیں اور اصحاب شجرہ میں سے ہیں اور ان کے والد حزن قریشی صحابی ہیں۔ یہ مہاجرین میں سے ہیں۔ قریش کے رؤسا میں سے ہیں۔

حزونۃ :۔ حزن کہتے ہیں پتھریلی سخت زمین کو۔ حضرت سعید بن مسیب کے قول میں حُزُن سے مراد سختی ہے یعنی کج خلقی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ نام بدلنا استحباباً تھا۔ اور بطور تفاؤل کسی کے نام رکھنے میں معنی لغوی کے ساتھ مناسبت کا لحاظ نہیں ہوتا اور اس واقعہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات نہ ماننے کا اثر پڑا۔

بَابُ تَحْوِيْلِ الْاِسْمِ اِلَى اِسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ ص ۹۱۴ کسی نام کو پہلے والے کے بہ نسبت اچھے نام سے بدلنا۔

توضیح یعنی کوئی نام ناپسندیدہ ہو یا مہمل تو بدل کر کوئی اچھا نام اس کا رکھا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب کسی کا بُرا نام سنتے تو بدل کر اس سے اچھا نام رکھ دیتے۔ اور فرمایا تم لوگ قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپ کے نام کے ساتھ پکارے جاؤ گے۔ تو اپنے نام اچھے رکھو۔ طبری نے کہا کسی کو یہ لائق نہیں کہ ایسا

عہ باب تحویل الاسم الی الاسم الخ ص ۹۱۴۔

نام رکھے کہ اس کا معنی برا ہو اور نہ ایسا نام رکھے جس سے بڑائی اور مدح نکلتی ہو۔

حدیث ۲۶۶۴

عَنْ سَهْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ منذر بن ابی اسید جب پیدا ہوئے

إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهِ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہیں لایا گیا۔ لانے والے نے ان کو حضور کی ران پر رکھا اور ابو اسید

جَالِسٌ فَلَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُوْ أُسَيْدٍ

بیٹھے تھے سامنے کی کسی چیز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشغول ہو گئے تو ابو اسید نے اپنے لڑکے کے بارے میں حکم دیا

بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے اٹھا لیے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی مشغولیت سے فارغ ہوئے تو پوچھا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ

بچہ کہاں ہے ابو اسید نے کہا کہ ہم نے اس کو لے لیا یا رسول اللہ! دریافت

أَقْلَبْنَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ وَلٰكِنِ اسْمُهُ مُنْذِرٌ

فرمایا اس کا کیا نام ہے انہوں نے کہا فلاں فرمایا لیکن اس کا نام منذر ہے تو

فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ [۱]

اس دن ان کا نام حضور نے منذر رکھا۔

تشریحات ۲۶۶۴

یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ ان کے باپ نے ان کا نام کیا رکھا تھا ظاہر ہے کہ کوئی اچھا نام نہیں رہا ہوگا اسی لیے حضور نے بدل کر منذر رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام منذر اس لیے رکھا تھا کہ اسی قبیلے کے منذر بن عمرو سہل بن سعد ساعدی خزرجی ایک مشہور صحابی تھے

حدیث ۲۶۶۵

عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ زَيْنَبَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زینب کا نام برّہ تھا تو

[۱] مسلم، ادب

كَانَ اِسْمُهَا بَرَّةَ وَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ ؎

کہا گیا کہ وہ اپنے آپ کو ستھرا جتا رہی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا۔

تشریحات ۲۶۶۵ یہ زینب یا تو ام المومنین زینب بنت جحش تھیں یا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیبہ زینب بنت ابو سلمہ تھیں۔

برّہ کے معنی ہیں نیک تو اپنا نام لے کر اس نام والا فخریہ کہہ سکتا ہے میں نیک ہوں میرا نام ہی برّہ ہے۔

بَابُ مَنْ سَمّٰى بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ ص ۹۱۴ جس نے انبیاء کے نام پر نام رکھا۔

حدیث ۲۶۶۶ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قُلْتُ لِابْنِ اَبِي اَوْفٰى رَاَيْتَ اِبْرَاهِيمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ۔

اسماعیل نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا تھا فرمایا ان کا بچپنے ہی میں وصال ہو گیا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا مقدر ہوتا تو ان کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث ۲۶۶۷ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ۔

عدی بن ثابت سے روایت ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اس کے لیے ایک دایہ ہے جو انہیں دودھ پلائے گی۔

تشریحات ۲۶۶۷ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سولہ ۱۶ مہینے یا اٹھارہ ۱۸ مہینے کی عمر میں

؎ مسلم۔ استیذان ابن ماجہ، ادب۔

انتقال ہوا تھا ــــ بلکہ ایک روایت یہ ہے کہ صرف سترہ دن زندہ رہے، حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ چونکہ ایامِ رضاعت میں فوت ہوئے تھے اس لیے جنت میں ان کے لیے ایک دایہ ہے جو مدت رضاعت پوری ہونے تک انہیں دودھ پلائے گی ــــ حدیث کو باب سے مناسبت یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے کا نام حضرت ابراہیم کے نام پہ رکھا۔

بَابُ اَبْغَضِ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى — اللہ تعالیٰ کو سب سے مبغوض نام۔ ص ۹۱۶

حدیث ۲۶۶۸	عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ
	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت
	وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ ۔
	کے دن تمام ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل اس شخص کا نام ہے جس نے اپنا نام شہنشاہ رکھا۔

تشریحات ۲۶۶۸ دوسری روایت میں اخنع ہے اس کے معنیٰ بھی ہے سب سے زیادہ ذلیل سفیان نے ملک الاملاک کا ترجمہ شاہان شاہ کیا ہے حالانکہ ہونا چاہیے شاہ شاہاں شاید گلستاں بوستاں کی طرح اس میں اضافت مقلوبی ہو۔

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ ص ۹۱۹ — چھینکنے والے کو حمد کرنا۔

حدیث ۲۶۶۹	حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو صاحبوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
	عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدُهُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ
	خدمت میں چھینک آئی ان میں سے ایک صاحب نے دعاءِ خیر کی اور دوسرے نے نہیں کی حضور سے عرض کیا گیا
	الْاٰخَرُ فَقِیْلَ لَهُ فَقَالَ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ یَحْمَدْ [۱]
	تو حضور نے فرمایا اس نے اللہ کی حمد کی اور اس نے نہیں کی۔

[۱] باب لا یشمت العاطس اذا لم یحمد اللہ ص ۹۱۹۔ مسلم آخر کتاب، ابوداؤد، ادب، ترمذی، استیذان، نسائی یوم ولیلۃ، ابن ماجہ، ادب۔

تشریحات ۲۶۶۹ یہ دونوں صاحبان عامر بن طفیل اور ان کے بھتیجے تھے جیسا کہ طبرانی نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

تشمیت کے معنی عرف میں چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا ہے۔ مگر یہاں مطلقاً دعاء خیر کے معنی میں ہے۔ چھینک صحت کے لیے ستہ ضروریہ میں سے ایک ہے۔ چھینک آنے سے فاسد رطوبت باہر نکل جاتی ہے اس لیے چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنے کا حکم ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ ص ۹۱۹
چھینک پسندیدہ ہے اور جماہی ناپسندیدہ۔

حدیث ۲۶۷۰ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ
اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جماہی کو ناپسند فرماتا ہے جب کوئی چھینکے اور اللہ کی حمد کرے تو

عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يُشَمِّتَهُ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ
ہر سننے والے مسلمان پر واجب ہے کہ اسے جواب دے لیکن جماہی تو یہ شیطان کی طرف سے ہے جہاں تک ہو سکے

فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِذَا قَالَ هَاءَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.
اسے روکے۔ جماہی لینے والا جب ھاء کرتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

بَابُ اِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ ص ۹۱۹
جب کوئی چھینکے تو کیسے جواب دیا جائے۔

حدیث ۲۶۷۱ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ
کوئی چھینکے تو کہے الحمد للہ اور اس کا بھائی یا ساتھی کہے یرحمک اللہ اور جب وہ یرحمک اللہ کہے تو

اَوْ صَاحِبُهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ شَانَكُمْ.
چھینکنے والا کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم بال کے معنی شان اور حالت کے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاستیذان ص ۹۱۹

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ
اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں
بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ
نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو۔ یہ تمہارے لیے
تَذَکَّرُوْنَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ
بہتر ہے کہ تم دھیان کرو پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے
لَکُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو یہ تمہارے لیے بہت ستھرا ہے۔ اللہ
عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْکُوْنَۃٍ فِیْھَا
تمہارے کاموں کو جانتا ہے اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں
مَتَاعٌ لَّکُمْ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ ۝ (نور ع ۲۹-۲۷)
اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

توضیح حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا" یعنی ان سے اذن طلب کر لو اُبی اور ابن عباس اور اعمش کی قراءت تَسْتَاْنِسُوْا ہی ہے اور آیت میں تقدیم و تاخیر ہے ہونا یہ چاہیے تھا کہ تسلموا علیٰ اھلھا و تستانسوا سلام کے بعد گھر میں جانے کے لیے

بہتر یہی ہے کہ صراحۃً اذن طلب کرلیا جائے لیکن کھنکھار لینا یا ایسا کوئی فعل کرنا جس سے گھر والے سمجھ جائیں کہ سلام کرنے والا اندر آرہا ہے استیذان کے قائم مقام ہے۔ ابن ابی حاتم نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ سلام ہے استیناس کیا ہے فرمایا کہ آدمی تسبیح پڑھ لے تکبیر پڑھ لے ــــــ کھنکھار لے۔ طبری نے بطریق قتادہ روایت کیا کہ استیذان تین بار ہے پہلا اس لیے تاکہ سنے۔ دوسرا اس لیے کہ تیار ہو جائے، تیسرا اس لیے کہ چاہے تو اجازت دے چاہے تو لوٹا دے۔ بیوتا غیر مسکونۃ سے مراد ایسے مکانات ہیں جو خالی پڑے رہتے ہیں۔ اس میں اجازت عام ہوتی ہے جس کا جی چاہے اس میں ٹھہرے۔

ت ۷۵۴

وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ إِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُورَهُنَّ وَرُءُوسَهُنَّ قَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ عَمَّنْ لَا تَحِلُّ لَهُمْ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ النَّظَرُ إِلَى مَا نُهِيَ عَنْهُ.

سعید بن ابو الحسن نے امام حسن بصری سے کہا کہ عجم کی عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھولے رہتی ہیں فرمایا اپنی نظر کو ان سے پھیر لے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان" مومنوں سے فرمادو اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں" ــــ قتادہ نے کہا یعنی ان لوگوں سے جو ان کیلئے حلال نہیں اور (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) مومن عورتوں سے فرمادو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔" خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ" سے مراد ایسی چیز دیکھنا ہے جسے دیکھنا منع کیا گیا۔

تشریحات ۷۵۴

یہ سعید بن ابی الحسن حضرت امام حسن بصری کے بھائی ہیں۔

توضیح

ارشاد ہے" يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ" (مومن ۱۹) اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس کے طریقے سے روایت کیا کہ یہ وہ شخص ہے جو کسی خوب صورت عورت کی طرف دیکھتا ہے اور جب یہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی ہم کو دیکھ رہا ہے تو نظر نیچی کر لیتا ہے ـــ اللہ جانتا ہے کہ اس کی خواہش

یہ ہے کہ اگر اس کو قدرت ہو جائے تو زنا کرے۔

ت ۷۵۵
وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ إِلَى اللَّتِي لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ صَغِيرَةً ٥

امام زہری نے فرمایا کہ نابالغ بچیوں کے بھی ایسے اعضا کو دیکھنا درست نہیں جنہیں دیکھنے کی خواہش ہو اگرچہ وہ چھوٹی ہوں۔

تشریح ۷۵۵
اسی لیے ابن قاسم نے کہا کہ مرد کو یہ جائز نہیں کہ چھوٹی اجنبیہ بچی کو غسل دے۔

ت ۷۵۶
وَكَرِهَ عَطَاءٌ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِي اللَّتِي يُبَعْنَ بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ أَنْ يَشْتَرِيَ.

اور امام عطا نے ان لونڈیوں کو دیکھنا مکروہ جانا جو مکہ میں بیچی جاتی ہوں مگر یہ کہ ان کے خریدنے کا ارادہ رکھتا ہو

بَابُ تَسْلِيمِ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ ص ۹۲۱ تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

حدیث ۲۶۷۲
عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ ع

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو

بَابُ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي ص ۹۲۱ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔

ع ترمذی، استیذان۔

حدیث ۲۶۷۳

اِنَّہٗ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّہٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑا زیادہ کو ۔

بَابُ الْاِسْتِیْذَانِ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ ص ۹۲۲ استیذان دیکھنے سے بچنے کی وجہ سے ہے ۔

حدیث ۲۶۷۴

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اِطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ اَوْ بِمَشَاقِصَ فَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ یَخْتِلُ الرَّجُلَ لِیَطْعَنَہٗ ۔ عہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی حجرے کے سوراخ سے جھانکا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے پاس تیر کا ایک پھل یا کئی پھل لے کر آئے گویا میں حضور کو دیکھ رہا ہوں کہ اس شخص کو گھونپ دیں گے ۔

تشریحات ۲۶۷۴ یہ شخص حکم بن ابی العاص مروان کا باپ تھا۔ یہ شخص اگرچہ فتح مکہ کے موقعہ پر کلمہ پڑھ چکا تھا۔ مگر اس کی حرکات ایسی تھیں جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ واقعی مسلمان نہیں ہوا ہے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نقلیں اتارتا۔ اسے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو طائف جلاوطن کر دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ جھانکنے والے کا نام سعد تھا۔ بغیر نسبت کے ۔

عہ الدیات؛ باب من اخذ حقہ الخ ص ۱۰۱۷ ۔ وباب من اطلع فی بیت قوم الخ ص ۱۰۲۰ مسلم؛ استیذان۔ ابوداؤد؛ ادب۔

بَابُ زِنَی الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ — شرم گاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کا زنا۔

صفحہ ۹۲۲

حدیث ۲۶۷۵

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اَشْبَہَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ حَظَّہٗ مِنَ الزِّنٰی اَدْرَکَ ذَالِکَ لَا مُحَالَۃَ فَزِنَی الْعَیْنِ النَّظَرُ وَزِنَی اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَھِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذَالِکَ وَیُکَذِّبُہٗ ع

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے لَمَم کے جو معنی بتائے ہیں اس سے بہتر اور کچھ میں نہیں جانتا فرمایا اللہ تعالیٰ نے بنی آدم پر اس کے زنا کا حصہ لکھ دیا ہے اس کو وہ ضرور پائے گا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور نفس آرزو کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے اور تکذیب کرتی ہے۔

تشریحات ۲۶۷۵

ارشاد ہے اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ (نجم ۳۲) وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رُک گئے۔ اس آیۂ کریمہ میں لَمَم سے کیا مراد ہے اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سب سے عمدہ وہ ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے یعنی اجنبیہ کو بُری نظر سے دیکھنا اور بُری باتیں کرنا۔ بعض علما نے فرمایا کہ اس سے مراد گناہ صغیرہ ہیں ۔ نظر بد اور کلام حرام پر زنا کا اطلاق مجازاً ہے۔ اس علاقے سے کہ یہ سب دواعی زنا ہیں۔ ایک جاہلی شاعر نے کہا ہے۔

نَظْرَۃٌ فَتَبَسُّمٌ فَسَلَامٌ فَکَلَامٌ فَمَوْعِدٌ ثُمَّ اللِّقَاءُ — دیکھنا ہے پھر مسکرانا ہے پھر سلام کرنا ہے، پھر بات کرنا ہے، پھر وعدہ لینا ہے پھر ملاقات کرنا ہے۔

حضرت ملا جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ع القدر: باب قول اللہ وحرام علی قریۃ الخ صفحہ ۹۷۸

چوں بوید بوئے گل خواہد کہ بیند
جب پھول کی خوشبو سونگھتا ہے تو دیکھنا چاہتا ہے
چوں بیند روئے گل خواہد کہ چیند
اور جب پھول دیکھ لیتا ہے تو اسے توڑنا چاہتا ہے

بَابُ اِذَا دُعِیَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَاذِنُ صفحہ ۹۲۳

جب کسی شخص کو بلایا گیا اور وہ آیا تو کیا اجازت لے گا۔

ت ۷۵۷ وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ اِذْنُهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا یہ اذن ہے۔

تشریح ۷۵۷ یعنی اس کو جدید اذن لینے کی حاجت نہیں اس کا بلایا جانا ہی اذن ہے۔

حدیث ۲۶۷۶ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ يَا اَبَا هِرٍّ اِلْحَقْ اَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَيَّ فَاَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اندر داخل ہوا تو پیالے میں دودھ پایا۔ فرمایا اے ابو ہرؓ اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلاؤ۔ میں گیا میں نے ان کو بلایا وہ لوگ آئے اور اجازت طلب کی حضور نے انہیں اجازت دی۔ تب وہ لوگ اندر داخل ہوئے۔

تشریحات ۲۶۷۶ تعلیق سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جب کسی کو بلایا اور وہ آیا تو اذن کی حاجت نہیں بلانا ہی اذن ہے اور حدیث میں یہ ہے کہ اصحاب صفہ آئے تو انہوں نے اذن طلب کیا پھر اذن ملنے کے بعد اندر داخل ہوئے۔

تطبیق تطبیق یہ ہے کہ جنہیں بلایا گیا وہ اگر قاصد کے ساتھ فوراً آئیں تو اذن کی ضرورت نہیں لیکن اگر وہ لوگ کچھ دیر کرکے آویں تو انہیں اذن لینا پڑے گا۔

بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ ص ۹۲۳ — بچوں کو سلام کرنا۔

حدیث ۲۶۶۷	عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ
	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کچھ بچوں پہ گزرے اور
	فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ع۱۔
	بچوں کو سلام کیا۔ اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے۔

بَابُ إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا ص ۹۲۳ — جب کسی نے پوچھا کون ہے تو دوسرے نے کہا میں۔

حدیث ۲۶۶۸	عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ أَتَيْتُ
	حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میرے باپ پر قرض تھا اس سلسلے میں نبی
	النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ
	صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ پیٹا تو حضور نے پوچھا کون ہے یہ میں نے کہا میں
	مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا ع۲۔
	ہوں تو حضور نے فرمایا کہ میں بھی میں ہوں۔ گویا حضور نے اس کو ناگوار سمجھا۔

تشریحات ۲۶۶۸ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی یہ پوچھے تم کون ہو تو نام بتانا چاہیئے یہ کہنا کہ میں ہوں۔ لغو ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتَّى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلَى مَتَى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي ص ۹۲۵

جو گناہ کا ارتکاب کرلے اسے کوئی سلام نہ کرے اور اس کے سلام کا جواب نہ دے یہاں تک کہ اس کی توبہ ظاہر ہو جائے اور گنہگار کی توبہ کب ظاہر ہوگی۔

ع۱ مسلم استیذان۔ ترمذی۔ استیذان نسائی الیوم واللیلۃ۔ ع۲ مسلم۔ استیذان۔ ابوداؤد، ادب، ترمذی استیذان نسائی الیوم واللیلہ، ابن ماجہ، ادب۔

توضیح

جمہور کا مذہب یہی ہے کہ کافر بد مذہب فاسق کو سلام نہ کرے۔ امام نووی نے فرمایا لیکن اگر سلام نہ کرنے سے کسی دینی یا دنیوی ضرر کا اندیشہ ہو تو اجازت ہے — اور اگر کوئی گنہگار توبہ کرے تو اس کی توبہ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگی جب تک اتنی مدت نہ گزر جائے کہ قرائن سے اطمینان کر لیا جائے کہ اب اس نے وہ گناہ چھوڑ دیا ہے — اصل مذہب یہ ہے کہ اس کے لیے کوئی حد نہیں مگر کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اس کی میعاد ایک سال ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ چھ ماہ ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ پچاس دن ہے۔ جیسا کہ حضرت کعب کے قصے میں ہے۔ لیکن حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصے کو اس سے کوئی تعلق نہیں چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دے گا میں ان سے بات نہیں کروں گا — صحیح یہ ہے کہ یہ گنہگار اور گناہ اور ماحول کے اعتبار سے مختلف ہوگا۔ ہر سال یہ قصہ ہوتا ہے کہ داڑھی منڈانے والے یا کترا کر کم کرنے والے حافظ تراویح پڑھانے کے لیے داڑھی منڈانے اور کتروانے سے توبہ کر لیتے ہیں اور پھر رمضان بعد حسب سابق داڑھی مونڈتے ہیں یا کم رکھتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے سال بھر سے کم میعاد مقرر کرنا بے کار ہے۔

ت ۷۵۸	وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰى شَرَبَةِ الْخَمْرِ ۔
	اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو ۔

بَابُ كَيْفَ يُرَدُّ عَلٰى اَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ۔ صفحہ ۹۲۵

ذمی کو سلام کا جواب کیسے دیا جائے گا۔

حدیث ۲۶۷۹	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ
	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمْ	
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہود تم کو سلام کریں اور کہیں	
وَالسَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ عہ	
السام علیک تو تم کہو وعلیک ۔	

عہ المرتدین ۔ باب اذا عرض الذمی صفحہ ۱۰۲۴

حدیث ۲۶۸۰

حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جب

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ عہ

اہل کتاب تم کو سلام کریں تو تم بھی کہو وعلیک

تشریحات ۲۶۸۰

کتاب المرتدین میں پوری تفصیل یہ ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے گزرا اور اس نے کہا السام علیک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو وہ کیا کہتا ہے۔ اس نے السام علیک کہا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم اس سے قطع نہ کرلیں فرمایا نہیں۔ جب اہل کتاب تم کو سلام کہیں تو کہو وعلیکم ــــ

سام کے معنی موت کے ہیں اور جب السام علیک کے جواب میں کہا وعلیک تو بات برابر ہوگئی۔

بَابُ الْمُصَافَحَةِ ص ۹۲۶ — مصافحہ کا بیان

توضیح مصافحہ باب مفاعلت سے ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی سے ملایا جائے۔ اور ایک دوسرے کے چہرے پر نظر کی جائے۔

حدیث ۲۶۸۱

عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ

قتادہ نے کہا میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا مصافحہ صحابۂ کرام میں تھا

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ.

انہوں نے کہا کہ ہاں

تشریحات ۲۶۸۱

مصافحہ سنت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان ملیں اور مصافحہ کرلیں تو ان کی مغفرت ہوجائے گی۔

حدیث ۲۶۸۲

حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عُقَيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهٗ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عہ المرتدین باب اذا عرض الذمی ص ۱۰۲۳

رَضِیَ اللہُ عَنہ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِیَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ

کے ساتھ تھے اور وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

بَابُ الْاَخْذِ بِالْیَدَیْنِ ص ۹۲۶ مصافحے میں دونوں ہاتھوں کا پکڑنا۔

ت ۷۵۹

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ اِبْنَ الْمُبَارَکِ بِیَدَیْہِ

اور حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

تشریحات ۷۵۹

حضرت عبداللہ بن مبارک حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور تلمیذ ہیں ۱۸۱ھ میں ان کا وصال ہوا جبکہ وہ غزوے سے واپس آرہے تھے ان کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا اس کی دلیل ہے کہ مصافحہ میں سنت یہی ہے کہ دونوں ہاتھ سے کیا جائے۔ اور یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا مفاد ہے کہ انہوں نے فرمایا کَفِّیْ بَیْنَ کَفَّیْہِ " میری ہتھیلی حضور کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی جب کسی سے مصافحہ کیا جائے گا تو ہر ایک کی ایک ہتھیلی دوسرے کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہوگی۔

بَابُ قَوْلِ اللہِ تَعَالٰی اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللہُ لَکُمْ ص ۹۲۷

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا۔

توضیح

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک بار جمعہ کے دن اہل بدر مہاجرین و انصار آئے اور ان کو مجلس میں جگہ نہ ملی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ ایسے لوگوں کو جو بعد میں ایمان لائے تھے کھڑا کر دیا مہاجرین وانصار کو وہاں بٹھایا یہ ان پر شاق ہوا۔ منافقین نے اس پر چہ میگوئیاں کیں اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔ (رواہ ابن ابی حاتم عن مقاتل) اس کا مطلب یہی ہے کہ جب لوگ مجلس میں آئیں اور مجلس بھر چکی ہو تو جہاں تک ممکن ہو لوگ سمٹ جائیں اور آنے والوں کو جگہ دیں اور اگر میر مجلس کسی مصلحت کی بنا پر کچھ لوگوں کو اٹھائے تو اُسے اٹھ جانا چاہیئے خصوصاً جب آنے والے دینی معزز ہوں۔

حدیث ۲۶۸۳

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی اَنْ یُّقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَّجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْہِ اٰخَرُ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا

نے اس سے منع فرمایا کہ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھایا جائے پھر وہاں کوئی دوسرا بیٹھے ہاں

وَتَوَسَّعُوْا وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا یَکْرَہُ اَنْ یَّقُوْمَ الرَّجُلُ

سمٹ کر جگہ دے دو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی جگہ

مِنْ مَّکَانِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ مَکَانَہٗ۔

سے اٹھے اور وہاں دوسرا بیٹھے۔

بَابُ الْاِحْتِبَاءِ بِالْیَدِ وَھُوَ الْقُرْفُصَاءُ۔ ہاتھ سے احتباء کا بیان یعنی قرفصاء۔ ص ۹۲۸

احتباء:- اس طرح بیٹھنا کہ سرین زمین پر ہو اور گھٹنے کھڑے ہوں ران پیٹ سے لگی ہو اور ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ باندھ لیا جائے۔

حدیث ۲۶۸۴

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ رَاَیْتُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْکَعْبَۃِ مُحْتَبِیًا بِیَدِہٖ ھٰکَذَا

کعبے کے صحن میں اپنے ہاتھ سے احتباء کیے ہوئے اس طرح دیکھا

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَھُمْ جو کسی سے ملاقات کے لیے گیا اور وہاں قیلولہ کیا۔ ص ۹۲۹

حدیث ۲۶۸۵

عَنْ ثُمَامَۃَ اَنَّ اُمَّ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کَانَتْ تَبْسُطُ

ثمامہ سے مروی ہے کہ ام سلیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کا فرش

لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِطَعًا فَیَقِیْلُ عِنْدَھَا عَلٰی ذٰلِکَ النِّطَعِ

بچھاتیں حضور ان کے یہاں اس فرش پر قیلولہ فرماتے اور جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے

فَاِذَا قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِہٖ وَ

ہو جاتے تو حضور کے پسینے اور بال کو لیتیں اور ایک شیشی میں جمع کرتیں۔ پھر اس کو جمع کرتیں

شَعَرِہٖ فَجَمَعَتْہُ فِیْ قَارُوْرَۃٍ ثُمَّ جَمَعَتْہُ فِیْ سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَ

خوشبو میں جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے

اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاۃُ اَوْصٰی اِلَیَّ اَنْ یُّجْعَلَ فِیْ حَنُوْطِہٖ مِنْ ذٰلِكَ

وصیت کی کہ . ان کے حنوط میں اس خوشبو کو ملایا جائے تو ان کے حنوط میں

السُّكِّ قَالَ فَجُعِلَ فِیْ حَنُوْطِہٖ

وہ خوشبو ملائی گئی

تشریحات ۲۶۸۵

داؤدی نے کہا کہ ام سُلیم اور ام حرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں۔ اور ابن وہب نے کہا کہ ام حرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خالہ تھیں۔ اسی رشتے کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام حرام اور ام سلیم کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں قیلولہ فرماتے۔

سُکّ :۔ ایک قسم کی خوشبو ہے جو چند خوشبوؤں کو ملا کر بنائی جاتی۔

حَنُوط :۔ خاص اس خوشبو کو کہتے ہیں جو کفن اور مُردے کو لگانے کے لیے تیار کی جاتی ہے جس میں کافور اور صندل ہوتا ہے۔

بَابُ الْاِسْتِلْقَاءِ ص ۹۳۰ چت لیٹنا۔

حدیث ۲۶۸۶

اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِیًا وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْہِ

صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا۔ ایک پیر کو

عَلَی الْاُخْرٰی۔

دوسرے پر رکھے ہوئے۔

تشریحات ۲۶۸۶

مسجد میں غیر معتکف کو لیٹنا سونا منع ہے یہ اس پر محمول ہے کہ ہو سکتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں جاتے ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیتے ہوں کتاب اللباس میں یضطجع ہے اس سے مراد چت لیٹنا ہی ہے۔ اس لیے کہ یہاں بھی

یہ تصریح ہے کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پہ رکھے ہوئے تھے یہ اسی وقت درست ہوگا جبکہ آدمی چت لیٹا ہو۔

بَابُ لَا يَتَنَاجَى اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ ۔۔۔۔۔ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَقَوْلِهٖ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰكُمْ صَدَقَةً اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ ص ۹۳۰

(مجادلہ آیت ۹ تا ۱۱)

تیسرے کی موجودگی میں دو شخص سرگوشی نہ کریں اور ۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے ایمان والو جب سرگوشی کرو تو گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی پر سرگوشی نہ کرو نیکی اور تقویٰ پر سرگوشی کرو (الیٰ ان قال) اور اللہ ہی پر مومن بھروسہ کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو جب رسول سے سرگوشی کرو تو سرگوشی سے پہلے نذر پیش کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور زیادہ پاک کرنے والا ہے پس اگر کچھ نہ پاؤ تو بے شک اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے (الیٰ قولہ اور اللہ تمہارے کاموں کی خبر رکھتا ہے۔)

توضیح

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کی کثرت کردی جو حضور پر شاق گزرا ۔۔۔۔۔ سوالات کی کثرت کو ختم کرنے کے لیے ان کو حکم دیا کہ سرگوشی سے پہلے کچھ نذر پیش کریں تو یہ بات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر شاق گزری پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ مکاتب بن حبان نے کہا کہ یہ حکم دس دن تک رہا پھر منسوخ ہوگیا ۔۔۔ اور کلبی سے روایت ہے کہ پھر تھوڑی دیر رہا۔ اس اثنا میں صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دینار نذر کرکے سرگوشی کی تھی۔ اس حکم کا ناسخ اس کے بعد کا ارشاد ہے کہ فرمایا۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ پس اگر نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ ص ۹۳۱ راز کو محفوظ رکھنا۔

حدیث	
حدیث	سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اَسَرَّ اِلَيَّ
۲۶۸۷	انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِہٖ أَحَدًا بَعْدَہٗ وَلَقَدْ سَأَلَتْنِیْ أُمُّ سُلَیْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُہَا بِہٖ۔

تو میں نے حضور کے بعد بھی کسی کو نہیں بتایا مجھ سے ام سلیم نے بھی پوچھا تو ان کو بھی نہیں بتایا

بَابُ إِذَا کَانُوْا أَکْثَرَ مِنْ ثَلٰثَۃٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّۃِ وَالْمُنَاجَاتِ ص ۹۳۱

جب تین سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کسی کے ساتھ رازدارانہ بات کرنی اور سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث ۲۶۸۸

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا کُنْتُمْ ثَلٰثَۃً فَلَا یَتَنَاجَ رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰی یَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجَلِ أَنْ یُحْزِنَہٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین ہو تو دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں تیسرے کو چھوڑ کر یہاں تک کہ یہ لوگ اور لوگوں سے مل جائیں اس لیے کہ یہ بات ان کو غمگین کرے گی۔

تشریحات ۲۶۸۸ تین آدمی کی موجودگی میں دو شخص جب آپس میں سرگوشی کریں گے تو تیسرے کو دو باتوں میں سے ایک کا ضرور احساس ہوگا یا تو سوچے گا کہ وہ مجھے حقیر سمجھ رہے ہیں یا میرے خلاف کوئی بات کر رہے ہیں اور جب تین سے زیادہ لوگ ہوں گے تو اس کا شبہہ نہ ہوگا۔

بَابُ لَا تُتْرَکُ النَّارُ فِی الْبَیْتِ عِنْدَ النَّوْمِ ص ۹۳۱

سونے کے وقت گھر میں آگ نہ چھوڑی جائے۔

حدیث ۲۶۸۹

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُکُوا النَّارَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ حِیْنَ تَنَامُوْنَ۔

سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کے وقت اپنے گھروں میں آگ نہ چھوڑو۔

حدیث ۲۶۹۰

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ اِحْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَۃِ عَلیٰ اَھْلِہٖ مِنَ اللَّیْلِ فَحُدِّثَ بِشَانِھِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہٖ النَّارَ اِنَّمَا ھِیَ عَدُوٌّ لَّکُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِؤُھَا عَنْکُمْ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک گھر رات کے وقت اپنے اہل کے ساتھ جل گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا حال بیان کیا گیا۔ تو فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سوؤ تو اسے بجھا دو۔

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ مَا کَبُرَ وَ نَتْفِ الْاِبِطِ ص ۹۳۱

بڑے ہونے کے بعد ختنہ کرنا اور بغل کے بال اکھاڑنا۔

توضیح ختنہ کرنے کی میعاد بالغ ہونے سے پہلے پہل تک ہے بالغ ہونے کے بعد صرف بیوی ختنہ کر سکتی ہے یا وہ شخص خود اپنے ہاتھ سے کرے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسّی سال کی عمر کے بعد اپنا ختنہ کیا تھا۔ اور اگر بالغ ہونے کے بعد نہ وہ خود ختنہ کر سکے اور نہ اس کی بیوی کر سکے تو معاف ہے۔

حدیث ۲۶۹۱

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ سُئِلَ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ مِثْلُ مَنْ اَنْتَ حِیْنَ قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا یَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ قَالَ وَکَانُوْا لَا یَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰی یُدْرِکَ۔

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ کس عمر کے تھے جب حضور کا وصال ہوا انہوں نے کہا میں اس دن ختنہ کیا ہوا تھا اور کہا کہ عرب کی عادت تھی جب تک لڑکا بالغ نہ ہو جاتا ختنہ نہیں کرتے تھے۔

تشریحات ۲۶۹۱ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کیا تھی۔ اس میں تین قول ہیں۔ ۱۰ سال، ۱۳ سال، ۱۵ سال صحیح اور راجح یہ ہے کہ اس وقت ان کی عمر تیرہ سال تھی۔

اس لیے کہ صحیح یہ ہے کہ ان کی ولادت اس وقت ہوئی تھی جب مکہ کے ظالموں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شعب ابی طالب میں محصور کر رکھا تھا اور یہ واقعہ ہجرت سے تین سال قبل ہوا تھا ـــــ ہو سکتا ہے کہ اس وقت بالغ ہو گئے ہوں۔ تیرہ سال کی عمر میں لڑکا بالغ ہو سکتا ہے ــــ مشہور حدیث ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور یہ گدھی پر سوار ہو کر تشریف لائے گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا فرماتے ہیں وَقَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ۔ اور میں بالغ ہونے کے قریب تھا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ ص ۹۳۲ عمارت بنانے کے بارے میں کیا آیا ہے۔

حدیث ۲۶۹۲	عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ رَاَيْتُنِيْ
	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے اپنے آپ کو
	مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَيْتُ بِيَدِيْ بَيْتًا يُكِنُّنِيْ مِنَ الْمَطَرِ
	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک گھر بنایا جو مجھے
	وَيُظِلُّنِيْ مِنَ الشَّمْسِ مَا اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ اَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ۔
	بارش سے بچاتا ہے اور دھوپ سے سایہ دیتا ہے جس پر اللہ کی مخلوق سے کسی نے میری مدد نہیں کی۔
حدیث ۲۶۹۳	قَالَ عَمْرٌو قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُ
	اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے
	لَبِنَةً عَلٰى لَبِنَةٍ وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
	بعد بخدا میں نے ایک اینٹ کسی اینٹ پر نہیں رکھی اور نہ کوئی درخت کھجور کا بویا۔
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُفْيٰنُ فَذَكَرْتُهٗ لِبَعْضِ اَهْلِهٖ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَنٰى
	سفیان نے کہا میں نے اس کو ان کے بعض اہل سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا بخدا انہوں نے بنایا
	قَالَ سُفْيٰنُ قُلْتُ فَلَعَلَّهٗ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَّبْنِيَ۔
	سفیان نے کہا میں نے کہا شاید انہوں نے یہ بات عمارت بنانے سے پہلے کہی ہو۔

تشریحات ۲۶۹۳ :- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اقدس صلی اللہ

تعالےٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ضرورت پر گھر بنوایا تھا پھر بھی یہ فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور کوئی درخت نہیں لگایا اس کی توجیہہ سفیان بن عیینہ نے یہ کی کہ ایک زمانے تک نہیں بنایا لیکن جب ضرورت ہوئی تو بنوایا۔ دونوں میں تعارض نہیں جب وہ فرمایا تھا اس وقت تک کوئی عمارت نہیں بنوائی تھی۔ پہلے کی عمارت کافی تھی اسی میں رہتے تھے مگر بعد میں جب ضرورت محسوس ہوئی تو بنوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الدعوات ۹۳۲

توضیح دعوات، دعوۃ کی جمع ہے جو مصدر ہے اس کے معنی سوال کرنے کے ہیں دُعَاءٌ میں الف زائد ہے اس کا لام کلمہ واؤ تھا اس کو ہمزہ سے بدل دیا اس کے معنی پکارنے کے بھی ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالیٰ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (مومن ۶۰) ص ۹۳۲

مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا بیشک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔

اور جیسے حدیث میں ہے لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ اور ہر نبی کے لیے ایک دعاء ہے جو قبول ہوگی۔

توضیح ان آیات سے ثابت ہوا کہ دعاء مانگنا مشروع ہے بلکہ دعاء مانگنے سے اجتناب مبغوض۔ نیز دعاء مانگنے کے بارے میں احادیث بکثرت ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

لیس شئ اکرم علی اللہ من الدعاء۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

دعاء سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی شئ مکرم نہیں۔

نیز انہی سے مروی ہے۔

مَنْ لَمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضِبْ عَلَیْہِ (امام احمد، ترمذی و ابن ماجہ)

جو اللہ سے سوال نہ کرے اللہ اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔

نیز امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور فرماتے ہیں۔

سَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّسْئَلَ۔

اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو بیشک اللہ پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے۔

طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ فرمایا۔
ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء۔ بے شک اللہ تعالیٰ دعا میں گڑگڑانے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
یہاں تک فرمایا الدعاء ھو العبادۃ یعنی دعاء کرنا عبادت ہے۔
اور ایک روایت میں فرمایا۔
اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔ دعاء عبادت کا مغز ہے۔

بَابٌ وَلِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ مُّسْتَجَابَۃٌ۔ ص ۹۳۲

ہر نبی کے لیے ایک دعاء ہے جو قبول ہوگی۔

حدیث ۲۶۹۴

عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ یَّدْعُوْبِھَا وَاُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِاُمَّتِیْ فِی الْاٰخِرَۃِ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے ایک دعاء ہے جسے وہ کرے گا اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعاء محفوظ رکھوں آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے۔

حدیث ۲۶۹۵

سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ نَبِیٍّ سَاَلَ سُؤْلًا اَوْ قَالَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَۃٌ قَدْ دَعَا بِھَا فَاسْتُجِیْبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃً لِاُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہر نبی نے ایک سوال کیا یا فرمایا ہر نبی کی ایک دعاء ہے جس کو اس نے کیا اور وہ قبول ہوئی اور میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔

تشریحات ۲۶۹۵

اس حدیث کے ظاہر سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ہر نبی کی ایک ایسی دعاء ہے جو مقبول ہو گی جس کا ظاہر یہ ہے کہ بقیہ دعائیں قبول ہوں گی یا نہیں

[1] التوحید: باب المشیۃ والإرادۃ ص ۱۱۱۳۔

یہ محل غور ہے حالانکہ انبیاء کرام کی تمام دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں اس کی توجیہ میں علماء نے فرمایا اس سے کوئی خاص اہم دعاء ہے جو فورًا بلا تاخیر جیسے دعاء مانگیں گے ویسے ہی قبول ہوگی بقیہ دعائیں بھی قبول ہوں گی مگر ان کے قبول ہونے کے لیے کچھ مدت درکار ہوگی۔ یا ان کے قبول ہونے کی نوعیت دوسری ہوگی۔

بَابُ أَفْضَلِ الْاِسْتِغْفَارِ وَقَوْلِهٖ

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۔ وقولہ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۔

افضل الاستغفار اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ اور اپنے رب سے مغفرت چاہو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے تم پر شرالٹے کا مینھ بھیجے گا۔ اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنا دے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا ــــ اور وہ لوگ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر ظلم کریں پھر اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں سے معافی چاہیں۔

ص ۹۳۲

توضیح اس آیت سے استغفار کی تین فضیلتیں ظاہر ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ اگر بارش بند ہو تو بارش ہوگی۔ دوسرے مال اور اولاد میں برکت ہوگی۔ تیسرے زراعت عمدہ ہوگی۔

تنبیہ:۔ امام بخاری نے سورۂ نوح کی آیۃ کی ابتداء میں واؤ لائے ہیں حالانکہ واؤ نہیں آیت یوں ہے۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا۔

حدیث ۲۶۹۶

حَدَّثَنِيْ شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

قَالَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ يَّقُوْلَ الْعَبْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے اے اللہ تو میرا پروردگار ہے سوائے تیرے کوئی معبود نہیں تو نے مجھے

خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ

پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد اور وعدے پر استطاعت بھر ہوں۔ اور جو برائی میں نے کی

مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ

ہے اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تیری نعمت مجھ پر ہے اور میں اپنے گناہوں کا

فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ــــ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا

اعتراف کرتا ہوں پس مجھے بخش دے اس لیے کہ سوائے تیرے کوئی گناہ نہیں بخشے گا

بِهَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ یُّمْسِیَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا

جس نے اس کو اس پر یقین رکھتے ہوئے دن میں کہا اور اسی دن شام سے پہلے مرگیا تو وہ اہل جنت سے ہے اور جس

مِنَ اللَّیْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ع

نے اس کو رات میں کہا اس پر یقین رکھتے ہوئے وہ صبح سے پہلے مرگیا وہ اہل جنت سے ہے۔

بَابُ اِسْتِغْفَارِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَةِ۔ ص ۹۳۳

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دن رات میں استغفار کرنا۔

حدیث ۲۶۹۷

اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بخدا میں اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ روزانہ

وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً۔

ستر مرتبہ سے بھی زیادہ۔

تشریحات ۲۶۹۷

اس پر امت کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں پھر استغفار اور توبہ کے کیا معنی علماء نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں، ایک یہ کہ تواضعاً استغفار فرماتے تھے۔ دوسرے

ع باب ما یقول اذا اصبح ص ۹۳۶

یہ کہ امت کی تعلیم کے لیے استغفار فرماتے تھے۔ تیسرے یہ کہ خلاف اولیٰ سے۔ چوتھے یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی پر ہیں ارشاد ہے وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولىٰ۔ جب اونچے درجے پر پہنچتے اور نیچے درجے پر نظر جاتی تو اس سے استغفار کرتے جیسا کہ کہا گیا ہے حسنات الأبرار سَيِّئاتُ المقربين پانچویں یہ کہ امت کے لیے استغفار کرتے۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ یہ مبالغہ کے لیے ہے ستر کی تخصیص نہیں جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت ہے کہ فرمایا کہ میں اللہ سے روزانہ سو بار استغفار کرتا ہوں۔

بَابُ التَّوْبَةِ ص ۹۳۳ توبہ کا بیان

ت ۷۶۰	قَالَ قَتَادَةُ۔ تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا اَلصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ۔
	قتادہ نے کہا کہ نَصُوحًا سے مراد سچی توبہ ہے۔

توبہ مصدر ہے اس کے لغوی معنی لوٹنے کے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے آئبون تائبون اور شریعت میں توبہ گناہ چھوڑنے کے معنی میں ہے۔ توبہ کی بنیاد دو چیزیں ہیں گزشتہ گناہ پر ندامت اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ۔

حدیث ۲۶۹۸	عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ
	حارث ابن سوید نے کہا ہم سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو حدیثیں
	حَدِيْثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ
	بیان کیں ان میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور دوسری اپنی طرف سے کہا مومن اپنے گناہ کو ایسا
	قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوْبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ
	جانتا ہے گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے ڈرتا ہے کہ وہ اس پر گر پڑے گا اور بدکار اپنے گناہوں کو
	يَّقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوْبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ
	ایسا جانتا ہے جیسے مکھی اس کی ناک کے قریب سے گزری تو اس طرح ہانک دیا۔ ابوشہاب نے اپنے
	بِهِ هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ شِهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ أَفْرَحُ
	ہاتھ سے ناک پر اشارہ کیا۔ پھر کہا بے شک اللہ بندہ کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش

بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ

ہوتا ہے جو کسی جگہ اترا جہاں خطرہ تھا اور اس کے ساتھ اس کی سواری تھی جس پر اس کا کھانا اور

عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ

پینا تھا اس نے اپنے سر کو رکھا اور سو گیا۔ اور جب جاگا تو اس کی سواری جا چکی تھی اور جب گرمی

ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتّٰى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ

اور پیاس اور جو اللہ نے چاہا اس پر زیادہ ہوا تو اس نے کہا کہ میں اپنی پہلی جگہ لوٹوں اور لوٹا

قَالَ أَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِي فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ۔

پھر سو گیا پھر اپنے سر کو اٹھایا تو دیکھا اس کی سواری اس کے پاس ہے۔

حدیث ۲۶۹۹ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ

اپنے بندہ کی توبہ پر اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے یک بیک اپنے (گم شدہ) اونٹ

سَقَطَ عَلٰى بَعِيرِهِ وَأَضَلَّهُ أَرْضَ فَلَاةٍ۔

کو پا لیا حالانکہ اس نے اس کو چٹیل میدان میں غائب کر دیا تھا۔

تشریحات ۲۶۹۹

فرح کے معنی خوش ہونا ہے اور خوشی کے لیے تغیر لازم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایسی صفت سے پاک ہے جو تغیر کی مقتضی ہو۔ یہاں اس کا لازم معنی مراد ہے۔ جب کوئی شخص کسی سے خوش ہوتا ہے تو اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس پر انعام و اکرام کرتا ہے۔ یہاں مراد یہی ہے کہ اللہ عز و جل اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس پر انعام و اکرام کرتا ہے۔ اور مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ اس کا اونٹ اس سے بھاگ گیا اور اس پر اس کا کھانا اور پینا تھا اور وہ اس سے مایوس ہو گیا اور ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سایہ میں لیٹ گیا اتنے میں دیکھا کہ اس کا اونٹ اس کے سامنے کھڑا ہے ــــ اس کی لگام کو پکڑا پھر خوشی کی شدت میں کہا اے اللہ تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں ــــ خوشی کی زیادتی کی وجہ غلطی کر گیا۔

بَابُ مایقول اذا نام ص۹۳۴ سوتے وقت کیا کہے۔

حدیث ۲۷۰۰

عَنْ رِبْعِی بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَیْفَةَ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی وَاِذَا قَامَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ؏

حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر جاتے تو پڑھتے اے اللہ تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور جیوں گا اور جب سو کر بستر سے اٹھتے تو پڑھتے اس اللہ کے لیے حمد ہے جس نے ہم کو زندہ کیا موت دینے کے بعد اور قبر سے اٹھ کر اسی کی طرف جانا ہے۔

تشریحات ۲۷۰۰

یہاں موت سونے سے کنایہ ہے زندہ کرنا جاگنے سے موت اور نوم میں قدر مشترک یہ ہے کہ موت نام ہے بدن سے روح کے تعلق کے منقطع ہونے کا اور یہ انقطاع کبھی صرف ظاہری ہوتا ہے اس کا نام نوم ہے اور کبھی ظاہری باطنی دونوں طریقوں سے ہوتا ہے اس کا نام موت ہے زندگی کے لوازم میں دیکھنا سننا سمجھنا ہے سونے کی حالت میں یہ سب منقطع ہو جاتے ہیں جس طرح موت سے اس لیے نوم کو موت سے تعبیر فرمایا۔ اسی کے بعد اسی کے مثل حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اس کے بعد اس حدیث میں یہ زیادہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں سونا چاہتے تو اپنا ہاتھ اپنے داہنے رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔

بَاب ص۹۳۵

حدیث ۲۷۰۱

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰی اَحَدُکُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بچھونے پر جاؤ تو اپنے بچھونے کو اندرون ازار سے جھاڑ لو اس لیے کہ وہ نہیں جانتا

ؔ باب وضع الید تحت خد الیمنی ص۹۳۴ باب مایقول اذا اصبح ص۹۳۶۔ توحید باب السوال باسماء اللہ والاستعاذۃ بھا ص۱۱۰۰۔

إِلَىٰ فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ

کہ اس کے پیچھے اس پر کیا آیا ہے پھر کہے اے میرے رب تیرے نام سے میں نے اپنے پہلو کو رکھا

ثُمَّ يَقُولُ بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي

اور تیرے نام ہی کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری جان کو روک لے تو اس پر رحم فرمانا اور اگر اسے

فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ [1]

چھوڑدے تو اس کی حفاظت فرمانا اس چیز کے ساتھ جس سے اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

تشریحات ۲۷۰۱ اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا چاہیے اور بجائے ہاتھ کے کسی کپڑے سے جھاڑنا چاہیے ہوسکتا ہے کہ بستر پر گردوغبار ہو یا کیڑے مکوڑے بچھو وغیرہ ہوں۔ لیکن حدیث میں داخلۃ ازار کی جو قید ہے اس کی حکمت سمجھ میں نہیں آتی اور نہ صرف مجھے ہی بلکہ علامہ قرطبی نے بھی یہی فرمایا۔ حتی کہ علامہ ابن حجر نے بھی اخیر میں یہی لکھا اس لیے اس خادم کی نظر میں کتاب التوحید کی روایت "بصنفۃ ثوبہ" صحیح ہے یعنی کپڑے کے کنارے سے جھاڑے البتہ وہاں زیادہ یہ ہے کہ تین مرتبہ جھاڑے۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلوٰةِ ص ۹۳۶ نماز میں دعا کا بیان

حدیث ۲۷۰۲ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آیۂ کریمہ اپنی

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا أُنْزِلَتْ فِي الدُّعَاءِ۔

اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ۔ دعا کے بارے میں نازل ہوئی۔

تشریحات ۲۷۰۲ یہ حدیث باب کے مطابق اس وقت ہوگی جب دعا سے مراد وہ دعا لی جائے جو نماز میں پڑھی جاتی ہے لیکن پھر اشکال یہ ہوگا کہ نماز میں جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ مطلقاً ہر نماز میں آہستہ پڑھی جاتی ہے۔ پھر مطابقت باقی نہیں رہ جائے گی۔ اس لیے دعا سے مراد عام دعا ہے خواہ نماز میں پڑھی جائے یا نماز کے باہر۔

---

[1] کتاب التوحید باب السوال باسماء اللہ والاستعاذۃ بہا ص ۱۰۹۹ مسلم۔ دعوات۔ ابوداؤد۔ ادب۔ نسائی۔ الیوم۔ واللیلہ۔

کتاب التفسیر میں گزرا کہ یہ آیۂ کریمہ خاص نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی راجح ہے اس لیے کنز الایمان میں صلوٰۃ کا ترجمہ نماز ہی کیا۔

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ ص ۹۳۷ نماز کے بعد کی دعاء

حدیث ۲۷۰۳

عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالُوْا یَا
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مالدار

رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ اَھْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ قَالَ
درجات اور نعیم مقیم لے گئے دریافت فرمایا کیسے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ لوگ بھی نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم

کَیْفَ ذَاکَ قَالُوْا صَلُّوْا کَمَا صَلَّیْنَا وَجَاھَدُوْا کَمَا جَاھَدْنَا وَاَنْفَقُوْا
لوگ پڑھتے ہیں اور جہاد کرتے ہیں جیسے ہم لوگ جہاد کرتے ہیں اور اپنے فاضل اموال سے خرچ

مِنْ فُضُوْلِ اَمْوَالِھِمْ وَلَیْسَتْ لَنَا اَمْوَالٌ قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَمْرٍ تُدْرِ
کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں، فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں جس سے تم لوگ اپنے سے پہلے والوں تک

کُوْنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَکُمْ وَلَا یَاْتِیْ اَحَدٌ بِمِثْلِ مَاجِئْتُمْ
پہنچ جاؤ اور اپنے بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ۔ جو تمہارے مثل نہ کر سکے ہاں جو اس کے مثل کر سکے اس کی بات

اِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِہٖ تُسَبِّحُوْنَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُکَبِّرُوْنَ عَشْرًا۔
دوسری ہے ہر نماز کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھو۔ دس مرتبہ الحمد للہ پڑھو اور دس مرتبہ تکبیر کہو

تشریحات ۲۷۰۳

اسی مضمون کی ایک حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے مگر اس میں یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد تینتیس بار تسبیح، تینتیس بار تحمید اور تینتیس بار تکبیر۔ دونوں میں منافات نہیں۔ پہلے یوں کہ وہاں درجاتِ علیٰ کے ساتھ مقید ہے اور یہاں اعمال میں صرف نماز و جہاد کا ذکر ہے۔ اور وہاں روزہ حج عمرے کا بھی ذکر ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ بارہا بتایا جا چکا کہ مفہوم عدد معتبر نہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَصَلِّ عَلَیْھِمْ وَمَنْ خَصَّ اَخَاہُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَ نَفْسِہٖ۔ ص ۹۳۷

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور ان کے حق میں دعاءِ خیر کرو اور جس نے اپنے بھائی کو دعاء کے ساتھ خاص کیا۔ اپنے لیے نہیں کیا۔

حدیث ۲۷۰۴ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا اَعْطَيْتَهُ[ع]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ام سلیم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا انس آپ کا خادم ہے حضور نے دعا فرمائی اے اللہ اس کے مال اور اولاد کو زیادہ کر اور اس کو جو دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔

تشریحات ۲۷۰۴ اس دعا کی برکت یہ ہوئی کہ انہیں کثیر مال ملا بصرہ میں ان کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا اس میں ایک پھول تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی۔ اور اولاد کی کثرت اتنی ہوئی کہ ان کے ایک سو بیس اولاد ہوئی جو سب بیٹے تھے۔ صرف دو بیٹیاں تھیں، حفصہ اور ام عمرو۔ کعبے کا طواف کرتے تو ان کے ساتھ ستر سے زیادہ ان کی اولاد ہوتی۔ اور ان کی عمر بروایت ایک سو انیس ۱۱۹ سال کی ہوئی، بروایت ایک سو بیس ۱۲۰ بروایت ایک سو سات ۱۰۷ سال بروایت ایک سو تین ۱۰۳ سال۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ مِنَ الدُّعَاءِ ص ۹۳۸

اور دعاء میں سجع مکروہ ہے۔

توضیح دعاء کی بنیاد خشوع و خضوع اور حضور قلب پر ہے اور جب آدمی قافیہ بندی کی فکر میں رہے گا تو حضور قلب جاتا رہے گا۔ اس لیے دعاء میں قافیہ بندی سے منع فرمایا لیکن اگر دعاء میں بلا تکلف مقفیٰ مسجع عبارت آجائے تو کوئی حرج نہیں — احادیث میں بکثرت ایسی دعائیں آئی ہیں۔

حدیث ۲۷۰۵ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مِرَارٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا لوگوں سے ہر ہفتے میں ایک بار حدیث بیان کرو۔ اور اگر نہ مانیں تو دو مرتبہ۔ اور زیادہ بیان کرنا چاہو تو تین مرتبہ۔ اس قرآن سے لوگوں کو اکتا ؤ مت اور میں

ع باب دعوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لخادمہ بطول العمر وکثرۃ مالہ ص ۹۳۹ وباب الدعا بکثرت المال ص ۹۴۴۔ و۔ باب الدعاء بکثرۃ الولد ص ۹۴۴۔

حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ

تم کو اس حال میں نہ پاؤں کہ قوم کے پاس آؤ اور وہ لوگ اپنی باتوں میں مشغول ہوں تو ان کے

اَنْصِتْ فَاِنْ اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ

پاس وعظ کہنے لگو۔ اور ان کی بات کاٹ دو جس سے انہیں ملال ہو۔ ہاں چپ رہو وہ لوگ تم سے

فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ لَا يَفْعَلُوْنَ

کہیں تو حدیث بیان کرو اتنی دیر تک کہ انہیں خواہش رہے اور دعا میں قافیہ بندی سے بچو اس لیے کہ میں نے

اِلَّا ذٰلِكَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ لوگ یہ نہیں کرتے تھے۔

تشریحات ۲۷۰۵

واعظین اور مقررین کے لیے یہ حدیث ایک بہترین ہدایت ہے کہ وعظ وتقریر کرتے وقت اس کا لحاظ رکھیں اتنی لمبی تقریر نہ کریں کہ لوگ اکتا جائیں بعض مقررین کی عادت ہے کہ وہ اس کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے کہ حاضرین سننا چاہتے ہیں یا نہیں وہ بولے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ مجمع سو رہا ہوتا ہے اور تقریر جاری رہتی ہے اصل قصہ یہ ہے کہ اب تقریر ایک پیشہ ہو کر رہ گئی ہے اور پیشے کے لحاظ سے ہر مقرر زیادہ سے زیادہ بول کر لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ میں بہت بڑا مقرر ہوں۔ پھر ایک خرابی جلسے والوں کے ذوق سے یہ پیدا ہو گئی ہے کہ جلسہ والوں کی خواہش ہوتی ہے کہ جلسہ رات بھر چلے اس کے لیے مقرر متعین ہوتے ہیں اب اس سے کوئی بحث نہیں کہ مجمع سننا چاہتا ہے یا نہیں سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے۔ ان کو بہر حال پوری رات گزارنی ہے۔

بَابُ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُكْرِهَ لَهٗ ۔ صـ ۹۳۸

قطعی طور پر سوال کرو اس لیے کہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

حدیث ۲۷۰۶

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ وَلَا يَقُوْلَنَّ اَللّٰهُمَّ اِنْ

فرمایا جب کوئی دعا کرے تو قطعی طور پر سوال کرے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو

شِئْتَ فَاَعْطِنِیْ فَاِنَّہٗ لَا مُسْتَکْرِہَ لَہٗ ؏

مجھے دے. اس لیے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں.

حدیث ۲۷۰۷

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ

نے فرمایا کہ کوئی یہ نہ کہے اے اللہ مجھے بخش دے اگر تو چاہے. اے اللہ مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہے. قطعی سوال

اِنْ شِئْتَ لِیَعْزِمِ الْمَسْئَلَۃَ فَاِنَّہٗ لَا مُکْرِہَ لَہٗ ؏

کرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں.

تشریحات ۲۷۰۷

دعا میں اس کہنے سے کہ اگر تو چاہے تو دے استغناء ہے اور دعا کی بنیاد احتیاج اور ذلت ہے اس لیے جو دعا کرئی ہو استثناء نہ کرے بلکہ جو مانگنا ہے قطعی طور پر مانگے.

بَابُ یُسْتَجَابُ الْعَبْدُ مَا لَمْ یَعْجَلْ ص ۹۳۸

بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرے.

حدیث ۲۷۰۸

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُسْتَجَابُ لِاَحَدِکُمْ مَا لَمْ یَعْجَلْ

علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری دعا قبول کی جائے گی جب تک جلدی نہ کرے کہے میں نے دعاء کی

یَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ.

تھی تو قبول نہیں ہوئی

؏ التوحید، باب المشیئۃ والارادہ ص ۱۱۱۳ ـ مسلم: دعوات. نسائی: الیوم واللیلہ.

؏ التوحید: باب المشیئۃ والارادۃ ص ۱۱۱۴

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ ط ۹۳۹ بے چینی کے وقت کی دعاء

حدیث ۲۷۰۹

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ یَدْعُوْ عِنْدَ الْكَرْبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھتے سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں جو عظمت والا ہے حلم والا ہے سوائے
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔
اللہ کے کوئی معبود نہیں جو آسمانوں زمینوں کا رب ہے اور عظمت والے عرش کا رب ہے۔

تشریحات ۲۷۰۹ اس کے بعد متصلاً ہی یہ حدیث تھوڑی سی زیادتی و تغیر کے ساتھ یوں ہے۔ بیچ میں ہے لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم۔ اور اخیر میں رب العرش العظیم کے بجائے رب العرش الکریم ہے اور الارض کے ساتھ رب کی تکرار ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ بلا کی مشقت سے پناہ مانگنا ص ۹۳۹

حدیث ۲۷۱۰

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَ
علیہ وسلم پناہ مانگتے بلاء کی مشقت اور بدبختی اور قضاء بد سے اور دشمنوں کے خوش
سُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ قَالَ سُفْیَانُ الْحَدِیْثُ ثَلٰثٌ
ہونے سے۔ سفیان نے کہا حدیث میں تین باتیں ہیں ایک میں نے بڑھایا ہے
زِدْتُ اَنَا وَاحِدَةً لَا اَدْرِیْ اَیَّتُهُنَّ هِیَ [1]
میں نہیں جانتا ان میں سے کون ہے۔

[1] کتاب القدر باب من تعوذ باللہ من درك الشقاء ص ۹۷۹ مسلم دعوات۔ نسائی۔ استعاذہ

تشریحات ۲۷۱۰

جهد جیم کے فتحے اور ضمے کے ساتھ مشقت۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایسی بڑی بلاء نہ نازل ہو جس کو میں خود دفع نہ کرسکوں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا جہد بلاء کیا ہے فرمایا مال کی کمی اور عیال کی کثرت ۔ قضاء فیصلۂ الٰہی وہ بہرحال حسن ہے وہ سوء نہیں ہو سکتا اس لیے قضاء سے یہاں مراد اسم مفعول ہے یعنی مقضی یعنی جس چیز کا حکم ہوا یہ بندہ کے حق میں اچھا بھی ہو سکتا ہے برا بھی ہو سکتا ہے۔

قال سفیان ۔ اس پر بہت بڑا اشکال یہ ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا ہے کہ انہوں نے حدیث میں ایک کا اضافہ کر دیا ۔ علامہ کرمانی نے ان کی طرف سے یہ صفائی دی کہ وہ تین باتیں کیا تھیں ان میں سے کسی ایک کے بارے میں شک ہو گیا کہ حضور نے یہ فرمایا تھا یا یہ فرمایا تھا۔ مثلاً ان کو یہ شبہہ ہو گیا کہ سوء القضاء فرمایا تھا یا شماتۃ الاعداء تو روایت میں دونوں کو ذکر کر دیے ۔ کتاب القدر میں بطریق مسدد یہ چاروں باتیں بطریق مرفوع مذکور ہیں اور سفیان کے شک کا وہاں ذکر نہیں ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سفیان نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ میں نے ایک زیادہ کر دیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكٰوةً وَرَحْمَةً ص ۹۴۱

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد میں کسی کو ایذاء دوں تو اسے اس کے گناہوں کی پاکی بنا دے اور رحمت کر دے ۔

حدیث ۲۷۱۱	اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے
	تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ فَاَيُّمَا
	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے اللہ جس مسلمان کو میں برا بھلا
	مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهٗ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهٗ قُرْبَةً اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عله
	اسے اس کے لیے قیامت کے دن اپنی طرف قربت بنا دے

تشریحات ۲۷۱۱

شارحین نے یہاں پر تخصیص کی ہے کہ یہ فضیلت اس کے لیے ہے

لہ مسلم، ادب۔

جیسے بلا وجہ کچھ سخت و سست فرمایا ہو۔ اس کی دلیل مسلم کی یہ روایت ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا میں اپنی امت میں سے کسی کے خلاف دعا کروں۔ اور وہ اس کا اہل نہیں تو اسے اس کے لیے پاکی ستھرائی اور قربت کردے اور اپنی بارگاہ میں قیامت کے دن قربت کا ذریعہ بنادے ــــــــ لیکن اس تخصیص کی کوئی حاجت نہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ کسی نے کوئی خطا کی اور میں نے اس کی سرزنش کر دی تو اس کی خطا معاف فرما اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ ص۱۰۴۱ فتنوں سے پناہ مانگنا۔

حدیث ۲۷۱۲

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحْفَوْهُ الْمَسْئَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ لَا تَسْئَلُوْنِيَ الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَاْسَهُ فِيْ ثَوْبِهِ يَبْكِيْ فَاِذَا رَجُلٌ كَانَ اِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعٰى لِغَيْرِ اَبِيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبِيْ قَالَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَنْشَاَ عُمَرُ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَاَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ اِنَّهُ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَاَيْتُهُمَا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضور سے سوال کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ سوالوں کی بھر مار کر دی جس کی وجہ سے حضور غضبناک ہو گئے اور منبر پر چڑھ گئے اور فرمایا آج جس چیز کے بارے میں بھی تم پوچھو گے میں اسے تمہارے لیے بیان فرماؤں گا میں دائیں بائیں دیکھنے لگا تو ہر شخص کا حال یہ تھا کہ اپنے سر کو کپڑے میں لپیٹے ہوئے رو رہا تھا ایک صاحب تھے جب لوگوں سے جھگڑا کرتے تو ان کو ان کے باپ کے علاوہ کی طرف منسوب کرکے پکارا جاتا۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر یہ کہنے لگے میں اس پر راضی ہوں کہ اللہ رب ہے اور اسلام دین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں فتنوں سے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے دن جیسا میں نے خیر و شر کبھی نہیں دیکھا جنت اور دوزخ میرے سامنے پیش کی گئی۔ یہاں تک میں نے ان دونوں کو

وَرَاءَ الحَائِطِ وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الحَدِيْثِ هٰذِهِ الْآيَةَ

دیوار کے پیچھے دیکھا۔ اس حدیث کے وقت قتادہ اِس آیۂ کریمہ کی تلاوت کرتے تھے۔ اے ایمان والو ایسی

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ.

باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

تشریحات ۲۷۱۲

یہ حدیث مختصراً کتاب العلم میں گزر چکی ہے یہاں پوری تفصیل کے ساتھ تھی۔ یہ صاحب جنہوں نے پوچھا تھا ان کا نام عبداللہ تھا۔

بلا ضرورت سوال ممنوع ہے البتہ ضرورت پر واجب ہے ہو سکتا ہے یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے بلا ضرورت سوالوں کی بوچھار کر دی ہو اس لیے جلال آگیا ہو اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ سوالات دنیاوی باتوں سے متعلق تھے ایک حدیث میں فرمایا کہ وہ آدمی سب سے زیادہ بد بخت ہے کہ ایک چیز حلال تھی (اباحت اصلیہ پر) مگر اس کے سوال کرنے پر حرام کر دی گئی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی جن چیزوں کے بارے میں منع نہ کیا گیا ہو وہ مباح ہیں۔ یہ شریعت کا ایسا اصل کلی ہے کہ اس پر ہزارہا مسائل کی بنیاد ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ص ۹۴۲ عذاب قبر سے پناہ مانگنا۔

حدیث ۲۷۱۳	حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ
	موسیٰ بن عقبہ نے کہا میں نے ام خالد بنت خالد سے سنا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا
	قَالَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهَا
	کہ ان کے علاوہ میں نے کسی سے یہ نہیں سنا کہ اس نے درج ذیل دعا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہو
	قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔
	ام خالد نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

تشریحات ۲۷۱۳

ام خالد بنت خالد:۔ خالد بن سعید بن عاص کی صاحبزادی ہیں ان کے والدین ہجرت کرکے حبشہ گئے تھے وہیں ان کی پیدائش ہوئی تھی اور جب ان کے والدین مدینہ طیبہ آئے تو یہ بھی مدینہ آئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں یہ چھوٹی تھیں پھر بھی انہوں نے بہت کچھ یاد رکھا۔

قال ولم اسمع:۔ یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث میں نے ام خالد کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنی ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ص ۹۴۲ گناہ اور قرض سے پناہ مانگنا۔

حدیث ۲۷۱۴	عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي
	یہ دعا پڑھتے تھے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی اور زیادہ بڑھاپے اور گناہ اور قرض سے اور قبر کے
	أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ
	فتنے اور قبر کے عذاب سے اور جہنم کے فتنے اور جہنم کے عذاب سے اور مالداری کے فتنے کے شر سے
	عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَ
	اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی کے فتنے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں

اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰھُمَّ
مسیح دجال کے فتنے سے اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور
اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ
میرے قلب کو گناہوں سے ستھرا کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل
الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ
سے ستھرا کیا مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنی دوری کر دے جتنی
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔
مشرق و مغرب میں ہے۔

تشریحات ۲ ۷ ۱ ۴ فتنۂ قبر سے مراد نکیرین کا سوال ہے اور "فتنۂ نار" سے مراد جہنم کے موکلین کی یہ ڈانٹ ہے کہ وہ جہنمیوں سے پوچھیں گے اَلَمْ یَاْتِکُمْ مِنْ نَذِیْرٍ۔ کیا تمہارے پاس ڈرانے والے نہیں گئے۔

مَغْرَمْ سے مراد ہر وہ مال ہے جو کسی کے ذمے لازم ہو خواہ قرض ہو یا نہ ہو جیسے دیت واجب ہونا۔

حدیث میں ہے اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولے سے دھو حالانکہ جب کسی چیز کو خوب اچھی طرح صاف کرنا مقصود ہوتا ہے تو گرم پانی سے دھویا جاتا ہے ٹھنڈا پانی اتنا میل صاف نہیں کرتا جتنا گرم پانی صاف کرتا ہے، علامہ عینی وغیرہ نے یہ توجیہ کی کہ یہاں مقصود کمال طہارت ہے اور اولے اور برف کا پانی سارے پانیوں سے زیادہ طاہر ہوتا ہے۔ اگر بالفرض ان دونوں پر کوئی نجاست پڑ بھی جائے تو چونکہ یہ دونوں پگھلتے رہتے ہیں فورًا پاک ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث میں وارد بقیہ الفاظ کی شرح گذر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ص ۹۴۶

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا بیان۔ اے اللہ میرے لیے بخش دے جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے بعد میں کیا۔

توضیح یہ پوری بحث ہو چکی کہ حضرات انبیاء کرام خصوصًا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر گناہ سے معصوم ہیں۔ اور وہ نصوص جن میں طلب مغفرت کا ذکر ہے ان سے مراد وہ باتیں ہیں جو شان نبوت کے کچھ نامناسب ہوں۔

حدیث ۲۷۱۵

عَنِ ابْنِ أَبِي مُوسَىٰ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا

أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي

مانگا کرتے تھے اے رب بخش دے میرے لئے لوگوں کی خطاؤں اور نادانی کو اور کسی بھی معاملے میں اسراف

فِي أَمْرِي كُلِّهِ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ

کو اور جس کو بھی تو جانتا ہے اے اللہ میرے لوگوں کی خطائیں بخش دے اور بالقصد گناہ کو بھی

وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي

بخش دے اور نادانی اور مزاح کو اور سب کچھ کو اے اللہ میرے لوگوں کے اگلے پچھلے سب

مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ

گناہ بخش دے جو چھپا کر کیا ہو یا جو علانیہ کیا ہو تو آگے کرنے والا ہے اور تو پیچھے

وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ ؎

کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح ۲۷۱۵

یہ حدیث مشکلات حدیث میں سے ہے اس لیے کہ اس پر اہلسنت کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قصداً کسی گناہ کا صدور درست نہیں اور اس دعا میں یہ تفصیل ہے اللّٰھم اغفرلی خطایای وعمدی ۔ اس سے بظاہر متبادر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قصداً گناہ کا صدور رہوا۔ امام قاضی عیاض نے شفاء شریف میں اس کی بہت سی توجیہات کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ دعا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی علی سبیل التواضع و خشوع تھی اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ امت کی تعلیم کے لیے ہے — اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ اس سے مراد امت کے گناہ ہیں — اور ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ غفران کے حقیقی معنیٰ چھپانے کے ہیں۔ اب اللّٰھم اغفرلی کا ترجمہ یہ ہوا کہ اے اللہ مجھے محفوظ رکھ۔

یہ دعا حضور کس وقت مانگا کرتے تھے اس سلسلے میں مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ آخر نماز میں یہ دعا مانگا کرتے تھے — سلام کے پہلے یا سلام کے بعد اس بارے میں روائتیں مختلف ہیں

؎ مسلم ، دعوات۔

مسلم کی ایک روایت میں یہ تصریح ہے کہ تشہد اور سلام کے درمیان اس دعا کا کچھ حصہ پڑھتے تھے اور اسی کی ایک روایت میں ہے کہ سلام کے بعد ہو سکتا ہے کہ سلام کے پہلے بھی پڑھتے ہوں اور سلام کے بعد بھی۔ قولہ خطایای یہ خَطِیْئَۃٌ کی جمع ہے خطیئۃ اس گناہ کو بھی کہتے ہیں جو بالقصد صادر ہو اور ایسے بھی جو بلا قصد ہو اس اعتبار سے عمدی کا اس پر عطف عطف خاص علی العام ہے ـــــ اور کشمیہنی کی روایت میں بطریق اسرائیل خطائی جو چیز بلا قصد صادر ہو۔ عمدی کے تقابل کے لحاظ سے یہ روایت زیادہ مناسب ہے۔ اس کی سند میں عن ابن ابی موسیٰ ہے۔ علامہ کرمانی نے فرمایا کہ اس کے بعد جو طریقہ مذکور ہے اس میں ابو بردہ کی تصریح ہے۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ اس سند میں ابن ابی موسیٰ سے یہی مراد ہیں۔ مگر کلاباذی نے کہا کہ یہ عمرو بن ابی موسیٰ ہیں۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین صاحبزادوں سے مروی ہے۔ عمرو۔ ابو بردہ۔ ابو بکر۔

باب فضل التہلیل ص ۹۴۷ تہلیل کی فضیلت۔

توضیح تہلیل کے معنی ہیں لا الٰہ الا اللہ پڑھنا جیسے استرجاع کے معنی ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنا۔ اہل صرف اسے نَحت کہتے ہیں۔

حدیث ۲۷۱۶	عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ قَالَ مَنْ قَالَ عَشْرًا
	عمرو بن میمون نے کہا جس نے دس مرتبہ پڑھا گویا اس نے اولاد اسماعیل
	كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ۔
	کے کسی غلام کو آزاد کیا۔

تشریحات ۲۷۱۶ امام بخاری نے روایت میں اختصار فرمایا مگر مراد وہی دعا ہے جو اوپر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اس میں یہ تھا کہ جو سو مرتبہ پڑھے گویا اس نے اولاد اسماعیل میں سے دس کو آزاد کیا۔ اس میں ہے کہ دس مرتبہ پڑھے تو ایک غلام آزاد کیا حساب وہی رہا ـــــ امام مسلم نے سلیمان بن عبید اللہ غیلانی سے اور اسماعیلی نے بطریق علی بن مسلم ابو عامر سے بسند مذکور روایت کیا ـــــ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دس مرتبہ پڑھا گویا اس نے اولاد اسماعیل کے چار غلام آزاد کیے۔ بخاری میں رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں ایک غلام کے اور مسلم کی روایت میں چار غلام کی تصریح ہے ـــــ تو توجیہ میں یہ کہا جائے گا کہ اکثر اقل کا نافی نہیں۔ قولہ قال ابو عبد اللہ ـــــ یعنی امام بخاری نے فرمایا ـــــ

کہ عبدالملک بن عمرو کا قول صحیح ہے۔

توضیح:۔ امام بخاری نے حدیث مذکور کو یہاں آٹھ طریقے سے ذکر کیا ہے۔ اوّل عبداللہ بن مسلمہ، عبدالملک بن عمرو۔ عمر بن زائدہ۔ ابواسحٰق سبیعی۔ عمرو بن میمون۔ یہ طریقہ موقوف ہے اس لیے کہ عمرو بن میمون تابعی ہیں۔ دوم۔ عمر بن زائدہ تک سند مذکور کے بعد ہے عبداللہ بن ابی السفر عن الشعبی۔ ربیع بن خثیم۔ عمرو بن میمون۔ ابن ابی لیلی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ طریقہ مرفوع ہے۔ سوم۔ ابراہیم بن یوسف عن ابیہ۔ ابو اسحٰق۔ عمرو بن میمون۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی عن ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ چہارم۔ موسیٰ۔ وہیب۔ داؤد۔ عامر۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پنجم۔ اسماعیل۔ شعبی۔ ربیع ۔ ششم۔ آدم۔ شعبہ۔ عبدالملک بن میسرہ۔ ہلال بن یسار۔ ربیع بن خثیم۔ اور عمرو بن میمون۔ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہفتم۔ اعمش۔ اور حصین۔ ہلال۔ ربیع عن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان سندوں کو امام بخاری نے بجائے حدثنا، اخبرنا اور عن کے قال سے ذکر کیا۔ یہ یا تو اس بنا پر ہے کہ ان احادیث کو امام بخاری نے بطریق مذاکرہ سنا ہے یا ان تک بطریق نقل پہونچی ہے یا موقوف ہے۔ ہشتم۔ ابومحمد حضرمی عن ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ امام بخاری یہ فرماتے ہیں کہ ان تمام طرق میں صحیح عبدالملک بن عمرو کا طریقہ ہے۔ فیہ ما فیہ۔

باب فضل التسبیح ص ۹۴۸ سبحان اللہ کہنے کی فضیلت

حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
۲۷۱۷	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
	عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِیْ یَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ
	علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دن میں سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھا تو اس کے گناہ مٹا دیے
	خَطَایَاهُ وَاِنْ کَانَ مِثْلَ زُبَدِ الْبَحْرِ عہ
	جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔
حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ
۲۷۱۸	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ

عہ ترمذی۔ دعوات۔ نسائی۔ عمل الیوم واللیلۃ۔ ابن ماجہ۔ ثواب التسبیح۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ
علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں
حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عہ
رحمٰن کو پیارے ہیں۔ سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ و بحمدہ۔

تشریحات ۱۸ ۲۷

امام بخاری نے اس حدیث کو دو جگہ اور ذکر فرمایا ہے اور ہر جگہ کچھ تغیر و تبدل ہے، یہاں "سبحان اللہ العظیم" مقدم ہے اور کتاب الایمان والنذور اور کتاب التوحید میں یہ مؤخر ہے اور "سبحان اللہ وبحمدہ" مقدم۔ یہاں اور کتاب الایمان والنذور میں حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ مؤخر ہے اور کتاب التوحید میں مقدم۔ تسبیح میں قصر ہے اس کے معنی ہیں سبحان اللہ کہنا سبحان اللہ میں سبحان فعل محذوف سَبَّحْتُ یا أُسَبِّحُ کا مفعول مطلق ہے، سبحانًا اس کے فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔ سبحان ہمیشہ مضاف مستعمل ہوتا ہے مگر بعض عرب کے کلمات میں بغیر اضافت کے بھی آیا ہے جیسے سُبْحَانَہٗ ثم سبحانا نعوذ لہ، وقبلنا سبح الجودی والجمد۔ اور ایک شاعر کہتا ہے۔

اقول لما جاءنی فخرہ ❊ سبحان من علقمۃ الفاخر

پہلے شعر میں سبحانًا تنوین کے ساتھ آیا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ منصرف ہے اور دوسرے شعر میں بغیر تنوین کے یہ اس پر قرینہ ہے کہ غیر منصرف ہے۔ غیر منصرف ماننے کی صورت میں یہ علم مصدر ہوگا اس لیے کہ اس میں الف نون زائدتان تو ہے مگر دوسرا سبب سوائے علمیت کے اور کوئی ممکن نہیں۔ پہلے شعر میں تنوین کے ساتھ آیا ہے اس کی توجیہ میں یہ کہا گیا کہ ضرورت شعری کی وجہ سے تنوین آئی ہے جیسا کہ ؎

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ❊ ھو المسك ما کررتہ یتضوع

اسی طرح کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ یہ منصرف ہے اور دوسرے شعر میں بغیر تنوین کے بطریقہ شذوذ ہے حق کیا ہے اسے ہم پہلے تحقیق کے ساتھ ذکر کر آئے ہیں
وزن اعمال بر اہلسنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت کے دن انسانوں

عہ کتاب الایمان والنذور، باب اذا قال واللہ لا اتکلم الیوم الخ ص ۹۸۸۔ التوحید، باب قول اللہ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ص ۱۱۲۸۔ مسلم: دعوات۔ ترمذی: دعوات۔ نسائی: عمل الیوم واللیلۃ: ابن ماجہ: ثواب التسبیح۔

کے اعمال تولے جائیں گے۔ مگر معتزلہ انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اعمال اعراض ہیں اور اعراض کا تولنا ممکن نہیں اولاً ان میں کوئی ثقل نہیں کہ تولا جائے ثانیاً اعراض کا خود اپنا کوئی وجود نہیں یہ جب کبھی پائے جاتے ہیں تو اپنے محل میں پائے جاتے ہیں محل سے جدا ہو کر ان کا پایا جانا ممکن نہیں پھر یہ کیسے تولے جائیں گے پھر ان میں دو گروہ ہوتے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ان کا تولا جانا محال ہے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ ان کا تولا جانا ممکن ہے مگر واقع نہیں ہوگا۔ ثالثاً۔ اگر وزن اعمال حساب و کتاب سے پہلے ہوں گے تو حساب و کتاب لغو۔ اور اگر حساب و کتاب کے بعد ہوں گے تو تولنا لغو۔

معتزلہ کا رد:۔ اہل سنت فرماتے ہیں کہ وزن اعمال قرآن مجید کی نصوص صریحہ سے ثابت ہے۔ اول ارشاد ہے۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ عہ (اور قیامت کے دن ہم میزان عدل قایم کریں گے۔) اور فرمایا وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ عمہ (اور آج کے دن وزن حق ہے۔ اور فرمایا۔ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ صہ (جس کا پلہ بھاری ہوگا وہی کامیاب ہے۔ اور فرمایا۔ فاما من ثقلت مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِي عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ۔ القارعۃ ۹ (جس کا پلہ بھاری ہوگا تو وہی پسندیدہ زندگی میں ہے۔ اور فرمایا۔ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہوا اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ القارعہ ۹،۸) اور فرمایا۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود اپنا نقصان کیا۔

اعراف ۹ مومنون ۱۰۲) یہ آٹھ آیات ہیں ان سب سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے۔ اور احادیث اس باب میں اتنی کثیر ہیں کہ ان سب کا استقصا دشوار ہے انہیں میں حدیث زیر بحث بھی ہے اس میں فرمایا گیا ثقیلتان فی المیزان،، یہ دونوں کلمے میزان میں بھاری ہیں اور اس پر اجماع ہے کہ نصوص اپنے ظاہر معنی پر محمول ہوں گے بلا ضرورت ظاہر معنی سے عدول الحاد اور گمراہی ہے، رہ گیا یہ کہ وہ اعراض ہیں تو کیسے تولے جائیں گے اس سلسلے میں اہل سنت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اعراض کو ان کے محال سے جدا کر کے موجود کر دے اور ان میں وزن پیدا کر دے۔ یا۔ پھر یہ کہیں گے کہ وزن اعمال حق ہے کیفیت ہمیں معلوم نہیں اور بہت سے علماء نے یہ فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ ان کے اعمال ناموں کے وہ دفتر تولے جائیں گے جن کو کراماً کاتبین نے تحریر کیا۔

عہ الانبیاء آیت ۴۷۔ عمہ اعراف ۸۔ صہ اعراف آیت ۸ و مومنون ۱۰۲۔

امام احمد اپنی مسند میں، امام ترمذی اپنی جامع میں، ابن ماجہ اپنی سنن میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں حاکم نے مستدرک میں بیہقی نے اپنی دلائل میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علی رؤوس الخلق ایک شخص کو الگ کھڑا کرے گا اور اس کے ننانوے دفتر پھیلائے گا ہر دفتر حد نظر تک لمبا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرمائے گا کہ کیا ان میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کیا میرے کاتبین نے تم پر کچھ ظلم کیا ہے وہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار! فرمائے گا کیا تیرے لیے کوئی عذر ہے وہ کہے گا نہیں اے پروردگار! اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ایک نیکی ہمارے حضور ہے اور تجھ پر ظلم نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالے گا جس میں لکھا ہوگا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ فرمائے گا میزان پر جا وہ کہے گا اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلے میں یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا حیثیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا ایک پلے میں تمام دفتر ہلکے ہو جائیں گے اور یہ کاغذ کا ٹکڑا بھاری ہو جائے گا اللہ کے نام کے مقابلے پر کوئی نہیں آسکتا۔[1]

حساب و کتاب اور وزنِ اعمال سے مقصود مخلوق پر حجت قائم کرنا ہے اس لیے اگر حساب و کتاب نہیں بھی ہوتا اور اللہ عز وجل اپنے علم کے مطابق جزا و سزا دے دیتا تو بھی کوئی حرج نہیں تھا لیکن اللہ عز وجل نے جس حکمت کے مطابق حساب و کتاب رکھا اسی حکمت کی مزید تائید کے لیے وزن اعمال رکھا اس میں حکمت یہ ہے کہ جو حساب ہوا ہے اس میں کوئی نہ ظلم ہوا ہے نہ غلطی ہوئی ہے۔

کیفیتِ میزان قیامت کے دن یہ میزان عرش کے پاس قائم کی جائے گی حسنات کا پلڑا عرش کے داہنی طرف ہوگا جنت کے مقابل اور سیئات کا پلڑا عرش کے بائیں طرف ہوگا جہنم کے مقابل جیسا کہ امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور امام ابو القاسم لالکائی نے اپنی سند میں ذکر کیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ صاحب میزان جبریل علیہ السلام ہوں گے اور بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت ملک الموت

---

[1] ارشاد الساری ج ۱ صفحہ ۴۸ مسند امام احمد ثانی ص ۲۱۲ ص ۲۲۳ ترمذی ثانی۔ ایمان باب من یموت وھو یشھد ص ۹۲ ابن ماجہ۔ زھد باب مایرجی من رحمۃ ص ۳۲۸۔

ہوں گے۔

طبرانی نے جامع صغیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم سے فرمائے گا اے آدم! میں نے آپ کو اپنے اور آپ کی اولاد کے درمیان حَکَم بنا دیا ہے میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور دیکھو جس کی نیکی برائی سے ذرے کے برابر بھی زیادہ ہو اس کے لیے جنت ہے۔

امام حاکم حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ میزان کے پلڑے اتنے بڑے ہیں کہ اگر اس میں سب آسمان و زمین رکھ دئے جائیں تو وہ سب سما جائیں۔

مشہور یہ ہے کہ جس میزان کا پلہ بھاری ہوگا وہ اوپر اٹھ جائے گا۔ اور جو ہلکا ہوگا وہ نیچے جھک جائے گا دنیا کی ترازو کے برخلاف علامہ زرکشی نے بعض علماء سے اسے نقل بھی فرمایا انہوں نے دلیل میں یہ آیت پیش کی۔ اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ اسی کی طرف پاک کلمے بلند ہوتے ہیں۔ لیکن علامہ احمد خطیب نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متصادم ہے کہ فرمایا۔ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُهٗ۔ اور آیۂ کریمہ اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ سے مراد مقبول ہونا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب التوحید میں امام بخاری نے اس حدیث پر جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے اِنَّ اَعۡمَالَ بَنِیۡ اٰدَمَ وَقَوۡلَهُمۡ یُوۡزَنُ۔ اس سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہر انسان کے اعمال و اقوال تولے جائیں گے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ انسان کی تین قسمیں ہوں گی۔ اول کچھ لوگ بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی ان کے چہرے چودھویں چاند کی طرح چمکتے ہوں گے (الحدیث) دوسرے وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب و کتاب دوزخ میں جائیں گے جیسے کفار، بخاری میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بڑا موٹا شخص لایا جائے گا جس کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے حضور مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے چاہو تو تم لوگ پڑھو (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ہم ان کے لیے قیامت کے دن میزان کھڑی نہیں کریں گے۔ تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو مومن ہیں اور نیکیوں کے ساتھ برائیاں بھی کی ہیں اور جنہیں اول وہلہ میں شفاعت نصیب نہ ہوگی ان کا حساب و کتاب بھی ہوگا ان کے اعمال تولے بھی جائیں گے۔

باب فضل ذکر اللہ (عزوجل) تعالیٰ ص ۹۴۸ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت۔

حدیث	عَنۡ اَبِیۡ مُوۡسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
۲۷۱۹	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تعالیٰ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لایذکر مثل الحی والمیت۔

نے فرمایا جو اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

حدیث	عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ
۲۷۲۰	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ یطوفون فی الطرق یلتمسون

وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں اہل ذکر کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں جب

اھل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون اللہ تنادوا ھلموا الی حاجتکم

کچھ لوگوں کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو دوسرے فرشتوں کو آواز دیتے ہیں آؤ اپنی حاجت کی

فیحفونھم باجنحتھم الی السماء الدنیا قال فیسألھم ربھم وھو اعلم

طرف پھر فرشتے اہل ذکر کو اپنے بازوؤں سے ڈھک لیتے ہیں آسمان دنیا تک (پھر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

منھم ما یقول عبادی قال تقول یسبحونک ویکبرونک ویحمدونک

حاضر ہوتے ہیں) تو ان کا رب فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے میرے بندے

ویمجدونک قال فیقول ھل رأونی قال فیقولون لا واللہ ما رأوک قال

کیا کہتے تھے فرشتے عرض کریں گے تیری تسبیح کرتے تھے اور تیری تکبیر کرتے تھے اور تیری حمد کرتے تھے اور

فیقول کیف لو رأونی قال یقولون لو رأوک کانوا اشد لک عبادۃ

تیری بزرگی بیان کرتے تھے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا ان بندوں نے مجھے دیکھا ہے؟ تو عرض کریں گے نہیں بخدا

واشد لک تمجیدا واکثر لک تسبیحا قال یقول فما یسألون

انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے فرمائے گا ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے فرشتے عرض کریں گے اگر وہ

قال یسألونک الجنۃ قال یقول وھل رأوھا قال یقولون لا

تجھے دیکھ لیں گے تو اور زیادہ تیری عبادت کریں گے اور تیری بزرگی بیان کریں گے اور تیری تسبیح بیان کریں گے

واللہ یا رب ما رأوھا قال یقول فکیف لو انھم رأوھا قال

اب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا مانگتے تھے فرشتے کہیں گے تجھ سے جنت مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت

یقولون لو انھم رأوھا کانوا اشد علیھا حرصا واشد لھا طلبا

فرمائے گا کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے فرشتے عرض کریں گے واللہ اے پروردگار انہوں نے جنت کو نہیں

وَاَعْظَمَ فِیْھَا رَغْبَۃً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ

دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ لوگ جنت کو دیکھ لیں تو کیا حال ہو گا فرشتے عرض کریں گے اگر وہ لوگ

یَقُوْلُ وَھَلْ رَاَوْھَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰہِ یَارَبِّ مَا رَاَوْھَا قَالَ یَقُوْلُ

جنت کو دیکھ لیں، تو جنت کا ان کا شوق اور بڑھ جائے گا اور اس کی طلب زیادہ ہو جائے گی اور اس کی

فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْھَا قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْھَا کَانُوْا اَشَدَّ مِنْھَا فِرَارًا وَاَشَدَّ

رغبت بڑھ جائے گی اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا اور کس چیز سے پناہ مانگتے تھے فرشتے عرض کریں گے دوزخ

لَھَا مَخَافَۃً قَالَ فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ اُشْھِدُکُمْ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ قَالَ

سے اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے عرض کریں گے واللہ اے پروردگار!

یَقُوْلُ مَلَکٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ فِیْھِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْھُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَتِہٖ

انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ لوگ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو گا

قَالَ ھُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ عہ

فرشتے عرض کریں گے اگر وہ لوگ دوزخ دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں گے اور اس سے اور زیادہ ڈریں گے

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو بخش دیا۔ ان فرشتوں میں سے ایک

فرشتہ کہے گا اے رب! ان میں ایک شخص تھا جو ان میں سے نہیں تھا کسی اپنے کام کے لئے آیا تھا اللہ تعالیٰ

فرمائے گا یہ آپس میں بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

تشریحات

مسلم کی روایت میں یہ ہے ملائکۃ سیارۃ فضلاً اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو سیر کرتے ہیں جو فاضل ہیں یعنی جو فرشتے مختلف خدمات پر مقرر ہیں اُن سے یہ فاضل ہیں یعنی ان کے ذمہ اور کوئی دوسری خدمت سپرد نہیں صرف یہی ایک خدمت ان کے ذمہ ہے۔

قولہ اھل الذکر:۔ یہ ہر ذکر خیر کو شامل ہے مثلاً نماز، تلاوت، حدیث کی تعلیم، علوم دینیہ کی تدریس، مناظرہ، مجلس وعظ وغیرہ۔

ھلمّوا:۔ جمع کے ساتھ یہ بنی تمیم کی لغت پر ہے کیوں کہ وہ واحد کے لیے واحد اور جمع کے لیے جمع استعمال کرتے ہیں اور اہل حجاز واحد جمع سب کے لیے ھلمّ واحد کا صیغہ استعمال

عہ مسلم: ثانی فضل مجالس الذکر۔ ترمذی: دعوات، مسند امام احمد ج ۲ ص ۲۵۲ ص ۳۵۹ ص ۳۸۲۔

کرتے ہیں۔

قولہ فیسأ لھم: اس کی دلیل ہے کہ سوال ہمیشہ لاعلمی کی بنا پر نہیں ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی بعض مصلحتوں کی بنا پر سوال ہوتا ہے یہاں سوال کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جیسے اپنا ذکر پسند ہے اسی طرح ذکر کرنے والے بھی محبوب ہیں۔ اور ان کا تذکرہ بھی محبوب ہے۔

باب لِلّٰہِ تعالیٰ مأۃ اِسمٍ غیرُ واحدٍ ص۹۴۹ اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَّ
۲۷۲۱	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے
	تِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدٌ لَا یَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ
	نام ہیں ایک کم سو جو کوئی اسے یاد کرلے گا جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے
	وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ مَنْ اَحْصَاهَا مَنْ حَفِظَهَا۔
	امام بخاری نے فرمایا۔ احصاھا کے معنیٰ حفظھا کے ہے۔

تشریحات:۔ یہ حدیث شروط میں گزر چکی ہے وہیں ہم نے اس پر تفصیلی کلام کر دیا ہے یہاں چونکہ وَهُوَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ زائد ہے اس لیے اس کو لکھا۔ یہاں روایت میں ہے لایحفظھا احد اور شروط میں ہے من احصاھا امام بخاری نے افادہ یہ فرمایا کہ احصاھا سے مراد حفظھا ہی ہے۔

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ ص۹۴۹ وقفے وقفے کے بعد نصیحت کرنا

حدیث	حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ قَالَ کُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللهِ اِذْ جَاءَ یَزِیْدُ بْنُ
۲۷۲۲	شقیق نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود کا انتظار کر رہے تھے کہ یزید بن معاویہ نخعی
	مُعَاوِیَةَ فَقُلْنَا اَلَا تَجْلِسُ قَالَ لَا وَلٰکِنْ اَدْخُلُ فَاُخْرِجُ اِلَیْکُمْ صَاحِبَکُمْ
	آئے قوم نے کہا آپ بیٹھیں گے نہیں تو انہوں نے کہا نہیں میں اندر جا رہا ہوں تاکہ تمہارے صاحب کو باہر لاؤں
	وَاِلَّا جِئْتُ اَنَا فَجَلَسْتُ فَخَرَجَ عَبْدُ اللهِ وَهُوَ اٰخِذٌ بِیَدِهٖ فَقَامَ عَلَیْنَا
	اور اگر وہ باہر آنے پر راضی نہ ہوئے تو میں تنہا آؤں گا اور بیٹھوں گا پھر عبداللہ نکلے اور وہ یزید کا ہاتھ پکڑے
	فَقَالَ اَمَا اِنِّیْ اُخْبَرُ بِمَکَانِکُمْ وَلٰکِنَّهٗ یَمْنَعُنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَیْکُمْ اَنَّ
	ہوئے تھے پھر ہمارے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا مجھے تمہاری موجودگی کی خبر دی گئی لیکن مجھے تمہارے پاس

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَۃِ فِی الْاَیَّامِ

آنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل روک رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناغہ کر کے وعظ فرماتے

کَرَاھِیَۃَ السَّآمَۃِ عَلَیْنَا

تھے اس اندیشے سے کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔

تشریحات ۲۷۲۲ اس حدیث کا اخیر حصہ کتاب العلم میں گزر چکا ہے مگر ابتدائی حصہ وہاں نہیں تھا اس لیے ہم نے دوبارہ لکھا اس حدیث میں یزید بن معاویہ سے مراد یزید پلید نہیں یزید نخعی ہیں جو راسخ العقیدہ تابعی مسلمان اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلمیذ خاص تھے۔ یزید پلید کا یہاں مراد ہونا یوں باطل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۳۲ھ میں ہو چکا تھا اس وقت یزید یزید بہت چھوٹا بچہ تھا اس لیے کہ یزید کی پیدائش ۲۵ھ میں ہے اس حدیث سے ان واعظین کو ہدایت حاصل کرنی چاہیئے جو یہ محسوس کرتے ہوئے بھی کہ سامعین تھک چکے ہیں اکتا چکے ہیں مگر پھر بھی تقریر ختم کرنے کا نام نہیں لیتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الرقاق ص ۹۴۹ رقت انگیز باتوں کا بیان

توضیح رقاق، رقیق کی جمع ہے۔ جو رقت کا صفت مشبہ ہے جس کے معنی دل پسیجنے اور مہربانی کرنے کے ہیں۔ بخاری کے بعض نسخوں میں رقاق کے بجائے رقائق ہے۔ یہ رقیقہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی بھی وہی ہیں۔

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا عیش الا عیش الآخرۃ۔ ص ۹۴۹ — کوئی زندگی نہیں آخرت کی زندگی کے سوا۔

حدیث	اخبرنا عبد اللہ بن سعید وھو ابن ابی ھند عن ابیہ عن ابن
۲۷۲۳	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سے
	عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
	لوگ خسارے میں رہتے ہیں تندرستی اور فراغت رزق
	نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ۔ علہ

تشریح ۲۷۲۳:۔ خسارے کا مطلب یہ ہے کہ جب انہیں صحت بھی ملی تھی اور خوشحالی بھی ملی تھی تو انہیں اللہ کی یاد عبادات اذکار زیادہ سے زیادہ کرنا چاہیئے تھا۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا جس کی وجہ سے نقصان اٹھایا۔

بخاری کے ہندوستانی نسخے میں باب صرف اتنا ہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اس حدیث کو باب سے مناسبت نہیں مگر یہ کہ تکلف کیا جائے لیکن فتح الباری عمدۃ القاری دونوں میں باب کے دو جز مذکور ہیں۔ پہلا جزء ہے ماجاء فی الصحۃ والفراغ دوسرا جزء ہے لا عیش الا عیش الآخرۃ۔ اس حدیث کو پہلے جزء سے صراحۃً مناسبت ہے۔ اور دوسرے جزء کے صراحۃً مناسب امام بخاری نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔

علہ

باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کُنْ فِی الدُّنْیَا کَأَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ ص ۹۴۹

دنیا میں یوں رہ گویا تو مسافر ہے یا راستہ طے کرنے والا۔

حدیث ۲۷۲۴	عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْکِبَیَّ فَقَالَ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ وَمِنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ عہ
	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مونڈھوں کو پکڑا اور فرمایا دنیا میں یوں رہ گویا تو مسافر ہے یا راستہ چلنے والا۔ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے جب تو شام کرلے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تو صبح کرلے تو شام کا انتظار نہ کر۔ اور اپنی صحت کے زمانے میں بیماری کے لیے حاصل کرلے اور اپنی زندگی میں اپنی موت کے لیے۔

بَابُ الْاَمَلِ وَطُوْلِہٖ وَقَوْلِہٖ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ ذَرْھُمْ یَاْکُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْھِھِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔ ص ۹۴۹

آرزو اور درازی آرزو کے بیان میں اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان جو جہنم سے دور کیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ یقیناً کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی نہیں مگر دھوکے کا سامان۔ انہیں چھوڑ دو کھائیں اور نفع حاصل کریں انہیں آرزو غافل کر دیتی ہے یہ لوگ بہت جلد جان لیں گے۔

ت ۷۶۱	وَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارْتَحَلَتِ الدُّنْیَا مُدْبِرَۃً وَارْتَحَلَتِ الْاٰخِرَۃُ مُقْبِلَۃً وَلِکُلٍّ وَّاحِدَۃٍ مِّنْھُمَا بَنُوْنَ۔ فَکُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَۃِ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنْ
	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا دنیا پیٹھ پھیرے جارہی ہے اور آخرت سامنے سے آرہی ہے ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں ابناء آخرت سے ہونا اور ابنائے دنیا سے مت ہونا اس لیے کہ آج عمل ہے اور حساب نہیں اور کل حساب

عہ ترمذی زہد۔ ابن ماجہ زہد۔ مسند امام احمد جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۵۸۔

اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَّلَا حِسَابَ وَغَدًا حِسَابٌ وَّلَا عَمَلَ بِمُزَحْزِحِهٖ بِمُبَاعِدِهٖ۔

ہے عمل نہیں ــــ مزحزحہ کے معنیٰ ہیں اس سے دور کرنے والا۔

تشریحات

یعنی دنیا گزرتی جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے دنیا گزر جائے گی آخرت باقی رہے گی۔ کچھ لوگ دنیا کے طلب گار ہیں کچھ لوگ آخرت کے یہاں ابن سے مراد طلب گار ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت فرمائی کہ طالب دنیا نہ بننا طالب آخرت بننا دنیا میں کچھ بھی کرو کوئی پوچھ گچھ نہیں اور آخرت میں دنیا کے ہر عمل پر پوچھ گچھ ہے ــــ قرآن کریم میں ایک جگہ فرمایا گیا ہے وماھو بمزحزحہ من العذاب۔ اور باب میں جو آیت امام بخاری نے تحریر فرمائی ہے اس میں بھی فمن زحزح ہے ــــ اپنی عادت کے مطابق امام بخاری نے اس کی تفسیر فرمائی ــــ کہ اس کے معنیٰ ہیں دور کرنے والا۔

حدیث ۲۷۲۵

عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَّ

حضرت عبداللہ (ابن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چوکور خط کھینچا

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسْطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ

اور ایک خط بیچ میں کھینچا جو اس سے خارج تھا اور چھوٹے چھوٹے کئی خط کھینچے بیچ والے خط میں اس کے بیچ والے

خُطَطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسْطِ فَقَالَ

کنارے سے پھر فرمایا یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے

هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِيْطٌ بِهٖ اَوْ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ

ہے اور جو باہر ہے اس کی آرزو ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط بیماریاں ہیں

خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ

اگر یہ چوک جاتی ہے تو یہ نوچ لیتی ہے اور اگر یہ چوک جاتی ہے تو یہ

هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا۔ عہ

نوچ لیتی ہے

حدیث ۲۷۲۶

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عہ ترمذی: زہد۔ نسائی: رقاق۔

وَسَلَّمَ خُطُوطًا فَقَالَ هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ

نے چند خطوط کھینچے پھر فرمایا یہ اس کی آرزو ہے اور یہ اس کی موت وہ اسی طرح رہتا ہے

جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ ؏

کہ اچانک موت سے قریب والا خط آجاتا ہے۔

تشریحات ۲۷۲۶ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی دونوں حدیثوں کا حاصل ایک ہی ہے یعنی انسان مرجاتا ہے مگر اس کی آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر کچھ لوگوں نے یہ شبہہ پیش کیا ہے کہ لغت کی کسی کتاب میں خط کی جمع خُطَط نہیں آئی ہے بلکہ خطوط اور اخطاط آئی ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی بھی زبان لغت کی کتابوں کی پابند نہیں بلکہ لغت اہل زبان کی بول چال اور محاورات سے تیار کی جاتی ہے عربی زبان کے لیے سب سے مستند کتاب اللہ ہے اس کے بعد سنت رسول اللہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں خطط موجود ہے تو یہ سب سے بڑا ثبوت اس بات کا ہے کہ خط کی جمع خطط ہے۔

بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّينَ سَنَةً فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ بِقَوْلِهِ أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ص ۹۵۰

جو ساٹھ سال تک پہنچ جائے گا اللہ تعالیٰ اس کا عذر نہیں قبول فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا۔

حدیث ۲۷۲۷ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا

وَسَلَّمَ قَالَ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً۔

عذر قبول نہیں فرمائے گا جس کی موت کو مؤخر فرمایا ہے یہاں تک کہ اسے ساٹھ سال کی عمر کو پہنچایا۔

تشریحات ۲۷۲۷:۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کافی عمر دی یہاں تک کہ ساٹھ سال کا کر دیا اسے لازم تھا کہ اللہ کے احکام کی پابندی کرتا جوانی میں نہیں کیا تھا تو بڑھاپے میں کرتا اور اس

؏ نسائی: رقاق۔

نے بڑھاپے میں بھی خدا کا خوف نہیں کیا اس کا کیا عذر۔

حدیث	أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ
۲۷۲۸	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ تعالیٰ
	قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ
	علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بوڑھے کا دل دو چیزوں کی آرزو میں ہمیشہ جوان رہتا ہے
	شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الْأَمَلِ[۱]
	دنیا کی محبت اور خواہش کی درازی میں۔
حدیث	حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
۲۷۲۹	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا
	اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ حُبُّ الْمَالِ وَطُولُ الْعُمُرِ[۲]
	ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ دو باتیں بھی بڑھتی رہتی ہیں مال کی محبت اور عمر کی درازی کی آرزو۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا..... إِلَى قَوْلِهِ مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ۔
(الفاطر ۶) ص ۹۵۲

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے اس لیے تم کو دنیا کی زندگی فریفتہ نہ کرے اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ اَلسَّعِيرُ جَمْعُهُ سُعُرٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْغَرُورُ الشَّيْطَانُ۔

اور ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا سعیر کی جمع سُعُر آتی ہے اور مجاہد نے کہا کہ غرور شیطان ہے۔

توضیح سَعِیر: فعیل کی وزن پر سعر سے صفت مشبہ ہے اس کا لغوی معنی بھڑکنے والی آگ کے ہیں۔ یہاں مراد جہنم ہے۔ امام مجاہد نے کہا اَلْغُرُوْر فعول کے وزن پر اسم مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی جو بہت زیادہ فریب دینے والا ہو اس سے مراد شیطان ہے اشارہ یہ فرمایا کہ الغرور میں الف لام عہد ذہنی کا ہے۔

---

[۱] مسلم: زکاۃ۔ نسائی رقاق۔ [۲] مسلم: زکاۃ۔

حدیث	أَخْبَرَنِي مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ ابْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهُ قَالَ
۲۷۳۰	بے شک ابن ابان نے خبر دی کہ میں حضرت عثمان کے پاس وضو کا پانی لایا اور وہ مقاعد میں بیٹھے
	أَتَيْتُ عُثْمَانَ بِطَهُورِهِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ
	ہوئے تھے انہوں نے اچھی طرح وضو کیا پھر کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس جگہ وضو کیا
	قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَهُوَ فِي هٰذَا الْمَجْلِسِ فَأَحْسَنَ
	اور اچھی طرح وضو فرمایا پھر فرمایا جس نے اس طرح وضو کیا پھر مسجد میں آیا اور دو رکعت
	الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ
	نماز پڑھی پھر بیٹھا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے عثمان نے کہا اور نبی
	غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغْتَرُّوا ؏
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دھوکے میں مت پڑنا

تشریحات ۲۷۳۰

یہ ابن ابان حمران ہیں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے۔ طَهُور: بفتح طاء صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کے معنی پاک کرنے والے کے ہیں یہاں مراد وہ پانی ہے جس سے طہارت حاصل کی جائے۔ مَقَاعِد: مدینہ طیبہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔ فرکع رکعتین یہ روایت عام ہے خواہ فرض پڑھے یا نفل مگر مسلم کی روایتوں میں فرائض بلکہ بعض روایتوں میں صلوات خمس کی تخصیص ہے۔ اگلے گناہوں سے یہاں مراد حقوق اللہ ہیں۔ اور وہ بھی ایک قول کی بنا پر صرف صغائر رہ گئے حقوق العباد تو وہ بالاتفاق مراد نہیں۔

لَا تَغْتَرُّوا: یعنی یہ سمجھ کر کہ اچھی طرح سے وضو کر کے نماز پڑھ لینے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں آدمی گناہوں پر جری نہ ہو۔ اس لیے کہ مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے نیز ہر عمل کا ثواب اس پر موقوف ہے کہ وہ عمل مقبول ہو اور یہ کسی کو نہیں معلوم۔

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ صـ ۹۵۲

اس بات کا بیان کہ مال کے فتنے سے بچا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا بیان تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنے ہیں۔

؏ مسلم: طہارت۔ نسائی: صلوٰۃ۔

حدیث	عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
۲۷۳۱	عطاء سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَىٰ ثَالِثًا وَلَا
	علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اگر بنی آدم کے لیے دو وادی مال سے بھری ہوئی ہو تو تیسری تلاش کرے گا
	يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَىٰ مَنْ تَابَ عــه
	اور ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔

تشریحات ۲۷۳۱

اسی کے متصل اسی کے ہم معنیٰ ایک روایت یوں ہے کہ اگر ابن آدم کے لیے ایک وادی کے برابر مال ہو تو وہ پسند کرے گا کہ اس کے پاس اتنی ہی اور ہو اور ابن آدم کی آنکھ نہیں بھرے گی مگر دھول اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔ ابن عباس نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن سے ہے یا نہیں عطا نے کہا میں نے ابن زبیر سے سنا کہ وہ منبر پر کہتے تھے۔

یہ انسان کے انتہائی حریص ہونے کا بیان ہے کہ اسے کتنا ہی مال مل جائے قناعت نہیں کرے گا۔

عطاء سے اسی سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے یہ دوسری والی حدیث حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی سنا کہ وہ منبر پر بیان کر رہے تھے۔

حدیث	عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَىٰ مِنْبَرٍ
۲۷۳۲	عباس بن سہل بن سعد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابن زبیر کو مکہ میں منبر پر اپنے خطبہ میں یہ
	مَكَّةَ فِي خُطْبَتِهِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
	فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر ابن آدم کو سونے سے بھری ایک وادی دی جائے
	يَقُولُ لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مَلِيئًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ أُعْطِيَ
	تو چاہے گا کہ ایسی ہی دوسری ملے اور اگر دوسری دے دی جائے تو چاہے گا کہ تیسری ملے۔ اور مٹی کے سوا
	ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا وَلَا يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَىٰ مَنْ تَابَ
	ابن آدم کا پیٹ کوئی چیز نہیں بھرے گی۔ اور اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے گا جو توبہ کرے گا۔

عــه مسلم: زکوٰۃ۔

حدیث	عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی
۲۷۳۳	حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر ابن آدم کے پیلے
	عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیًا مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَادِیَانِ وَلَنْ
	سونے سے بھری ایک وادی ہو۔ تو چاہے گا اس کے لیے دو وادی ہوں اور سوا کے دھول اور کوئی چیز
	یَّمْلَأَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ ؏
	اس کا منھ نہیں بھرے گی۔ اور اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرتا ہے۔
ت	وَقَالَ لَنَا اَبُو الْوَلِیْدِ (الی ان قال) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنْ
۲۷۶۲	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہتے تھے) کہ ہم
	اُبَیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ كُنَّا نَرٰی هٰذَا مِنَ الْقُرْاٰنِ حَتّٰی نَزَلَتْ اَلْهٰكُمُ۔
	اس حدیث کو قرآن کا حصہ سمجھتے تھے یہاں تک کہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔

تشریح ۲۷۳۳ یعنی حدیث مذکور لو ان لابن آدم وادیا الحدیث۔ قرآن سے تھا اب اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ اسے سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نے منسوخ کیا۔ كُنَّا نَرٰی۔ اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ یہ بمعنی ظن ہو۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ ہم گمان کرتے تھے علم یقینی اور قطعی نہیں تھا اور ایک احتمال یہ ہے کہ رویت بمعنی علم ہو اب معنی یہ ہوئے کہ ہم اس کا اعتقاد رکھتے تھے۔

بَابُ مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهٖ فَهُوَ لَهٗ ص۹۵۳ اپنا جتنا مال آگے بھیج دیا وہ اس کا ہے۔

حدیث	قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ
۲۷۳۴	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کون
	اِلَیْهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَیْهِ قَالَ فَاِنَّ
	ہے جسے اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں
	مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ ؏
	سے ہر شخص کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے فرمایا اس کا مال وہ ہے جو اس نے
	آگے بھیج دیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا۔

؏ ترمذی: زہد۔ ؏ نسائی: وصایا۔

بَابُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ وَقَوْلُهٗ أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ إِلٰى قَوْلِهٖ عَامِلُوْنَ. عہ ص ۹۵۴

غنی نفس کا غنیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے یہ جلد جلد ان کو بھلائیاں دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں۔ عاملون تک۔

ت	قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ لَمْ يَعْمَلُوْهَا لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَعْمَلُوْهَا.
۷۶۳	اور ابن عیینہ نے کہا جسے انہوں نے نہیں کیے حالاں کہ ضروری تھا کہ وہ کرتے۔

توضیح امام بخاری نے باب میں سورۂ توبہ کی نو۹ آیتوں کی جانب اشارہ کیا ہے یعنی آیت ۵۵ عہ تا نہایت ۶۳ اخیر کی آیت کفار کے بارے میں ہے فرمایا بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ. بلکہ ان (کافروں) کے دل اس سے غفلت میں ہیں اور ان کے کام ان کاموں سے جدا ہیں جنہیں وہ کر رہے ہیں یعنی کافر جو کام کر رہے ہیں وہ مومنوں کے کاموں سے جدا ہیں حضرت سفیان بن عیینہ یہ فرماتے ہیں کہ کافروں نے وہ کام نہیں کیے جو مسلمانوں کے تھے حالانکہ انہیں لازم تھا کہ یہ کام کرتے۔

حدیث	عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
۲۷۳۵	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالداری مال
	وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ. عہ
	کی کثرت سے نہیں ہاں مالداری نفس کی مالداری ہے۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ وَتَخَلِّيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا ص ۹۵۵

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی زندگی اور دنیا سے ان کی علٰحدگی کیسی تھی۔

حدیث	حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ
۲۷۳۶	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ
	إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ
	میں بھوک کی وجہ سے بسا اوقات اپنا پیٹ زمین پر چپکا دیتا تھا اور کبھی کبھی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ

عہ سورۂ مومنون آیت ۵۵ ۔ عہ ترمذی، زہد، نسائی، رقاق

الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيقِهِمُ الَّذِي

لیا کرتا تھا ایک دن بھوک سے پریشان ہو کر اس راستے پر بیٹھا جس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

يَخْرُجُونَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ مَا سَأَلْتُهُ

اور صحابۂ کرام عموماً آتے جاتے تھے۔ کہ ابوبکر گزرے میں نے ان سے کتاب اللہ میں سے ایک آیت

إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ

کے بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے صرف اس لیے پوچھا تھا (کہ میری آواز کی کمزوری سے میرے بھوکے

اللهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِي أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ

ہونے کا انہیں علم ہو جائے) تاکہ وہ مجھے کھلائیں وہ گزر گئے اور کچھ نہیں کہا۔ پھر میرے پاس سے عمر

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِينَ رَآنِي وَعَرَفَ مَا فِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي

گزرے میں نے ان سے بھی اللہ کی کتاب سے ایک آیت کے بارے میں سوال کیا ان سے میں نے سوال صرف اس

ثُمَّ قَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰى فَاتَّبَعْتُهُ فَدَخَلَ

لیے کیا تھا کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں وہ بھی گزر گئے اور کچھ نہیں کیا پھر میرے قریب سے ابوالقاسم صلی اللہ

فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا

تعالیٰ علیہ وسلم گزرے مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے جی میں جو تھا اور جو میرے چہرے میں تھا جان لیا

اللَّبَنُ قَالُوا أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ فُلَانَةٌ قَالَ أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ

فرمایا اے ابوہر میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! فرمایا میرے پیچھے پیچھے آ، اور آگے بڑھ گئے

اللهِ قَالَ الْحَقْ إِلٰى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي قَالَ وَأَهْلُ الصُّفَّةِ

میں حضور کے پیچھے رہا یہاں تک کہ حضور کاشانۂ اقدس کے اندر تشریف لے گئے پھر میں نے اذن طلب

أَضْيَافُ الْإِسْلَامِ لَا يَأْوُونَ عَلٰى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَلَا عَلٰى أَحَدٍ إِذَا أَتَتْهُ

کیا تو مجھے اجازت دی اندر تشریف لے جا کر حضور نے پیالے میں دودھ پایا حضور نے گھر والوں سے

صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ

پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے لوگوں نے عرض کیا فلاں مرد یا فلاں عورت نے حضور کے لیے ہدیہ بھیجا

أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيهَا فَسَاءَنِي ذٰلِكَ فَقُلْتُ

ہے حضور نے مجھ سے فرمایا اے ابوہر میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ

وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِي أَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ أَحَقَّ أَنْ أُصِيبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ

اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے نہ ان کے اہل وعیال تھے نہ مال تھا اور نہ ان

شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِي فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيهِمْ وَمَا عَسٰى أَنْ

کا کوئی ٹھکانہ تھا۔ جب حضور کی خدمت میں صدقہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیا کرتے اور صدقہ میں سے

يَبْلُغَنِي مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُولِهِ بُدٌّ

حضور کچھ نہیں لیتے اور جب ہدیہ آتا تو ان کو بلا لیتے اس میں سے حضور بھی کچھ تناول فرماتے اور

فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا فَاسْتَأْذَنُوا فَأَذِنَ لَهُمْ وَأَخَذُوا مَجَالِسَهُمْ

اصحاب صفہ کو بھی شامل فرماتے۔ اس وقت اہل صفہ کا بلانا مجھے پسند نہیں آیا میں نے کہا کہ یہ ایک

مِنَ الْبَيْتِ قَالَ يَا أَبَا هِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ خُذْ فَأَعْطِهِمْ

پیالہ دودھ اہل صفہ میں کیا کام دے گا میں اس کا حقدار ہوں کہ کل دودھ پی جاؤں جس سے

فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ أُعْطِيهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ

مجھے تقویت ہو جب اہل صفہ آئیں گے تو مجھے حضور حکم دیں گے کہ میں انہیں دوں مجھے امید نہیں کہ

يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ فَأُعْطِيهِ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوٰى ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ

مجھے اس دودھ میں سے کچھ ملے لیکن اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا

الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ

میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان سب کو بلا لایا وہ سب آئے انہوں نے اندر حاضری کا اذن طلب کیا

كُلُّهُمْ فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ يَا أَبَا هِرٍّ

حضور نے انہیں اذن دیا اندر آکر وہ لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ فرمایا اے ابو ہر میں نے عرض کیا حاضر ہوں

قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ بَقِيتُ أَنَا وَأَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

یا رسول اللہ! فرمایا دودھ کا پیالہ لے لو اور میں نے پیالہ لیا میں ایک ایک شخص کو پیالہ دیتا وہ سیر ہو کر پی لیتا پھر پیالہ مجھے

قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَا زَالَ

لوٹا دیتا پھر پیالہ میں دوسرے کو دیتا وہ سیر ہو کر پی لیتا پھر پیالہ مجھے لوٹا دیتا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

يَقُولُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا قَالَ

وسلم تک میں پہنچ گیا اور کل اصحاب صفہ سیر ہو چکے تھے حضور نے پیالہ لے لیا اور اپنے ہاتھ پہ رکھا پھر میری طرف

فَأَرَنِيْ فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

دیکھا اور مسکرا دئے اور فرمایا اے ابو ہر، میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! فرمایا میں اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا سچ فرمایا آپ نے یا رسول اللہ! فرمایا بیٹھ اور پی میں بیٹھ کر پینے لگا فرمایا اور پی میں نے اور پیا حضور مسلسل فرماتے رہے پی، یہاں تک کہ میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں پاتا فرمایا تو اب مجھے دے میں نے پیالہ حضور کو دے دیا حضور نے اللہ کی حمد کی بسم اللہ پڑھا اور سب دودھ پی لیا۔

تشریحات ۲۷۳۶

سند کے شروع میں حدثنی ابو نعیم بنحو من نصف ھٰذا الحدیث۔

اس پر اشکال یہ ہے کہ یہاں نصف سے مراد کیا ہے اول یا آخر پھر جب سند کے ساتھ نصف ہی حدیث مذکور ہے جو مذکور نہیں وہ بغیر سند کے رہ جائے گی اس اشکال کا جواب علامہ کرمانی نے یہ دیا کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کتاب الاطعمہ میں یوسف بن عدی مروزی کے طریقہ سے ذکر کیا ہے وہ حدیث اس حدیث کے نصف کے قریب ہے خیال یہ ہے کہ امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ یہاں نصف سے مراد تو وہ حصہ ہے جو کتاب الاطعمہ میں مذکور نہیں اور یہاں بطریق ابو نعیم مذکور ہے اب پوری حدیث مسند ہو جائے گی بعض بطریق یوسف بن عدی، اور بعض بطریق ابو نعیم۔ اَللّٰہِ الَّذِیْ حرف قسم کے حذف کے ساتھ اسم جلالت منصوب اور ایک روایت واؤ کے اظہار کے ساتھ بھی ہے اس صورت میں جر ہوگا اور ایک روایت رفع کے ساتھ بھی ہے پہلی دونوں صورتوں میں توظاہر ہے کہ یہ قسم ہے جو واقعہ مذکور ہے اس کی اہمیت بتانے کے لیے قسم کے ساتھ کلام شروع فرمایا اور رفع کی صورت میں بطور تبرک آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی ضمنی طور پر اس کا فائدہ بھی واقعہ کی تاکید ہے کہ اللہ کا نام لے کر جو بات ذکر کی جارہی ہے وہ غلط نہیں۔ اَبَا ھِرٍّ حضرت ابو ہریرہ کی کنیت ابو ہریرہ تھی اس کی ترخیم ھریرٌ آتے گی نہ ھِرٌّ۔ ایسا کبھی کبھی اہل زبان خلاف قیاس کر دیتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصود مونث کو مذکر سے اور مصغر کو مکبر سے بدلنا ہوتا ہے۔ ہریرہ مونث ہے اور ھِرَّۃ کی تصغیر ہے ھِرَّۃٌ مونث ہے اور مکبر۔ اسی کی ترخیم ہِرٌّ ہے اس کے راء کو تشدید بھی پڑھ سکتے ہیں اور سکون بھی۔ اسی واقعہ کو سامنے رکھ کر مجدد اعظم اعلیٰحضرت قدس سرہ نے عرض کیا ہے۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر ٭ جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منھ پھر گیا

اس پر شر پسند دیوبندی یہ اعتراض کرتے ہیں یہ کیسے معلوم کہ اس وقت ستر ہی اصحاب صفہ تھے کیوں کہ ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ ان کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی لیکن غالب

اکثر ان کی تعداد ستر ہی رہتی تھی۔ اسی بخاری کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا۔ اسی روایت کو سامنے رکھ کر اعلیحضرت قدس سرہٗ نے وہ فرمایا۔

حدیث	عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مَا أَكَلَ آلُ
۲۷۳۷	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی
	مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ۔ عہ
	دن دو ایسا لقمہ نہیں کھایا جس میں ایک کھجور نہ ہو۔
حدیث	عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
۲۷۳۸	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بچھونا
	مِنْ أَدَمٍ وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ۔
	چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے۔
حدیث	عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَأْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا۔
۲۷۳۹	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ہم پر ایک مہینہ گزر جاتا
	إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ نُؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ۔
	جس میں ہم آگ نہیں جلاتے۔ اس میں ہماری غذا کھجور اور پانی ہوتا مگر ہمارے پاس کہیں سے تھوڑا سا گوشت آجاتا۔
حدیث	عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
۲۷۴۰	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔ سہ
	نے فرمایا اے اللہ آل محمد کو خوراک عطا فرما۔

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ ص ۹۵۷ — میانہ روی اور عمل پر پابندی

حدیث	عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ
۲۷۴۱	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ عمل

عہ مسلم: آخر کتاب۔ سہ مسلم: زکوٰۃ۔ ترمذی: زہد۔ نسائی: رقائق۔

إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الذى يدوم عليه صاحبه.

سب سے زیادہ پسند تھا جس پر عامل پابندی کرے۔

حدیث ۲۷۴۲ عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لن ينجي أحدا منكم عمله قالوا ولا أنت يا رسول الله قال ولا أنا إلا أن يتغمدني الله برحمة سددوا وقاربوا واغدوا وروحوا وشيء من الدلجة والقصد القصد تبلغوا۔[ع]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اس کا عمل ہرگز نجات نہیں دے گا۔ لوگوں نے عرض کیا اور نہ آپ کو یا رسول اللہ؟ فرمایا اور نہ مجھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے، ٹھیک سے رہو اور معتدل رہو صبح و شام چلو اور کچھ رات کے اگلے حصے میں میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو، منزل تک پہنچ جاؤ گے۔

تشریحات ۲۷۴۲ یہ حدیث مشکل ترین احادیث میں سے ہے اس کا ظاہر مفہوم آیت قرآنیہ کے معارض ہے ارشاد ہے۔ وتلك الجنة التي أورثتموها بما كنتم تعملون (زخرف آیت ۷۲) اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کیے گئے اپنے اعمال سے ــــ اور فرمایا سلام عليكم ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون۔ (النحل/۳۲) کہ سلامتی ہو تم پر جنت میں جاؤ بدلہ اپنے کیے کا۔ یہ دونوں آیتیں اس پر نص ہیں کہ جنت عمل کی جزا میں ملے گی۔ شارحین نے جو اس کے جوابات دیے ہیں۔ وہ سب محل نظر ہیں۔ اس خادم کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ بشرط ایمان عمل کی جزا جنت ہے مگر اس وقت جب کہ وہ قبول ہو اور اعمال کا قبول ہونا اللہ کی مشیت پر ہے تو مآل کار یہی نکلا کہ نجات اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے ــــ دوسری بات یہ ہے کہ ہم کتنے ہی عمل کریں اللہ عز و جل کی نعمتوں کے شکر کے مقابلے میں وہ کم ہی ہیں۔ پھر ان کی جزا کا سوال ہی نہیں۔ جو انعام و اکرام ملے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے ملے گا۔

حدیث ۲۷۴۳ عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال سددوا وقاربوا واعلموا أن لن يدخل أحدكم عمله

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اعتدال کے ساتھ رہو میانہ روی اختیار کرو اور جان لو کہ تم میں کسی کو اس کا عمل جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا

[ع] مرضی

271

الْجَنَّةَ وَأَنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ أَدْوَمُهَا إِلَى اللهِ وَإِنْ قَلَّ۔

اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر سب سے زیادہ پابندی کی جلائے اگرچہ وہ کم ہو۔

حدیث ۲۷۴۴ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللهِ قَالَ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ وَقَالَ اكْلَفُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُوْنَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے فرمایا جس پر سب سے زیادہ پابندی کی جلائے اگرچہ تھوڑا ہو۔ اور فرمایا لوگوں کو اتنے ہی عمل کی تکلیف دو جس کی وہ طاقت رکھتے ہوں۔

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَقَوْلِهِ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ صـ ۹۵۸

زبان کی حفاظت کرنا اور جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے وہ اچھی بات کہے یا چپ رہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کہ کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔ [۱]

حدیث ۲۷۴۵ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ [۲]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے لیے ضامن ہو اس کا جو اس کے دونوں داڑھوں اور دونوں پاؤں کے درمیان ہو تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں

حدیث ۲۷۴۶ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ [۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ بغیر سوچے سمجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس کے سبب جہنم میں گر پڑتا ہے دونوں مشرق کے درمیان جو دوری ہے اس سے زیادہ گہرائی میں۔

[۱] سورۂ ق آیت ۱۸ [۲] بخاری ثانی۔ محاربین۔ [۳] مسلم تا آخر کتاب، ترمذی، زہد، نسائی، رقائق۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی
۲۷۴۷	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا

فرمایا۔ کہ بندہ کبھی بلا قصد اللہ کی رضا مندی کی بات کہہ دیتا ہے جس سے اللہ اس کے درجے بلند

بَالًا یَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجٰتٍ وَاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ

کرتا ہے اور بندہ کبھی بے سوچے سمجھے اللہ کی ناراضگی کی بات کہہ دیتا ہے

اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ۔

جس سے جہنم میں گر جاتا ہے۔

تشریحات ۲۷۴۷ پہلی والی حدیث میں تھا ابعد ما بین المشرق ۔ لفظ بین تعدد چاہتاہے اور حدیث میں مذکور صرف ایک ہے جب کہ حقیقت میں مشرق متعدد ہیں۔ جاڑے کا الگ مشرق ہے اور گرمی کا الگ۔ بلکہ بنظر دقیق ہر دن کا مشرق الگ الگ ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں ۔ رب المشارق والمغارب بھی آیا ہے ۔ اور رَبُّ الْمَشْرِقَیْن بھی آیا ہے اس لحاظ سے بین کا لفظ لائے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اضداد میں سے ایک کو ذکر کر دیتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں جیسا کہ فرمایا گیا وَجَعَلَ لَکُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ۔ اور تمہارے لیے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں (سورۂ نحل آیت ۸۱)

بَابُ الْاِنْتِهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِیْ ص۹۵۹ گناہوں سے باز رہنا۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
۲۷۴۸	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ کَمَثَلِ رَجُلٍ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور اللہ نے جو کچھ میرے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے

اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ

جو کسی قوم کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی آنکھ سے لشکر دیکھا ہے اور میں نذیر العریان

فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَهُ طَائِفَةٌ فَاَدْلَجُوْا عَلٰی مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْهُ

ہوں پس نجات کی جگہ ڈھونڈھ لو تو ایک گروہ نے اس کی بات مانی اور رات کی تاریکی میں اطمینان سے

طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ ٭

بھیں چلے گئے اور نجات پا گئے اور کچھ لوگوں نے اس کو جھٹلایا صبح کو ان پر لشکر آن پڑا اور اس نے ان لوگوں کو بالکلیہ برباد کر ڈالا۔

تشریحات ۲۷۴۸

النذیر العریان۔ عرب والوں کا دستور تھا کہ جب کوئی بہت اہم ڈراونی بات کی خبر دیتے تو کہتے انا النذیر العریان۔ اگرچہ وہ پورا لباس پہنے رہتا۔ قصہ یہ ہوا کہ ایک دفعہ ایک شخص کو دشمنوں نے پکڑ کر اس کے سب کپڑے چھین لیے اس کو ننگا کر دیا اسی طرح وہ اپنی قوم میں آیا اور چیخنے لگا انا النذیر العریان اسی وقت سے یہ بطور مثل مستعمل ہونے لگا۔ اَلنَّجَاءَ۔ اس میں دونوں لغت ہے۔ مد کے ساتھ بھی اور قصر کے ساتھ بھی اور یہ علی سبیل الإغرا منصوب ہے۔ فعل محذوف اطلبوا کا مفعول مطلق مان کر۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا۔ ص ۹۶۰

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان کہ جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جانتے تو کم ہنستے۔

حدیث ۲۷۴۹

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا ٭ع

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جانتے تو کم ہنستے اور زیادہ روتے۔

بَابُ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ ص ۹۶۰ — جہنم خواہشات سے گھرا ہوا ہے۔

حدیث ۲۷۵۰

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم خواہشات سے گھرا ہوا ہے اور جنت تکلیف دہ باتوں سے گھری ہوئی ہے۔

ے الاعتصام: باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۱۰۸۱۔ مسلم: فضائل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ع بخاری۔ الایمان والنذور ص ۹۸۲۔

بَابُ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ

جنت تمہارے قریب ہے تمہارے چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ۔ اور جہنم بھی اسی کے برابر۔

ص ۹۶۰

حدیث	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
۲۷۵۱	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ ع
	فرمایا جنت تمہاری چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور جہنم بھی اسی کے مثل۔

بَابٌ لِيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَنْ فَوْقَهٗ

اس کی جانب دیکھے جو اس سے کم درجے کا ہے اور اس کی جانب نہ دیکھے جو اس سے اونچے درجہ کا ہے۔

ص ۹۶۰

حدیث	عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
۲۷۵۲	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
	وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ
	وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی اسے دیکھے جو مال اور خلق میں فضیلت دیا گیا ہے تو اسے
	هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ
	دیکھے جو اس سے کم درجے کا ہے۔

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ اَوْ سَيِّئَةٍ

جس نے کسی نیکی یا برائی کا ارادہ کیا۔

ص ۹۶۰

حدیث	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
۲۷۵۳	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ قَالَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ
	سے روایت کرتے ہیں اور یہ حضور کی ان روایات میں سے ہے جو آپ اپنے رب سے

ع مسند احمد بن حنبل اول ۳۸۷۔

الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا

کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں متعین کردیں پھر ان کو بیان فرما دیا

كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا

اب اگر کسی نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور اسے کیا نہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے حضور اس کی ایک پوری

اللّٰهُ بِهَا عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ

نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے عمل بھی کرلیا تو اللہ تعالیٰ اپنے حضور اس کی دس سے سات سو نیکیوں

كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً

تک بلکہ اس سے زیادہ بھی دونا دون لکھتا ہے۔ اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ

فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً۔ سے

تعالیٰ اپنے حضور اس کی پوری ایک نیکی لکھتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرکے اس نے اس کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ ایک برائی لکھے گا۔

تشریحات ۲۷۵۳ پہلی جلد کی پہلی حدیث میں پوری بحث گزرچکی کہ نیکی کے ارادے پر ثواب ہے مگر برائی کے ارادہ پر کوئی گناہ نہیں۔ یہاں اس حدیث میں یہ زائد ہے کہ برائی کا ارادہ کرے اور پھر اللہ کے ڈر سے چھوڑ دے تو نیکی لکھی جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم گنہگاروں پر فضل ہے۔

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ ص ۹۶۱ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنا۔

حدیث	عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ
۲۷۵۴	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگ کچھ کام کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں
	أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ وَإِنْ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَىٰ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
	بال سے زیادہ ہلکا ہے اور ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کو ہلاک
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوبِقَاتِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ۔
	کرنے والوں میں شمار کرتے تھے۔

تشریحات ۲۷۵۴ یعنی تم لوگ کچھ گناہ صغیرہ کرتے ہو اور پرواہ نہیں کرتے۔ سوچتے ہو کہ اس سے کچھ نہیں بگڑے گا حالاں کہ عہد رسالت میں لوگ صغیرہ گناہوں

سے مسلم: ایمان۔ نسائی: نعوت و رقائق۔

کو بھی ہلاک کرنے والا جانتے تھے اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر گناہ کے ارتکاب سے بچنے کی پوری طرح سے کوشش کرنی چاہیئے نہیں معلوم کہ اللہ تعالی کس پر مواخذہ کر دے۔ علاوہ ازیں صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ بنا دیتا ہے۔ اس لیے صغیرہ گناہوں سے بھی حسب استطاعت بچنے کی پوری کوشش لازم ہے۔

باب رفع الامانۃ ص۹۶۱ امانت کا اٹھ جانا۔

حدیث	حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۲۷۵۵	حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہم سے دو
	حَدِيْثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ
	حدیثیں بیان فرمائیں ان میں سے ایک کو میں نے دیکھ لیا اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں ہم سے حضور نے یہ
	نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ
	حدیث بیان فرمائی کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری پھر لوگوں نے قرآن کا علم حاصل کیا پھر لوگوں
	السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ
	نے سنت کا علم حاصل کیا۔ اور حضور نے ہم سے امانت کے اٹھنے کو بیان کیا فرمایا ایسا ہوگا کہ آدمی سوئے گا اور
	مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى
	امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی نقطے کے برابر اس کا اثر رہ جائے گا پھر سوئے گا تو بقیہ امانت بھی اٹھا
	أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا
	لی جائے گی تو اس کے نشان آبلے کے مثل رہ جائے گا جیسے چنگاری تیرے پیر پر لڑھکے اور آبلے ڈال دے
	وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّيْ
	کہ تو اسے ابھرا ہوا دیکھتا ہے حالاں کہ اس میں کچھ نہیں لوگ خرید و فروخت کریں گے اور شاید ہی کسی کو پائیں گے
	الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا أَمِيْنًا وَيُقَالُ
	جو امانت ادا کرے کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے اور ایک شخص کو کہا جائے گا کہ
	لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ وَمَا فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ
	وہ کتنا عقل مند ہے اور کتنا ہوشیار ہے اور وہ کتنا بہادر ہے حالاں کہ اس کے دل میں رائی کے دانے
	حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَا أُبَالِيْ أَيَّكُمْ بَايَعْتُ
	کے برابر ایمان نہ ہوگا اور میرے اوپر ایک زمانہ گزر چکا ہے میں کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا

لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ

کر لیا کسی سے خرید و فروخت کرتا ہوں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسلام اس کو صحیح طریقے پر قائم رکھتا

فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا ۔ ع

اور اگر نصرانی ہوتا تو اس کے کارندے صحیح طریقے پر قائم رکھتے لیکن آج فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت نہیں کرتا

تشریحات ۲۷۵۵: قولہ حدیثین اس سے مراد ایک وہ حدیث ہے جو امانت کے اترنے میں وارد ہے دوسری امانت کے اٹھائے جانے میں وارد ہے۔ جذر اس کے معنی ہر چیز کی جڑ کے ہیں اسی سے آتا ہے حساب کی اصل نسب کی اصل اور درخت کی جڑ کو جذر کہتے ہیں حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک کو میں نے دیکھا یعنی لوگوں کے دلوں میں امانت کو اترنے کو کہ لوگ فطری طور پر امانت دار تھے پھر ایمان و اسلام کی برکت سے امانت دار تھے ۔ فرمایا دوسرے کا انتظار کر رہا ہوں۔ یعنی امانت کے اٹھائے جانے کا۔

حدیث	أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
۲۷۵۶	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا
	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً ۔
	لوگ اونٹ کے مثل ہیں سو اونٹ میں بمشکل ایک سواری کے لائق پائے گا تو ۔

تشریحات ۲۷۵۶: علامہ قرطبی نے فرمایا مراد یہ ہے کہ ایسے لوگ جو ذہین فطین صاحب علم وفضل دین دار، خدا ترس لوگوں کے خیر خواہ ہوں۔

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ص ۹۶۲ ریا و سمعہ کا بیان ۔

حدیث	عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
۲۷۵۷	حضرت سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا فرماتے تھے کہ
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے علاوہ میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ع فتن۔ باب اذا بقی حثالۃ من الناس ص ۱۰۴۹ الاعتصام الکتاب والسنۃ۔ الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۰۷۹ مسلم۔ ایمان، ترمذی۔ فتن۔ ابن ماجہ فتن ۔

غَیْرَهُ قَدْ نُوتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا۔ اس بیچ میں ان سے قریب ہوا میں نے سنا کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو سنانا چاہے گا

مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُرَاءِ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهِ ؎

اللہ تعالیٰ اسے سنوا دے گا اور جو دکھانا چاہے گا اللہ تعالیٰ دکھا دے گا۔

تشریحات ۲۷۵۷

کتاب الاحکام میں یہ حدیث مفصل یوں ہے بطریق اسحاق واسطی، طریف ابی تمیمہ کہتے ہیں کہ میں صفوان بن محرز اور جندب اور ان کے اصحاب کے پاس حاضر ہوا۔ اور وہ اپنے اصحاب کو وصیت کر رہے تھے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو سنانا چاہے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سنائے گا۔ فرمایا اور جو اختلاف کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر پھوٹ ڈالے گا لوگوں نے کہا ہمیں وصیت فرمائیے۔ فرمایا انسان کے جسم میں سب سے پہلے اس کا پیٹ سڑے گا تو جس سے ہو سکے پاک کے علاوہ کچھ نہ کھائے تو وہ ایسا ہی کرے اور جو یہ چاہتا ہو اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی بھر خون جسے اس نے ناحق بہایا ہو، حائل نہ ہو تو ایسا ہی کرے۔ فربری نے کہا میں نے ابو عبداللہ یعنی امام بخاری سے پوچھا کون کہتا ہے سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جندب؟ کہا۔ ہاں! جندب۔ من سمع سمع اللہ۔ یعنی جو کام اللہ کی خوشنودی کے لیے نہ کیا جائے بلکہ نام ونمود اور شہرت حاصل کرنے کے لیے کیا جائے اس پر کوئی ثواب مرتب نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کو دنیا میں شہرت اور عزت حاصل ہوگی اور بس! سمّع کے معنی ہوتے ہیں سنانے کے لیے۔ یعنی اس نیت سے کوئی کام کیا جائے کہ اس کا خوب چرچا ہو۔ کچھ لوگ ذکر کریں کچھ لوگ سنیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ شہرت ہو۔

بَابُ التَّوَاضُعِ ص ۹۶۲ تواضع کا بیان

حدیث ۲۷۵۸

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے گا تو میں اس کو لڑائی کا چیلنج

؎ بخاری۔ الاحکام: باب من شاق شاق اللہ علیہ۔ مسلم: آخر کتاب۔ ابن ماجہ: زہد

بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ

دیتا ہوں اور میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے ان میں سب سے زیادہ فرائض مجھے

وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي

محبوب ہیں۔ اور نوافل کے ذریعہ بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو محبوب بنا لیتا

يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي

ہوں اور میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے

يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ وَمَا

اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر

تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ

وہ مجھ سے مانگے تو میں اس کو ضرور ضرور دوں گا۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا اور میں

وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ۔

کسی چیز میں تردد نہیں کرتا جس کو میں کرنا چاہتا ہوں جتنا تردد کرتا ہوں مومن کی جان کے بارے میں۔ وہ موت

کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے برائی میں پڑنے کو ناپسند کرتا ہوں۔

تشریحات ۲۷۵۸

یہ حدیث قدسی ہے اللہ عز وجل کا ارشاد ہے اس کا بھی احتمال ہے کہ اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ اخذ فرمایا ہو یا تو کلام ربانی سن کر عالم بیداری میں یا عالم خواب میں یا اللہ عز وجل نے اپنے ان کلمات کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں القا فرمایا ہو۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ ارشاد ربانی بواسطۂ جبریل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو۔

اس حدیث کی سند پر کچھ کلام کیا گیا ہے اس کے ایک راوی خالد بن مخلد متکلم فیہ ہیں۔ علامہ ذہبی نے میزان میں ان کے ذکر میں لکھا ان کی کچھ حدیثیں منکر ہیں اور امام ابو حاتم کا قول نقل فرمایا کہ یہ قابل احتجاج نہیں۔ ابن عدی نے ان کی دس منکر حدیثوں کی تخریج کی۔ اس حدیث کے بارے میں کہا اگر صحیح کی ہیبت نہ ہوتی تو محدثین اس حدیث کو خالد بن مخلد کے منکرات میں شمار کرتے یہ متن اس سند کے سوا کسی اور سند کے ساتھ مروی نہیں اور سوا بخاری کے اسے کسی نے روایت نہیں کیا۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ ابن معین سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ لاباس بہ ہیں اور ابو حاتم نے کہا کہ اس کی حدیث لکھی جائے گی اور ابو داؤد نے کہا صدوق ہیں لیکن ان میں تشیع ہے اور وہ میرے نزدیک انشاء اللہ تعالیٰ لاباس بہ ہیں۔ اور سلف کے قول میں تشیع کا مطلب

رافضی ہونا نہیں ہوتا کہ اس کی حدیث ناقابل قبول ہو غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل اہل حدیث کے نادان دوشت میاں نذیر حسین صاحب نے معیار الحق میں جو ان کی زندگی بھر کی کمائی ہے محمد بن فضیل صحیحین کے راوی پر یہ جرح کی کہ وہ منسوب برفض ہیں شیخ جی کی حدیث دانی کا بھانڈا پھوڑنے کے لیے مجدد اعظم اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی یہ تنقید ملاحظہ فرمایئے۔

یہ یکفت چراغی قابل تماشہ کہ ابن فضیل کے منسوب بہ رفض ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں عبارت تقریب رمی بالتشیع۔

مُلّا جی کو بائیس سال خوری و دعوائے محدثی آج تک اتنی خبر نہیں۔ زبان متاخرین میں شیعہ روافض کو کہتے ہیں خذلھم اللہ تعالیٰ جمیعًا بلکہ آج کل کے بے ہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلافِ تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ہی کے لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں۔ خود مُلّا جی کے خیال میں اپنی مُلائی جی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکہ دینے کے لیے متشیع کو رافضی بنایا حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حُسن عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ان میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تفضیل دیتا اسے بھی شیعی کہتے حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہلسنت کا تھا اسی بنا پر متعدد کو شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی محض غلبۂ محبت اہل بیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے حالانکہ یہ محض سنیت ہے۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صرف موالات تھا و بس حیث قال۔

محمد بن فضیل بن غزوان المحدث الحافظ کان من علماء ھذا الشان وثقہ یحیی بن معین وقال احمد حسن الحدیث شیعی قلت کان متوالیا فقط۔	محمد بن فضیل محدث حافظ بڑے شان کے علماء میں سے تھے یحیٰی بن معین نے ان کو ثقہ بتایا امام احمد نے کہا کہ حسن الحدیث ہیں مگر اہل بیت سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے اور بس۔

حاشیے میں میزان سے امام حاکم کے احوال میں پہلے یہ نقل فرمایا کہ کسی نے ان کو رافضی کہا پھر لکھا اللھم یحب الانصاف ما الرجل رافضی بل شیعیٌ فقط۔ اللہ انصاف کو پسند فرماتا ہے امام حاکم رافضی نہیں صرف شیعی ہیں۔[۱]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۲۹۶/۹۷۔

اسی طرح اس حدیث کے دوسرے راوی شریک بن عبداللہ بن ابی نمیر پر بھی کلام کیا گیا ہے یہ بھی معراج کی حدیث کے راوی ہیں جس میں انہوں نے کمی زیادتی کی ہے اور تقدیم وتاخیر کر دی ہے اور ایسی باتیں ذکر کی ہیں جس کو کسی نے ذکر نہیں کیا ہے علامہ عینی نے اس کا جواب یہ دیا کہ یحییٰ بن معین اور نسائی نے فرمایا کہ لاباس بہ ہیں اور ابن سعد نے کہا کہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔
سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ذہبی کے اس قول کو مردود بتایا ہے کہ یہ متن سوائے اس سند کے کسی دوسری کتاب میں مروی نہیں، اور یہ کہ سواء بخاری کے کسی نے اس کی تخریج نہیں کی۔ وہ لکھتے ہیں۔

اس حدیث کے دوسرے بہت سے طریقے بھی ہیں جن سب کا مجموعہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس حدیث کی اصل ہے ــــ اول۔ یہ حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے جس کی تخریج امام احمد نے کتاب الزہد میں وابن ابی الدنیا ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے زہد میں بطریق عبدالواحد بن میمون عن عروہ کی ہے۔ نیز طبرانی نے بطریق یعقوب مجاہد بن عروہ بھی تخریج کی ہے ثانی۔ یہ حدیث حضرت ابو امامہ سے مروی ہے جسے طبرانی نے اور بیہقی نے زہد میں روایت کیا ہے ــــ نیز مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے جسے اسماعیلی نے مسند علی میں روایت کیا ــــ ثالث ــــ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے جس کی تخریج طبرانی نے کی ــــ رابع ــــ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کی تخریج ابو یعلیٰ اور بزار اور طبرانی نے کی۔ خامس ــــ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مختصراً مروی ہے جس کی تخریج طبرانی نے کی ہے۔ سادس ــــ حضرت معاذ بن جبل سے بھی مروی ہے جس کی تخریج ابن ماجہ نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں کی ہے ــــ سابع ــــ حضرت وہب بن منبہ سے بھی مقطوعاً مروی ہے جسے امام احمد نے زہد میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں تخریج کی ہے ان میں سے کچھ حدیثوں کی سند ضعیف ہے لیکن کثرت طرق سے ضعف ختم ہو گیا جیسا کہ علامہ ابن حجر نے فرمایا۔ نیز ان میں سے بعض طرق کی حدیثیں مختصر ہیں جیسے حضرت حذیفہ کی حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

قولہ من عادیٰ ولیا ــــ اس حدیث میں عادیٰ باب مفاعلۃ کا صیغہ ہے جو مشارکت چاہتا ہے لیکن یہاں مشارکت مراد نہیں جیسے آیۃ کریمہ سارعوا الی مغفرۃ من ربکم میں۔ اسی حدیث سے اہل باطن نے استخراج فرمایا کہ اگر کوئی

شخص از خود ظالموں سے ظلم کا بدلہ نہ لے صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ظالموں کو ضرور سزا دیتا ہے اس کے نظائر بکثرت ہیں۔

ولی۔ وہ مومن عارف باللہ ہے جو طاعات کو پوری پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے اور محرمات سے بچتا رہے وہ بھی اللہ کی رضا کے لیے نہ کہ عزت و شہرت حاصل کرنے کے لیے اور دکھاوے کے لیے اس لیے جو شریعت کا پابند نہیں وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ ہوا میں اڑے۔ جوگی جے پال حالت کفر میں قادر تھے کہ اپنے حریف پر پتھر برسائیں آگ برسائیں خود ہوا میں اڑیں، کیا اس وقت وہ ولی تھے؟ ارشاد ہے ۔ اِنْ اَوْلِیَاءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ اللہ کے ولی وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

قولہ وما تقرب :۔ اس سے ثابت ہوا کہ فرائض کی پابندی اور ادائیگی بہ نسبت نوافل کے افضل ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ فرائض ادا کرنے میں ثواب کی امید ہے اور ترک میں عذاب کا استحقاق اور نوافل کی ادائیگی میں ثواب کی امید اور ترک پر کوئی گناہ نہیں نیز فرائض مامور بہ ہیں ان کا کرنے والا تابع فرمان ہے اس میں آمر کی عظمت ظاہر ہے اس میں عبودیت کا تذلل بھی ہے نیز فرائض اصل ہیں اور نوافل فرع حتی کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ جو فرائض ترک کیے ہو اور نوافل ادا کرے تو اس کے سارے نوافل زمین و آسمان کے درمیان معلق رہیں گے مقبول نہ ہوں گے اسی لیے علماء نے فرمایا جس کے فرائض قضا ہو گئے ہوں وہ بجائے نوافل کے فرائض کی قضا کرے۔

قولہ ولا یزال عبدی ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ فرائض کی کماحقہ ادائیگی کے بعد نوافل کی ادائیگی کرتا ہے یہ مطلب نہیں کہ فرائض چھوڑے اور نوافل ادا کرے پھر بھی محبوب ہوگا۔ اس لیے کہ جو فرائض چھوڑے گا فاسق ہوگا وہ محبوب کیسے ہوگا نوافل چونکہ بندہ اپنی طرف سے بخوشی ادا کرتا ہے اس لیے نوافل ادا کرنے والا محبت کا مستحق ہوا اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص خدمت پر نوکر ہے جس کی تنخواہ لیتا ہے اور متعلقہ خدمت کے سوا کچھ انجام نہیں دیتا وہ مشاہرے کا ضرور مستحق ہے اور وہ ایک اچھا نوکر بھی کہلائے گا مگر دوسرا نوکر متعلقہ خدمات کے علاوہ مزید اپنی خوشی سے دوسری خدمات بھی انجام دیتا ہے یقیناً مالک اس دوسرے نوکر سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ محبت کرے گا۔

قولہ حتیٰ احببتہ ۔ ہندوستانی رشیدیہ کے مطبوع میں "اَحْبَبْتُهٗ" ہے لیکن دوسرے نسخوں میں اور فتح الباری وغیرہ میں جو متن لیا گیا ہے اس میں "اُحِبَّهٗ" ہے اسی طرح دوسرے نسخوں اور فتح الباری وغیرہ میں جو متن لیا گیا ہے اس میں "فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ" ہے اور رشیدیہ کے مطبوعہ میں نہیں۔

قولہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ، اور عبدالواحد کی روایت میں یہ زیادہ ہے "وفؤادہ الذی یعقل بہ ولسانہ الذی یتکلم بہ" اور میمونہ کی روایت میں یہ بھی زائد ہے۔ "وقلبہ الذی یعقل بہ۔ اب پوری حدیث یہ ہوئی میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

یہ حدیث متشابہات میں سے ہے اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے کہ اللہ عزوجل جسم اور جسمانیات سے منزہ ہے پھر اس حدیث کا کیا مطلب؟ اس کا تحقیقی جواب وہی ہے کہ حقیقی مراد کو اللہ عزوجل جانے یا اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں، یہ ارشاد خدا ہے اور حق ہے اور یہی ہمارا ایمان۔ تاہم علماء نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں اول یہ کہ بندہ بالکلیہ میرے ساتھ مشغول ہے تو وہ اپنے کان سے صرف انہیں باتوں کو سنتا ہے جو مجھے پسند ہیں اور اپنی آنکھ سے صرف انہیں چیزوں کو دیکھتا ہے جن کا دیکھنا مجھے پسند ہے یوں ہی اپنے ہاتھ میں صرف انہیں چیزوں کو لیتا ہے جن کی میں نے اجازت دی ہے اور وہیں جاتا ہے جہاں جانے کو میں نے اس کے لیے روا رکھا ہے اور زبان سے وہی نکالتا ہے جو حق ہے اور وہی سوچتا ہے جو میری مرضی ہوتی ہے۔ ثانی۔ میں اس کو اس کے تمام مقاصد عطا فرماتا ہوں گویا وہ اپنے مقاصد کو اپنے جوارح سے حاصل کر لیتا ہے یہ توجیہ حدیث کے آخری حصے "ان سالنی لاعطینہ" اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور ضرور دوں گا کے مطابق ہے۔ ثالث۔ میں اسکی مدد فرماتا ہوں جیسے اس کے اعضا اس کے کام میں لگے رہتے ہیں۔ رابع۔ اس حدیث میں مصدر بمعنی اسم مفعول ہے معنی یہ ہوتے کہ میں اس کا مسموع ہو جاتا ہوں کہ وہ صرف میرا ذکر سنتا ہے اور میری یاد سے لذت پاتا ہے اور مجھ سے مناجات میں انسیت پاتا ہے اور ہاتھ انہیں چیزوں کی طرف بڑھاتا ہے جس میں میری رضا ہے اور وہیں جاتا ہے جہاں جانا مجھے پسند ہے۔ خامس۔ طوفی نے کہا علمائے متقدمین نے اس پر اتفاق کیا کہ یہ کنایہ ہے بندے کی مدد اور اعانت کرنے سے۔ تمثیلاً فرمایا کہ جیسے کوئی دشمن کسی پر حملہ کرے تو بے اختیار اسکے جوارح اس کی حمایت کرتے ہیں اسی طرح بلا تمثیل میں اپنے بندے کی مدد فرماتا ہوں اگرچہ وہ درخواست نہ کرے، اس میں بعض معنی بعض کی طرف راجع ہیں لیکن بنظر دقیق کچھ فرق بھی ہے۔

سادس۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورہ کہف[1] کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ

---

[1] تفسیر کبیر جلد ۲۱ صہ۹۱

اللہ تعالیٰ اس کی قوت سماعت اتنی قوی کر دیتا ہے کہ بلند و پست، نزدیک و دور کی آوازیں سنتا ہے اور اس کی آنکھ میں اتنی نورانیت پیدا فرما دیتا ہے کہ قریب و بعید کی سب چیزیں دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ میں اتنی قوت پیدا فرما دیتا ہے کہ نرم اور سخت ہموار اور پہاڑ اور دور و نزدیک میں تصرف کرتا ہے ان کی ایمان افروز اصل عبارت یہ ہے۔

وکذالك العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت لہ سمعا و بصرا فاذا صار نور جلال اللہ سمعا لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذالك النور بصرا لہ رای القریب والبعید واذا صار ذالك النور یدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب۔

اور ایسے ہی بندہ جب طاعات کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہتا ہے تو اس مقام پر پہونچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے تو نزدیک کی بات سنتا ہے اور دور کی بھی۔ اور جب وہ نور اس کے لیے آنکھ ہو جاتا ہے تو قریب کی چیز بھی دیکھتا ہے اور دور کی بھی اور جب وہ نور اس کے لیے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ سخت زمین میں بھی تصرف کی قدرت رکھے گا اور نرم زمین میں بھی اور قریب پر اور دور بھی۔

اس معنی کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں یہ ہے فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وبی یمشی۔

سابع مراد یہ ہے کہ جس قدر جلد اس کا کان سنتا ہے اور اس کی آنکھ دیکھتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں چلتا ہے اس سے بھی جلد میں اپنے ایسے بندوں کی حوائج کو پوری کرتا ہوں۔

ثامن۔ بعض متاخر صوفیہ نے فرمایا کہ یہ تعبیر ہے مقام فناء اور محو سے جو سلوک کی انتہائی غایت ہے۔

قولہ وما ترددت عن شئی۔ اس کا ظاہر مطلب یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تردد میں رہتا ہے کہ بندے کو موت دے یا شفا دے مگر یہ معنی کسی طرح صحیح نہیں۔ تردد اسے ہوتا ہے جو قادر نہ ہو اور اسے انجام کا حال معلوم نہ ہو اللہ تعالیٰ پر یہ محال ہے پھر جب موت کا وقت مقرر ہے یہ وقت موعود آجائے گا تو نہ ایک سکنڈ ادھر ہو گا نہ ادھر۔ پھر اس میں تردد کیسا؟ علامہ خطابی نے اس کی دو تاویلیں کیں پہلی یہ کہ بندہ کبھی بیماری وغیرہ کی وجہ سے موت کے قریب ہو جاتا ہے اس حال میں اللہ سے دعا کرتا ہے اللہ اسے شفا دے دیتا ہے اور اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے پہلے اس حال میں مبتلا کرنا کہ وہ موت کے قریب پہونچ گیا پھر اس کو شفا دینا دونوں

من جانب اللہ ہیں تو یہ ایسا ہی ہو گیا جیسے کوئی شخص کسی معاملے میں متردد ہے کہ ایک کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے پھر اس پر ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرا کام بہتر ہے اسے چھوڑ کر دوسرا اختیار کرتا ہے پہلے بلا نازل کی کہ ہلاک کے قریب پہونچ گیا اس سے ظاہر ہو گیا کہ اسے زندگی سے محروم کرنا چاہتا ہے پھر شفا دیتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ زندہ رکھنا چاہتا ہے اس کو تردد سے تعبیر فرمایا حالانکہ حقیقت میں تردد نہیں۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ اللہ عزوجل کا اپنے محبوب بندوں پر اپنی رحمت اور خصوصی کرم کا اظہار کرنا ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ دنیا سے منتقل ہو کر میری بارگاہ میں حاضر ہو تاکہ وہ دنیا کے رنج و محن سے چھٹکارا کر کے میری بارگاہ میں آکر ابدی راحت اور سرمدی عیش میں رہے مگر چونکہ وہ بتقضائے طبعی موت کو ناپسند اور زندگی کو پسند کرتا ہے تو میں اس کی زندگی کے مطابق چھوڑ دیتا ہوں۔

ایک توجیہ یہ ہے کہ میں بندے کے کسی معاملے میں متردد شخص کی طرح توقف نہیں کرتا ہوں سوائے محبوب بندے کی روح کے قبض کرنے میں کہ میں اس میں اس حد تک توقف کرتا ہوں جب تک وہ موت کا مشتاق نہ ہوتا کہ اس کے سبب مقربین کے گروہ میں شامل ہو کر اعلیٰ علیین میں جگہ پائے۔ ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ تردد سے مراد لطائف کے ذریعہ موت کی کراہیت کو دور کرنا ہے مثلاً مرض، انتہائی بوڑھاپے فاقہ اور شدت بلا سے پریشان ہو کر دنیا کی مفارقت آسان ہو جائے اور وہ اس کا امیدوار ہو جائے اس کا جو خدا کے نزدیک ہے اور دار کرامت و نعیم باقی کا اس کے دل میں شوق پیدا ہو جائے اسی کو اللہ تعالیٰ نے تردد سے تعبیر فرمایا۔

یہ سب توجیہات و تاویلات ہیں اور بنیادی بات وہی ہے جو ہم نے شروع میں تحریر کیا کہ یہ حدیث متشابہات میں سے ہے جیسے تقرب، سمع، بصر، رجل ہے اسی طرح یہ تردد بھی ہے۔ اس کی حقیقی مراد کیا ہے یہ اللہ عزوجل جانے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں۔ ہم بندوں کو راسخین فی العلم کی طرح یہی کہہ کر گزر جانا چاہیے۔

آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا۔ ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔

قولہ یکرہ الموت ۔ موت کی ناپسندیدگی نزع کی تکالیف کی وجہ سے ہے نزع کی تکلیف کا عالم کیا ہے اس کو ایک حدیث میں بیان فرمایا گیا۔ تلوار کے سو زخموں سے زیادہ تکلیف دہ نزع کا ایک جھٹکا ہے۔ حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاں کنی کے عالم میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔ سانس لینے میں اتنی تنگی ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ میں سوئی کے سوراخ

سے سانس لے رہا ہوں اور گویا کہ کانٹے کی شاخ میرے کھوپڑی سے پیر تک گھسیٹی جا رہی ہے۔ گلستاں میں ہے کہ جاں کنی کی حالت میں ایک شخص سے پوچھا گیا کہ کیا حال ہے تو اس نے کہا کہ اگر تمہارا کوئی دانت اکھاڑا جائے تو تمہارا کیا حال ہوگا اب جب کہ میرے جسم سے روح کھینچی جا رہی ہے تو میرا کیا حال ہوگا۔ تو حدیث کے اس حصے کا مطلب یہ ہوگا کہ بندہ موت کو ناپسند کرتا ہے تو میں بھی یہ ناپسند کرتا ہوں اور اس کی موت کو مؤخر کر دیتا ہوں۔ لیکن چونکہ کسی کو دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں اس لیے جب وقت موعود آ جاتا ہے تو اٹھا لیتا ہوں۔ یہ حصہ حقیقت میں سبب ہے اس تردد کا جو پہلے مذکور ہوا۔ اور ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے جو بالکل ظاہر ہے جس کی طرف پہلے اشارہ بھی ہو چکا کہ بندہ بتقاضائے بشری موت کو ناپسند کرتا ہے اور وہ مرض یا درازیٔ عمر نقاہت وکم زوری کی وجہ سے اس کو جو اذیتیں پہونچتی ہیں اس کو میں ناپسند کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اسے دنیا سے اٹھا لوں مگر چونکہ بندہ دنیا میں رہنے کو پسند کرتا ہے تو اس کی پسند کو ترجیح دیتے ہوئے اسے دنیا میں رہنے دیتا ہوں۔

ایک توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے چونکہ دنیا اللہ عزوجل کے جمال و کمال کی مظہر ہے وہ ذرے ذرے میں اللہ عزوجل کا جلوہ دیکھتا ہے تو زندہ رہنا چاہتا ہے تاکہ دنیا کے آئینہ خانہ میں اللہ عزوجل کا جلوہ دیکھتا رہے اور اللہ عزوجل کو یہ گوارا نہیں کہ محبوب کی دل شکنی ہو اس لیے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں باقی رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ میرا محبوب دنیا کے رنج و محن میں گرفتار رہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو اس کی مرضی کے مطابق زندہ رکھتا ہے اور جب بندوں کی نظروں سے یہ حجاب اٹھ جاتا ہے کہ آئینے میں جلوہ دیکھنے میں وہ لطف کہاں جو بلا واسطہ جلوہ دیکھنے میں ہے تو خود اسے موت کا شوق ہو جاتا ہے تو پھر میں اسے موت دیتا ہوں اس کا حاصل یہ نکلا کہ بندے کی دو حالت ہوتی ہے ابتداءً وہ موت کو ناپسند کرتا ہے مگر اخیر وقت میں اس بنا پر کہ موت ایک پل ہے جو محبوب کو محب تک پہونچاتا ہے تو موت کو پسند کرنے لگتا ہے جیسا کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخیر عمر مبارک میں اپنی موت کے لیے دعا مانگی تھی اللّٰھم ارزقنی احسنہ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَمَا اَمْرُ السَّاعَۃِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ ھُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [1]
ص ۹۶۳

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد میں مبعوث ہوا اور قیامت مثل ان دونوں کے ہے اور قیامت کا معاملہ صرف پلک جھپکنے بھر یا اس سے کم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

---

[1] نحل۔ آیت ۷۷۔

272

توضیح قیامت کا دن پچاس ہزار سال ہوگا مگر خاصانِ خدا کے لیے یوں گزر جائیگا جیسے پلک جھپکی۔

حدیث	عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
۲۷۵۹	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
	بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔
	میں مبعوث ہوا اور قیامت مثل ان دونوں کے ہے۔

حدیث	عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
۲۷۶۰	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
	وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي اِصْبَعَيْنِ۔
	کہ فرمایا میں مبعوث ہوا اور قیامت مثل دونوں کے ہے یعنی دو انگلیوں کے۔

تشریح ۲۷۶۰ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ زائد ہے کہ حضور نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کو اٹھایا۔ مقصود یہ ہے کہ اب قیامت قریب ہے۔

باب ص ۹۶۳

حدیث	عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
۲۷۶۱	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا
	نے فرمایا قیامت نہیں قایم ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے جب سورج مغرب سے طلوع
	فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا
	ہوئے گا اور لوگ اسے دیکھ لیں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے ــــ یہی وہ ہے کہ فرمایا جو اس
	لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِي اِيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ
	سے پہلے ایمان نہیں لایا اس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا۔ یا اپنے ایمان میں بھلائی نہیں کی اور قیامت
	وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ
	قایم ہوگی اس حال میں کہ دو شخص اپنے کپڑے پھیلائے ہوں گے نہ انھیں بیچ پائیں گے اور نہ لپیٹ پائیں گے

وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ

اور قیامت قائم ہو گی اس حال میں کہ ایک شخص اونٹنی کا دودھ لے کر آئے گا مگر پی نہیں پائے گا۔ اور قیامت

وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ

قائم ہو گی اس حال میں کہ ایک شخص حوض لیپ رہا ہو گا مگر اس سے پانی نہیں لے سکے گا۔ اور قیامت قائم ہو گی

وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا.

ایک شخص لقمہ منھ کی طرف لے جا چکا ہو گا مگر کھا نہیں سکے گا۔

تشریحات ۲۷۶۱: ترمذی میں ہے کہ مغرب میں ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جو ستر سال کی مسافت کے برابر چوڑا ہے۔ وہ بند نہیں ہو گا یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے۔ مغرب سے سورج کے طلوع ہونے کے وقت اس عظیم نشانی کو دیکھ کر سبھی ایمان لائیں گے مگر جو کافر ہوں گے ان کا ایمان معتبر نہ ہو گا۔ اسی طرح جو گنہگار توبہ کریں گے ان کی توبہ قبول نہ ہو گی۔ اخیر کے ارشادات کا حاصل یہ ہے کہ قیامت اچانک آئے گی۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے۔ اور اچانک آجائے گی۔

بَاب مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ صہ ۹۶۳ — جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔

حدیث	عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا عَنِ
۲۷۶۲	حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ

نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ اور

وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ

جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے یہ سن کر

إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَاكِ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ

حضرت عائشہ صدیقہ یا بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا ہم موت کو ناپسند کرتی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ

بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ

علیہ وسلم نے فرمایا یہ مطلب نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت یقینی طور پر قریب ہو جاتی ہے تو

فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ وَأَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ

اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور عنایت کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کے آگے جو کچھ ہے اس سے زیادہ

اللّٰہِ وَعُقُوْبَتِہٖ فَلَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَہَ اِلَیْہِ مِمَّا اَمَامَہٗ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ

کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور کافر کی موت

وَکَرِہَ اللّٰہُ لِقَائَہٗ ؏

جب قریب ہوتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب و سزا کی بشارت دیجاتی ہے اسوقت اسکے آگے جو کچھ ہے اس سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اسکی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ

حدیث	عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
۲۷۶۳	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَائَہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ

کو پسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی

اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَائَہٗ۔

اس سے ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔

تشریحات ۲۷۶۳ ظاہر ہے کہ جس مسلمان کو اس کا اطمینان ہے کہ میں نے فرائض و واجبات کو اپنی استطاعت کے مطابق کما حقہٗ ادا کیے ہیں۔ گناہوں سے حتی الوسع بچتا رہا ہوں۔ اس کے ضمیر کی آواز یہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ اس کے حضور حاضر ہونگا تو مجھے انعام و اکرام سے نوازے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ضرور شائق ہوگا۔ اور جس بدنصیب کو اس کا یقین ہوگا کہ میں مومن نہیں جس نے رات دن برائیاں کیں۔ اس کے ضمیر کی آواز یہی ہوگی کہ اللہ عز وجل مجھ سے ناراض ہے وہ مجھے سزا دے گا۔ تو یقیناً وہ اللہ کے حضور حاضر ہونے کو ناپسند رکھے گا۔ رہ گیا طبعی طور پر موت کو ناپسند رکھنا یہ الگ بات ہے۔ موت کے ناپسند ہونے کا اس ارشاد سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ہیں وہ موت کو ناپسند نہیں کرتے۔ بلکہ اس کی ہزار جان سے تمنا کرتے ہیں۔

بَابُ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ ص۹۶۴ موت کی شدت کا بیان۔

حدیث	عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ جُفَاۃً یَاْتُوْنَ النَّبِیَّ
۲۷۶۴	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ کچھ دیہاتی گنوار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْئَلُوْنَہٗ مَتَی السَّاعَۃُ فَکَانَ یَنْظُرُ اِلٰی اَصْغَرِہِمْ

آتے اور قیامت کے بارے میں پوچھتے کب قیامت ہے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سب سے چھوٹے کی طرف

؏ ترمذی اول۔ جنائز ص۲۰۵۔ ترمذی ثانی: زہد ص۵۷۔ مسلم: ذکر ص۳۴۴۔ نسائی اول: جنائز ص۲۶۰

فَيَقُوْلُ إِنْ يَعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ

دیکھتے اور فرماتے اگر یہ جیے تو اس کو بڑھاپا نہیں پائے گا کہ تم پر تمہاری قیامت قائم ہوجائے گی

قَالَ هِشَامٌ يَعْنِيْ مَوْتَهُمْ.

ہشام نے کہا یعنی ان کی موت ۔

تشریحات ۲۷۶۴ ساعتکم کی تفسیر موتھم حضرت ہشام نے کی ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں۔ ایک اور حدیث میں فرمایا من مات فقد قامت قیامتہ۔ جو مرگیا اس کی قیامت قائم ہوگئی۔ اسی کے مطابق یہ ارشاد بھی ہے۔ اس حدیث کو باب سے بظاہر کوئی مطابقت نہیں باب تھا سکرات الموت اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں لیکن بتکلف یوں مطابقت پیدا کی جاسکتی ہے کہ ساعتھم سے مراد موتھم ہے اور ہر موت کے لیے سکرات ہے۔

حدیث ۲۷۶۵ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ

ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ قَالَ مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ

وسلم کے قریب سے ایک جنازہ گزرا فرمایا آرام پایا ہوا ہے یا اس سے لوگ آرام پائے ہوتے ہیں لوگوں نے

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْمُسْتَرِيْحُ وَمَا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ

عرض کیا! یا رسول اللہ مستریح اور مستراح کیا ہے فرمایا موت سے مومن بندہ دنیا کی مشقت اور اس کی

يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ

اذیت سے آرام پا جاتا ہے اور بدکار بندہ سے بندے اور شہر اور درخت

يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ [ع]

اور چوپائے آرام پا جاتے ہیں ۔

تشریحات ۲۷۶۵: عبد مومن سے مراد مومن کامل یعنی متقی ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مطلقاً ہر مومن مراد ہو۔ اسی طرح فاجر میں دو احتمال ہے یا تو اس سے مراد کافر ہو یا ہر فاسق خواہ وہ کافر ہو یا مومن۔ کافر اور فاسق سے بندوں کی راحت ظاہر ہے کہ بندے اس کی ایذا رسانی اور ظلم سے

ع اس کے بعد متصلاً۔ مسلم، نسائی۔

محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بلاد کی راحت سے مراد یہ ہے کہ وہ غضب سے فساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اوراس کی پیداوار غلط جگہ خرچ نہیں ہوتی۔ درخت کی راحت یہ ہے کہ وہ غصبًا کاٹے جانے اور پھل لینے سے محفوظ ہو جاتے ہیں چوپاؤں کی راحت یہ ہے کہ ظالم اسے کم خوراک دیتے ہیں۔ اور طاقت سے زیادہ کام لیتے ہیں اس سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

حدیث	حدثنا عبدُ اللهِ بنُ اَبِی بکرِ بنِ عَمرِو بنِ حَزمٍ سَمِعَ اَنسَ بنَ مَالِکٍ
۲۷۶۶	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
	رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنهُ یَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَتبَعُ المَیِّتَ
	میت کے ساتھ یا پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں دو لوٹ آتی ہیں۔ اور ایک باقی رہ جاتی ہے
	ثَلٰثَةٌ فَیَرجِعُ اِثنَانِ وَیَبقٰی مَعَهُ وَاحِدٌ یَتبَعُهُ اَهلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ
	اس کے پیچھے اس کے اہل اس کے مال اور اس کے عمل جاتے ہیں اہل اور مال لوٹ آتے
	فَیَرجِعُ اَهلُهُ وَمَالُهُ وَیَبقٰی عَمَلُهُ ؏
	ہیں اور اس کا عمل باقی رہتا ہے۔

تشریحات ۲۷۶۶ میت کے ساتھ اہل اور عمل کا جانا تو صحیح ہے مال کے جانے کا کیا مطلب ہے؟ میت کا مال تو اس کے گھر رہ جاتا ہے، شارحین نے فرمایا کہ یہ عرب کی عادت کے مطابق تھا کہ میت کے ساتھ اس کے چوپاؤں کو بھی قبرستان تک لے جاتے تھے اور غلام تو سبھی کے ساتھ ساتھ جاتے تھے۔ قبر میں انسان کے اچھے عمل حسین مرد کی شکل میں عمدہ کپڑے بہترین خوشبو کے ساتھ آتے ہیں اور کہتے ہیں تجھ کو اس چیز کی بشارت ہو جو تجھے خوش کرے گی وہ کہے گا تم کون ہو، وہ کہیں گے ہم ترے اچھے عمل ہیں۔ اور کافر اور فاسق کے عمل بُرے مرد کی شکل میں آئیں گے اور کہیں گے میں تیرا بُرا عمل ہوں جیسا کہ مسند امام احمد میں ہے۔

حدیث	عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالیٰ
۲۷۶۷	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُم عُرِضَ عَلٰی مَقعَدِهٖ غُدوَةً وَّعَشِیَّةً اِمَّا النَّارُ
	فرمایا جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو اس کے ٹھکانے پر صبح شام پیش کیا جاتا ہے یا تو جہنم یا تو جنت

؏ مسلم۔ زہد۔ ترمذی۔ زہد۔ نسائی۔ رقائق۔ جنائز۔ مسند امام احمد۔ جلد چہارم ص۲۸۷۔ ص۲۹۶۔

وَاَمَّا الْجَنَّۃُ فَیُقَالُ ھٰذَا مَقْعَدُکَ حَتّٰی تُبْعَثَ۔

پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک تو قبر سے اٹھایا جائے۔

بَاب نفخ الصور ص۹۶۵ صور پھونکنے کا بیان۔

قَالَ مُجَاھِدٌ اَلصُّوْرُ کَھَیْئَۃِ الْبُوْقِ زَجْرَۃٌ صَیْحَۃٌ۔	ت
حضرت مجاہد نے کہا صور قرناء (نرسنگھا) کے مثل ہے۔ زجرۃ کے معنی صیحۃ ہے۔	۷۶۴

یعنی چیخ۔ ارشاد ہے فانما ھی زجرۃ واحدۃ۔ یہ تو ایک جھڑک ہے یعنی نفخ ثانیہ کے وقت ایک چیخ سنائی دے گی۔ اور سب لوگ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَلنَّاقُوْرُ الصُّوْرُ، اَلرَّاجِفَۃُ	ت
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ ناقور سے مراد صور ہے۔ الرجفۃ سے مراد	۷۶۵
اَلنَّفْخَۃُ الْاُوْلٰی۔ وَالرَّادِفَۃُ النَّفْخَۃُ الثَّانِیَۃُ۔	
نفخۂ اولیٰ ہے اور رادفہ سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔	

تشریحات ۷۶۵

ارشاد ہے۔ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ۔ (سورہ مدثر آیت ۸) جب صور میں پھونکا جائے۔ اور ارشاد ہے یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ۔ جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی۔ اس کے پیچھے آئے گی آنے والی۔ (سورۂ نازعات آیت ۶-۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ پہلی آیت میں ناقور سے مراد صور ہے اور دوسری آیت میں الرجفۃ سے مراد نفخۂ اولیٰ ہے۔ اور تیسری آیت میں رادفہ سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔

قیامت کے سلسلے میں دو مرتبہ صور پھونکا جائے گا پہلی بار پھونکا جائے گا اس کے اثر سے جو بے ہوشی طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملئکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے جن پر موت نہ آئی ہوگی وہ اس سے مرجائیں گے اور جن پر موت وارد ہوچکی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عنایت کی وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے کہ انبیاء و شہداء ان پر اس نفخہ سے بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نفخہ کا شعور بھی نہ ہوگا۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا جس سے مُردے زندہ کیے جائیں گے۔ ارشاد ہے۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو

وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ۔ (سورہ زمر آیت ۶۸)

جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

اس آیت میں اِلَّا مَن شاء اللہ سے کیا مراد ہے اس میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نفخۂ صعق سے تمام آسمان اور زمین والے مر جائیں گے سوائے جبرئیل میکائیل و اسرافیل و ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے لیے قرآن مجید میں بَلْ اَحْيَآءٌ آیا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پر بے ہوش ہو چکے ہیں اس لیے اس نفخہ سے آپ بے ہوش نہ ہوں گے بلکہ آپ مستیقظ و ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ہیں۔ ضحاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں ہیں اور وہ فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں۔ وہ اور جہنم کے سانپ بچھو ہیں۔

بَابٌ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ ص ۹۶۵ — اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا۔

حدیث	عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۲۷۶۸	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
	تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَّتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا
	قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جسے اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت سے پھیلائے گا جیسے تم
	يَتَكَفَّأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِّاَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ
	میں سے کوئی اپنی روٹی دسترخوان پر پھیلاتا ہے۔ اہل جنت کی میزبانی کے لیے۔ پھر ایک یہودی آیا۔ اس
	الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ
	نے کہا اے ابو القاسم! تم کو اللہ برکت دے۔ کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی پہلی
	اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً
	میزبانی کیا چیز ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں بتا۔ اس نے کہا زمین ایک روٹی ہو گی (اس نے بھی وہی کہا) جو
	كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ

پھر مسکرائے یہاں تک کہ حضور کے نوکیلے دانت ظاہر ہو گئے پھر یہودی نے کہا کہ کیا میں آپ کو نہ

بِاِدَامِهِمْ قَالَ اِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ

بتاؤں کہ ان کا سالن کیا ہوگا تو اس نے کہا ان کا سالن بالام اور نون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ کیا ہے؟

وَنُوْنٌ يَاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔ ؏

اس نے کہا بیل اور مچھلی، اس کے جگر کے زائدہ سے ستر ہزار کھائیں گے۔

تشریحات ۲۷۶۸

نُزُلًا۔ اس کھانے کو کہتے ہیں جو مہمان کے سامنے پہلی بار پیش کیا جاتا ہے جس کو ہمارے عرف میں ناشتہ کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل قیامت کے دن پوری زمین کو ایک روٹی بنا دے گا جو اس کے قدموں کے نیچے ہوگی جسے وہ لوگ کھائیں گے جس کے مقدر میں جنت میں جانا ہے تاکہ میدان محشر میں بھوکے نہ رہیں۔ قبروں سے اٹھنے کے بعد اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے پہلے یہی غذا ملے گی۔ اسی لیے اس کو نُزُل سے تعبیر فرمایا۔ بالام۔ عبرانی لفظ ہے جس کے معنی بیل کے ہیں۔ اور نون یعنی مچھلی۔ مچھلی کے جگر میں ایک حصہ علیحدہ ہوتا ہے اس کو زائدہ کہتے ہیں۔ یہی اس وقت لوگوں کا سالن ہوگا۔ نواجذ۔ ناجذۃ کی جمع ہے۔ یہ اخیر کے دانتوں کو کہتے ہیں۔ دانتوں کی تقسیم یہ ہے۔ بیچ کے دو ثنایا۔ دونوں طرف اس کے بغل والے رباعیات۔ پھر ضواحک۔ پھر ارحاء۔ پھر نواجذ۔ کتاب الصوم میں ہے حتّٰی بَدَتْ اَنْيَابُهٗ۔ انیاب۔ نوکیلے دانتوں کو کہتے ہیں جو رباعی کے بعد ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں اور باب کی حدیث میں منافات نہیں۔ اس لیے کہ نواجذ کا اطلاق انیاب اور اضراس پر بھی ہوتا ہے۔

حَدَّثَنِیْ اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ	حدیث
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا	۲۷۶۹

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ

کہ قیامت کے دن لوگ جمع کیے جائیں گے سفید سرخی مائل زمین پر جیسے میدے کی روٹی۔ سہل نے کہا یا

كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ قَالَ سَهْلٌ اَوْ غَيْرُهٗ لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِاَحَدٍ ؏

ان کے علاوہ کسی اور نے کہا۔ اس میں کسی کے لیے کوئی نشان نہیں ہوگا۔

؏ مسلم توبہ۔ ؏ مسلم توبہ۔

۲۷۶۹
تشریحات: یہ زمین جس پر حشر ہوگا دنیا کی زمین کے علاوہ ہے۔ عبد بن حمید نے حکم بن ابان کے طریقے سے عکرمہ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ یہ دنیا کی زمین لپیٹ دی جائے گی اور اس کے پہلو میں دوسری زمین ہوگی جس پر حشر ہوگا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق عمرو بن میمون حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے آیۂ کریمہ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی، کی تفسیر میں فرمایا زمین ایسی زمین سے بدل دی جائے گی گویا وہ چاندی ہے جس پر کوئی حرام خون نہیں بہایا گیا۔ اور جس پر کوئی گناہ نہیں کیا گیا۔

بَابُ كَيْفَ الْحَشْرُ ص ۹۶۵ حشر کیسے ہوگا؟

حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
۲۷۷۰	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ

قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰی ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ وَرَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ
قیامت کے دن تین راستوں سے جمع کیے جائیں گے۔ رغبت رکھتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔ اور دو ایک

عَلٰی بَعِيْرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰی بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰی بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰی بَعِيْرٍ وَيُحْشَرُ
اونٹ پر اور تین ایک اونٹ پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر اور بقیہ کو آگ جمع کرے گی جو ان

بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ
کے ساتھ قیلولہ کے وقت رہے گی اور جہاں رات گزاریں گے وہاں رہے گی اور جہاں صبح کریں گے

حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِیْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا۔ عہ
وہاں رہے گی اور جہاں شام کریں گے وہاں رہے گی۔

۲۷۷۰
تشریحات: حشر چار ہیں۔ دو دنیا میں اور دو آخرت میں۔ دنیا کے دو حشر میں ایک وہ ہے جسے اس آیۂ کریمہ میں بیان فرمایا۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لیے۔ دوسرا وہ جو قیامت کی نشانیوں میں مذکور ہے کہ ایک آگ آئے گی اور سب کو ہانک کر شام میں جمع کر دے گی۔ اور دو آخرت کے یہ ہیں۔ پہلا مُردوں کا زندہ ہو کر اپنے ٹھکانے سے نکل کر موقف میں جانا۔ دوسرے جنت یا دوزخ میں جانا۔ قولہ ثلاث طرائق۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تین گروہ ہوں گے پہلے راغبین، راہبین، دوسرے جو اونٹوں پر

عہ مسلم باب یحشر الناس علی طرائق

سوار ہوکر چلیں گے اور تیسرے وہ جن کو آگ ہانک کرلے جائے گی۔

حدیث ۲۷۷۱

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ الْأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُّهِمَّهُمْ ذٰلِكَ عه

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن غیر مختون جمع کیے جائیں گے ام المومنین نے کہا اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرد عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے فرمایا معاملہ اتنا سخت ہے کہ کوئی اس کا قصد نہ کر پائے گا۔

حدیث ۲۷۷۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ إِنِّيْ لَأَرْجُوْا أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَذٰلِكَ أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَمَا أَنْتُمْ فِيْ أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ سه

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گول خیمے میں تھے۔ حضور نے فرمایا کیا تم لوگ اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کی چوتھائی رہو ہم نے عرض کیا ہاں ہم راضی ہیں۔ فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کی ایک تہائی رہو ہم نے کہا ہاں۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ آدھے اہل جنت ہوگے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا اور تمہاری تعداد اہل شرک کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسے ایک سفید بال سیاہ بیل کی کھال میں یا ایک کالا بال لال بیل کی کھال میں۔

تشریحات: — یہ ارشاد منیٰ میں فرمایا تھا۔ اور اس وقت خیمہ میں چالیس

عه مسلم: اواخر کتاب۔ نسائی جنائز۔ ابن ماجہ: زہد — سه بخاری: کتاب الأیمان والنذور ص۹۸۳ — کیف کان یمین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ مسلم: ایمان۔ ترمذی: صفۃ الجنۃ۔ ابن ماجہ: زہد عه بخاری: الأیمان والنذور ص۹۸۳۔

آدمی کے قریب نقص علیہ

حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ
۲۷۷۳	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰی يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَرَاءٰی ذُرِّيَّتُهٗ فَيُقَالُ

کہ قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو بلایا جائے گا تو ان کے سامنے اُن کی اولاد ظاہر ہو گی

هٰذَا اَبُوْكُمْ اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ

کہا جائے گا اے لوگو! یہ تمہارے باپ آدم ہیں حضرت آدم عرض کریں گے لبیک اور سعدیک. اب

ذُرِّيَّتِكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ كَمْ اُخْرِجُ فَيَقُوْلُ اَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ

فرمائے گا اپنی اولاد میں سے جہنم میں ڈالے جانے والوں کو نکالو۔ تو بو چھیں گے کہ اے پروردگار کتنا

فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ اِذَا اُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ فَمَاذَا

نکالوں فرمائے گا ہر سو میں سے ننانوے کو نکالو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم میں سے ہر سو میں سے ننانوے نکال

يَبْقٰی مِنَّا قَالَ اِنَّ اُمَّتِیْ فِی الْاُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِی الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ

لیے جائیں گے تو ہم میں سے کیا باقی رہے گا۔ فرمایا میری امت اور امتوں کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے سفید بال سیاہ بیل میں۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ص ۹۶۷

کیا وہ لوگ گمان نہیں کرتے کہ وہ لوگ ایک بڑے دن کے لیے اٹھائے جائیں گے جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے۔

توضیح ھناد بن سری نے زہد میں عبداللہ بن حارث کے بطریق حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا ایک شخص نے ان سے کہا۔ مدینہ والے پورا ناپتے ہیں تو انہوں نے فرمایا وہ ایسا کیوں نہیں کریں گے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خرابی ہے ڈنڈی مارنے والے کے لیے۔ انہوں نے یہاں تک تلاوت کی جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے۔ اور پسینہ آدھے کانوں تک پہنچا ہو گا —— قیامت کے دن کی وحشت کی وجہ سے یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر نہیں تھی۔ اس لیے اس کو اپنی کتاب میں درج نہیں کیا۔

عہ مسلم: ایمان۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ
۷۶۶	حضرت ابن عباس نے فرمایا سارے اسباب کٹ گئے
	اَلْوُصُلَاتُ فِي الدُّنْيَا۔
	کہ یہاں اسباب سے مراد دنیا کے تعلقات ہیں۔
حدیث	عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
۲۷۷۴	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ
	فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو پسینہ آئے گا یہاں تک کہ ان کا پسینہ ستر ہاتھ زمین میں جذب ہوگا
	سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ۔
	اور ان کے منھ میں لگام بن جائے گا یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ص ۹۶۷ قیامت کے دن بدلہ۔

وَهِيَ الْحَاقَّةُ لِأَنَّ فِيْهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْأُمُوْرِ الْحَقَّةُ وَالْحَاقَّةُ وَاحِدٌ وَالْقَارِعَةُ وَالْغَاشِيَةُ وَالصَّاخَّةُ وَالتَّغَابُنُ۔ غَبْنُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ۔

اور قیامت ہی حاقہ ہے اس لئے کہ اس میں ثواب ہے اور ثابت شدہ باتیں ہیں یعنی اس میں متحقق ہوں گی۔ جزا ثواب اور سزا اور تمام باتیں جو ثابت اور حق ہیں۔ اَلْحُقَّةُ اور اَلْحَاقَّةُ ہے یعنی دونوں قیامت کے نام ہیں مراد یہ ہے کہ یہ حق سے ثابت ہے اس میں کوئی شک نہیں اور قیامت ہی کا نام قارعہ ہے۔ اس لئے کہ قیامت کے ہولناک مناظر دلوں کو ہلا دیں گے۔ اور قیامت ہی کا نام غاشیہ ہے اس لئے کہ وہ ہر چیز پر چھا جائے گی اور قیامت ہی کا نام صاخہ ہے اصل میں اس کے معنی بڑی مصیبت کے ہیں اور اس کے معنی چیخ کے بھی ہیں اور اس کا نام تغابن بھی ہے کیونکہ جنتی جہنمیوں کے وہ مقامات لیں گے جو ان کو ملتے اگر وہ مومن ہوتے

حدیث	حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ
۲۷۷۵	شقیق نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ
	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ عہ
	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلا فیصلہ خونوں کے بارے میں کیا جائے گا۔

تشریحات ۲۷۷۵ اس کے معارض وہ حدیث مشہور ہے کہ فرمایا اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیٰمۃ صلاتہ۔ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کے بارے میں حساب کیا جائے گا۔

تطبیق حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون ناحق کا۔ سودگی حدیث طویل میں ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلا معاملہ خون کے بارے میں پیش ہوگا۔ ہر مقتول اپنا سر لادے ہوئے آئے گا اور عرض کرے گا اے رب اس سے پوچھ اس نے مجھ کو کیوں قتل کیا حضرت ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ مقتول اپنے ایک ہاتھ میں اپنا سر لے کر اور دوسرے سے قاتل کو چادر میں لپیٹ کر گھسیٹتا ہوا لائے گا اور اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا یہاں تک کہ دونوں اپنے رب اللہ عزوجل کے حضور کھڑے ہوں گے۔

بَابٌ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ص ۹۶۸ — جنت میں بغیر حساب ستر ہزار داخل ہوں گے۔

حدیث	حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حَدَّثَہٗ
۲۷۷۶	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
	قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ
	ہوئے سنا کہ میری امت کا ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ ستر ہزار ہے ان کے
	مِنْ اُمَّتِیْ زُمْرَۃٌ وَھُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا تُضِیْءُ وُجُوْھُھُمْ اِضَاءَۃَ الْقَمَرِ
	چہرے چودھویں رات کی طرح چمکتے ہوں گے حضرت ابوہریرہ نے کہا یہ سن کر عکاشہ
	لَیْلَۃَ الْبَدْرِ قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَامَ عُکَّاشَۃُ
	بن محصن اسدی کھڑے ہوئے اپنے کمبل کو اٹھائے ہوئے اور عرض کیا

عہ دیات، اول باب ص ۱۰۱۵ مسلم حدود، ترمذی دیات، نسائی محاربہ، ابن ماجہ دیات۔

بْنُ مِحْصَنٍ الْاَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ

یا رسول اللہ اللہ سے دعا کر دیجیے کہ مجھے بھی ان میں کر دے تو حضور نے دعا کی کہ

يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ

اے اللہ اس کو ان میں کر دے اس کے بعد انصار میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے عرض

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ۔ ؏

کیا یا رسول اللہ دعا کر دیجیے کہ اللہ مجھے ان میں کر دے تو فرمایا عکاشہ تم سے سبقت کر گئے۔

تشریحات ۲۷۷۶ :- نمرۃ۔ وہ کمبل جس میں سیاہ سفید دھاری ہو جیسے کہ چیتے کے جسم پر ہوتی ہے اس روایت میں صرف یہ ہے کہ ستر ہزار داخل ہوں گے دوسری روایتوں میں ہے کہ ان میں سے ہر شخص کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے اور یہ سب لوگ بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے اور اسی میں یہ بھی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے جسم کو داغتے نہیں اور جھاڑ پھونک نہیں کراتے اور برا شگون نہیں لیتے اور نہ ہی بد فالی لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ۔ یعنی وہ لوگ جو ہر حال میں راضی بقضاء رہتے ہیں، جیسا کہ حضرت نظام الشریعۃ والحقیقۃ والدین محبوب الٰہی قدس سرہ نے فرمایا۔

؎ چوں درد بلائے تست برجانم با دا ــــــ اور جیسا کہ ابو الانبیاء حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آتش نمرود میں جاتے ہوئے جبریل امین سے فرمایا تھا علمہ بحالی کفانی عن سوالی میرے حال کا اس کو علم ہے سوال کی حاجت نہیں اس سے دواء علاج یا جھاڑ پھونک کی حرمت پر استدلال جہالت ہے جیسا کہ وہابی کرتے ہیں اسلئے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج فرمایا اور بہت سے امراض کے علاج کے واسطے دعائیں بتائیں کہ مریض پر دم کیا جائے معوذتین پڑھ کر خود دوسروں پر دم فرمایا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم خود داغا اگر دعا، دواء جھاڑ پھونک داغنا حرام ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کرتے۔ یہاں اس حدیث میں مراد یہی ہے کہ اللہ کے وہ مخصوص بندے ہیں جو ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہتے ہیں۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۲۷۷۷	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

؏ مسلم۔ ایمان۔

قَالَ يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ يَا أَهْلَ
کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو ایک ندا دینے والا کھڑا ہوگا اور کہے گا اے جہنم والو
النَّارِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ خُلُودٌ عله
موت نہیں اور اے جنت والو موت نہیں ہمیشہ تم لوگ اپنی جگہوں میں رہوگے۔

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ص۹۶۹ جنت و دوزخ کا بیان۔

عَدْنٌ خُلْدٌ، عَدْنٌ کے معنی ہمیشہ رہنا ہے بولتے ہیں عَدَنْتُ بِأَرْضٍ أَقَمْتُ یعنی میں نے وہاں سکونت اختیار کرلی اور اس سے مَعْدِنٌ بنا ہے فِي مَعْدَنِ صِدْقٍ فِي مَنْبَتِ صِدْقٍ۔

حدیث	عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
۲۷۷۸	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وَسَلَّمَ يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ وَلِأَهْلِ النَّارِ	
جنتیوں سے کہا جائے گا اے جنتیو ہمیشہ رہو گے تمہیں موت نہیں اور جہنم والوں سے کہا جائے گا	
يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ لَا مَوْتَ۔	
اے جہنمیو! ہمیشہ رہو گے موت نہیں۔	

تشریحات ۲۷۷۸ جب میدان محشر میں سب کا پورا حساب و کتاب ہو جائے گا اور جہنمیوں میں سے جن کو نکل کر جنت میں آنا مقدر تھا وہ جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہولیں گے۔ تو موت کو مینڈھے کی شکل میں لاکر ایسی جگہ ذبح کر دیا جائے گا جہاں سب جنتی اور دوزخی دیکھیں گے اس کے بعد وہ کہا جائے گا جو اوپر والی حدیث میں مذکور ہے جیسا کہ اسی بخاری میں تین حدیث کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

حدیث	عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
۲۷۷۹	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ	
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا اے جنتیو! وہ عرض کریں گے حاضر ہیں ہم	
يَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ وَمَا	
اے پروردگار بھلائی، حاضر ہیں۔ فرمائے گا کیا تم لوگ راضی ہو گئے۔ وہ عرض کریں گے ہم کیوں نہیں	

عله مسلم، صفۃ النار۔

لَنَا لَا نَرْضٰى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ أَنَا أُعْطِيْكُمْ

راضی ہوں گے؟ اور تونے ہم کو وہ دیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا

أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ أُحِلُّ

اب میں تم کو اس سے بھی بہتر دوں گا۔ وہ عرض کریں گے اے پروردگار! اور اس سے افضل کیا ہے؟

عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ أَبَدًا [سه]

فرمائے گا۔ میں تم سے راضی ہوں۔ اور اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

حدیث ۲۷۸۰ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کے

قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ [عه]

دونوں مونڈھوں کے درمیان تیز دوڑنے والے سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہے۔

تشریحات ۲۷۸۰ اس حدیث میں کافروں کے دونوں مونڈھوں کے درمیان فاصلہ تین دن کی مسافت ہے۔ اور کچھ روایتوں میں پانچ دنوں کی۔ اسی طریقے سے اس کے دوسرے اعضا کی لمبائی چوڑائی کے بارے میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کی کان کی لو سے مونڈھے تک کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ستر سال اور ایک روایت میں ہے کہ کافر کی ڈاڑھ قیامت کے دن اُحُد سے بڑی ہوگی۔ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ جہنم میں کافروں کا جسم بہت بڑا کر دیا جائے گا تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ عذاب چکھیں۔

حدیث ۲۷۸۱ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ

نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال چلے جب بھی اس کو طے نہ کر پائے

لَا يَقْطَعُهَا قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِيْ عَيَّاشٍ فَقَالَ

سند مذکور کے ساتھ ابو حازم نے نعمان بن ابی عیاش کے بطریق حضرت ابو سعید خدری

سه بخاری: توحید۔ کلام الرب مع اہل الجنۃ۔ مسلم: صفۃ النار۔ ترمذی: صفۃ النار۔ نسائی: نعوت۔

عه مسلم: صفۃ النار۔

273

حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ شَجَرَۃً
رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جنت میں ایک

یَسِیْرُ الرَّاکِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِیْعَ مِائَۃَ عَامٍ مَا یَقْطَعُھَا ؏
درخت ہے کہ عمدہ مضمر تیز رفتار گھوڑے کا سوار سو سال چلے بھی تو اسے طے نہ کر پائے۔

تشریحات ۲۷۸۱

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں صرف راکب تھا جو عام تھا وہ سوار اونٹ پر ہو یا گھوڑے پر یا خچر پر۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں اس کی تعیین ہو گئی کہ بہت عمدہ تیز رفتار مضمر گھوڑے کا سوار مراد ہے۔ مُضَمَّرْ۔ اس گھوڑے کو کہتے ہیں جسے کچھ دن خوب کھلایا جائے یہاں تک کہ موٹا ہو جائے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کا چارہ کم کیا جائے یہاں تک کہ معتاد خوراک تک آجائے۔ اس عمل سے گھوڑا بہت تیز رفتار ہو جاتا ہے۔ اس کا بدن بھی چھریرا ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑ دوڑ کے لیے مضمر گھوڑے کی حد سات میل تھی۔ اور غیر مضمر کی ایک میل۔

حدیث ۲۷۸۲

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے

وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ لَیَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِی الْجَنَّۃِ کَمَا تَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ
ہیں کہ فرمایا کہ جنتی، جنت کے جھروکوں سے ایک دوسرے کو دیکھیں گے جیسے تم لوگ

فِی السَّمَاءِ قَالَ اَبِیْ فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِیْ عَیَّاشٍ فَقَالَ اَشْھَدُ لَسَمِعْتُ
تارے کو آسمان میں دیکھتے ہو۔ عبدالعزیز نے کہا کہ میرے باپ ابو حازم نے کہا میں نے نعمان بن ابی

اَبَا سَعِیْدٍ یُحَدِّثُ وَیَزِیْدُ فِیْہِ کَمَا تَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ الْغَارِبَ فِی الْاُفُقِ
عیاش سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے

الشَّرْقِیِّ وَالْغَرْبِیِّ۔
سنا یہ حدیث بیان کرتے تھے اور اس میں یہ زیادہ کرتے تھے جیسے تم لوگ شرقی یا غربی افق میں ڈوبنے والے تارے کو دیکھتے ہو۔

حدیث ۲۷۸۳

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ
جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا شفاعت کی

؏ مسلم۔

بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّغَارِيرُ قُلْتُ مَا الثَّغَارِيرُ قَالَ الضَّغَابِيسُ وَكَانَ قَدْ

بدولت جہنم سے کچھ لوگ نکالے جائیں گے گویا وہ چھوٹی ککڑیاں ہیں میں نے عمرو بن دینار سے پوچھا اے ابو محمد

سَقَطَ فَمُهُ فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَبَا مُحَمَّدٍ سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ

آپ نے جابر بن عبد اللہ سے سنا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَخْرُجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ قَالَ نَعَمْ. عہ

ہوئے سنا ہے کہ شفاعت کے ذریعہ جہنم سے کچھ لوگ نکالے جائیں گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔

تشریحات: ۲۷۸۳ — حدیث کا لفظ یہ تھا "كَأَنَّهُمُ الثَّغَارِيرُ قُلْتُ مَا الثَّغَارِيرُ قَالَ الضَّغَابِيسُ وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ"، وہ لوگ ایسے ہوں گے گویا ثغاریر ہیں (حماد نے کہا) میں نے پوچھا ثغاریر کیا چیز ہے تو انہوں نے کہا ضغابیس، اور ان کے دانت گر چکے تھے یعنی حضرت عمرو بن دینار نے یہ حدیث اس وقت بیان کی جب ان کے دانت جا چکے تھے۔

ثغاریر، ثغرور کی جمع ہے۔ چھوٹی ککڑی کو کہتے ہیں اور ضغابیس ضغبوس کی جمع ہے اس کے معنی بھی چھوٹی ککڑی کے ہیں۔ نیز دونوں ایک گھاس کا نام بھی ہے جو لیموں کے مثل ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ بہت کمزور نحیف ہوں گے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کچھ لوگ جہنم میں اپنے گناہوں کی کچھ سزا پا کر کسی کی شفاعت سے جہنم سے نکالے جائیں گے۔ ابو عبیدہ نے کہا ایک قول یہ ہے کہ ثاء مثلثہ کے بجائے شین معجمہ سے ہے چونکہ حضرت عمرو بن دینار کے دانت نہیں تھے تو وہ شین معجمہ ادا نہ کر پائے اس کے بجائے ثاء مثلثہ سنائی دی۔

حدیث ۲۷۸۴

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کچھ

وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے بعد اس کے کہ ان کو داغ پڑ گیا ہوگا۔ اور جنت میں داخل

فَيُسَمِّيهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّينَ عہ۲

ہوں گے۔ جنتی ان کا نام جہنمی رکھیں گے۔

عہ مسلم، ایمان،

عہ۲ توحید: باب ما جاء فی قول اللہ تعالیٰ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین۔ ص ۱۱۱۰

تشریحات: سَفْعٌ۔ سیاہ داغ جس میں نیلا پن یا سرخی ہو یعنی آگ میں جلنے کی وجہ سے ان پر داغ ہوگا۔

حدیث	عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ
۲۷۸۵	نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ
	اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ عَلٰى اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ
	علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کا ہوگا جس کے قدموں
	يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ بِالْقُمْقُمِ عہ
	کے تلووں پر دو انگارے ہوں گے جن سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔ جیسا کہ ہانڈی اور قمقم کھولتا ہے۔

۲۷۸۵

تشریحات: اس کے پہلی والی روایت میں جو بطریق محمد بن بشار ہے جُمْرَۃٌ ہے۔ لیکن مسلم کی روایت میں جمرتان ہے اور حدیث میں قَدَمَيْهِ کا لفظ بھی اسی کو بتا رہا ہے، نیز ہماری مبحوث حدیث میں بھی جمرتان ہی ہے۔ تاویل وہی ہے جو سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ کی ہے کہ کبھی اضداد میں سے ایک کو ذکر کرتے ہیں۔ اور مراد مقابل بھی ہوتا ہے۔

حدیث	عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
۲۷۸۶	حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کا تذکرہ
	وَسَلَّمَ ذَكَرَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ فَتَعَوَّذَ
	فرمایا اور اپنا چہرہ پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی پھر جہنم کا تذکرہ فرمایا اور اپنا چہرہ پھیر لیا اور اس سے پناہ مانگی
	مِنْهَا ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔
	پھر فرمایا جہنم سے بچو اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا صدقہ کر کے۔ اور جو نہ پائے تو اچھی بات کہہ کر۔

۲۷۸۶

تشریح: فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ جیسے کوئی ناگوار چیز دیکھ کر انسان منھ پھیر لیتا ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رخ انور پھیر لیا اس سے متبادر ہوتا ہے کہ جہنم متمثل ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تھا۔

عہ مسلم۔ ایمان۔ ترمذی۔ صفۃ جہنم۔

حدیث ۲۷۸۷

حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّينَ عہ

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی بدولت کچھ لوگ جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے جن کا جہنمیین نام رکھا جائے گا۔

حدیث ۲۷۸۸

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ أَسَاءَ لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ لِيَكُونَ حَسْرَةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا مگر اس کا جہنم کا وہ ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اگر وہ برائی کرتا تو پاتا تاکہ زیادہ شکر کرے اور جہنم میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس کو جنت کا وہ ٹھکانا دکھایا جائے گا اگر وہ نیکی کرتا تو پاتا۔ تاکہ اس پر حسرت ہو۔

تشریحات ۲۷۸۸

ابن ماجہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ قبر میں سوال کے وقت ہوگا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے کہ مومن میت کے لیے جہنم سے ایک سوراخ کر دیا جائے گا جس سے وہ جہنم کو دیکھے گا۔ اس سے کہا جائے گا دیکھ تجھ کو اللہ نے کس چیز سے بچایا۔ بخاری ہی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کتاب الجنائز میں گزری ہے کہ اس سے کہا جائے گا کہ جہنم میں جو تیرا ٹھکانا ہوتا اس کو دیکھ ـــــ ابوداؤد کی روایت میں ہے جہنم میں تیرا یہ گھر تھا لیکن اللہ نے تجھے بچا لیا تجھ پر رحم کیا ـــ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ ہے یہ تیرا گھر تھا اگر تو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتا۔ اس حدیث میں اَسَاءَ سے مراد کفر ہے۔ اور اَحْسَنَ سے مراد اسلام ہے۔

حدیث ۲۷۸۹

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ

حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم سے سب کے بعد میں نکلنے والے اور جنت میں سب سے آخر میں داخل

عہ ابوداؤد، سنہ، ترمذی، صفۃ النار: ابن ماجہ، زہد۔

الجنۃ دخولا رجل یخرج من النار حبوا فیقول اللہ لہ اذھب فادخل
ہونے والے کو میں جانتا ہوں۔ ایک شخص جہنم سے نکلے گا ہاتھ اور سرین کے بل چلتا ہوا اللہ تعالیٰ اس سے

الجنۃ فیاتیھا فیخیل الیہ انھا ملئی فیرجع فیقول یا رب وجدتھا
فرمائے گا جنت میں جا وہ جنت کے قریب آئے گا۔ اس کو ایسا محسوس ہوگا کہ وہ بھری ہوئی ہے پھر وہ لوٹے

ملئی فیقول اذھب فادخل الجنۃ فیاتیھا فیخیل الیہ انھا ملئی فیرجع
گا اور کہے گا۔ اے رب میں نے اس کو بھری ہوئی پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جا اب جنت میں داخل ہو جا۔ تو

فیقول یا رب وجدتھا ملئی فیقول اذھب فادخل الجنۃ فان لک مثل الدنیا
وہ جنت میں آئے گا اس کو ایسا محسوس ہوگا کہ وہ بھری ہوئی ہے لوٹے گا اور کہے گا اے رب میں نے اس کو بھری

وعشرۃ امثالھا او ان لک مثل عشرۃ امثال الدنیا فیقول تسخر منی
ہوئی پایا فرمائے گا جا اور جنت میں داخل ہو جا بے شک تیرے لیے دنیا کے برابر اور اس کی دس گنا ہے یا فرمایا بیشک تیرے

وانت الملک فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک
دنیا کی دس گنا کے برابر ہے تو وہ بندہ کہے گا کیا تو مجھ سے ٹھٹھا کرتا ہے یا تو مجھ سے ہنسی کرتا ہے حالاں کہ تو بادشاہ ہے حضرت

حتی بدت نواجذہ وکان یقال ذاک ادنی اھل الجنۃ
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور ہنسے اتنا کہ کیلے دانت ظاہر ہو گئے کہا جاتا تھا کہ یہ جنت میں سب سے کم درجے کا ہوگا۔

تشریحات ۲۷۸۹

عشرۃ امثالھا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا۔ وجنۃ عرضھا السموات والارض۔ جنت کی جانب تیزی سے بڑھو جو آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور دنیا میں آسمان بھی داخل ہے۔ پھر حدیث میں جو فرمایا کیسے درست ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں اتنی جگہ دے گا جو دنیا کے دس گنا ہے۔ یہ اس حدیث پر انتہائی سنگین اشکال ہے۔ شارحین نے جواب میں زیادہ سے زیادہ جو بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ یہ "عشرۃ امثالھا" معنی حقیقی پر نہیں۔ اس سے مراد کثرت و وسعت ہے۔ انتہا۔ بندے نے اپنے زعم کے مطابق عرض کیا۔ اتنا بڑا انعام و اکرام سن کر اس کی سمجھ میں یہی آیا کہ میں گنہگار تھا جہنم میں تھا، جہنم سے نجات دے دیا یہی بہت ہے۔ اتنا بڑا انعام و اکرام سن کر کے اس نے یہی سمجھا جیسے اس نے عرض کیا۔

عہ بخاری، کتاب التوحید: کلام الرب یوم القیٰمۃ صفحہ ۱۱۱۹ مسلم: ایمان۔ ترمذی: صفۃ جہنم۔ ابن ماجہ زہد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الحوض ۹۷۳

حوض کے لغوی معنی گڑھے کے ہیں اور عرف میں اس سے مراد خاص وہ گڑھے ہوتے ہیں جو پانی اکٹھا کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ اور احادیث میں اس مقام پر وہ مخصوص حوض مراد ہے جو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے جس سے قیامت کے دن پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے۔ اس کا نام کوثر ہے۔ اور وہ آج مخلوق ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ ارشاد فرمایا اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے۔ اگر مخلوق نہ ہوتا تو عطا فرمانا درست نہ ہوتا۔ حوض کوثر صراط کے پہلے ہے یا بعد؟ علماء کے دونوں اقوال ہیں۔ علامہ قرطبی نے تذکرہ میں فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دو حوض ہیں ایک موقف میں رہے گا۔ اور ایک جنت میں۔

حوض کے ثبوت میں احادیث اتنی کثیر ہیں کہ جو باعتبار معنی کے متواتر ہیں۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اس کا منکر گمراہ بددین ہے۔

حدیث ۲۷۹۰	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
	حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِّنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِيْ

فرمایا میں تمہارا پیش رو، کارساز حوض پر ہوں گا۔ تم میں سے کچھ لوگ، حوض کی طرف آئیں گے۔ پھر میرے قریب

فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ فَيَقُوْلُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔ ؎

سے کھینچ لیے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا کہ اے رب یہ میرے اصحاب ہیں تو کہا جائیگا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا نئی چیزیں نکالیں

تشریحات: ۲۷۹۰۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے اور حالت ارتداد ہی میں مرے۔ وہابی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ

؎ بخاری: فتن۔ اول۔ ص۱۰۴۵۔ مسلم: فضائل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

علیہ وسلم کو جمیع مَاکَانَ وَمَایَکُوْن کا علم نہیں تھا ورنہ ان لوگوں کو پہچان لیتے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن واقع ہوگا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں اس کی خبر دے دی یہ خود غیب کی خبر ہے اور اس کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن ہونے والے واقعات کی خبر ہے۔ رہ گیا اس وقت ان لوگوں کو نہ پہچاننا یہ کثرت ازدحام اور قیامت کے پریشان کن احوال کی بناپر عدم توجہ کی وجہ سے ہے یہ عدم علم کی دلیل نہیں۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
۲۷۹۱	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آگے
	قَالَ اَمَامَکُمْ حَوْضِیْ کَمَا بَیْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ۔
	میرا حوض ہے اتنا بڑا جتنی مسافت جرباء اور اذرح کے درمیان ہے۔

تشریحات ۲۷۹۱

جرباء اور اذرح دو جگہوں کا نام ہے صحیح مسلم میں ہے کہ حدیث کے راوی عبید اللہ نے کہا کہ میں نے نافع سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ شام میں دو بستیاں ہیں جن کے درمیان تین راتوں کی مسافت ہے لیکن عام طور پر لوگوں نے فرمایا کہ یہ دونوں دو موضع بیت المقدس کے قریب ہیں جن کے درمیان ایک گھنٹے کی مسافت ہے تقریباً۔ تین رات کی نہیں۔ یہاں مراد حقیقی تحدید نہیں بلکہ حوض کی وسعت اور کشادگی کو بتانا ہے شارحین نے فرمایا کہ حدیث میں اختصار ہے اصل حدیث یہ ہے جیسا کہ مدینہ اور جرباء اور اذرح کے درمیان فاصلہ ہے یہ دونوں موضع چونکہ قریب ہیں اس لیے ایک موضع کے حکم میں ہو گئے جیسا کہ دار قطنی کی روایت میں صراحتًا آیا ہے کہ فرمایا مابین ناحیتی حوضی کما بین المدینۃ وجرباء واذرح — حوض کی لمبائی چوڑائی کے بارے میں روایتیں مختلف آئی ہیں اسی بخاری میں یہیں ایک حدیث کے بعد حضرت ابن عمر کی حدیث میں ہے "حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَہْرٍ" اس کے بعد حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کما بین اَیلۃ وصنعاء ایک حدیث میں ہے کما بین المدینۃ وصنعاء حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے من ایلۃ الیٰ عدن۔ حضرت جابر کی حدیث میں ہے جیسا کہ صنعاء سے مدینۃ تک کا فاصلہ ہے ان شہروں کے درمیان کے فاصلے نصف ماہ سے لے کر ایک ماہ تک کے ہیں ان سب کا حاصل یہ ہے کہ حوض بہت لمبا چوڑا ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حدیث ۲۷۹۲	قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَوْضِیْ مَسِیْرَۃُ شَھْرٍ مَاءُہٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُہٗ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْکِ وَکِیْزَانُہٗ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ یَشْرَبُ مِنْھَا فَلَا یَظْمَأُ بَعْدَہٗ اَبَدًا[1]
	عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک ماہ کی مسافت جتنا لمبا چوڑا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہے اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کے مثل ہیں جو اس سے پی لے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

تشریحات ۲۷۹۲: مسلم میں ہے و زوایاہ سواء۔ اور اس کے سب کونے برابر ہوں گے ۔۔۔ ابیض من اللبن۔ اس پر یہ شبہہ وارد کیا گیا کہ لون وعیب سے تفضیل نہیں آتا لہٰذا ہونا چاہیے اشد بیاضًا اسی لیے علامہ عسقلانی نے فرمایا یہ کسی راوی کا تصرف ہے جیسا کہ حضرت ابوذر کی روایت میں مسلم میں ہے۔ اشد بیاضًا علامہ عینی نے فرمایا کہ اسے راویوں کا تصرف قرار دینا تحکم ہے اور نحویوں کے قاعدے کا لحاظ کر کے اسے قلت پر محمول کرنا بے جا ہے جب حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آیا ہے تو پھر اس میں کسی کلام کی کوئی گنجائش نہیں۔

حدیث ۲۷۹۳	حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ قَدْرَ حَوْضِیْ مَا بَیْنَ اَیْلَۃَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْیَمَنِ وَاِنَّ فِیْہِ مِنَ الْاَبَارِیْقِ کَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ[2]
	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے حوض کی مقدار اتنی ہے جتنا کہ یمن کے صنعاء اور ایلہ کے درمیان ہے اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر لوٹے ہیں۔

تشریح ۲۷۹۳: من الیمن کی قید اس لیے ذکر فرمائی کہ شام میں بھی ایک شہر کا نام صنعاء ہے۔

حدیث ۲۷۹۴	عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

[1] مسلم۔ حوض۔ [2] مسلم: فضائل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وَسَلَّمَ قَالَ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتَّى عَرَفْتُهُمْ

نے فرمایا۔ میرے پاس حوض پر میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ آئیں گے یہاں تک کہ میں ان کو پہچان لوں گا جو میرے پاس سے کھینچ لیے

اُخْتُلِجُوا دُونِي فَأَقُولُ أَصْحَابِي فَيَقُولُ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ۔

جائیں گے میں کہوں گا میرے صحابہ ہیں تو کہنے والا کہے گا آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا بات پیدا کی۔

حدیث ۲۷۹۵ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ

حوض پر تمہارا پیش رَو، کارساز ہوں جو میرے قریب سے گزرے گا پیے گا۔ اور جو پیے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا

شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ

میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے ان کے درمیان

بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَسَمِعَنِي النُّعْمٰنُ بْنُ أَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ

میں آڑ کر دی جائے گی۔ ابو حازم نے کہا مجھ سے نعمان بن ابی عیاش نے سُنا تو انہوں نے کہا ایسے ہی تم نے سہل سے

هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَشْهَدُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ

سُنا ہے تو میں نے کہا ہاں۔ اور انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ

الْخُدْرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ) لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيدُ فِيهَا فَأَقُولُ إِنَّهُمْ

عنہ سے بھی اس کو سنا وہ اس حدیث میں اتنا زیادہ کرتے تھے۔ میں کہوں گا وہ لوگ مجھ سے ہیں۔

مِنِّي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا

تو کہا جائے گا آپ نہیں جانتے آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا نئی باتیں نکالیں۔ تو میں کہوں گا ان لوگوں کے لیے

لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سُحْقًا بُعْدًا سَحِيقٌ بَعِيدٌ

دوری ہو دوری ہو جنہوں نے میرے بعد بدل دیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا سُحْقًا کے

سَحَقَهُ وَأَسْحَقَهُ أَبْعَدَهُ عه

معنی دور ہونے کے ہیں اور سَحِیْق کے معنی بعید ہونے کے ہیں۔ سَحَقَهُ اور اَسْحَقَهُ کے معنی

ابعدہ کے ہیں یعنی اس کو دور کیا۔

ت ۲۷۹۶ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عه بخاری۔ فتن : باب اول صفحہ ۱۰۴۵۔

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَرِدُ عَلَیَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَھْطٌ مِّنْ

نے فرمایا قیامت کے دن میرے صحابہ کا ایک گروہ میرے پاس آئے گا۔ وہ لوگ حوض سے بھگا دیے

اَصْحَابِیْ فَیُحَلَّئُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ فَیَقُوْلُ اِنَّکَ لَا عِلْمَ

جائیں گے میں کہوں گا اے میرے رب میرے صحابہ ہیں۔ تو فرمائے گا آپ کو نہیں معلوم آپ کے بعد ان لوگوں نے

لَکَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ اِنَّھُمْ ارْتَدُّوْا عَلٰی اَدْبَارِھِمُ الْقَھْقَرٰی۔

کیا نئی بات کی۔ یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پیٹھ پھیر کر پلٹ گئے۔

بطریق شعیب عن الزہری کی روایت میں فَیُجْلَوْنَ ہے۔ اور عُقَیل نے کہا فَیُحَلَّئُوْنَ ہے۔

تشریح فَیُحَلَّئُوْنَ ۔ تَحْلِئَۃٌ مصدر سے باب تفعیل کا مضارع مجہول کا صیغہ ہے یعنی حوض سے روک دیے جائیں گے۔ اور بھگا دیے جائیں گے۔ اس کا مادہ حَلَأٌ ہے۔ بولتے ہیں حَلَأْتُہٗ عَنِ الْمَاءِ ۔ جب پانی پر جانے سے روک دیا جائے اور بھگا دیا جائے ۔ اور دوسری روایت میں فَیُجْلَوْنَ ہے ۔ اس کے معنی بھی یہی ہیں ۔ اس حدیث کے اخیر میں جو ارشاد فرمایا انھم ارتدوا علی ادبارھم القھقری یہ اس پر نص ہے کہ حدیث میں مذکورہ افراد سے مراد وہ بدنصیب افراد ہیں جو مرتد ہو گئے۔ اور ارتداد ہی پر مرے۔

حدیث	عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ عَنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
۲۷۹۶	حضرت سعید بن المسیب اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَرِدُ عَلَیَّ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حوض پر میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ

الْحَوْضَ رِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ فَیُحَلَّئُوْنَ عَنْہُ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ

آئیں گے پھر وہ حوض سے بھگا دیے جائیں گے تو میں کہوں گا اے میرے رب! یہ میرے

فَیَقُوْلُ اِنَّکَ لَا عِلْمَ لَکَ بِمَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ اِنَّھُمْ ارْتَدُّوْا عَلٰی

اصحاب ہیں تو فرمائے گا آپ کو علم نہیں ! آپ کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا باتیں دین میں پیدا کیں

اَدْبَارِھِمُ الْقَھْقَرٰی۔

یہ اپنی ایڑیوں پر پیٹھ پھیر کر پلٹ گئے۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
۲۷۹۷	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ

کرتے ہیں کہ فرمایا۔ میں کھڑا رہوں گا اچانک ایک گروہ آئے گا۔ یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچان

مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ

لوں گا تو ان کے اور میرے درمیان سے ایک شخص باہر ہوگا۔ وہ کہے گا آؤ میں کہوں گا کہاں۔ کہے گا جہنم کی

وَمَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلَى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى ثُمَّ

طرف بخدا۔ میں کہوں گا ان کا کیا حال ہے۔ کہے گا یہ لوگ آپ کے بعد اپنی ایڑیوں پر پیٹھ کے بل پلٹ گئے۔ پھر ایک

إِذَا زُمْرَةٌ حَتَّى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ

گروہ آئے گا یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچان لوں گا تو میرے اور ان کے درمیان سے ایک شخص باہر ہوگا اور ان لوگوں

أَيْنَ قَالَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَا شَأْنُهُمْ قَالَ إِنَّهُمُ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمُ

سے کہے گا آؤ۔ میں پوچھوں گا کہاں۔ وہ کہے گا جہنم کی جانب بخدا۔ میں پوچھوں گا ان کا کیا حال ہے۔ کہے گا یہ لوگ اپنی

الْقَهْقَرَى فَلَا أُرَاهُ يَخْلُصُ فِيهِمْ إِلَّا مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ.

ایڑیوں پر پیٹھ پھیر کر پلٹ گئے۔ میں گمان نہیں کرتا کہ ان میں سے کچھ لوگ نجات پائیں گے مگر بہت تھوڑے۔ جیسے گمشدہ اونٹ۔

تشریحات ۲۷۹۷: "بینا انا قائم" یہ کشمیہنی کی روایت میں ہے۔ یعنی میں حوض پر کھڑا رہوں گا۔ اور اکثروں کی روایت نائم ہے یعنی میں نے یہ خواب میں دیکھا جو قیامت کے دن ہونے والا ہے۔ "خرج رجل" اس سے مراد فرشتہ ہے جو ان لوگوں کو جہنم میں لے جانے پر مقرر ہے۔ یہ انسان کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ "ھلم" اسم فعل امر حاضر کے معنی میں ہے یعنی آؤ۔ یہ خطاب اس گروہ سے ہے۔ گزر چکا کہ اہل حجاز کی لغت میں ھلم واحد تثنیہ جمع سب کے لیے آتا ہے۔ "ھمل النعم" ھمل۔ اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ دیکھ ریکھ نہیں کی جاتی تاکہ وہ ضائع اور ہلاک ہو جائے۔ خطابی نے کہا۔ ھمل۔ گم شدہ اونٹوں کو کہتے ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس اونٹ کو کہتے ہیں جو بغیر چرواہے کے رہتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ بہت تھوڑے لوگ نجات پائیں گے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اس گروہ میں دونوں قسم کے ہوں گے کفار اور مسلمان گنہگار۔ نیز اس سے ظاہر ہوا کہ ہر مومن کو حوض کوثر نصیب نہ ہوگا۔

حدیث ۲۷۹۸ سَمِعْتُ جُنْدُبًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا میں

اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ؂

حوض کوثر پر تمہارا پیش رو کارساز ہوں۔

حدیث ۲۷۹۹ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَاءَ۔ وَزَادَ ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ (اِلٰى اَنْ) عَنْ حَارِثَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ اَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْاَوَانِيْ قَالَ لَا قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ تُرٰى فِيْهِ الْاٰنِيَةُ مِثْلُ الْكَوَاكِبِ ؏

حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا اور حضور نے حوض کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا حوض اتنا لمبا چوڑا ہے جیسا کہ مدینہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے۔ اور ابن عدی نے زیادہ کیا۔ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا کہ ان کا حوض اتنا بڑا ہے جتنا صنعاء اور مدینہ کا فاصلہ ہے۔ ان سے مستورد نے پوچھا کیا آپ نے ان سے یہ نہیں سنا کہ اَلْاَوَانِیْ کہا انہوں نے کہا کہ نہیں۔ مستورد نے کہا اس میں برتن دیکھے جائیں گے ستاروں کے مثل۔

تشریح ۲۷۹۹ مستورد صحابی ہیں۔ یہ حدیث ان سے بھی مروی ہے ان کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اَلْاَوَانِیْ فِیْهِ کَذَا وَکَذَا نہیں فرمایا ہے ۔ فرمایا ہے۔ یُرٰی فِیْهِ الْاٰنِیَةُ۔

حدیث ۲۸۰۰ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى اَنْظُرَ مَنْ يَّرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِيْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ مِنِّيْ وَمِنْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ هَلْ

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں حوض پر تشریف فرما رہوں گا تاکہ دیکھوں تم میں سے مجھ پر کون آتا ہے اور میرے قریب ہی کچھ لوگوں کو پکڑ لیا جائے گا۔ میں کہوں گا اے رب۔ مجھ سے ہیں اور میری

؂ مسلم: فضائل۔ ؏ مسلم: فضائل۔

شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ فَكَانَ ابْنُ

امت سے ہیں۔ تو کہا جائے گا کیا آپ کو معلوم ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ واللہ یہ اپنی ایڑیوں

أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ

کے بل پلٹتے رہے۔ ابن ابی ملیکہ یہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹیں یا

دِيْنِنَا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ تَرْجِعُوْنَ ؎

دین کے بارے میں فتنے میں ڈالے جائیں۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا تنکصون کے معنی ترجعون ہے یعنی لوٹتے ہیں۔ پلٹتے ہیں۔ پھرتے ہیں۔

؎ فتن ۱ باب اول صفحہ ۱۰۴۵۔

کتاب القدر ص ۹۷۵ تقدیر کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیر حق ہے۔ اس کا منکر گمراہ ہے۔ تقدیر ایک سربستہ راز ہے جس کا سمجھنا عام عقلوں سے باہر ہے۔ اس کی قدرے تفصیل جلد اول حدیث جبرئیل میں بیان کر دی گئی ہے۔

بَابُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰی عِلْمِ اللّٰہِ وَقَوْلِہٖ اَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ ص ۹۷۶

اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قلم سو کھ گیا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق گمراہ کر دیا۔

توضیح مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو قیامت تک جو کچھ ہونے والی ہے سب لکھ دیا ہے اگر اس میں سے کچھ بدلنا چاہتا ہے تو اسے مٹا دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتب۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ اور اس کے پاس اصل کتاب ہے ۔ یہاں علم اللہ سے مراد حکم الٰہی ہے۔ اس لیے کہ اس کے معلوم کا واقع ہونا لازم ہے ورنہ جہل لازم آئے گا۔ تو اس کے علم کو لازم ہے معلوم کے وقوع کا حکم ۔ واضلہ اللہ علی علم۔ کی ایک تفسیر یہ ہے کہ ازل میں اس کے بارے میں جو علم تھا اس کو ظاہر کیا اور ایک تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے علم عطا فرمایا تھا اس کے باوجود وہ گمراہ ہو گیا۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَهَا سَابِقُوْنَ. سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.
۷۶۸	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور یہی لوگ بھلائی کی طرف پہلے پہونچنے والے ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا یعنی سعادت

سب سے پہلے ان کے حصے میں آئی۔

تشریح ۷۶۸ ارشاد ہے اُولٰٓئِکَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ یعنی وہ لوگ نیکیاں کرنے میں تیزی دکھاتے ہیں۔ اور وہ سبقت لے جانے

والے ہیں۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سعادت سابق ہے۔ اور آیت اس پر دلالت کر رہی ہے کہ خیرات یعنی سعادت مسبوق ہے۔ اس کی توجیہ یہ ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ سعادت کی وجہ سے وہ لوگ دوسرے افراد سے آگے بڑھ گئے۔ یہ مراد نہیں کہ سعادت سے آگے بڑھ گئے۔

حدیث ۲۸۰۱ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ لِمَا يُسِّرَ لَهُ عہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کیا جنتی جہنمیوں سے ممتاز ہو کر پہچانے جاتے ہیں فرمایا ہاں تو اس نے عرض کیا پس عمل کرنے والے عمل کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا آدمی جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اسی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ یا اسی کے مطابق اسے توفیق دی جاتی ہے۔

تشریح ۲۸۰۱:- مطلب یہ ہے کہ یہ طے ہو چکا ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں۔ اسی کے مطابق جنتی ایسے اعمال کرتا ہے جس کے سبب جنت کا مستحق ہے۔ اور دوزخی ایسے عمل کرتا ہے جس کے سبب وہ دوزخ کا مستحق ہوتا ہے۔

باب قوله وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہے۔ ۲ ص ۹۷۶۔

حدیث ۲۸۰۲ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ عہ۱

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جس میں کسی ایک ایسی چیز کا ذکر نہیں چھوڑا جو قیامت قائم ہونے تک ہوگی مگر ان سب کا تذکرہ فرمایا۔ اس کو جانا جس نے جانا جو بھول گیا بھول گیا۔ میں کسی بھولی ہوئی چیز کو دیکھتا ہوں تو پہچان لیتا ہوں جیسے غائب شخص کو آدمی دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔

عہ توحید: باب قول اللہ ولقد یسرنا القرآن للذکر ص ۱۱۲۶ عہ۱ مسلم، فتن، ابو داؤد۔

۲۸۰۲
تشریحات: یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمیع ما کان وما یکون کے عالم تھے حتّٰی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو بتا بھی دیا جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔

بَابُ اِلْقَاءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ اِلَی الْقَدْرِ ص ۹۷۸ — منت بندے کو تقدیر ہی کی طرف ڈال دیتی ہے۔

توضیح: یعنی منت سے تقدیر کا نوشتہ نہیں بدلتا ہے بلکہ منت ماننا بھی تقدیر الٰہی سے ہے۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
۲۸۰۳	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منت سے منع فرمایا
	عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ اِنَّہٗ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَاِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ۔
	اور فرمایا یہ تقدیر کو نہیں بدلتی ہے ہاں بخیل سے اس کا مال نکلوا لیتی ہے۔
حدیث	عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
۲۸۰۴	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منت
	وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَاْتِیْ ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَیْءٍ لَمْ یَکُنْ قَدْ قَدَّرْتُہٗ وَلٰکِنْ یُلْقِیْہِ
	بنی آدم کو ایسی کوئی چیز نہیں دیتی ہے جو اس کے مقدر میں نہ ہو۔ لیکن تقدیر اس کو نذر کی طرف لے جاتی ہے
	اَلْقَدْرُ وَقَدْ قَدَّرْتُہٗ لَہٗ اَسْتَخْرِجُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ۔
	اور میں نے اس کے لیے منت مقدر کر دی ہے کہ اس کے ذریعہ بخیل سے کچھ میں نکلوا لیتا ہوں۔

۲۸۰۴
تشریحات: یعنی قضاء مبرم میں نذر سے کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

بَابُ اَلْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰہُ ص ۹۷۸ — معصوم وہ ہے جسے اللہ بچائے رکھے۔

عَاصِمٌ۔ مَانِعٌ۔ عاصم کے معنی منع کرنے والا روکنے والا۔

ت	قَالَ مُجَاھِدٌ سُدًی عَنِ الْحَقِّ یَتَرَدَّدُوْنَ فِی الضَّلَالَۃِ۔
۷۶۹	امام مجاہد نے کہا "سُدًی" یعنی گمراہی میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

۷۶۹
تشریح:۔ سورۂ قیامہ میں فرمایا گیا۔ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى، کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ اس آیت میں وارد سدًی کی تفسیر میں امام مجاہد نے یہ فرمایا کہ وہ خاص گمراہی میں بھٹکتا رہے گا۔

دَسّٰهَا:۔ اغواھا یعنی اس کو گمراہ کر دیا۔ سورۂ شمس میں فرمایا گیا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا اور وہ نقصان میں رہا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔ امام بخاری فرماتے ہیں دَسّٰهَا کے معنی اَغْوَاهَا یعنی اس کو گمراہ کیا۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
۲۸۰۵	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
	قَالَ مَا اسْتُخْلِفَ خَلِیْفَۃٌ اِلَّا لَہٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَۃٌ یَّاْمُرُہٗ بِالْخَیْرِ
	جو بھی خلیفہ بنایا جاتا ہے اس کے دو اندرونی کارگزار ہوتے ہیں ایک اس کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اس پر
	وَتَحُضُّہٗ عَلَیْہِ وَبِطَانَۃٌ تَاْمُرُہٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّہٗ عَلَیْہِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰہُ عہ
	ابھارتا ہے اور ایک برائی کا حکم دیتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے معصوم وہ ہے جسے اللہ اپنی حفاظت میں رکھے۔

۲۸۰۵
تشریحات:۔ کتاب الاحکام میں یہ زائد ہے مَامِنْ نَبِیٍّ یعنی ہر نبی اور ہر خلیفہ کے دو باطنی رازدار مشیر کار ہوتے ہیں، بِطَانَۃٌ کے اصل معنی کپڑے کے استر کے ہیں اور یہاں مراد مخصوص معتمد مشیر کار ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔ (سورۂ انبیاء آیت ۹۵)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں۔

وَقَوْلِہٖ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (سورۂ ھود آیت ۳۶)

اور اس ارشاد کا بیان کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہیں ہوں گے مگر جتنے ایمان لاچکے

وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔ (ص ۹۷۸ سورۂ نوح آیت ۲۷)

اور اس ارشاد کا بیان ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی۔ مگر بدکار بڑی ناشکر۔

عہ احکام: باب بطانۃ الامام ص۱۰۶۱ - نسائی: بیعۃ

ت	وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
۷۷۰	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حِرْمٌ حبشی زبان میں وَجَبَ کے
	تَعَالٰى عَنْهُمَا وَحِرْمٌ بِالْحَبَشِيَّةِ وَجَبَ
	معنیٰ میں ہے۔

تشریح: آیہ کریمہ وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ میں ایک قراءت حِرْمٌ بھی ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنیٰ وَجَبَ کے ہے یعنی یہ بات ان کو واجب ہو چکی ہے کہ وہ لوگ لوٹیں گے نہیں۔

بَابٌ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ انسان اور اس کے دل میں حائل ہو جاتا ہے۔
ص ۹۷۹

حدیث	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَثِيْرًا مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
۲۸۰۶	حضرت عبد اللہ (ابن عمر) رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
	وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ ؏
	وسلم اکثر یہ قسم کھایا کرتے تھے، قسم ہے دلوں کے بدلنے والے کی۔

تشریحات ۲۸۰۶

مطابقت: جب اللہ تعالیٰ دلوں کا پھیرنے والا ہے تو اس نے اگر کسی کے دل کو ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف موڑ دیا تو وہ اس میں اور اس کے ایمان کے درمیان حائل ہو گیا۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کسی کے دل کو ایمان کی طرف پھیر دیا تو اس میں اور کفر کے درمیان حائل ہو گیا۔

بَابٌ قُلْ لَنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا قَضٰى۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان فرما دو ہمیں نہیں پہونچتی لیکن وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا ہے یعنی جو ہمارے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔
ص ۹۷۹

ت	وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِفَاتِنِيْنَ بِمُضِلِّيْنَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
۷۷۱	اور حضرت مجاہد نے کہا فاتنین سے مراد مضلین ہے مگر انہیں جن کے بارے میں اللہ

؏ ایمان ونذور: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایم اللہ ص ۹۸۱ ۔ توحید: باب ص ۱۰۹۹۔ ترمذی: ایمان۔ نسائی: ابن ماجہ: کفارات۔

یَصْلَی الْجَحِیْمِ۔

تعالیٰ نے لکھ دیا ہے وہ جہنم میں جلے گا۔

تشریح سورۂ صافات میں ارشاد تھا مَا اَنْتُمْ عَلَیْہِ بِفَاتِنِیْنَ۔ اِلَّا مَنْ ھُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ۔ اس کے خلاف کسی کو بہکانے والے نہیں مگر اسے جو بھڑکتی ہوئی آگ میں جلنے والا ہے۔ یہ خطاب کفار سے تھا۔ فاتنین کا معنی مضلین ہے مطلب یہ ہے کہ اے کفار تم کسی کو بہکا نہیں سکتے۔ مگر ان لوگوں کو جن کے مقدر میں جہنم میں جلنا ہے

قَدَّرَ فَھَدٰی۔ قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَۃَ وَھَدَی الْاَنْعَامَ لِمَرَاتِعِھَا یعنی اللہ تعالیٰ نے بدبختی اور خوش بختی مقدر کر دی ہے۔ اور چوپایوں کو چراگاہ کا راستہ دکھایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ ص ۹۸۰ قسم اور منت کا بیان

توضیح ایمان یمین کی جمع ہے۔ یمین کے معنی قوت کے ہیں۔ ارشاد ہے وَلَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ [۱] ضرور ان سے ہم بقوت بدلیں گے۔ نیز داہنے ہاتھ کو بھی کہتے ہیں اور شرع میں قسم کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی چیز کے دو طرفوں میں سے ایک کو تقویت دینا مقسم بہ کے ذریعہ۔ اور نذر منت ماننا کسی عبادت یا صدقہ کو اپنے اوپر واجب کرنا تبرعاً۔ یعنی جو چیز واجب نہ ہو اس کو اپنے ذمہ واجب کرنا۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(سورہ مائدہ آیت ۸۹)

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائیں۔ ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسم کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم احسان مانو۔

توضیح: قسم کی تین قسمیں ہیں۔ غموس۔ لغو۔ منعقدہ۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانے کو غموس کہتے ہیں۔ مثلاً قسم کھائی کہ فلاں شخص آیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اب تک نہیں آیا۔ لغو، اگر اپنی دانست میں جو قسم کھائی ہے وہ سچی ہے مگر حقیقت میں جھوٹی ہے۔ مثلاً جانتا تھا

---

[۱] سورۃ الحاقۃ آیت ۴۵۔

کہ زید نہیں آیا اور قسم کھائی کہ نہیں آیا اور حقیقت میں زید آگیا ہے۔ اسے لغو کہتے ہیں۔ منعقدہ۔ اگر آئندہ کے لیے قسم کھائی مثلاً یوں کہا خدا کی قسم یہ کام کروں گا یا نہ کروں گا تو اسے منعقدہ کہتے ہیں غموس میں سخت گنہگار ہوگا استغفار اور توبہ فرض ہے۔ مگر کفارہ لازم نہیں۔ اور لغو میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ اور منعقدہ میں اگر قسم توڑے گا۔ کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔

حدیث	حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ
۲۸۰۷	عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
	النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْئَلِ الْإِمَارَةَ
	نے فرمایا اے عبد الرحمن بن سمرہ امارت کا سوال نہ کرنا اس لیے کہ اگر سوال کے بعد تجھے امارت
	فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ
	دی گئی وہ تیرے ہی سپرد رہے گی اور اگر بغیر مانگے دی گئی تو تیری مدد کی جائے گی
	مَسْئَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا
	اور جب تو کوئی قسم کھائے اور دیکھے کہ اس کا غیر اس سے بہتر ہے تو اپنی قسم کا
	فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ [1]
	کفارہ دے دے اور وہ چیز کر جو بہتر ہے۔

تشریحات ۲۸۰۷

اِذَا حَلَفْتَ یہ حکم یمین منعقدہ کا ہے اگر کسی نے قسم کھائی مثلاً کہ فلاں کام کروں گا پھر اس کو سمجھ میں آیا کہ اس کا نہ کرنا بہتر ہے۔ تو قسم توڑنا جائز ہے اس پر کوئی گناہ نہیں۔ البتہ قسم کا کفارہ بہر حال واجب ہوگا۔ حدیث میں فرمایا اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ لا جو بہتر ہے اس سے بظاہر سمجھ میں آتا ہے کہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا جائز ہے حالانکہ ایسا نہیں قسم توڑنے سے پہلے جو کفارہ دے گا وہ تبرع ہوگا کفارہ نہ ہوگا۔ قسم توڑنے کے بعد کفارہ دینا واجب ہوگا۔ واؤ مطلق جمع کے لیے آتا ہے ترتیب کے لیے نہیں آتا ہے۔ کہ پہلے ذکر کرنے سے پہلے ہونے پر استدلال کیا جائے۔

---

[1] کفارۃ قبل الحنث وبعدہ ص۹۹۵ الاحکام من لم یسأل اللہ الامارۃ ص۱۰۵۸۔ باب من سأل الامارۃ وکل الیہا ص۱۰۵۸ مسلم۔ ایمان۔ ابوداؤد، خراج۔ ترمذی ایمان۔ نسائی۔ سیر۔

حدیث	حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
۲۸۰۸	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتے
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ
	ہوئے کہ فرمایا ہم سب میں پچھلے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے بڑھ جانے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ
	اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَنْ يَّلَجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ
	علیہ وسلم نے فرمایا بخدا تم اپنے اہل کے بارے میں قسم پر قائم رہو تو اللہ کے نزدیک زیادہ گنہگار رہو گے
	عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ؎۱
	بہ نسبت اسکے کہ قسم کا وہ کفارہ دے دے جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے۔

تشریحات ۲۸۰۸ نحن الآخرون السابقون یعنی ہم دنیا میں سب کے بعد آئے مگر قیامت کے دن حساب اور جنت میں داخل ہونے میں سب سے پہلے رہیں گے۔

ہمام بن منبہ کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں درج تھیں جس کی پہلی حدیث تھی نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ ان کی عادت تھی کہ جب اس صحیفے سے کوئی حدیث روایت کرتے تو پہلے اس حدیث کو ذکر کرتے پھر حدیث روایت کرتے یعنی کسی نے اپنے اہل کے بارے میں کوئی قسم کھائی جس میں اس کے اہل کا ضرر ہو اس کے باوجود وہ قسم پر اڑا رہا تو یہ بڑا گناہ ہے بہ نسبت اس کے کہ قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے حاصل یہ نکلا کہ کسی بات کی قسم کھائی پھر اس کو سمجھ میں آیا کہ یہ بات اچھی نہیں اس سے بہتر اس کا خلاف ہے تو اسے چاہیئے کہ قسم توڑ دے کفارہ ادا کرے جیسا کہ ابھی گزرا ایسی صورت میں قسم پر اڑا رہنا بعض صورتوں میں گناہ ہوگا۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صـ۹۸۱ — نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کیسی تھی۔

ت	وَقَالَ اَبُوْقَتَادَةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عِنْدَ النَّبِيِّ
۷۷۲	حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی
	صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاهَا اللّٰهِ اِذًا۔
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کہا۔ نہیں بخدا اس وقت۔

؎۱ ابن ماجہ۔ کفارات۔

۷۷۲ تشریح: کتاب الخمس میں گزری ہوئی ایک طویل حدیث کا جز ہے یقال واللہ و باللہ و تاللہ۔ کہا جاتا ہے واللہ و باللہ و تاللہ۔ مطلب یہ ہے ھا واؤ باتا، یہ سب حروف قسم ہیں۔

حدیث ۲۸۰۹	عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنْتَهَیْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَقُوْلُ فِیْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ هُمُ
	حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں

اَلْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا

حاضر ہوا اور وہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے وہ لوگ سب سے زیادہ نقصان

شَاْنِیْ اَیُرٰی فِیَّ شَیْءٌ مَا شَاْنِیْ فَجَلَسْتُ وَهُوَ یَقُوْلُ فَمَا اسْتَطَعْتُ

اٹھانے والے ہیں رب کعبہ کی قسم وہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں رب کعبہ کی قسم، میں نے

اَنْ اَسْكُتَ وَتَغَشَّانِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِاَبِیْ اَنْتَ

کہا میرا کیا حال ہے کیا میرے اندر ایسی کوئی بات دیکھی جا رہی ہے میرا کیا حال ہے میں بیٹھ گیا اور حضور فرماتے رہے

وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا

مجھے چپ رہنے کی طاقت نہیں رہی اور مجھ پر غم واندوہ چھا گیا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں نے عرض کیا کون ہیں وہ لوگ

وَهٰكَذَا۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! فرمایا بہت زیادہ مال والے مگر جس نے ایسا کیا اور ایسے کیا اور ایسے کیا۔

تشریحات ۲۸۰۹ مراد یہ ہے کہ جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہ دیتے ہوں یا مال کی وجہ سے ان پر جو حقوق آتے ہوں وہ ادا نہ کرتے ہوں۔

بابُ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ ص ۹۸۳ اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔

حدیث ۲۸۱۰	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ)

تعالیٰ علیہ وسلم، عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور وہ کچھ سواروں کے ساتھ سفر کر رہے تھے

وَهُوَ یَسِیْرُ فِیْ رَكْبٍ یَحْلِفُ بِاَبِیْهِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ یَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا

اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے تھے تو فرمایا سنو، اللہ تعالیٰ تم کو اس سے منع فرماتا ہے کہ اپنے باپ

بِآبَائِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ۔

دادا کی قسم کھاؤ۔ جس کو قسم کھانا ہو تو اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

حدیث ۲۸۱۱ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْہَاکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِکُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰہِ مَا حَلَفْتُ بِہَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکِرًا وَّلَا آثِرًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات سے منع کرتا ہے کہ اپنے باپ دادا کی قسم کھاؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا بخدا باپ دادا کی قسم نہیں کھائی نہ یاد آتے ہوئے اور نہ کسی سے نقل کرتے ہوئے۔

ت ۳۷۷ وَقَالَ مُجَاہِدٌ اَوْ اَثَرَۃٌ مِّنْ عِلْمٍ یَاثُرُ عِلْمًا۔

اور مجاہد نے کہا اَوْ اَثَرَۃٌ مِّنْ عِلْمٍ کے معنی ہیں کہ علم کی روایت کرے۔

تشریح:۔ سورۂ احقاف میں فرمایا تھا۔ اِئْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ ھٰذَا اَوْ اَثَرَۃٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔۔۔ میرے پاس لاؤ اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کچھ بچا کھچا علم اگر تم سچے ہو۔۔۔ حضرت امام مجاہد نے یہ افادہ فرمایا کہ اِثرۃ اور اَثرۃ کا معنی دوسرے کی بات نقل کرنا ہے۔

حدیث ۲۸۱۲ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِکُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔

تشریحات ۲۸۱۲ قسم صرف اللہ عزوجل کے اسماء کریمہ اور صفات کی کھانی چاہیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے نام کی قسم کھانا جائز نہیں بلکہ بعض کفر ہے مثلاً لات و عزیٰ بتوں کی قسم کھانا۔ اور جو بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افلح وابیہ۔ یہ بلاقصد زبان اقدس پر جاری ہو گیا۔ اس سے مقصود قسم نہیں۔

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ وَلَا تَتَّخِذُوْا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا اِلٰى عَذَابٍ اَلِيْمٍ ـــ دَخَلًا مَكْرًا وَخِيَانَةً۔

ص ۹۸۷

یمین غموس کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور تم اپنی قسموں کو آپس میں بے اصل بہانہ نہ بناؤ کہ کہیں کوئی پاؤں جمنے کے بعد لغزش نہ کرے اور تمہیں برائی چکھنی ہو بدلا اس کا کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور تمہیں بڑا عذاب ہو۔ دخلاً کے معنی مکر اور خیانت ہے۔ یعنی کسی کو دھوکا اور فریب دینے کے لیے جھوٹی قسمیں نہ کھاؤ۔

حدیث	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۲۸۱۳	حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ کبیرہ یہ ہیں اللہ
	قَالَ الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ[1]
	کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

تشریح ۲۸۱۳ — استتابۃ المعاندین میں یہ حدیث مفصل یوں ہے ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یا رسول اللہ! کبائر کیا ہیں۔ فرمایا اللہ کے ساتھ شریک کرنا اس نے پوچھا پھر کیا ہے فرمایا پھر ماں باپ کی نافرمانی۔ اس نے پوچھا پھر کیا ہے فرمایا یمین غموس! میں نے پوچھا یمین غموس کیا ہے فرمایا وہ شخص جو قسم کھا کر مسلمان کا مال حاصل کرے حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے اس میں صرف تین ہی ذکر ہیں خون ناحق مذکور نہیں جس سے ظاہر ہو گیا کہ حصر مقصود نہیں ـــ کبائر کی تعریف کیا ہے اور کبائر کتنے ہیں اس کی پوری بحث گزر چکی ہے۔

بَابُ اِذَا قَالَ وَاللّٰهِ لَا اَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ فَصَلّٰى اَوْ قَرَاَ اَوْ سَبَّحَ اَوْ كَبَّرَ اَوْ حَمِدَ اَوْ هَلَّلَ فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهٖ۔

ص ۹۸۸

جب کہا بخدا میں آج بات نہیں کروں گا پھر نماز پڑھی یا قرآن مجید پڑھا یا سبحان اللہ پڑھا یا اللہ اکبر پڑھا یا حمد کی یا لا الٰہ الا اللہ پڑھا تو وہ اپنی نیت پر ہے۔

توضیح:۔ علامہ کرمانی نے کہا کہ امام بخاری کی مراد یہ ہے اگر اس نے کلام سے کلام عرفی مراد لیا تو ان

[1] دیات۔ باب قول اللہ ومن احیاھا ص ۱۰۱۵ کتاب استتابۃ المعاندین والمرتدین ص ۱۰۲۲

اذکار سے حانث نہ ہوگا۔ اور اگر معنیٰ عام مراد لیا خواہ کلام عرفی ہو یا حقیقی تو ان اذکار سے حانث ہو جائے گا۔ ابن بطال نے فرمایا کہ یہاں کلام محمول ہے کلام الناس پر تلاوت اور تسبیح مراد نہیں ہے۔ اس لیے تلاوت و تسبیح سے مطلقاً حانث نہ ہوگا۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے کہا اگر نماز میں قرآن یا تسبیح وغیرہ پڑھا تو حانث نہ ہوگا اور اگر نماز کے باہر پڑھا تو حانث ہو جائے گا۔ فقیہ ابو اللیث نے فرمایا اگر عربی میں قسم کھائی تھی تو یہی حکم ہے۔ اور اگر فارسی میں قسم کھائی تھی تو نماز کے باہر بھی قرآن اور تسبیح پڑھنے سے حانث نہ ہوگا۔

ت ۷۷۴ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْکَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل کلام چار ہیں، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر۔

تشریح ۷۷۴:۔ تسبیح، تہلیل، تکبیر، تحمید پر کلام کا اطلاق فرمایا۔

ت ۷۷۵ وَقَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ کَتَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی هِرَقْلَ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ۔

ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو لکھا ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے۔

تشریح ۷۷۵:۔ اس کے بعد یہ تحریر تھا کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں۔ اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ مقصود یہ ہے یہ ارشاد دنیوی بات نہ تھی خالص دینی تھی اس پر بھی کلمہ کا اطلاق فرمایا۔

ت ۷۷۶ وَقَالَ مُجَاهِدٌ کَلِمَةُ التَّقْوٰی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ امام مجاہد نے لا الٰہ الا اللہ کو کلمہ کہا۔

امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ تسبیح اذکار اور دینی باتوں پر بھی کلمہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس لئے ان کا تلفظ کلام کرنا ہوا تو اگر " لَا اَتَکَلَّمُ " سے اس کی نیت معنیٰ عام ہے تو قرأت تسبیح وتہلیل وغیرہ سے حانث ہو جائیگا۔ صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید اور اذکار پڑھنے سے حانث نہ ہوگا کیونکہ عرف میں اس کو کلام کرنا نہیں کہتے۔

بَابُ اِنْ حَلَفَ اَنْ لَّا یَشْرَبَ نَبِیْذًا فَشَرِبَ طِلَاءً اَوْ سَکَرًا اَوْ عَصِیْرًا لَمْ یَحْنَثْ فِیْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ وَلَیْسَتْ ھٰذِہٖ بِاَنْبِذَۃٍ عِنْدَہٗ ص ۹۸۹

اگر قسم کھائی کہ نبیذ نہیں پیے گا پھر طلاء یا سکر یا شیرہ پی لیا تو بعض الناس کے قول میں حانث نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ یہ چیزیں ان کے نزدیک نبیذ نہیں۔

توضیح کھجور منقی وغیرہ پانی میں بھگو دیا جائے تاکہ ان کی مٹھاس پانی میں آجائے۔ اسے نبیذ کہتے ہیں خواہ وہ نشہ آور ہو یا نہ ہو۔

طلاء — انگور کو اتنا پکایا جائے کہ اس کا تہائی حصہ جل جائے اور اگر اس کا صرف آدھا حصہ جلا تو اس کو مُنَصَّف کہتے ہیں اور اگر تھوڑا پکا ہے تو باذق کہتے ہیں "سَکَر" کھجور کو پانی میں بھگو دیا جائے اور جب وہ خوب اچھی طرح بھیگ جائے تو اسے سکر کہتے ہیں۔ "عصیر" انگور کے شیرے کو کہتے ہیں۔

بعض الناس سے مراد سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے فرمایا کہ طلاء اور عصیر نبیذ نہیں اس لیے کہ نبیذ اسے کہتے ہیں جو پانی میں ڈال کر بھگو یا جائے اور طلاء پکایا جاتا ہے — علامہ عینی نے فرمایا کہ امام بخاری نے یہ قول حضرت امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا لیکن اس کو صحیح ہونے کے لیے دلیل چاہیے۔ اور اگر ہم یہ صحت تسلیم بھی کر لیں کو جب کہ عرف میں ان سب کا الگ الگ نام ہے تو عرف میں سب متقابل ہوتے اگرچہ اصل کے اعتبار سے سب پر نبیذ کا اطلاق ہوتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حکم یہ ہونا چاہیے کہ قسم کھانے والے نے اگر علی سبیل التعیین نبیذ مراد لیا معنیٰ خاص کے اعتبار سے اور طلاء وغیرہ پیا تو حانث نہیں ہوگا۔ اگر اس کی مراد عرفی معنیٰ نہیں تھی اصل معنیٰ مراد تھی تو حانث ہو جائے گا۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنْ سَوْدَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
۲۸۱۴	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت سودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیقۂ
	وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاۃٌ فَدَبَغْنَا مَسْکَھَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِیْہِ حَتّٰی صَارَ شَنًّا۔
	حیات نے کہا کہ ہماری ایک بکری مر گئی تو ہم نے اس کے چمڑے کی دباغت کر لی پھر ہم اس میں ہمیشہ نبیذ بناتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانی ہو گئی۔

تشریح: ۲۸۱۴ — اس سے ثابت ہوا کہ مردار جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے۔ دباغت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے پکایا جائے۔

دھوپ میں اتنا سکھا دیا جائے کہ اس کی رطوبت ختم ہوجائے یہ بھی کافی ہے۔

بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ۔ ص ۹۹۰

منت طاعت ہی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور تم نے جو کچھ خرچ کیا یا منت مانی تو بے شک اللہ اس کو جانتا ہے۔

حدیث	عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ
۲۸۱۵	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا جس نے منت مانی کہ اللہ کی اطاعت
	أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ ؎۱
	کرے گا تو اس کی اطاعت کرے اور جو منت مانے کہ نافرمانی کرے گا تو اس کی نافرمانی نہ کرے۔

تشریحات ۲۸۱۵ اسی نذر کا پورا کرنا واجب ہے جس میں معصیت نہ ہو اور اگر ایسی منت مانی جو معصیت ہے تو اس کا پورا کرنا حرام ہے۔

بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ ص ۹۹۱ جو مر گیا اور اس پر منت ہو۔

ت	وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلٰوةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ
۷۷۷	ایک عورت نے قباء میں نماز پڑھنے کی منت مانی تھی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
	صَلِّي عَنْهَا ؎۲
	اس کی بیٹی کو حکم دیا کہ اپنی ماں کی طرف سے نماز پڑھ لے۔

تشریحات ۷۷۷ اس اثر کے مطابق ظاہر یہ یہی کہتے ہیں کہ اگر کسی پر منت تھی اور وہ مر گیا تو اس کے وارثین پر اس کی قضاء واجب ہے حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ نماز اور حج میں بھی نیابت جائز ہے۔ ہم احناف کا مذہب یہ ہے کہ خالص بدنی عبادات میں نیابت صحیح نہیں۔ حج اور مالی عبادات میں صحیح ہے۔ مؤطا امام مالک میں خود عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ کوئی کسی کی طرف سے نہ نماز پڑھے نہ روزہ رکھے اسی پر ہمارا عمل ہے۔

؎۱ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ نذر۔ ابن ماجہ۔ کفارات باب النذر فیما لا یملک۔ بخاری ثانی باب النذر، فیما لا یملک ص ۹۹۱

؎۲ مؤطا امام مالک باب النذر فی الصیام ص ۹۴

حدیث	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
۲۸۱۶	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
	وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّہَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
	کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور سے عرض کیا کہ میری بہن نے منت مانی تھی کہ حج کرے گی اور وہ مرگئی
	تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْکَانَ عَلَیْہِ دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰہَ فَہُوَ
	ہے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بتا اگر اس پر قرض ہوتا تو اس کو تو ادا کرتا؟ اس نے کہا ضرور ادا کرتا
	اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ۔
	فرمایا اللہ کا حق ادا کر وہ ادا کیے جانے کا زیادہ مستحق ہے

تشریحات: ۲۸۱۶ اواخر کتاب الحج باب الحج عن المیت میں یوں ہے ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میری ماں نے منت مانی تھی ان دونوں میں کوئی منافات نہیں، دونوں دو واقعے ہیں، دو واقعے ہونے پر یہ بھی قرینہ ہے کہ کتاب الحج میں ہے کہ ایک عورت نے کہا اور اس حدیث میں ہے کہ ایک مرد آیا۔

قولہ احق بالقضاء۔ یہ متفق علیہ ہے کہ اگر حق اللہ و حق العبد دونوں جمع ہوں تو پہلے حق العبد کا ادا کرنا واجب ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حق العبد زیادہ مستحق ہے جواب یہ ہے کہ جب تو حق الناس کی رعایت کرتا ہے تو حق اللہ کی رعایت کرنا اولیٰ و بہتر ہے۔

بَابُ النَّذْرِ فِیْمَا لَا یَمْلِکُ وَفِیْ مَعْصِیَۃٍ۔ ص ۹۹۱ — اس چیز کے بارے میں منت ماننا جس کا مالک نہ ہو اور گناہ کی منت ماننا۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
۲۸۱۷	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دے رہے
	عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِذَا ہُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَئَلَ عَنْہُ فَقَالُوْا اَبُوْ اِسْرَائِیْلَ نَذَرَ
	تھے کہ دیکھا کہ حضور کے سامنے ایک شخص کھڑا ہے اس کے بارے میں حضور نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو
	اَنْ یَقُوْمَ وَلَا یَقْعُدَ وَلَا یَسْتَظِلَّ وَلَا یَتَکَلَّمَ وَیَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
	اسرائیل ہے اس نے منت مانی ہے کہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں اور سائے میں نہیں رہے گا اور بات نہیں کرے گا اور روزہ
	عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرْہُ فَلْیَتَکَلَّمْ وَلْیَسْتَظِلَّ وَلْیَقْعُدْ وَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ۔ علہ
	رکھے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حکم دو کہ بات کرے اور سائے میں رہے اور بیٹھے اپنا روزہ پورا کرے۔

علہ - ابوداؤد، ایمان، ابن ماجہ کفارات

باب سے مطابقت: اس باب میں ایک عجیب معاملہ ہے باب کے دو جز ہیں جو چیز ملک نہ ہو اس کی منت مان لے، باب میں جتنی بھی حدیثیں امام بخاری نے ذکر کی ہیں ان میں سے کسی کو باب کے پہلے جز سے کوئی مناسبت نہیں، ہاں دوسرے جزء سے ہے وہ بھی اس مقدمے کے ملانے کے بعد جو چیز مامور بہ نہ ہو اسے عبادت سمجھنا گناہ ہے یوں ہی بلا ضرورت نفس کو ایذا پہونچانا بھی معصیت ہے۔

بَابُ مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّصُوْمَ اَيَّامًا فَوَافَقَ النَّحْرَ اَوِ الْفِطْرَ۔ ص ۹۹۱

جس نے منت مانی کہ فلاں دنوں میں روزہ رہے گا اُن دنوں میں ایام نحر یا یوم فطر پڑ گیا تو کیا کرے۔

حدیث	حَدَّثَنَا حَكِيْمُ بْنُ اَبِىْ حُرَّةَ الْاَسْلَمِىُّ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ
۲۸۱۸	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جس
	عُمَرَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ اَلَّا يَاْتِىْ عَلَيْهِ يَوْمٌ اِلَّا صَامَ فَوَافَقَ يَوْمَ
	نے یہ منت مانی کہ اگر فلاں دن آئے گا تو میں اس دن روزہ رکھوں گا اتفاق سے وہ یوم اضحیٰ یا یوم
	اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لَمْ يَكُنْ
	فطر پڑ گیا تو وہ اب کیا کرے فرمایا بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نمونۂ عمل
	يَصُوْمُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى وَلَا يَرٰى صِيَامَهُمَا۔
	ہے حضور یوم فطر اور یوم اضحیٰ میں روزہ نہیں رکھتے تھے اور نہ ان دنوں میں روزہ رکھنے کو جائز جانتے تھے۔

۲۸۱۹

تشریحات: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جواب سے ظاہر ہو گیا کہ اس دن روزہ نہ رکھے اب ان روزوں کی دوسرے دن قضا کرے یا کفارہ ادا کرے اس کو انہوں نے واضح نہیں فرمایا، ہمارے یہاں یہ حکم ہے کہ دوسرے دن اس کی قضا کرے اس میں کفارہ نہیں۔

بَابُ كَفَّارَاتِ الْاَيْمَانِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ وَمَا اَمَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ نَزَلَتْ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۶)

قسموں کے کفارے کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ الآیۃ — اور جس چیز کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا جب آیہ کریمہ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ

ص ۹۹۲ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ نازل ہوئی یعنی اس کا فدیہ روزہ ہے یا صدقہ یا قربانی۔

توضیح :۔ قسم کے کفارے کے بارے میں ارشاد ہوا فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ (سورۂ مائدہ آیت ۸۹) تو ایسی قسم کے توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا نئے کپڑے دینا یا غلام آزاد کرنا ہے جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو اس کا کفارہ تین دن کا روزہ ہے۔

حضرت امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ روزہ چھوڑ کر بقیہ تین چیزوں میں اسے اختیار ہے چاہے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے چاہے تو انہیں کپڑے پہنا دے چاہے تو غلام آزاد کر دے ایسا نہیں کہ ان میں ترتیب ہو کہ پہلے یہ واجب ہو کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اس کی استطاعت نہ ہو تو دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو روزہ رکھے بلکہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی استطاعت کے باوجود چاہے تو کپڑے سے کفارہ دے چاہے تو غلام آزاد کر دے اسی طرح دس مسکینوں کو کپڑا دینے کی استطاعت ہوتے ہوئے چاہے تو غلام آزاد کر دے کیونکہ آیت کریمہ میں اس کو لفظ "أَوْ" سے بیان فرمایا گیا ہے اور یہ تخییر کے لیے آتا ہے جیسا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔

قصہ یہ ہوا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احرام باندھے ہوئے تھے اور ان کے سر میں بہت زیادہ جوئیں پڑ گئیں تھیں یہاں تک کہ بالوں سے جھڑ کر ان کے منھ پر آجاتی تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ سر منڈوالو، اور اس کا فدیہ دو جیسا کہ آیت کریمہ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ میں مذکور ہے تو اس کا بدلہ اس پر واجب ہے روزہ یا خیرات یا قربانی۔ روزہ تین دن کا ہے اور کھانا چھ مسکین کو ــــ ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو ہے موجودہ اعشاریہ وزن سے ۲ کلو سینتالیس گرام نصف صاع ہے اور چار کلو چورانوے گرام (۴ کلو ۹۴ گرام) پورا صاع۔ اور نُسُک سے مراد بکری کی قربانی ہے۔ اور انہیں اس کا اختیار دیا کہ ان تینوں میں سے جو چاہیں ادا کریں روزہ رکھنے کی استطاعت ہو تو وہ چاہیں صدقہ کریں چاہیں تو قربانی کریں کیونکہ آیۃ کریمہ میں لفظ "أَوْ" ہے۔ جو تخییر کے لیے آتا ہے۔

تنبیہ :۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر منڈانا جوؤں کی ناقابل برداشت تکلیف کی بنا پر تھا یہ غیر اختیاری تھا اس لیے فدیہ میں انہیں اختیار تھا چاہیں

تو روزہ رکھیں چاہیں تو مسکینوں کو کھانا کھلائیں چاہیں تو دم دیں، لیکن اگر کوئی بلا عذر احرام کی حالت میں سر منڈائے گا کل یا چوتھائی تو اس پر دم واجب ہے کہ یہ جرم اختیاری ہے۔

ت ۷۷۸ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَطَاءٍ وَعِكْرِمَةَ مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ، أَوْ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عطا اور عکرمہ سے مروی ہے کہ ان لوگوں نے کہا کہ جہاں قرآن میں اَوْ، اَوْ ہے تو اس کے مامور کو اختیار ہے ان چند چیزوں میں سے جسے چاہے کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ کو فدیہ میں اختیار دیا تھا

تشریح ۷۷۸ جیسے یہاں فدیہ میں لفظ او، او ہونے کی وجہ سے اختیار تھا ویسے ہی روزے کے کفارے میں او، او ہے تو اسے اختیار ہے کہ ان تینوں میں سے جو چاہے دے البتہ قسم کے کفارے میں روزہ رکھنا مشروط ہے کہ جب ان تینوں میں سے کسی کی استطاعت نہ ہو تو روزے کی اجازت ہے۔

حدیث ۲۸۱۹ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ صِيَامٌ ثَلٰثَةُ أَيَّامٍ وَالنُّسُكُ شَاةٌ وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ.

ایوب سختیانی نے کہا کہ روزہ تین دن ہے اور قربانی سے مراد بکری کی قربانی ہے اور صدقہ چھ مسکینوں کو دینا ہے

تشریح ۲۸۱۹:- آیۃ کریمہ میں صرف صیام تھا یا صدقہ یا نُسُکْ یہ تفصیل نہیں تھی کہ کتنے دن کا روزہ ہے اور صدقہ کی مقدار کیا ہے اور قربانی کا جانور کون سا واجب ہے تو حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایوب سختیانی کا قول نقل کیا کہ روزہ تین دن ہے اور قربانی بکری کی ہے اور صدقہ چھ مسکینوں کو دینا ہے۔ اسماعیلی[۱] کی روایت میں آخر میں یہ ہے کہ ابن عون نے کہا کہ مجاہد نے اس کی تفصیل بیان کی تھی مجھے یاد نہیں تھی میں نے ایوب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ روزہ تین دن ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تفصیل مرفوع نہیں امام مجاہد اور ایوب سے موقوفا مروی ہے لیکن نسائی[۲] میں بطریق محمد بن سلمہ اور حارث بن مسکین جو روایت ہے اس میں یہ ہے کہ تین دن روزہ رکھ دو مسکینوں کو کھانا دے دو دو مُد یعنی ہر مسکین کو دو مد، یا بکری کی قربانی کر ان میں سے جو بھی کرے گا تو تیرے لیے کافی ہوگا۔

---

۱ فتح الباری جلد حادی عشر صفحہ ۵۰۴

۲ جلد ثانی باب المحرم یوذیہ القمل فی راسہ، ص ۲۷۔

بَابُ صَاعِ الْمَدِيْنَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَرَكَتِهِ وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذَالِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ ص ۹۹۳

مدینے کا صاع اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مد اور اس کی برکت اور اہلِ مدینہ کے صاع کا قرنا بعد قرنٍ متوارث ہونا۔

حدیث ۲۸۲۰

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُعْطِي زَكٰوةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُدِّ الْأَوَّلِ وَفِي كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَ لَنَا مَالِكٌ مُدُّنَا أَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ وَلَا نَرَى الْفَضْلَ إِلَّا فِي مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لِي مَالِكٌ لَوْ جَاءَكُمْ أَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا أَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ قُلْتُ كُنَّا نُعْطِي بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَلَا تَرَى أَنَّ الْأَمْرَ إِنَّمَا يَعُوْدُ إِلٰى مُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رمضان کی زکوٰۃ (صدقہ فطر) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد سے دیتے تھے پہلے مُد سے اور قسم کے کفارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد سے۔ ابو قتیبہ نے کہا کہ ہم سے مالک نے فرمایا ہمارا مُد تمہارے مُد سے برکت میں بڑھا ہوا ہے اور ہم فضیلت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد ہی میں جانتے ہیں۔ اور مجھ سے مالک نے کہا اگر کوئی بادشاہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے چھوٹا مُد مقرر کر دے تو تم لوگ کس سے دو گے میں نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد سے دیں گے تو امام مالک نے کہا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ بات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد ہی کی طرف لوٹتی ہے۔

تشریحات: مُد اور صاع کی پوری تحقیق جلد دوم ص ۷۶–۷۷ میں مذکور ہو چکی ہے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد میں پیمانوں میں تبدیلی کی تھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد سے کچھ بڑا رائج کیا تھا پھر ہشام بن عبد الملک نے بھی کچھ تبدیلی کے ساتھ صاع اور مُد رائج کیا تھا مگر مدینہ طیبہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا مد و صاع رائج تھا۔ اب جب تین قسم کے پیمانے رائج تھے تو لامحالہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ صدقہ فطر

اور کفارے کس صاع سے ادا کیے جائیں۔ حضرت امام بخاری نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاع سے ادا کیے جائیں ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل نقل فرمایا۔ اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اور استدلال نقل فرمایا۔ امام مالک کے فرمانے کا حاصل یہ ہے کہ ہمارا مُد یعنی جو مدینے میں رائج ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُد تمہارے مُد سے برکت اور فضیلت میں بڑھا ہوا ہے اگرچہ تمہارا مُد ہمارے مُد سے مقدار میں بڑا ہے۔ الزام کے طور پر فرمایا کہ اگر کوئی بادشاہ ایسا مُد رائج کرے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد سے چھوٹا ہو تو صدقۂ فطر اور کفارہ کس سے ادا کروگے۔ ابو قتیبہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد سے ادا کریں گے امام مالک نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہو گیا کہ اعتبار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مُد کا ہے تو جیسے جب چھوٹا مُد رائج ہو اور اعتبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد کا ہے اسی طرح اگر بڑا مُد رائج ہو تو بھی اعتبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد کا ہوگا۔

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ وَاُمِّ الْوَلَدِ وَالْمُكَاتَبِ فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا۔ صـ۹۹۴

کفارے میں مدبر اور ام ولد اور مکاتب کا آزاد کرنا اور ولدِ زنا کا آزاد کرنا۔

توضیح کفارے میں غلام آزاد کرنا چاہتا ہے یا لونڈی اور اس کے پاس کوئی مدبر ہے یا مکاتب ہے یا ام ولد ہے اور ان میں سے کسی کو آزاد کیا تو کفارہ ادا ہوا کہ نہیں اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے ہمارے یہاں ام ولد اور مدبر کا آزاد کرنا مطلقاً صحیح ہے رہ گیا مکاتب تو اگر اس نے بدل کتابت کچھ بھی نہ دیا ہو یا کچھ ادا کیا ہو اور کچھ باقی ہے اور باقی کے ادا کرنے سے عاجز ہے اس کا آزاد کرنا بھی صحیح ہے۔ اور اگر مکاتب نے بدل کتابت بہت کچھ ادا کر دیا ہے اور کچھ باقی ہے اور باقی کو ادا کرنے پر قادر ہے اور اسے کفارہ میں آزاد کیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ اگر کوئی غلام ولد الزنا ہے تو اس کے آزاد کرنے سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ امام بخاری نے باب کے ثبوت میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر بنا دیا تھا ان کے پاس سوائے اس کے اور کوئی مال نہیں تھا اس کی خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہونچی تو فرمایا اس کو مجھ سے کون خریدے گا۔ تو نعیم بن نحام نے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔

اس سے باب کو مناسبت یہ ہے کہ اس غلام کو بیچنے کا جواز اس کی دلیل ہے کہ اس کی رقیت کامل ہے اس لیے کفارے میں اس کو آزاد کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح ام ولد کی رقیت کامل ہے اور اس غلام کی بھی جس نے بدل کتابت کچھ نہیں ادا کیا اسے تو اس کو بھی کفارے میں آزاد کرنا صحیح ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الفرائض ص ۹۹۵

توضیح فرائض فریضۃ کی جمع ہے جیسے حدیقۃ کی جمع حدائق۔ فریضۃ معنی میں مفروضۃ کے ہے۔ یہ اصل میں فَرَضٌ سے مشتق ہے جس کے معنی قطع اور تقدیر اور بیان کے ہیں۔ بولتے ہیں فرضتُ لفلانٍ کذا۔ یعنی میں نے اس کو اتنا مال دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سُوْرَۃٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا۔ یہ ایک سورہ ہے جسے ہم نے اتارا اور اس میں کچھ احکام بیان کیے۔

اصطلاح شرع میں فرض اس وظیفہ کا نام ہے جو مکلف پر شرعًا لازم کیا گیا ہو اسی سے فرائض نماز، فرائض زکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ میراث کو بھی فرائض کہا جاتا ہے اس لیے کہ یہ وارث کے لیے من جانب اللہ مقرر کردہ ہیں اور اللہ کی کتاب میں بیان کیے ہوئے ہیں۔ اور حصہ مقرر ہے اس میں کمی زیادتی جائز نہیں قرآن کریم میں میراث کے ذکر کے بعد فرمایا:——

فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. (سورۂ نساء) ص ۹۹۵

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان "تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ مرد کے لیے عورت کا دونا حصہ ہے:

توضیح اس باب میں امام بخاری نے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۱-۱۲ تحریر فرمائی جن میں فرائض کے اصول مذکور ہیں۔ ان آیتوں میں بارہ اصناف کی میراث مذکور ہے۔ اول مرد اور عورت جب کہ دونوں عصبہ ہوں مثلاً بیٹا بیٹی، بھائی بہن، ان کا حصہ بیان فرمایا کہ مرد کو عورت کا دونا حصہ ملے گا۔ ثانی کسی نے صرف لڑکیاں چھوڑیں یا صرف بہنیں چھوڑیں۔ اگر یہ دو سے زائد ہیں تو ان کو دو ثلث ملے گا۔ ثالث اور اگر یہ ایک ہیں تو اس کو میراث کا آدھا ملے گا۔ رابع اگر میت کے اولاد ہو تو ماں باپ میں سے ہر ایک کو سُدس یعنی چھٹا حصہ ملے گا۔ خامس اگر میت کے اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کو ایک تہائی ملے گا۔ سادس اور اس صورت میں اگر

اس کے بھائی ہوں تو ماں کو سُدُس یعنی چھٹا حصہ ملے گا۔ سابع بیوی مرجائے اور اس کے اولاد نہ ہو تو شوہر کو آدھا حصہ ملے گا۔ ثامن اگر اولاد ہو تو شوہر کو چوتھائی۔ تاسع شوہر مرجائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو بیوی کو چوتھائی ملے گا۔ عاشر اور اگر متوفیٰ شوہر کے اولاد ہو تو بیوی کو آٹھواں حصہ۔ حادی عشر اور اگر متوفیٰ کلالہ ہو جس کے وارث نہ ماں ہو نہ باپ ہو اور نہ اولاد اور ماں شریک بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ ثانی عشر اور اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ثُلُث یعنی تہائی حصہ میں شریک ہوں گے۔

اور جو حصے مقرر ہیں وہ یہ ہیں۔ نصف۔ ثُلُث۔ رُبُع۔ سُدُس۔ ثُمُن۔

اس آیت میں یہ بھی مذکور ہے کہ میت پر اگر قرض ہو یا وہ کوئی صحیح وصیت کر گیا ہے تو ترکہ کی تقسیم پر دین کی ادائیگی اور وصیت مقدم ہوگی۔ احادیث سے ثابت ہے کہ وصیت ایک تہائی یا اس سے کم میں نافذ ہوگی اس سے زائد میں نہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ بقدر مسنون تجہیز تکفین تدفین کا خرچہ سب پر مقدم ہے پھر دین پھر وصیت۔

کلالہ۔ یہ مشتق ہے اِکلیل سے جس کے معنی تاج ہیں جو سر کو ہر طرف سے گھیرے رہتا ہے کلالہ کے وارث اصول و فروع نہیں ہوتے بلکہ اس کے حواشی ہوتے ہیں اس لیے اس کو کلالہ کہا جاتا ہے۔ جمہور اور صحابہ کا مذہب یہ ہے کہ کلالہ سے مراد وہ مرد یا عورت ہے جس کے نہ ماں باپ ہوں اور نہ اولاد۔ یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے بلکہ بہت سے لوگوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ اور اس آیہ کریمہ میں یہاں اَخٌ اور اُخْتٌ سے مراد اخیافی ہیں یعنی جن کے ماں ایک ہوں باپ دو ہوں۔ اس کی دلیل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت ہے وَلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِنْ اُمٍّ۔ اس تقدیر پر کلالہ کی تفسیر میں یہ قید بھی بڑھانی ضروری ہوگی کہ ماں باپ اور اولاد کے ساتھ حقیقی بھائی بہن یا علاتی بھائی بہن نہ ہوں۔

بَابُ تَعْلِيْمِ الْفَرَائِضِ۔ ص ۹۹۵ فرائض کا سیکھنا۔

ت	وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّيْنَ
۷۷۹	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علم حاصل کرو گمان کرنے والوں سے
	يَعْنِي الَّذِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ۔
	پہلے یعنی جو لوگ گمان سے کلام کرتے ہیں۔

تشریح ۷۷۹ مراد یہ ہے کہ علم کے مٹنے سے پہلے پہلے علم حاصل کر لو۔ جب علم مٹ جائے گا تو لوگ اپنے گمان سے کلام کریں گے۔ اس میں ظن سے

مراد ایسی بات ہے جو قرآن و حدیث یا قرآن و حدیث سے مستخرج اصول پر مبنی نہ ہو۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ۔ ص ۹۹۵

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم نے جو کچھ چھوڑا صدقہ ہے۔

حدیث	عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
۲۸۲۱	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
	وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَدْنَ اَنْ یَّبْعَثْنَ
	تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ان کی ازواج نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت
	عُثْمَانَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یَسْئَلْنَہٗ مِیْرَاثَھُنَّ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ
	ابو بکر کے پاس بھیجیں کہ وہ ابو بکر سے ان کی میراث طلب کریں تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ
	اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ۔ عہ
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑیں صدقہ ہے۔

تشریحات ۲۸۲۱ :- اس مسئلہ پر چھٹی جلد میں کتاب الخمس میں مفصل گفتگو کر چکا ہوں۔ اس حدیث میں لانورث جمع متکلم کا صیغہ ہے لیکن اس سے مراد خاص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اس کی دلیل اسی باب کی دوسری حدیث ہے جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَۃٌ یُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفْسَہٗ۔

یعنی لا نورث سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص اپنی ذات مراد لی ہے۔ یعنی میرا کوئی وارث نہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے دیگر انبیاء کرام کے لیے نہیں۔

اشکال اس پر یہ اشکال ہے کہ اہل اصول وغیرہ کی کتابوں میں یہ حدیث یوں مشہور ہے۔

عہ مسلم: مغازی۔ ابو داؤد: خراج۔ نسائی: فرائض۔

نحن معاشر الانبیاء لا نورث۔ ہم انبیاء کے گروہ ہیں۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

جواب:۔ سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ائمہ کی ایک جماعت نے اس حدیث کا انکار کیا۔ لیکن اپنی رائے یہ لکھی کہ لفظ نحن کے ساتھ یہ حدیث مروی نہیں۔ لیکن نسائی میں اس لفظ کے ساتھ مذکور ہے۔

انا معاشر الانبیاء لا نورث۔ ہم انبیاء کے گروہ ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں مسند حمیدی میں بھی اسی لفظ کے ساتھ ہے۔ ہیثم بن کلیب نے اپنی مسند میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی لفظ کے ساتھ روایت کیا۔ نیز طبرانی نے اوسط میں اس کے ہم معنی روایت کیا۔ نیز دار قطنی نے علل میں ام ہانی کی روایت سے وہ حضرت سیدہ فاطمہ زہراء سے وہ حضرت ابوبکر صدیق سے اس لفظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

ان الانبیاء لا یورثون۔ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

حاصل یہ نکلا کہ یہ حدیث معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اس پر بہت بڑا اشکال یہ ہے کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ۔ اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے۔

اور حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا منقول ہے:۔

وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ۔ مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے جو میرا کام انجام دے جو میرا اور اولاد یعقوب کا وارث ہو۔

اس کی تاویل ہمارے علماء اہلسنت نے یہ فرمائی کہ اس سے مراد نبوت ہے اور اس آیت کی ابتداء میں جو ہے کہ انہوں نے پہلے یہ عرض کی۔

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ۔ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت داروں کا ڈر ہے۔

اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ میرے قرابت دار میرا مال لے لیں گے۔

اقول وباللہ التوفیق۔ حضرت زکریا علیہ السلام تو نبی تھے ایک شریف انسان جب اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اسے کچھ پرواہ نہیں رہتی کہ میرا مال کون لے رہا ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ جب اللہ کا حکم ہی یہی ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو تو اس کے قرابت دار اس کے مال کے وارث ہوں گے۔ یہ ڈرنے کی بات نہیں حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی

مراد یہ تھی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے قرابت دار دین میں ردو بدل نہ کریں۔ یہ یقیناً نبی کے لیے بہت بڑے اندیشہ کی بات ہے۔

حاصل اس کا حاصل یہ نکلا کہ وارث نہ ہونا یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام کو عام ہے۔

دوسرا اشکال ارشاد ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الآیۃ۔ تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ مرد کے لیے عورت کا دونا حصہ ہے۔ کتاب اللہ کی تخصیص خبر واحد سے درست نہیں۔ اس کا جواب ہم چھٹی جلد میں تفصیل سے ذکر کر آئے کہ حدیث لا نورث ماترکنا صدقۃ خبر واحد نہیں، خبر مشہور ہے اور خبر مشہور سے کتاب اللہ کی تخصیص درست۔

بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهٖ۔ ص ۹۹۷ باپ اور ماں کی طرف سے ان کے بیٹے کی میراث کا بیان۔

ت	وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوِ امْرَأَةٌ اِبْنَةً فَلَهَا
۷۸۰	اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب کوئی مرد یا کوئی عورت ایک
	النِّصْفُ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ فَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ
	بیٹی چھوڑے تو اس کے لیے آدھا ہے اور اگر دو ہوں یا زیادہ، تو ان کے لیے دو ثلث ہے
	ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ فَيُعْطٰى فَرِيْضَتَهٗ وَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ
	پس اگر ان لڑکیوں کے ساتھ کوئی مرد ہو تو پہلے میراث میں دوسرے شریکوں کو دیا جائے گا
	حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ۔
	اس کے مقررہ حصہ کے مطابق اور جو باقی رہے گا تو مرد کے لیے عورت کا دونا حصہ۔

۷۸۰ تشریحات: متوفی اگر صرف بیٹا اور بیٹی چھوڑے ایک ایک یا کئی کئی تو کل میراث للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہوگی یعنی بیٹے کو، بیٹیوں کا دونا۔ اور اگر بیٹے اور بیٹی کے ساتھ اصحاب فرائض میں سے کوئی ہو تو پہلے ان کا پورا حصہ دیا جائے گا اور جو بچے گا اس میں سے بیٹے کو بیٹیوں کا دونا، اور بیٹیوں کو بیٹے کا نصف حصہ دیا جائے گا۔ مثلاً کسی نے ایک ماں چھوڑی اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ ماں اصحاب فرائض میں سے ہے اس لیے پہلے ماں کو چھٹا حصہ دیا جائے گا جو بچے گا اس کے تین حصے کر کے دو حصے بیٹے کو اور

ایک حصہ بیٹی کو دیا جائے گا۔ اس صورت میں مسئلہ چھ سے بنے گا۔ اور اٹھارہ سے تصحیح ہوگی یعنی کل ترکہ کا اٹھارہ حصہ کیا جائے گا اس میں سے ماں کو تین حصے، دس بیٹے کو اور پانچ بیٹی کو دیا جائے گا۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۲۸۲۲	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ پہلے)
	قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ ع۵
	فرائض کو اس کے حقداروں کو دو اور جو باقی رہے وہ سب سے زیادہ قریب مرد کے لیے ہے۔

تشریحات ۲۸۲۲ یعنی ترکہ کی تقسیم کے وقت سب سے پہلے ان رشتہ داروں کو حصہ دیا جائے جن کا حصہ قرآن مجید میں مقرر ہے، ان کے دینے کے بعد جو بچے وہ اس مرد کو دیا جائے جو میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو جن کو عصبات کہا جاتا ہے مثلاً کسی نے انتقال کیا اور ایک ماں، ایک بیٹی اور ایک چچا اور ایک پھوپھی اور ایک چچا کا بیٹا چھوڑا تو پہلے ماں کو ایک سدس دیا جائے گا پھر بیٹی کو نصف اور جو بچے گا وہ چچا کو ملے گا۔ پھوپھی اور چچا کے لڑکے کو کچھ نہیں ملے گا۔ پھوپھی کو اس لیے کچھ نہیں ملے گا کہ وہ مرد نہیں عورت ہے اور چچا کے بیٹے کو اس لیے نہیں ملے گا کہ وہ بہ نسبت چچا کے دور ہے۔ چچا اس کی بہ نسبت قریب ہے۔ مسئلہ کی صورت یہ ہوگی۔ زید نے انتقال کیا ماں، ایک بیٹی، ایک چچا، ایک پھوپھی، ایک چچا کا بیٹا چھوڑا مسئلہ چھ سے بنے گا یعنی کل ترکہ کا چھ حصہ کرکے ایک حصہ ماں کو تین حصے بیٹی کو، دو حصے چچا کو، پھوپھی اور چچا کے لڑکے کو کچھ نہیں ملے گا۔

بَابُ مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ ص۹۹۷ لڑکیوں کی میراث کا بیان

حدیث	عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ
۲۸۲۳	حضرت اسود بن یزید نے کہا کہ ہمارے پاس یمن میں تعلیم دینے کے لیے یا امیر کی حیثیت
	مُعَلِّمًا أَوْ أَمِيْرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ فَأَعْطٰى
	سے حضرت معاذ بن جبل آئے۔ ہم نے ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ جس کی وفات ہوگئی

ع۵ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔ فرائض۔ باب میراث ابن الابن ص۹۹۶۔ باب میراث الجد مع الاب والاخوۃ ص۹۹۶ باب ابنی عم احدہما اخ للام والآخر زوج ص۹۹۹۔

اَلْاِبْنَةُ النِّصْفُ وَالْاُخْتُ النِّصْفُ عہ

اور اس نے اپنی ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ہے تو انہوں نے آدھا بیٹی کو دیا آدھا بہن کو۔

تشریحات ۲۸۲۳ اس فیصلہ کی بنیاد اس پر ہے کہ جب میت کی بیٹی کے ساتھ بہن بھی ہو تو بہن عصبہ ہو جاتی ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ کرو۔ بیٹی ذوی الفرائض میں ہونے کی بنا پر نصف پائے گی اور بقیہ جو بچا وہ بہن کا ہے۔ فرض کر و کسی نے انتقال کیا اور دو بیٹیاں ایک بہن چھوڑیں، دونوں بیٹیوں میں سے ہر ایک کو ایک ایک ثلث ملے گا اور بہن کو ایک ثلث۔

باب مِيرَاثِ ابْنِ الْاِبْنِ اِذَا لَمْ يَكُنْ ابْنٌ ص ۹۹۷ پوتے کی میراث جب کہ بیٹا نہ ہو۔

ت ۷۸۱ وَقَالَ زَيْدٌ وَلَدُ الْاَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَاُنْثَاهُمْ كَاُنْثَاهُمْ يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ وَلَا يَرِثُ وَلَدُ الْاِبْنِ مَعَ الْاِبْنِ۔

زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پوتے بمنزلہ بیٹے کے ہیں جب کہ ان کے اور میت کے درمیان کوئی بیٹا نہ ہو۔ پوتے بیٹوں کی مثل اور پوتیاں لڑکیوں کی مثل، یہ سب وارث ہوں گے جیسا کہ بیٹے بیٹیاں وارث ہوتی ہیں۔ اور دوسروں کو میراث سے محروم کریں گے جیسا کہ بیٹے اور بیٹیاں کرتے ہیں اور پوتا بیٹے کے ساتھ وارث نہ ہوگا

تشریحات ۷۸۱ اس تعلیق کو امام سعید بن منصور نے موصولاً روایت کیا ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ہے اس پر امت کا اجماع ہے۔

قولہ اذا لم یکن دونہ ولد۔ یعنی پوتے اور پوتیوں اور میت کے درمیان، میت کا کوئی بیٹا نہ ہو۔ عام روایتوں میں صرف ولد ہے۔ البتہ کشمیہنی کی روایت میں ولدٌ ذکرٌ ہے۔ اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ بیٹا کیا۔ اس کا مطلب یہ نکلا کہ اگر متوفی کے کوئی بیٹا نہ ہو تو پوتے پوتیاں عصبہ ہوں گے۔ اور انہیں للذکر مثل حظ الانثیین کے حساب سے ترکہ ملے گا۔ اگرچہ متوفی کی بیٹی موجود ہو۔ مثلاً کسی نے ایک بیٹی اور ایک پوتا اور ایک پوتی چھوڑی تو نصف بیٹی کو ملے گا اور نصف آخر للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق پوتے کو دو حصہ اور پوتی کو ایک حصہ ملے گا یعنی کل ترکہ چھ حصہ کیا جائے گا۔ تین بیٹی کو دو پوتے کو، ایک پوتی کو دیا جائے گا۔

عہ باب میراث الاخوات مع البنات عصبۃ ص ۹۹۸۔ ابوداؤد: فرائض۔

بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے اور پوتیاں محروم رہیں گی۔ اس پر آج کل ہندوؤں کے ورغلائے سے نئے تعلیم یافتہ مسلمان بننے والے بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ جب کسی میت کا بیٹا بھی ہو اور پوتا بھی ہو جس کا باپ مر چکا ہو تو وہ زیادہ قابل رحم ہے، اسے آپ لوگ محروم کرتے ہیں اور سب بیٹے کو دیتے ہیں۔ اس پر بڑے لمبے لمبے مقالے لکھے گئے، لمبی لمبی بحثیں ہوئیں لیکن یہ لوگ خاموش نہیں ہوئے۔ میں جب بریلی شریف میں تھا تو علی گڑھ یونی ورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب تشریف لائے تھے۔ پہلے انہوں نے اور لوگوں سے گفتگو کی مگر وہ کسی طرح خاموش نہیں ہوئے۔ فر فر بولتے جاتے تھے۔ ایک صاحب ان کو لے کر میرے پاس آئے پروفیسر صاحب نے بڑے زور دار طریقے پر اپنے مدعا کو بیان کیا۔ وہ چپ ہی نہیں ہو رہے تھے۔ میں بار بار ان سے کہتا رہا کہ آپ کا سوال میں سمجھ گیا، میری سنیے! لیکن وہ خاموش نہیں ہو رہے تھے اخیر میں میں نے جھنجھلا کر کہا کہ جب آپ کو اپنی ہی کہنی ہے میری بات سننی نہیں تو مجلس برخاست کیجیے۔ اس پر وہ جھلائے تو بہت مگر خاموش ہو گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ میراث کا استحقاق کسی کو اس کی مجبوری یا ضرورت پر ہے یا رشتہ پر۔ انہوں نے فرمایا کہ رشتہ پر، مگر پھر شروع ہو گئے کہ پوتا بھی تو رشتہ دار ہے۔ میت کی نسل سے ہے، اس کا خون ہے۔ میں نے کہا مجھے ایک منٹ کا اور موقع دیجیے اب میں نے ان سے پوچھا۔ جب میراث کا استحقاق رشتہ کی بنیاد پر ہے تو کیا ہر رشتہ دار کو میراث ملے گی یا اس میں کچھ تفصیل ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کا سوال میرے سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے کچھ تفصیل سے سوال بیان کیا تو کچھ رک کے جھجکے مگر مجبوراً ان کو کہنا پڑا کہ ہر رشتہ دار کو نہیں ملے گی بلکہ خاص خاص رشتہ داروں کو میراث ملے گی۔ میں نے عرض کیا ان خاص رشتہ داروں کے تعین کے لیے کوئی اصل ہے یا نہیں۔ آدمی بہر حال ذہین تھے۔ اس سوال کے سنتے ہی انہوں نے پینترا بدلا۔ اور پھر بڑے جوش سے انہوں نے تقریر کرنا شروع کر دی۔ میں نے ذرا زور دار آواز میں ان سے پوچھا کہ بتائیے کہ میت کا حقیقی بھائی اپاہج ہے، نادار ہے اور میت کا بیٹا موجود ہے جو کروڑپتی ہے۔ لیکن وہ پروفیسر صاحب تھے وہ بھی علی گڑھ یونی ورسٹی کے۔ مگر ان کے میزبان جو خود ایم اے تھے انہوں نے کہا۔ پروفیسر صاحب اب خاموش رہیے بات پوری ہو گئی اور مسئلہ صاف ہو گیا۔ میراث کا استحقاق مجبوری اور ضرورت پر نہیں رشتہ پر ہے اور رشتوں میں ترجیح اور اولیت اس کو حاصل ہے جو میت سے زیادہ قریب ہے اور ظاہر ہے کہ بیٹے اور پوتے میں میت سے زیادہ قریب بیٹا ہے۔ پوتا ایک درجہ دور ہے اس لیے بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتا کچھ نہیں پائے گا۔ جیسے کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔

باب میراث ابنۃ ابن مع ابنۃ ص ۹۹۷ — بیٹی کے ساتھ پوتی کی میراث کا بیان۔

حدیث	سُئِلَ اَبُوْمُوْسیٰ عَنْ اِبْنَۃٍ وَّ ابْنَۃِ ابْنٍ وَّ اُخْتٍ فَقَالَ لِلْاِبْنَۃِ
۲۸۲۴	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ اگر کسی متوفیٰ کی ایک بیٹی، ایک پوتی
	النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ
	اور ایک بہن ہو تو ترکہ کیسے تقسیم ہوگا تو انہوں نے فرمایا۔ بیٹی کو آدھا اور بہن کو آدھا اور ابن مسعود
	مَسْعُوْدٍ وَّاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسیٰ فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ
	کے پاس جاؤ مجھے امید ہے کہ وہ بھی یہی فیصلہ کریں گے۔ اب حضرت ابن مسعود سے پوچھا گیا اور انہیں
	اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَۃِ النِّصْفُ وَلِاِبْنَۃِ
	حضرت ابو موسیٰ کی بات بتائی گئی تو انہوں نے فرمایا ایسا ہے تو میں گمراہ ہو گیا ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہا۔ اس بارے
	الْاِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَۃَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسیٰ
	میں میں وہی فیصلہ کروں گا جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیٹی کو نصف اور پوتی کو سدس تاکہ دو ثلث
	فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْئَلُوْنِيْ مَادَامَ
	مکمل ہو جائے اور جو بچ رہے وہ بہن کا۔ اس کے بعد ہم لوگ ابو موسیٰ کے پاس آئے ہم نے انہیں ابن مسعود
	هٰذَا الْحَبْرُ فِيْكُمْ عہ
	کے قول کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا جب تک یہ حبر تم میں ہے۔ مجھ سے کچھ مت پوچھنا۔

تشریحات: ۲۸۲۴ ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو یہ فرمایا لقد ضللت اذًا تو وہ اس بنیاد پر فرمایا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ ابن مسعود میری اتباع کریں گے چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خصوص میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ معلوم تھا اس کے باوجود اس کے خلاف قصداً حضرت ابو موسیٰ اشعری کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کرتے تو ضرور یہ گمراہی ہوتی ۔ صورت مسئولہ میں تخریج یہ ہوگی۔ کل ترکہ کا چھ حصہ کیا جائے گا۔ تین بیٹی کو ایک پوتی کو دو بہن کو دیا جائے گا۔

عہ ابو داؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ باب میراث الاخوات مع البنات عصبۃ۔ ص ۹۹۸ ۔

بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْاَبِ وَالْاِخْوَةِ. ص ۹۹۷ ۔ باپ اور بھائیوں کے ساتھ دادا کی میراث کا بیان۔

ت	وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ اَلْجَدُّ اَبٌ۔
۷۸۲	اور حضرت ابو بکر و ابن عباس اور ابن زبیر نے فرمایا کہ دادا باپ ہے۔

تشریح ۷۸۲ یعنی جب متوفی کا باپ نہ ہو، دادا ہو تو میراث کے سلسلے میں جو حیثیت باپ کی ہے وہی دادا کی ہوگی۔ یہاں جد سے مراد جدِ صحیح ہے۔ یہ وہ ہے جس کی میت کی جانب نسبت میں ماں نہ ہو جس کو ہمارے عرف میں دادا کہتے ہیں۔ نانا مراد نہیں۔ عرب میں نانا کو بھی جد کہتے ہیں۔ باپ کی تین حالتیں ہیں۔ صرف فرض جب کہ اولاد ہو۔ اس صورت میں چھٹا حصہ پائے گا۔ فرض اور تعصیب دونوں، جب کہ متوفی کے بیٹی یا پوتی ہوں۔ اس صورت میں باپ کو میراث کا نصف ملے گا وہ اس طرح کہ سدس بحیثیت ذوی الفروض کے اور لڑکی کو نصف اور جو بچا وہ بحیثیت عصبہ کے باپ کو ملے گا۔ حاصل یہ نکلا کہ آدھا بیٹی کو آدھا باپ کو۔ تعصیب محض جب کہ میت کے نہ بیٹا ہو نہ بیٹی نہ پوتا، نہ پوتی۔ جب متوفی کا باپ نہ ہو تو دادا کا بھی یہی حکم ہے مگر چار مسائل میں۔ پہلا یہ کہ بنی الاعیان اور بنی علات باپ کے ہوتے ہوتے بالاجماع ساقط ہو جاتے ہیں لیکن دادا کے ہوتے ہوئے ساقط نہیں ہوں گے جمہور کے نزدیک۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساقط ہو جائیں گے ۔ دوسرا۔ اگر متوفی کے زوجین میں سے کوئی ہو اور باپ ہو اور ماں تو ماں ثلث ما بقی لے گی اور دادا کے ساتھ کل ترکہ کا ثلث ۔ تیسرا۔ باپ کی ماں اور دادی باپ کے ہوتے ہوئے محروم رہیں گی لیکن دادا کے ہوتے ہوئے محروم نہیں رہیں گی ۔ چوتھا۔ مُعتِق نے مُعتَق کے باپ اور بیٹے کو چھوڑا تو سُدس ولاء باپ کے لیے اور باقی بیٹے کے لیے۔ یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ اور طرفین کے نزدیک پوری ولاء بیٹے کے لیے ہے۔ اور اگر مُعتَق نے مُعتِق کے بیٹے اور دادا کو چھوڑا تو بالاتفاق پوری ولاء بیٹے کے لیے ہے۔

ت	وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا بَنِيْ اٰدَمَ ـ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَائِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ عہ
۷۸۳	اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کی دلیل میں دو آیتیں پڑھیں یابنی آدم اور میں نے اپنے آباء کرام ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کے ملت کی پیروی کی۔

عہ سورۂ یوسف آیت ۳۸ ۔

توضیح :۔ یعنی تمام انسانوں کو حضرت آدم کا بیٹا کہا گیا حالانکہ وہ موجودہ انسانوں کے دادا ہیں وہ بھی سینکڑوں پشت اوپر۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے باپ حضرت یعقوب ہیں اور حضرت اسحٰق دادا اور حضرت ابراہیم پردادا علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ اس سے معلوم ہوا کہ دادا باپ ہے۔

قَالَ الْبُخَارِیُّ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِي زَمَانِهِ وَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَافِرُونَ۔

امام بخاری نے فرمایا اور کہیں مذکور نہیں کہ کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان کے زمانے میں مخالفت کی اور اصحاب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت بکثرت تھے۔

توضیح: حضرت امام بخاری رحمہ اللہ یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کے زمانہ میں صحابہ کرام کا اس پر اجماع سکوتی ہو گیا کہ دادا بمنزلہ باپ ہے۔

ت وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَرِثُنِي ابْنُ ابْنِي دُونَ إِخْوَتِي وَلَا أَرِثُ أَنَا ابْنَ ابْنِي۔

۷۸۴ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میرا پوتا وارث ہو گا نہ میرے بھائی اور میں اپنے پوتے کا وارث نہ ہوں؟

توضیح: کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ بھائیوں کے ہوتے ہوئے دادا محروم رہے گا۔ اور کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ بھائیوں کے ہوتے ہوئے دادا کے ساتھ بھائیوں کو بھی حصہ ملے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں کے رد میں فرماتے ہیں کہ متوفی کے اگر پوتے اور بھائی ہوں تو صرف پوتا پائے گا۔ بھائی بہن نہیں پائیں گے۔ پھر یہ کیسے معقول ہو سکتا ہے کہ پوتے کے ترکہ سے مجھے حصہ نہ ملے اور پوتے کے بھائیوں کو ملے۔ یہ الٹی بات ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ متوفی کے اگر دادا اور بھائی ہوں تو کل میراث دادا کو ملے گی بھائی محروم ہوں گے۔

ت وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيلُ مُخْتَلِفَةٌ۔

۷۸۵ اور حضرت علی، و حضرت عمر، و ابن مسعود اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہوئے مختلف اقوال ذکر کیے جاتے ہیں۔

تشریح ۲۸۵:- یہ سارے اقوال مرجوح و متروک ہیں اس لیے ہم ان کے ذکر کرنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

حدیث	عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَاِنَّهٗ اَنْزَلَهٗ
۲۸۲۵	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر نے دادا کو بمنزلہ باپ کیا ہے یا
	اَبًا اَوْقَالَ قَضَاهُ اَبًا۔
	راوی نے یہ کہا حضرت ابو بکر نے فیصلہ فرمایا کہ دادا باپ ہے۔

تشریح ۲۸۲۵ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فیصلہ کہ دادا باپ کے نہ ہوتے ہوئے میراث میں باپ کے حکم میں ہے، متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کا قول مناقب میں گزرا۔ نیز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ نیز حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی۔ تو حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت عثمان، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ چار صحابی ہوئے۔

بَابُ مِيرَاثِ الْمَرْاَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهٖ۔ ص ۹۹۸

عورت اور شوہر کی میراث بیٹے وغیرہ کے ساتھ۔

حدیث	عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
۲۸۲۶	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنِيْنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِيْ لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدًا اَوْ
	بنی لحیان کی ایک عورت کے کچے بچے کے بارے میں جو مردہ ساقط ہو گیا تھا، یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کے خوں بہا میں
	اَمَةٍ ثُمَّ اَنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
	ایک غلام یا ایک باندی دی جائے۔ پھر وہ عورت جس کے خلاف آپ نے حکم دیا تھا مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
	تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَاَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا عہ
	علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹے اور شوہر کے لیے ہے اور خوں بہا اس کے عصبہ پر۔

تشریحات ۲۸۲۶:- یہ حدیث کتاب الطب میں گزر چکی ہے اور کتاب الدیات میں آ رہی ہے۔

عہ دیات، باب جنین المرأۃ۔ مسلم، حدود، ترمذی، فرائض۔ ابو داؤد۔ نسائی: دیات۔

کتاب الطب میں یہ تفصیل ہے کہ بنی ہذیل کی دو عورتوں نے آپس میں جھگڑا کیا ایک نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا۔ یہ حاملہ تھی چوٹ کے صدمہ سے حمل ساقط ہو گیا۔ معاملہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو حضور نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کا خوں بہا ایک غلام ہے یا ایک باندی۔ مارنے والی عورت کے باپ بھائی، شوہر نے یہ کہا کہ اس کا خوں بہا اس کے بیٹے دیں گے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس کی میراث اس کے بیٹے اور شوہر کو دی جائے اور دیت بہر حال عصبہ پر ہے۔ عصبہ نے یہ کہا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ بنی لحیان کے صدقات وصول ہوں تو ہمیں عطا فرمائیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا جسے وصول کر کے ان لوگوں نے دیت عطا کی۔ "غُرَّۃ" کے معنی گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی، ہر چیز کا ابتدائی اور معظم حصہ، شریف، چہرہ، روشنی، صبح، غلام اور باندی کے ہیں۔ یہاں مراد اخیر معنی ہے۔ عبدٌ او اَمۃٌ اسی کا بیان ہے۔ "عقل" معنی مشہور وہ روحانی قوت جس سے شعور ہوتا ہے دل، دیت، یعنی قتل وغیرہ کا مالی معاوضہ جسے خوں بہا کہتے ہیں۔

بَابُ اِبْنَیْ عَمٍّ اَحَدُھُمَا اَخٌ لِاُمٍّ وَالْاٰخَرُ زَوْجٌ۔ کسی عورت نے چچا کے دو لڑکوں کو چھوڑا ان میں سے ایک اخیافی بھائی ہے اور دوسرا شوہر ہے۔ ص ۹۹۸

توضیح یعنی ایک عورت نے اپنے چچا کے لڑکے سے نکاح کیا تھا، وہ مر گئی اس نے اپنے اس شوہر کو چھوڑا اور دوسرے چچا کے لڑکے کو جو اس کا اخیافی بھائی ہے تو ترکہ کیسے تقسیم ہو گا۔

ت ۷۸۶	وَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْاَخِ مِنَ الْاُمِّ السُّدُسُ وَمَا بَقِیَ بَیْنَھُمَا نِصْفَیْنِ۔
	اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پہلے شوہر کو آدھا دیا جائے گا۔ پھر اخیافی بھائی کو چھٹا حصہ اور جو بچے گا وہ پھر ان دونوں کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا جائے گا۔

تشریح ۷۸۶ یعنی چونکہ متوفیہ کی اولاد نہیں اس لیے پہلے شوہر کو نصف دیں گے اور اخیافی بھائی کو سدس۔ اس لیے کہ دونوں اصحاب فرائض میں سے ہیں اب جو بچا وہ دونوں پر برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا اس لیے کہ دونوں چچا کے بیٹے ہونے کی وجہ سے عصبہ ہیں مسئلہ کا استخراج چھ سے کیا جائے گا۔ چھ میں سے تین شوہر کو اور ایک اخیافی بھائی کو اب جو دو بچا وہ ایک ایک دونوں کو دیا جائے گا۔ اس طرح ان میں جو شوہر ہے اس کو چھ میں سے چار ملے گا اور جو اخیافی بھائی ہے اس کو چھ میں سے دو ملے گا۔

بَابُ مِيرَاثِ الْمُلَاعَنَةِ ۔ جس عورت سے لعان کیا گیا ہے اس کی میراث کا بیان ۔ ص ۹۹۹

حدیث	عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ إِمْرَأَتَهُ فِي
۲۸۲۷	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں
	زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفَلَ مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
	ایک شخص نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اس کے لڑکے سے انکار کر گیا۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ ۔
	ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور لڑکے کو عورت کے ساتھ لاحق کر دیا۔

تشریح ۲۸۲۷ :- یعنی یہ حکم فرمایا کہ اس کا نسب باپ سے ثابت نہیں۔ ایسی صورت میں یہ بچہ صرف اپنی ماں کی میراث میں حق دار ہوگا۔ باپ کی میراث میں نہیں۔ اسی طرح اس کی میراث صرف ماں پائے گی باپ نہیں پائے گا۔

بَابُ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً ۔ لڑکا صاحب فراش کے لیے ہے اس کی ماں آزاد ہو یا باندی ہو۔ ص ۹۹۹

حدیث	عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ
۲۸۲۸	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے
	عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ ۔
	ہیں کہ فرمایا کہ بچہ صاحب فراش کے لیے ہے۔

تشریحات ۲۸۲۸ یعنی ایک عورت کسی کے نکاح میں ہے یا باندی کسی کی ملکیت میں ہے اور ان دونوں کے بچہ پیدا ہوا۔ اور کسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کی ماں سے زنا کیا ہے یہ بچہ میرا ہے یا خود بچے کی ماں نے کہا کہ یہ بچہ میرے شوہر اور میرے مالک کا نہیں، فلاں کا ہے۔ بلکہ اگر شوہر بھی کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں۔ اور لعان نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں حکم یہی دیا جائے گا کہ بچہ شوہر یا باندی کے مالک کا ہے۔ اسی سے اس کا نسب ثابت ہوگا۔ ہاں اگر شوہر نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا نہیں اور عورت نے کہا کہ اسی کا ہے۔ معاملہ قاضی کے یہاں گیا۔ قاضی نے بطریق شرعی لعان کرایا اور دونوں میں تفریق کا حکم دیا

اور باپ سے بچے کے نسب کی نفی کا حکم دیا تو بچے کا نسب باپ سے ثابت نہ ہوگا۔

علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ حدیث "الولد للفراش" نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی صحیح ترین احادیث میں سے ایک ہے، یہ بیس سے زائد صحابۂ کرام سے مروی ہے۔ اس میں سب سے بڑی حکمت بچہ سے اور اس کی ماں سے عار دفع کرنا ہے نیز بچہ کو ضائع ہونے سے بچانا ہے۔

باب اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَمِیراثُ اللَّقِیطِ۔ ص ۹۹۹ ولاء اس کے لیے ہے جس نے آزاد کیا اور لقیط کی میراث کا بیان۔

توضیح ابھی گزرا کہ اگر کسی نے کسی غلام کو آزاد کیا تو غلام کی میراث آزاد کرنے والا پائے گا۔ "لقیط" اس بچے کو کہتے ہیں جس کو اس کے گھر والوں نے اپنی تنگ دستی یا بدنامی کے خوف سے پھینک دیا ہو۔ لقیط کے جملہ اخراجات کھانا کپڑا رہنے کا مکان، دوا علاج یہ سب بیت المال کے ذمہ ہے اور لقیط مرجائے اور کوئی وارث نہ ہو تو میراث بھی بیت المال میں جائے گی۔

ت وَقَالَ عُمَرُ اَللَّقِیطُ حُرٌّ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لقیط آزاد ہے۔

تشریح اسی سے ضمناً ثابت ہوتا ہے کہ اگر بطریق شرعی ثابت ہوجائے کہ لقیط کا کوئی وارث ہے تو لقیط کی میراث اس وارث کو ملے گی۔ اور اگر یہ ثابت نہ ہوسکے تو اس کی میراث بیت المال میں جائے گی جیسا کہ آزاد کا حکم ہے۔ اگر وہ بالفرض غلام ہوتا تو اس کی ساری کمائی آقا کو ملتی میراث کا سوال ہی نہیں ہوتا اور اگر آقا اسے آزاد کردیتا پھر وہ مرتا تو اس کا وارث آزاد کرنے والا آقا ہوتا۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
۲۸۲۹	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء
	تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ۔
	اس کے لئے ہے جس نے آزاد کیا۔

باب میراث السَّائِبَۃِ ص ۹۹۹ سائبہ کی میراث کا بیان

توضیح سائبہ وہ غلام ہے جس سے اس کے مالک نے یوں کہا ہو۔ لاولاء لاحد علیک یا اس سے کہا انت سائبۃ یا کہے اعتقتک سائبۃ یا کہے وانت حر سائبۃ پہلے دو صیغوں سے اس کی نیت آزاد کرنے کی تھی تو غلام آزاد ہوجائے گا اور بعد کے دو صیغوں سے نیت کی حاجت

نہیں۔

حدیث	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْاِسْلَامِ لَا يُسَيِّبُوْنَ وَاِنَّ اَهْلَ
۲۸۳۰	حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ اہل اسلام سائبہ نہیں
	الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَ۔
	بناتے اور اہل جاہلیت بناتے تھے۔

۲۸۳۰

تشریح:۔ یہ حدیث مختصر ہے اسمٰعیلی نے مفصل یوں روایت کیا کہ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا میں نے ایک غلام کو سائبہ کے طور پر آزاد کیا تھا اور وہ مر گیا اور کچھ مال چھوڑا ہے اور اس کا کوئی وارث نہیں تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل اسلام سائبہ نہیں بناتے ہے اور اہل جاہلیت سائبہ بناتے تھے اور تو اس کا وَلی نعمت ہے۔ اس لیے تیرے لیے اس کی میراث ہے۔

بَابُ اِذَا اَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ صـ۱ جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔

ف ۸۸ — وَكَانَ الْحَسَنُ لَا يَرٰى لَهٗ وَلَايَةً۔ اور حضرت امام حسن بصری اس کے لیے ولاء کا حق نہیں مانتے تھے۔

ان کی دلیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تھا اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ

ف ۸۹ — وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رَفَعَهٗ قَالَ هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهٖ۔ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے مرفوعاً روایت کیا کہ وہ اس شخص کی زندگی اور موت کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

تشریح ۸۹ — اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کافر جس شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو۔ اس کی ولاء اس سے ثابت ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ نو مسلم مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو جس شخص کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کیا تھا وہی وارث ہو گا۔

وَقَالَ الْبُخَارِيُّ وَاخْتَلَفُوْا فِيْ صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ۔

اور امام بخاری نے کہا اور لوگوں نے اس خبر کے صحیح ہونے میں اختلاف کیا۔

تشریح:۔ علامہ عینی نے پوری تفصیل کے ساتھ اس کی صحت کے منکرین اور مثبتین کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔ اور اخیر میں ثابت فرمایا ہے کہ راجح یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے

اسی پر احناف کا عمل ہے۔

بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْأُخْتِ مِنْهُمْ. ص ۱۰۰۰

قوم کا آزاد کردہ غلام انہیں میں سے ہے اور بہن کا بیٹا بھی انہیں میں سے ہے۔

حدیث ۲۸۳۱	عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ أَوْ كَمَا قَالَ۔
	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا آزاد کردہ غلام انہیں میں سے ہے یا اسی کے ہم معنی فرمایا۔
حدیث ۲۸۳۲	عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ أَوْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا بھانجہ انہیں میں سے ہے۔

۲۸۳۲
تشریح:۔ یعنی جب متوفیٰ کے کوئی صاحب فرض اور عصبہ نہ ہو اور نہ بھانجہ سے اقرب کوئی ذوی الارحام، تو بھانجہ میراث پائے گا۔

بَابُ مِيرَاثِ الْأَسِيرِ ص ۱۰۰۱ قیدی کی میراث کا بیان۔

توضیح اس سے مراد وہ قیدی ہے جو کفار کے ہاتھ میں مقید ہے چونکہ اس کے بارے میں یہ بھی احتمال ہے کہ ظالم اسے شہید کر چکے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ زندہ ہو۔ تو اب اشکال یہ ہوتا ہے کہ اس کی میراث تقسیم کی جائے یا نہ تقسیم کی جائے۔ حضرت سعید بن مسیب سے دونوں روایتیں ہیں۔ اور یہی حال حضرت امام زہری کا ہے۔ نیز امام زہری کا ایک قول یہ ہے کہ اسیر کو صرف ثلث ملے گا۔ ابن بطال نے اکثر علماء کا یہ مذہب نقل فرمایا کہ اسیر جب کسی میراث کا مستحق ہو تو اس کا حق موقوف رکھا جائے گا اس لئے کہ قیدی کی دو صورت ہے ایک یہ کہ یہ معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے اور فلاں جگہ ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ مرتد نہیں ہوا ہے اس لیے وہ عام مسلمانوں کی طرح ہے اور اگر یہ معلوم ہے کہ وہ مرتد ہو گیا تو اس کے مال میں مرتد کے احکام جاری کیے جائیں گے اور اگر کچھ خبر نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا اور کہاں ہے تو وہ مفقود ہے اس پر مفقود کے احکام جاری ہوں گے۔

ت وَكَانَ شُرَيحٌ يُوَرِّثُ الْأَسِيرَ فِي أَيْدِي الْعَدُوِّ وَيَقُولُ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ۔

۷۹۰ اور قاضی شریح اس قیدی کو وارث بناتے تھے جو دشمن کے قبضہ میں ہو اور کہتے تھے وہ میراث کا زیادہ محتاج ہے۔

ت وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَجِزْ وَصِيَّةَ الْأَسِيرِ وَعَتَاقَتَهُ وَمَا صَنَعَ فِي مَالِهِ مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِينِهِ فَإِنَّمَا هُوَ مَالُهُ يَصْنَعُ فِيهِ مَا شَاءَ۔

۷۹۱ اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا اسیر کی وصیت اور اس کے آزاد کرنے کو نافذ کرو یا اپنے مال میں جو بھی کرے سب نافذ کرو جب تک دین نہ بدلے اس لیے کہ وہ اس کا مال ہے اس میں جو چاہے کرے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الْحُدُوْدِ صلا حدود کا بیان

توضیح:- حدود حد کی جمع ہے۔ اس کے اصل معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں۔ اسی وجہ سے دربان کو حدّاد بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ لوگوں کو اندر آنے سے روکتا ہے اور شریعت میں حد کچھ مخصوص گناہوں پر من جانب شرع مقررہ سزا کو کہتے ہیں۔ اس کا فائدہ لوگوں کو اس گناہ سے روکنا ہے جس کی یہ سزا ہے۔ بلکہ بنظرِ دقیق ہر گناہ سے روکنا ہے۔ کہ جب ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا اور لوگوں کو معلوم ہے کہ زنا کی یہ سزا ہے۔ شراب پینے کی یہ سزا ہے تو لوگ یقیناً ڈریں گے۔

حدود کفارہ ہیں:- عام کتب اصول وفقہ میں یہی ہے کہ حدود کفارہ نہیں حتیٰ کہ بہارِ شریعت حصہ نہم صلا۸ میں بھی یہی ہے۔ اسی بنا پر ہم نے جلد اول میں اسی کی تائید میں پورا زور دیا ہے لیکن جلد اول چھپنے کے بعد مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا یہ ارشاد نظر سے گزرا حد اس گناہ سے پاک کر دینے کی ہوتی ہے[1]۔ اور الملفوظ میں ہے "حد سے پاک ہو جاتا ہے قصاص سے نہیں[2]"

اس ارشاد کے بعد میرے لیے دوسرے قول کی گنجائش نہیں۔ اس کی دلیل حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ فرمایا۔ ومن اصاب مِنْ ذلک شیئا فعُوْقِبَ بِہٖ فھُوَ کفارۃٌ لہٗ[3]۔ اور جس نے اس میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا پھر اسے اس کی سزا دے دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور کتاب الحدود باب توبۃ السارق میں یہ زائد ہے "وَطَھُوْرٌ"، اور پاک کرنے والی ہے۔

---

[1] فتاویٰ رضویہ پنجم صلا۹۸۱۔ [2] الملفوظ اول صلا۹۵

[3] بخاری: ایمان۔ مناقب انصار۔ مغازی۔ حدود۔ احکام۔ مسلم: حدود ترمذی۔ نسائی۔ دارمی۔

بَابُ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ ص۱۰۰۱ زنا اور شراب پینے کا بیان۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُنْزَعُ مِنْهُ نُوْرُ الْإِيْمَانِ فِي الزِّنَا.
۷۹۲	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا زنا کرنے سے نور ایمان نکال لیا جاتا ہے۔

تشریح ۷۹۲:- امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں سند متصل کے ساتھ مفصل یوں روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ایک ایک غلام کو بلاتے اور فرماتے کیا میں تمہاری شادی نہ کردوں؟ جو بندہ بھی زنا کرے گا اللہ اس سے ایمان کا نور نکال دے گا نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے اس مضمون کی حدیث مرفوع بھی مروی ہے جسے امام طبری نے روایت کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو زنا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل سے ایمان کا نور نکال لے گا چاہے تو لوٹائے چاہے نہ لوٹائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ ص۱۰۰۲ شراب پینے والوں کے مارنے کے بیان میں۔

حدیث	عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
۲۸۴۳	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب پینے
	ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ ؏
	کی سزا میں کھجور کی ٹہنیوں اور جوتوں سے مارا اور حضرت ابو بکر نے چالیس مارا۔

تشریحات ۲۸۴۳: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شراب کی حد چالیس کوڑے مارتے تھے۔ اور یہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی زمانہ میں بھی تھا پھر ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلہ میں صحابۂ کرام سے مشورہ طلب کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب شراب پئے گا تو اسے نشہ آئے گا اور جب نشہ آئے گا تو بکواس کرے گا اور جب بکواس کرے گا تو افتراء کرے گا۔ اور مفتری پر اسّی کوڑے ہیں تو حضرت عمر نے حضرت علی کو حکم دیا کہ اسے اسّی کوڑے ماریں چنانچہ انہوں نے اسّی کوڑے مارے اور یہ واقعہ صحابہ کرام کے مجمع عام میں ہوا تھا۔ کسی نے اس کی مخالفت

؏ مسلم: ابو داؤد، ترمذی: ابن ماجہ: حدود

نہیں کی تو اس پر قریب قریب اجماعِ سکوتی ہو گیا۔

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ
شرابی کو کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنا۔

صـ ۱۰۰۲

حدیث	عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
۲۸۳۴	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت
	وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اِضْرِبُوْهُ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
	اقدس میں ایک شخص کو لایا گیا جو شراب پیے ہوئے تھا فرمایا اس کو مارو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
	فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ
	تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم میں سے کچھ لوگ اپنے ہاتھ سے اسے مار رہے تھے اور کچھ لوگ اپنی چپل سے اور کچھ لوگ اپنے کپڑے
	بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ عـه
	سے جب وہ پلٹنے لگا تو کسی نے کہا۔ تجھ کو اللہ رسوا کرے۔ حضور نے فرمایا ایسا مت کہو اس پر شیطان کو مدد مت دو۔

تشریحات ۲۸۳۴:۔ یہ کون شخص تھا، یہ متعین نہیں ہو سکا۔ اس پر دعاء بد کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس لیے منع فرمایا کہ اس کا اندیشہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے جس پر دعاء بد کی گئی۔ اس سے اس کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفرت پیدا ہو جائے۔

حدیث	سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدِ النَّخَعِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ
۲۸۳۵	حضرت عمیر بن سعید نخعی نے کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
	طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَا كُنْتُ لِأُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى أَحَدٍ
	سے سنا کہ میں کسی پر حد قائم کرتا اور مر جاتا تو اس سے میرے جی میں کوئی خدشہ نہیں پیدا
	فَيَمُوْتَ فَأَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَإِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهٗ
	ہوتا سوائے شرابی کے اگر وہ مر جاتا تو میں اس کی دیت دیتا اور یہ اس لیے
	وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهٗ عـه
	کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی حد مقرر نہیں فرمائی۔

عـه ابوداؤد: حدود۔ عـه مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ۔

تشریحات: ۲۸۳۵ صحیح یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرابی کی حد مقرر نہیں فرمائی لیکن طحاوی میں بطریق داناج عن حصین بن منذر الرقاشی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب میں چالیس کوڑے مارا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی چالیس کوڑے مارا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اسّی پورا کیا۔ اور سب سنت ہے۔ ابوداؤد میں بھی اس کے ہم معنی ہے۔ حضرت امام طحاوی نے اس حدیث پر بہت طویل کلام فرمایا ہے اور اسے معلول قرار دیا ہے۔

حدیث ۲۸۳۶	عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا نُوْتٰى بِالشَّارِبِ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
	عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمْرَةِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت
	وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَ کے شروع میں ہم شرابی کو لاتے تو ہم اسے اپنے ہاتھوں، چپلوں اور چادروں سے مارتے
	اَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ اٰخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر دور میں چالیس کوڑے مارا۔ اس کے باوجود جب
	جَلَدَ ثَمَانِيْنَ۔ لوگوں نے سرکشی کی اور شراب پیا تو اسّی کوڑے مارا۔

تشریح ۲۸۳۶: امام عبد الرزاق نے عُبید بن عُمیر سے اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے۔ اس کے اخیر میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حد چالیس کوڑے کی جب دیکھا کہ باز نہیں رہتے تو ساٹھ کوڑے کر دیا جب دیکھا کہ باز نہیں آتے تو اسّی کوڑے کر دیا۔ اور فرمایا حدود میں یہ سب سے کم درجہ کی ہے۔ علامہ بدر الدین محمود عینی نے فرمایا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر آج کے زمانے میں ہوتے تو اسّی کے دونا دون کوڑے مارتے۔

میں کہتا ہوں اگر آج کے زمانے میں ہوتے تو کیا کرتے یہ پوشیدہ نہیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَاَنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنَ الْمِلَّةِ۔

شرابی کو لعنت کرنا ناپسندیدہ ہے اور یہ کہ وہ مذہب سے خارج نہیں۔

صـ ۱۰۰۲

حدیث ۲۸۳۷	عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا عَلٰی عَھْدِ
	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
	النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اسْمُہٗ عَبْدَ اللّٰہِ وَکَانَ یُلَقَّبُ حِمَارًا
	وسلم کے زمانے میں ایک صاحب تھے جن کا نام عبداللہ تھا اور لقب حمار۔ وہ رسول اللہ
	وَکَانَ یُضْحِکُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہنسا دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو شراب
	صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَہٗ فِی الشَّرَابِ فَاُتِیَ بِہٖ یَوْمًا فَاَمَرَ بِہٖ فَجُلِدَ
	کی سزا میں کوڑے مارے اس کے بعد ایک دن پھر لائے گئے۔ حضور نے ان کے بارے میں حکم دیا
	فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰھُمَّ الْعَنْہُ مَا اَکْثَرَ مَا یُؤْتٰی بِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ
	تو پھر ان کو کوڑا مارا گیا۔ ایک شخص نے کہا۔ اے اللہ اس پر لعنت کر۔ کتنی کثرت سے
	صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْہُ فَوَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ اَنَّہٗ یُحِبُّ
	لایا جاتا ہے اس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر لعنت مت کرو۔ بخدا اس کے بارے میں
	اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔
	جو میں جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

تشریحات ۲۸۳۷

کسی کا برا لقب رکھنا منع ہے۔ ارشاد ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو (سورۂ حجرات آیت ۱۱) پھر ان کا لقب اس عہد مبارک میں حمار کیسے تھا؟ — برا لقب رکھنا ایذا اور اہانت کا سبب ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی اس قسم کے نام کسی خاص وجہ سے لوگوں کو پیارے ہو جاتے ہیں مثلاً کسی دینی بزرگ نے یہ لقب رکھ دیا۔ جیسے امیر المومنین، مولی المسلمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو تراب رکھا۔ ظاہر ہے کہ معنی لغوی کے اعتبار سے یہ جملہ توہین کا ہے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ نام سب سے زیادہ پسند تھا اسی قبیل سے ابو ہریرہ ہے۔ ذات النطاقین عرب کے عرف میں توہین کا لفظ تھا۔ لیکن جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ذات النطاقین کہہ دیا۔ یہ ان کے لیے سرمایۂ افتخار ہو گیا۔ اسی طرح امکان ہے کہ ہو سکتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی ان کو حمار فرما دیا ہو یا کسی اور معزز نے حمار کہہ دیا ہو جس کی وجہ سے انہیں یہ نام پسند آ گیا ہے

کیوں ہنس کے کہدیا مرے در کا فقیر ہے ٭ میرا مزاج اور بھی شاہانہ ہو گیا
علامہ ابن عبد البر نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے حضرت عقبہ بن حارث کی حدیث عـــہ میں ــــ ابن النعیمان مبہم آیا تھا ہو سکتا ہے وہ بھی عبد اللہ ہوں۔

علامہ کرمانی نے کہا کہ یہ کسی دکان دار کے یہاں سے گھی کا کپّہ یا شہد کا کپّہ لے آتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً پیش کر دیتے اور جب دکان دار تقاضہ کے لیے ان کے پاس آتا تو اسے لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہو نے عرض کرتے یا رسول اللہ! اسے قیمت دے دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسکرا دیتے اور حکم دیتے کہ اس کی قیمت ادا کی جائے ــــ اس حدیث کو ابو یعلیٰ موصلی نے زید بن اسلم سے روایت کیا۔

بَابُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ۔ چور جب چوری کرتا ہے تو وہ مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟

صـ۱۰۰۲

حدیث	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
۲۸۳۸	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ
	فرمایا زانی زنا نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو، اور چور چوری نہیں کرتا اس حال
	يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ عـــہ
	میں کہ وہ مومن ہو۔

تشریحات ۲۸۳۸ محاربین میں یہ زیادہ ہے ــــ "اور کوئی قاتل قتل نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مومن ہو" ــــ عکرمہ نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا۔ اس سے ایمان کیسے نکل جاتا ہے۔ فرمایا "ایسے" اور انگلیوں کو ایک دوسرے میں گتھ لیا۔ پھر ان کو علیٰحدہ کر دیا ــــ اب اس کے بعد اگر توبہ کرتا ہے تو ایمان لوٹ آتا ہے۔ اور انگلیوں کو آپس میں گتھ لیا۔

اس حدیث پر پوری بحث کتاب المظالم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں گزر چکی ہے ــــ یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ کامل الایمان ہوتے ہوئے کوئی ان گناہوں کا ارتکاب

عـــہ یہ حدیث باب الوکالۃ نزہۃ القاری جلد خامس صـ۳۲۹ میں گزر چکی ہے۔

عـــہ محاربین۔ باب اثم الزناۃ صـ۱۰۰۶۔ نسائی: رجم۔

نہیں کرسکتا۔ یا یہ کہ مومن کی یہ شان نہیں کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرے۔

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ اِذَا لَمْ يُسَمَّ۔ بغیر نام لیے ہوئے چور پر لعنت کرنا۔ ص ۱۰۰۳

حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ
۲۸۳۹	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَةَ فَتُقْطَعُ یَدُهٗ وَیَسْرِقُ الْحَبْلَ
	فرمایا اللہ تعالیٰ چور پر لعنت کرے۔ بیضہ چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے، رسی چراتا
	فَتُقْطَعُ یَدُهٗ قَالَ الْاَعْمَشُ کَانُوْا یَرَوْنَ اَنَّهٗ بَیْضُ الْحَدِیْدِ وَالْحَبْلُ کَانُوْا
	ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے، حضرت اعمش نے فرمایا کہ محدثین اس حدیث میں بیضہ سے
	یَرَوْنَ اَنَّهٗ مِنْهَا مَا یَسْوٰی دَرَاهِمَ عه
	مُراد خَود لیتے تھے اور رسی سے ایسی رسی مراد لیتے تھے جو کئی درہم کی ہو۔

۲۸۳۹

تشریحات: کسی پر بھی نام لے کر لعنت کرنا منع ہے۔ ہاں جن بدنصیبوں کے بارے میں یہ قطعی طور پہ ثابت ہو کہ یہ کفر پر مرے ہیں ان پر لعنت کی جاسکتی ہے جیسے فرعون، ابوجہل وغیرہ لیکن کسی گناہ کے مرتکب کو بغیر نام لیے لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے جھوٹوں پر لعنت، چوروں پر لعنت۔ چونکہ تھوڑی سی چیز میں قطع ید نہیں۔ بلکہ اس کے لیے ایک مقدار معین ہے۔ حضرت امام اعمش وغیرہ کے یہاں اس کی مقدار کم از کم تین درہم ہے اور ہمارے یہاں کم از کم دس درہم۔ بیضہ کے معنی انڈے کے بھی ہیں، انڈا نہایت حقیر چیز ہے، رسی بھی بہت معمولی چیز ہے اس لیے حضرت امام اعمش نے فرمایا اس حدیث کے راوی بیضہ سے مراد لوہے کا خود لیتے ہیں اور رسی سے مراد ایسی رسی جس کی قیمت کم از کم تین درہم ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا وَفِیْ کَمْ تُقْطَعُ ص ۱۰۰۳ چور مرد ہو یا عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹو۔ اور کتنی مقدار میں کاٹا جائے گا۔

توضیح علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کتنی مقدار چوری کرنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا ظاہریہ نے کہا۔ اس کے لیے کوئی نصاب نہیں۔ تھوڑی چیز چرائے یا زیادہ

عه مسلم: حدود۔ نسائی: قطع۔ ابن ماجہ: حدود۔

سب میں کاٹا جائے گا اور ہمارے یہاں اس کا نصاب دس درہم ہے اس سے کم میں نہیں کاٹا جائے گا۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ربع دینار اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تین درہم۔

ت	وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْكَفِّ۔
۷۹۳	اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہتھیلی سے اس کا ہاتھ کاٹا۔

تشریح ۷۹۳ امام ابو بکر نے روایت کیا کہ سمرہ بن معبد نے کہا کہ میں نے ابو حیوۃ کو جوڑ سے ہاتھ کٹا ہوا دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا کس نے کاٹا ہے تو انہوں نے کہا اسے مرد صالح علی نے کاٹا ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور کچھ لوگوں نے کہا کہ بغل سے پورا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس لیے کہ عرب کے عرف میں ید کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ کہنی سے کاٹا جائے گا جیسا کہ وضو میں دھونے کا حکم ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا صرف انگلیاں کاٹی جائیں گی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی ایک طریقہ مروی ہے۔ رافضیوں کا یہی مذہب ہے۔

ت	وَقَالَ قَتَادَةُ فِي امْرَأَةٍ سَرَقَتْ وَقُطِعَتْ شِمَالُهَا لَيْسَ إِلَّا ذَالِكَ۔
۷۹۴	حضرت قتادہ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا جس نے چوری کی تھی اور اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تھا "اس کے سوا اور کچھ نہیں"

تشریح ۷۹۴ اسے امام احمد نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ واجب تو یہ تھا کہ اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جاتا مگر کسی نے بایاں کاٹ ڈالا۔ معاملہ حضرت قتادہ کی خدمت میں پیش ہوا کہ اب کیا کیا جائے۔ داہنا ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں؟ فرمایا نہیں جو ہونا تھا ہو گیا۔

چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرآت فاقطعوا أَيْمَانَهُمَا ہے۔ اس پر قریب قریب اجماع ہے۔ ہاں! کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اگر بایاں ہاتھ کاٹ لیا گیا تو کافی ہے مگر یہ شاذ غیر معتبر ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی نے قصداً چور کا بایاں ہاتھ کاٹ لیا تو قاطع پر قصاص ہے اور چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر خطاءً ہے تو قاطع پر دیت واجب ہے اور چور کی سزا ہو گئی داہنا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ یہی ہمارا بھی مذہب ہے اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دونوں قول مروی ہیں۔

حدیث ۲۸۴۰	عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا ؏
	حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ ربع دینار اور اس سے زیادہ میں کاٹا جائے۔

تشریحات ۲۸۴۰ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو لیا۔ حضرت امام احمد نے فرمایا کہ اگر سونا چرائے تو ربع دینار میں کاٹا جائے گا اور درہم چرائے تو تین درہم میں۔ ان کا ایک قول یہ ہے کہ اس کا نصاب ربع دینار ہے یا تین درہم یا تین درہم کا سامان۔ اگر سامان چرائے گا تو ضروری ہے کہ اس کی قیمت تین درہم ہو۔ سامان کی قیمت دراہم ہی سے لگائی جائے گی۔ اور ان کا ایک قول یہ ہے کہ اس کا نصاب تین درہم ہے یا اس کی قیمت کا سونا یا سامان۔ ہمارے یہاں اس کا نصاب دس درہم ہے۔ جیسا کہ حضرت امام ابوجعفر طحاوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس ڈھال کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی ؏ نیز امام نسائی نے بھی انہیں سے یہی روایت کیا۔ نیز نسائی میں عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ کی حدیث میں بھی یہی روایت ہے۔ ؎

حدیث ۲۸۴۱	أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا فِي ثَمَنِ مِجَنَّةٍ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ ؎
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خبر دیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں ایک ڈھال کی قیمت سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔

تشریح ۲۸۴۱ مِجَنّ۔ حَجَفَة اور تُرس، سب کے معنی ڈھال کے ہیں۔ علامہ عینی نے فرمایا۔ ڈھال وہ ہے جو تہہ بہ تہہ چمڑوں سے بنی ہو اور حجفہ کبھی اس ڈھال کو بولتے ہیں جو لکڑی یا ہڈی کی ہو جس پر چمڑا وغیرہ چڑھا دیا گیا ہو۔

؏ اسی کے متصل مزید دو طریقے سے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی: حدود۔ نسائی: القطع۔ ابن ماجہ: حدود۔

؏ نسائی: باب القدر الذی اذا سرقہ السارق قطعت یدہ ص ۲۵۹/۲۔

؎ ایضاً

؎ اسی کے متصل۔ مسلم: حدود۔

بعد کے طرق میں یہ زائد ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی قیمت سے کم میں نہیں کاٹا گیا۔

حدیث ۲۸۴۲	عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِیُّ
	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
	صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مِجَنٍّ ثَمَنُہٗ ثَلَاثَۃُ دَرَاہِمَ ع
	وسلم نے چور کا ہاتھ ایک ڈھال کی چوری میں کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

تشریحات:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ ایک ڈھال سے کم قیمت کی چیز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی چور کا ہاتھ نہیں کاٹا۔ ڈھال کی قیمت اس عہد مبارک میں کیا تھی اس میں روایات مختلف ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ تین درہم تھی۔ یہ روایت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی مؤید ہے لیکن نسائی اور طحاوی دونوں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول یہ ہے کہ جس ڈھال کی چوری پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا تھا اس کی قیمت دس درہم تھی۔ نیز نسائی میں حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عمرو بن شعیب عن أبیہ عن جدہ کی حدیث میں بھی یہی ہے۔ اس حدیث کی رو سے دس درہم سے کم قیمت کی چیز میں ہاتھ کاٹا جائے یا نہ کاٹا جائے اس میں شبہہ ہے اور دس درہم اور اس سے زائد قیمت کی چیز پر ہاتھ کاٹنا متفق علیہ ہے اسی لیے احناف نے اسی کو ترجیح دی۔

بَابُ تَوْبَۃِ السَّارِقِ صـ۱۰۰۳ چور کی توبہ کا بیان۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ اِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ یَدُہٗ قُبِلَتْ	
اور ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری نے فرمایا ہاتھ کاٹنے کے بعد چور توبہ کر لے تو اس کی گواہی قبول	
شَہَادَتُہٗ وَکُلُّ مَحْدُوْدٍ کَذٰلِکَ اِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَہَادَتُہٗ۔	
کی جائے گی۔ اور ایسے ہی ہر محدود ہے جب توبہ کرے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔	

توضیح اس پر مفصل کلام کتاب الشہادات میں گزر چکا ہے۔ ہمارے یہاں قاذف کے علاوہ ہر محدود کی گواہی توبہ کے بعد مقبول ہے مگر قاذف کی نہیں اس لیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ وَلَا تَقْبَلُوْا لَہُمْ شَہَادَۃً اَبَدًا۔ اور ان کی کوئی گواہی کبھی بھی قبول نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع اسی کے متصل مزید تین طریقہ سے مسلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ ص۱۰۰۵

لڑنے والے کفار اور مرتدین کا بیان

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ.۵

جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا جلا وطن کر دیئے جائیں۔

توضیح امام بخاری کے سیاق سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کی تحقیق یہ ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ڈاکوؤں کے بارے میں نہیں۔ اور جمہور نے فرمایا کہ یہ ڈاکوؤں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہی حضرات امام ابو حنیفہ، امام مالک امام شافعی اور امام ابو ثور کا قول ہے۔ امام حسن بصری، امام ضحاک، امام عطاء، امام زہری نے کہا کہ مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان ذمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بد عہدی کریں اور ایک قول یہ ہے کہ مرتدین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ صحیح جمہور کا قول ہے کہ ڈاکوؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس پر عُکل و عُرَینہ کی حدیث دلیل ہے۔

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ ص۱۰۰۶
محصَن کو سنگسار کرنا۔

توضیح محصَن صاد کے فتحہ کے ساتھ احصان کا اسم مفعول ہے احصان کے معنی ہیں روکنا، حفاظت کرنا اس میں صاد کا کسرہ بھی جائز ہے یعنی جو شخص شادی کر کے اپنی ذات کو بدکرداری سے روکے ہوئے ہے ثعلب نے کہا پاکباز کے معنی میں محصِن اور محصَن دونوں ہیں اور شادی شدہ کو صرف محصَن صاد کے فتحہ کے ساتھ

۵ سورۂ مائدہ آیت ۳۳

کہتے ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ وہ شخص آزاد عاقل بالغ ہو جس نے نکاح صحیح کے ساتھ وطی کی ہو۔ رجم صرف محصن کے لیے ہے۔

ب ۵۹۵	وَقَالَ الْحَسَنُ مَنْ زَنٰی بِاُخْتِهٖ حَدُّهٗ حَدُّ الزَّانِیْ۔
۔	اور امام حسن بصری نے فرمایا جو بہن کے ساتھ زنا کرے گا اس کی حد زانی کی حد کی مثل ہے۔

توضیح اگر کسی نے اپنی بہن کے ساتھ بغیر نکاح کے زنا کیا تو بالاتفاق اس پر حد ہے لیکن اگر کسی نے اپنی بہن یا محارم سے نکاح کیا اور ہم بستری کی تو اس پر حد نہیں جیسا کہ شامی[۱] میں خانیہ سے ہے بشرطیکہ اس کا گمان ہو کہ وطی حلال ہے۔

حدیث	سَمِعْتُ الشَّعْبِیَّ یُحَدِّثُ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ حِیْنَ رَجَمَ
۴۳ ۲۸	امام شعبی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب انہوں نے جمعہ کے دن عورت

الْمَرْاَۃَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَالَ رَجَمْتُهَا بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ[۲]

کو سنگسار کیا تو فرمایا میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق سنگسار کیا ہے۔

تشریحات ۲۸۴۳ :۔ ائمہ محدثین کے نزدیک امام شعبی کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع ثابت نہیں جیسا کہ حازمی نے کہا ہے امام دارقطنی سے پوچھا گیا کہ شعبی نے حضرت علی سے سنا ہے تو انہوں نے کہا ان سے صرف ایک حرف سنا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں سنا ہے اسی لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو مسنداً تحریر فرمایا۔ قصہ یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شراحہ نامی ایک عورت کو زنا کی سزا میں جمعرات کو کوڑا مارا اور جمعہ کو اسے سنگسار کر دیا اور فرمایا اللہ کی کتاب کے مطابق میں نے اس کو کوڑا مارا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اسے سنگسار کیا اس کی تشریح یہ ہے کہ قرآن مجید میں صرف زانی کو کوڑے مارنے کا حکم ہے ارشاد ہے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائۃ جلدۃ۔ زانی مرد اور عورت ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ قرآن مجید میں رجم کا ذکر نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی مرد کو اور زانیہ عورت کو سنگسار فرمایا ہے۔ کتاب اللہ میں مذکور حکم کے مطابق میں نے اس کو کوڑے مارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق اس کو سنگسار کیا۔

---

[۱] جلد سوم ص ۱۴۲ [۲] نسائی رجم۔

چند ابواب کے بعد باب الاعتراف بالزنا میں تفصیل سے مذکور ہوگا کہ آیت رجم آیت منسوخ التلاوۃ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے۔

حدیث	عَنِ الشَّیْبَانِیِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ أَبِیْ أَوْفٰی هَلْ رَجَمَ
۲۸۴۴	ابو اسحٰق سلیمان بن ابو سلیمان شیبانی نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے پوچھا
	رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ قَبْلَ سُوْرَۃِ النُّوْرِ
	کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سنگ سار کیا؟ انھوں نے بتایا ہاں! میں نے پوچھا سورۂ نور کے نازل ہونے
	أَوْ بَعْدُ قَالَ لَا أَدْرِیْ۔ عہ
	کے پہلے یا اس کے بعد؟ انھوں نے کہا میں یہ نہیں جانتا۔

تشریحات ۲۸۴۴:- ابو اسحاق شیبانی کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ رجم سورۂ نور کی آیۂ کریمہ فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ سے منسوخ ہے صحیح یہ ہے کہ سورۂ نور کے نزول کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زانی کے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔ اس لیے کہ سورۂ نور حضرت ام المومنین کی براءت میں نازل ہوئی جو علی اختلاف روایت سن چار یا پانچ یا چھ میں نازل ہوئی ہے۔ اور سنگسار کرنے کا حکم اس کے بعد فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ھ میں غزوۂ خیبر کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تھے۔ وہ حضرت ماعز اسلمی کے واقعہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

رأیت ماعز بن مالک حین جیئ بہ إلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (الحدیث عہ)

میں نے ماعز بن مالک اسلمی کو دیکھا جب وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے۔

بَابُ لَا یُرْجَمُ الْمَجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَۃُ۔ ص ۱۰۰۶

مجنون اور مجنونہ کو سنگ سار نہیں کیا جائے گا۔

ت ۷۹۶	وَقَالَ عَلِیٌّ لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ
	اور حضرت علی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے فرمایا کیا آپ نہیں جانتے کہ قلم اٹھا
	عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یُفِیْقَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یُدْرِكَ وَعَنِ النَّائِمِ
	لیا گیا ہے مجنون سے یہاں تک کہ اسے افاقہ ہو اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔

عہ مسلم: حدود عہ مسلم۔ جلد ثانی ص ۶۶۔

حَتّٰی يَسْتَيْقِظَ۔

اور سونے والے سے یہاں تک کہ بیدار ہو جائے۔

تشریحات ۷۹۶ اس تعلیق کو امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک قبیلہ کی مجنونہ عورت پر ہوا جس نے زنا کیا تھا جس کے بارے میں حضرت عمر نے حکم دے دیا تھا کہ اس کو سنگ سار کیا جائے۔ حضرت علی اسے لوٹا کرلائے اور حضرت عمر سے فرمایا۔ کیا آپ کو یاد نہیں؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے اس مجنون سے جو مغلوب ہو اور سونے والے سے یہاں تک بیدار ہو جائے اور بچہ سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ حضرت عمر نے فرمایا آپ نے سچ کہا پھر اس کو چھوڑ دیا۔

مجنون اور مجنونہ اگر حالت جنون میں زنا کریں تو ان پر رجم نہیں اور نہ انہیں کوڑے مارنا ہے لیکن اگر صحت کی حالت میں ارتکاب کیا اور جنون کی حالت میں پکڑے گئے تو جمہور کا مذہب یہ ہے کہ انہیں سنگسار کیا جائے گا افاقہ کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ البتہ اگر وہ محصن نہ ہوں تو حالت جنون میں کوڑے نہیں مارے جائیں گے جب تک انہیں افاقہ نہ ہو جائے اس لیے کہ رجم سے مقصود اتلاف ہے مجنون مر جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے اور کوڑے مارنے سے مقصود زجر اور تنبیہ ہے۔ حالت جنون میں کوڑے مارنے سے یہ بات حاصل نہیں ہوگی۔ مجنون پر رجم نہیں جس کی دلیل حضرت ابوہریرہ سے مروی حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ حضور نے ان سے یہ پوچھا أَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا۔ کیا تجھے جنون ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ اس سے ثابت کہ اگر جنون ہوتا تو سنگسار نہ فرماتے۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلّٰی صفحہ ۱۰۰۷ عیدگاہ میں سنگسار کرنا۔

توضیح اس کے ضمن میں حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ذکر کیا جس میں یہ ہے فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰی ان کو نماز عید پڑھنے کی جگہ سنگسار کیا گیا۔

جنت البقیع کے کنارے ایک میدان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عیدین اور جنازے پڑھا کرتے تھے وہی مصلے کے نام سے مشہور ہے یہیں حضرت ماعز اسلمی کو سنگسار کیا گیا تھا۔ اس سے ثابت ہوا عیدگاہ تمام احکام میں مسجد کے مثل نہیں۔ اس لیے کہ مسجد میں حد قائم کرنے سے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

اس حدیث کے اخیر میں یہ تھا۔

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ — لَمْ يَقُلْ يُونُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ — سُئِلَ أَبُوعَبْدِ اللهِ صَلَّى عَلَيْهِ يَصِحُّ قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ فَقِيْلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا۔

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کے بارے میں کلمۂ خیر فرمایا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ یونس اور ابن جریج نے امام زہری سے یہ حدیث روایت کی تو اس میں فصلّی علیہ نہیں روایت فرمایا۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری سے سوال ہوا کہ اس حدیث میں صلّی عَلَیْہ کی روایت صحیح ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اسے معمر نے امام زہری سے روایت کیا ہے۔ ان سے پوچھا گیا ان کے علاوہ بھی کسی نے روایت کیا ہے۔ تو فرمایا نہیں۔

تشریحات:۔ سنگسار کیے جانے کے بعد حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ نے کہا وہ ہلاک ہو گئے اس کے گناہ نے اس کو گھیر لیا اور ایک گروہ نے کہا ماعز کی توبہ سے افضل کوئی توبہ نہیں۔ یہ سب سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک قوم پر تقسیم کیا جائے تو سب کو پہنچ جائے عہ — نسائی میں ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے اور ابوداؤد اور نسائی میں ہے اسے خبیث مت کہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ اَطْیَب ہے — اس روایت کے بنیادی راوی حضرت امام زہری ہیں۔ ان سے اس روایت کو یونس اور ابن جریج اور معمر نے روایت کیا ہے۔ معمر کی روایت میں فصلّی علیہ ہے بقیہ کی روایت میں نہیں۔ اسی طرح منذری نے کہا کہ امام عبدالرزاق سے آٹھ اشخاص نے اسکو روایت کیا ہے۔ کسی نے فَصَلّٰی عَلَیْہِ نہیں روایت کیا۔ صرف محمود بن غیلان نے روایت کیا۔ اگر بات یہیں تک رہتی تو کوئی خاص اشکال نہیں تھا۔ معمر بھی ثقہ ہیں اور محمود بن غیلان بھی ثقہ ہیں۔ ثقہ کی زیادتی مقبول ہے جس نے یاد رکھا یاد رکھا۔ جو بھول گیا، بھول گیا۔ لیکن محمد بن یحییٰ زہری اور ایک جماعت نے امام عبدالرزاق ہی سے روایت کی کہ اس پر حضور نے نماز نہیں پڑھی۔ اس پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدیث کے اصول کے مطابق مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن اس کی یہ توجیہ بھی ہے کہ رجم کے بعد فوراً نہیں پڑھی۔ اس کے بعد نماز پڑھی امام عبدالرزاق ہی نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف کی حدیث میں یہ روایت کی کہ حضور سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ فرمایا

عہ مسلم جلد ثانی ص ۶۸۔

نہیں لیکن دوسرے دن فرمایا لوگو اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ پھر حضور نے اور لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ صحیح یہ ہے کہ زانی کی نماز جنازہ بھی فرض کفایہ ہے اگرچہ سنگسار کرنے میں مرا ہو۔ اس لیے کہ زنا اور زنا کی سزا پانے کی وجہ سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوا مسلمان ہی رہا

بَابُ مَنْ اَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ وَاَخْبَرَ الْاِمَامَ فَلَا عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ اِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا۔ ص ۱۰۰۷

جب کسی نے کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جس پر حد نہیں اور امام کو خبر دیا اس پر توبہ کے بعد کوئی سزا نہیں جب کہ وہ فتویٰ پوچھنے کے لیے آیا ہو۔

توضیح کسی بھی گناہ کے ارتکاب کے بعد توبہ کر کے امام کے پاس آیا یا پکڑ کر لایا گیا تو اس کو کوئی سزا نہ دی جائے گی۔ خواہ وہ گناہ ایسا ہو جس پر حد واجب ہو یا ایسا ہو جس پر حد واجب نہیں۔ البتہ کچھ علماء ان گناہوں کو مستثنیٰ کرتے ہیں جن پر حد واجب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد بھی اگر امام کے یہاں آئے گا تو امام اس پر حد جاری کرے گا۔

ت ۷۹۷	وَقَالَ عَطَاءٌ لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
	اور امام عطا نے کہا اسے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی سزا نہیں دی۔

توضیح حدیث گذری ہے کہ ایک صاحب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے بتایا کہ مجھ سے یہ گناہ ہو گیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ نماز کا وقت آگیا انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی نماز کے بعد پھر عرض کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تو نے میرے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے۔ یہ نماز گناہوں کا کفارہ ہو گئی۔

ت ۷۹۸	وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ۔
	اور ابن جریج نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے سزا نہیں دی جس نے رمضان میں روزے کی حالت میں جماع کر لی تھی۔
ت ۷۹۹	وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ۔
	اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرن کے قصہ والے کو سزا نہیں دی۔

تشریح ۷۹۹ حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ حالت احرام میں تھے۔ اسی حالت میں انہوں نے ہرن کا شکار کیا۔ حضرت عمر نے اس کے کفارے کا حکم دیا مگر انہیں کوئی سزا نہیں دی۔

ت ۸۰۰	وَفِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ
	اور اس بارے میں ایک حدیث حضرت ابو عثمان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ
	النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
	تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

تشریح ۸۰۰ :- یہ حدیث "مواقیت الصلوٰۃ" باب الصلوٰۃ کفارۃ میں گزر چکی ہے وہ یہ ہے کہ ایک صاحب نے ایک عورت کا بوسہ لیا وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں خبر دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی ہے۔ دن کے دونوں کناروں میں اور رات کے کچھ حصے میں نماز قائم کرو۔ نیکیاں برائیوں کو ضرور رے جاتی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ صرف میرے لیے ہے۔ فرمایا میری پوری امت کے لیے ہے۔

بَابُ الْاِعْتِرَافِ بِالزِّنَا ص۱۰۰۸ زنا کے اعتراف کا حکم۔

توضیح اس باب کے ضمن میں امام بخاری حضرت ابو ہریرۃ اور زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث لائے ہیں کہ دو شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ایک نے کہا میرا بیٹا اس کے یہاں نوکر تھا۔ اُس نے اِس کی عورت کے ساتھ زنا کیا تو میں نے اس کے فدیہ میں سو بکری اور ایک خادم دیا۔ پھر میں نے کچھ اہل علم سے پوچھا تو ان لوگوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے کی سزا سو کوڑے ہے اور ایک سال جلا وطنی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ سو بکری اور خادم تجھ پر واپس ہیں اور تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال جلا وطن ہونا ہے۔ اور اے اُنیس تم اس کی عورت کے پاس جاؤ پس اگر اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کرو۔ حضرت اُنیس گئے اور اس عورت نے اعتراف کیا انہوں نے اس کو سنگسار کر دیا۔ حدیث کے بعد امام بخاری فرماتے ہیں۔

قُلْتُ لِسُفْيَانَ لَمْ يَقُلْ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلٰى ابْنِيْ الرَّجْمُ فَقَالَ اَشُكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ۔

علی بن عبد اللہ نے کہا۔ میں نے سفیان بن عیینہ سے پوچھا۔ اس نے فاخبرونی ان علی ابنی الرجم نہیں کہا تھا تو انہوں نے کہا مجھے اس میں شک ہے کہ زہری نے یہ کہا تھا کہ نہیں میں کبھی کہتا ہوں اور کبھی چپ رہتا ہوں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ اس شخص نے یہ کہا تھا فاخبرونی ان علی ابنی جلد مائۃ

وتغریب عام۔ یا یہ کہا تھا فاخبرونی ان علی ابنی الرجم۔ سفیان بن عیینہ نے بتایا مجھے اس میں شک ہے کہ امام زہری نے دوسرا جملہ کہا تھا یا نہیں۔

حدیث ۲۸۴۵

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ عُمَرُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے

لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ

ڈر ہے کہ کچھ زمانہ گزرنے کے بعد کچھ لوگ کہیں ہم رجم کتاب اللہ میں نہیں پاتے تو اس فریضے کے ترک کے سبب

اللهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللهُ أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى وَقَدْ

جو اللہ نے اتارا ہے یہ لوگ گمراہ ہو جائیں گے سنو بے شک رجم ثابت ہے اس زانی پر جو محصن ہو

أُحْصِنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ۔ قَالَ سُفْيَانُ

جب کہ ثبوت شرعی قائم ہو یا عورت کو حمل رہ جائے یا ملزم اعتراف کرلے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا میں

كَذَا حَفِظْتُ أَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ

نے یہ بھی یاد کیا ہے کہ فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رجم کی سزا دی اور ان کے بعد ہم نے بھی دی۔

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلَى مِنَ الزِّنَا إِذَا أُحْصِنَتْ۔ ص ۱۰۰۹ — زنا سے حاملہ جب محصن ہو اس کو سنگسار کرنا۔

توضیح زنا سے جو عورت حاملہ ہو یا حمل سے پہلے اس نے زنا کیا تھا اور حاکم اسلام کے پاس اس وقت وہ لائی گئی جب وہ حاملہ تھی تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی پیدائش کے بعد جاری کی جائے گی اب اگر وہ محصنہ ہے تو بچے کی پیدائش کے بعد فوراً سنگسار کر دی جائے گی اگر بچے کی پرورش کرنے والا کوئی ہو تو۔ ورنہ بچے کی پیدائش کے دو سال بعد، اور اگر وہ محصنہ نہیں اور اسے کوڑے کی سزا دینی ہے تو نفاس سے پاک ہونے کے بعد حد جاری کی جائے گی۔ ؏

حدیث ۲۸۴۶

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں کچھ مہاجرین کو قرآن شریف پڑھاتا تھا

؏ درمختار، ردالمحتار۔

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا اَنَا فِيْ مَنْزِلِهٖ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ

انہیں میں عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ میں منیٰ میں ان کے پڑاؤ پر تھا اور وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

الْخَطَّابِ فِيْ اٰخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا اِذْ رَجَعَ اِلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَوْ رَاَيْتَ

تعالیٰ عنہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ یہ واقعہ حضرت عمر کے اخیر حج کا ہے (جو ۲۳ھ میں ہوا تھا)

رَجُلًا اَتَى اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ لَكَ فِيْ فُلَانٍ

جب عبدالرحمٰن لوٹ کر میرے پاس آئے تو انہوں نے کہا تعجب ہے آج امیرالمومنین کے پاس ایک شخص

يَقُوْلُ لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلَانًا فَوَاللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ اَبِيْ بَكْرٍ

آیا اور اس نے کہا اے امیرالمومنین! فلاں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو کہتا ہے اگر عمر مر گئے تو میں

اِلَّا فَلْتَةً فَتَمَّتْ فَغَضِبَ عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَائِمٌ

فلاں کی بیعت کروں گا بخدا ابوبکر کی بیعت اچانک ہی تھی جو پوری ہوئی۔ یہ سن کر حضرت عمر جلال میں آ

الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّغْصِبُوْهُمْ

گئے پھر فرمایا۔ ان شاء اللہ شام کو میں لوگوں کو خطبہ دوں گا اور ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو مسلمانوں کے امور کو

اُمُوْرَهُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ

غصب کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے بتایا اس پر میں نے کہا اے امیرالمومنین! آپ ایسا نہ کریں اس

الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَائَهُمْ وَاِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ

لیے کہ حج کا موسم رذیلوں اور بے وقوفوں کو بھی اکٹھا کر دیتا ہے۔ جب آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوں گے

حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ وَاَنَا اَخْشٰى اَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطَيِّرُهَا عَنْكَ

تو یہی لوگ غلبہ کر کے آپ کے قریب ہوں گے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ خطبہ میں کوئی بات کہیں

كُلُّ مُطَيِّرٍ وَاَنْ لَا يَعُوْهَا وَاَنْ لَا يَضَعُوْهَا مَوَاضِعَهَا فَاَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ

جسے لوگ اناپ شناپ اڑا لے جائیں اور اس کو غلط معنیٰ پہنا کر لوگوں تک پہونچائیں۔ آپ ٹھہر

الْمَدِيْنَةَ فَاِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ فَتَخْلُصَ بِاَهْلِ الْفِقْهِ وَاَشْرَافِ

جائیں یہاں تک کہ مدینہ پہونچ جائیں۔ مدینہ دار ہجرت اور سنت ہے۔ وہاں سمجھ دار اور شریف

النَّاسِ فَتَقُوْلَ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا فَيَعِيْ اَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ فَيَضَعُوْهَا

لوگوں کو منتخب کر کے ان کے سامنے جو بھی کہنا ہو بہت سوچ سمجھ کر کہیں آپ کی اس بات کو اہل علم

مَوَاضِعِهَا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَأَقُومَنَّ بِذٰلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ

محفوظ رکھیں گے۔ اور صحیح طریقہ سے اس کو اس کی جگہ رکھیں گے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا بخدا

أَقُومُهُ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فِي عُقْبِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَمَّا

انشاء اللہ مدینہ پہونچ کر سب سے پہلے خطبہ دوں گا۔ ابن عباس نے کہا کہ ہم مدینہ ذوالحجہ کے اخیر

كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى أَجِدَ سَعِيدَ بْنَ

عشرہ میں آئے (بدھ کے دن) جب جمعہ کا دن آیا تو سورج ڈھلتے ہی جلدی سے میں مسجد نبوی میں

زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلٰى رُكْنِ الْمِنْبَرِ فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِي

پہونچا۔ جب میں مسجد میں آیا تو میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کو منبر کے کونے کے پاس بیٹھا ہوا پایا

رُكْبَتَهُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلًا قُلْتُ

میں ان کے پاس بیٹھ گیا اتنا قریب کہ میرا گھٹنا ان کے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ

لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ لَيَقُولَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ جب میں نے ان کو سامنے سے آتا ہوا دیکھا تو

اسْتُخْلِفَ فَأَنْكَرَ عَلَيَّ وَقَالَ وَمَا عَسَيْتُ أَنْ يَقُولَ مَا لَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ فَجَلَسَ

میں نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے کہا آج شام کو یہ ایک ایسی بات کہیں گے جس کو انہوں نے

عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ قَامَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ

خلیفہ بنائے جانے کے بعد سے اب تک نہیں کہا ہے۔ انہوں نے میری بات تسلیم نہیں کی اور کہا

قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِي أَنْ أَقُولَهَا لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا

مجھے امید نہیں ہے کہ وہ ایسی بات کہیں گے جسے اس کے پہلے نہیں کہا۔ حضرت عمر منبر پر بیٹھے اور

بَيْنَ يَدَيْ أَجَلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ

جب مؤذن چپ ہو گئے تو کھڑے ہوئے اللہ کی وہ ثناء کی جس کا وہ اہل ہے پھر فرمایا۔

رَاحِلَتُهُ وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ إِنَّ

اما بعد! میں تم سے ایک ایسی بات کہنے والا ہوں جس کا کہنا میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا۔

اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ

میں نہیں جانتا۔ شاید یہ میرے سامنے میری موت ہے تو جو اس کو سمجھ لے اور کما حقہ یاد کرلے

الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا

تو جہاں بھی جائے اس کو بیان کرے اور جسے اس کا خدشہ ہو کہ اس نے اس کو سمجھا نہیں تو میں

رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشٰى إِنْ

کسی کے لیے یہ حلال نہیں کرتا کہ مجھ پر جھوٹ باندھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد

طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتاب نازل فرمائی۔ اللہ نے جو کچھ

فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ

نازل فرمایا تھا ان میں آیت رجم بھی تھی ہم نے اس کو پڑھا اور سمجھا اور خوب اچھی طرح یاد

زَنٰى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ

رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے حضور کے بعد رجم کیا۔ مجھے اندیشہ ہے

أَوِ الْاِعْتِرَافُ ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيْمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ

کہ ایک طویل زمانہ گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا یہ کہے کہ بخدا ہم رجم کی آیت کتاب اللہ میں نہیں

آبَائِكُمْ فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَوْ إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ

پاتے اور اس فریضے کے ترک کے سبب گمراہ ہو جائیں جو اللہ نے نازل فرمایا اور رجم اللہ

تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ أَلَا ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

کی کتاب میں ثابت ہے جو زنا کرے جب کہ وہ محصن ہو مرد ہو یا عورت جب کہ ثبوت

لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أُطْرِيَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ إِنَّهُ

فراہم ہو جائے یا حمل ہو یا اقرار۔ پھر ہم کتاب اللہ سے جو پڑھتے تھے اس میں یہ بھی پڑھتے

بَلَغَنِيْ أَنَّ قَائِلًا مِنْكُمْ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلَانًا فَلَا يَغْتَرَّنَّ

تھے کہ اپنے باپ دادا کے نسب سے اعراض مت کرو کیوں کہ یہ تمہارا کفران نعمت ہے

امْرُؤٌ أَنْ يَقُوْلَ إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِيْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ أَلَا وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ

کہ اپنے باپ دادا کے نسب سے اعراض کرو۔ یا یہ تھا بے شک تمہارا کفران نعمت ہے کہ

كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقٰى شَرَّهَا وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِيْ

اپنے باپ دادا کے نسب سے اعراض کرو۔ سنو! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بَكْرٍ مَنْ بَايَعَ رَجُلاً عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِي

کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا گیا ـــ ہاں یہ کہو اللہ کے بندے

تَابَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَيْرِنَا حِينَ تَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ

اور اس کے رسول ہیں ـــ اور سنو! مجھ تک یہ خبر پہونچی ہے کہ تم میں سے ایک کہنے والا کہتا

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُونَا وَاجْتَمَعُوا بِأَسْرِهِمْ فِي سَقِيفَةِ

ہے بخدا اگر عمر مر جائیں گے تو میں فلاں کی بیعت کرلوں گا اور نہیں وہ شخص ہرگز دھوکے میں

بَنِي سَاعِدَةَ وَخَالَفَ عَنَّا عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ

نہ ڈالے کہ کہے کہ ابوبکر کی بیعت اچانک تھی اور وہ تام ہوئی ـــ سنو! بے شک وہ ایسی ہی تھی لیکن

إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ

اللہ نے اس کے شر سے بچا لیا اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس میں حضرت ابوبکر جیسی فضیلت ہو ـــ

فَانْطَلَقْنَا نُرِيدُهُمْ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ

جس نے کسی شخص کی مسلمانوں کے مشورے کے بغیر بیعت کی تو اس کی پیروی نہ کی جائے نہ اس

فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ فَقَالَا أَيْنَ تُرِيدُونَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ فَقُلْنَا

کے متبعین کی پیروی کی جائے۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ دونوں قتل نہ کر دیے جائیں جس وقت

نُرِيدُ إِخْوَانَنَا هٰؤُلَاءِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَا لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوهُمْ اقْضُوا

اللہ نے اپنے نبی کو اٹھایا اس وقت ابوبکر ہم سب میں بہتر تھے۔ انصار نے ہماری مخالفت کی

أَمْرَكُمْ فَقُلْتُ وَاللهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَاهُمْ فِي سَقِيفَةِ بَنِي

اور کل انصار سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ اور ہماری مخالفت علی و زبیر اور ان کے ساتھیوں

سَاعِدَةَ فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا

نے کی۔ اور مہاجرین ابوبکر کے یہاں اکٹھا ہوئے۔ میں نے ابوبکر سے کہا اے ابوبکر آؤ ہم ان

سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقُلْتُ لَهُمْ مَا لَهُ قَالُوا يُوعَكُ فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيلًا تَشَهَّدَ

انصاری بھائیوں کے یہاں چلیں اس کے بعد ہم لوگ چلے جب ہم ان کے قریب پہونچے تو

خَطِيبُهُمْ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللهِ

ان کے دو نیک مرد ہم کو ملے اور بتایا کہ پوری قوم کس پر متفق ہو چکی ہے ان دونوں نے پوچھا

وَكَتِيبَةُ الْإِسْلَامِ وَأَنْتُمْ مَعَاشِرَ الْمُهَاجِرِينَ رَهْطٌ وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ

اے مہاجرین کی گروہ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ ہم نے کہا ہم ان انصاری بھائیوں کے یہاں جانا چاہتے ہیں تو

مِنْ قَوْمِكُمْ فَإِذَا هُمْ يُرِيدُونَ أَنْ يَخْتَزِلُونَا مِنْ أَصْلِنَا وَأَنْ يَحْضُنُونَا مِنَ

ان دونوں نے کہا ان کے پاس نہ جاؤ تو تم پر کوئی حرج نہیں تم خود اپنے معاملے کا فیصلہ کر لو، میں نے کہا

الْأَمْرِ فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِي

بخدا ہم ضرور جائیں گے اس کے بعد ہم چلے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے پاس آئے میں نے دیکھا کہ ایک

أُرِيدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ وَكُنْتُ أُدَارِي مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ فَلَمَّا

صاحب کمبل اوڑھے ان کے بیچ میں ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے بتایا یہ سعد بن عبادہ ہیں

أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رِسْلِكَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ فَتَكَلَّمَ

میں نے پوچھا انہیں کیا ہو گیا ہے لوگوں نے کہا انہیں بخار

أَبُو بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّي وَأَوْقَرَ وَاللَّهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِي

آرہا ہے۔ ہم تھوڑے ہی دیر بیٹھے تھے کہ انصار کے خطیب نے شہادتین پڑھی اور اللہ کی وہ ثنا کی جس کا وہ

فِي تَزْوِيرِي إِلَّا قَالَ فِي بَدِيهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا حَتَّى سَكَتَ

مستحق ہے اس کے بعد اس نے کہا اما بعد! ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور تم اے مہاجرین کی گروہ

فَقَالَ مَا ذَكَرْتُمْ فِيكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ وَلَنْ يُعْرَفَ هَذَا الْأَمْرُ

تھوڑے سے چند نفر ہو اور تمہاری قوم کے چند لوگ اپنی قوم سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں اور چاہتے ہیں

إِلَّا لِهَذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا وَقَدْ رَضِيتُ

کہ ہمیں جڑ سے اکھاڑ دیں اور حکومت ہم سے چھین لیں۔ جب وہ خاموش ہو گئے تو میں نے چاہا کہ کچھ بولوں اور

لَكُمْ أَحَدَ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ فَبَايِعُوا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ فَأَخَذَ بِيَدِي وَبِيَدِ

میں نے ایک مضمون ذہن میں سوچ لیا تھا جو مجھے بہت اچھا لگ رہا تھا میں چاہتا تھا کہ اسے ابوبکر کے سامنے

أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا

بیان کر دوں میری منشا یہ تھی کہ انصار کے خطیب کی بات سے انہیں جو غصہ وغیرہ آیا ہو اسے کچھ دور کر دوں

كَانَ وَاللَّهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِي لَا يُقَرِّبُنِي ذَلِكَ مِنْ إِثْمٍ أَحَبَّ إِلَيَّ

جب میں نے چاہا کہ بولوں تو ابوبکر نے کہا جیسے بیٹھے ہو بیٹھے رہو میں نے یہ ناپسند کیا کہ انہیں ناراض کر دوں۔

مِنْ اَنْ اُتَامَّرَ عَلٰی قَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ تُسَوِّلَ لِیْ نَفْسِیْ عِنْدَ

اس لیے چپکا بیٹھا رہا۔ اب ابو بکر نے بات کی وہ مجھ سے زیادہ متحمل اور باوقار تھے بخدا انھوں نے میں نے جو

الْمَوْتِ شَیْئًا لَا اَجِدُهُ الْاٰنَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا جُذَیْلُهَا الْمُحَکَّكُ

کچھ سوچ رکھا تھا اس میں سے ایک بات بھی نہیں چھوڑی انھوں نے سب بداہۃً کہا اس کے مثل یا اس سے

وَعُذَیْقُهَا الْمُرَجَّبُ مِنَّا اَمِیْرٌ وَّمِنْکُمْ اَمِیْرٌ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ فَکَثُرَ اللَّغَطُ وَ

بھی بہتر یہاں تک کہ چپ ہو گئے۔ انھوں نے یہ کہا اے انصار! تم نے اپنے جو فضائل بیان کیے تم اس کے

ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ حَتّٰی فَرِقْتُ مِنَ الْاِخْتِلَافِ فَقُلْتُ ابْسُطْ یَدَكَ یَا اَبَا بَکْرٍ

اہل ہو اور یہ چیز یعنی خلافت سوائے قبیلۂ قریش کے کسی اور کے لیے سوچی بھی نہیں جا سکتی، قریش ہی پورے

فَبَسَطَ یَدَهُ فَبَایَعْتُهُ وَبَایَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ ثُمَّ بَایَعَتْهُ الْاَنْصَارُ وَنَزَوْنَا

عرب میں نسب اور گھر کے اعتبار سے افضل ہیں میں تمہارے لیے ان دو آدمیوں میں سے ایک پر راضی ہوں کہ انہیں سے

عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقُلْتُ

ایک کی بیعت کر لو جس کی بھی چاہو انھوں نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا، یہ بھی وہیں بیٹھے ہوئے

قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ عُمَرُ وَاَنَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِیْمَا حَضَرْنَا مِنْ

تھے۔ ابو بکر نے جو کچھ کہا ان میں سے سوائے اس کے اور کوئی بات مجھے ناپسند نہیں ہوئی۔ بخدا مجھے یہ زیادہ پسند

اَمْرٍ اَقْوٰی مِنْ مُّبَایَعَةِ اَبِیْ بَکْرٍ خَشِیْنَا اِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَکُنْ بَیْعَةٌ اَنْ

ہے کہ مجھے آگے کر کے بغیر کسی گناہ کے میری گردن اڑا دی جائے بہ نسبت اس کے کہ ایسی قوم کا امیر بنوں

یُّبَایِعُوْا رَجُلًا مِّنْهُمْ بَعْدَنَا فَاِمَّا تَابَعْنَاهُمْ عَلٰی مَا لَا نَرْضٰی وَاِمَّا نُخَالِفُهُمْ

جن میں ابو بکر ہوں ہاں موت کے وقت میرا نفس مجھے بہکا دے تو دوسری بات ہے اس وقت ایسا

فَیَکُوْنُ فَسَادًا فَمَنْ بَایَعَ رَجُلًا عَلٰی غَیْرِ مَشْوَرَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَا یُتَابَعُ

نہیں۔ اس کے بعد انصار میں سے ایک صاحب نے کہا میں اس کا جُذَیل محکک ہوں اور عذیق مرجب

هُوَ وَلَا الَّذِیْ تَابَعَهُ تَغِرَّةً اَنْ یُّقْتَلَا

ہوں ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم سے ہو اے قریش کی گروہ، اس کے بعد شور بہت ہونے لگا آوازیں

بلند ہو گئیں یہاں تک کہ مجھے اختلاف کا اندیشہ ہوا یہ دیکھ کر میں نے کہا اپنا ہاتھ پھیلاؤ اے ابو بکر! انھوں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور میں نے ان سے بیعت کر لی اور مہاجرین نے بیعت کر لی پھر انصار نے ان کی بیعت کر لی اور ہم سعد بن عبادہ پر غالب آ گئے۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا میں نے کہا سعد بن عبادہ

کو اللہ نے مار ڈالا۔ حضرت عمر نے کہا بخدا ہم جس معاملے میں پڑے ان میں سب سے قوی ابوبکر کی بیعت ہے ہمیں یہ ڈر تھا کہ اگر ہم قوم کو چھوڑ دیں اور اگر کسی کی بیعت نہ ہو تو کہیں یہ لوگ ہمارے بعد ان میں سے کسی کی بیعت کر لیں اس کے بعد پھر ہم یا تو ایسی بات میں ان کے تابع ہو جائیں جو ہمیں پسند نہیں یا ہم ان کی مخالفت کریں تو فساد ہو۔ مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی شخص سے جو بھی بیعت کرے تو نہ اس کی پیروی کی جائے نہ اس کے متبعین کی اس اندیشے سے کہ کہیں دونوں قتل نہ کر دیے جائیں۔

تشریحات ۲۸۴۶

قولہ کنت اُقْرِئُ۔ کبار صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جہاد اور دوسرے اہم کاموں میں مصروف تھے اس لیے بہت ہی کم صحابہ کرام نے پورا قرآن مجید حفظ کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اگرچہ حضور کے وصال کے وقت صرف تیرہ سال کے تھے اور غالبا ہجرت بھی فتح مکہ کے بعد کی اس طرح ان کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت بہت مختصر نصیب ہوئی مگر چونکہ انتہائی ذہین و فطین تھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے یہ دعا بھی فرمائی تھی" اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ" اے اللہ اسے کتاب یعنی قرآن کا علم عطا فرما وہ بھی اس شان سے کہ ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور سینے سے لگایا اس دعا کی برکت یہ تھی کہ وہ حبر امت سید المفسرین ہوئے اور اکابر صحابہ حتی کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف جیسے جلیل القدر بزرگ بھی ان سے قرآن پڑھتے تھے اس سے آج کل کے علماء کو سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ اگر کسی چھوٹے عمر والے کے پاس ایسا علم ہو جو اس کے پاس نہیں تو حیا نہ کرے حاصل کرے۔

قولہ بایعت فلانا۔ اس سے مراد حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ کہنے والے انصار کے کچھ لوگ تھے۔

قولہ فَلْتَۃً۔ فاء کے فتحہ لام کے سکون کے ساتھ پھر تاء مطولہ پھر تاء مدوّرہ۔ اس کے معنی اچانک کے ہیں۔ چونکہ بیعت کے پہلے اس قسم کی کوئی بات نہیں آئی تھی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے گا نہ تو اس کا چرچا ہوا اور نہ عام طور پر باہمی مشورہ ہوا بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کرام میں اور مہاجرین میں بحث طول پکڑ گئی اور شور ہونے لگا، آوازیں بلند ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اپنا ہاتھ پھیلائیے انہوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا سب سے پہلے حضرت فاروق اعظم نے ان کی بیعت کی پھر مہاجرین پھر انصار کرام نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اچانک ہی کوئی کام اچھا ہو جائے تو محض اس بنا پر کہ یہ کام اچانک ہوا ہے اس کو برا کہنا حماقت ہے۔

قولہ رِعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَائَھُمْ ۔ "رعاع" جاہل، رذیل، "غوغاء": ٹڈی کے چھوٹے بچے جو اڑنا شروع کریں، عرف میں اس کے معنی ہیں تیج، شرپسند۔

قولہ عقب ذی الحجۃ :۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حج سے واپسی بدھ کے دن ہوئی تھی اس کے دو دن بعد جمعہ تھا جمعہ کے دن یہ خطبہ دیا تھا۔

قولہ لا اَدْرِی ۔ ابو معشر کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسی خطبہ میں یہ فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے مجھ کو چونچ ماری ہے جس سے میں سمجھتا ہوں میری موت قریب ہے چنانچہ یہی ہوا، ذی الحجہ کا مہینہ ختم بھی نہیں ہوا کہ آپ شہید کر دئے گئے۔

قولہ آیۃ الرجم ۔ یعنی اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجِمُوْھُمَا نَکَالًا مِنَ اللّٰہِ۔ یہ ان آیتوں میں سے ہے جن کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم باقی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا اندیشہ تھا کہ چونکہ آیت رجم قرآن متلو میں نہیں تو ہو سکتا ہے کچھ لوگ اس کا انکار کر بیٹھیں اس لیے پورے اہتمام کے ساتھ اس اہم موقع پر آیت رجم کو بیان فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندیشہ صحیح نکلا خوارج کے ایک گروہ اور بعض معتزلہ نے اس کا انکار کیا بلکہ نسائی میں ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی خطبے میں فرمایا تھا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رجم کیا چیز ہے کتاب اللہ میں صرف کوڑے مارنا ہے۔

قولہ لا ترغبوا ۔ یہ بھی ان آیتوں میں سے ہے جن کا حکم باقی ہے اور تلاوت منسوخ ہو چکی ہے جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ان کنا نقرء فیما نقرء من کتاب اللہ ان لا ترغبوا عن آبائکم، ہم کتاب اللہ میں جو پڑھتے تھے اس میں یہ بھی پڑھتے ان لا ترغبوا عن آبائکم، اس پر نص ہے۔

قولہ وانہا قد کانت کذالک :۔ یعنی حضرت صدیق اکبر کی بیعت اچانک ہی ہوئی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو پہلے سے اس سلسلے میں کوئی باہمی مشورہ ہوا تھا اور نہ رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی گئی تھی سقیفہ بنی ساعدہ میں یک بیک بغیر اس کے کہ لوگوں کی رائے معلوم کروں میں نے جب دیکھا کہ آپس میں اختلاف ہو جائے گا تو میرے ذہن میں یہی حل آیا کہ حضرت ابو بکر صدیق کی بیعت شروع کر دی جائے اسی کے مطابق میں نے ان سے کہا کہ آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے میں بیعت کروں چنانچہ میری یہ رائے صحیح نکلی میرے بیعت کرتے ہی سارے مہاجرین اور انصار نے جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب نے بیعت کر لی نہ کسی نے اس پر اعتراض کیا اور نہ بیعت میں توقف کیا جس سے معلوم ہو گیا کہ سب کے دل کی آواز یہی تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق کو خلیفہ بنایا جائے، سقیفہ بنی ساعدہ میں تو کوئی کیا اعتراض کرتا وہاں سے اٹھنے کے بعد لوگ

اپنے اپنے گھروں اور محلوں میں گئے کہیں سے اس کے خلاف کچھ سنائی نہیں دیا یہاں تک کہ پوری رات گزری اور دوسرے دن مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہوئی کوئی اعتراض کیا سنائی دیتا کسی نے بیعت کرنے میں ذرا بھی جھجک اور تردد نہیں کیا سب نے بخوشی بیعت کی صرف حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہیں آئے تھے حضرت ابو بکر صدیق نے ان دونوں کو بلوایا دونوں بلا تردد آئے آکر ان لوگوں نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ کو خلافت کا حق نہیں تھا آپ کی بیعت غلط تھی آپ نے جلدی جلدی چپکے سے بیعت کرالی کہا تو یہ کہا کہ ہمیں صرف اس بات کی تکلیف ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں ہم کو بلوایا نہیں گیا اس کا جواب ظاہر ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت صدیق اکبر وغیرہ کو بھی نہیں بلایا گیا تھا یہ سن کر کہ وہاں انصار کرام جمع ہیں یہ حضرات خود ہی وہاں تشریف لے گئے حضرت علی و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اگر اس وقت وہاں تشریف لے جاتے تو انہیں کون روکتا پھر بر بنائے تحقیق اسی مجمع میں حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی بیعت کرلی جسے میں پہلے تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔

قولہ ولکن اللّٰہ وقی شرھا۔ یعنی عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بلا سوچے سمجھے اچانک کوئی کام ہوتا ہے وہ بھی اتنا اہم اس سے نقصانات ہوتے ہیں اچانک کام کرنے سے جو شر پیدا ہو سکتا تھا اس سے اللہ نے بچا لیا اور یہ بیعت سراپا خیر و برکت ثابت ہوئی، یہ بیعت ایسی باعث خیر و برکت ثابت ہوئی کہ دنیا کی تاریخ میں جو چند بہت اہم دور رس صحیح فیصلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے حتیٰ کہ حضرت ابو حصین نے حضرت صدیق اکبر کے کارنامے دیکھ کر کہا۔

لقد قام ابوبکر یوم الردۃ مقام نبی من الانبیاء

ابو بکر نے یوم ردت ایک نبی کی جانشینی کا حق ادا کر دیا۔

حتیٰ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا والذی لا الٰہ الا ھو، لولا ابوبکر استخلف ما عبد اللّٰہ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابو بکر خلیفہ نہ بنائے گئے ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی۔ ایسے اہم اور مفید کام کا اچانک ہونا اس کی دلیل ہے کہ یہ من جانب اللہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے حضرت عمر کے دل میں ڈالا پھر تمام صحابۂ کرام کے دل میں ڈالا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان تو یہ تھی کہ بیس سے زیادہ ایسے مواقع ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہا وہ وحی الٰہی کے مطابق تھا ان کے فرمانے کے بعد اسی کے مطابق قرآن نازل ہوا اس کی روشنی میں میرا ایمان ہے کہ اگر نزول وحی کا سلسلہ بند نہ ہو گیا ہوتا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فیصلے کے مطابق وحی الٰہی نازل ہوتی۔

قولہ عَنْ غَیرِ مَشُوْرَۃٍ۔ یعنی کسی ایک شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر ان کی رضا حاصل کیے بغیر اپنی طبیعت سے جسے چاہے خلیفہ منتخب کرلے اگر کوئی ایسا کرے بھی تو اس کی خلافت صحیح نہیں ہوگی۔

قولہ اِنَّ الْاَنْصَارَ خَالَفُوْنَا۔ مطلب یہ ہے کہ انصار کرام کو چاہیے تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس یا مسجد نبوی میں حاضر ہوکر مشورہ کرتے یہی مرکز اسلام تھا ہم یہاں بیٹھے تھے اور وہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھا ہوئے اور یہی مطلب اس کا بھی ہے جو آگے آرہا ہے " خَالَفَنَا عَلِیٌّ وَالزُّبَیْرُ " یہ لوگ حضرت سیدنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کاشانۂ اقدس میں جمع ہوکر مشورہ کرنے لگے ایک روایت میں بجائے حضرت زبیر کے حضرت عباس ہے۔ انصار کرام کا خیال یہ تھا کہ ہم تعداد میں زیادہ ہیں مہاجرین تھوڑے ہیں یہ لوگ ہجرت کرکے ہمارے پاس آئے تھے ہم نے ان کو پناہ دی جان مال ہر طرح سے ان کی مدد کی جنگوں کے موقعوں پر ہر لشکر میں ہماری اکثریت رہی اس لیے ہم خلافت کے زیادہ مستحق ہیں لیکن معاملہ صرف مدینہ طیبہ کا نہیں تھا پورے عرب کا تھا عرب کے لوگ سوائے قریش کے کسی کی بالادستی قبول کرنے پر راضی نہیں ہوتے نیز جب کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ تو شرعاً بھی یہ جائز نہیں تھا کہ انصار کرام میں سے کوئی خلیفہ ہوتا۔ بنی ہاشم کا خیال یہ تھا کہ اس وقت پوری دنیا کا دستور یہی ہے کہ کسی بادشاہ کے مرنے کے بعد اس کا جانشین اس کا بیٹا ہوتا اور اگر بیٹا نہ ہو تو عصبات میں سے جو سب سے قریب تر ہو وہ ہوتا عصبات میں سب سے قریب حضرت عباس تھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لیکن انہیں خلافت کی آرزو نہیں تھی وہ یہ چاہتے تھے کہ حضرت علی کو خلیفہ بنایا جائے جیسا کہ اسی بخاری میں حدیث گزر چکی کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی سے کہا میں بنی ہاشم کا حال جانتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وسلم کے چہرے پر ایسی علامتیں ظاہر ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اخیر دن ہیں چلو حضور سے کہہ کر اپنے لیے لکھوا لو' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ایسا کبھی نہیں کروں گا، اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تو پھر یہ ہمیں کبھی نہ ملے گی۔

علاوہ ازیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پرورش بھی فرمائی تھی اور اس کے باوجود کہ ان کے پاس کچھ نہیں تھا رہنے کے لیے گھر بھی نہیں تھا پھر بھی اپنی سب سے چہیتی صاحبزادی کا نکاح ان سے کردیا بے شمار ذاتی فضائل کے ساتھ ساتھ ان کے بے شمار کارنامے تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذہن مبارک میں یہ خیال آیا کہ خلافت مجھے ملنی چاہیئے اور بنی ہاشم کا یہ سوچنا کہ حضرت علی کو خلیفہ ہونا چاہیئے ایک طرح سے بجا بھی تھا۔

لیکن ایک اہم سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ انصار کرام سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے تو خود ایک انصاری نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اعظم کو کیوں اطلاع دی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع کیوں نہیں دی؟ یا سقیفہ بنی ساعدہ میں کسی نے انصار کو جانے دیجئے مہاجرین ہی میں کسی نے حضرت علی کا نام کیوں نہیں پیش کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بنی ہاشم کے سوا صحابہ میں سے خواہ وہ مہاجرین ہوں یا انصار کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے اور بادشاہ مر جائے تو اس کے بیٹے یا عصبہ ہی کو اس کی جگہ بٹھایا جائے یہ جاہلی نظام تھا اسلامی نظام میں اس کی گنجایش نہیں۔ اسلامی نظام یہ ہے کہ جو اس کا سب سے زیادہ اہل ہو جسے اہل حل و عقد منتخب کریں اگرچہ انتخاب وقتی طور پر ہو وہی خلیفہ ہوگا۔

اور صحیح بات یہ ہے کہ اسلام کے پہلے حج کا امیر الحج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور جب مسجد میں تشریف لے جانے کی طاقت نہ رہی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ امام بنا کر کھڑا کیا یہ دونوں باتیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف بہت واضح اشارہ کر رہی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں مدینہ طیبہ ہی میں تھے کہیں باہر نہیں تھے مگر انہیں امام نہیں بنایا ان کے ہوتے ہوئے اپنے مصلیٰ اور منبر پر بلافصل حضرت ابوبکر کو کھڑا کیا یہ دلیل ہے کہ میرے خلیفہ بلافصل بھی ہوں گے ان دونوں باتوں کو تمام صحابۂ کرام جانتے تھے اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام پیش ہوتے ہی تمام صحابۂ کرام نے ان کی بیعت کر لی حتیٰ کہ ان انصار کرام نے بھی بیعت کر لی جنہوں نے طے کر لیا تھا کہ خلیفہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔

خاص نکتہ قابلِ غور یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کرام کے جمع ہونے کی اطلاع دینے والے بھی انصاری ہیں اور راستے میں جو دو صاحبان ملے تھے جنہوں نے یہ بتایا تھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا جائے اور جنہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جانے سے منع کیا تھا یہ بھی انصاری تھے۔

رافضیوں کو سقیفہ بنی ساعدہ کے فیصلوں پر بڑا اعتراض ہے کوئی ان سے پوچھے کہ اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سقیفہ بنی ساعدہ نہ گئے ہوتے تو کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہو جاتے۔ حالات کا رخ بتا رہا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سقیفہ بنی ساعدہ میں نہ گئے ہوتے تو انصار کرام اپنی قرارداد کے بموجب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیتے ان کی بیعت کر لیتے۔ پھر کیا ہوتا؟

ان سب باتوں پر جو بھی دانشمند ذرا بھی غور کرے گا وہ بھی اس نتیجے پر پہونچے گا کہ یہ حضرت

ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وہ اعلیٰ دانش مندانہ برمحل اقدام ہے جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں شاید و باید ہی مل سکے۔ جویریہ کی روایت میں جو حضرت مالک سے ہے یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر میں تھے کہ ایک صاحب نے دیوار کے پیچھے سے پکارا۔ اے ابن خطاب نکلو! حضرت عمر نے کہا ہٹو ہم مشغول ہیں اس نے کہا میرے پاس آؤ اس لیے کہ ایک نئی بات پیدا ہو گئی ہے انصار اکٹھا ہو گئے ہیں تو آپ ان کے پاس جاؤ ان کو سنبھالو قبل اس کے کہ کوئی ایسی بات پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے تمہارے درمیان لڑائی ہو جائے" یہ دو انصاری صاحبان جو راستے میں ملے تھے جنہوں نے ان لوگوں کو سقیفہ بنی ساعدہ میں جانے سے منع کیا تھا دونوں انصاری بدری تھے ان میں ایک صاحب کا نام عُوَیْم بن ساعدہ تھا اور دوسرے صاحب کا معن بن عدی۔ پھر ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت ہو جانے کے بعد ایک انصاری ہی نے کہا تھا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا اس سے مترشح ہوتا ہے کہ تمام انصار کرام اس پر متفق نہیں تھے کہ حضرت سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنایا جائے۔

قولہ بعض الحدّ۔ حَد" کے معنی تیزی کے ہیں یہاں مراد اشتعال کے ہیں چونکہ انصاری خطیب کے بعض الفاظ مہاجرین کے لیے تکلیف کے باعث ہو سکتے تھے اس سے فطری طور پر یہ خیال درست تھا کہ کسی کو اشتعال آ جاتے یہ موقعہ اشتعال کا نہیں تھا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کیا کہ ہو سکتا ہے کہ بتقاضائے بشری کوئی اس کے جواب میں سخت بات کہہ دے جس سے ماحول گرم ہو جائے اور بات بگڑ جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جلال زیادہ تھا لیکن اپنے موقعے پر یہ ان کی ذہانت و فطانت ہے کہ موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے نرم رہے تھے لیکن حقیقت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فہم و فراست و تدبر و موقع شناسی میں بھی بدرجہا زائد تھے جس کی ایک نظیر یہی خطبہ ہے جو اس موقع پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا۔

قولہ أنا جُذَيلُهَا المُحَكَّكُ۔ جُذَیل، جذل، کی تصغیر ہے اور یہ تصغیر تعظیم کے لیے ہے اس کے معنی درخت کے اس تنے کے ہیں جس کی شاخیں جھڑ گئی ہوں، اور اس لکڑی کو بھی کہتے ہیں جو اس لیے گاڑی جاتی تھی کہ خارش زدہ اونٹ اس پر اپنا بدن رگڑیں۔ "مُحَكَّك" حَكّ" کا باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔ یعنی وہ لکڑی جس پر کھجلایا گیا ہو اور اسم ظرف بھی ہو سکتا ہے۔ کھجلانے کی جگہ اس سے مراد مجا مجایا تجربہ کار ہے یعنی میں بہت تجربہ کار ہوں۔

قولہ عُذَيقُهَا المُرَجَّبُ عُذَيق۔ عِذق" کی تصغیر ہے" عذق" کھجور کا گچھا گُچھا عَذق" کھجور کا درخت، اور مرجب" رجّب" کا باب تفعیل سے اسم مفعول ہے بولتے ہیں رَجَّبْتُ النَّخْلَةَ"۔

جب کہ اسے تھونی لگادی جائے یعنی جب کہ اس کے گرنے کا اندیشہ ہو خواہ زیادہ لمبائی کی وجہ سے یا پھلوں کے بوجھ کی وجہ سے، اس سے مراد سہارا اور معتمد ہے یہ کہنے والے حُباب بن منذر تھے بحث کے دوران حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا تھا ہم اُمراء ہیں اور آپ لوگ وزراء، اس پر حُباب بن مُنذر نے کہا بخدا ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے ہم سے ایک امیر ہوگا اور تم سے ایک امیر ہوگا، اس کے جواب میں حضرت عمر نے فرمایا دو تلواریں ایک نیام میں نہیں رہ سکتیں ہم سے امراء ہوں اور تم میں سے وزراء۔

قولہ ثُمَّ بَایَعَتْہُ الْاَنْصَارُ۔ فتح الباری میں ابن اسحاق کے حوالے سے مذکور ہے کہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو مجھ سے پہلے انصار کے ایک صاحب نے بیعت کرلی یہ صاحب بشیر بن سعد تھے حضرت نعمان کے والد (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

باب۔ اَلْبِکْرَانِ یُجْلَدَانِ وَیُنْفَیَانِ.

کنوارے زانی مرد اور عورت کو کوڑا مارا جائے گا اور جلاوطن کیا جائے گا۔

اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْھَدْ عَذَابَھُمَا طَائِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔

(سورۂ نور آیات ۲و۳) (ص ۱۰۱۰)

بدکار مرد و عورت میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور اللہ کے دین کے معاملے میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے اگر تم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو اگر تم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہو بدکار مرد نکاح نہ کرے گا مگر بدکار یا مشرک عورت سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے گا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے۔

توضیح :۔ باب میں بکر سے مراد وہ مرد ہے جس نے نکاح کے ساتھ کسی عورت سے ہم بستری نہ کی ہو اسی طرح بکر عورت سے مراد وہ عورت ہے جس کے ساتھ نکاح صحیح کے ساتھ جماع نہ کیا گیا ہو۔ باب کا عنوان ایک حدیث موقوف کا عنوان ہے جسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اس زیادتی کے ساتھ وَالثَّیِّبَانِ یُجْلَدَانِ وَیُرْجَمَانِ۔ اور ثیّب مرد اور عورت کو کوڑا بھی مارا جائے گا اور سنگسار بھی کیا جائے گا۔

ابن منذر نے زیادتی کو ان الفاظ میں روایت کیا وَالثَّیِّبَانِ یُرْجَمَانِ وَاللَّذَانِ بَلَغَا سِنًّا

یُجلدان ثُمّ یُرجَمان۔ اور ثیب کو سنگسار کیا جائے گا اور جو بوڑھے ہو چکے ہوں انہیں کوڑا مارا جائے گا پھر سنگسار کیا جائے گا۔

اور امام عبدالرزاق نے بطریق ثوری عن الاعمش عن مسروق یوں روایت کیا۔

البکران یجلدان وینفیان وَالثیبان یرجمان ولا یجلدان والشیخان یجلدان ثم یرجمان۔

بکر کو کوڑا مارا جائے گا اور جلا وطن کیا جائے گا اور ثیب کو سنگسار کیا جائے گا اور کوڑا نہیں مارا جائے گا اور بوڑھے مرد اور عورت کو کوڑا مارا جائے گا پھر سنگسار کیا جائے گا۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

مذہب احناف: اس خصوص میں یہ ہے کہ غیر محصن مرد اور عورت کے زنا کی حد صرف کوڑا مارنا ہے جلا وطن کرنا حد میں داخل نہیں۔ البتہ اگر حاکم اسلام جلا وطن کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہو تو سیاسۃً جلا وطن کر سکتا ہے۔ اور جن احادیث میں جلا وطن کرنے کا ذکر ہے ان سب سے مراد یہی ہے کہ عندالضرورت ان کو جلا وطن کیا گیا۔

علامہ ابن حجر نے محمد بن نصر کی کتاب الاجماع سے نقل فرمایا کہ زانی کے جلا وطن کیے جانے پر کوفیوں کے علاوہ سب کا اتفاق ہے حتی کہ ائمہ احناف میں سے امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے۔

ت	قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأفَةٌ اِقَامَةُ الْحَدِّ۔
۸۰۱	ابن عیینہ نے فرمایا ترس نہ آئے حد قائم کرنے میں۔
ت	قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَاَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ
۸۰۲	عروہ بن زبیر نے خبر دیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زانی کو جلا وطن کیا
	الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ غَرَّبَ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةُ۔
	اور پھر یہی طریقہ ہمیشہ رہا

تشریحات ۸۰۲ یہ حدیث منقطع ہے اس لیے کہ عروہ کا سماع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں لیکن ترمذی میں ہے عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر اَنَّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرب وغرب وان ابا بکر ضرب وغرب وان عمر ضرب وغَرَّب۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زانی کو مارا اور جلا وطن کیا اور حضرت ابوبکر نے مارا اور جلا وطن کیا اور حضرت عمر نے مارا اور جلا وطن کیا۔ اسے نسائی، ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا اور حاکم نے اس کی تصحیح کی۔

قولہ تلک السنۃ۔ حتیٰ کہ مروان نے بھی جلاوطن کیا اس کے بعد اسے اہل مدینہ نے ترک کردیا۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی
۲۸۴۷	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس
	عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی فِیْمَنْ زَنَا وَلَمْ یُحْصَنْ بِنَفْیِ عَامٍ بِاِقَامَۃِ الْحَدِّ عَلَیْہِ[1]
	شخص کے بارے میں جس نے زنا کیا اور محصن نہیں تھا سال بھر جلاوطن ہونے کا حکم دیا اس پر حد قائم ہونے کے ساتھ ساتھ۔

تشریحات ۲۸۴۷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ حد قائم فرمانے کے ساتھ ساتھ ایک سال کے لیے جلاوطن ہونے کا حکم دیا یہ اس کی دلیل ہے کہ جلاوطن کرنا حد میں داخل نہیں۔

باب کم التعزیر والادب ص۱۰۱۲ سزا اور ادب کتنا دیا جائے گا۔

حدیث	عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللہِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی
۲۸۴۸	حضرت ابوبردہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
	عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ
	تھے کہ کسی سزا میں دس کوڑے سے زیادہ نہ مارا جائے سوائے اللہ کے
	جَلَدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللہِ[2]
	حدود میں سے کسی حد میں۔

تشریحات ۲۸۴۸ اس حدیث میں " " سے کیا مراد ہے اس سلسلے میں شراح کے مختلف اقوال ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ سزا ہے جو شریعت نے کسی جرم پر مقرر فرمائی ہے۔ حدیث میں یہ تصریح ہے کہ حد کے علاوہ کسی اور جرم کی سزا میں دس کوڑے سے زیادہ نہ مارا جائے لیکن اسلاف سے اس سے زائد کوڑے مارنے کی روایتیں موجود ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تعزیر میں بیس کوڑے سے زیادہ کسی کو مت مارو اور حضرت عثمان سے تیس تک تعداد مروی ہے نیز حضرت عمر سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ انھوں نے سو کوڑے تک کی اجازت

---

[1] نسائی رجم [2] اسی کے متصل دو اور طریقے سے ہے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ، حدود، نسائی محاربہ۔

دی ہے اور ایسے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔
اسی بنا پر اس سلسلہ میں ائمہ کرام کے مختلف اقوال ہیں صحیح اور محقق یہ ہے کہ اس کی کوئی تحدید نہیں کہ یہ جرم اور مجرم کی حیثیت کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے۔ شریف اور سلیم الطبع افراد کے لیے کبھی صرف پوچھ لینا کافی ہوتا ہے کہ کیا آپ نے ایسا کیا ہے بلکہ کبھی اتنا کہنا ہی بہت ہوتا کہ یہ آپ کی شان کے لائق نہیں۔ کبھی معمولی سرزنش کافی ہوتی ہے اور کبھی دس بیس کوڑے ناکافی پھر گناہ کبیرہ کی سزا مختلف ہوگی بہ نسبت گناہ صغیرہ کے۔ پھر ایک عادی مجرم کی سزا الگ ہوگی بہ نسبت اس کے کہ اس سے پہلی بار کوئی جرم سرزد ہوا ہو۔ اس لیے محقق اور راجح یہی ہے کہ تعزیر حاکم کے صواب دید پر ہے۔
پھر تادیب کا معاملہ تعزیر سے الگ ہے مثلاً باپ بیٹے کو استاد شاگرد کو آقا غلام کو کسی ایسی بات پر کبھی سزا دے سکتا ہے جو حقیقت میں گناہ نہیں۔ لیکن اب سوال یہ رہ جاتا کہ جب حدیث میں دس کی تحدید مذکور ہے تو اس سے زیادہ تعزیر کی اجازت کیسے ہوگی۔
اس لیے اس حدیث میں حد سے اوامر اور نواہی مراد لیے جائیں یعنی کسی فرض اور واجب کے ترک پر یا کسی ناجائز اور حرام کے ارتکاب پر دس کوڑوں سے زیادہ سزا دی جا سکتی ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے دو اور طریقوں سے تخریج کی ہے۔ ایک بطریق عمرو بن علی اس میں یہ ہے کہ عبدالرحمن بن جابر نے اس سے روایت کرتے ہوئے جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے مجھ سے حدیث بیان کی۔ دوسرے بطریق یحییٰ بن سلیمان اس میں یہ ہے کہ ابن وھب نے کہا مجھ سے عمرو نے حدیث بیان کی کہ بکیر نے ان سے حدیث بیان کی کہ میں سلیمان بن یسار کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبدالرحمن بن جابر آئے اور سلیمان بن یسار سے حدیث بیان کی اس کے بعد سلیمان بن یسار ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا مجھ سے عبدالرحمن بن جابر نے حدیث بیان کی کہ ان کے باپ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے ابو بردہ انصاری سے سنا کہ انہوں نے کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔
تینوں طریقوں میں فرق یہ ہے کہ پہلے طریقے میں عبدالرحمن بن جابر براہ راست حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ دوسرے طریقے میں عبدالرحمن بن جابر نے ان صاحب کا نام نہیں لیا۔ جن سے انہوں نے روایت کی جنہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا۔ اس میں عبدالرحمن بن جابر کے شیخ کا نام مذکور نہیں مگر اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ جب کہ یہ تصریح ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ صحابی تھے اور صحابہ کل کے کل عادل ہیں اور اس کا بھی امکان کہ یہ حضرت ابو بردہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوں جیسا کہ

دوسرے طریقے میں تصریح ہے۔

تیسرے طریقے میں عبدالرحمٰن بن جابر اور حضرت ابوبردہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ اس سے بھی کوئی خلل نہیں واقع ہوتا ہوسکتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن جابر نے اس کو اپنے والد حضرت جابر سے بھی سنا ہو اور براہ راست حضرت ابوبردہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی سنا ہو۔ البتہ ہر روایت کے الفاظ مختلف ہیں۔ پہلی روایت جو بطریق عبداللہ بن یوسف ہے اس میں یہ ہے لا یجلد فوق عشر جلدات۔ دوسری روایت بطریق عمرو بن علی اس میں ہے لا عقوبۃ فوق عشر ضربات۔ اور تیسری روایت بطریق یحییٰ بن سلیمان ہے اس میں ہے لا یجلد فوق عشر اسواط۔ مگر معنی تینوں کا ایک ہے۔ ضربۃ اگرچہ معنی کے اعتبار سے عام ہے مگر چونکہ عادت یہی تھی کہ کوڑوں ہی سے سزا دی جاتی تھی اس لیے ضربۃ سے مراد کوڑا مارنا ہی ہے۔

اس کے بعد حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور حدیث صوم وصال ذکر فرمائی جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صوم وصال سے لوگوں کو منع کیا تو کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ صوم وصال رکھتے ہیں فرمایا تم میں کون مجھ جیسا ہے مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے جب لوگ نہیں مانے تو حضور نے دو دن صوم وصال رکھا پھر چاند نظر آ گیا تو فرمایا کہ اگر چاند ابھی نظر نہ آتا تو میں اور بھی صوم وصال رکھتا۔ یہ ارشاد ایسا تھا جیسے کہ ان کی سزا کے لیے فرما رہے ہوں مطلب یہ تھا کہ میں تو مسلسل صوم وصال رکھتا اور تم لوگ عاجز آجاتے اس سے ثابت ہوا کہ تعزیر صرف مارنے ہی میں منحصر نہیں تعزیر کبھی زجر و توبیخ اور کبھی دوسرے طریقے سے بھی ہوتی ہے۔

باب قذف العبید ص۱۰۱۳ — غلاموں پر زنا کی تہمت لگانا۔

توضیح یہاں مصدر کی اضافت مفعول بہ کی طرف ہے اس کے تحت جو حدیث مذکور ہے وہ اس کی دلیل ہے ـــــ یعنی اگر کسی نے غلام پر زنا کی تہمت لگائی تو کیا حکم ہے ـــــ اگرچہ لفظ اس کا بھی احتمال رکھتا ہے کہ اضافت فاعل کی طرف ہو یعنی غلام اگر کسی پر زنا کی تہمت لگائے تو کیا حکم ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ غلام کو چالیس کوڑے مارے جائیں گے لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز، امام زہری، امام اوزاعی اور اہل ظاہر کا مذہب یہ ہے کہ اس کو اسّی کوڑے مارے جائیں ـــــ عنوان میں اگرچہ عبید کا لفظ ہے مگر یہی حکم باندیوں کا بھی ہے۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ
۲۸۴۹	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْکَہٗ وَھُوَ بَرِیٌٔ مِمَّا

ہوئے سنا جو شخص اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائے گا اور غلام اس سے پاک ہوگا تو اسے قیامت

قَالَ جُلِدَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ کَمَا قَالَ [1]

کے دن کوڑا مارا جائے گا مگر یہ کہ غلام ایسا ہی ہو جیسا کہ اس نے کہا۔

تشریحات ۲۸۴۹ اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص غلام پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر حد نہیں دلیل یہی حدیث ہے کیوں کہ اگر دنیا میں اس پر حد ہوتی تو اسے ضرور ذکر فرماتے جب کہ حد گناہوں کا کفارہ ہے تو جس جرم پر حد جاری کر دی گئی تو قیامت کے دن اس پر پھر سزا کا سوال ہی نہیں۔

---

[1] مسلم ایمان و نذور، ابوداؤد ادب، ترمذی بر، نسائی رجم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ الدِّیَاتِ ص۱۰۱۴ دیات کا بیان

وقولِ اللہِ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُہٗ جَہَنَّمُ — اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان جو کسی مومن کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔

توضیح دیات دیۃ کی جمع ہے جیسے عدۃ کی جمع عدات اس کی اصل وَدْیٌ تھی۔ یہ لفیف مفروق ہے واؤ کو حذف کرکے اس کے عوض اخیر میں تا بڑھا دی گئی اور فا کلمہ کو کسرہ دیا گیا جیسے وعد سے عدۃ اور وزن سے زنۃ۔ اس کے معنی ہیں، جان یا زخم کے عوض مال دینا۔ جس کو اردو میں خون بہا کہتے ہیں ——— قصاص کے معنی بدلہ لینا ہے مثلاً مقتول کے عوض قاتل کو قتل کرنا۔ دانت توڑنے کے عوض، دانت توڑنا حقیقت میں قصاص دیت سے الگ ایک قسم ہے لیکن جن جرائم میں قصاص واجب ہوتا ہے اس میں یہ بھی اختیار ہوتا ہے کہ اولیاء مقتول یا مجروح مال لے لیں اور قصاص چھوڑ دیں اس مناسبت کی بنا پر امام بخاری نے دیات کے ضمن میں قصاص کو بھی ذکر فرمایا ہے۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ
۲۸۵۰	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اس
	تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِیْ فُسْحَۃٍ مِّنْ دِیْنِہٖ مَا لَمْ یُصِبْ دَمًا حَرَامًا۔
	وقت تک اپنے دین میں کشادگی کے ساتھ رہے گا جب تک خون ناحق نہیں کرے گا۔
حدیث	عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ اِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ الْاُمُوْرِ
۲۸۵۱	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ——— ان تباہ کن باتوں میں سے جن میں پھنسنے
	الَّتِیْ لَا مَخْرَجَ لِمَنْ اَوْقَعَ نَفْسَہٗ فِیْہَا سَفْکَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَیْرِ حِلِّہٖ۔
	کے بعد آدمی نکل نہیں سکتا خون ناحق ہے۔

تشریحات ۲۸۵۱ یہی مضمون قرآن مجید میں قریب قریب ہے۔ ارشاد ہے۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّہٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّہٗ

كَانَ مَنْصُوْرًا۔ اور جو ناحق مارا جائے تو بے شک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے ضرور اس کی مدد ہونی ہے (سورہ بنی اسرائیل آیت ۳۳)

جب حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کیے گئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب شدید فتنے اٹھیں گے اور اسی آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک پوری دنیا کے مسلمان متفق اور متحد تھے ان کی شہادت کے بعد فتنے اٹھنے شروع ہوئے تو تقریباً پندرہ سو سال گزرنے کے باوجود بند نہیں ہو سکے جنگ جمل، جنگ صفین، خوارج کے محاربات، حادثہ کربلا، حادثہ حرہ مکہ معظمہ پر بار بار لشکر کشی وغیرہ وغیرہ سب اسی کی فرع ہیں۔

الفخری وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ لا ینطح فیہ عنزان۔ اس میں دو مینڈھے نہیں لڑیں گے۔ یہ جنگ صفین میں امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ ایک تیر آکر ان کی آنکھ میں لگا اور آنکھ جاتی رہی حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین صلح کے بعد جب حالات معتدل ہو گئے تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ کے یہاں گئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر تم نے یہ کہا تھا لا ینطح فیہ عنزان انھوں نے اقرار کیا حضرت معاویہ نے فرمایا ھل نطح فیہ عنز قال نعم التیس الاکبر کیا اس معاملہ میں کسی مینڈھے نے سینگ مارا انھوں نے کہا ہاں بہت بڑے بوتک نے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْيَاهَا۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور جس نے اسے زندہ رکھا گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔

ص ۱۰۱۴

توضیح سورۂ مائدہ میں فرمایا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (آیت ۳۲) جس نے کسی کو قتل کیا بغیر قصاص یا زمین میں فساد کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک شخص کو زندہ رکھا گویا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔

مطلب یہ ہے کہ خون ناحق کرنے کے بعد مقتول کے اولیاء قتل کا بدلہ لینے کے لیے اٹھیں گے اور قاتل کے اولیاء قاتل کو بچانے کے لیے زور لگائیں گے پھر آپس میں لڑائی ہوگی۔ اور خون ریزی بڑھتی جائے گی جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں بنی بکر اور بنی تغلب میں ایک خون ناحق کے پیچھے پچاس سال تک لڑائی ہوتی رہی حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ کے ایک

حصے کو باب کا عنوان بنایا ہے۔

ت:۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيْعًا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جس نے قتل ناحق کو حرام جانا اس نے سب لوگوں کو زندہ رکھا۔

تشریح ۸۰۳:۔ اس تعلیق کو اسماعیل بن زیاد سلمی نے اپنی تفسیر میں روایت کیا اور امام وکیع نے بھی روایت کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ إِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الآية ص۱۰۱۶

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کہ بے شک جان جان کے عوض ہے۔

توضیح:۔ اصل ارشاد یہ ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ۔ (مائدہ آیت ۴۵)

اور توریت میں ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض فرمایا کہ جان کے بدلے جان قتل کی جائے اور آنکھ کے بدلے آنکھ پھوڑی جائے اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان کاٹا جائے اور دانت کے بدلے دانت توڑا جائے اور زخموں میں قصاص لیا جائے۔

یہ حکم اگرچہ بنی اسرائیل کے لیے تھا مگر اس قاعدہ کلیہ کے بموجب کہ اگلی شریعتوں کے احکام جب اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان فرمائیں۔ اور اس کے نسخ کو ظاہر نہ فرمائیں تو وہ ہی ہماری شریعت کے بھی احکام ہیں۔

حدیث	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
۲۸۵۲	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
	اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا
	کہ کسی ایسے مسلمان کا خون حلال نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں
	اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلٰثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ
	بے شک اللہ کا رسول ہوں مگر تین باتوں میں سے ایک کی وجہ سے۔ جان کے بدلے جان اور زانی ثیب اور اپنے
	وَالْمُفَارِقُ لِدِيْنِهِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ ؂
	دین سے جدا ہونے والا جو مسلمانوں کی جماعت چھوڑ کر علاحدہ ہو جائے۔

؂ مسلم ابوداؤد حدود ترمذی دیات نسائی محاربہ اور قود۔

تشریحات ۲۸۵۲

ثیب سے مراد محصن ہے یعنی جس نے نکاح صحیح کے بعد کسی عورت سے وطی کی ہو۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اسے سنگسار کیا جائے گا اور دین کے مفارق سے مراد مرتد ہے اس پر بھی اجماع ہے کہ وہ واجب القتل ہے بعض روایتوں میں بجائے المفارق کے المارق ہے اس کے معنی بھی دین سے نکلنے والے کے ہیں۔

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ صفحہ ۱۰۱۶ — جو کسی مسلمان کے خون کا بغیر حق کے طلب گار ہو۔

حدیث	حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ
۲۸۵۳	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو
	صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ
	سب سے زیادہ مبغوض تین قسم کے لوگ ہیں حرم میں ظلم کرنے والے۔ اسلام میں جاہلیت کا طریقہ ڈھونڈنے
	فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهٗ۔
	والے اور کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے کے درپے ہونے والے۔

تشریحات ۲۸۵۳

اس حدیث میں ابغض اسم تفضیل معنی مفعول کی زیادتی کے لیے ہے یعنی مبغوض تر جیسے اشہر یعنی مشہور تر۔ الحاد کے معنی ہیں ٹیڑھا ہونا یہاں مراد ہے کہ حق چھوڑ کر باطل اختیار کرنا، ظلم کرنا۔

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ۔ صفحہ ۱۰۱۷ — مردوں اور عورتوں کے درمیان زخموں میں قصاص ہے۔

توضیح

اس پر قریب قریب اتفاق ہے کہ مرد اور عورت کے مابین قصاص ہے اگرچہ بعض اکابر کا یہ مذہب ہے کہ اگر مقتول عورت کے اولیا مرد کو قتل کریں تو نصف دیت دیں اسی طرح مرد مقتول کے اولیا اگر عورت کو قتل کریں تو نصف دیت دیں۔ امام حسن بصری، امام عطا، امام شعبی وغیرہ کا یہی مذہب ہے لیکن مرد اور عورت کے درمیان زخموں میں قصاص ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی وغیرہ کا مذہب ہے کہ قصاص ہے۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ زخموں میں قصاص نہیں اس لیے کہ قصاص میں مساوات ضروری ہے اور مرد اور عورت کے اعضا میں مساوات نہیں۔ اگر کسی نے کسی کا شل ہاتھ کاٹ دیا تو اس کے عوض میں اس کا تندرست ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور اگر کسی مریض نے کسی تندرست کو قتل کر دیا تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

وقال اھل العلم یقتل الرجل بالمرأۃ۔ اور اہل علم نے کہا کہ مرد کو عورت کے عوض قتل کیا جائے گا۔

ویذکر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقاد المرأۃ من الرجل فی کل عمد یبلغ نفسہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا جاتا ہے کہ عورت کا قصاص مرد سے لیا جائے گا۔ ہر بالقصد جنایت میں

فما دونھا من الجراح وبہ قال عمر بن عبد العزیز وابراھیم وابو الزناد عن اصحابہ

جان ہو یا اس سے کچھ کم زخم یہی عمر بن عبد العزیز اور ابراہیم نخعی نے کہا اور ابو الزناد نے بھی یہی اپنے اساتذہ سے روایت کرتے ہوئے کہا

تشریحات

اس عبارت میں اصحاب سے مراد اساتذہ ہیں مثلاً حضرت قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر عبد الرحمٰن بن ہرمز، اعرج وغیرہ۔

امام بخاری نے باب کے اثبات کے لیے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وہ حدیث ذکر کی کہ مرض وصال میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منھ میں دوا ٹپکائی تھی، افاقہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عباس کو چھوڑ کر گھر میں جتنے لوگ ہیں سب کے منھ میں دوا ٹپکائی جائے۔ اور اس وقت گھر میں زیادہ تر عورتیں ہی تھیں یہ عمل ایک طریقہ سے قصاص تھا اس سے ثابت ہوا کہ اگر عورت جنایت کرے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔

اقول وھو المستعان۔ باب ہے زخموں سے قصاص کے متعلق اور حدیث میں زخم کا کوئی ذکر ہی نہیں اور نہ یہ قصاص تھا بلکہ یہ بطور تادیب ارشاد فرمایا تھا۔

باب من اخذ حقہ او اقتص دون السلطان ص۱۰۱۷ جس نے بادشاہ کے بغیر اپنا حق لیا یا قصاص لیا۔

حدیث	ان الاعرج حدثہ انہ سمع ابا ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سمع
۲۸۵۴	اعرج نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا انہوں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول نحن الآخرون السابقون وباسنادہ لو

نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ ہم سب میں پچھلے اور سب سے سبقت کرنے والے ہیں۔

اطلع فی بیتک احد ولم تاذن لہ خذفتہ بحصاۃ ففقات عینہ ما کان علیک من جناح

اسی اسناد کے ساتھ اس کو بھی بیان کیا۔ بغیر اجازت طلب کیے اگر تیرے گھر میں کوئی جھانکے اور تو کنکری پھینک کر اسے مارے جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔

۲۸۵۴
تشریحات :۔ اس حدیث کو باب سے اس طرح مناسبت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دی ہے۔
فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اس صورت میں قصاص ہے ورنہ امن باقی نہیں رہے گا۔ اور حدیث میں جو فرمایا وہ تغلیظاً ہے۔

باب اِذَا عَضَّ رَجُلًا فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ. ص ۱۰۱۸ — جب کسی نے کسی کو دانت کاٹا اور اس کے اگلے دانت جھڑ گئے۔

حدیث	عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ
۲۸۵۵	حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ہاتھ کو دانت
فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعَضُّ	
سے کاٹا اس نے اپنا ہاتھ اس کے منھ سے کھینچا تو اس کے اگلے دانت اکھڑ گئے اُن لوگوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	
اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ عـہ	
کی خدمت میں معاملہ پیش کیا تو فرمایا تم اپنے بھائی کو یوں دانت کاٹتے ہو جیسے نر اونٹ کاٹتا ہے تیرے لیے دیت نہیں۔	

۲۸۵۵
تشریحات دانت کاٹنے والے حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے اور جسے انہوں نے دانت کاٹا تھا وہ ان کا نوکر تھا شراح نے بڑی عرق ریزی سے ان دونوں باتوں کی تعیین کی ہے بخاری ہی میں باب غزوۂ تبوک میں ہے حضرت یعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیش عسرت میں شریک ہوا میرا ایک مزدور تھا اس نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اس میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ میں دانت کاٹ لیا (الحدیث) مسلم اور نسائی میں حضرت عطا کی روایت میں ہے کہ یعلیٰ کے ایک نوکر کی کلائی کسی نے دانت سے کاٹی نیز نسائی میں سفیان کی روایت میں ہے میرے نوکر نے ایک شخص سے لڑائی کی تو اسے دوسرے نے دانت کاٹ لیا، نیز نسائی ہی میں سلمیٰ بن امیہ اور یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے دونوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں گئے ہمارا ایک ساتھی تھا اس نے ایک مسلمان سے جھگڑا کیا اس شخص نے ہمارے ساتھی کی کلائی دانت سے کاٹ لی۔ ان سب روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کو دانت کاٹا گیا تھا وہ یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجیر تھا اور

عـہ مسلم : حدود، ترمذی: دیات، نسائی، قصاص۔ ابن ماجہ : دیات۔

دانت کاٹنے والے حضرت یعلیٰ ابن امیہ ہی تھے اس کا سراغ اس سے ملتا ہے کہ عُبید بن عقیل سے نسائی میں روایت ہے کہ بنی تمیم کے ایک شخص نے دانت کاٹا اور بنی تمیم سے یعلیٰ بن امیہ ہی ان کا اجیر کس قبیلے سے ہے پتہ نہیں۔

بَابُ دِيَةِ الْاَصَابِعِ ص ۱۰۱۸ — انگلیوں کی دیت کا بیان۔

حدیث	عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
۲۸۵۶	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا یہ اور یہ
	صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ
	برابر ہیں یعنی چھوٹی انگلی اور انگوٹھا

تشریحات ۲۸۵۶ مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ دیت کے معاملے میں یہ دونوں برابر ہیں یعنی دیت میں کمی بیشی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آل عمرو بن حزم کے لیے جو کتاب الدیات لکھی تھی اس میں یہ ہے کہ ہاتھ میں پچاس اونٹ ہیں۔ ہر انگلی میں دس اونٹ۔ اب باب کی حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح انگوٹھے کی دیت دس اونٹ ہے اسی طرح چھوٹی انگلی کی بھی دیت دس اونٹ ہے۔ انگلیوں کے پوروں میں ایک انگلی کی دیت کا تہائی ہے جیسا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ فرمایا۔

بَابُ اِذَا اَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ هَلْ يُعَاقَبُ اَوْ يُقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ۔ ص ۱۰۱۸

جب ایک قوم کسی شخص کو مارے یا زخمی کرے تو کیا سب کو سزا دی جائے گی یا سب سے قصاص لیا جائے گا۔

ت	وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ سَرَقَ
۸۰۴	امام شعبی سے دو ایسے شخصوں کے بارے میں روایت ہے جنہوں نے ایک شخص کے بارے میں
	فَقَطَعَهٗ عَلِيٌّ ثُمَّ جَاءَ بِآخَرَ فَقَالَا اَخْطَأْنَا فَاَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَاَخَذَ بِدِيَةِ
	گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چور کا ہاتھ کاٹ لیا پھر وہ دونوں ایک
	الْاَوَّلِ فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا۔
	دوسرے شخص کو لے کر آئے اور کہا ہم چوک گئے (چور وہ نہیں تھا یہ ہے) تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان

ع ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔

دونوں کی گواہی باطل کر دی اور ان دونوں سے پہلے شخص کی دیت لی اور فرمایا اگر میں جانتا کہ تم لوگوں نے قصداً ایسا کیا ہے تو تم دونوں کا ہاتھ کاٹتا۔

ت	عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ غُلَامًا قُتِلَ غِيْلَةً فَقَالَ
۸۰۵	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک غلام چپکے سے قتل کر دیا گیا۔ تو حضرت
	عُمَرُ لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ۔
	عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر اس میں اہل صنعا شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا۔

۸۰۵

تشریحات:۔ غِيْلَةً کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر نہیں تھا کہ قاتل کون ہے۔ یہ قتل صنعا میں ہوا تھا۔ اس تعلیق کو امام ابوبکر بن شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صنعا کے سات باشندوں کو ایک شخص کے قصاص میں قتل کیا اور فرمایا اگر اس میں کل اہل صنعا شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔

ت	فَقَالَ مُغِيْرَةُ بْنُ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ اِنَّ اَرْبَعَةً قَتَلُوْا صَبِيًّا فَقَالَ
۸۰۶	اور مغیرہ بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ چار شخصوں نے ایک بچے
	عُمَرُ مِثْلَهٗ۔
	کو قتل کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ فرمایا۔

تشریح ۸۰۶ امام طحاوی اور بیہقی نے بطریق ابن وہب روایت کی کہ حکیم صنعانی نے بیان کیا کہ صنعا کی ایک عورت کا شوہر غائب ہو گیا اور اس عورت کی گود میں اصیل نام کا ایک چھوٹا بچہ تھا، جو دوسری بیوی سے تھا۔ اس عورت نے آشنا بنا لیا۔ اس عورت نے اپنے آشنا سے کہا کہیں یہ بچہ رسوا نہ کر دے۔ اس آشنا نے پہلے اس سے انکار کیا جس پر وہ عورت آشنا سے روٹھ گئی اسے راضی کرنے کے لیے یہ شخص بچے کے قتل پر راضی ہو گیا۔ یہ شخص اور ایک اور شخص اور یہ عورت اور اس کے خادم چاروں نے اس بچے کو قتل کیا پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک چمڑے کے تھیلے میں باندھ کر بستی کے کنارے ایک کنویں میں ڈال دیا۔ یہ آشنا پکڑا گیا اور اس کی نشان دہی پر بقیہ قاتل پکڑے گئے۔ معاملہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا آپ نے چاروں کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

ت	وَاَقَادَ اَبُوْبَكْرٍ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلِيٌّ وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ۔
۸۰۷	اور حضرت ابوبکر اور ابن زبیر اور علی اور سوید بن مقرن نے طمانچہ مارنے پر بدلہ لینے کا حکم دیا۔

تشریحات ۸۰۷: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو ایک تھپڑ مارا اس کے بعد اس سے کہا کہ تو اپنا بدلہ لے لے اس شخص نے معاف کر دیا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور سُوَید بن مُقرِّن کے اثر کو امام وکیع نے روایت کیا ہے۔

ت	وَأَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ.
۸۰۸	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مارنے پر درّہ کی سزا دی۔
ت	وَأَقَادَ عَلِيٌّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَسْوَاطٍ.
۸۰۹	اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حد میں تین کوڑا زیادہ مارنے پر بدلہ لینے کا حکم دیا۔

تشریحات ۸۰۹: امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن معقل سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اس نے حضرت علی سے چپکے سے کچھ کہا حضرت علی نے اپنے غلام قنبر سے کہا لے جاؤ اسے کوڑے مارو۔ اس کے بعد سزا یافتہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس نے تین کوڑے زیادہ مارا ہے حضرت علی نے قنبر سے پوچھا انہوں نے تصدیق کی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا یافتہ سے کہا جاؤ اس کو تین کوڑے مارو پھر فرمایا اے قنبر جب کسی کو تم کوڑا مارو تو مقررہ حد سے آگے نہ بڑھو۔

ت	وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ مِنْ سَوْطٍ وَخُمُوشٍ.
۸۱۰	حضرت قاضی شریح نے کوڑا مارنے اور چہرے کی خراشش پر قصاص کا حکم دیا۔

تشریح ۸۱۰: امام سعید بن منصور نے امام نخعی کے بطریق روایت کیا ہے کہ ایک شخص قاضی شریح کے پاس آیا اور کہا مجھے اپنے سپاہی سے بدلہ دلائیے انہوں نے اپنے سپاہی سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ ان لوگوں نے آپ پر بھیڑ کر دی تھی تو میں نے اس کو کوڑے سے مارا۔

قصاص اور دیت کے مسائل کچھ پیچیدہ بھی ہیں اور مشکل بھی جو فقہ کی کتابوں میں پوری تشریح کے ساتھ درج ہیں۔ باب سے متعلق یہ مسئلہ ہے کہ اگر ایک شخص کو مل کر چند آدمیوں نے قتل کیا اور یہ قتل قتل عمد ہے تو سب سے قصاص لیا جائے گا۔ بشرطیکہ شرکا میں مقتول کا کوئی ایسا رشتہ دار نہ ہو کہ اگر وہ تنہا قتل کرتا تو اس پر قصاص واجب نہ ہوتا مثلاً باپ نے اگر کسی اجنبی سے مل کر بیٹے کو قتل کیا تو کسی پر قصاص نہیں کیوں کہ تنہا باپ اگر بیٹے کو قتل کرے تو باپ پر قصاص نہیں۔ زخموں میں قصاص کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس زخم کی مماثلت ہو سکتی ہے

اس میں قصاص ہے ورنہ نہیں بلکہ دیت ہے مثلاً ہاتھ پیر کو جڑ سے اکھاڑ کر الگ کر دیا اس میں قصاص ہے لیکن اگر کلائی پر زخم لگایا تو قصاص نہیں ۔ بناءً علیہ ہمارے یہاں تھپڑ مارنے پر قصاص نہیں، گھونسہ مارنے پر قصاص نہیں حاکم کو اختیار ہے جتنی چاہے سزا دے ۔

بَابُ الْقَسَامَةِ "قسامت کا بیان" ص ۱۰۱۸

توضیح اگر کسی جگہ کوئی شخص مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ ہو اور مقتول کے اولیا محلہ والوں پر قتل عمد یا قتل خطا کا دعویٰ کریں اور محلہ والے انکار کریں پھر مقتول کے اولیاء قسامت کا مطالبہ کریں تو حاکم محلہ کے پچاس عاقل بالغ آزاد مردوں سے قسم لے گا کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ اگر اس محلہ کے پچاس مرد عاقل بالغ قسم کھالیں کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم کو قاتل کا علم ہے۔ اگر دعویٰ قتل عمد کا ہے تو محلہ والوں پر دیت لازم ہے اور اگر دعویٰ قتل خطا کا ہے تو محلہ والوں کے عاقلہ پر دیت لازم ہوگی جس کی مدت ادا تین سال ہے ۔ اور اگر انکار کریں تو ان کو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ قسم کھائیں یا قتل کا اقرار کریں۔

شرائط:۔ قسامت واجب ہونے کی چند شرائط ہیں۔
(۱) مقتول کے جسم پر زخم یا مار کے نشانات ہوں یا گلا گھونٹنے کی علامات پائی جائیں یا ایسی جگہ سے خون بہا ہو جہاں سے عادۃً نہیں نکلتا مثلاً آنکھ کان سے بہا ہو ۔
(۲) قاتل کا پتہ نہ ہو (۳) مقتول انسان ہو (۴) مقتول کے اولیا دعویٰ کریں ۔
(۵) اہل محلہ قتل سے انکار کریں (۶) مدعی قسامت کا مطالبہ کرے (۷) جس جگہ مقتول پایا گیا ہو وہ کسی کی ملکیت یا قبضہ میں ہو یا محلہ میں پایا جائے یا آبادی کے اتنے قریب پایا جائے کہ وہاں کی آواز بستی میں سنی جا سکے (۸) مقتول اس زمین کے مالک یا قابض کا مملوک نہ ہو ۔

ت	وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ .
۸۱۱	اور ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ قسامت کی صورت میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصاص نہیں لیا ۔

تشریح ۸۱۱ عبداللہ بن ابی ملیکہ کا نام زُہَیر تھا ان کے باپ کا نام عبدالرحمٰن تھا اور ابو ملیکہ ان کے دادا تھے یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قاضی تھے۔

اس تعلیق کو حماد بن سلمہ نے اپنے مُصنّف میں یوں روایت کیا ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسامت کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ

عبداللہ بن زبیر نے قصاص لیا اور معاویہ نے قصاص نہیں لیا۔

علامہ عینی نے فرمایا امام بیہقی نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت صحیح ہے کہ انہوں نے قسامت میں قصاص لیا۔

ت	وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَى
۸۱۲	حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا جنہیں انہوں نے بصرہ کا امیر بنایا تھا اس
	الْبَصْرَةِ فِيْ قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ إِنْ وَجَدَ أَصْحَابُهُ
	مقتول کے بارے میں جو گھی بیچنے والوں کے گھر کے پاس پایا گیا تھا اگر مقتول کے اولیا کوئی بینہ پائیں فبہا ورنہ
	بَيِّنَةً وَإِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ فَإِنَّ هٰذَا لَا يُقْضٰى فِيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔
	کسی پر ظلم مت کرنا اس لیے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں قیامت تک فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

حدیث	حَدَّثَنَا أَبُوْ قِلَابَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَبْرَزَ سَرِيْرَهُ يَوْمًا
۲۸۵۷	ابو قلابہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن دربار عام کیا، لوگوں
	لِلنَّاسِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ قَالُوْا نَقُوْلُ
	کو عام طور پر اجازت دے دی کہ وہ حاضر ہوں چنانچہ لوگ حاضر ہوئے انہوں نے لوگوں سے پوچھا
	الْقَسَامَةُ الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَالَ لِيْ مَا تَقُوْلُ يَا
	قسامت کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ لوگوں نے کہا قسامت پر قصاص لینا حق ہے اس پر سابق خلفا نے
	أَبَا قِلَابَةَ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِنْدَكَ رُؤُوْسُ الْأَجْنَادِ
	قصاص لیا ہے۔ اس کے بعد مجھ سے کہا اے ابو قلابہ تم کیا کہتے ہو اور انہوں نے مجھے لوگوں کے سامنے کھڑا
	وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ مُحْصَنٍ
	کیا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کی بارگاہ میں لشکروں کے سردار ہیں اور عرب کے معزز لوگ ہیں
	بِدِمَشْقَ أَنَّهُ قَدْ زَنٰى لَمْ يَرَوْهُ أَكُنْتَ تَرْجُمُهُ قَالَ لَا قُلْتُ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ
	آپ مجھے بتائیے اگر ان میں سے پچاس آدمی کسی پاک دامن کے خلاف دمشق میں گواہی دیں کہ اس نے زنا
	خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ
	کیا ہے مگر ان لوگوں نے دیکھا نہ ہو تو کیا آپ اس شخص کو سنگسار کر دیں گے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ مجھے بتائیے اگر

يَرَوْهُ قَالَ لَا قُلْتُ فَوَاللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدًا

ان میں سے پچاس حمص کے کسی شخص کے خلاف گواہی دیں کہ اس نے چوری کی ہے تو کیا آپ اس کا ہاتھ کاٹیں

قَطُّ اِلَّا فِيْ ثَلَاثِ خِصَالٍ رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهٖ فَقُتِلَ اَوْ رَجُلٌ زَنٰى

گے جب کہ ان لوگوں نے دیکھا نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا بخدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ

کسی کو کبھی قتل نہیں فرمایا سوائے تین باتوں کے۔ ایک وہ جس نے بلا قصور کسی کو قتل کیا تو وہ قتل کیا گیا

الْقَوْمُ اَوَ لَيْسَ قَدْ حَدَّثَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یا وہ شخص جس نے احصان کے بعد زنا کیا یا وہ شخص جس نے اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور

قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَّرَ الْاَعْيُنَ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ فَقُلْتُ اَنَا اُحَدِّثُكُمْ

اسلام سے پھر گیا۔ لوگوں نے کہا کیا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث نہیں بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

حَدِيْثَ اَنَسٍ حَدَّثَنِيْ اَنَسٌ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى

تعالیٰ علیہ وسلم نے چوری کے جرم میں اعضا کاٹے اور آنکھوں میں سلائی پھیر دائی پھر ان کو دھوپ میں ڈال دیا ——

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاسْتَوْخَمُوا الْاَرْضَ

میں نے کہا کہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بیان کرتا ہوں عکل کے آٹھ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

فَسَقِمَتْ اَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام قبول کرنے کی بیعت کی اس کے بعد وہاں کی آب و ہوا ان کے لیے

لَهُمْ اَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ اِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا

ناموافق ہوئی اور وہ بیمار ہو گئے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی حضور صلی اللہ تعالیٰ

قَالُوْا بَلٰى فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَ

علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں چلے جاؤ اور اونٹوں کے دودھ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَدُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ

اور پیشاب کو پیو انہوں نے کہا ہمیں منظور ہے۔ وہ چراگاہ میں چلے گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور تندرست ہو گئے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمْ فَاُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ فَاَمَرَ بِهِمْ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ ہانک لے گئے اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقُطِّعَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَتْ اَعْيُنُهُمْ ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِى الشَّمْسِ حَتّٰى

کو پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں دوڑش بھیجی اور وہ پکڑ کر لائے گئے ان کے بارے میں

مَاتُوْا قُلْتُ وَاَىُّ شَىْءٍ اَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ ارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلُوْا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی

وَسَرَقُوْا فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ اِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ فَقُلْتُ اَتَرُدُّ

پھر ان کو دھوپ میں ڈال دیا یہاں تک کہ مر گئے۔ میں نے کہا انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس سے سخت اور کیا بات ہوگی یہ

عَلَىَّ حَدِيْثِىْ يَا عَنْبَسَةُ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ وَاللّٰهِ لَا

اسلام سے پھر گئے، انہوں نے قتل کیا اور چوری کی۔ اس پر عنبسہ بن سعید نے کہا بخدا آج جیسی بات میں نے کبھی نہیں سنی۔

يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ فِىْ

میں نے کہا کیا میری بات کو رد کر رہا ہے اے عنبسہ؟ تو اس نے کہا نہیں۔ تو نے بات ٹھیک کی ہے قسم خدا کی یہ لوگ (اہل شام)

هٰذَا سُنَّةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْاَنْصَارِ

ہمیشہ خیر میں رہیں گے جب تک یہ شیخ ان میں موجود رہیں گے ۔ میں نے کہا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهٗ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ فَخَرَجُوْا بَعْدَهٗ فَاِذَا

علیہ وسلم کا طریقہ کار بھی ہے۔ انصار کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ دیر

هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِى الدَّمِ فَرَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہاں بات چیت کی۔ اس کے بعد ان میں سے ایک شخص ان کے سامنے نکلا اور قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد بقیہ لوگ نکلے

فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَاحِبُنَا الَّذِىْ كَانَ يُحَدِّثُ مَعَنَا فَخَرَجَ بَيْنَ اَيْدِيْنَا

تو وہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کا ساتھی خون میں تڑپ رہا ہے یہ دیکھ کر وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

فَاِذَا نَحْنُ بِهٖ يَتَشَحَّطُ فِى الدَّمِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا یا رسول اللہ! ہمارا وہ ساتھی جو ابھی ہمارے ساتھ بات کر رہا تھا ہمارے سامنے

فَقَالَ بِمَنْ تَظُنُّوْنَ اَوْ بِمَنْ تُرَوْنَ قَتَلَهٗ فَقَالُوْا نُرٰى اَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ

سے نکلا اور اب وہ خون میں تڑپ رہا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا

فَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ فَقَالَ اَ اَنْتُمْ قَتَلْتُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا قَالَ اَتَرْضَوْنَ

تم کس کے بارے میں گمان کرتے ہو کہ اس نے اسے قتل کیا ہے تو ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارا گمان یہ ہے کہ اسے یہود نے

نَفَلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ فَقَالُوْا مَا يُبَالُوْنَ يَقْتُلُوْنَا اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ

قتل کیا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدمی بھیج کر یہود کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو

يُنَفِّلُوْنَ قَالَ اَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ

قتل کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم سے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ پچاس یہود اس بات پر قسم کھائیں کہ ہم نے

فَوَدَاهُ مِنْ عِنْدِهٖ قُلْتُ وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

اس شخص کو نہیں قتل کیا ہے لوگوں نے عرض کیا یہود کوئی پرواہ نہیں کریں گے کہ ہم سب کو قتل کر کے پھر قسم

فَطَرَقَ اَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ فَانْتَبَهَ لَهٗ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَحَذَفَهٗ

کھا جائیں کہ ہم نے نہیں قتل کیا ہے۔ فرمایا تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں تو تم لوگ دیت کے مستحق ہوگے

بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهٗ فَجَاءَتْ هُذَيْلٌ فَاَخَذُوا الْيَمَانِيَّ فَرَفَعُوْهُ اِلٰى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ

انہوں نے عرض کیا کہ ہم قسم نہیں کھا سکتے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پاس سے ان کو دیت دی۔ میں

وَقَالُوْا قَتَلَ صَاحِبَنَا فَقَالَ اِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ فَقَالَ يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ

نے کہا کہ ھذیل نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کو اپنے قبیلے سے نکال دیا تھا۔ بطحا میں یمن کے کچھ لوگوں نے

هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ قَالَ فَاَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ رَجُلًا فَقَدِمَ رَجُلٌ

رات میں آکر اس پر حملہ کر دیا اور تلوار سے اس کو قتل کر دیا۔ ھذیل آئے اور انہوں نے اس یمنی کو پکڑا اور

مِنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَاَلُوْهُ اَنْ يُقْسِمَ فَافْتَدٰى يَمِيْنَهٗ مِنْهُمْ بِاَلْفِ دِرْهَمٍ

ایام حج میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا ان لوگوں نے عرض کیا اس یمنی نے ہمارے آدمی

فَاَدْخَلُوْا مَكَانَهٗ رَجُلًا اٰخَرَ فَدَفَعَهٗ اِلٰى اَخِي الْمَقْتُوْلِ فَقُرِنَتْ يَدُهٗ بِيَدِهٖ

کو قتل کر دیا۔ اس یمنی نے کہا ان لوگوں نے اس کو قبیلے سے علیحدہ کر دیا تھا تو حضرت عمر نے فرمایا ھذیل کے

قَالَ فَانْطَلَقْنَا وَالْخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةَ اَخَذَتْهُمُ

پچاس آدمی قسم کھائیں کہ ہم نے اس کو علیحدہ نہیں کیا تھا ان میں سے انچاس آدمیوں نے قسم کھائی ھذیل کا

السَّمَاءُ فَدَخَلُوْا فِي غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا

ایک شخص شام سے آیا اس سے لوگوں نے کہا کہ قسم کھالے اس نے انکار کیا اور اپنی قسم کے بدلے ہزار درہم دیا۔

فَمَاتُوْا جَمِيْعًا وَاُفْلِتَ الْقَرِيْنَانِ فَاتْبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ اَخِي الْمَقْتُوْلِ

ھذیل نے اس کی جگہ دوسرے آدمی کو دیا اور مقتول کے بھائی کے پاس لے جا کر اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ سے ملا دیا

فَعَاشَ حَوْلاً ثُمَّ مَاتَ قُلْتُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلاً

راوی نے کہا ہم اور وہ پچاس جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی جب نخلہ میں پہنچے تو بارش ہونے لگی یہ پچاسوں

بِالْقَسَامَةِ ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ فَأَمَرَ بِالْخَمْسِينَ الَّذِينَ أَقْسَمُوا فَمُحُوا

پہاڑ کے اندر ایک غار میں چلے گئے۔ وہ غار ڈھ گیا اور یہ پچاسوں جنہوں نے جھوٹی قسم کھائی تھی سب کے سب مر گئے

مِنَ الدِّيوَانِ وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ ـ

اور وہ دونوں جنہوں نے آپس میں ہاتھ ملائے تھے بچ گئے۔ پیچھے سے ایک پتھر آکر مقتول کے بھائی کی ٹانگ میں لگا جس سے ٹانگ ٹوٹ گئی یہ ایک سال جیا پھر مر گیا۔ میں نے کہا اور عبدالملک بن مروان نے ایک شخص سے قسامت پر قصاص لیا اس کے بعد اس پر شرمندہ ہوا، اور ان پچاسوں کے نام جنہوں نے قسم کھائی تھی دفتر سے مٹا دئے اور انہیں شام جلا وطن کر دیا۔

تشریحات ۲۸۵۷ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چار حدیثیں اکٹھا ملا کر ذکر کی ہیں اول عنبسہ بن سعید کے اس قول تک ما عاش ھذا الشیخ بین اظہرھم۔ یہ پوری حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس پر بقدر ضرورت کلام کیا جا چکا ہے۔ دوسری حدیث وقد کان فی ھذا سنۃ سے لے کر فَوَادَاہُ مِنْ عِنْدِہٖ تک۔ تیسری حدیث قد کان ھذیل خلعوا سے لے کر فعاش حولا ثم مات تک اور چوتھی حدیث وقد کان عبد الملک بن مروان سے اخیر تک۔ اور یہ چاروں حدیثیں ابو قلابہ سے سند مذکور کے ساتھ مروی ہیں۔

قولہ الخلفاء۔ اس سے مراد حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور عبد الملک بن مروان سفاک مراد ہے۔

قولہ نصبنی للناس۔ ابو قلابہ کو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تخت کے پیچھے بٹھا رکھا تھا ان کو حکم دیا کہ کھڑے ہو کر لوگوں سے بات کرو۔

قولہ رؤس الاجناد۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امین امت سیدنا عبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طاعون عمواس میں انتقال فرمانے کے بعد شام پر متعین لشکر کے چار حصے کر دیے تھے۔ فلسطین، دمشق، حمص، قنسرین جن میں سے ایک پر سیف اللہ خالد بن ولید کو اور ایک پر یزید بن ابی سفیان کو اور ایک پر شرجیل بن حسنہ کو اور ایک پر عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ ان حضرات کے وصال کے بعد ان لشکروں کے سردار بدلتے رہے مگر بنیادی طور پر چار لشکر رہے۔

قولہ لو ان خمسین منھم۔ ابو قلابہ کے استدلال کی بنیاد اس پر ہے کہ بغیر شرعی بینہ کے جرم ثابت نہیں ہوگا اور مجرم کو سزا دینا جائز نہ ہوگا۔ بینہ کے لیے ضروری ہے کہ چشم دید

گواہ گواہی دیں اور جب کہ قسامت والے قصہ میں کسی نے قاتل کو قتل کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے تو پچاس آدمیوں کی گواہی غیر معتبر ہے کیونکہ وہ حقیقت میں گواہ ہی نہیں۔

اس پر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں اس وقت کے حاضرین نے عُکل و عُرینہ والے مرتدین اور ڈاکوؤں سے استدلال پیش کیا کہ روایت کے بموجب یہ کہیں مذکور نہیں کہ ان مرتدین اور ڈاکوؤں کے خلاف کوئی چشم دید گواہی گزری ہو پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو سزا دی جس کا جواب ابو قلابہ نے یہ دیا کہ اس قصہ کا قسامت سے کوئی تعلق نہیں ان کا جرم تین تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چرواہے کو ناحق قتل کیا اس کی آنکھ پھوڑی، ڈاکہ ڈالا اور اسلام سے مرتد ہو گئے اور سرکاری اونٹ ان کے یہاں سے برآمد ہوئے۔ اپنے مقصود پر استدلال میں ابو قلابہ نے حدیث پیش کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جب اس مقتول کا مقدمہ پیش ہوا جس کے قاتل کا حال معلوم نہیں تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے مُدّعیوں سے قسم نہیں طلب فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر پچاس یہود قسم کھالیں کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے تو تم لوگ یہود پر سے اپنا دعویٰ اٹھالو گے۔ ان لوگوں نے جب یہ عرض کیا کہ یہود کا کیا اعتبار؟ ہم سب کو قتل کر کے جھوٹی قسم کھالیں گے تو اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں تو میں یہود سے دیت دلادوں۔ تو اس پر ان لوگوں نے قسم کھانے سے انکار کیا۔

شُرّاح کو اس پر حیرت ہے کہ ابو قلابہ نے ایک ہی مجلس میں اپنی کہی ہوئی بات کو خود ہی رد کر دیا۔ پہلے تو یہ کہا کہ اگر ایسے پچاس آدمی کسی مجرم کے بارے میں گواہی دیں جنہوں نے جرم کرتے نہیں دیکھا ہے تو ان کی گواہی مقبول نہیں اور جو حدیث بیان کی اس میں تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں تو تم دیت کے مستحق ہو جاؤ گے اسی لیے بعض حضرات نے فرمایا کہ ابو قلابہ روایت میں کتنے ہی ثقہ ہوں مگر اہل علم سے نہیں۔

قولہ فوداہ من عندہ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازراہِ کرم اولیاء مقتول پر مہربانی فرماتے ہوئے اپنے پاس سے اس کی دیت ادا فرما دی۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کا اندیشہ تھا کہ اولیاء مقتول اشتعال میں آکر یہود کو قتل کر دیتے۔ دیت پانے کے بعد بہر حال ان کا اشتعال ختم نہیں تو کم ضرور ہو گیا ہو گا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ یہ دیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدقہ کے اونٹوں سے دی تھی۔

قولہ خلیعًا۔ یہ خَلَعَ یَخْلَعُ سے خلیع بمعنی مفعول ہے۔ قبیلہ والے جب کسی سے ناراض ہو کر اسے قبیلہ سے باہر کر دیتے ہیں تو اسے خلیع کہتے ہیں۔

قولہ قد خلعوہ۔ قاتل کی صفائی کا حاصل یہ تھا کہ جب ھذیل نے اس شخص کو اپنے قبیلہ سے نکال دیا تھا تو اس کے قصاص کے مطالبہ کرنے کا حق انہیں نہیں ھذیل نے اس سے انکار کیا کہ انہوں نے اسے اپنے قبیلے سے نکال دیا تھا۔ اس بنا پر ان سے قسم لی گئی۔

قولہ بنخلۃ۔ نخلہ مکہ معظمہ کے قریب ایک رات کی مسافت پر ایک جگہ کا نام ہے۔

اس قصہ کے ذکر کا مقصد صرف یہ ہے کہ جھوٹی قسم کھانے کا انجام ہلاکت ہوتا ہے لیکن ابو قلابہ کے مقصود پر اس سے استدلال کسی طرح واضح نہیں کیونکہ یہ مذکور ہی نہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کیا کیا۔ قاتل سے قصاص کا حکم دیا یا دیت کا اس واقعہ سے بھی ابو قلابہ کے مقصود پر کوئی روشنی نہیں پڑتی اس لیے کہ یہ قصہ باب قسامت سے ہے ہی نہیں کیونکہ قسامت تو وہاں ہوتی ہے جہاں قاتل کا پتہ نہ ہو اور یہاں تو قاتل پکڑا گیا۔ اسے عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا اسے خود قتل کا اقرار بھی تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رہ گیا عبد الملک بن مروان سفاک کا عمل کہ اس نے قسامت پر قصاص لیا پھر بعد میں شرمندہ ہوا یہ ہمارے نزدیک کوئی قابل اقتدا بات نہیں۔ سیاق سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اس نے پچاس آدمیوں سے اس پر قسم لی تھی کہ فلاں شخص نے یا فلاں قوم نے قتل کیا ہے۔ لیکن جب عبد الملک اس پر نادم ہوا اور ان قسم کھانے والوں کو سزا دی وہ بھی جلا وطنی کی تو اس کی طرف یہ نسبت کرنا کہ عبد الملک سفاک نے قسامت پر قصاص لیا درست نہیں۔

قولہ سیرھم الی الشام۔ غالبًا یہ قصہ اس وقت پیش آیا تھا جب یہ سفاک حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے عراق آیا تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ حکم دمشق میں دیا ہو اور یہ قسم کھانے والے کسی اور جگہ کے تھے ان پر پابندی لگا دی کہ اب یہ شام ہی میں رہیں گے اپنے وطن نہیں جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علامہ قابسی نے فرمایا کہ انہوں نے صرف ابن ابی قلابہ کے کہنے سے قسامت کو باطل جانا جب کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے اور خلفاء راشدین کے عمل سے ثابت ہے جب کہ ابو قلابہ کا سوئے حفظ اس سے ظاہر ہے کہ انصار کے قصے کو خیبر کے قصے سے بدل دیا اور سوء فہم اس سے ظاہر ہے کہ خلیع کی حکایت ذکر کی جس کو قسامت سے کوئی لگاؤ نہیں۔

مذاہب

باب المناقب میں مذکور ہو چکا کہ قسامت زمانۂ جاہلیت سے چلی آرہی تھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس کو باقی رکھا۔ اب علماء کا اس بارے میں تین مذہب ہے۔ اول یہ کہ قسامت کے مطابق فیصلہ میں توقف کیا جائے۔ یہ سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ابو قلابہ اور عمر بن عبد العزیز اور حکم بن عتیبہ کا مذہب ہے

اور جو لوگ قسامت کو تسلیم کرتے ہیں ان میں بھی دو گروہ ہے پہلا گروہ یہ کہتا ہے کہ قتل کے مدعیوں سے قسم لی جائے گی جب وہ قسم کھالیں گے تو ان کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا۔ یہ یحییٰ بن سعید، ابوالزناد اور ربیعہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور لیث بن سعد کا مذہب ہے لیکن یہ مذہب حدیث مشہور "البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر" کے معارض ہے اس کا جواب یہ لوگ یہ دیتے ہیں کہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے جو روایت آئی ہے اس میں قسامت کا استثناء ہے جسے بیہقی نے روایت کیا عثمان بن حسن بن صالح بسفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن شبرمہ، عامر شعبی، ابراہیم نخعی اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابویوسف اور امام محمد، رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ قسامت میں مدعی پر قسم نہیں صرف مدعیٰ علیہم پر قسم ہے اور قسم کھانے کے بعد بری نہ ہوں گے ان پر دیت واجب ہوگی۔ اور یہی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

اور عمرو بن شعیب کی حدیث کا جواب یہ دیا کہ وہ لائق احتجاج نہیں، اس میں پانچ علتیں قادحہ ہیں جس کو علامہ عینی نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

اشکال اور جواب

بشیر بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سعید بن عبید کے بطریق امام بخاری نے روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدعیوں سے فرمایا کیا تم لوگ کوئی بینہ پیش کرتے ہو انہوں نے عرض کیا ہمارے پاس کوئی بینہ نہیں لیکن مسلم میں جو روایت بطریق یحییٰ بن سعید ہے اس میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم پچاس شخص قسم کھا سکتے ہو؟

ان دونوں روایتوں میں تعارض ہے سعید بن عبید کی حدیث میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بینہ طلب فرمایا اور بطریق یحییٰ بن سعید یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدعیوں سے قسم کھانے کو کہا۔

حل — علامہ عینی وغیرہ نے متعدد محدثین سے نقل فرمایا کہ یحییٰ بن سعید کی روایت سعید بن عبید کی روایت کے بالمقابل زیادہ صحیح ہے بلکہ ابوعمرو نے کہا کہ بہت سے محدثین نے کہا کہ سعید بن عبید کی روایت میں خطا ہے اور ان لوگوں نے امام بخاری پر اس وجہ سے تنقید کی کہ انہوں نے سعید بن عبید کی حدیث ذکر کی اور یحییٰ بن سعید کی حدیث ترک کی۔ اُصیلی نے کہا کہ یحییٰ سے اس حدیث کو شعبہ، سفیان بن عیینہ، عبدالوہاب ثقفی، عیسیٰ بن حماد، بشر بن مفضل نے مسنداً روایت متصل کے ساتھ ذکر کیا اور امام مالک مرسلاً، انہوں نے بشیر بن یسار سے روایت کیا اور سہل بن ابی حثمہ کو ذکر نہیں کیا۔ امام احمد نے فرمایا کہ قسامت میں میرا مذہب وہ حدیث ہے جو یحییٰ بن سعید نے بشیر سے روایت کی

اسے بہت سے حفاظ نے موصولاً روایت کیا اور یہ سعید بن عبید کی تحدیث سے زیادہ صحیح ہے امام نسائی نے فرمایا کہ سعید بن عبید کی اس روایت پر کسی نے متابعت نہیں کی۔

لیکن اس کے برخلاف ابوالقاسم بلخی نے معرفت الرجال میں ذکر کیا کہ ابن اسحاق نے کہا کہ میں نے عمرو بن شعیب کو مسجد حرام میں قسم کھاتے ہوئے سنا کہ سہل بن ابی حثمہ کی حدیث قسامت کے بارے میں اس طرح نہیں جیسا انہوں نے بیان کیا ان کو وہم ہوا۔

اقول وھوالمستعان۔ ابوعمرو نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو احکام مروی ہیں ان میں میں نے اتنا اضطراب نہیں دیکھا جتنا قسامت میں ہے آثار اس میں آپس میں متضاد ہیں ایک دوسرے کے خلاف ہیں حالانکہ واقعہ ایک ہی ہے اسی بنا پر احناف نے حدیث مشہور "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" کے مطابق مدعی پر قسم نہیں رکھا۔ صرف مدعیٰ علیہم پر قسم رکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بابُ جَنِیْنِ الْمَرْاَۃِ ص ۱۰۲۰ عورت کے حمل ساقط کرنے کا حکم۔

حدیث	عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّہٗ اسْتَشَارَھُمْ
۲۸۵۸	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورت کے حمل کے ساقط کرنے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا
فِیْ اِمْلَاصِ الْمَرْاَۃِ فَقَالَ الْمُغِیْرَۃُ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	
تو مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غرّہ دینے کا حکم	
بِالْغُرَّۃِ عَبْدٍ اَوْ اَمَۃٍ فَشَھِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَۃَ اَنَّہٗ شَھِدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ	
دیا غلام ہو یا باندی، محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی کہ یہ اس وقت موجود تھے	
تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِہٖ ع	
جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا تھا۔	

تشریحات ۲۸۵۸ اس کے بعد والی حدیث میں جو بطریق ہشام عن ابیہ مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ تم میں سے کسی نے اسقاط کے بارے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غرّہ کا حکم دیا تھا غلام ہو یا باندی،

ع اسی بخاری میں ایک حدیث کے بعد، ابوداؤد دیات۔

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس پر کوئی گواہ لاؤ تو محمد بن مسلمہ نے گواہی دی۔

غُرَّۃٌ۔ گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی کو کہتے ہیں یہاں مراد وہ غلام یا باندی ہے جس کی قیمت دیت کا بیسواں حصہ ہو، ابو عمرو بن یعلیٰ نے کہا کہ غرہ کے معنی گورے غلام یا گوری باندی کے ہیں وہ کہتے تھے کہ یہاں کالا غلام یا کالی لونڈی دینا کافی نہیں۔ حمل ساقط کرنے میں غرہ اس وقت واجب ہے جب حمل مردہ گرا ہو اور اگر زندہ ساقط ہوا پھر مر گیا تو پوری دیت واجب ہے۔ اگر کسی نے حاملہ عورت کو ایسا مارا یا ڈرایا یا دھمکایا یا کوئی ایسا کام کیا جس کی وجہ سے حمل ساقط ہو گیا اگرچہ اس کے اعضا کی خلقت مکمل نہیں ہوئی تھی بلکہ صرف بعض اعضا ظاہر ہوئے تھے تو مارنے والے کے عاقلہ پر مرد کی دیت کا بیسواں حصہ یعنی پانچ سو درہم واجب ہوں گے جو سال بھر میں ادا کیے جائیں گے۔ عاقلہ سے قاتل کے آبائی رشتے دار مراد ہیں۔

بَابُ جَنِينِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَا عَلَى الْوَلَدِ.

عورت کے حمل کے ساقط کرنے کا بیان اور یہ کہ اس کی دیت والد پر ہے اور والد کے عصبہ پر ہے لڑکے پر نہیں۔

ص ۱۰۲۰

حدیث ۲۸۵۹	عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَىٰ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَىٰ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَىٰ عَاقِلَتِهَا.
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ھذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑیں ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا اسے بھی مار ڈالا اور اس کے پیٹ کے بچے کو بھی مار ڈالا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش ہوا تو فیصلہ فرمایا کہ بچہ کی دیت غرہ ہے غلام ہو یا باندی۔ اور عورت کی دیت عاقلہ پر ہے۔

تشریحات ۲۸۵۹

یہ حدیث کتاب الفرائض میں گزر چکی ہے۔ یہاں تھوڑی سی تفصیل ہے اس لیے اس کو یہاں بھی لکھا۔ یہاں یہ ہے کہ ھذیل کی دو عورتوں نے لڑائی کی اور دوسری روایتوں میں یہ ہے کہ یہ بنی لحیان کی تھیں دونوں میں تعارض نہیں اس لیے کہ بنی لحیان ھذیل ہی کی شاخ ہیں۔ یہاں پتھر مارنے والی عورت سے دو جرم ثابت ہوئے ایک تو اسقاط کا، دوسرے حاملہ کے قتل کا۔ اسقاط پر غرہ واجب ہے اور اس قتل پر دیت۔ اور دونوں قاتلہ کے عاقلہ

پر ہے۔ اور عاقلہ سے مراد باپ اور باپ کے ذریعہ سے دوسرے رشتہ دار ہیں۔ اس روایت میں "عاقلتها" ہے اور دوسری روایتوں میں "عصبتها" ہے۔ دونوں کا حاصل ایک ہے۔ گزر چکا کہ عاقلہ باپ اور باپ کے ذریعہ دوسرے رشتہ دار کو کہتے ہیں۔

دیت باپ اور اس کے عصبہ پر ہے، بیٹے پر نہیں اس کے ثبوت میں علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اُسامہ بن عُمیر کی روایت میں ہے کہ قاتلہ کے باپ نے کہا کہ اس کی دیت اس کے بیٹے دیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیت عصبہ پر ہے۔ تقابل سے ثابت ہو گیا کہ بیٹے پر دیت نہیں۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا اَوْ صَبِيًّا — جس نے غلام یا بچے کو کام کرنے کے لیے مانگا۔

ص ۱۰۲۱

ت	وَيُذْكَرُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ اِلٰى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ اِبْعَثْ اِلَيَّ غِلْمَانًا
۸۱۳	اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکتب کے معلم کے پاس آدمی بھیجا کہ میرے پاس
	يَنْفُشُوْنَ صُوْفًا وَلَا تَبْعَثْ اِلَيَّ حُرًّا۔
	کچھ بچوں کو بھیج دے کہ اون دھن دیں اور کسی آزاد کو مت بھیجنا۔

تشریح ۸۱۳ اس تعلیق کو امام وکیع بن جراح نے بروایت معمر عن سفیان عن ابن المنکدر عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کیا ہے۔ لیکن یہ منقطع ہے اس لیے کہ محمد بن مُنکدر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نہیں سنا ہے۔

باب میں اِسْتِعَارَ "ر" کے ساتھ نسفی اور اسماعیلی کی روایت ہے لیکن اکثر روایت "استعان" ہے۔ اس باب کو امام بخاری نے کتاب الدیات میں اس مناسبت سے ذکر کیا ہے کہ اگر یہ لڑکا مر گیا تو اس کی دیت ہے یا نہیں اور ہے تو کس پر ہے توضیح میں ہے کہ اگر کسی آزاد بالغ سے کوئی کام لیا خواہ منفعت یا اجارہ پر اور اس کو چوٹ وغیرہ لگ گئی تو اس میں کسی کے نزدیک ضمان نہیں۔ اگر وہ کام ایسا ہے جس میں خطرہ نہ ہو البتہ جس نے اس پر جنایت کی اور زیادتی کی اس پر ضمان ہے۔ اور اگر کسی بالغ غلام سے کام لیا اور وہ ہلاک ہو گیا تو اگر وہ کام پُر خطر ہے اور اگر اس کے آقا کے پوچھے بغیر وہ کام لیا تھا تو اس پر ضمان ہے۔ مثلاً کنواں کھدوانے لگایا سفر میں بھیج دیا۔ امام مالک کا قول یہ ہے کہ اس پر ضمان نہیں خواہ مالک نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو۔ ہاں اگر زیادہ خطرناک کام میں لگایا تو اس پر ضمان ہے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر آزاد نابالغ بچے سے کام لیا یا مولیٰ کے بغیر اجازت غلام سے کام لیا اور وہ ہلاک ہو گئے تو وہ غلام کی قیمت کا ضامن ہے اور آزاد بچے کی دیت کا بھی اور یہ دیت اس کے

عاقلہ پر ہو گی۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غلاموں کی تخصیص فرمائی اس لیے کہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے آقا میرا کام کرنے پر برا نہیں مانیں گے۔

بَابُ الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ صـ ۱۰۲۱ جانوروں کی جنایت پر کچھ نہیں۔

توضیح امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جانور اگر کسی کو مار ڈالیں یا کوئی چیز تلف کر دیں نہ اس میں قصاص ہے نہ ضمان خواہ زخم پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو دن ہو یا رات خواہ اس کے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو ہاں اگر اس کے ساتھ کوئی ہو اور وہ قصداً جانور کو نقصان کرنے پر ابھارے تو اب وہ ضامن ہو گا۔ اور بقیہ تینوں ائمہ نے فرمایا کہ اگر جانور کے ساتھ کوئی ہو تو وہ ضامن ہو گا۔ ہماری دلیل باب کی حدیث ہے کہ فرمایا اَلْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ۔ جانور کی جنایت کی دیت ساقط ہے۔

اَلْعُجْمَاءُ۔ اَعْجَم کا مؤنث ہے۔ اور امام ترمذی نے فرمایا کہ بعض اہل علم نے کہا کہ عجماء وہ جانور ہے جو مالک سے بھاگا ہو اور اس حالت میں جو نقصان کرے تو کسی پر تاوان نہیں۔

ت	وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ كَانُوْا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ.
۸۱۴	اور ابن سیرین نے فرمایا صحابہ و تابعین کے علما جانور کے لات مارنے میں ضامن نہیں بناتے تھے اور لگام کھینچنے پر ضامن بناتے تھے۔

تشریح ۸۱۴ :۔ اس تعلیق کو امام سعید بن منصور نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جانور پر سوار ہو کر جا رہا ہے اور جانور نے کسی کو لات مار دیا تو سوار پر کوئی جرم عائد نہیں ہوتا لیکن اگر سوار نے لگام کھینچی اس پر جانور نے کسی کو لات مارا یا جانور سے کوئی کچل گیا تو سوار ضامن ہے اس سے ارش لی جائے گی۔

ت	وَقَالَ حَمَّادٌ لَا يُضَمَّنُ مِنَ النَّفْحَةِ إِلَّا أَنْ يَنْخَسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ
۸۱۵	اور امام حماد نے فرمایا لات مارنے پر ضمان نہیں مگر یہ کہ کوئی انسان چوپائے کو کوچے۔

ت	وَقَالَ شُرَيْحٌ لَا تُضَمَّنُ مَا عَاقَبَ أَنْ يَضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا.
۸۱۶	اور امام شریح نے کہا جانور اگر بدلہ لے تو ضامن نہیں مثلاً اسے کسی نے مارا جس پر وہ اپنے پاؤں سے مار دے۔

ت	وَقَالَ الْحَكَمُ وَحَمَّادٌ إِذَا سَاقَ الْمُكَارِي حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ لَاشَيْئَ عَلَيْهِ.
۸۱۷	اور حکم و حماد نے کہا کہ کرایہ دار جب گدھے کو ہانکے اور اس پر کوئی عورت تھی جو گر پڑی تو کرایہ دار پر کچھ نہیں.
ت	وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ وَإِنْ
۸۱۸	امام شعبی نے فرمایا کہ ہانکنے والا جب جانور کو تھکا ڈالے اور وہ کوئی نقصان کر دے تو ہانکنے والا ضامن ہوگا اور
	كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ.
	اگر پیچھے ہے اور ہانک نہیں رہا ہے تو ضامن نہ ہوگا.

تشریح ۸۱۸:۔ اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے سندِ متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔
"مترسلاً" کے معنی یہ ہے کہ جانور کو نہ ہانک رہا ہے اور نہ روک رہا ہے بلکہ اس کو اس کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔

280

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ اِسْتِتَابَۃِ الْمُعَانِدِیْنَ وَالْمُرْتَدِّیْنَ وَقِتَالِھِمْ۔ اِثْمُ مَنْ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ وَعُقُوْبَتُہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ ص۱۰۲۲

معاندین و مرتدین سے توبہ کروانے اور اُن سے لڑنے کا بیان۔ نیز جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اس کی دنیا و آخرت میں سزا۔

تشریح معاندین سے مُراد وہ لوگ ہیں جو جان بوجھ کر حق بات کو رَد کریں اور اہل سنت کے طریقے سے ہٹے ہوئے ہوں، اور مرتدین سے مُراد وہ لوگ ہیں جو اسلام قبول کرکے کُفر اختیار کریں یا دعویٰ اسلام کے ساتھ کُفر کا ارتکاب کریں۔ شرک سے مُراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات یا صفات یا افعال یا عبادت میں کسی کو شریک کرے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ وَلَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔
(سورہ زمر آیت ۶۵)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک شرک بھاری ظلم ہے۔ اور اے مخاطب کسے باشد اگر تم شرک کروگے تو تمہارے عمل اکارت ہوجائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

توضیح "لَئِنْ اَشْرَکْتَ" میں اگرچہ خطاب بظاہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد دوسرے لوگ ہیں۔ علما کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر کوئی ایمان لانے کے بعد مُرتد ہوجائے اور پھر ایمان لائے تو مُرتد ہونے سے پہلے کے اس کے اعمالِ حسنہ معتبر ہیں یا نہیں۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ معتبر نہیں۔ اس کی دلیل یہ آیۂ کریمہ ہے جب اعمال اکارت ہوگئے تو پھر اس کے اعتبار کے کیا معنیٰ۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ
۲۸۶۰	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے
	رَجُلٌ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ قَالَ مَنْ اَحْسَنَ فِی الْاِسْلَامِ لَمْ یُؤَاخَذْ
	زمانۂ جاہلیت میں جو برائیاں کی ہیں ان پر ہم سے مواخذہ ہوگا؟ فرمایا جس نے اسلام میں اچھا کام کیا تو اس سے زمانۂ
	بِمَا عَمِلَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَمَنْ اَسَاءَ فِی الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ ع
	جاہلیت کی برائیوں پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور جس نے بُرا کام کیا اس سے اگلے پچھلے سب پر مواخذہ ہوگا۔

ع مسلم۔ ایمان۔

تشریحات :۔ "اَسَاءَ" کے معنی بُرائی کرنے کے ہیں اور بُرائی معاصی کو بھی شامل ہے تو حدیث کا ظاہر یہ چاہتا ہے کہ کوئی کافر اسلام قبول کرلے اور حالتِ اسلام میں گناہ کا ارتکاب کرے تو اس سے زمانۂ کفر کے معاصی پر بھی مؤاخذہ ہوگا۔ حالانکہ یہ قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے کہ اسلام سے زمانۂ کفر کے تمام گناہ مع کفر کے ختم ہوجاتے ہیں۔ ارشاد ہے۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (سورہ انفال آیت ۳۸) — کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ اپنے کفر سے باز آجائیں گے تو ان کے سارے وہ گناہ جو (اسلام سے پہلے) ہوچکے ہیں سب معاف کردیے جائیں گے

حدیث میں ہے اَلْاِسْلَامُ یَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ۔ اسلام پہلے کے سارے گناہ ڈھا دیتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ "اَسَاءَ" سے مراد یہاں یہ ہے کہ اس نے دل سے ایمان قبول نہیں کیا منافق رہا۔

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ ص ۱۰۲۲ — مرتد مرد و عورت کا حکم۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَالزُّهْرِیُّ وَاِبْرَاهِیْمُ یُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ۔
۸۱۹	حضرت ابن عمر اور زہری اور ابراہیم نے کہا مرتد عورت کو قتل کیا جائے گا۔

تشریحات ۸۱۹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعلیق کو ابن ابی شیبہ نے اور امام زہری و امام نخعی کی تعلیق کو امام عبدالرزاق نے سندِ متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ان آثار کے ذکر کرنے سے مقصود امام بخاری کا یہ ہے کہ مرتد مرد ہو یا عورت دونوں کا حکم ایک ہے دونوں کو قتل کیا جائے گا۔ لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عورت اگر مرتد ہوجائے تو اُسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ اُسے قید کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اسلام قبول کرے یا مرجائے۔

وَاسْتِتَابَتِهِمْ (۱) وَقَالَ اللّٰهُ كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ

اور اللہ ایسی قوم کو کیسے ہدایت دے گا جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے اور یہ گواہی دے چکے تھے کہ رسول حق پر ہیں۔ اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا ان کا بدلہ یہ ہے کہ اُن پر اللہ اور فرشتوں سب کی لعنت ہے ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہوگا اور نہ انہیں ہدایت دی جائے گی مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور درست رہے تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک

أَصْلَحُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ - إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّن تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ــــ (آل عمران آیت ۸۹)

ـــ جو ایمان لا کر کافر ہوئے پھر کفر میں اور بڑھے ان کی توبہ ہر گز قبول نہ ہوگی۔ اور یہی لوگ بہکے ہوئے ہیں۔

(۲) وقولہ. وَإِن تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ (آل عمران آیت ۱۰۰)

اگر تم کچھ اہل کتاب کے کہنے پہ چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر بنا کر چھوڑیں گے۔

(۳) وَقَالَ. إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا (سورۂ نساء آیت ۱۳۷)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے اللہ انہیں ہر گز نہیں بخشے گا اور نہ انہیں راہ دکھلائے گا۔

(۴) وَقَالَ مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ۔ (مائدہ ۵۴)

اور تم میں جو کبھی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے ہوں گے اور اللہ ان کا پیارا ہوگا۔

(۵) وَقَالَ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ - ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ لَا جَرَمَ يَقُولُ حَقًّا أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (سورۂ نحل آیت ۱۰۶ تا ۱۱۰)

ہاں جو دل کھول کر کافر ہو تو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے اللہ کا عذاب ہے یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری جانی، اور اس لئے کہ اللہ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں دیتا یہ وہ ہیں جن کے دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں ضرور یہ لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے ستائے جانے کے بعد اور اس کے بعد انہوں نے جہاد کیا اور صابر رہے بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

....

(۶) وَقَالَ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر ان سے بن پڑے اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان کے سارے اعمال اکارت ہیں دنیا اور آخرت میں اور یہ دوزخی ہیں انہیں دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے۔

(سورۂ بقرہ آیت ع۲۱۷)

توضیح پانچویں نمبر کی آیت ع۱۰۹ میں تھا " لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ " امام بخاری نے " لَا جَرَمَ " کے بعد یہ اضافہ کیا ہے " يَقُوْلُ حَقًّا " یہ " وَلَا جَرَمَ " کے معنی بتائے ہیں ان آیات میں ایمان کے بعد ارتداد کی متعدد سزائیں مذکور ہیں۔ ان پر اللہ کی لعنت ہے ان پر فرشتوں کی لعنت ہے، سب لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ لعنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان کی مغفرت نہیں فرمائے گا انہیں سیدھی راہ نہیں دکھائے گا۔ ان پر اللہ کا غضب ہے ان کے لیے بھاری عذاب ہے۔ یہ لوگ کافر ہیں۔ یہ لوگ نقصان میں ہیں ان کے اعمال صالحہ سب اکارت ہو گئے یہ لوگ جہنمی ہیں یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ مرتدین کا آخرت کا عذاب ہے دنیا میں ان کی کیا سزا ہے وہ اس باب کے ضمن میں جو حدیثیں لائے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ اس میں مذکور ہے کہ ان کی سزا قتل ہے۔

بَابُ اِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهٗ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَحْوَ قَوْلِهٖ اَلسَّامُ عَلَيْكَ۔ ص۱۰۲۳

جب ذمی وغیرہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کنایۃً برا کہیں اور صراحت نہ کریں جیسے کہیں اَلسَّامُ عَلَيْكَ۔

توضیح ذمی وغیرہ سے مراد مستامن اور معاہد ہے تعریض سے مراد یہ ہے کہ ایسی بات کہے جس کا ایک معنی تنقیص کا ہو اور دوسرا معنی تنقیص سے خالی ہو امام بخاری نے یہ تصریح نہیں فرمائی کہ اس بارے میں ان کا مذہب کیا ہے بلکہ اس کے ضمن میں جو حدیثیں لائے ہیں اس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسے کوئی سزا بھی نہیں دی جائے گی بلکہ جیسا جملہ کہے اسی کے مناسب تعریضی جملہ کہہ دیا جائے مگر اس پر امت کا اجماع ہے کہ جو بدبخت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اس کی سزا قتل ہے اگرچہ توبہ کر لے جیسا کہ کعب بن اشرف اور ابو رافع کا واقعہ مشہور ہے۔ امام عبدالرزاق نے روایت کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون میرے دشمن سے میری کفایت کرے گا؟ حضرت زبیر نے فرمایا میں! حضرت زبیر نے اُسے قتل کر دیا۔ ایسا ہی ایک واقعہ اور بھی ہے کہ ایک شخص نے تنقیصِ شان کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بھیج کر اُسے قتل کرا دیا۔

حدیث	عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
۲۸۶۱	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
	رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
	وسلم کے قریب سے گزرا اور اس نے کہا اَلسَّامُ عَلَیْکَ "تم پر موت ہو" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
	فَقَالَ السَّامُ عَلَيْكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ. فَقَالَ
	علیہ وسلم نے فرمایا وَعَلَیْکَ "اور تجھ پر" پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگوں کو
	رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ قَالَ السَّامُ عَلَيْكَ
	معلوم ہے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا ہے تم پر موت ہو صحابۂ کرام نے عرض کیا
	قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ
	کیا ہم اُسے قتل نہ کر دیں؟ فرمایا نہیں۔ جب اہل کتاب سلام کریں تو جواب میں تم
	فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ علہ
	لوگ وعلیکم کہہ دو۔

تشریحات ۲۸۶۱ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ذمی اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو اُسے قتل نہیں کیا جائے گا ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ اس میں صراحۃً ہے کہ اسے قتل نہ کرو۔ نیز اسی مضمون کی حدیث ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے اگرچہ اس میں یہ مذکور نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس گستاخ کے قتل کرنے سے منع فرمایا لیکن اگر اس کی سزا قتل ہوتی تو اس کے قتل کرنے کا ضرور حکم ہوتا اس سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ ذمی وغیرہ اگر گستاخی کریں تو انہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

علہ نسائی۔ الیوم واللیلۃ۔

بَابُ قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ وَقَوْلِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ (سورہ توبہ آیت ۱۱۵)

خارجیوں اور ملحدوں کو حجت قائم کرنے کے بعد قتل کر دینا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے جب تک انہیں صاف صاف بتا نہ دے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے۔

ص ۱۰۲۴

توضیح خوارج خَارِجَۃٌ" کی جمع ہے جو صفت ہے طائفۃ" کی، مشہور باطل فرقہ جس کی ابتدا امیر المومنین مولی المسلمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں واقعۂ تحکیم کے بعد ہوئی جن کے کچھ مخصوص عقائد ہیں جو اہلسنت کے خلاف ہیں مثلاً گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہنا اور خلافت کے لیے قریشی ہونے کی شرط نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔

"مُلْحِدِيْن" مُلحد کی جمع ہے ملحد کے معنی حق سے ہٹ کر باطل کی طرف جھکنے والا ہے جب معاذ اللہ کوئی خارجی یا ملحد ہو جائے تو سلطان اسلام پر فرض ہے کہ ان سے جنگ کرے مگر جنگ سے پہلے ضروری ہے کہ افہام و تفہیم کر لی جائے جیسا کہ مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا پہلے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا کہ انہیں سمجھائیں انہوں نے خوارج سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حَکَم مان کر شرک کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" صرف اللہ ہی کے لیے حکم ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو شوہر اپنی طرف سے ایک کو حَکَم بنائے اور بیوی اپنی طرف سے۔ ارشاد ہے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ ایک حَکَم شوہر کے اہل سے بھیجو اور ایک حَکَم بیوی کے اہل سے بھیجو۔۔۔ یہ سن کر تقریباً تین ہزار خوارج تائب ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آملے۔ بقیہ اپنی ضد پر اڑے رہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کر کے تقریباً سبھی کو تہ تیغ کر دیا۔

چونکہ خوارج اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اس لیے کچھ لوگوں پر خوارج کا قتل کیا جانا گراں گزرا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ خارجی مقتولین میں تلاش کرو ایک شخص ایسا ہوگا جس کا ہاتھ عورت کے پستان کے مثل ہوگا اگر مقتولین میں ایسا شخص مل گیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق تم نے بدترین خلائق کو قتل کیا۔ لاشوں کے ڈھیر میں ایسا مقتول ملا جس سے سب لوگوں کو اطمینان ہو گیا جیسا کہ "بابُ من ترك قتال الخوارج" میں خود امام بخاری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث روایت فرمائی ہے

اس میں بالاختصار مذکور ہے۔

ت	وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللهِ وَقَالَ إِنَّهُمْ
۸۲۰	اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کو بدترین مخلوق جانتے سمجھتے اور فرمایا کہ یہ لوگ ان
	انْطَلَقُوا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۔
	آیتوں کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر ڈھانے لگے۔

تشریحات ۸۲۰ اس تعلیق کو امام طبری نے تہذیب الآثار میں سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں یہ زیادہ ہے کہ بکیر بن عبداللہ بن اسد نے حضرت نافع سے پوچھا کہ حروریہ کے بارے میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کیا رائے تھی تو انہوں نے کہا کہ وہ انہیں بدترین مخلوق جانتے تھے ۔ حروریہ، خارجیوں ہی کا دوسرا نام ہے اس وجہ سے کہ خارجی پہلی بار حروراء میں اکٹھا ہوئے تھے اور اپنی تنظیم قائم کی تھی یہ ایسے ہی ہے جیسے وہابیوں کی سب سے بڑی شاخ کو دیوبندی کہا جاتا ہے۔

اس عہد میں ان کا سب سے بڑا پیشوا عبداللہ بن کوئی تھا بعد میں خوارج کے بیس فرقے ہوئے یہاں خلق سے مراد کلمہ گو افراد ہیں اس لیے کہ کھلے ہوئے کفار کتاب اللہ کی تاویل نہیں کرتے کہ جو آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کریں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قدریہ سے نفرت کرتے تھے اور انہیں بدترین مخلوق میں سے جانتے تھے۔

اور توضیح میں امام اسفرائینی کی کتاب سے ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن ابی اوفی اور حضرت جابر حضرت انس بن مالک اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت عقبہ بن عامر اور ان کے معاصر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے بعد والی نسلوں کو یہ وصیت کرتے تھے کہ قدریہ پر نہ تو سلام کریں نہ ان کی عیادت کے لیے جائیں نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں اور نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھیں۔ حضرت امام بخاری نے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث کو ذکر کیا ہے کہ آخر زمانے میں ایک قوم نکلے گی جو نوعمر اور بے وقوف ہوگی مخلوق کے بہترین کے قول کی بات کرے گی اور ان کا ایمان ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا دین سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانے سے نکل جاتا ہے انہیں جہاں پاؤ قتل کرو اس لئے کہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کے لئے ثواب ہے اسی سے باب کی مطابقت ہے اس حدیث میں یہ تھا کہ یہ لوگ آخر زمانے میں نکلیں گے اس سے مراد خلافت راشدہ کا اخیر زمانہ ہے اس لئے کہ حضرت سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہے پھر بادشاہت ہوگی اور خوارج کے نہروان میں قتل کا قصہ ۳۸ھ میں پیش آیا تھا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا قریب قریب اخیر زمانہ تھا یہ حدیث فضائل قرآن اور علامات نبوت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ وَأَنْ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ۔ ص ۱۰۲۴

جو خوارج کو تالیف قلب کی خاطر اور اس لیے قتل نہ کرے کہ لوگ اس سے بھڑکنے لگیں گے۔

حدیث	حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
۲۸۶۲	یُسیر بن عمرو نے کہا کہ میں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے
	هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَ
	نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خوارج کے بارے میں کچھ سنا ہے تو انہوں نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
	أَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ
	فرماتے ہوئے سنا اور حضور نے عراق کی طرف اشارہ فرمایا وہاں سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھے گی جو ان کے
	يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ [1]
	حلق سے آگے نہیں بڑھے گا اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے۔

تشریحات ۲۸۶۲

بخاری کی روایت میں عراق ہے اور مسلم کی ایک روایت میں نحو المشرق ہے اور مراد نجد کے باشندے بنی تمیم کے افراد ہیں علامہ عینی نے تحریر فرمایا۔

”هؤلاء القوم خرجوا من نجد موضع التميميين“ یہ قوم نجد سے نکلی جہاں تمیمی بستے ہیں۔

خوارج کے بارے میں یہ ارشاد کہ دین سے یا ایمان سے یا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے کو چھید کر پار نکل جاتا ہے ۲۵ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے طبرانی نے اوسط میں سند جید کے ساتھ فرزدق شاعر کے طریق سے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ میں مشرق کا باشندہ ایک شخص ہوں اور کچھ لوگ ہم سے نکل گئے ہیں اور جو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اسے قتل کرتے ہیں اور ان کے ماسوا کو امن دیتے ہیں تو ان دونوں نے مجھے بتایا کہ ہم نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

من قتلهم فله اجر شهيد ومن قتلوه فله اجر شهيد۔ جو ان کو قتل کرے اسے شہید کا ثواب اور جس کو وہ لوگ قتل کریں اس کے لیے بھی شہید کا ثواب۔

[1] مسلم زکاۃ، نسائی فضائل القرآن۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاکراہ ص ۱۰۲۶

بَابُ قَولِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ (سورۂ نحل آیت ۱۰۶)

مگر وہ جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔ ہاں جو دل کھول کر کافر ہو تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان کو بڑا عذاب ہوگا۔

وَقَالَ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً (وهى تقية) ۔ آل عمران آیت ۲۸ ۔

مگر یہ کہ تم ان سے ڈرو۔

وَقَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالَ فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۔

(سورۂ نساء آیت ۹۷ تا ۹۹)

وہ لوگ جن کی جانیں فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ پلٹنے کی بہت بری جگہ ہے۔ مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے دبا لیے گئے جن سے نہ کوئی تدبیر بن پڑے نہ راستہ جانیں تو قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف فرمائے اور اللہ معاف فرمانے والا، بخشنے والا ہے۔

وَقَالَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا (سورہ نسار آیت ۷۵)

اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے۔

توضیح اکراہ کے معنی ہیں کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کسی کام پر مجبور کیا جائے اسی کو جبر بھی کہتے ہیں۔ اکراہ کی دو قسمیں ہیں ایک تام اور اس کو ملجی بھی کہتے ہیں دوسری ناقص اور اس کو غیر ملجی بھی کہتے ہیں

اکراہ تام یہ ہے کہ مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید کی دھمکی دی جائے۔ ضرب شدید کا مطلب یہ ہے کہ اس سے جان جانے کا یا کسی عضو کے بے کار یا تلف ہونے کا اندیشہ ہے مثلاً ظالم یہ کہتا ہے کہ یہ کام کر ورنہ تجھے مارتے مارتے بے کار کر دوں گا۔

اکراہ ناقص یہ ہے کہ جس میں اس سے کم کی دھمکی ہو مثلاً جوتے ماروں گا، کوڑے ماروں گا، مکان میں بند کر دوں گا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دوں گا۔

اکراہ کے شرائط یہ ہیں :۔

(۱) مُکرِہ جس فعل کی دھمکی دیتا ہو اس پر قادر ہو (۲) مکرَہ کو (یعنی جسے دھمکی دی گئی) اس کا غالب گمان ہو کہ اگر میں اس کام کو نہ کروں گا تو یہ جس کی دھمکی دے رہا ہے اسے کر گزرے گا۔ (۳) جس چیز کی دھمکی ہے وہ جان لینا ہے یا عضو کاٹنا ہے یا ایسا غم پیدا کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ کام خوشی اور رضامندی سے نہ ہو (۴) مُکرَہ پہلے سے وہ کام نہ کرنا چاہتا تھا خواہ اپنے حق کی وجہ سے یا کسی دوسرے شخص کے حق کی وجہ سے یا حق شرع کی وجہ سے۔

اس کی فروع اور احکام بہت کثیر ہیں جو فقہ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔

قولہ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ ــــ یہ آیۂ کریمہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہیں کافروں نے پکڑا اور ان کو مجبور کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کرو۔ ظالموں نے انہیں پانی میں غوطے دئے اتنا زیادہ کہ بدحواس ہو گئے اسی حالت میں ظالموں نے جو چاہا کہلا لیا اس کے بعد وہ روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، سرگزشت سنائی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے آنسوؤں کو پونچھا اور فرمایا کوئی حرج نہیں۔ ایسے موقع پر آئندہ بھی اجازت ہے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی ــــ

ایک بار ظالموں نے انہیں آگ میں جلایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ نے اپنے دست مبارک کو ان کے جسم پر پھیرا اور دعا فرمائی اے آگ عمار اور آل عمار پر ٹھنڈی اور سلامت ہو جا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔

قولہ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا ۔ اس کے پہلے ہے۔

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں

أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰةً

مومنوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا تو اللہ کی طرف سے کسی چیز میں نہیں مگر یہ کہ ان سے تمہیں کچھ خوف ہو۔

یعنی اگر اکراہ کی صورت پیدا ہو جائے تو اس کی اجازت ہے کہ بظاہر کافروں سے میل جول کر لو۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ فَعَذَّرَ اللهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ
اور ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان کم زوروں کو معذور رکھا جو اپنے آپ کو جس چیز کے چھوڑنے
تَرْكِ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ وَالْمُكْرَهُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا أُمِرَ بِهِ
سے بچا نہیں سکتے اس کے کرنے کا حکم دیا اور مکرہ بھی اسی معنی کر مستضعف ہوتا ہے کہ اسے جس کام کے کرنے کا
حکم دیا ہے اس سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔

توضیح: یعنی کافروں کے قبضہ میں پھنسا ہوا شخص جس طرح مجبور ہے کہ کافر جو چاہیں اس سے کہلوائیں جو چاہیں کرائیں۔ اسے اس پر قدرت نہیں کہ اللہ عز و جل نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے انھیں کر سکے۔ مجبور ہے کہ اسے چھوڑے۔ یہی حال مکرہ کا ہے کہ وہ بھی مجبور ہے کہ اسے جس کام کے کرنے کا حکم دیا جائے وہ کرے۔ اس لیے جیسے مستضعف خلاف شرع کسی کام کے کرنے سے گنہگار نہیں اسی طرح مکرہ بھی گنہگار نہیں۔ اس لیے جو حکم مستضعف کا ہے وہی مکرہ کا بھی ہونا چاہیے۔

ت	وَقَالَ الْحَسَنُ التَّقِيَّةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ.
۸۲۱	تقیہ قیامت تک ہے۔

تشریحات ۸۲۱ تقیہ کے معنی یہ ہیں کہ اپنے دل کی بات کسی کے سامنے ظاہر کرنے سے بچنا۔ تقیہ کا اصل معنی بچنا ہے۔ اس تعلیق کو امام عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے کہ مومن کے لیے تقیہ قیامت تک جائز ہے مگر قتل میں تقیہ نہ کیا جائے۔ اور عبد بن حمید کا لفظ یہ ہے مگر اس نفس کے قتل میں جسے اللہ نے حرام فرمایا ہے۔ یعنی کسی کو مجبور کیا گیا یہاں تک کہ قتل کی دھمکی دی گئی کہ کسی مسلمان کو قتل کرو مکرہ کو جائز نہیں کہ اسے قتل کرے۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ تقیہ صرف زبان سے ہے۔ اور قلب ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔ دوسرے کو قتل

کرنے کے لیے ہاتھ نہ بڑھائے۔

ت وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ

۸۲۲ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اس شخص کے بارے میں جسے چوروں نے مجبور کیا

لَيْسَ بِشَيْءٍ وَبِهٖ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ۔

اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے یہ کچھ نہیں۔ اور یہی ابن عمر ابن زبیر اور شعبی و حسن بصری نے فرمایا۔

تشریحات ۸۲۲

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ اور امام عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کو حمیدی نے اپنی جامع میں بیہقی نے اور امام عبدالرزاق نے روایت کیا ہے اور امام شعبی کے قول کو امام عبدالرزاق نے اس تفصیل کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اگر چوروں نے اس کو بیوی کے طلاق دینے پر مجبور کیا تو طلاق نہیں اور اگر بادشاہ نے مجبور کیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ امام ابن عیینہ نے اس فرق کی توجیہ یہ کی کہ چور اسے قتل کر دے گا اور امام حسن بصری کے قول کو امام سعید بن منصور نے روایت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مکرہ کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اور ابن بطال نے ابن منذر کے تابع ہو کر کہا کہ اس پر اجماع ہے کہ جو کفر پر مجبور کیا گیا یہاں تک یہاں تک کہ اس کو اپنی جان کا اندیشہ ہو اور وہ کفر کر دے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نہیں نکلے گی۔

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مکرہ کی طلاق واقع نہیں لیکن امام زہری یا قتادہ یا ابو قلابہ کا قول ہے کہ واقع ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے البتہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر زبان سے طلاق دے تو واقع ہو گی اور حالت اکراہ میں تحریری طلاق دے اور زبان سے کچھ نہ کہے تو طلاق واقع نہیں۔

باب لا یجوز نکاح المکرہ ص ۱۰۲۷ — مکرہ کا نکاح جائز نہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(سورۂ نور آیت ۳۳)

اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جبکہ وہ بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو اور جو انہیں مجبور کرے گا تو بے شک اللہ بعد اس کے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر رہیں۔ بخشنے والا مہربان ہے۔

توضیح یہ آیۂ کریمہ راس المنافقین عبد اللہ بن ابی کی دو کنیزوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کا نام معاذہ اور مسیکہ تھا۔ ابن ابی منافق ان دونوں کو مجبور کرتا تھا کہ اجرت لے کر زنا کرائیں اور جاہلیت میں یہ عام رواج تھا اور جب اسلام آیا تو معاذہ نے مسیکہ سے کہا کہ ہم جس حال میں ہیں اگر یہ بہتر ہے تو ہم نے بہت زیادہ کما لیا اور اگر برا ہے تو اب وقت آگیا کہ اسے چھوڑ دیں اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اس آیت میں ان اردن تحصنًا قید احترازی نہیں بلکہ بیان واقعہ ہے چونکہ اس عہد کے جفا کار انہیں زنا پر مجبور کرتے تھے اگرچہ وہ پاک دامن رہنا چاہتی تھیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ پاک دامن نہ رہنا چاہیں تو انہیں زنا پر مجبور کرنا جائز ہے۔ امام بخاری نے اس آیت کو اس باب کے ضمن میں کس مقصد کے لیے ذکر کیا ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ صاحب توضیح نے مذکورہ بالا بات کہہ کر یہ مناسبت پیدا کی کہ جب حرام چیزوں میں اکراہ مکروہ ہے تو حلال چیزوں میں بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہوگا لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔

اس آیت پر ایک شبہہ ہے کہ اکراہ کے بعد فعل حرام کا ارتکاب گناہ نہیں پھر غفور رحیم کے ذکر کا کیا محل ہے؟ جواب یہ ہے کہ زنا حقیقت میں گناہ ہے اور یہ بتانے کے لیے کہ اکراہ کے بعد گناہ نہیں رہتا ارشاد فرمایا فان اللہ غفور رحیم۔ جیسے فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم ٥ میں ہے۔

جمہور کا مذہب یہی ہے کہ مکرَہ کا نکاح باطل ہے اور احناف کے یہاں صحیح ہے جس کی تفصیلی بحث کتب فقہ میں موجود ہے۔

بَابُ إِذَا أُكْرِهَ حَتَّىٰ وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ۔ ص ۱۰۲۷

جب مجبور کیا گیا یہاں تک کہ غلام کو ہبہ کر دیا یا بیچ دیا تو نافذ نہیں۔

وَبِهِ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِيْ فِيْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ دَبَّرَهُ۔

اور یہی مذہب بعض الناس کا ہے اور اگر مشتری نے اس میں منت مان لی تو اس کے زعم میں یہ جائز ہے اور ایسے ہی اگر اس کو مدبر بنا لیا تو صحیح ہے۔

توضیح عام طور پر مشہور ہے کہ امام بخاری جب بعض الناس کہتے ہیں تو ان کی مراد اس سے احناف ہوتے ہیں اگر یہاں بھی ان کی مراد احناف ہی ہیں تو حسب تحقیق علامہ عینی ان سے فروگزاشت ہوئی ہے۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کے بیچنے یا ہبہ کرنے یا کسی اقرار پر مجبور کیا گیا اور اس نے اپنا مال بیچ دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا

یا مال کا اقرار کر لیا تو اکراہ دور ہونے کے بعد اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو ان عقود کو نافذ کر دے اور اگر چاہے تو فسخ کر دے اس لیے کہ یہ عقد اس کے اہل سے اس کے محل میں صادر ہوا اس لیے مفید ملک ہے ہاں اس میں تراضی نہیں پائی گئی تو اس کا حکم وہ ہو گیا جو ایسے تمام عقود کا ہے جن میں شرط فاسد پائی جائے کہ اگر مشتری قبضہ کر کے اس میں کوئی تصرف کر دے جو قابل نقض نہ ہو جیسے آزاد کرنا اور مدبّر کرنا وہ نافذ ہو جائے گا اور مشتری پر قیمت لازم ہو گی اور اگر بائع جائز کر دے تو صحیح ہے کیوں کہ اب تراضی پائی گئی۔

بَابُ اِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنٰى فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا لِقَوْلِهٖ وَمَنْ يُّكْرِهْهُنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ص ۱۰۲۷

جب عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو اس پر حد نہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جس نے انہیں مجبور کیا تو بے شک اللہ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

ت	قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ
۸۲۳	صفیہ بنت ابی عبید نے خبر دی کہ خلیفۂ وقت کے غلاموں میں سے ایک غلام نے
	اَنَّ عَبْدًا مِّنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا
	خمس کی ایک باندی کے ساتھ زنا کیا اور اسے مجبور کیا اور اس کا پردۂ بکارت پھاڑ
	حَتّٰى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ
	ڈالا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حد جاری کیا اور اس کو جلا وطن کر دیا اور لونڈی کو حد نہیں
	اَجْلِ اَنَّهٗ اسْتَكْرَهَهَا۔
	لگائی اس لیے کہ غلام نے اسے مجبور کیا تھا۔

تشریحات ۸۲۳ یہ صفیہ بنت ابی عبید، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زوجہ تھیں رقیق امارت سے مراد یہ ہے کہ وہ خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مملوک تھا۔ ولیدۃ من الخمس سے مراد یہ ہے کہ مال غنیمت میں سے جو خمس بیت المال میں جمع ہوتا ہے یہ لونڈی اس میں تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غلام کو پچاس کوڑے لگوائے اور چھ مہینے کے لیے جلا وطن کر دیا اس لیے کہ غلام کی حد آزاد کی آدھی ہے اور باندی پر حد نہیں جاری فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ مکرہ پر حد نہیں خواہ مکرہ مرد ہو یا عورت۔

ت وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ يُقِيمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ ثَمَنِهَا وَيُجْلَدُ وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْأَئِمَّةِ غُرْمٌ وَلٰكِنْ عَلَيْهِ حَدٌّ۔

۸۲۴ اور امام زہری نے فرمایا کہ کنواری باندی جس کا پردہ بکارت کوئی آزاد شخص پھاڑ ڈالے تو حاکم اس لونڈی کی قیمت میں جو کمی ہو گئی ہے وہ زانی سے وصول کرے اور کوڑا بھی مارے اور اگر لونڈی کنواری نہیں تو ائمہ کے فیصلے میں کوئی مالی تاوان نہیں لیکن اس پر حد ہے۔

تشریح ۸۲۴ امام زہری کے قول کا مطلب یہ ہے کہ زنا کرنے کی وجہ سے پردۂ بکارت پھٹنے کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو کمی پیدا ہو گئی حاکم زانی سے اس کو بھی وصول کرے گا اور اس زانی پر حد بھی جاری کرے گا بشرطیکہ زانی آزاد ہو۔ امام زہری نے اگرچہ فرمایا ہے ویُجلد مگر اس سے مراد حد ہے اگر زانی محصن ہے تو اسے سنگسار کریں گے اور محصن نہیں تو کوڑے ماریں گے۔

بَابُ يَمِينِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوهُ إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيُقَاتِلُ دُونَهُ وَلَا يَخْذُلُهُ فَإِنْ قَاتَلَ دُونَ الْمَظْلُومِ فَلَا قَوَدَ عَلَيْهِ وَلَا قِصَاصَ۔

صـ ۱۰۲۸

کسی کا اپنے ساتھی کے بارے میں یہ قسم کھانا کہ یہ اس کا بھائی ہے جب کہ یہ ڈر ہو کہ کوئی اسے قتل نہ کر دے یا عضو نہ توڑ دے اور ایسے ہی ہر مکرہ کا حکم ہے جو ڈرتا ہو اس سے ظلم کو دور کرے اور اس کی حمایت میں لڑے اور اسے چھوڑ نہ دے اب اگر مظلوم کی حمایت میں کسی کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں۔

وَإِنْ قِيلَ لَهُ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ أَوْ لَتَبِيعَنَّ عَبْدَكَ أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَكُلَّ عُقْدَةٍ أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الْإِسْلَامِ وَسِعَهُ ذٰلِكَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ۔

اور اگر کہا گیا کہ تو ضرور ضرور شراب پی یا مردار کھا یا اپنے غلام کو بیچ یا قرض کا اقرار کر یا کچھ ہبہ کر یا کسی بھی عقد کے بارے میں کہا ورنہ ہم تیرے باپ کو یا تیرے اسلامی بھائی کو قتل کر دیں گے تو اسے ایسا کرنا جائز ہے کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَوْ قِيْلَ لَهٗ لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ اَوْ لَتَاْكُلَنَّ

اور بعض لوگوں نے کہا اگر اس سے کہا گیا کہ شراب پی یا مردار کھا

الْمَيْتَةَ اَوْ لَنَقْتُلَنَّ اِبْنَكَ اَوْ اَبَاكَ اَوْ ذَا رَحِمٍ مُحَرَّمٍ لَمْ يَسَعْهُ

ورنہ ہم تیرے بیٹے یا باپ یا ذو رحم محرم کو قتل کر دیں گے تو اسے یہ جائز نہیں

لِاَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ اِنْ قِيْلَ لَهٗ لَنَقْتُلَنَّ

اس لیے کہ یہ مضطر نہیں ہے پھر اس کے خلاف کہا اگر اس سے کہا گیا ہم

اَبَاكَ اَوْ اِبْنَكَ لَتَبِيْعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ اَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ اَوْ بِهِبَةٍ

تیرے باپ یا بیٹے کو قتل کر دیں گے یا اس غلام کو بیچ یا دَین یا ھبہ کا اقرار کر

يَلْزَمُهٗ فِي الْقِيَاسِ وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ

تو اسے لازم ہے قیاس کے مطابق لیکن ہم استحسان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

عُقْدَةٍ فِيْ ذٰلِكَ بَاطِلٌ فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ رَحِمٍ مُحَرَّمٍ وَغَيْرِهٖ بِغَيْرِ

بیع اور ھبہ اور ہر عقد اکراہ کی صورت میں باطل ہے۔ ان لوگوں نے

كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ

ذی رحم محرم اور دوسرے میں تفریق کی جبکہ یہ تفریق نہ کتاب اللہ میں ہے نہ سنت رسول اللہ میں حالانکہ نبی

لِامْرَاَتِهٖ هٰذِهٖ اُخْتِيْ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی کے بارے میں کہا یہ میری بہن ہے اور یہ اللہ کے دین میں

توضیح کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں بھی بعض الناس سے مراد حنفیہ ہیں۔ یہ تعریض ہے امام بخاری کا کہنا یہ ہے کہ بعض الناس کے قول میں تناقض ہے وہ اس طرح کہ اگر کسی ظالم نے کسی مجبور سے یہ کہا کہ شراب پیو یا یہ کہا کہ مردار کھاؤ ورنہ ہم تمہارے باپ یا بیٹے یا کسی ذو رحم محرم کو قتل کر دیں گے۔ تو اُسے اس حال میں شراب پینا یا مردار کھانا جائز نہیں اس لیے کہ یہ مضطر نہیں۔ اور یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے مضطر اس وقت ہوتا جب وہ خود اس کے قتل کی دھمکی دیتا دوسروں کے قتل کی دھمکی دی تو اضطرار کہاں سے پایا گیا۔

امام بخاری کہتے ہیں پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر کسی ظالم نے یہ دھمکی دی کہ ہم تمہارے باپ بیٹے کو قتل کر دیں گے۔ اگر تم اس غلام کو نہیں بیچو گے اور دَین کا اقرار نہیں کرو گے یا ھبہ نہیں کرو گے تو قیاس اس کا مقتضی ہے کہ اس حال میں جو عقد کرے وہ لازم ہو جائے۔ لیکن ہم استحساناً یہ کہتے ہیں کہ اس حال میں ہر عقد باطل ہے۔ یہ صریح تناقض ہے کہ پہلی صورت میں کہا

کہ اکراہ نہیں اور دوسری صورت میں کہا کہ قیاس اس کا مقتضی ہے کہ اکراہ پایا جا رہا ہے حالانکہ دونوں صورتیں یکساں ہیں۔ اس کا جواب علامہ عینی نے یہ دیا کہ یہاں مناقضہ نہیں ہے اس لیے کہ مجتہد کو جائز ہے کہ استحسان کی بناء پر قیاس کو ترک کرے اور استحسان حنفیہ کے نزدیک حجت ہے۔

قولہٗ فرّقوا۔ دوسری تعریض یہ کی کہ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی سے کہا گیا اس اجنبی شخص کو قتل کر یا فلاں چیز کو بیچ دے اس نے اس چیز کو بیچ دیا تو بیع لازم ہے اور اگر کسی ذی رحم محرم کے بارے میں یہی بات کہی اور اُسنے اس چیز کو بیچ دیا تو عقد لازم نہیں۔ یہ تفریق نہ کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ احادیث سے ثابت ہے۔ اس کا جواب علامہ بدرالدین محمود عینی نے یہ دیا کہ یہ کتاب اللہ سے بھی ثابت ہے اور سنت سے بھی ثابت ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا" اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ (زمر آیت ۱۸) وہ لوگ جو بات سُن کر سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور حدیث یہ ہے۔ مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ۔ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ظالم بادشاہ کے روبرو اپنی اہلیہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کہا یہ میری بہن ہے سارہ رشتہ کے اعتبار سے ان کی بہن نہیں تھیں کہ ذی رحم محرم ہوتیں بلکہ دینی بہن تھیں۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ اکراہ کی حالت میں قریب و بعید کے لحاظ سے کچھ فرق نہیں پڑتا صرف مسلمان ہونا کافی ہے۔ "فی دین اللہ" حضرت امام بخاری کا قول ہے، مراد یہ ہے کہ اللہ کے دین میں میری بہن ہے۔

ت	وَقَالَ النَّخَعِیُّ اِذَا کَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا فَنِیَّةُ الْحَالِفِ
۸۲۵	امام نخعی نے فرمایا اگر قسم کھلانے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہے اور
	وَاِنْ کَانَ مَظْلُوْمًا فَنِیَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ۔
	اگر مظلوم ہو تو قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہے۔

تشریح ۸۲۵ اس تعلیق کو امام محمد بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب الآثار میں روایت کیا ہے مستحلف کے مظلوم ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کا کوئی حق کسی پر ہے اور صاحب حق کے پاس پیسہ نہیں تو وہ مدعیٰ علیہ سے قسم لے گا۔ یہاں مدعی مظلوم ہے تو قسم میں مدعی کی نیت کا اعتبار ہو گا۔ حضرت امام مالک اور جمہور کا مذہب یہی ہے۔ اور ہمارے یہاں ہمیشہ قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحیل ص ۱۰۲۸

توضیح حِیَل حیلہ کی جمع ہے۔ حیلہ اس خفیہ طریقۂ کار کو کہتے ہیں جس سے مقصود کو حاصل کیا جائے۔ حیلہ جس بنیاد پر کیا جاتا ہے اس کے اعتبار سے اس کی کئی قسمیں ہیں اوّل کسی مباح طریقہ کو کسی حق کے باطل کرنے یا باطل کے اثبات کا ذریعہ بنایا جائے تو وہ حرام ہے۔ دوّم کسی حق کے ثابت کرنے یا باطل کے دفع کرنے کا ذریعہ ہو۔ یہ کبھی واجب ہوتا ہے کبھی مستحب۔ سوّم۔ اور اگر کسی ناپسندیدہ چیز میں واقع ہونے سے بچنے کے لیے کیا جائے تو یہ کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی مباح۔ چہارم اور اگر کسی مستحب کے ترک کا ذریعہ بنایا جائے تو یہ مکروہ ہے۔

حیلہ کی اصل قرآن مجید اور احادیث میں موجود ہے۔ سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب آزمائش میں مبتلا تھے اور سب نے انہیں چھوڑ دیا تھا اور صرف ان کی اہلیہ ان کی خدمت کرتی تھیں۔ ایک بار دیر میں حاضر ہوئیں تو سیدنا ایوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے قسم کھائی کہ تم کو صحت کے بعد سو ضربیں ماروں گا۔ اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا:۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ۔ (سورہ ص آیت ۴۴) — اور اپنے ہاتھ میں (سو تنکوں والا) ایک جھاڑو لے کر مارو اور قسم نہ توڑو۔

ابوداؤد اور دوسری سنن میں حضرت ابوعبادہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے کہ ایک انصاری بیماری کی وجہ سے اتنے کمزور ہوگئے تھے کہ صرف ہڈی پر چمڑا رہ گیا تھا اسی حال میں انہوں نے زنا کر لیا پھر اس پر نادم ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو سو کوڑے مارے جائیں انہوں نے عرض کیا کہ وہ اتنے کمزور ہیں کہ ہڈی پر صرف چمڑا رہ گیا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باریک باریک سو ٹہنیاں لے کر انہیں ایک دفعہ مار دیا جائے۔ بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی نجار کے ایک شخص کو جن کا نام سواد غزیّہ تھا، خیبر پر عامل مقرر فرمایا تو وہ جنیب وصول کر کے لائے جو خیبر کی کھجوروں میں سب سے عمدہ قسم تھی۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں تو انہوں نے عرض کیا

نہیں۔ ہم اس کھجور کا ایک صاع دو صاع کے عوض خریدتے ہیں اور دو صاع کو تین صاع کے عوض۔ فرمایا ایسا مت کر۔ ساری کھجوروں کو درم کے عوض بیچو پھر درم کے بدلے میں جنیب خرید د۔

حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ سبھی کو معلوم ہے۔ اس لیے بضرورت حیلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض دفعہ ضروری ہو جاتا ہے مثلاً زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم کا دینی مدارس میں صرف کرنا اصل کے اعتبار سے جائز نہیں اس لیے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے تملیک مستحق شرط ہے۔ ارشاد ہے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ لیکن اگر آج زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم مدرسوں میں قبول نہ کی جائے تو دینی مدارس کی بقا سخت خطرے میں پڑجاتے گی۔

میرے طالب علمی کے زمانے میں دینی مدارس کا بہت بُرا حال تھا خود ہمارا یہ اشرفیہ موت و زیست کی کش مکش میں تھا ایسا بھی دور گزرا ہے کہ چھ چھ سات سات مہینے تک کچھ مدرسین کو تنخواہیں نہیں ملی ہیں لیکن جب سے زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم دینی مدارس میں قبول کی جانے لگیں اور حیلۂ تملیک کر کے صرف کی جانے لگیں صرف جامعہ اشرفیہ ہی نہیں سارے مدارس مالامال ہیں جس کی وجہ سے دینی مدارس کو کافی استحکام حاصل ہوا اور ہو رہا ہے جسے دیکھ کر مذہب دشمن عناصر زکوٰۃ اور فطرہ پر للچائی ہوئی نظریں رکھتے ہیں اور سیدھے سادے مسلمانوں سے مختلف حیلوں سے انجمنیں قائم کر کے زکوٰۃ اور فطرہ کی رقوم وصول کر کے مزے سے ٹھاٹ باٹ کرتے ہیں۔

بہرحال قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں بوقت حاجت حیلہ کی اجازت ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم دی۔

اس کے برخلاف بعض آیات اور احادیث سے حیلہ کی مذمت بھی ظاہر ہوتی ہے مثلاً اصحاب سبت کا قصہ اور یہود کے بارے میں جو حدیث میں آیا ہے کہ ان کے اوپر چربی حرام کی گئی ہے تو انہوں نے چربی کو پگھلایا پھر بیچا اور اس کی قیمت کھالی۔ لیکن ہم نے اس کے پہلے حیلے کے جواز کے سلسلہ میں جو حدیثیں نقل کی ہیں اُن میں اور اصحاب سبت کے قصے اور یہود کے چربیوں کے بیچنے میں ایک واضح فرق موجود ہے مثلاً حضرت سوید بن غزیہ کی حدیث میں بالکل واضح ہے کہ معمولی کھجوروں کو درم کے ساتھ بیچا اس میں کسی طرح کوئی بھی نقص نہیں۔ پھر اُن دراہم سے جنیب خریدا اس میں بھی کوئی شرعی نقص نہیں لیکن اصحاب سبت دریا کے کنارے گڑھا کھود کر پانی سے بھر رکھتے جس کا راستہ دریا سے رہتا۔ اور سنیچر کی شام کو جا کر اس راستہ کو بند کر دیتے جدھر سے پانی دریا میں جاتا تھا۔ یہ ایک طرح سے مچھلیوں کو شکار کر لینا تھا کیونکہ گڑھے میں آ جانے کے بعد مچھلیاں اُن کے قبضے میں آجاتی تھیں یہ ایک طرح سے شکار کرنا ہی تھا ___ اور

یہودیوں پر جس طرح چربی کا کھانا حرام تھا اسی طرح اس کا بیچنا بھی حرام تھا۔ انہوں نے چربی کو بیچا جو اُن کی شریعت میں مال نہیں تھا۔ اس لیے اس کی جو قیمت لی وہ مالِ خبیث ہوئی۔ اس سلسلہ میں صاحب محیط کا ارشاد بنیادی حیثیت رکھتا ہے کہ حیلہ اگر حرام و گناہ سے بچنے کے لیے ہو تو اچھا ہے اور اگر کسی مسلمان کا حق باطل کرنے کے لیے ہو تو اچھا نہیں بلکہ گناہ و ظلم ہے۔

اور امام نسفی نے کافی میں فرمایا کہ حضرت امام محمد بن حسن نے فرمایا مومن کے اخلاق میں سے یہ نہیں کہ حیلوں کے ذریعہ اللہ کے احکام سے فرار کرے۔ اس طرح کہ اس سے حق کا ابطال لازم آئے۔

بَابٌ فِي تَرْكِ الْحِيَلِ۔ وَ اَنَّ لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوىٰ فِي الْاَيْمَانِ وَغَيْرِهٖ۔ حیلوں کے چھوڑنے کے بیان میں اور یہ کہ ہر شخص کے لیے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔ قسم ہو یا کچھ اور۔

ص ۱۰۲۸

توضیح کتاب الحیل کہنے سے کچھ نہیں سمجھ میں آرہا تھا کہ حضرت امام بخاری کا مذہب کیا ہے؟ کہ وہ حیلہ کو جائز سمجھتے ہیں یا ناجائز؟۔ اس لیے انہوں نے ترک الحیل کا باب باندھا کہ واضح ہو جائے کہ حضرت امام بخاری حیلہ کے جواز کے قائل نہیں۔

اس باب کے ثبوت کے لیے حدیث "انما الاعمال بالنیات" لائے۔ اس سے دو بات ثابت ہوئی کہ حضرت امام بخاری اعمال کو عبادات کے ساتھ خاص نہیں مانتے بلکہ وہ ہر عمل کو اس میں شامل مانتے ہیں جن میں معاملات بھی داخل ہیں اور وہ بالنیات یا بالنیۃ کا مقدر صحت یا ثواب کو نہیں مانتے بلکہ اعتبار مانتے ہیں۔ اب ان کی تحقیق کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کوئی نیک کام کسی دنیوی مقصد کے لیے کرے تو اعتبار اس کی نیت کا ہو گا جیسا کہ اُمّ قیس کی حدیث سے ظاہر ہے۔ طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہم میں ایک صاحب تھے جنہوں نے امّ قیس نامی ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ ان خاتون نے یہ جواب دیا کہ اگر ہمارے ساتھ ہجرت کرو تو پیغام منظور ہے۔ انہوں نے اس خاتون کے ساتھ ہجرت کی اور ان کا نکاح امّ قیس کے ساتھ ہو گیا۔ ہم لوگ انہیں مہاجر ام قیس کہا کرتے تھے۔

اس کا حاصل یہ نکلا کہ حضرت امام بخاری کے نزدیک اعتبار معنی کا ہے لفظ کا نہیں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ صاحب ہجرت کر کے ثواب سے محروم رہے لیکن اس وقت ہجرت فرض تھی وہ فرض ادا ہو گیا ورنہ لازم آئے گا کہ یہ صاحب اور ام قیس دونوں فرض کے تارک ہونے کی وجہ سے فاسق ہوئے۔

ہم نے اول کتاب میں ثابت کیا ہے کہ نیت کا متعلق ثواب ہے

بَابٌ فِی الصَّلٰوۃِ ص۱۰۲۸ نماز کے بیان میں۔

توضیح اس باب کے ثبوت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز نہیں قبول فرمائے گا جب وہ حدث کرے یہاں تک کر وضو کرلے۔

یہ حدیث کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ یہاں کتاب الحیل میں اس حدیث کو ذکر کرکے امام بخاری احناف پر تعریض کر رہے ہیں۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نماز سے باہر ہونے کے لیے لفظ السلام فرض نہیں، واجب ہے اس لیے کہ فرض کے ثبوت کے لیے خبر واحد کافی نہیں۔ ہاں واجب کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ فرض کے ثبوت کے لیے دلیل قطعی الثبوت، قطعی الدلالۃ ضروری ہے اور لفظ سلام کے بارے میں ایسی کوئی نص نہیں۔ نماز سے باہر ہونے کے لیے خروج بصنعہ فرض ہے یعنی بالقصد ایسا کام کرنا جو نماز کے منافی ہو مثلاً کام کرنا، کھانا کھانا یا کچھ پینا وغیرہ۔ اس پر بعض مخالفین نے ازراہ تمسخر احناف پر طنز کیا کہ اگر کوئی شخص نماز کے ارکان پورا کرنے کے بعد بالقصد ہوا خارج کرے۔ یہ خروج بصنعہ ہوا یا نہیں ــ اب مخالفین نے اس کو رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کرنا شروع کیا۔ اللہ عزوجل رحم فرمائے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی انہیں لوگوں میں ہیں۔ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ احناف کا یہ قول حدیث صحیح کے معارض ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی حدث کرے تو جب تک وضو نہیں کرلے گا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی ــ ہمارا یہ کہنا ہے کہ یہ حکم اثنائے نماز کا ہے یا ابتدائے نماز کا یعنی اگر کوئی بے وضو نماز شروع کرے، نماز نہ ہوگی یا اثنائے نماز میں حدث ہوجائے تو نماز نہ ہوگی لیکن نماز پوری ہونے کے بعد حدث سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

مشہور حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی نماز پڑھ رہے ہیں تعدیل ارکان نہیں کر رہے ہیں تو انہیں نماز کی تعلیم دی اخیر میں فرمایا ثم اجلس حتیٰ تطمئن جالساً پھر بیٹھ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جائے اور فرمایا فاذا فعلت ھٰذا فقد تمت صلوٰتک[عہ] جب تم نے یہ کرلیا تو تیری نماز پوری ہوگئی ــــ یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا رفاعہ بن رافع سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قعدۂ اخیرہ کرلینے کے بعد فرمایا جب تو نے یہ کرلیا تو تو نے اپنی نماز پوری

عہ ابوداؤد ص۱۲۴ ترمذی ص۴۰۔

کرلی۔ اس سے ثابت ہوا کہ قعدۂ اخیرہ سے نماز پوری ہوگئی۔ لیکن نماز سے باہر آنے کے لیے بالقصد کوئی فعل منافی نماز کرنا ضروری ہے اس لیے خروج بصنعہ فرض ہے۔ رہ گیا لفظ السلام تو یہ فرض نہیں واجب ہے۔ جو شخص اس کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نماز سے باہر ہوگا تو اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

صحیح بات یہ ہے کہ اس باب کے ضمن میں حضرت امام بخاری جو حدیث لائے ہیں اس کا باب سے کوئی تعلق نہیں۔ باب کا مطلب ہے نماز چھوڑنے کے لیے حیلہ۔ اور ہمارا مسلک جو ہے اس میں نماز چھوڑنے کا سوال ہی نہیں ہے۔ بحث اس میں ہے کہ لفظ السلام فرض ہے یا نہیں۔ اگر کوئی شخص لفظ السلام کہنے کے بجائے بالقصد کوئی ایسا فعل کرے جو منافی نماز ہو تو نماز اس معنی کر ہوگئی کہ اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہوگیا۔

بَابٌ فِي الزَّكٰوةِ وَاَنْ لَا يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ صـ ۱۰۲۸

زکوٰۃ سے بچنے کے حیلے کے بیان میں اور یہ کہ زکوٰۃ کے ڈر سے مجتمع کو متفرق نہیں کیا جائے گا اور نہ متفرق کو اکٹھا کیا جائے گا۔

توضیح

لا یجمع بین متفرق الخ۔ یہ ایک حدیث کا جز ہے جو کتاب الزکوٰۃ میں مفصل گزر چکی ہے اور یہاں بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک حصہ تحریر فرمایا ہے اس کی توضیح یہ ہے کہ دو آدمی ہیں جن میں ہر ایک کے پاس چالیس چالیس بکریاں ہیں تو ان پر ہر چالیس بکری میں ایک بکری واجب ہے تو ان کو اکٹھا نہیں کیا جائے گا اکٹھا کرنے کی صورت میں کل اسّی بکریاں ہوں گی جن میں صرف ایک بکری واجب ہے اسی طرح اگر دو شریکوں کے درمیان چالیس بکری ہو تو ان کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا ہر ایک کے حصہ کی بیس بکری مان لی جائے تاکہ زکوٰۃ واجب نہ ہو۔

اس کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان اعرابی کی حدیث ذکر کی جن کے سوال کرنے پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں شرائع اسلام کی تعلیم دی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے عرض کیا تھا۔ "لَا اَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا" اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر فرض فرمایا ہے اس میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔

امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ فرائض میں کمی کرنا جائز نہیں اگرچہ بذریعہ حیلہ ہو۔ اس سے ہم کو بھی اتفاق ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ بَعِيْرٍ حِقَّتَانِ فَاِنْ

اور بعض لوگوں نے کہا ایک سو بیس ۱۲۰ اونٹ میں دو حقے ہیں پس اگر اسے قصداً ہلاک کر دیا

أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا أَوْ وَهَبَهَا أَوْ احْتَالَ فِيهَا فِرَارًا مِنَ الزَّكٰوةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ۔

یا کسی کو ہبہ کر دیا یا زکوٰۃ سے بچنے کے لیے کوئی بھی حیلہ اختیار کیا تو اس پر کچھ نہیں۔

حِقّہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا تین سال پورا ہو گیا ہو۔

یہاں حضرت امام بخاری نے شدت غضب میں أهلكها فرمایا۔ کیا دنیا میں کوئی بھی عقل والا ایسا مل سکتا ہے جو دو اونٹنیاں فقراء کو دینے سے بچنے کے لیے ایک سو بیس اونٹ کو ہلاک کر دے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر سال تمام سے پہلے یہ سب اونٹ کسی کو ہبہ کر دے اور اسے قبضہ بھی دلا دے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوئی۔ اس لیے کہ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے پورا ایک سال گزرنا شرط ہے یہ اسقاط زکوٰۃ نہیں اور نہ زکوٰۃ سے فرار ہے جب اس پر زکوٰۃ فرض ہی نہیں ہوئی تو اس سے فرار یا اسقاط کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اگر واقعی کوئی شخص زکوٰۃ کے وجوب سے بچنے کے لیے یہ حیلہ کرے تو وہ قابل مذمت ہے چنانچہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ فَخَافَ أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ

اور بعض الناس نے کہا اس شخص کے بارے میں جس کے پاس اونٹ ہیں اسے ڈر ہوا

الصَّدَقَةُ فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا أَوْ بِغَنَمٍ أَوْ بِبَقَرٍ أَوْ بِدَرَاهِمَ فِرَارًا

کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی تو اس نے سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے ان

مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ احْتِيَالًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنْ زَكّٰى إِبِلَهُ

اونٹوں کو دوسرے اونٹوں سے یا بکری کے عوض یا گائے کے عوض یا دراہم کے عوض زکوٰۃ سے بچنے کے لیے

قَبْلَ أَنْ يَحُولَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسَنَةٍ جَازَتْ عَنْهُ۔

بیچ دیا تو اس پر کچھ نہیں حالانکہ وہی یہ بھی کہتا ہے کہ اگر اپنے اونٹوں کی زکوٰۃ سال پورے ہونے سے ایک دن پہلے یا ایک سال پہلے دے دی تو جائز ہے۔

توضیح: یہ بھی ہم احناف پر تعریض ہے۔ امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ احناف کے مسائل میں تناقض ہے وہ اس طرح کہ ان کا ایک قول یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس بقدر نصاب اونٹ ہوں اور سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے اُن اونٹوں کو بیچ دے تو اس پر زکوٰۃ نہیں پھر احناف کہتے ہیں کہ اگر کسی نے سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے یا سال بھر پہلے زکوٰۃ ادا کر دی تو ادا ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سال پورا ہونے سے پہلے ان کے یہاں زکوٰۃ واجب ہو

جاتی ہے۔ اگر واجب نہ ہوتی تو زکوٰۃ دینا زکوٰۃ دینا نہ ہوتا بلکہ صدقۂ نافلہ ہوتا۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ جس طرح صدقۂ فطر عید سے پہلے دے دینا جائز ہے جیسا کہ اسی بخاری ص۲۰۵ میں ہے "کانوا یُعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ" کہ اہل مدینہ عید سے ایک دو دن پہلے صدقۂ فطر دے دیا کرتے تھے۔ حالانکہ صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے عید کے دن۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی اگرچہ واجب ہوگی سال پورا ہونے پر مگر پہلے ادا کر دینا صحیح ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کسی سے قرض لیا تھا اور اسے میعاد سے پہلے ہی ادا کر دیا۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا بَلَغَتِ الْإِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا فِرَارًا أَوْ إِحْتِيَالًا لِإِسْقَاطِ الزَّكٰوةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ فَلَا شَيْءَ فِيْ مَالِهٖ۔

اور بعض الناس نے کہا جب اونٹ بیس تک پہنچ جائیں تو ان میں چار بکریاں ہیں اب اگر سال پورا ہونے سے پہلے اس نے کسی کو ہبہ کر دیا یا بیچ دیا زکوٰۃ سے بچنے کے لیے یا زکوٰۃ ساقط کرنے کے لیے حیلہ کے طور پر تو اس پر کچھ نہیں اور ایسے ہی اگر اسے تلف کر دیا پھر مر گیا تو اس پر کچھ نہیں۔

توضیح امام بخاری کے اس قول کے پہلے حصہ کا جواب ابھی گزرا۔ رہ گیا دوسرا حصہ تو ظاہر ہے کہ محل زکوٰۃ وہ اونٹ تھے جب وہ باقی نہ رہے تو زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی۔

امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے جیسے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے منت مانی تھیں کہ اچانک ان کا انتقال ہو گیا منت پوری نہ کر سکیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو حضور نے فرمایا اپنی ماں کی طرف سے یہ منت پوری کرو۔ تو جب منت موت سے ساقط نہ ہوئی تو زکوٰۃ جو منت سے بدرجہا اہم ہے بدرجۂ اولیٰ ساقط نہ ہوگی۔

اقول وھو المستعان دونوں میں فرق واضح ہے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے جب منت مان لی تھی تو وہ ان پر واجب ہوگئی بخلاف یہاں کے کہ جب نصاب پر سال پورا ہی نہیں ہوا تو اس پر زکوٰۃ فرض ہی نہ ہوئی۔ اس لیے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا درست نہیں۔ علاوہ ازیں نذر حق العبد ہے اور زکوٰۃ حق اللہ اس لیے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ فَهُوَ جَائِزٌ

اور بعض الناس نے کہا اگر حیلہ کیا یہاں تک کہ شغار پر نکاح کر لیا تو جائز ہے اور شرط

وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ۔ وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ النِّكَاحُ فَاسِدٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ۔

باطل ہے۔ اور متعہ میں کہا نکاح فاسد ہے اور شرط باطل ہے۔ ان کے بعضوں نے کہا متعہ اور شغار جائز ہے اور شرط باطل ہے۔

توضیح یہ بھی احناف پر تعریض ہے۔ ہمارے یہاں نکاح شغار منعقد ہے اور مہر مثل واجب۔ نکاح شغار یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص کی لڑکی سے نکاح کیا اس شرط پر کہ اپنی لڑکی کا نکاح پہلے شخص سے کر دے اور مہر کچھ نہ ہو اس نکاح سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا جیسا کہ امام بخاری نے یہیں حدیث ذکر کی ہے ہمارے یہاں نکاح شغار کا حکم یہ ہے کہ دونوں نکاح صحیح اور ہر ایک پر مہر مثل واجب ہوگا۔ اور یہ شرط کہ مہر کچھ نہ ہوگا باطل ہے البتہ ایسا نکاح کرنے والے گنہگار ہوں گے۔ نکاح شغار کے صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں جبکہ عقد اپنے اہل سے اپنے محل میں صادر ہوا ہے تو اسے کالعدم قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں، ہاں البتہ یہ شرط کہ مہر کچھ نہ ہوگا باطل ہے ۔ متعہ کے سلسلے میں ہمارا اصل مذہب یہی ہے کہ ناجائز و حرام ہے اور متعہ کے نام سے جو نکاح ہوا ہے وہ فاسد ہے ۔ رہ گیا یہ کہ امام بخاری نے فرمایا کہ ان کے بعض نے فرمایا کہ متعہ جائز ہے اور شرط باطل ہے یہ کون ہیں معلوم نہیں ہو سکا۔ بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ امام زفر پر تعریض ہے لیکن یہ تعریض اس وقت درست ہوتی جب امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مسلک ہوتا کہ متعہ جائز ہے اور شرط باطل ہے۔ متعہ کا حرام ہونا احناف کے نزدیک متفق علیہ ہے۔

حضرت امام بخاری نے اس کے بعد متعہ کی حرمت والی حدیث ذکر کر کے پھر وہی بات لوٹائی ہے جو ابھی مذکور ہوئی۔ اس تکرار سے امام بخاری کا کیا مقصد ہے اس کے سمجھنے سے یہ خادم ہی نہیں سارے شارحین عاجز ہیں۔ سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ احناف کے صحیح مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے شدت غیظ و غضب میں ایک ہی بات کو بار بار ذکر فرما رہے ہیں۔ زکوٰۃ کے مسئلہ میں بھی یہی کیا اور اب بھی یہی کر رہے ہیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهٖ فَضْلُ الْكَلَاءِ۔ ص ۱۰۳۰

بیوع میں حیلہ کا مکروہ ہونا اور یہ کہ زائد پانی سے لوگوں کو روکا نہ جائے تاکہ اس سے فاضل چراگاہ کو روکا جائے۔

توضیح باب کا دوسرا حصہ حدیث کا حصہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی قبیلہ والا اتنے پانی پہ قادر ہے جو اس کی ضروریات سے فاضل ہو تو دوسرے

قبیلہ والوں کے جانوروں کو پانی کے استعمال سے نہ روکے۔ قصہ یہ ہے کہ پانی کے تالاب یا کنویں پر جو قابض ہے وہ اس کی ملک ہے وہ چاہے تو دوسرے کو پانی استعمال کرنے نہ دے۔ اور چراگاہ کسی کی ملک نہیں۔ کسی قبیلے کے پاس اگر پانی فاضل ہے تو دوسرے قبیلہ والوں کے پانی استعمال کرنے میں ان کا کوئی حرج نہیں لیکن ہوگا یہ کہ جانور جب پانی پینے آئیں گے تو لامحالہ چراگاہ میں چریں گے اور چونکہ چراگاہ کسی کی ملک نہیں اس لیے کوئی کسی کو چراگاہ میں جانور چرنے سے روک نہیں سکتا۔ اب حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ تمہارے پاس اگر پانی زائد ہے تو ضرورت مندوں کو استعمال کرنے سے نہ روکو ان کے مویشیوں کو پانی پینے کے لیے آنے دو اگرچہ وہ پانی پینے کے لیے آتے وقت یا پانی پی کر جاتے وقت چراگاہ میں چریں۔

کچھ لوگ ایسا کرتے تھے کہ زائد پانی دوسرے کو استعمال نہیں کرنے دیتے تھے کہ ان کے جانور ہماری چراگاہ میں چریں گے تو لامحالہ ضرورت مند پانی خریدتے تھے۔ اور یہ خریداری ذریعہ بنتی تھی۔ چراگاہ میں جانور کے چرنے کا۔ گویا پانی بیچنے کو حیلہ بناتے تھے چراگاہ میں جانور چرانے کا اسے اس حدیث میں منع فرمایا گیا۔

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبُيُوْعِ ص ۱۰۳۰ بیوع میں دھوکہ سے ممانعت کا بیان۔

ت	وَقَالَ اَيُّوْبُ يُخَادِعُوْنَ اللهَ كَاَنَّمَا يُخَادِعُوْنَ اٰدَمِيًّا۔ لَوْ اَتَوُا
۸۲۶	اور ایوب سختیانی نے کہا۔ یخادعون اللہ سے مراد یہ ہے گویا کہ وہ کسی آدمی کو دھوکہ دیتے
	الْاَمْرَ عِيَانًا كَانَ اَهْوَنَ عَلَيَّ۔
	ہیں۔ اگر وہ بات صاف صاف کریں تو مجھ پر زیادہ ہلکا ہو۔

توضیح اس تعلیق کو امام وکیع نے اپنے مصنف میں روایت کیا ہے حضرت ایوب سختیانی کی مراد یہ ہے کہ اگر وہ کھلے بند کہہ دیں کہ میں اتنی زائد قیمت لے رہا ہوں تو زیادہ بہتر تھا۔

امام بخاری کا مقصد غالباً یہ ہے کہ بازار بھاؤ سے زیادہ قیمت لینا بھی خداع میں داخل ہے۔

بَابٌ اِذَا غَصَبَ جَارِيَةً فَزَعَمَ اَنَّهَا مَاتَتْ فَقُضِيَ بِقِيْمَةِ الْجَارِيَةِ الْمَيِّتَةِ ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا فَهِيَ لَهٗ وَيَرُدُّ الْقِيْمَةَ۔

کسی نے کسی کی باندی کو غصب کیا پھر گمان کیا کہ وہ مر گئی جس کی وجہ سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ غاصب مردہ لونڈی کی قیمت مالک کو ادا کرے اس کے بعد مالک کو لونڈی زندہ مل گئی تو لونڈی مالک کی ہے اور غاصب کو قیمت واپس کر

وَلَا یَکُوْنُ الْقِیْمَۃُ ثَمَنًا۔

دی جائے گی۔ اور یہ قیمت لونڈی کا ثمن نہیں ہوگی۔

صـ ۱۰۳۰

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الْجَارِیَۃُ لِلْغَاصِبِ لِأَخْذِہٖ الْقِیْمَۃَ وَفِیْ ھٰذَا اِحْتِیَالٌ لِمَنِ اشْتَھٰی جَارِیَۃَ رَجُلٍ لَا یَبِیْعُھَا فَغَصَبَھَا وَاعْتَلَّ بِاَنَّھَا مَاتَتْ حَتّٰی یَاْخُذَ رَبُّھَا قِیْمَتَھَا فَیُطَیَّبُ لِلْغَاصِبِ جَارِیَۃُ غَیْرِہٖ۔ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْوَالُکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ وَلِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

اور بعض الناس نے کہا کہ اس صورت میں لونڈی غاصب کی ہے کیونکہ اس نے قیمت لے لیا۔ اس میں اُس شخص کے لیے حیلہ ہے جو کسی شخص کی لونڈی کو چاہے جسے وہ شخص بیچنے پر راضی نہ ہو اور غصب کرلے اور یہ عذر بیان کرے کہ وہ مرگئی تاکہ اس کا مالک اس کی قیمت لے لے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غاصب کے لیے دوسرے کی لونڈی جائز ہوگئی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے مال تم پر حرام ہیں اور ہر فریبی کے لیے قیامت کے دن جھنڈا ہوگا۔

توضیح حسب عادت یہ بھی احناف پر تعریض ہے اور اس کی بھی بنیاد حضرت امام بخاری کا قلت تفقہ ہے اور احناف کے مسائل سے کما حقہٗ عدم واقفیت ہے۔

احناف کا صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں غاصب پر واجب کہ لونڈی کو واپس کرے۔ اس لیے سرے سے اس تعریض کی کوئی گنجائش ہی نہیں اور احناف میں سے جو علماء یہ کہتے ہیں کہ لونڈی غاصب کی ہے اس کی بنیاد ایک اصل پر ہے وہ یہ ہے کہ جھوٹی گواہی پر قاضی کا فیصلہ ظاہراً او باطناً دونوں طرح نافذ ہوتا ہے یا صرف ظاہراً نافذ ہوتا ہے باطناً نہیں اس کو امام سرخسی نے مبسوط میں بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

صورت مبحوثہ میں جب قاضی نے یہ فیصلہ کردیا کہ لونڈی مرچکی ہے اور غاصب مالک کو لونڈی کی قیمت ادا کردے اور مالک نے غاصب سے لونڈی کی قیمت لے لی اس کے بعد یہ کہنا کہ لونڈی پہلے شخص کی ملک میں ہے، بدل اور مبدل منہ دونوں کا ایک شخص کی ملکیت میں جمع ہونے کا قول کرنا ہے اور یہ نہ عقلاً صحیح ہے نہ شرعاً اور اتنی بات ہم بھی کہتے ہیں کہ لونڈی کے حاصل کرنے کے لیے غاصب نے ایک نہیں کئی جرم کیے، غصب کیا، جھوٹ بولا، جھوٹے گواہ پیش کیے اور اس کی بہت سی نظیریں ہیں کہ ایک فعل ناجائز ہے مگر حکم شرعی اس پر مرتب ہوتا ہے مثلاً حالت حیض میں طلاق جائز نہیں لیکن اگر کوئی دے گا تو طلاق پڑ جائے گی۔

اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض کی توجیہ گزر چکی ہے۔

بَابٌ فِی النِّکَاحِ ص ۱۰۳۰

نکاح میں حیلہ کا بیان

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنْ لَمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِكْرُ وَلَمْ تَزَوَّجْ فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَيْ زُورٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا فَأَثْبَتَ الْقَاضِي نِكَاحَهَا وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلٌ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَطَأَهَا وَهُوَ تَزْوِيجٌ صَحِيحٌ۔

اور بعض الناس نے کہا کہ اگر باکرہ بالغہ سے اذن نہیں لیا اور نہ شادی کی اور اس شخص نے حیلہ کیا اور دو جھوٹے گواہ کھڑے کردیئے کہ اس نے اس عورت کے ساتھ اس کی رضامندی سے نکاح کیا ہے اس پر قاضی نے نکاح ثابت ہونے کا حکم دے دیا حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ گواہی باطل ہے پھر بھی کوئی حرج نہیں کہ یہ شخص اس عورت سے وطی کرے اور یہ تزویج صحیح ہے۔

توضیح: اس مسئلہ کو لے کر آج کل کے غیر مقلدین وہابی بہت احناف پر لعن طعن اور تشنیع کرتے رہتے ہیں حالانکہ اس قسم کے کیس میں یہی فیصلہ مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ میرا اس سے نکاح ہوا ہے عورت نے انکار کیا مدعی نے دو گواہ پیش کیے جس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح ثابت ہونے کا حکم کیا جب اس نے یہ دیکھا تو عرض کیا اے امیر المومنین میرا اس سے نکاح کردیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کر دیا نیز مبسوط ہی میں ہے کہ حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی بھی اسی کے مثل ہے حضرت امام بخاری تو یوں معذور سمجھے جاسکتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام شعبی کے فتوے کا علم نہ رہا ہو لیکن غیر مقلدین سب کچھ جانتے ہوئے صرف اپنے کفریات اور ضلالات پر پردہ ڈالنے کے لیے اس مسئلہ کو احناف کی طرف نسبت کرکے خوب دل کے بخار نکالتے ہیں لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جب امیر المومنین مولی المسلمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی فتوی ہے کہ اس مسئلہ کو لے کر جتنا کیچڑ اچھالیں گے وہ سب حضرت امام شعبی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑے گا مگر غیر مقلدین کے مذہب کی بنیاد ہی اسی پر قائم ہے۔ وہ تو چاہتے ہی ہیں کہ مسلمان صحابۂ کرام تابعین عظام سے کٹ کر ان کے دام تزویر میں پھنسیں۔

مسئلہ کی توضیح سے پہلے ہمارا ایک سوال ہے کہ قاضی کے فیصلہ کے بعد یہ عورت کیا کرے جب قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ مثلاً یہ زید کی بیوی ہے اور وہ کسی اور سے نکاح کرے تو تعزیر بلکہ حد کی مستحق ہوگی اور بقول غیر مقلدین زید کے لیے حلال نہیں تو ایسی صورت میں اس عورت کی زندگی برباد ہوگی مولیٰ عزوجل امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس قسم کی مظلومہ عورتوں کے لیے انہوں نے ایک تدبیر فرمادی کہ اگرچہ پہلے سے نکاح نہیں ہوا مگر قاضی کا فیصلہ بمنزلہ عقد نکاح کے ہے بلکہ غور کیجیے کہ نجی ایجاب و قبول سے بڑھ کر قوی قاضی کا فیصلہ ہے کسی نے دو گواہوں کے سامنے عورت کی رضامندی سے نکاح کیا، نکاح اپنی جگہ صحیح پھر کسی وجہ سے مثلاً عورت نے نکاح سے انکار کر دیا۔ معاملہ قاضی کے یہاں پیش ہوا۔ فرض کیجئے دونوں یا ان میں سے ایک گواہ مرگیا یا دونوں یا ان میں سے ایک قبول شہادت کے لائق نہیں۔ اب قاضی نے عورت کو قسم کھانے کا حکم دیا عورت نے قسم کھا لیا کہ میرا نکاح اس شخص سے نہیں ہوا ہے۔ قاضی مجبور ہوگا کہ یہ فیصلہ کرے کہ یہ عورت اس کی زوجہ نہیں اس کے برخلاف جب قاضی نے فیصلہ کر دیا کہ نکاح ثابت ہے یہ عورت اس کی بیوی ہے تو اسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔ اسی نکتے کو سامنے رکھ کر علمائے احناف نے فرمایا کہ قاضی کا فیصلہ بمنزلہ عقد ہے پہلے نکاح نہیں ہوا تھا تو قاضی کے فیصلہ کے بعد نکاح منعقد ہو جائے گا اسی لیے تو جب اس عورت نے خود عرض کیا کہ امیر المومنین میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیں تو امیر المومنین نے نکاح نہیں کیا۔

اصل میں یہ مسئلہ بھی اسی کی فرع ہے کہ قاضی کا فیصلہ عقود میں ظاہراً باطناً نافذ ہوتا ہے دو شرطوں کے ساتھ ایک یہ کہ قاضی کو علم نہ ہو کہ گواہ جھوٹے ہیں۔ دوسرے یہ کہ محل قضا قبول کرنے کا اہل ہو مثلاً حق غیر سے فارغ ہو اور اگر محل حق غیر ہے تو قاضی کا فیصلہ باطناً نافذ نہ ہوگا، مثلاً ایک عورت کسی کی زوجہ ہے یا کسی کی عدت میں ہے اس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور جھوٹے گواہ پیش کر دئیے اس بنا پر قاضی نے فیصلہ کر دیا پھر بھی شوہر کو یہ جائز نہیں کہ اس عورت سے وطی کرے اس لیے کہ یہاں عورت کے ساتھ حق غیر متعلق ہے اس کی شریعت میں بہت سی نظیریں ہیں کہ بہت سی باتیں ضمناً لزوماً ثابت ہو جاتی ہیں جیسے لعان سے طلاق کہ لعان کے بعد قاضی تفریق کا حکم دے گا اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہے۔ عنین اور اس کی عورت کے درمیان قاضی تفریق کا حکم دے گا اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہے حالانکہ ان دونوں صورتوں میں شوہر نے طلاق نہیں دی ہے اسی طرح مسئلہ مبحوثہ میں اگرچہ عقد نکاح بظاہر نہیں ہوا مگر قاضی کا حکم بمنزلہ عقد نکاح کے ہے یہ حضرت امام طحاوی کے افادات سے

ہے۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔

رہ گئی اس پر بعض متحققین کی نظر وہ کم نظری کی دلیل ہے اور تفقہ سے نابلدی کا ثبوت۔

امام بخاری نے پھر اسی مسئلہ کو صـ۱۰۳۱ پر بھی ذکر کیا ہے۔

بَابٌ فِی الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ صـ۱۰۳۲

ھبہ اور شفعہ میں حیلہ کا بیان۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِنْ وَهَبَ هِبَةً اَلْفَ دِرْهَمٍ اَوْ اَكْثَرَ حَتّٰى مَكَثَ عِنْدَهٗ سِنِيْنَ وَاحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيْهَا فَلَا زَكٰوةَ عَلٰى وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَخَالَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْهِبَةِ وَاَسْقَطَ الزَّكٰوةَ۔

اور بعض الناس نے کہا اگر کسی کو ہزار درہم یا زیادہ ھبہ کیا اور وہ اس کے پاس برسوں رہا اس نے اس بارے میں حیلہ کیا پھر واہب نے رجوع کر لیا تو ان دونوں میں سے کسی پر زکوٰۃ نہیں۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ اس نے ہبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور زکوٰۃ ساقط کر دیا۔

توضیح یہاں بھی حضرت امام بخاری سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تعریض کر رہے ہیں اور دو طریقے سے اعتراض کر رہے ہیں۔ اول ھبہ کے رجوع میں اور دوسرے حیلہ سے زکوٰۃ ساقط کرنے کے حکم پر۔ مگر یہ دونوں اعتراض اپنی جگہ درست نہیں۔ ھبہ میں رجوع کو ہم احناف بھی مکروہ سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر کسی نے رجوع کر لیا تو رجوع صحیح ہے جیسا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنْ وَهَبَ هِبَةً فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا مَا لَمْ يُثَبْ مِنْهَا۔

جس نے کوئی ھبہ کیا تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے جب تک اس کا بدلہ نہ وصول کر چکا ہو۔

اس حدیث کو حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور کہا کہ یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ البتہ رجوع کے چند شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس ھبہ کا موھوب لہ نے کوئی بدلہ نہ دیا ہو اور وہ چیز باقی ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ھبہ کے رجوع کے قول پر طعن کرنا کسی طرح درست نہیں۔ نیز اس کی اہم شرط یہ ہے کہ موھوب لہ بخوشی واپس کرے یا قاضی کے حکم سے واپس کرے ۔ رہ گیا زکوٰۃ کا مسئلہ تو جب کہ واہب نے اپنے روپے موہوب لہ کو دے کر اسے قبضہ دے دیا تو جتنے دنوں تک موہوب لہ کے پاس رہے واہب اس کا مالک رہا اس لئے واہب پر زکوٰۃ واجب ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اور رجوع کے بعد اس کو مال ملا تو وہ نئے سرے سے اس کا مالک ہوا تو جب تک اس پر حولان حول نہ ہو جائے زکوٰۃ کیسے واجب ہوگی ہاں موہوب لہ کے پاس جتنے

سالوں رہا اتنے سالوں کی زکوٰۃ اس پر ان مالوں کی واجب تھی۔ اس پر واجب تھا کہ سال بہ سال زکوٰۃ ادا کرتا رہتا۔ اس نے تاخیر کی اس کا گناہ اس پر ہوا اور جب اس نے بخوشی یا قاضی کے حکم سے واہب کو یہ روپے واپس کر دیے تو گویا اس نے مال کو ہلاک کر دیا اور ہلاک شدہ مال پر زکوٰۃ نہیں۔

ہم نے اس مسئلہ سے متعلق جو دو باتیں ذکر کی ہیں ان میں سے کسی سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں پھر دونوں سے جو نتیجہ نکل رہا ہے اس سے انکار کرنا دیانت نہیں۔ ہاں اگر کوئی بخیل خدا ناترس زکوٰۃ ساقط کرنے کی نیت سے ایسا حیلہ کرے تو یقیناً ہمارے نزدیک بھی وہ سخت قابل ملامت ہے۔

لیکن اگر کوئی بدنیت اپنے اوپر سے زکوٰۃ ساقط کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے یہ کہاں ضروری ہے کہ رقم موہوب لہ کے پاس برسوں رہے بلکہ ایک دن ایک گھنٹہ رہنا بھی ضروری نہیں۔ سال تمام ہونے سے دس منٹ پہلے اگر کوئی اپنا مال کسی کو ھبہ کر دے اسے قبضہ بھی دلا دے پھر فوراً واپس لے لے تو بھی واہب پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن بہر حال کوئی بھی زکوٰۃ ساقط کرنے کے لیے ایسا حیلہ کرے وہ ضرور قابل مذمت ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ ثُمَّ عَمَلَ إِلَىٰ مَا شَدَّدَهُ فَأَبْطَلَهُ وَقَالَ إِنِ اشْتَرَىٰ دَارًا فَخَافَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ فَاشْتَرَىٰ سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ ثُمَّ اشْتَرَى الْبَاقِيَ فَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ فَلَا شُفْعَةَ لَهُ فِي بَاقِي الدَّارِ وَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ فِي ذَالِكَ۔

اور بعض لوگوں نے کہا شفعہ پڑوس کی وجہ سے ہے پھر اس شخص نے قصد کیا کہ جو ثابت کر چکا ہے اسے باطل کرے اور کہا اگر کوئی شخص ایک گھر خریدنا چاہتا ہے اور اسے اندیشہ ہے کہ پڑوسی شفعہ سے لے لے گا تو اسے چاہیے کہ پہلے گھر کے سو حصوں میں سے ایک حصہ کو خریدے پھر باقی کو خریدے پڑوسی کو شفعہ کا حق پہلے حصہ میں تھا بقیہ گھر میں اسے شفعہ کا حق نہیں اسے جائز ہے کہ اس بارے میں یہ حیلہ کرے۔

توضیح ہمیں حیرت ہے کہ حضرت امام بخاری نے اس مسئلہ کو کس مقصد سے ذکر فرمایا ہے چونکہ حضرت امام بخاری راہب صفت تارک الدنیا بزرگ تھے اس لیے تمدنی اور معاشرتی دشواریوں پر ان کی نظر مبارک نہیں تھی۔ کبھی کبھی اسقاط شفعہ تمدنی ضرورت ہوتی ہے کبھی شرعی ضرورت ہوتی ہے مثلاً مالک مکان کے پڑوسی کے پاس ضرورت سے زیادہ

مکان ہے اور جو خرید نا چاہتا ہے اس کے پاس کوئی مکان نہیں اور عام طور پر خریدے گا تو حریص پڑوسی اس کو لے لے گا ایسے موقع پر اس قسم کی ترکیب کی شدید ضرورت ہوتی ہے فرض کیجیے پڑوسی فاسق فاجر ہے مالک مکان کم زور ضعیف ہے اس کے فسق و فجور سے عاجز ہے اس سے پیچھا چھڑانے کے لیے مکان بیچنا چاہتا ہے کوئی قوی زبردست مکان خرید رہا ہے اور اندیشہ ہے کہ وہ فاسق فاجر شفعہ میں مکان لے لے گا تو اس وقت بھی شفعہ سے بچنے کی ترکیبوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبِيعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ حَتَّى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ فَيَهَبُ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِي الدَّارَ وَيَحُدُّهَا وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِي أَلْفَ دِينَارٍ فَلَا يَكُونُ لِلشَّفِيعِ فِيهَا شُفْعَةٌ۔

اور کچھ لوگوں نے کہا جب کوئی شفعہ بیچنا چاہے تو اس کے لیے یہ حیلہ ہے جس سے شفعہ باطل ہو جائے گا کہ بائع مشتری کو گھر ھبہ کر دے اور اس کی حد بندی کر کے مشتری کو دے دے اور مشتری اس ھبہ کے عوض ہزار درم دیدے تو اب شفیع کو حق شفعہ نہیں رہے گا۔

توضیح قولہ أَنْ يَبِيعَ الشُّفْعَةَ۔ اُصیلی کے نسخے میں یہی ہے۔ کشمیہنی کے علاوہ ابوذر سے جو نسخہ مروی ہے اس میں "يَمْنَعَ" ہے۔ امام قاضی عیاض نے اول کو راجح کیا یعنی نسخے میں "ان يَبِيعَ" ہی ہے اور ناسخ کا تغیر ہے۔ علامہ کرمانی نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ مراد' لازم بیع" ہو یعنی کسی کی ملک زائل کرنا۔ بیع میں یہی ہوتا ہے کہ ایک شخص کی ملک زائل کر کے اپنی ملک ثابت کی جاتی ہے۔

بوقت ضرورت شفعہ سے بچنے کی ایک دوسری ترکیب ہے جس پر حضرت امام بخاری خفا ہیں اور شرعاً اس میں کوئی قبح نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ إِنِ اشْتَرَى نَصِيبَ دَارٍ فَأَرَادَ أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيرِ وَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ يَمِينٌ۔

اور کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر کسی گھر کا کچھ حصہ خریدا اور چاہتا ہے کہ شفعہ باطل کر دے تو مبیع اپنے نابالغ بچے کو ھبہ کر دے اور چھوٹے بچے پر قسم نہیں ہوگی۔

توضیح یہ احناف پر امام بخاری کی مہربانیوں میں سے ایک عظیم مہربانی ہے لیکن کوئی ہمیں بتائے کہ اگر کسی شخص نے کوئی مکان خرید کر اپنے چھوٹے بچے کو ہبہ کیا تو کیا یہ کوئی گناہ ہے؟۔ نابالغ بچے کو ھبہ کرے۔ نری قید اس لیے ہے کہ اگر شفعہ کا حقدار مشتری پر دعوی کرے اور خریدار یہ کہہ دے کہ میں نے مکان اپنے چھوٹے بچے کو ھبہ کر دیا ہے،

حالانکہ یہ حقیقت میں ھبہ نہیں بلکہ شفعہ سے بچنے کا ایک بہانہ ہے اور شفعہ کا دعویدار مطالبہ کرے کہ موھوب لہ قسم کھالے تو اگر اجنبی ہوگا تو اس کو بھی قسم کھانی پڑے گی بالغ لڑکا ہوگا تو اسے بھی قسم کھانی پڑے گی نابالغ بچے پر قسم نہیں اس لیے لابنہ الصغیر کی قید لگائی۔

بَابُ اِحْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدٰى لَهٗ۔

عامل کا حیلہ کرنا تاکہ اُسے ھدیہ دیا جائے۔

ص ۱۰۳۲

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ اِذَا اشْتَرٰى دَارًا بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَّحْتَالَ حِيْنَ يَشْتَرِى الدَّارَ بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ يُنْقِدُهٗ تِسْعَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ وَيَنْقُدُهٗ دِيْنَارًا بِمَا بَقِىَ مِنَ الْعِشْرِيْنَ اَلْفًا فَاِنْ طَلَبَ الشَّفِيْعُ اَخَذَهَا بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَّاِلَّا فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ عَلَى الدَّارِ فَاِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِىْ عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ اِلَيْهِ وَهُوَ تِسْعَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ دِرْهَمًا وَدِيْنَارٌ لِاَنَّ الْبَيْعَ حِيْنَ اسْتُحِقَّ اِنْتَقَضَ الصَّرْفُ فِى الدِّيْنَارِ فَاِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ فَاِنَّهٗ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ ــــــ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَاَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَبَيْعُ الْمُسْلِمِ لَا دَاءَ وَلَا خِبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ۔

اور کچھ لوگوں نے کہا جب کوئی بیس ہزار ۲۰ درہم میں خریدا تو کوئی حرج نہیں ہے کہ شفعہ ساقط کرنے کے لیے یہ حیلہ کرے کہ اُس کو نو ہزار نو سو ننانوے ۹۹۹۹ درہم دے۔ اور جو بیس ہزار ۲۰ باقی رہ گیا اس کے عوض ایک دینار دے ــــ اب اگر شفعہ کا حق دار طلب کرے تو اس کو یہ گھر بیس ہزار میں لینا پڑے گا ورنہ گھر پانے کی اس کے لیے کوئی سبیل نہیں۔ اب اگر گھر میں کسی اور کا حق نکل آیا تو مشتری بائع سے وہی لے گا جو اُس نے مشتری کو دیا ہے اور یہ نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار ہے۔ اس لیے کہ بیع میں جب دوسرے کا حق نکل آیا تو دینار کی بیع صرف ٹوٹ گئی۔ اب اگر اس گھر میں کوئی عیب پایا اور اس میں کسی کا حق نہیں نکلا تو بیس ہزار درہم میں اس کو لوٹائے گا ــــ ابو عبداللہ امام بخاری نے کہا تو انہوں نے مسلمانوں ــــ کے درمیان دھوکہ کو جائز کیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمانوں کی بیع میں نہ بیماری ہونی چاہیے اور نہ کوئی حرام بات اور نہ نقصان۔

توضیح حسب دستور یہ بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تشنیع ہے اس کے جواب میں ہم صرف یہی عرض کریں گے۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ۔ البتہ افسوس اس کا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب تشنیعات بے جا کی ہیں۔ انہوں نے ان تشنیعات کو ذکر کر کے خوب لذت حاصل کی اور یہ نہیں سوچا کہ اہل علم اس کو پڑھیں گے تو ان کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے۔ ہم ابھی ذکر کر آئے کہ کبھی کبھی اس کی شدید ضرورت پیش ہوتی ہے کہ مکان کو شفعہ کے حق دار سے بچایا جائے۔ بشرطیکہ بچانے میں کوئی شرعی قباحت کا ارتکاب نہ کرنا پڑے۔

اس میں کوئی حرج نہیں کہ کسی چیز کا سودا جتنے میں طے ہوا اس سے کم قیمت ادا کی جائے جبکہ مشتری راضی ہو۔ وہی صورت یہاں بھی ہے۔ مکان کی قیمت طے ہوئی تھی بیس ہزار مشتری نے بخوشی قیمت کم کر دی اس میں کیا جرم ہے اور کیا دھوکہ ہے۔

اسی بخاری میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا اور حضرت بلال سے فرمایا کہ جابر کو اونٹ کی قیمت دے دو اور کچھ زیادہ دے دینا۔ جس طرح مشتری اپنی خوشی سے قیمت کچھ زیادہ دے دے تو کچھ حرج نہیں اسی طرح بائع اپنی خوشی سے قیمت کچھ کم کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

اس پر ایک سنگین اعتراض یہ ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ مبیع میں استحقاق کے بعد بھی اور عیب نکلنے کے بعد بھی بائع مشتری کو مبیع کی اتنی ہی قیمت واپس کرے گا جتنی اس نے لی ہے۔ اسی طرح شفعہ کا حقدار مکان اسی قیمت پر لے گا جو بائع نے مشتری سے وصول کی ہے۔ اسی کو ذہن میں رکھ کر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا سخت جملہ استعمال فرمایا "فاجاز الخداع بين المسلمين" اگر ان میں تفقہ ہوتا تو تعریض کے لیے نہ اس مسئلہ کو ذکر کرتے اور نہ اتنا سخت جملہ استعمال کرتے۔

جب مبیع میں کسی کا حق نکل آیا تو ظاہر ہو گیا کہ بیع صحیح نہ تھی۔ اس لیے کہ بیع مالک کے غیر نے کی تھی اور اس بیع کی صحت ہی پر دس ہزار درہم کے عوض ایک دینار کی بیع صرف ہوئی تھی۔ اور جب اس کا مبنیٰ فاسد تو بیع صرف بھی فاسد۔ تو لامحالہ مشتری اتنا ہی واپس کرے گا جتنا اس کو ملا ہے اور عیب کی صورت میں بیع تام ہوتی ہے اسی لیے مبیع میں عیب نکلنے کے بعد بیع اس وقت تک فسخ نہ ہوگی جب تک کہ دونوں خود راضی نہ ہوں یا قاضی فسخ کا حکم نہ دے اس لیے دینار کی دراہم کے عوض جو ضمنی بیع ہوئی وہ باقی رہی۔ لامحالہ مشتری بائع سے بیس ہزار وصول کرے گا کیونکہ یہی قیمت طے تھی۔ اسی طرح شفیع جب لے گا تو بیس ہزار دے گا کیونکہ مکان کی قیمت یہی ہے ــــ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التعبیر صـ ۱۰۳۴

توضیح:۔ تعبیر باب تفعیل کا مصدر ہے اس کا مادہ عبر ہے جس کے معنی ہیں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف تجاوز کرنا۔ عرف عام میں اس کے معنی ہیں پانی سے گزر جانا خواہ تیر کر کشتی سے یا کسی اور چیز سے مگر اس کے لیے زیادہ مستعمل عبور ہے اسی سے عبرت اعتبار ہے اس کی نسبت جب خواب کی طرف ہوتی ہے تو اس سے مراد خواب کے اندر جو خفی معنی ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا۔ رویا۔ انسان جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے۔ راغب نے کہا کہ رویت کے معنی آنکھ سے دیکھنے کے ہیں اور کبھی تخیل کے معنی میں آتا ہے اسی سے رائے ہے جو غلبۂ ظن کے معنی میں ہے۔

تعبیر رویا بہت اہم فن ہے اس کی بنیاد خود خواب کے سمجھنے پر ہے۔ کچھ خواب، خواب پریشاں ہوتے ہیں جسے اضغاث احلام کہتے ہیں۔ جن کی کوئی تاویل نہیں ہوتی۔ اضغاث احلام کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس میں شیطان کی مداخلت ہو، دوسری وہ کہ معدہ وغیرہ میں فساد کی بنیاد پر دماغ پر انجرات چڑھتے ہیں وہ متشکل ہو کر خواب میں نظر آتے ہیں۔ رویائے صالحہ یا صادقہ وہ ہوتے ہیں جو منجانب اللہ براہ راست یا بواسطۂ ملک انسان کو دکھائے جاتے ہیں۔ تعبیر رویائے صالحہ کی ہی ہوتی ہے۔ اس کی بنیادی دو قسمیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان جو کچھ دیکھتا ہے بعینہٖ وہی واقع ہوتا ہے جیسا کہ بدء وحی کی حدیث میں ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزول وحی سے پہلے جو خواب دیکھتے سپیدۂ سحر کی طرح واقع ہوتا اور کبھی مناسب اشکال میں دکھایا جاتا جیسا کہ غزوۂ احد کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک گائے ہے جو ذبح کی جارہی ہے۔ تعبیر یہ فرمائی ہے کہ احد کے دن مومنین کو جو کچھ پہنچا۔

دوسرا خواب یہ دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں جو مجھے ناگوار ہوا مجھے حکم دیا گیا کہ اسے پھونکو میں نے ان پر پھونکا تو دونوں اڑ گئے۔ اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ یمن میں جو دو کذاب مدعی نبوت پیدا ہوں گے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور مسیلمہ کو حضرت وحشی نے جنگ یمامہ میں۔

کبھی خواب بظاہر بہت تشویش ناک ہوتا ہے مگر اس کی تعبیر بہت اچھی ہوتی ہے جیسا کہ سلطان ہارون الرشید کی اہلیہ زبیدہ نے یہ خواب دیکھا کہ ساری مخلوق میرے ساتھ ہم بستری کر رہی ہے۔ وہ انتہائی نیک پاک دامن، پارسا عورت تھیں بہت پریشان ہوئیں مگر جب اس کی تعبیر پوچھی تو ایک ماہر معبر نے بتایا کہ آپ کوئی ایسا کام کریں گی جس سے پوری دنیا فائدہ اٹھائے گی اب وہ سوچ میں پڑ گئیں کہ ایسا کون سا کام ہو سکتا ہے۔ بالآخر حج کے لیے گئیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ حجاج کو پانی کی کمی ہے تو انہوں نے حکم دیا کہ ایک ایسی نہر نکالی جائے جس سے مکہ معظمہ کے باشندوں اور منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں حجاج کو بافراط پانی مل سکے بالآخر نہر زبیدہ بنوائی جو آج تک باقی ہے اور موجودہ نظام سے پہلے نہر زبیدہ ہی کے پانی سے سارے حجاج سیراب ہوتے تھے اور کبھی اس میں پانی کی کمی نہیں ہوئی۔

رویائے صالحہ اچھے خواب دیکھنا صلحاء اتقیاء ہی کے ساتھ خاص نہیں کبھی کبھی عوام بلکہ فساق فجار بھی رویائے صالحہ دیکھ لیتے ہیں۔

انبیائے کرام کے خواب وحی ہوتے ہیں اگر انہیں خواب میں کوئی حکم دیا جائے تو اس پر ان کو عمل کرنا فرض ہوتا ہے جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے لخت جگر سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ذبح کرتے ہوئے خواب میں دیکھا۔

ت	قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَالِقُ الْإِصْبَاحِ ضَوْءُ
۸۲۷	حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ فالق الاصباح سے مراد دن میں
	الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ وَضَوْءُ الْقَمَرِ بِاللَّيْلِ۔
	سورج کی روشنی ہے اور رات میں چاند کی روشنی ہے۔

تشریح ۸۲۷ اس تعلیق کو ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے حضرت امام بخاری نے بدء وحی کی وہ حدیث جو ام المومنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے ذکر کی ہے جس کی پوری شرح جلد اول میں گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں ایک لفظ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی۔

فَكَانَ لَا يَرَىٰ رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔ حضور جو خواب بھی دیکھتے سپیدۂ سحر کی طرح واقع ہوتا۔

حسب عادت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ فلق کے مناسب آیۂ کریمہ میں وارد لفظ فالق الاصباح کی تفسیر ذکر فرمائی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس سے

مراد دن میں سورج کی روشنی ہے اور رات میں چاند کی روشنی ہے لیکن یہ اصل میں اصباح کی تفسیر ہے فلق کے معنی پھاڑنے کے ہیں۔ تو فالق الاصباح کے معنی ہوئے تاریکی چاک کر کے روشنی نکالنے والا اور کبھی فلق بول کر صرف صبح مراد لیتے ہیں جیسا کہ سورۂ فلق میں ہے۔

بَابُ رُؤْیَا الصَّالِحِیْنَ ص ۱۰۳۴ نیک لوگوں کے خواب

توضیح صالحین کے خواب اکثر سچ ہوتے ہیں۔ رہ گئے عوام تو ان کے خواب بھی کبھی سچ ہو جاتے ہیں بلکہ کفار کے بھی جیسے نمرود کا خواب، فرعون کا خواب، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب جیل خانے میں تھے تو بادشاہ کے خادموں کا خواب اور خود بادشاہ کا خواب۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰی لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِیْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِیْبًا۔ (سورۂ فتح آیت ۲۷)

بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب کہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے امن و امان کے ساتھ اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔ اللہ نے جانا جو تمہیں نہیں معلوم اس نے اس سے پہلے بہت قریب میں ایک فتح رکھی ہے۔

توضیح حضرت امام بخاری نے اس آیۂ کریمہ کو باب کی تائید میں نقل فرمایا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو خواب دیکھا بعینہ وہ پورا ہوا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں صحابہ کرام سے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں اور میرے اصحاب مکہ میں داخل ہوئے ہیں لیکن جب صلح حدیبیہ کے بعد قربانی کے جانور حدیبیہ میں ذبح کیے گئے تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ آپ کا خواب کیا ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور اس فتح سے مراد خیبر کی فتح ہے جو حدیبیہ سے واپس ہونے کے بعد نصیب ہوئی اور پھر سال بھر کے بعد عمرۃ القضاء کے موقع پر خواب پورا ہوا۔ اس آیۂ کریمہ میں ان شاء اللہ استثناء کے لیے نہیں اور نہ شک کے لیے ہے بیان واقع ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے یہ ایسے ہی ہے جیسے فرمایا گیا اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ ہم نے اپنے بندے پر جو نازل فرمایا ہے اس میں اگر تم شک میں ہو تو اس کے مثل ایک سورت لاؤ۔ یہاں اِنْ شک کے لیے نہیں اس لیے کہ کفار کا شک ثابت و متحقق تھا۔

حدیث	عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
۲۸۶۳	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
	تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ
	علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصے
	سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ عہ
	میں سے ایک حصہ ہے۔

تشریحات ۲۸۶۳: رویا حسنہ سے مراد وہ خواب ہے جو اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے اچھا ہو یعنی اس کی تعبیر اچھی ہو۔ اس حدیث میں یہ ہے کہ نبوت کے چھیالیس جز میں سے ایک جز ہے لیکن مختلف احادیث پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحدید قطعی نہیں۔ اس سلسلے میں سولہ [۱۶] روایتیں مروی ہیں۔

① پہلی روایت پینتالیس [۴۵] جزءوں میں سے ایک جزء جسے امام مسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ② ستر جزءوں میں سے ایک جزء جسے مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے موقوفاً اور طبرانی نے انھیں سے مرفوعاً روایت کیا۔ ③ چھہتر [۷۶] جزءوں میں سے ایک جزء اسے بھی طبرانی نے انہیں سے روایت کیا۔ مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ ④ چھبیس [۲۶] جزء میں سے ایک جزء اسے علامہ عبدالبر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا نیز امام احمد اور ابویعلیٰ نے بھی۔
⑤ پچاس جزءمیں سے ایک جزء اسے ابویعلیٰ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کیا ⑥ چالیس [۴۰] جزءمیں سے ایک جزء اسے امام ترمذی نے ابوذر اور عقیلی سے روایت کیا۔ ⑦ چالیس [۴۰] جزءوں میں سے ایک جزء اسے طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ⑧ چوالیس [۴۴] جزءمیں سے ایک جزء اسے طبری نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ⑨ انچاس [۴۹] جزء میں سے ایک جزء اسے امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ———
⑩ سینتالیس جزءمیں سے ایک جزء جسے دارقطنی نے المفہم میں ذکر کیا ⑪ چوبیس [۲۴] جزءمیں سے ایک جزء یہ حضرت عبادہ سے مروی ہے ⑫ چھبیس [۲۶] جزءمیں سے ایک جزء اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ⑬ کسی میں بہتر [۷۲] ⑭ کسی میں بیالیس [۴۲] ⑮ کسی میں ستائیس [۲۷] ⑯ کسی میں پچیس [۲۵] کی روایت آئی ہے ——— مگر اکثر روایت چھیالیس کی ہے۔

عہ نسائی: ابن ماجہ: تعبیر رویا۔

ان سب روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ مفہوم عدد معتبر نہیں۔ اس لیے اقل اکثر کا نافی نہیں لیکن پھر بھی ایک خلجان رہ جاتا ہے کہ اعداد میں اختلاف کس بناء پر ہے اس کی سب سے عمدہ توجیہ یہ ہے کہ یہ خواب دیکھنے والے کے اعتبار سے ہے۔ خواب دیکھنے والے کا باطن جتنا مجلّٰی مزکّٰی ہوگا اسی کے اعتبار سے تعداد مختلف آئی ہے۔

نبوت کوئی شئی مرکب نہیں اور نہ متجزی کہ اس کے اجزاء ہوں ۔ یہاں مراد یہ ہے کہ نبی غیب کی خبریں دیتا ہے اور اللہ کے نیک بندے جو خواب دیکھتے ہیں اس میں بھی آئندہ کی خبریں بتائی جاتی ہیں تو گویا اچھا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہو گیا اور مذکورہ بالا احادیث میں جو فرق ہے وہ یا تو باعتبار تعبیر کے واضح ہونے کے ہے یا اس اعتبار سے ہے کہ اللہ کے نیک بندے بھی ایسے بہت سے خواب دیکھتے ہیں جن کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی وہ غذا اور اعضاء باطنی کے ضعف یا مرض یا دنیوی ایذا دینے والی باتوں کے اثرات ہوتے ہیں۔ بخلاف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے کہ ان کا ہر خواب حق ہوتا ہے۔ اور امتیوں کے خواب اعدادِ مذکورہ کے تناسب سے حق ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بَابُ الرُّؤْیَا مِنَ اللّٰہِ ۔ ص ۱۰۳۴ خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ
۲۸۶۴	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ
	صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّہَا فَاِنَّمَا
	علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو پسندیدہ ہو تو یہ اللہ
	ھِیَ مِنَ اللّٰہِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰہَ عَلَیْہَا وَلْیُحَدِّثْ بِہَا وَاِذَا رَاٰی غَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا
	کی طرف سے ہے۔ اس پر اللہ کی حمد کرے اور اُسے بیان کرے اور اس کے برخلاف دیکھے جو
	یَکْرَہُ فَاِنَّمَا ھِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّہَا وَلَا یَذْکُرْہَا
	ناپسندیدہ ہو تو یہ شیطان کی طرف سے ہے تو اللہ کی اس کے شر سے پناہ مانگے اور کسی سے اس
	لِاَحَدٍ فَاِنَّہَا لَا تَضُرُّہٗ عہ
	کا تذکرہ نہ کرے۔ تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

تشریحات ۲۸۶۴: اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سونے والے کو کچھ ایسی چیزیں

عہ ترمذی، نسائی، رؤیا۔

دکھاتا ہے جو علامت ہوتی ہیں ان باتوں کی جو آئندہ پیش ہونے والی ہیں خواہ وہ چیزیں اچھی ہوں یا بُری اگر وہ چیزیں اچھی ہیں تو اس کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے۔ اور اگر وہ چیزیں بُری ہیں تو تقاضائے ادب یہ ہے کہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کی جائے۔

ڈراؤنا خواب دیکھ کر اللہ کی پناہ مانگنے پر اور تھوک دینے پر خواب ہیں جو پریشانی کی بات دکھائی گئی ہے وہ واقع نہیں ہوتی۔

بُرے خواب بیان کر دینے کے بعد مُعبّر جو تعبیر بتادے گا اس کا وقوع اکثر ہوتا ہے۔ اس لئے بُرے خواب کسی سے بھی بیان نہ کیے جائیں اور اچھا خواب بھی ایسے شخص کے سامنے بیان کیا جائے جو اس کا ہمدرد ہو اور اچھی تعبیر دے۔ مسند امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی میں حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الرُّؤیا علیٰ رِجْلِ طائرٍ مالَمْ تُعَبَّرْ۔ — خواب پرندے کے پیر پر ہے جب تک اس کی تعبیر نہ کی جائے۔

ابو قتادہ کی حدیث میں یہ ہے۔

فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهٖ۔ — جب بُرا خواب دیکھے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگے اور بائیں طرف تھوکے۔

بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔ — اچھا خواب نبوت کے چھیالیس جز میں سے ایک جز ہے۔

ص ۱۰۳۴

حدیث	عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
۲۸۶۵	عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا خواب
	وَسَلَّمَ قَالَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ عہ
	نبوت کے چھیالیس جز میں سے ایک جز ہے۔
حدیث	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
۲۸۶۶	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	قَالَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔
	نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس جز میں سے ایک جز ہے۔

عہ ترمذی، نسائی، رؤیا۔

بَابُ الْمُبَشِّرَاتِ۔ صـ ۱۰۳۵ — بشارت دینے والے خواب۔

توضیح امام ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آیۂ کریمہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد اچھے خواب ہیں۔

حدیث ۲۸۶۷ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا نبوت سے باقی نہیں مگر مبشرات۔ لوگوں نے
الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔
پوچھا وہ مبشرات کیا ہیں فرمایا اچھے خواب۔

بَابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُونِ وَالْفَسَادِ

وَالشِّرْكِ لِقَوْلِهِ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرٰنِي أَعْصِرُ خَمْرًا وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرٰنِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَاءِي إِبْرٰهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ إِلٰى قَوْلِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ (سورہ یوسف آیت ۳۶ تا ۵۰)

قیدیوں اور فسادیوں اور مشرکین کا خواب۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے "اور یوسف کیساتھ قیدخانہ میں دوجوان آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں اور دوسرے نے کہا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں سے پرندے کھاتے ہیں۔ ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بے شک ہم آپ کو نیکوکار دیکھتے ہیں (الی ان قال) اے قیدخانہ کے دونوں ساتھیو! تم میں سے ایک تو اپنے رب (اپنے بادشاہ) کو شراب پلائے گا۔ رہا دوسرا اس کو سولی دی جائے گی اور پرندے اس کا سر کھائیں گے حکم ہوچکا جس کا تم سوال کرتے تھے اور یوسف نے ان دونوں میں سے اس سے فرمایا جس کے بارے میں گمان کیا کہ وہ نجات پائے گا اپنے رب (اپنے بادشاہ) کے پاس

میرا ذکر کرنا پھر شیطان نے اُسے بھلا دیا کہ اپنے رب (اپنے بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے۔ اس کے نتیجہ میں یوسف کئی برس اور جیل خانہ میں رہے۔ اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں سات فربہ گائیں دیکھیں کہ انہیں سات دُبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری دیکھی ہیں اور دوسری سات سوکھی۔ اے درباریو! میرے خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو۔ انہوں نے کہا یہ خواب پریشاں ہے اور ہم خواب پریشاں کی تعبیر نہیں جانتے اور اس نے کہا جو دو قیدیوں میں سے بچ گیا تھا اور اُسے ایک مدت کے بعد یاد آیا۔ میں تمہیں اس کی تعبیر بتاؤں گا مجھے بھیجو اے یوسف! اے صدیق! ہمیں تعبیر بتایئے۔ سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دُبلی گائیں کھا جاتی ہیں اور سات ہری بالیں اور سات سوکھی بالیں۔ شاید میں لوگوں کی طرف لوٹ کر جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں۔ فرمایا تم لوگ سات سال لگاتار کھیتی کروگے جو کاٹو اسے اس کی بالوں میں رہنے دو مگر تھوڑا کھانے بھر۔ اس کے بعد سات کرّے سال آئیں گے کہ جو تم نے ان کے لیے جمع کر رکھا تھا سب کھا جائیں گے مگر تھوڑا سا جو بچا لو۔ پھر اس کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں کو بارش دی جائے گی اور اس میں رس نچوڑیں گے اور بادشاہ نے کہا انہیں میرے پاس لاؤ تو جب ان کے پاس قاصد آیا فرمایا اپنے رب (اپنے بادشاہ) کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ بے شک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے۔

توضیح اس باب سے امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ رویاءِ صالحہ اکثر مؤمنین متقین دیکھتے ہیں مگر کبھی کبھی بعض حکمتوں کی بناء پر فساق بلکہ کفار تک دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب جیل خانہ میں تھے تو ان کے سامنے دو کافر قیدیوں نے اپنا خواب بیان کیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ اس وقت کے بادشاہ ولید بن نروان ابیقی کے داروغہ سطبخ اور ساقی پر الزام لگا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینا چاہا تھا۔ اس جرم میں دونوں جیل خانہ بھیج دئے گئے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قید خانہ میں پانچ برس رہ چکے تھے اس عرصہ میں قیدیوں پر حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت ان کا علم وفضل ظاہر ہو چکا تھا۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیدیوں کو بتایا کہ میں خوابوں کی تعبیر بھی جانتا ہوں۔

بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ ان دونوں قیدیوں نے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو آزمانے کے لیے اپنا اپنا خواب گڑھ کر بیان کیا۔ جب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خواب کی تعبیر بیان کر چکے تو ان دونوں نے کہا کہ ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا ہے آپ کو آزمانے کے لیے ہم نے یہ بیان کیا۔ اس پر فرمایا کہ اب اسی کے مطابق ہوگا اللہ کا حکم ہو چکا ہے۔ چنانچہ تین دن کے

بعد ساقی رہا ہو گیا اور داروغۂ مطبخ کو پھانسی دی گئی۔ اس کی لاش سولی پر چھوڑ دی گئی، پرندے اس کے سر کو نوچ نوچ کر کھاتے رہے۔

اس آیت میں بادشاہ مصر کو قیدیوں کی طرف اضافت کرکے "رَبُّہٗ وَرَبُّكَ" فرمایا گیا ہے۔ عربی زبان میں رب بمعنی آقا و پرورش کرنے والے کے اضافت کے ساتھ بولنا جائز ہے جب کہ اضافت خاص ہو لیکن بلا اضافت مطلق یا مضاف الیہ عام کے ساتھ مثلاً عالمین وغیرہ غیر مخلوق پر اس کا اطلاق کفر ہے اور اردو میں اضافتِ خاص کے ساتھ بھی ممنوع حرام مُنجر الی الکفر ہے۔ ہر زبان کا عُرف الگ الگ ہوتا ہے۔ ایک زبان کے عُرف سے دوسری زبان کے عُرف پر استدلال صحیح نہیں۔

وَادَّكَرَ، إِفْتَعَلَ مِنْ ذَكَرَ، أُمَّةٍ، قَرْنٌ، وَيُقْرَأُ أَمَهٍ، نِسْيَانٍ۔

توضیح آیۂ کریمہ میں تھا "وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ" حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ذِکر سے باب افتعال واحد مذکر غائب ماضی کا صیغہ ہے۔ ذال اور تاء دونوں کو دال سے بدلا اور ایک کا دوسرے میں ادغام کر دیا وَادَّكَرَ ہو گیا۔ اسی سے مُدَّكِر بھی ہے۔ اور اس آیت میں اُمَّۃٌ سے مراد زمانہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیل خانہ میں بارہ ۱۲ سال رہے بادشاہ کے ساقی کے جیل خانہ سے نکلنے کے بعد سات سال اور اس کے پہلے پانچ سال۔ یہاں زمانہ سے مراد سات سال کا زمانہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآت شاذہ اُمَّۃٍ کی جگہ اَمَہٍ مروی ہے۔ اَمَہٍ کے معنی بھولنے کے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْصِرُونَ الْأَعْنَابَ وَالدُّهْنَ تُحْصِنُونَ تَحْرُسُونَ	ت
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یعصرون سے مراد یہ ہے انگور نچوئیں گے اور تیل نچوئیں گے۔ تحصنون کے معنی ہیں محفوظ رکھوگے۔	۸۲۸

تشریح ۸۲۸: حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بادشاہ کے خواب کی جو تعبیر بتائی تھی اس میں یہ تھا فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عصر کے معنی نچوڑنے کے ہیں جیسے انگور سے شیرہ نچوڑنا یا کسی بیج وغیرہ سے تیل نچوڑنا۔ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بادشاہ کے خواب کی جو تعبیر بتائی اس میں یہ ہے "إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ" یعنی بعد کی خشک سالی میں تم نے جو کچھ جمع کیا تھا سب کھا ڈالوگے مگر تھوڑا سا محفوظ رکھ لوگے۔ مقصد یہ ہے کہ "تُحْصِنُونَ" کے معنی ہیں "تَحْرُسُونَ" جس کو تم محفوظ رکھوگے۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
۲۸۶۸	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ ثُمَّ اَتَانِی الدَّاعِیْ لَاَجَبْتُہٗ۔

کو فرماتے ہوئے سنا اگر میں اتنی مدت تک جیل خانہ میں رہتا جتنی مدت تک حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم رہے تو بادشاہ کے ایلچی کی بات مان لیتا۔

تشریح: ۲۸۶۸ یہ حدیث کتاب الانبیاء میں گزر چکی ہے یعنی میں جیل خانہ سے نکلنے میں تاخیر نہ کرتا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توقف فرمایا اور فرمایا جاؤ اپنے بادشاہ سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے اس کا مقصد یہ تھا کہ جس الزام پر مجھے جیل خانہ بھیجا ہے اس سے برأت ثابت ہو جائے پھر میں جیل خانہ سے نکلوں گا۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ یَعْنِیْ لَوْ کُنْتُ لَاَجَبْتُہٗ فِیْ اَوَّلِ مَا دُعِیْتُ لَمْ اُؤَخِّرْہُ۔

ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری نے کہا کہ اگر میں (بجائے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہوتا تو پہلے ہی بلاوے پر بادشاہ کے یہاں تشریف لے جاتا دیر نہیں کرتا۔

بَابُ مَنْ رَّاٰی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ ص ۱۰۳۵

جس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔

حدیث	اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
۲۸۶۹	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَّاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ۔ ؎۱

ہوئے سنا جو مجھ کو خواب میں دیکھے گا تو وہ بہت جلد مجھ کو بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل نہیں اختیار کر سکتا۔

تشریحات ۲۸۶۹ اس کی پہلی توجیہ یہ ہے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے ساتھ خاص ہے یعنی جو شخص دور دراز والا جس نے مجھے نہیں دیکھا

؎۱ مسلم، تعبیر، ابوداؤد، ادب۔

ہے اسے اللہ تعالیٰ ہجرت کی توفیق دے گا اور میری ظاہری ملاقات سے مشرف ہو گا۔ اور یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ بعد وصال بھی اگر کوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت سے مشرف ہو تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر کرم فرمائیں گے اور بیداری میں بھی اپنی زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ دوسری تاویل یہ کی گئی ہے کہ وہ آخرت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کرے گا۔ یعنی مخصوص طریقہ سے قرب خاص میں باریاب ہو گا اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔

ت	قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اِذَا رَاٰهُ فِيْ صُوْرَتِهٖ۔
۸۲۹	ابو عبداللہ (امام بخاری) نے فرمایا ابن سیرین نے فرمایا کہ جب آپ کو آپ کی صورت میں دیکھے۔

تشریحات ۸۲۹

اس تعلیق کو اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شخص اگر یہ بیان کرتا کہ اس نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے تو اس سے فرماتے حلیہ مبارک بیان کرو، اگر وہ ایسا حلیہ بیان کرتا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نہ ہوتا تو فرماتے اس نے نہیں دیکھا۔

اسی لیے ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کو اپنے ذہن میں رکھے۔ اس خادم کا ذوق یہی ہے کہ اگر کتب حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ جو مذکور ہے اس کے مطابق ہو تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا۔

مگر اس کے معارض حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنِّیْ اُرٰی فِیْ کُلِّ صُوْرَۃٍ۔ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے مجھ کو دیکھا کہ میں کسی بھی صورت میں جلوہ دکھا سکتا ہوں۔

علامہ عینی نے فرمایا کہ اس کے ایک راوی صالح مولی التوأمہ ضعیف ہیں اخیر عمر میں خلط ملط کرنے لگے تھے اور جس نے ان سے یہ حدیث سنی ہے اختلاط کے عارضہ کے بعد سنی ہے اگرچہ بہت سے علما کا یہ مذہب ہے کہ جس حال میں دیکھے اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی دیکھا۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اس پر حسب عادت بڑی لمبی چوڑی تشریح فرمائی ہے ___ مسلم میں یہ زائد ہے "فَكَاَنَّمَا رَاٰنِیْ فِی الْيَقْظَةِ" کہ گویا اس نے مجھ کو بیداری میں دیکھا۔ اسماعیلی نے اسی طریقہ سے تخریج کی ہے اس میں "فَقَدْ رَاٰنِیْ فِی الْيَقْظَةِ" ہے فیہ رانی نہیں۔ اور یہی ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نیز ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے "فکأنما رآنی فی الیقظۃ"

حدیث	عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
۲۸۷۰	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَخَیَّلُ بِیْ
	فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے ضرور مجھ کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں
	وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ ؎
	اختیار کر سکتا۔ اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس جز میں سے ایک جز ہے۔
حدیث	قَالَ اَبُوْ سَلَمَۃَ قَالَ اَبُوْ قَتَادَۃَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
۲۸۷۱	حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
	وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔
	جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔
حدیث	عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
۲۸۷۲	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ
	تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَکَوَّنُنِیْ۔
	فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مجھے (خواب میں) دیکھا تو اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا اس لیے کہ شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔

تشریحات ۲۸۷۲ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون پر یہاں چار صحابہ کرام سے حدیثیں روایت کیں ان چار حضرات کے علاوہ اور بھی کثیر صحابہ کرام سے اس مضمون کی احادیث مروی ہیں۔ یہ حدیث لفظاً نہیں تو معنیً مشہور ہے اس سے انکار کرنا گمراہی اور بد دینی ہے۔

باب رُؤْیَا اللَّیْلِ ص ۱۰۳۶ رات کے خواب کا بیان۔

حدیث	عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا
۲۸۷۳	عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث بیان کرتے تھے
	کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ
	کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا مجھے آج رات خواب میں

؎ ترمذی، شمائل

أُرِيتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

دکھایا گیا اور انہوں نے پوری حدیث بیان کی ۔

تشریحات ۲۸۴۳ پوری حدیث اس باب کے اخیر میں ہندوستانی مطبوعہ بخاری کے صفحہ ۱۰۴۳ پر بَابُ مَنْ لَمْ يَرَى الرُّؤْيَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ يُصِبْ.
میں مذکور ہے۔

وَتَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَابْنُ أَخِ الزُّهْرِيِّ وَسُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ

اور سلیمان بن کثیر اور زہری کے بھتیجے اور سفیان بن حسین نے ان کی متابعت کی کہ یہ حدیث اس سند کے ساتھ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مروی ہے عن الزہری عن عبید اللہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

سلیمان بن کثیر کی متابعت کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ امام زہری کے بھتیجے کا نام محمد بن عبداللہ بن عبداللہ بن مسلم ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ اسے زہری نے زہریات میں روایت کیا ہے۔ لیکن عمدۃ القاری میں ہے کہ میں اس کی صحت کو نہیں جانتا اور سفیان بن حسین واسطی کی متابعت کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے۔

وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ

اور زبیدی نے کہا کہ زہری سے روایت ہے وہ عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس

أَوْ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

تشریح اسے امام مسلم نے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عبید اللہ بن عبداللہ کو اس میں شک ہے کہ ابن عباس نے اس حدیث کو روایت کیا ہے یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

وَقَالَ شُعَيْبٌ وَإِسْحٰقُ بْنُ يَحْيٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ

اور شعیب اور اسحق بن یحییٰ زہری سے یوں روایت کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــ

عنہ (اس حدیث کو) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے ـــ اور معمر پوری سند

وَكَانَ مَعْمَرٌ لَا يُسْنِدُهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدُ۔

نہیں بیان کرتے تھے۔ بعد میں بیان کرنے لگے۔

تشریحات فتح الباری میں ہے کہ اسے امام زہری نے زُہریات میں روایت کیا ہے مگر علامہ عینی نے فرمایا کہ میں اس کی صحت کو نہیں جانتا۔ اور معمر بن راشد اس حدیث کو بیان کرتے تو یوں کہتے کہ ابن عباس نے یہ بیان کیا درمیان سے عبداللہ بن عبیداللہ کو چھوڑ دیتے یہاں تک کہ زمعہ ایک کتاب لائے جس میں اس حدیث کی سند یہ تھی عن الزهری عن عبيد الله عن ابن عباس اس کے بعد معمر شک نہیں کرتے۔

امام اسحٰق بن راہویہ اپنی مسند میں ایک سند یہ بھی لائے ہیں عن ابن عباس كان ابو هريرة يحدث۔ اسمٰعیل نے اس حدیث میں ایک اور اختلاف ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بطریق صالح بن کیسان روایت کیا اور کہا عن سليمان بن يسار عن ابن عباس۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ محفوظ اس کا قول ہے جس نے امام زہری کے بعد عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة کہا یعنی امام زہری نے عبیداللہ سے روایت کی اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

بَابُ الرُّؤْيَا بِالنَّهَارِ ص ۱۰۳۶ — دن کا خواب۔

ت وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ رُؤْيَا النَّهَارِ مِثْلُ رُؤْيَا اللَّيْلِ۔

حضرت ابن سیرین سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا دن کا خواب رات کے خواب کے مثل ہے۔

تشریح اس تعلیق کو علی بن ابی طالب قیروانی نے کتاب التعبیر میں روایت کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دن میں خواب دیکھا جاتے یا رات میں مرد دیکھیں یا عورتیں سب کی تعبیر ہے۔ ایسا نہیں کہ رات کے خواب کی تعبیر ہو اور دن کے خواب کی تعبیر نہ ہو۔ مردوں کے خواب کی تعبیر ہو اور عورتوں کے خواب کی تعبیر نہ ہو۔

بَابُ الْقَيْدِ فِي الْمَنَامِ ص ۱۰۳۹ — خواب میں قید دیکھنے کے بیان میں۔

حدیث ۲۸۷۴ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت قریب ہوگی تو مؤمن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔ اور مؤمن

اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ

کا خواب نبوت کے چھیالیس جز میں سے ایک جز ہے اور جو چیز نبوت سے

جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ۔

ہوگی وہ جھوٹی نہیں ہوگی۔

ت ۸۳۱ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَقُوْلُ هٰذِهِ قَالَ وَكَانَ يُقَالُ الرُّؤْيَا ثَلٰثٌ

اور محمد بن سیرین نے کہا اور میں کہتا ہوں یہ انہوں نے کہا کہا جاتا ہے کہ

حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَأٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ

خواب تین قسم کے ہوتے ہیں ذہنی خیالات، شیطان کی طرف سے ڈرایا جانا۔ اور اللہ تعالیٰ

فَلَا يَقُصُّهُ عَلٰى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ وَكَانَ

کی طرف سے بشارت۔ پس جو شخص ایسی بات دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو کسی سے بیان نہ کرے اور اٹھ

يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ۔

جائے اور نماز پڑھے۔ انہوں نے کہا خواب میں طوق دیکھنا اچھا نہیں اور قید ہونا اچھا ہے اور کہتے تھے کہ قید ہونا دین میں ثابت قدمی ہے

ت ۸۳۲ وَرَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُوْنُسُ وَهِشَامٌ وَأَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ

قتادہ اور یونس اور ھشام اور ابو ہلال ان سب نے ابن سیرین سے روایت کی اور وہ

أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَدْرَجَهُ بَعْضُهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور بعضوں نے سب

كُلَّهُ فِي الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ عَوْفٍ أَبْيَنُ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا عَنِ

کو حدیث میں درج کر دیا اور عوف کی حدیث زیادہ ظاہر ہے اور یونس نے کہا میں قید کی تعبیر نبی

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے مروی سمجھتا ہوں۔

تشریح ۸۳۲ اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث "لا یکذب" تک ہے اور اس کے بعد حضرت امام محمد بن سیرین کا قول ہے۔ لیکن ہشام بن ابو عبد اللہ دستوائی نے "الرؤیا ثلث" سے لے کر اخیر تک کو اس طرح روایت کیا گویا وہ حدیث ہے اور عوف سے جو روایت ہے وہ زیادہ واضح ہے کہ انہوں نے مرفوع کو موقوف سے الگ بیان کیا البتہ قید کی جو تعبیر حدیث میں مذکور ہے اس کے بارے میں یونس کو شک ہے کہ حضور کا ارشاد ہے یا ابن سیرین کا قول ہے۔

قَالَ اَبُو عَبْدِاللّٰہِ لَاتَكُونُ الْاَغْلَالُ اِلَّا فِی الْاَعْنَاقِ۔ طوق صرف گردن میں ہوتی ہے۔

اذا اقترب الزمان۔ علامہ خطابی نے اس کی دو توجیہیں کیں کہ اس سے مراد دن رات کا قریب قریب برابر ہونا ہے یعنی وہ ایام جن میں دن بھی تقریباً بارہ گھنٹہ کا ہوتا ہے اور رات بھی۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب سورج خط استوا پر یا اس کے قریب ہوتا ہے۔ ہمارے دیار میں ماہ ستمبر اور مارچ میں دن رات قریب قریب برابر ہوتے ہیں کیونکہ اس وقت جن عناصر اربعہ سے انسان کی تخلیق ہوئی ہے وہ معتدل ہوتے ہیں۔ دوسری توجیہ یہ کی ہے کہ اس سے مراد قیامت کے قریب کے ایام ہیں جب زمانہ قریب الختم ہوگا۔ ابن بطال نے فرمایا کہ دوسرا قول صحیح ہے۔ علامہ داؤدی نے فرمایا اس سے مراد قرب قیامت کے وہ ایام ہیں جو بہت تیزی سے گزرتے محسوس ہوں گے۔

اور کچھ لوگوں نے کہا اس سے مراد حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے علامہ قرطبی نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو دجال کے قتل ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ رہیں گے۔

لا تکاد تکذب۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خواب جس طرح دیکھے گا اسی طرح واقع ہوگا تعبیر کی ضرورت نہیں ہوگی۔

انا اقول اس سے مراد اس کے بعد والا جملہ ہے یعنی وکان یقال الرویا ثلث یعنی امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ خواب کی تین قسمیں ہیں اس کے قائل کون ہیں کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ ہیں لیکن امام احمد اور امام ترمذی اور امام نسائی نے بالفاظ مختلف حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الرویا ثلث فرویا حق و رویا یحدث بھا الرجل نفسہ ورویا تخویف من الشیطان۔ — خواب تین ہیں۔ حق اور انسانی خیالات اور شیطان کا ڈرانا۔

مسلم ابوداؤد اور ترمذی میں یوں ہے۔

الرویا ثلث فرویا الصالحۃ بشریٰ من اللہ۔ — اچھا خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہے۔

بقیہ اسی کے مثل ہے۔

انہیں تینوں میں حصر نہیں۔ احادیث پر نظر کرنے سے اور اقسام بھی ظاہر ہوتے ہیں۔
اول حدیث نفس۔ یہ حضرت ابوہریرۃ کی حدیث میں ہے، ثانی تلاعب من الشیطان ۔۔۔ شیطان کا کھیلنا جیسا کہ مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا سر کاٹ لیا گیا ہے۔ اور وہ لڑھکتا بھاگ رہا ہے۔ میں تیزی سے اس کے پیچھے دوڑ رہا ہوں فرمایا نیند میں شیطان جو کھیل کود کرے اسے کسی کو مت بتا۔ تیسرے آدمی بیداری میں جن باتوں کے کرنے کا عادی ہے اسے خواب میں دیکھے جیسے کسی وقت اسے کھانے کی عادت تھی اور بغیر کھائے سو گیا خواب میں دیکھا کہ وہ کھا رہا ہے یا جیسے کسی نے پیٹ بھر سے زائد کچھ کھا لیا اور سو گیا پھر دیکھا کہ وہ قے کر رہا ہے۔ اور چوتھے اضغاث احلام۔

وکان یکرہ الغل ۔ یعنی ابن سیرین نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں گلے میں طوق دیکھنے کو برا سمجھتے تھے اس لیے کہ یہ جہنمیوں کی سزاؤں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے۔

اور کبھی اس کی تعبیر کفر ہے وغیر ذٰلک۔
علامہ کرمانی نے فرمایا۔

کان یقال سے فی الدین تک کس کا قول ہے اس میں شارحین کا اختلاف ہے کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت ابن سیرین کا قول ہے کچھ لوگوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور کچھ لوگوں نے کہا کان یکرہ الغل فی النوم یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"وکان یعجبھم" سے مراد اہل تعبیر ہیں اور پھر کان یقال القید ثبات فی الدین۔ یہ بھی معبّرین کا قول ہے۔ مہلب نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے مروی ہے کہ خواب میں طوق کو ناپسند کرتا ہوں اور بیڑی کو پسند کرتا ہوں۔

قال ابو عبد اللہ۔ یعنی امام بخاری نے فرمایا کہ "غل" یعنی طوق گردن ہی میں ہوگا۔ امام بخاری اس سے ان لوگوں کا رد کرنا چاہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہتھکڑی اور بیڑی کو بھی غل کہتے ہیں لیکن یہ رد صحیح نہیں۔ ابو علی قالی نے کہا کہ غل کے معنی ہتھکڑی ہے اور ابن سیدہ نے کہا کہ غل طوق اور ہتھکڑی دونوں کو کہتے ہیں۔

بَابُ اِذَا رَاٰی اَنَّہٗ اَخْرَجَ الشَّیْئَ مِنْ کُوْرَۃٍ فَاَسْکَنَہٗ مَوْضِعًا اٰخَرَ ص ۱۰۴۲ — جب یہ خواب دیکھے کہ اس نے کچھ کسی بستی یا علاقہ سے نکال کر دوسری جگہ رکھ دیا۔

حدیث	عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
۲۸۷۵	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ
	وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ کَاَنَّ اِمْرَاَۃً سَوْدَاءَ ثَائِرَۃَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ
	تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک کالی عورت پریشان بالوں
	حَتّٰی قَامَتْ بِمَہْیَعَۃَ وَہِیَ الْجُحْفَۃُ فَتَاَوَّلْتُہَا اَنَّ وَبَاءَ الْمَدِیْنَۃِ
	والی مدینہ سے نکلی اور مہیعہ جاکر ٹھہری یعنی جحفہ میں۔ میں نے اس کی تعبیر
	نُقِلَ اِلَیْہَا ؏
	یہ کی کہ مدینہ کی وبا جحفہ منتقل ہوگئی۔

تشریحات ۲۸۷۵ باب میں تھا اَخْرَجَ الشَّیْئَ یعنی یہ کہ کوئی چیز نکالا لیکن حدیث میں ہے خَرَجَتْ اس کے معنی ہیں نکلی یہ اصل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دوسرے طریقہ میں جو اُخْرِجَتْ وارد ہے اس کی طرف اشارہ کیا ہے بلکہ اسی طریقہ میں خَرَجَتْ کی جگہ اُخْرِجَتْ عمدۃ القاری میں بھی ہے۔

مُہَیْعَۃ۔ اس کا دوسرا نام جحفہ ہے جو مصریوں کی میقات ہے کتاب الحج میں حدیث گزری کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم مدینہ جب آئے تو اس وقت تک وہ دنیا میں سب سے زیادہ وبا زدہ علاقہ تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو اس کی وبا جحفہ منتقل ہوگئی۔ بعض شارحین نے فرمایا ہے کہ جحفہ کی وبا کا یہ عالم ہے کہ شاید ہی کوئی بچہ وہاں جوان ہو پاتا ہے۔

بَابُ مَنْ کَذَبَ فِیْ حُلُمِہٖ ص ۱۰۴۲ — جو جھوٹا خواب بیان کرے۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
۲۸۷۶	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس
	وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ یَرَہٗ کُلِّفَ اَنْ یَعْقِدَ بَیْنَ شَعِیْرَتَیْنِ وَلَنْ
	نے ایسا خواب بیان کیا جسے دیکھا نہ ہو اس کو قیامت کے دن حکم دیا جائے گا کہ جو کے دو دانوں کے

؏ اس کے بعد ہی متصل دو طریقہ سے۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔

يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُّونَ مِنْهُ صُبَّ

درمیان گرہ لگائے لیکن وہ اس کو نہ لگا سکے گا۔ اور جس نے ان لوگوں کی بات سنی جو اپنی بات سننے کو اچھا نہ

فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا

سمجھتے تھے یا اس سے بچتے تھے تو اس کے کانوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اور جس نے تصویر بنائی اس

وَلَيْسَ بِنَافِخٍ۔

کو عذاب دیا جائے گا اور یہ حکم دیا جائے گا کہ اس تصویر میں روح ڈالے۔ لیکن وہ ڈال نہ سکے گا۔

تشریحات ۲۸۷۶:۔ "وَمَنِ اسْتَمَعَ" مطلب یہ ہے کہ اگر کچھ لوگ راز کی بات کر رہے ہوں جسے لوگوں سے چھپانا چاہتے ہوں تو اس کا سننا جائز نہیں۔ "یفرون" سے مراد یہی ہے کہ اس بات کو چھپانا چاہتے ہوں ۔ جھوٹے خواب پر اتنی سخت وعید اس بناء پر ہے کہ یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے اس لیے کہ خواب اللہ تعالیٰ ہی دکھاتا ہے۔

تکلیف مالا یطاق جائز نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ بندے کو ایسا حکم دینا کہ یہ کرو جو بندے کی وسعت میں نہ ہو جائز نہیں۔ یعنی محال چیز کی تکلیف کی تشریح۔ اور یہاں دو جَو کے درمیان گرہ لگانا اور تصویر میں جان ڈالنا بطور عذاب ہے بطور تشریع نہیں۔

ت	قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي
۸۳۳	حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو اپنے
	هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَوْلُهُ مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ۔
	خواب میں جھوٹ بولے۔

تشریح ۸۳۳:۔ مطلب یہ ہے کہ بطریق قتادہ یہی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً مروی ہے جس کا لفظ یہ ہے مَنْ كَذَبَ فِي رُؤْيَاهُ۔

ت	قَالَ سُفْيَانُ وَصَلَهُ لَنَا أَيُّوبُ ؏
۸۳۴	سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ایوب نے ہم سے اس حدیث کو سند متصل کے ساتھ بیان کیا۔

؏ ابوداؤد، ادب۔ ترمذی، لباس، رؤیا۔ نسائی، زینت، جزء، ابن ماجہ، رؤیا، جزء۔

ت وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الرُّمَّانِيِّ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ

۸۳۵ اور شعبہ نے ابو ہاشم الرمانی سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے عکرمہ سے سنا۔ ابو ہریرہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَوْلُهُ مَنْ صَوَّرَ وَمَنْ تَحَلَّمَ وَمَنِ اسْتَمَعَ۔

رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے تصویر بنائی اور جس نے جھوٹا خواب بیان کیا اور جس نے دوسرے کی بات سنی۔

تشریح ۸۳۵:۔ مستملی اور سرخسی کی روایت میں عن أبي هشام ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ غلط ہے صحیح ابوہاشم ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ یہ تینوں طریقے معلق موقوف ہیں اول قتیبہ سے مروی ہے جس میں عن عکرمۃ ہے دوسرے شعبہ سے جس میں سمعت عکرمۃ ہے تیسرے قال ابو ھریرۃ۔ فرق یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے میں من کذب فی رؤیاہ ہے اور دوسرے میں من تحلم ہے۔

حدیث عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ

۲۸۷۷ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَفْرَى الْفِرَا أَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا۔

سے بڑھ کر جھوٹ یہ ہے کہ کوئی اپنی آنکھوں کا دیکھنا وہ بیان کرے جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے۔

تشریحات ۲۸۷۷: مِنْ أَفْرَى الْفِرَىٰ ــ أَفْرَىٰ فَرْيٌ سے اسم تفضیل ہے اور فِرَىٰ فِرْيَةٌ کی جمع ہے ــ فِرْيَةٌ کے معنی ایسا بڑا جھوٹ جس پر لوگوں کو تعجب ہو۔

أَنْ يُرِيَا۔ یہ رویت کے باب افعال اَلْاِرَاءَةُ سے مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو خواب نہ دیکھا ہو اس کو بیان کرے کہ میں نے دیکھا ہے اس کو تمام جھوٹوں سے بڑا جھوٹ اس لیے شمار کیا گیا کہ اللہ عز وجل پر بہتان ہے جیسا کہ گزرا۔

بَابٌ إِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلَا يُخْبِرْ بِهَا وَلَا يَذْكُرْهَا ص ۱۰۴۳ — جب ناپسندیدہ خواب دیکھے تو نہ کسی کو بتائے اور نہ کسی سے ذکر کرے۔

حدیث سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يَقُولُ لَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي

۲۸۷۸ ابو سلمہ کہتے تھے کہ میں کوئی خواب دیکھتا تو بیمار ہو جاتا تھا یہاں تک کہ میں نے حضرت

حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ أَنَا كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں خواب دیکھتا تو وہ مجھے بیمار کر دیتا

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الرُّؤْیَا الْحَسَنَۃُ مِنَ اللّٰہِ

یہاں تک کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے

فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ وَلَا یُحَدِّثْ بِہٖ اِلَّا مَنْ یُحِبُّ فَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَہُ

ہے جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو اسی سے بیان کرے جو اس سے محبت کرتا ہے اور

فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّھَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفُلْ ثَلٰثًا وَلَا یُحَدِّثْ

جب برا خواب دیکھے تو اس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور تین بار تھوکے اور

بِھَا اَحَدًا فَاِنَّھَا لَنْ تَضُرَّہٗ۔

کسی سے بیان نہ کرے پھر وہ کوئی ضرر نہیں دے گا۔

تشریحات ۲۸۶۸ کچھ اختصار کے ساتھ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ یہاں کچھ تفصیل زیادہ ہے بات یہ ہے کہ خواب پہلی بار جس سے بیان کیا جائے اور وہ کوئی تعبیر بتائے وہ ہو کے رہتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الرؤیا لاول عابر۔ خواب پہلی تعبیر بتلانے والے کے مطابق واقع ہوتا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ خواب صرف عالم یا اپنے مخلص کے سامنے بیان کرو۔

اقول وھو المستعان۔ یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ پہلی تعبیر بتلانے والے کی تعبیر ہی کے مطابق خواب واقع ہو یہ اس وقت ہے جب پہلی تعبیر بتلانے والے نے صحیح تعبیر بتائی ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلی تعبیر بتانے والا خطا کرے جیسا کہ خود امام بخاری نے اس کے بعد باب کا عنوان قائم کیا ہے کہ جو اس کا قائل نہ ہو کہ خواب پہلی تعبیر بتانے والے کے لیے ہے اگر وہ تعبیر صحیح نہ بتائے۔ اس کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وہ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک لمبا خواب بیان کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے اجازت لے کر اس کی تعبیر بتائی اور پھر حضور سے پوچھا یا رسول اللہ میں نے صحیح تعبیر بتائی یا کوئی غلطی کی تو حضور نے ارشاد فرمایا کچھ صحیح بتائی اور کچھ میں تم نے خطا کی۔

بَابُ مَنْ لَّمْ یَرَ الرُّؤْیَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ اِذَا لَمْ یُصِبْ ص ۱۰۴۳

جو یہ اعتقاد نہ رکھے کہ تعبیر پہلے معبر کے لیے ہے جب وہ صحیح تعبیر نہ بتائے

توضیح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلرُّؤْيَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ ـــــ خواب پہلے تعبیر بتانے والے کے مطابق ہوتا ہے۔

باب کا عنوان قائم کرکے حضرت امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس حدیث کے شواہد ہیں ۔ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں سند حسن کے ساتھ اور حاکم نے افادۂ تصحیح کے ساتھ ابورزین اور عقیلی نے مرفوعاً روایت فرمایا۔

اَلرُّؤْيَا عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَالَمْ تُعْبَرْ فَاِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ۔ خواب چڑیا کے پیر پر ہے جب تک تعبیر نہ بیان کی جائے اور جب تعبیر بیان کر دی جاتی ہے تو واقع ہو کر رہتا ہے۔

ابو داؤد کا لفظ اور ترمذی کی روایت میں سَقَطَتْ ہے۔ اس کی تائید میں بہت سے آثار ہیں۔ لیکن حضرت امام بخاری اس باب کے ضمن میں جو حدیث لائے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر پہلی تعبیر بتانے والے نے صحیح بتایا تو ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے تعبیر بتانے میں خطا کی تو صحیح نہیں اس لیے یہ تخصیص کرنا ضروری ہے کہ اگر پہلی تعبیر بتانے والے نے صحیح تعبیر بتائی ہے تو خواب اسی کے مطابق ہوگا لیکن اگر اس نے تعبیر بتانے میں خطا کی تو اس کے مطابق واقع نہ ہوگا۔

حدیث	اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ
۲۸۷۹	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول

رَجُلًا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُ اللَّیْلَۃَ فِی
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میں نے آج رات خواب میں
الْمَنَامِ ظُلَّۃً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَاَرَی النَّاسَ یَتَکَفَّفُوْنَ مِنْہَا
ایک چھتری دیکھی جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اپنی ہتھیلیوں
فَالْمُسْتَکْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ فَاِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِّنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ فَاَرَاکَ
میں لے رہے ہیں کچھ زیادہ لینے والے ہیں اور کچھ کم لینے والے اچانک میں نے دیکھا کہ ایک رسی زمین
اَخَذْتَ بِہٖ ثُمَّ اَخَذَ بِہٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَعَلَا بِہٖ ثُمَّ اَخَذَ بِہٖ رَجُلٌ اٰخَرُ
سے آسمان تک تنی ہوئی ہے میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر
فَعَلَا بِہٖ ثُمَّ اَخَذَ بِہٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ
دوسرے شخص نے پکڑا اور وہ اوپر چڑھ گیا پھر دوسرے شخص نے پکڑا اور اوپر چڑھ گیا پھر

يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَاللهِ لَتَدَعُنِي فَأَعْبُرُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

پھر دوسرے شخص نے پکڑا تو وہ کٹ گئی پھر جوڑ دی گئی ـــ یہ خواب سن کر حضرت ابو بکر صدیق

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْبُرْ قَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو اللہ کی قسم مجھے چھوڑ دیجیے میں اس کی تعبیر بیان کرتا

مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ

ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تعبیر بیان کرے ـــ حضرت ابو بکر نے کہا چھتری اسلام ہے اور اس سے

وَالْمُسْتَقِلُّ وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِي

جو شہد اور گھی ٹپک رہا ہے یہ قرآن ہے اس کی حلاوت ٹپک رہی ہے کچھ زیادہ قرآن لینے والے ہیں کچھ کم ۔ اور زمین سے

أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ لِيُرِيكَ اللهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو

آسمان تک تنی ہوئی رسی وہ حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اسے پکڑے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو بلالے گا

بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ

پھر حضور کے بعد دوسرا شخص پکڑے گا اور اس کے ذریعہ اوپر چلا جائے گا پھر دوسرا شخص پکڑے گا اور اس

ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ

کے ذریعہ اوپر چلا جائے گا پھر دوسرا شخص پکڑے گا اور وہ کٹ جائے گی پھر اس کو جوڑ دیا جائے گا جس کے

أَخْطَأْتُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ

ذریعہ وہ اوپر چلا جائے گا۔ اب مجھے بتائیے یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان میں نے صحیح تعبیر بتائی ہے یا کچھ

بَعْضًا قَالَ فَوَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ قَالَ لَا تُقْسِمْ عه

خطا کی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ تم نے ٹھیک بتایا اور کچھ میں خطا کی عرض کیا آپ کو اللہ کی قسم

یا رسول اللہ! مجھے بتائیے میں نے کیا خطا کی فرمایا قسم نہ دے۔

تشریحات ۲۸۷۹

ظُلَّةٌ ۔ ہر وہ چیز جو دھوپ سے بچائے۔ چھتری یا چھپر کچھ بھی ہو یہاں مراد یہ ہے کہ ایک بادل نظر آیا جو چھتری کی طرح تھا۔

خواب میں یہ تھا کہ اس چھتری سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے مگر حضرت صدیق اکبر کی تعبیر میں اس روایت میں صرف حلاوت کا ذکر ہے لیکن دوسرے طرق میں یہ ہے۔

عه مسلم: تعبیر۔ ابوداؤد: ایمان ونذور۔ نسائی۔ ابن ماجہ: رؤیا۔

أَمَّا الْعَسَلُ وَالسَّمْنُ فَالْقُرْآنُ فِيْ حَلَاوَةِ الْعَسَلِ وَلِيْنِ السَّمْنِ۔ شہد اور گھی قرآن کی حلاوت اور اس کی نرمی ہیں۔

قرآن کے اندر شہد کی مٹھاس ہے اور گھی کی لینت جیسے شہد کے بارے میں وارد ہے فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اسی طرح گھی کے بارے میں بھی ایک حدیث ہے أَنَّ فِي السَّمْنِ شِفَاءٌ۔ گھی میں شفا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اسی رسی کو پکڑنے والے حضرت صدیق اکبر ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فَانْقَطَعَ سے مراد یہ ہے کہ قریب تھا کہ رسی کٹ جاتی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی مطالبہ تھا کہ خلافت سے دستبردار ہو جائیے مگر انہوں نے فرمایا میں اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک کرتہ پہنائے گا لوگ اتروانا چاہیں گے تم مت اتارنا اس پر بلوائیوں نے ان کے ساتھ جو سختیاں کیں اس پر صبر کرنا آسان کام نہیں تھا حالات ایسے تھے کہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو شاید خلافت سے دستبردار ہو جاتا لیکن آپ ثابت قدم رہے یہاں تک کہ شہادت پائی اس لیے فانقطع ثم وصل سے مراد یہی ہے کہ قریب تھا کہ رسی کٹ جاتی مگر جڑی رہی۔

اس حدیث میں صرف ثُمَّ وُصِلَ ہے۔ اس سے حضرت امام قاضی عیاض تک کو یہ شبہ ہوا کہ ثُمَّ وُصِلَ سے مراد حضرت علی کی خلافت ہے۔ اور فَانْقَطَعَ سے مراد حضرت عثمان کی شہادت رضی اللہ تعالیٰ عنہما لیکن علامتین جلیلتین عسقلانی اور عینی اس پر متفق ہیں کہ اس سے مراد صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس لیے کہ خود بخاری میں ابوذر اور نسفی کی روایت میں وُصِلَ لَهُ پھر مسلم میں، ترمذی میں، نسائی میں، ابن ماجہ میں، مسند امام احمد میں، دارمی میں، ابو عوانہ میں سب میں ہے اور سلمان بن کثیر کی روایت میں فَوُصِلَ لَهُ فَاتَّصَلَ ہے اس لیے متعین ہے کہ اس سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ امیر المومنین مولی المسلمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر اس خواب میں نہیں۔

بعض شارحین نے بطور احتمال یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ سے اس خواب کی تعبیر میں یہ خطا ہوئی ہے میں اس کو بلاضرورت سمجھتا ہوں اور سوء ادب کا بھی پہلو ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قسم دلائی پھر بھی حضور نے ان کی قسم پوری نہیں فرمائی بلکہ منع فرما دیا کہ قسم مت دے حالانکہ قسم پوری کرنے کا حکم خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا ہے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہر قسم پوری کرنی ضروری نہیں

خواب کی تعبیر واضح طور پر بیان کرنے میں کوئی ایسی بات رہی ہوگی جس کا ظاہر کرنا اچھا نہیں تھا اس لیے حضور نے منع فرمادیا۔ لَا تُقْسِمْ کی توجیہ میں بعض حضرات نے فرمایا کہ دوبارہ قسم مت دینا لیکن اس کی ضرورت نہیں۔ محاورہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کے لیے قسم دیتا ہے اور مخاطب یہی مصلحت جانتا ہے کہ یہ کام نہیں کرنا ہے تو کہتے ہیں قسم مت دے۔

اس حدیث میں یہ اختلاف ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے یا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یا دونوں حضرات سے اسی طرح مروی ہے کہ حضرت ابن عباس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں جس کی تفصیل باب رُؤیا اللّیل میں گزرچکی ہے بہرحال جس طرح بھی روایت ہو یہ مراسیل صحابہ سے ہے اس لیے کہ مسلم میں تصریح ہے کہ اُحد سے پلٹنے کے وقت یہ خواب دیکھنے والے صاحب حاضر ہوئے تھے اور غزوۂ اُحد ۳ھ شوال میں ہوا ہے اس وقت نہ حضرت ابن عباس مدینہ طیبہ تھے نہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم — حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے تھے اور غزوۂ احد کے وقت مکہ معظمہ میں تھے۔ اور حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ خیبر کے موقع پر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور مراسیل صحابہ بالاتفاق حجت ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الفتن ص۱۰۴۵

توضیح:۔ یہ فِتْنَةٌ کی جمع ہے اس کے اصل معنی آزمائش کے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا اِنْ ھِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ یہ تیری ہی آزمائش ہے۔ چونکہ آزمائش میں کچھ مشقت شدت اور تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا عام استعمال عذاب، رسوائی، مشقت اور ناپسندیدہ امور میں ہوتا ہے یا ان کے اسباب میں اگر کوئی رنج والم من جانب اللہ ہو یا دین کے معاملہ میں ہو تو وہ محمود ہے۔ اور اگر دین کے لیے نقصان دہ ہو یا مسلمانوں کے لیے اذیت، اضطراب، بربادی کا باعث ہو تو مذموم۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا ص۱۰۴۵ تم لوگ میرے بعد کچھ ایسی باتیں دیکھو گے جو تمہیں ناپسند ہوں گی۔

توضیح: یہ حدیث کا جزء ہے جسے امام بخاری نے علامات نبوت اور پھر اس باب کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ اس کی پوری توضیح علامات نبوت میں گزر چکی ہے۔

حدیث	سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
۲۸۸۰	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهٗ

فرمایا جس نے اپنے امیر کی طرف سے کوئی بات دیکھی اور وہ اسے ناپسند ہو تو وہ صبر کرے اس لیے کہ جو شخص

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً [۱]

جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہوا اور اسی پر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

تشریحات:۔ ۲۸۸۰ یعنی بلا وجہ شرعی سلطان اسلام سے بغاوت حرام ہے۔ اس کی

[۱] بخاری۔ احکام باب السمع والطاعۃ للعام ص۱۰۵۷ مسلم مغازی۔

تفصیل کتب فقہ اور عقائد میں مذکور ہے۔ سلطان جب تک اسلام سے خارج نہ ہو جائے یا گمراہی پھیلانے کی بزور شمشیر کوشش نہ کرے اس کے خلاف اعلان جنگ کی اجازت نہیں۔

جاہلیت کی موت سے مراد یہ ہے کہ وہ گنہگار ہو کر مرا۔ یہ مراد نہیں کہ وہ کافر ہو گیا۔

حدیث ۲۸۸۱	عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ
	جنادہ بن امیہ نے کہا ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے وہ

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ وَهُوَ مَرِيضٌ قُلْنَا أَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْنَا بِحَدِيثٍ

مریض تھے۔ ہم نے ان سے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو صلاح بخشے ہم سے کوئی حدیث بیان فرمایئے

يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِ۔ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ کو نفع عطا فرمائے جسے آپ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہو۔

دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيمَ أَخَذَ عَلَيْنَا

انہوں نے کہا ہمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلایا تو ہم نے حضور سے بیعت کی حضور نے ہم سے امیر کی

أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا

بات سننے اور ماننے پر بیعت لی ہمیں وہ بات پسند ہو یا ناپسند ہم تنگی میں ہوں یا کشائش میں اگرچہ ہم پر

وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا۔ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا

دوسروں کو ترجیح دی جاتی ہو۔ اور حکومت اہل کے ہاتھ میں ہو تو اس سے نزاع نہ کریں۔ مگر یہ کہ

عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ بِهِ بُرْهَانٌ۔ عہ

تم خالص کفر دیکھو جس پر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے برہان ہو۔

تشریحات ۲۸۸۱ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر سلطان اسلام یا خلیفۂ اسلام فسق و فجور اور معاصی میں مبتلا ہو جائے تو اس سے جنگ جائز نہیں اور جب کفر سرزد ہو اور استطاعت ہو تو واجب ہے۔ البتہ ابتداءً فاسق معلن کو خلیفہ بنانا جائز نہیں۔

بَابُ ظُهُورِ الْفِتَنِ ص۱۰۴۶ فتنوں کا ظاہر ہونا۔

عہ مسلم مغازی۔

حدیث ۲۸۸۲

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ وَاَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا

شقیق نے کہا میں عبد اللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر

فَقَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَاَيَّامًا يَنْزِلُ

تھا کہ دونوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے پہلے ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں

فِيهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ۔

جہالت اتر آئے گی اور علم اٹھا لیا جائے گا اور اس میں قتل بکثرت ہوگا۔

تشریحات ۲۸۸۲

جہل کے اترنے سے مراد یہ ہے کہ علم دین سے لوگ بے بہرہ ہوں گے اور علم اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ علماء باقی نہ رہیں گے۔ ھرج حبشی زبان کا کلمہ ہے اس کے معنی قتل کے ہے۔ یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سے مروی ہے۔ اور بعض روایتوں میں صرف حضرت ابو موسیٰ سے اور بعض روایتوں میں صرف حضرت عبد اللہ بن مسعود سے۔

ت ۸۳۶

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کر فرماتے تھے

مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ اَحْيَاءٌ۔

بد ترین لوگ وہ ہیں کہ جن کی زندگی میں قیامت آئے۔

تشریح ۸۳۶

یہ سابق سند کے ساتھ مروی ہے تعلیق نہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قیام قیامت کے وقت روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں رہے گا صرف کافروں پر قیامت آئے گی۔ نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار و منافقین بد ترین مخلوق ہیں۔ ابن بطال نے کہا کہ یہ باعتبار اغلب و اکثر کے ہے ورنہ قیام قیامت کے وقت بھی کچھ مسلمان حق پر رہیں گے جس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ فرمایا:

لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى يَقُومَ السَّاعَةُ۔

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتح یاب رہے گا اس کے مخالفین اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوگی۔

بَابٌ لَا يَاْتِي زَمَانٌ اِلَّا الَّذِي بَعْدَهٗ شَرٌّ مِنْهُ۔ ص ۱۰۴۷

ہر بعد والا زمانہ پہلے سے بد تر ہوگا۔

حدیث	عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا يَلْقَوْنَ
۲۸۸۳	زبیر بن عدی نے کہا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے ان سے
	مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ
	حجاج کے مظالم کی شکایت کی تو فرمایا صبر کرو اس لیے کہ ہر بعد والا زمانہ پہلے سے بدتر آئے گا یہاں تک کہ تم
	حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؏
	اپنے پروردگار سے ملاقات کروگے میں نے اس کو تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

تشریحات ۲۸۸۳ امام شعبی نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مجرم کو پکڑتے تو اسے لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیتے اور اس کا عمامہ اتار دیتے ان کے بعد بھی ایک زمانہ تک یہی رہا جب زیاد والی ہوا اس نے کوڑوں کی سزا دی اس کے بعد مصعب بن زبیر نے داڑھی مونڈنے کی سزا دی۔ بشر بن مروان نے مجرم کی ہتھیلی میں کیل ٹھونکی۔ لیکن جب حجاج آیا تو اس نے کہا یہ سب کھیل ہے اس نے تلوار سے کام لیا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔ — جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں — ص ۱۰۴۷۔

حدیث	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
۲۸۸۴	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ؏۲
	جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

حدیث	عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
۲۸۸۵	حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا ؏۳
	نے فرمایا جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

؏۱ ترمذی، فتن ؏۲ مسلم، ایمان۔ نسائی، محاربہ۔

؏۳ مسلم، ایمان، ترمذی، حدود، ابن ماجہ، حدود۔

تشریحات: ۲۸۸۵ ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بلا وجہ شرعی ناحق کسی مسلمان سے لڑنے کے لیے ہتھیار اُٹھائے ۔ فلیس منّا سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ۔

حدیث	عَنْ هَمَّامٍ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
۲۸۸۶	ھمام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا کہ نبی
	تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی پر ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا ہے شاید
	الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ مِنْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ ۔
	شیطان اس کے ہاتھ میں کونچا مار دے اور وہ جہنم کے گڑھے میں گر جائے ۔

تشریحات: ۲۸۸۶ ۔ شروع سند میں تھا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ یہ محمد کون ہیں؟ علامہ کرمانی اور ابو علی جیانی نے فرمایا یہ محمد بن یحیٰی ذھلی ہیں اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس کا بھی احتمال ہے کہ وہ محمد بن رافع ہوں اس لیے کہ مسلم ان ہی سے مروی ہے عہ

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کیا اور کسی وجہ سے وہ ہتھیار مسلمان کو لگ گیا جس سے وہ زخمی ہو گیا یا مر گیا تو اشارہ کرنے والا مجرم ہو گا اس کے بہت سے قصے ہیں ۔ لوگوں نے بندوق خالی سمجھ کر اٹھائی اور چلا دی اور انسان مر گیا ۔

ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے بھائی کی جانب لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں ۔

بَابٌ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ بھڑیں ۔

صفحہ ۱۰۴۸

حدیث	حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ رَجُلٍ لَمْ يُسَمِّهٖ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ خَرَجْتُ
۲۸۸۷	ہم سے حماد نے حدیث بیان کی ایک شخص سے روایت کرتے ہوئے ان کا نام انہوں نے نہیں
	لَيَالِيَ الْفِتْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنِيْ اَبُوْ بَكْرَةَ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قُلْتُ اُرِيْدُ نُصْرَةَ ابْنِ
	لیا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اس شخص نے کہا فتنے کے دنوں میں

عہ مسلم ، ادب ۔

عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

میں اپنے ہتھیار کے ساتھ نکلا تو میری ملاقات ابو بکرہ سے ہوئی

تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ

انہوں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے صاحبزادے کی

قِيْلَ هٰذَا الْقَاتِلُ وَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهٖ ـ

مدد کا ارادہ رکھتا ہوں ابو بکرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان

قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِأَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ

ایک دوسرے کو اپنی تلواروں سے ماریں تو دونوں اہل نار سے ہیں عرض کیا گیا یہ قاتل ہے مقتول

وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ يُحَدِّثَانِيْ بِهٖ فَقَالَ إِنَّمَا رَوٰى هٰذَا الْحَسَنُ عَنِ الْأَحْنَفِ

کا کیا قصور ہے فرمایا اس نے اپنے سامنے والے کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ حماد بن زید نے کہا میں نے اس حدیث کو ایوب

بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ

اور یونس بن عبید سے ذکر کیا میرا مقصد یہ تھا کہ اس حدیث کو دونوں مجھ سے بیان کریں ان دونوں نے

کہا اسے حسن نے احنف بن قیس سے روایت کیا انہوں نے ابو بکرہ سے۔

تشریحات

عن رجل: حافظ مزی کی تہذیب سے علامہ ابن حجر عسقلانی نے نقل کیا یہ معتزلہ کا شیخ عمرو بن عبید تھا اس کا حافظہ کمزور تھا صاحب تلویح وتوضیح نے کہا کہ ہشام بن حسان ابو عبد اللہ فردوسی تھا۔ دوسری کی تائید اسماعیلی کی روایت سے ہوتی ہے جس میں "حدثنا ھشام عن الحسن" ہے اور نسائی کی روایت سے بھی۔ اس روایت میں یہ سقم ہے کہ "عن الحسن قال" سے ظاہر ہوتا ہے کہ "قال" کی ضمیر غائب کا مرجع حسن بصری ہیں حالانکہ ایسا نہیں یہ قول حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جیسا کہ بعد میں خود امام بخاری نے اس کو واضح کر دیا ہے اس سند میں انقطاع ہے۔ "لیالی فتنۃ" سے مراد جنگ جمل اور جنگ صفین کے ایام ہیں۔

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنگ جمل اور جنگ صفین دونوں میں حق حضرت مولی المسلمین امیر المومنین علی مرتضیٰ کے ساتھ تھا اور ان کے متحارب خطا پر تھے مگر چونکہ ان کی خطا اجتہادی تھی جس پر مواخذہ نہیں۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث ذکر کی وہ حق ہے اور اس سے مراد بلا وجہ شرعی لڑنا ہے البتہ اس موقع پر حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس حدیث کو ذکر کرنا بے محل تھا یہ ان کی خطا تھی۔

بَابُ التَّعَرُّبِ فِی الْفِتْنَةِ ص ۱۰۵۱ — فتنے کے زمانے میں دیہات میں رہنا۔

حدیث	عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ
۲۸۸۸	حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس حجاج آیا اور کہا اے
	الْاَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
	ابن اکوع اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے گاؤں میں بس گئے تو انہوں نے فرمایا نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ
	تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِيْ فِى الْبَدْوِ. وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ لَمَّا قُتِلَ
	تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے دیہات میں رہنے کی اجازت دی ہے۔ اور یزید بن ابی عبید ہی سے روایت ہے کہ
	عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ خَرَجَ سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ اِلَى الرَّبَذَةِ وَتَزَوَّجَ هُنَاكَ امْرَاَةً
	انہوں نے کہا جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیے گئے تو سلمہ بن اکوع رضی اللہ
	وَوَلَدَتْ لَهُ اَوْلَادًا فَلَمْ يَزَلْ بِهَا حَتّٰى قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِلَيَالٍ فَنَزَلَ
	تعالیٰ عنہ ربذہ چلے گئے اور وہاں ایک عورت سے شادی کر لی جس سے اولاد ہوئی اور وہ وہیں رہے
	الْمَدِيْنَةَ ؏
	وفات سے چند دن پہلے مدینہ آ گئے۔

تشریحات ۲۸۸۸ حجاج کے کہنے کا مطلب طنز تھا چونکہ مدینہ دار الہجرت تھا وہاں کی سکونت چھوڑ کر وہ ربذہ چلے گئے اس پر اس نے طنز کیا۔

بَابُ الْفِتْنَةُ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ ص ۱۰۵۱ — وہ فتنہ جو سمندر کی موج کی طرح اٹھے۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ خَلَفِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ
۸۳۷	خلف بن حوشب نے کہا کہ فتنوں کے وقت لوگ ان اشعار کا پڑھنا پسند
	اَنْ يَّتَمَثَّلُوْا بِهٰذِهِ الْاَبْيَاتِ عِنْدَ الْفِتَنِ.
	کرتے تھے۔

اَلْحَرْبُ اَوَّلُ مَا تَكُوْنُ فُتَيَّةً — لڑائی شروع میں جوان عورت ہوتی ہے
تَسْعٰى بِزِيْنَتِهَا لِكُلِّ جَهُوْلٍ — اپنی زینت کے ساتھ ہر نادان کے پاس دوڑتی ہے۔

؏ مسلم مغازی۔ نسائی بیعت۔

حَتّٰی اِذَا اشْتَعَلَتْ وَشَبَّ ضِرَامُهَا
یہاں تک کہ جب مشتعل ہو کر بھڑک اٹھتی ہے

وَلَّتْ عَجُوْزًا غَيْرَ ذَاتِ حَلِيْلٍ
اس بڑھیا کی طرح پیٹھ پھیر کر بھاگتی ہے جس کا کوئی شوہر نہیں۔

شَمْطَاءُ يُنْكَرُ لَوْنُهَا وَتَغَيَّرَتْ
جس کے بال کھچڑی ہو گئے اور رنگ بگڑ گیا

مَكْرُوْهَةً لِلشَّمِّ وَالتَّقْبِيْلِ۔
جس کا سونگھنا اور جس کا بوسہ لینا ناپسند ہو گیا

تشریحات ۲۸۸۷ یہ اشعار امرؤ القیس کے ہیں جیسا کہ ابو ذر کے نسخے میں ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ اشعار عمرو بن معدی کرب زبیدی کے ہیں جیسا کہ مبرد نے کامل میں لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شروع شروع میں لڑائی بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن انجام کار افسوس اور حسرت ہے۔

بَابٌ ص ۱۰۵۲

حدیث	سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يَقُوْلُ دَخَلَ اَبُوْ مُوْسٰى وَاَبُوْ مَسْعُوْدٍ عَلٰى عَمَّارٍ
۲۸۸۹	ابو وائل کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اور ابو مسعود عمار کے پاس آئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)
	حَيْثُ بَعَثَهٗ عَلِيٌّ اِلٰى اَهْلِ الْكُوْفَةِ يَسْتَنْفِرُهُمْ فَقَالَا مَا رَاَيْنَاكَ اَتَيْتَ اَمْرًا
	جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو کوفہ والوں کے پاس بھیجا تھا کہ انہیں لڑائی کے لیے
	اَكْرَهَ عِنْدَنَا مِنْ اِسْرَاعِكَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ مُنْذُ اَسْلَمْتَ فَقَالَ عَمَّارٌ مَا رَاَيْتُ
	آمادہ کریں ان دونوں نے کہا اے عمار جب سے تم مسلمان ہوئے اس معاملے میں جلدی کرنے سے زیادہ ناپسندیدہ
	مِنْكُمَا مُنْذُ اَسْلَمْتُمَا اَمْرًا اَكْرَهَ عِنْدِيْ مِنْ اِبْطَائِكُمَا عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ وَكَسَاهُمَا
	تمہارا کوئی کام ہم نے نہیں دیکھا، اس پر عمار نے کہا جب سے تم دونوں مسلمان ہوئے تم لوگوں کا کوئی کام میرے
	حُلَّةً حُلَّةً ثُمَّ رَاحُوْا اِلَى الْمَسْجِدِ۔
	نزدیک اس سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں ہے کہ تم لوگوں نے اس معاملے میں دیر کی۔ حضرت ابو مسعود
	نے ان دونوں کو ایک ایک جوڑا پہنایا پھر سب مسجد گئے۔

تشریحات ۲۸۸۹ حضرت مولی المسلمین امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے کر بصرہ میں تیس ۳۰ ہزار کا لشکر جمع کر لیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص لیا جائے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمار اور بڑے شہزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفے بھیجا اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں

تھے اس وقت کا یہ قصہ ہے۔ اس کے بعد یہی مضمون ابو وائل سے بھی مروی ہے اس میں یہ ہے کہ ابو مسعود نے حضرت عمار سے کہا تمہیں چھوڑ کر اگر میں چاہوں تو کہوں اور اخیر میں ہے کہ حضرت ابو مسعود مالدار تھے انہوں نے اپنے غلام سے دو حلے منگا کر ایک ابو موسیٰ کو اور ایک عمار کو دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

بَابٌ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَوْمًا عَذَابًا۔ ص ۱۰۵۳ — جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرمائے۔

حدیث ۲۸۹۰	أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ
	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو عذاب ہر اس شخص پر پہونچتا ہے جو ان میں ہوتے ہیں پھر وہ اپنے اعمال پر اٹھائے جائیں گے۔

تشریحات ۲۸۹۰ یعنی جب عذاب کسی قوم پر نازل ہوتا ہے تو عذاب کے لپیٹ میں نیک و بد سبھی آجاتے ہیں لیکن قیامت کے دن ان کے اعمال کا ثواب ملے گا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ ص ۱۰۵۳

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں کہ بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو گروہ کے درمیان صلح کرا دے گا۔

حدیث ۲۸۹۱	أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلٰى اُسَامَةَ اَخْبَرَهٗ۔ قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ رَاَيْتُ حَرْمَلَةَ۔ قَالَ اَرْسَلَنِيْ اُسَامَةُ اِلٰى عَلِيٍّ وَقَالَ اِنَّهٗ سَيَسْأَلُكَ
	حضرت محمد بن علی باقر نے خبر دی کہ انہیں حضرت اسامہ کے غلام حرملہ نے خبر دی۔ عمرو کہتے کہا اور میں نے حرملہ کو دیکھا ہے حرملہ نے کہا مجھے اسامہ نے حضرت علی کے پاس بھیجا اور کہا وہ تم سے ابھی

علہ مسلم صفۃ المنافقین۔

الآن فيقول ما خلف صاحبك فقل له يقول لك لو كنت في شدق الأسد
پوچھیں گے کہ کس چیز نے تمہارے صاحب کو میری مدد سے پیچھے رکھا تو ان سے کہنا وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ شیر کے
لأحببت أن أكون معك فيه ولكن هذا أمر لم أره فلم يعطني شيئا.
جبڑے میں ہوتے تو بھی میں آپ کے ساتھ رہنا پسند کرتا لیکن یہ معاملہ ایسا ہے جس کو میں نے نہیں دیکھا حرملہ نے کہا حضرت
فذهبت إلى حسن وحسين وابن جعفر فأوقروا إلى راحلتي.
علی نے مجھ کو کچھ نہیں دیا جس کے بعد میں حسن اور حسین اور عبد اللہ بن جعفر کے پاس گیا تو ان لوگوں نے میرے دونوں اونٹ لاد دیے۔

۲۸۹۱

تشریحات:۔ جنگ جمل اور صفین کے موقع پر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کے ساتھ نہ تھے اگرچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غایت درجہ محبت کرتے تھے مگر ان کا ساتھ نہ دیا ضرورت پر اپنے غلام حرملہ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھیجا حضرت اسامہ نے اپنی فراست سے جان لیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرملہ سے یہ ضرور پوچھیں گے کہ اسامہ نے میرا ساتھ کیوں نہیں دیا اس لیے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرملہ کو اپنا عذر بتا دیا تھا حضرت اسامہ کی عرض داشت کا حاصل یہ تھا کہ میں آپ پر اپنی جان بھی قربان کرنے کو تیار ہوں لیکن یہ لڑائیاں مسلمانوں سے تھیں اس لیے میں شریک نہ ہوا کیونکہ ایک دفعہ میں نے جنگ میں ایک کافر کو قتل کرنا چاہا تو اس نے مسلمان ہونے کا اقرار کر لیا میں نے یہ سمجھا کہ اس نے جان بچانے کے لیے اقرارِ ایمان کیا ہے دل سے مسلمان نہیں ہوا ہے اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر عتاب فرمایا۔ فرمایا تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا۔

اس حدیث کو باب سے صرف اتنا تعلق ہے کہ اس میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا ذکر ہے جو سیادت کی شان ہے۔

باب إذا قال عند قوم شيئا ثم خرج فقال بخلافه — جب کسی کے سامنے کچھ کہے پھر باہر نکل کر اس کے خلاف کہے ص ۱۰۵۳

توضیح:۔ امام بخاری نے جزاء ذکر نہیں فرمائی کیونکہ وہ ظاہر ہے کہ یہ بات اچھی نہیں۔

حدیث	عن أبي المنهال قال لما كان ابن زياد ومروان بالشام
۲۸۹۲	ابو المنہال سے روایت ہے کہ جب ابن زیاد اور مروان شام میں والی بن بیٹھے
	ووثب ابن الزبير بمكة ووثب القراء بالبصرة فانطلقت مع أبي
	اور ابن زبیر نے کود کر مکہ میں خلافت حاصل کر لی اور قراء نے بصرہ میں تو میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت

إلى أبي برزة الأسلمي حتى دخلنا عليه في داره جالس في ظل علية له

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے وہ بانس کے بارجے کے سایے

من قصب فجلسنا إليه فأنشأ أبي يستطعمه بالحديث فقال يا أبا

میں بیٹھے ہوئے تھے ہم ان کے پاس بیٹھ گئے میرے باپ نے شروع کیا کہ ان سے کچھ کہلوائیں میرے

برزة ألا ترى ما وقع فيه الناس فأول شيء سمعته تكلم به

باپ نے کہا اے ابو برزہ آپ دیکھ نہیں رہے ہیں لوگوں میں کیا ہو گیا تو پہلی بات جو میں نے ان سے سنی وہ

إني احتسبت عند الله أني أصبحت ساخطا على أحياء قريش إنكم

یہ تھی میں اللہ کے حضور ثواب کی امید کرتا ہوں میں قریش کے قبائل پر ناراض ہوں اے عرب کے گروہ

يا معشر العرب كنتم على الحال التي علمتم من الذلة والقلة والضلالة

تم ذلت اور قلت اور گمراہی کے جس حال پر تھے جانتے ہو اور اللہ نے اسلام اور محمد

وإن الله أنقذكم بالإسلام وبمحمد صلى الله عليه وسلم حتى بلغ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس سے نکالا یہاں تک کہ تم وہاں تک پہنچے جو تم دیکھ رہے ہو

بكم ما ترون وهذه الدنيا التي أفسدت بينكم إن ذاك الذي بالشام

یہ دنیا ہی ہے جس نے تمہارے درمیان فساد پیدا کر دیا بے شک وہ جو شام میں ہے خدا کی

والله إن يقاتل إلا على الدنيا۔

قسم صرف دنیا کے لیے لڑتا ہے۔

بعض نسخوں میں یہ بھی ہے۔

وإن ذاك الذي بمكة والله إن يقاتل إلا على الدنيا وإن هؤلاء

اور بے شک وہ جو مکے میں ہے اللہ کی قسم صرف دنیا کے لیے لڑتا ہے یہ لوگ جو تمہارے ارد گرد

الذين بين أظهركم والله إن يقاتلون إلا على الدنيا۔

ہیں یہ بھی صرف دنیا کے لیے لڑتے ہیں۔

تشریحات ۲۸۹۲ اس حدیث میں ترتیب بدل گئی ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ۶۱ھ ہی میں یزید پلید کے زمانے میں اپنی خلافت قائم کر لی تھی یزید کے مرنے کے بعد مروان نے دمشق جا کر اپنی خلافت کا دعویٰ کیا

ابن زیاد مروان کا حامی تھا اس نے کبھی خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ "قراء" سے مراد سلیمان بن صُرد کے ہمراہی تھے جنہوں نے واقعۂ کربلا کے بعد حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص لینے کی تحریک چلائی تھی حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ فرمایا ان کا یہ ارشاد ان کی فہم کے مطابق تھا ورنہ حق یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت برحق تھی مروان باغی اور طاغی تھا۔

اِنِّیْ اِحْتَسَبْتُ عِنْدَ اللہِ :۔ مطلب یہ ہے کہ میں قریش کے بہت سے قبائل کو ناراض کر کے اللہ سے اجر کی امید رکھتا ہوں۔

اس حدیث کو باب سے مناسبت یہ ہے کہ یہ مقاتلین ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم دین قائم کرنے اور حق کی مدد کرنے کے لیے لڑ رہے ہیں حالانکہ ان کا مقصود دنیا کی طلب تھی۔

حدیث	عَنْ حُذَيْفَةَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ
۲۸۹۳	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافقین آج نبی صلی اللہ تعالیٰ
	الْيَوْمَ شَرٌّ مِّنْهُمْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَوْمَئِذٍ
	علیہ وسلم کے زمانے کے منافقین سے بدتر ہیں۔ اس زمانے میں وہ چھپاتے تھے اور آج
	يُسِرُّوْنَ وَالْيَوْمَ يَجْهَرُوْنَ۔
	اعلان کرتے ہیں۔

تشریح ۲۸۹۳ عہد رسالت کے منافقین اپنا کفر چھپائے رکھتے تھے اس لیے اُن سے ضرر کم تھا اور آج علانیہ کفر ظاہر کرتے ہیں اس لیے ان کا شر زیادہ ضرر رساں ہے۔

حدیث	عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى عَهْدِ
۲۸۹۴	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نفاق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	النَّبِيِّ صَلَّى اللہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ۔
	کے عہد میں تھا اور آج صرف ایمان کے بعد کفر ہے۔

تشریحات ۲۸۹۴ اکثر روایت میں "اِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ" ہے اور ایک روایت میں ہے "اِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ اَوِ الْاِيْمَانُ" اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے بارے میں یہ حکم لگانا کہ یہ منافق ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے عہد کے ساتھ خاص تھا کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے دلوں کا حال جانتے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کسی کے دل کی حالت پر قطعی یقینی علم نہیں رکھ سکتے۔ اس لیے اب کسی کو قطعی منافق نہیں کہہ سکتے اب تو یہی ہے کہ ایک انسان پر یا تو کافر ہونے کا حکم لگایا جائے گا یا مؤمن ہونے کا۔ یہاں منافق سے مراد منافق فی الاعتقاد ہے۔ عُرف عام میں دُہرے کردار کے آدمی کو منافق کہہ دیتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُغْبَطَ اَهْلُ الْقُبُوْرِ ص ۱۰۵۴ — قیامت نہیں قایم ہوگی جب تک قبر والوں پر رشک نہیں کیا جائے گا۔

توضیح کسی کی عزت و نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ کاش ہمیں بھی مل جائے بغیر اس کے کہ اس سے زائل ہونے کی آرزو کرے غبطہ کہلاتا ہے۔ اور یہ خواہش کے ساتھ کہ اس کی نعمت اور عزت زائل ہو جائے اور ہمیں مل جائے حسد کہلاتا ہے حسد مذموم ہے اور غبطہ مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔

حدیث	عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
۲۸۹۵	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ
	فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قایم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص کسی کی قبر پر گزرے گا
	فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ ؎
	اور کہے گا اے کاش کہ میں اس کی جگہ ہوتا۔

بَابٌ تَغَيُّرِ الزَّمَانِ حَتّٰى تُعْبَدَ الْاَوْثَانُ۔ ص — زمانے کا بدل جانا یہاں تک کہ بت پوجے جائیں۔

حدیث	حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
۲۸۹۶	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے
	قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ
	ہوئے سنا اس وقت تک قیامت نہیں قایم ہوگی جب تک کہ دوس کی عورتوں کے سُرین

؎ مسلم۔ فتن۔

حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْیَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰی ذِی الْخَلَصَۃِ ۔ وَالْخَلَصَۃُ

ذوالخلصہ کے گرد ہلنے نہیں لگیں گے ـــــ اور ذوالخلصہ قبیلۂ دوس کا وہ بت تھا

طَاغِیَۃُ دَوْسٍ الَّتِی کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ ۔

جسے وہ زمانۂ جاہلیت میں پوجتے تھے ۔

تشریح ۲۸۹۶ یعنی قیامت سے پہلے زمانۂ جاہلیت کا شرک پھیل جائے گا۔ "حَتّٰی تَضْطَرِبَ" سے مراد یہ ہے کہ قبیلۂ دوس کی عورتیں ذوالخلصہ کے گرد طواف کریں گی۔

بَابُ خُرُوْجِ النَّارِ ص ۱۰۵۴ آگ کا نکلنا۔

حدیث ۲۸۹۷ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَخْرُجَ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قایم نہیں ہوگی جب تک سرزمین حجاز سے ایسی آگ نہ نکلے

نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِیْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰی ۔

جس کی روشنی میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نہ چمک جائیں ۔

تشریح ۲۸۹۷ علامہ قرطبی نے تذکرہ میں فرمایا کہ ۳ جمادی الآخرہ ۶۵۴ھ میں بدھ کے دن عشاء کے بعد مدینہ طیبہ سے ایک آگ نکلی اور جمعہ کے چاشت کے وقت تک رہی۔ ہوسکتا ہے کہ یہی آگ مراد ہو۔ یا ہوسکتا ہے کہ اس کے علاوہ مزید کوئی آگ مراد ہو۔

"بصریٰ" دمشق سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک شہر ہے۔

حدیث ۲۸۹۸ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فرات

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ الْفُرَاتُ اَنْ یَّحْسِرَ عَنْ کَنْزٍ مِّنْ ذَھَبٍ فَمَنْ حَضَرَہٗ

سونے کا خزانہ کھولے گی۔ جو وہاں موجود ہو تو اس میں سے کچھ نہ لے (اور دوسری روایت میں ہے)

فَلَا یَاْخُذْ مِنْہُ شَیْئًا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ) یَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَھَبٍ عہ

کہ سونے کا پہاڑ کھولے گی۔

عہ مسلم، فتن ـــ ابوداؤد۔ " ترمذی صفۃ النار۔

تشریح ۲۸۹۸ اس حدیث کی سند میں تھا "حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَدِّهٖ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ" یہ عبید اللہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ شجرۂ نسب یہ ہے۔ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ یہ عمری کر کے مشہور تھے۔ اس سند میں "عَنْ جَدِّهٖ" کی ضمیر عبید اللہ کی طرف راجع ہے خبیب کی طرف نہیں۔ خبیب انصاری بزرگ ہیں۔
اس خزانہ کے لینے سے ممانعت میں راز کیا تھا اللہ جلّ نے یا اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانیں۔

باب ۱۰۵۴

حدیث ۲۸۹۹	عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ
	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ
	نے فرمایا۔ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آپس میں دو بڑے گروہ نہ لڑیں ان کے درمیان بہت
	عَظِيمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ
	بڑی لڑائی ہوگی اور دونوں کا دعویٰ ایک ہو گا۔ یہاں تک کہ تیس کے قریب دجّال کذاب پیدا ہوں گے سب
	ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ۔
	کے سب یہ گمان کریں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

تشریحات ۲۸۹۹ علامہ کرمانی نے فرمایا کہ یہ دونوں بڑے گروہ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں ایک شخص ابو زرعہ رازی کی خدمت میں آیا اور اُس نے کہا میں معاویہ کو پسند نہیں کرتا پوچھا کیوں اس نے کہا اس لیے کہ وہ حضرت علی سے ناحق لڑے تو اس سے ابو زرعہ نے کہا معاویہ کا رب رحیم ہے اور معاویہ کے مقابل کریم ہیں تو ان دونوں کے درمیان تیرے داخل ہونے کا کیا مطلب ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد خوارج اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ ابھی یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی ہو۔

"دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ" سے مراد یہ ہے کہ وہ سب اسلام کا دعویٰ کریں گے اور حق پر ہونے کا۔

"حَتّٰی یُبْعَثَ" یعنی قیامت سے پہلے تیس کے قریب دجّال جھوٹے مُدعیٔ نبوت پیدا ہوں گے۔ ان میں اور دجال اکبر کے مابین یہ فرق ہے کہ یہ سب صرف نبوت کا دعویٰ کریں گے، الوہیت کا دعویٰ نہیں کریں گے اور دجال اکبر الوہیت کا دعویٰ کرے گا۔

دجّالوں کا مادہ دَجَلٌ ہے اس کے معنیٰ ہیں دھوکہ دینا۔ اس حدیث میں ہے قَرِیْبٌ مِنْ ثَلَاثِیْنَ لیکن دوسری احادیث میں تیس ۳۰ کی تعداد قطعی ہے۔ چنانچہ حضرت علی، حضرت ابن مسعود حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ثعبان کی حدیث میں یہی ہے۔ امام احمد اور طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا کہ قیامت قایم نہ ہوگی یہاں تک کہ تینتیس کذاب نکلیں گے ان کا آخر کانا دجّال ہے۔ بعض روایتوں میں ستائیس کا عدد آیا ہے اور بعض میں ستر کا لیکن سب حدیثیں ضعیف ہیں۔

بَابُ ذِکْرِ الدَّجَّالِ۔ ص ۱۰۵۵ دجّال کا ذکر۔

حدیث	حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ قَالَ قَالَ لِیْ مُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا
۲۹۰۰	قیس نے کہا کہ مجھ سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
	سَئَلَ اَحَدٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ اَکْثَرَ مَا سَأَلْتُہٗ
	سے کسی نے دجال کے بارے میں مجھ سے زیادہ نہیں پوچھا۔ اور حضور نے مجھ سے فرمایا تجھے اس سے
	وَاِنَّہٗ قَالَ لِیْ مَا یَضُرُّکَ مِنْہُ قُلْتُ اِنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَہٗ جَبَلَ خُبْزٍ وَّنَھْرَ
	کیا ضرر پہونچے گا؟ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ ہے اور پانی کی نہر ہے
	مَاءٍ قَالَ اِنَّہٗ اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ عہ
	فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے۔

تشریحات ۲۹ دجّال اصل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہوگا۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ اُسے خرق عادت پر قدرت عطا فرمائے گا یہاں تک کہ مُردے جلائے گا بارش برسائے گا کھیتی اُگائے گا زمین کے خزانے اس کے پیچھے پیچھے چلیں گے وغیرہ وغیرہ جس سے کچے ایمان والے اس کے پھندے میں پھنس جائیں گے مگر ساتھ ہی ساتھ ایسی نشانیاں بھی اس کے ساتھ ہوں گی جو اس کے جھوٹے ہونے کی بیّن دلیل ہوں گی مثلاً کانا ہونا یہ عیب ہے

عہ مسلم، فتن، ابن ماجہ۔ فتن۔

اور معبود وہ ہے جو ہر عیب سے پاک ہے۔ معبود وہ ہے جو ہر چیز پر قادر ہے اگر یہ معبود ہوتا تو کانا کیوں ہوتا اور بالفرض اس کی آنکھ کانی تھی تو اسے درست کیوں نہیں کرایا۔ نیز اس کی پیشانی پر ک، ف، ر لکھا ہو گا۔ اگر وہ معبود ہوتا تو اسے مٹا کیوں نہیں دیا۔

فائدہ: مدعیٔ الوہیت سے خرق عادت کا صدور ممکن ہے جیسا کہ دجال سے ہو گا مگر کسی مدعیٔ نبوت سے خرق عادت کا ظہور ممکن نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ مخلوق معبود نہیں ہو سکتی اس کا محال ہونا اجلی بدیہیات سے ہے تو جب کہ اس کے بطلان کی قطعی دلیل موجود ہے تو خرق عادت کے ظہور سے کچھ نہیں ہو گا۔ لیکن انبیاء کرام بظاہر بشر ہوتے تھے تو کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت انسان سے خرق عادت کے ظہور کے بعد التباس ہو سکتا ہے۔ اس لیے مدعیٔ نبوت کے ہاتھ پر خرق عادت کا ظہور ممکن نہیں۔

حضرت مغیرہ کی عرض داشت کا مطلب یہ تھا کہ جب اس کے ساتھ روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی تو لوگ گمراہ ہو سکتے ہیں۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ ایمان والے جانتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے کچھ نہیں۔ روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہر ساتھ ہونے سے کوئی خدا نہیں ہو سکتا۔

حدیث	عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أُرَاهُ
۲۹۰۱	حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے امام بخاری نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ
	عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ
	وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کہ دجال داہنی آنکھ کا کانا ہو گا گویا کہ وہ ابھرا ہوا انگور ہے۔

تشریحات [۲۹۰۱] أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ لیکن مستملی اور ابو زید مروزی اور ابو احمد جرجانی کے نسخے میں یہ نہیں اس تقدیر پر یہ حدیث موقوف ہو جائے گی لیکن اصل میں مرفوع ہے جیسا کہ مسلم میں ہے۔

طَافِيَةٌ۔ طفو، ناقص واوی سے اسم فاعل مؤنث اس کے معنی ہیں اوپر آنا، ابھر ہوا ہونا۔ اور اس کا بھی احتمال ہے کہ یہ طفوء سے مہموز لام ہو جس کے معنی آگ بجھنا اور آنکھ کا بے نور ہونا ہے۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ اس کی داہنی آنکھ میں روشنی نہ ہو گی۔

حدیث	عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
۲۹۰۲	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دجال

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجِیْءُ الدَّجَّالُ حَتّٰی یَنْزِلَ فِیْ نَاحِیَۃِ الْمَدِیْنَۃِ تَرْجُفُ الْمَدِیْنَۃُ

اگر مدینہ کے اطراف میں کہیں اترے گا پھر مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جس کی وجہ سے سب کافر اور

ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَیَخْرُجُ اِلَیْہِ کُلُّ کَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ۔

منافق دجال کے پاس چلے جائیں گے۔

تشریحات ۲۹۰۲

ایک باب کے بعد حدیث آرہی ہے جس میں مذکور ہے کہ مدینہ کے متصل جو شور زمین ہے اس میں کہیں اترے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جرف کی شور زمین میں اترے گا وہیں اپنا خیمہ گاڑے گا۔ جرف مدینہ طیبہ سے ایک یا تین میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ جو شام جاتے ہوئے راستے میں پڑتی ہے۔ اور ابن ماجہ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سرخ راستے پر اترے گا جہاں شور زمین ختم ہو جاتی ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا اس حدیث میں منافق سے مراد رافضی ہو سکتے ہیں۔ اور میری رائے ہے کہ اس سے ہر بد مذہب مراد ہو سکتا ہے مثلاً وہابی نجدی

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دجال کے خروج کے وقت مدینہ طیبہ میں کافر بھی ہوں گے اور منافق بھی۔

حدیث ۲۹۰۳

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا

حضرت سالم بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا

قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّاسِ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اللہ جس ثنا کا مستحق ہے وہ ثنا کی پھر

بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ ذَکَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاُنْذِرُکُمُوْہُ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا

دجال کا ذکر کیا فرمایا میں تم لوگوں کو اس سے ضرور ڈراؤں گا ہر نبی نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا

وَقَدْ اَنْذَرَہٗ قَوْمَہٗ وَلٰکِنِّیْ سَاَقُوْلُ لَکُمْ فِیْہِ قَوْلًا لَمْ یَقُلْہُ نَبِیٌّ لِقَوْمِہٖ

ہے لیکن میں اس کے بارے میں ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں کہی ہے بے شک وہ کانا

اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِاَعْوَرَ۔

ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔

حدیث ۲۹۰۴

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بُعِثَ نَبِیٌّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اَلَا اِنَّهُ اَعْوَرُ

نبی مبعوث نہیں ہوا مگر یہ کہ اس نے اپنی قوم کو کانے کذاب سے ڈرایا۔ سنو بے شک وہ کانا ہے اور

وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ بَیْنَ عَیْنَیْهِ مَکْتُوْبًا کَافِرٌ۔ [1]

بے شک تمہارا رب کانا نہیں۔ اور بے شک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کافر۔

تشریح ۲۹۰۴ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ا ف ر لکھا ہوگا جیسا کہ مسلم میں ہے اسی مضمون کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جو احادیث الانبیاء میں گزر چکی۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی جو باب الملائکہ میں گزری۔

---

[1] توحید، باب قولہ "ولتصنع علیٰ عینی"۔ مسلم، فتن۔ ترمذی فتن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الْاَحْکَامِ ص ۱۰۵۶

توضیح الاحکام حکم کی جمع ہے۔ حکم کے عام معنیٰ یہ ہیں کہ ایک چیز کو دوسری کے لیے ثابت کرنا یا ایک چیز کی دوسری سے نفی کرنا اور اصولیین کی اصطلاح میں حکم کے معنیٰ یہ ہیں اللہ عزوجل کا وہ خطاب جو مکلفین کے افعال کے ساتھ متعلق ہے۔ اقتضاء یا تخییر کے ساتھ یعنی اللہ عزوجل مکلفین کو کچھ کرنے کا حکم دیتا ہے اور کچھ چیزوں سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے اور کچھ چیزوں میں بندے کو اختیار دیتا ہے وہ چاہے کرے یا نہ کرے۔

باب قَوْلِ اللّٰہِ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں جو با اختیار ہوں ان کی اطاعت کرو۔ ص ۱۰۵۷

توضیح اطاعت کے معنیٰ بات ماننا ہے یعنی جس چیز کا حکم دیا جائے اُسے کرنا اور جس سے منع کیا جائے اس سے باز رہنا۔ اور "اولوالامر" سے مراد یا تو اُمَراء ہیں جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یا عُلَماء ہیں جیسا کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجاہد نے کہا صحابہ مُراد ہیں۔ اور زید بن اسلم نے کہا اس سے والیانِ ملک مراد ہیں۔ لیکن ان میں کوئی منافات نہیں سبھی مُراد ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں پر اُمراء اور سلاطین کی اطاعت بھی واجب ہے اور والیانِ ملک کی بھی اور علماء کی بھی اور صحابۂ کرام کی بھی۔ اور ایک حدیث میں فرمایا "اَلْقُرْاٰنُ ذُوْ وُجُوْہٍ" اس لیے قرآن مجید کے جتنے معانیٔ صحیحہ نکل سکیں سب حجتِ شرعیہ ہیں جب تک کہ آپس میں متنافی نہ ہوں اور یہاں تنافی نہیں۔ اس لیے سب مراد ہو سکتے ہیں۔ اس لیے جس طرح امراء اور والیانِ ملک کی اطاعت رعایا پر واجب ہے جب تک کہ وہ گناہ کا حکم نہ دیں اسی طرح علماء کی بھی اطاعت فرض ہے بشرطیکہ وہ عالم ہوں۔ اس زمانے میں عالم اور عالم نما غیر عالم میں تمیز مشکل ہے عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کا ہر فارغ عالم ہے حالانکہ یہ بنیادی غلطی ہے اوّلاً آج کل دینی مدارس کا جو حال ہے وہ سب کو معلوم ہے مدارس والے اپنی کارکردگی دکھانے

کے لیے فارغین کی تعداد بڑھانے کے لیے ہر کس و ناکس کو پگڑی باندھ دیتے ہیں اور سند دے دیتے ہیں حالانکہ درسِ نظامی کی تکمیل خود عالم ہونے کی دلیل نہیں واقعی جس شخص نے محنت کے ساتھ کما حقہ، درسِ نظامی پڑھ بھی لیا تو وہ صرف اتنی استطاعت رکھتا ہے کہ عالم ہو سکے درسِ نظامی عالم ہونے کا پہلا زینہ ہے عالم ہونے کے لیے ابھی بہت کچھ باقی رہ جاتا ہے۔ کثرتِ مطالعہ، اصول و فروع کا قدر معتد بہ استحضار، پھر خدا ترسی، استقامت، حق گوئی اور دین کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنے کی عادت، ذہانت، فطانت، معاملہ فہمی، وغیرہ ایسے امور ہیں کہ ان سب کا اجتماع شاید باید کسی میں ہو پاتا ہے۔ یہاں مراد وہ علماء ہیں جو واقعی وارثِ انبیاء ہوں مرجع فتویٰ ہوں، خدا ترسی اور استقامت میں پہاڑ ہوں۔

بَابُ الْاُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ ص۱۰۵۷ امراء قریش سے ہوں گے۔

توضیح یعنی خلیفۃ المسلمین ہونے کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ قریش سے ہو غیر قریشی خلیفۃ المسلمین نہیں ہو سکتا۔ باب کا عنوان حدیث ہے۔

"بَابٌ اِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِہٖ" کے تحت ابو المنہال سے مروی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت ابو برزہ اسلمی نے فرمایا اِنِّيْ اِحْتَسَبْتُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ سَاخِطًا عَلٰى اَحْيَاءِ قُرَيْشٍ ——— یہی حدیث یعقوب بن سفیان اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے سُکین بن عبد العزیز کے بطریق ابو المنہال ہی سے روایت کی ہے۔ اس کے اخیر میں ہے۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ۔ اور طبرانی کا لفظ ہے۔ اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ۔ اس کی شاہد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے۔ اَلَا اِنَّ الْاُمَرَاءَ مِنْ قُرَيْشٍ مَا اَقَامُوْا ثَلَاثًا ——— سنو امراء قریش سے ہوں گے جب تک درست رہیں تین بار فرمایا۔

نیز طبرانی اور طیالسی اور بزار نے اور خود امام بخاری نے تاریخ میں بطریق سعد بن ابراہیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ مَا اِذَا حَكَمُوْا فَعَدَلُوْا ——— ائمہ قریش سے ہوں گے جب تک فیصلہ میں انصاف کریں۔

نیز نسائی نے اور امام بخاری نے تاریخ میں اور ابو یعلیٰ نے بطریق بکیر جزری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطرق متعددہ مروی ہے۔ اس میں سے ایک وہ ہے جو طبرانی نے بطریق قتادہ اس لفظ سے روایت کیا ہے۔ اِنَّ الْمُلْكَ فِيْ قُرَيْشٍ۔

نیز امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُلْکُ فِیْ قُرَیْشٍ۔

نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا اس کے راوی صحاح کے راوی ہیں لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے۔ نیز طبرانی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔ نیز امام بخاری نے اس باب کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ بے شک یہ چیز یعنی خلافت قریش میں رہے گی۔ نیز اسی بخاری میں یہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَایَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَابَقِیَ مِنْھُمْ اثْنَانِ۔ یہ چیز یعنی خلافت ہمیشہ قریش میں رہے گی جب تک ان میں دو بھی باقی رہیں گے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ یہ حدیث اَلْاُمَرَاءُ مِنْ قُرَیْشٍ یا اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ اور اس کے ہم معنیٰ حدیث مندرجہ ذیل صحابۂ کرام سے مروی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت انس، حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو برزہ اسلمی، حضرت معاویہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ یہ حدیث معنیً بلاشبہ مشہور ہے۔ اسی حدیث کی روشنی میں اہلسنت کا اس پر اتفاق ہے کہ خلیفہ ہونے کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ قریشی ہو اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے۔

ماضی قریب میں کانگریس کی شاخ خلافت کمیٹی کے افراد نے جس کے میر کارواں مسٹر ابوالکلام آزاد تھے اس شرط سے اختلاف کیا ہے جسے انہوں نے اپنے اس خطبۂ صدارت میں ذکر کیا ہے۔ جو انہوں نے پراونشیل خلافت کانفرنس بنگال منعقدہ ۲۸، ۲۹ فروری ۱۹۲۰ء کو کلکتہ میں دیا تھا۔ اس پر بڑی لمبی چوڑی حسب عادت طولانی تحریر لکھی ہے جس کا مکمل، مدلل، مفصل رد مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے "دوام العیش فی ان الائمۃ من قریش" میں فرمایا ہے۔

قصہ یہ ہوا کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریز اور یورپ کی حکومتوں نے ترکی کی سلطنت اسلامی کو تباہ کرنے کی کوشش شروع کی تو اس کے بچانے کی تحریک ہندوستان میں چلی اور اپنی بے علمی اور

ع ج ۲ ص ۲۶۴

جہالت کی وجہ سے مدار اس پر رکھا کہ ترکوں کی حکومت خلافت اسلامیہ ہے اور چونکہ وہ قریشی نہیں تھے اس لیے خلیفۃ المسلمین کے لیے اس شرط سے انکار کر دیا۔

حالانکہ یہ انتہائی حماقت تھی احادیث کریمہ سے ثابت اہلسنت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف محاذ آرائی کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ ترکوں کی عثمانی حکومت مسلمانوں کی حکومت تھی اس کی عظیم خدمات تھیں اس کی حفاظت وصیانت کے لیے کوشش ہر مسلمان پر بقدر وسعت فرض تھی۔ حمایت کے لیے ضروری نہیں تھا کہ اہلسنت کے اجماعی عقیدہ کو ذبح کر کے اس کے تعاون پر مسلمانوں کو اکسایا جائے لیکن بات یہی ہے کہ

ع خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ۔ امارت کی لالچ ناپسندیدہ ہے۔ ص ۱۰۵۸

حدیث	عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
۲۹۰۵	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
	وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ
	فرمایا کہ بے شک تم لوگ عنقریب امارت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت میں ندامت ہوگی وہ اچھی
	الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ ؏
	دودھ پلانے والی ہے اور بری دودھ چھڑانے والی۔

تشریحات ۲۹۰۵ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ۔ یعنی شروع شروع میں امارت اچھی لگتی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مال و دولت عزت و شہرت حاصل ہوتی ہے لیکن اس کا انجام خراب ہوتا ہے کہ انجام میں یا تو لڑائی جھگڑا ہوتا ہے یا معزول کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا سخت حساب دینا ہوگا۔

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ جو کسی رعیت کا والی بنایا گیا اور اس میں اس کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی۔ ص ۱۰۵۸

حدیث	عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي
۲۹۰۶	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن زیاد (بدنہاد) نے

؏ نسائی فضائل، بیعۃ، سیر۔

مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنَ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان کے مرض وصال میں عیادت کی تو حضرت معقل نے اس سے کہا

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ

میں تجھ سے ایک حدیث بیان کررہا ہوں جس کو میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ۔

فرماتے ہوئے سنا کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے رعیت عطا کی اور اس نے خیر خواہی کے ساتھ اس کی نگہبانی نہیں کی تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

تشریحات ۶۰۹۲ :- عبید اللہ بن زیاد :- وہ بدنہاد ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بصرے کا اور یزید پلید کے زمانے میں بصرے کے ساتھ کوفے کا والی تھا جس کے حکم سے حادثۂ کربلا واقع ہوا اس کے بعد والی روایت میں یہ لفظ ہے جو شخص مسلمان رعایا کا والی ہو اور اس حال میں مرے کہ اس نے رعایا کے ساتھ خیانت کی ہو اس پر جنت حرام ہوگی۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مشہور صحابی ہیں ان کا وصال بصرے میں ۶۰ھ اور ۷۰ھ کے درمیان ہوا یزید پلید کے عہد حکومت میں۔

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيقِ ص ۱۰۵۹ فیصلہ اور فتویٰ راستے میں چلتے ہوئے دینا۔

ت	وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ ۔
۸۳۸	اور یحییٰ بن یعمر نے چلتے ہوئے راستے میں فیصلہ کیا۔

تشریحات ۸۳۸ اس تعلیق کو محمد بن سعد نے طبقات میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے "موسیٰ بن یسار نے کہا کہ یحییٰ بن یعمر جب مرو کے قاضی تھے میں نے ان کو دیکھا کہ بازار میں فیصلہ کرتے تھے، چلتے ہوئے راستے میں فیصلہ کرتے تھے اور کبھی سواری پر بیٹھے بیٹھے فیصلہ کرتے تھے۔"

اگر معاملہ پیچیدہ نہ ہو قاضی و مفتی کو پورا اطمینان ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ یحییٰ بن یعمر بصرے کے باشندے تھے اور جلیل القدر مشہور تابعی ہیں۔ فصیح متقی بزرگ تھے خراسان کے اکثر شہروں کے قاضی رہے۔

ت	وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلَى بَابِ دَارِهِ ۔
۸۳۹	اور امام شعبی نے اپنے دروازے پر فیصلہ کیا۔

تشریحات ۸۳۹ اس تعلیق کو ابن سعد نے اپنے طبقات میں ذکر کیا ہے۔
امام شعبی کا نام عامر بن شراحیل بن عبداللہ ہے کنیت ابو عمرو ہے۔ ہمدان میں ایک جگہ "شعب" نام کی ہے وہاں کے رہنے والے تھے ستہتر سال کی عمر میں ۱۰۶ھ کے شروع میں وصال فرمایا انہوں نے پانچسو صحابۂ کرام کی زیارت کی ہے انہیں سے یہ حدیث مروی ہے کہ "میں نے تین سو صحابۂ کرام کو یہ کہتے ہوئے سنا، علی وطلحہ، وزبیر جنت میں ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے ان سے حدیث سنی ہے۔

بَابُ الحاکم یحکم بالقتل علی من وجب علیہ دون الامام الذی فوقہ۔
جس کا قتل کرنا واجب ہو اس کے قتل کا حکم اس کا حاکم دے گا نہ کہ وہ امام جو اس کے اوپر ہے۔

ص ۱۰۵۹

توضیح اس باب میں علماء کا اختلاف ہے ہمارے یہاں یہ ہے کہ حدود اور قصاص کا اختیار صرف شہروں کے امراء وحاکموں کو ہے دیہات کے چھوٹے عاملوں کا کوئی حق نہیں۔

حدیث	عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ قَیْسَ بْنَ سَعْدٍ
۲۹۰۷	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ
	كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْاَمِيْرِ
	علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس منصب پر تھے جس پر امیر کا صاحب الشرط ہوتا ہے۔

تشریحات ۲۹۰۷ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ مشہور صحابی ہیں ان کے والد حضرت سعد قبیلۂ خزرج کے رئیس اعظم تھے۔

شُرَطٌ:۔ شُرْطَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی علامت کے ہیں اسی سے شرطی ہے جس کے معنی سپاہی کے ہیں؛ صاحب الشرط سے مراد سپاہیوں کا افسر ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانے میں یہ محکمہ نہیں تھا اس کے ایجاد کا سہرا بنی امیہ کے سر ہے اسی لئے حضرت انس نے صاحب الشرط نہیں کہا۔ بمنزلۃ صاحب الشرط کہا مطلب یہ ہوا کہ جیسے سپاہیوں کا افسر ہوتا ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت قیس بن سعد تھے۔
كَانَ يَكُوْنُ:۔ استمرار کا صیغہ ہے ترمذی میں یہ حدیث ہے مگر اس میں کَانَ نہیں صرف یَکُوْنُ ہے اس حدیث کو باب سے کیا مناسبت ہے اس کے سمجھنے سے سارے شراح اب تک عاجز رہے۔

بَابٌ هَلْ يَقْضِي الْحَاكِمُ أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ ص ۱۰۵۹

کیا حاکم غصے کی حالت میں فیصلہ یا فتویٰ دے سکتا ہے۔

حدیث ۲۹۰۸	سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ
	عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے کہا کہ ابی بکرہ نے اپنے بیٹے کو لکھا اور وہ سجستان میں تھے کہ غصے
وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ أَنْ لَا تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ	
کی حالت میں دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہ کرنا اس لئے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے	
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ [1]	
سنا ہے کہ فرماتے تھے کوئی حاکم غصے کی حالت میں دو کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔	

تشریحات ۲۹۰۸:- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جن صاحبزادے کو یہ لکھا تھا ان کا نام عبیداللہ ہے جیسا کہ ترمذی میں ہے مسلم کی روایت میں ہے کَتَبَ أَبِي وَكَتَبْتُ ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی خود لکھا اور کبھی اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰن سے لکھوایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لکھوایا ہو اسی کو "کتب" سے تعبیر فرمایا ہو اور یہ عبیداللہ سجستان میں قاضی تھے۔

بَابُ مَنْ رَأَى الْقَاضِيَ أَنْ يَحْكُمَ بِعِلْمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونَ وَالتُّهْمَةَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ وَذٰلِكَ إِذَا كَانَ أَمْرًا مَشْهُورًا۔ ص ۱۰۶۰

جس نے یہ جائز جانا کہ لوگوں کے معاملے میں قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے جب کہ بدگمانی اور تہمت کا اندیشہ نہ ہو جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہندہ سے کہا عُرف کے مطابق جو تجھے اور تیرے بچوں کو کافی ہو لے لے اور یہ اس وقت ہے جب کہ یہ بات مشہور ہو۔

توضیح قاضی کو بغیر بیّنہ اور حلف کے اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قاضی شریح اور امام شعبی اور امام احمد اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ جائز نہیں، اور امام شافعی نے فرمایا کہ حقوق الناس میں جائز ہے خواہ قاضی

---

[1] مسلم اقضیۃ۔ ترمذی، ابن ماجہ احکام۔

بنائے جانے سے پہلے اس کا علم ہوا ہو یا بعد میں، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر قبل قضا اسے علم ہوا تو اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا اور قاضی بنائے جانے کے بعد علم ہوا تو کر سکتا ہے اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا قبل قضا اگر علم ہوا تو کر سکتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لئے دو شرطیں ذکر کی ہیں ایک یہ کہ بدعنوانی اور تہمت کا اندیشہ نہ ہو دوسرے یہ کہ وہ معاملہ معلوم و مشہور ہو۔

اس پر امام بخاری ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث سے استدلال فرماتے ہیں کہ ایمان لانے کے بعد حضرت ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (میرے شوہر) ابو سفیان ممسک شخص ہیں تو کیا اس میں حرج ہے کہ میں ان سے بغیر پوچھے ہوئے ان کے اہل و عیال کو کھلاؤں تو حضور نے انھیں اجازت دی، یہ اجازت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس لئے دی کہ سب کو معلوم ہے کہ بچوں کا نان و نفقہ باپ کے ذمے واجب ہے اور یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممسک ہیں۔

باب الشهادة على خط المختوم وما يجوز من ذالك وما يضيق عليه وكتاب الحاكم الى عامله والقاضي الى القاضي ص ۱۰۶۰

مہر شدہ خط پر گواہی کا بیان اور اس میں کیا جائز ہے اور کیا جائز نہیں اور حاکم کا اپنے عامل کے پاس خط لکھنا اور قاضی کا قاضی کے پاس۔

توضیح یعنی مہر شدہ خط پر اگر شرعی گواہی گزرے کہ فلاں کا خط ہے تو وہ معتبر ہے یا نہیں؟ خط کو مطلقاً غیر معتبر ماننے میں بہت سے حقوق کی تضییع لازم آئے گی اور بلا شرط تسلیم کرنے میں دجل، فریب، دھوکہ دہی کے خطرات ہیں اس لئے کچھ شرائط کے ساتھ مخصوص صورتوں میں اس کی اجازت ہے پہلی شرط یہ ہے کہ یہ خط قاضی کا ہو، دوسری شرط یہ کہ بقدر نصاب گواہوں کے سامنے لکھے، تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دونوں گواہ مکتوب الیہ قاضی کو لے جاکر دیں اور یہ گواہی دیں کہ یہ فلاں قاضی کا خط آپ کے نام ہے، پانچویں شرط بعض لوگوں نے یہ بڑھائی ہے کہ وہ خط مہر شدہ ہو اور کاتب نے گواہوں کے سامنے لگائی ہو یہ حضرت امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مہر کی شرط ضروری نہیں اس لئے کہ جب گواہان شرعی شہادت دے رہے ہیں کہ یہ فلاں کا خط ہے تو مہر کی کیا حاجت ہے؟ پھر یہ اطمینان کہ یہ مہر فلاں قاضی کی ہے گواہوں ہی کی شہادت پر ہوگا پھر مہر کی کیا حاجت؟ چھٹی شرط یہ ہے کہ قاضی کاتب اپنا نام عہدہ نیز مکتوب الیہ کا نام اور اس کا عہدہ اس طرح لکھے کہ دونوں کی تعیین ہو جائے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ

اور بعض لوگوں نے کہا کہ حاکم کا خط جائز ہے البتہ حدود میں جائز نہیں پھر کہا اگر

إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا

قتل خطا ہو تو جائز ہے اس لئے کہ اس کے زعم میں یہ مال ہے۔ اور یہ نہیں

صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ وَالْخَطَأُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ

سمجھا کہ یہ مال ہوا ہے قتل ثابت ہونے کے بعد) پس خطا اور عمد ایک ہے

توضیح یہ بھی حسب سابق امام بخاری کی احناف پر عنایت ہے وہ فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ احناف کے مذہب میں تناقض ہے اس لئے کہ ایک طرف تو یہ کہا کہ حدود میں کتاب القاضی الی القاضی جائز نہیں اور دوسری طرف یہ کہا خطاً قتل میں جائز ہے۔

احناف نے یہ فرمایا کہ قتل تو ہو چکا قاضی کو اس کی سزا کا فیصلہ دینا ہے اور جب قتل خطاً ہے تو اس میں قصاص نہیں، دیت واجب ہے اور دیت بلا شبہہ مال ہے۔ اس پر امام بخاری یہ فرماتے ہیں کہ یہ مال اس وقت ہے جب قتل ثابت ہو چکا ہو اس لئے جیسے قتل عمد اسی طرح قتل خطا۔ ہمارا یہ کہنا ہے کہ اگر قتل عمد اور خطا ایک ہی ہوتا تو دونوں کی سزا بھی ایک ہی ہوتی۔ حالانکہ قتل عمد کی سزا قصاص ہے اور قتل خطا پر دیت لازم ہے۔ اس کو دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ چونکہ حاکم قتل خطا میں یہ فیصلہ کرتا ہے کہ قاتل پر دیت واجب ہے یہ قاتل کے ذمے مال لازم کرتا ہے تو یہ بالکل ایسے ہی ہو گیا کہ زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ اس نے بالقصد میرے کپڑے کو جلا دیا ثبوت کے بعد حاکم تاوان کا حکم دے گا اسی طرح قتل خطا میں بھی ہے۔

ب ۸۴۰ وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَىٰ عَامِلِهِ فِي الْجَارُودِ

اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عامل کے پاس جارود کے بارے میں لکھا۔

تشریحات ۸۴۰ یہاں اکثر روایت "فِي الْحُدُودِ" ہے لیکن مستملی اور کشمیہنی سے ابوذر کی روایت میں "فِي الْجَارُودِ" ہے۔

جارود بن المعلی، ابو غیاث قبیلۂ ابو القیس کے سردار تھے پہلے نصرانی تھے ۱۰ھ میں عبد القیس کے وفد کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کا نام جارود اس لئے پڑا کہ زمانۂ جاہلیت میں قبیلۂ بکر بن وائل اور ان کے ہمراہیوں کو ایک بار لوٹا اُنکے کپڑے اتار کر ننگا کر دیا۔ جارود جرد کا اسم مبالغہ ہے۔ امام عبد الرزاق نے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین کا عامل مقرر فرمایا۔ یہ جارود حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شکایت کی کہ قدامہ نے شراب پی جس سے اس کو نشہ آیا حضرت عمر نے قدامہ کو اپنی بارگاہ میں بلایا جارود اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی دی جس پر قدامہ کے اوپر حد جاری کی۔

ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت امام بخاری نے ہمارے اس مذہب کو کہ حدود میں کتاب القاضی الی القاضی معتبر نہیں سمجھا۔ اس لئے کہ اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ ایک قاضی کے یہاں ایسے شخص کے خلاف جو اس قاضی کے حدود قضا میں موجود نہیں گواہی گزری کہ اس نے چوری کی ہے مثلاً یہ ملزم جس قاضی کے حدود میں رہتا ہے اس کے پاس اپنا خط بھیجا کہ فلاں شخص کے خلاف میرے یہاں شہادت شرعیہ گزری ہے کہ اس نے چوری کی ہے اس خط کے مطابق دوسرا قاضی اس کا ہاتھ نہیں کاٹے گا اس لئے کہ خط میں بہر حال وہ وثوق اور یقین نہیں حاصل ہوتا جو روبرو پیش ہونے والے گواہوں سے ہوتا ہے اور یہاں قدامہ کے واقعے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے یہاں گزری گواہی یا اپنا فیصلہ لکھ کر نہیں بھیجا تھا بلکہ قدامہ کو اپنے یہاں طلب فرمایا تھا تحقیق کے لئے دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔

ت ۸۴۱	وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنٍّ كُسِرَتْ اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس دانت کے بارے میں لکھا جو توڑا گیا تھا۔

تشریح ۸۴۱: اس تعلیق کو امام ابوبکر خلال نے کتاب القصاص والدیات میں ذکر کیا ہے یہ خط حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عامل زریق بن حکیم کے پاس لکھا تھا۔ زریق نے حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس ایک خط لکھا تھا کہ ایک شخص نے ایک شخص کا دانت توڑ دیا ہے اور صرف ایک گواہ ہے۔ میں کیا کروں۔ اس کے جواب میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس گواہی کے مطابق فیصلہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ یہ بھی حدود میں کتاب القاضی الی القاضی کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں یہ تو زریق بن حکیم کے ایک استفتار کا جواب تھا۔

ت ۸۴۲	وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ كِتَابُ الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ کتاب القاضی الی القاضی جائز ہے جب کہ دوسرا قاضی خط
	الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ اور مہر کو پہچانتا ہو۔

تشریح ۸۴۲

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے۔

ت ۸۴۳

وَيُرْوىٰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا نَحْوُهٗ

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی کے مثل مروی ہے۔

ت ۸۴۴

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلىٰ قَاضِيَ الْبَصْرَةِ وَإِيَاسَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثُمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسٍ وَبِلَالَ بْنَ أَبِيْ بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ بْنَ عَبِيْدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُوْدِ فَإِنْ قَالَ الَّذِيْ جِيْءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهٗ زُوْرٌ قِيْلَ لَهُ اذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ.

اور معاویہ بن عبد الکریم ثقفی نے کہا کہ میں حاضر ہوا قاضیٔ بصرہ عبد الملک بن یعلیٰ اور ایاس بن معاویہ اور حسن اور ثمامہ بن عبد اللہ بن انس اور بلال بن ابی بردہ اور عبد اللہ بن ابو بریدہ اسلمی اور عامر بن عبیدہ اور عباد بن منصور کے پاس یہ سب قاضیوں کے خطوط کو گواہوں کی عدم موجودگی میں نافذ کرتے تھے۔ پھر اگر جس کے خلاف خط آیا ہے اگر وہ کہتا ہے کہ یہ جعلی ہے تو اس سے کہا جاتا جا اور اس سے چھٹکارا کا راستہ تلاش کر۔

تشریحات ۸۴۴

اس تعلیق کو امام وکیع نے اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے۔ یہ آٹھ تابعی ہیں اور یہ سب قاضی رہ چکے ہیں۔ ان میں صرف عباد بن منصور ضعیف ہیں جن پر قدریہ ہونے کی تہمت بھی لگائی گئی ہے۔ بقیہ سب جلیل القدر ثقہ تابعی ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ سب حضرات دوسرے شہر کے قاضی کے خط پر فیصلہ کر دیتے اور عینی شاہدوں کو دوبارہ اپنے دار القضاء میں بلا کر گواہی لینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ اگر مدعیٰ علیہ کہتا کہ یہ خط جعلی ہے پھر بھی اس پر توجہ نہیں دیتے اور اس سے کہتے کہ صفائی کا جو شرعی طریقہ ہے اس کو پیش کرو مثلاً خط میں جن گواہوں کا ذکر ہے ان پر جرح پیش کرو۔

ت ۸۴۵

وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلىٰ كِتَابِ الْقَاضِيْ الْبَيِّنَةَ ابْنُ أَبِيْ لَيْلىٰ وَسَوَّارُ

اور سب سے پہلے جس نے کتاب القاضی پر بینہ طلب کیا ابن ابی لیلیٰ اور سوار

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

بن عبد اللہ ہیں۔

حدیث ۲۹۰۹ وَقَالَ لَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ

اور ہم سے ابونعیم نے کہا ہم سے عبید اللہ بن محرز نے بیان کیا کہ میں

جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوْسٰى بْنِ اَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَاَقَمْتُ عِنْدَهٗ

بصرہ کے قاضی موسیٰ بن انس کا خط قاسم بن عبدالرحمٰن کے پاس لیکر آیا انہوں نے اس

الْبَيِّنَةَ اَنَّ لِيْ عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ فَجِئْتُ

خط کے مطابق فیصلہ کیا حالانکہ وہ کوفہ میں تھے میں نے موسیٰ بن انس کے پاس بینہ پیش کیا تھا کہ

بِهٖ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاَجَازَهٗ

میرا فلاں کے ذمہ اتنا اور اتنا روپیہ ہے اور وہ کوفہ میں ہے (موسیٰ بن انس نے اسی مضمون کا خط لکھ کر مجھے دیا) جسے میں قاسم بن عبدالرحمٰن کے پاس لے آیا تو انہوں نے فیصلہ کیا۔

تشریحات ۲۹۰۹ یہ ابونعیم فضل بن دکین ہیں۔ یہ امام بخاری کے مشائخ میں سے ہیں ان سے امام بخاری نے یہ مذاکرۃً سنا تھا اس لئے قَالَ لَنَا سے ذکر کیا۔

موسیٰ بن انس بن مالک بصرہ کے قاضی تھے۔ ان کے پاس عبید اللہ بن محرز نے دو گواہوں کو پیش کیا کہ فلاں شخص جو کوفہ میں ہے اس کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے انہوں نے عبید اللہ کا دعویٰ اور گواہی لکھ کر کوفہ کے قاضی قاسم بن عبدالرحمٰن کے نام خط لکھا۔ جس پر انہوں نے فیصلہ کر دیا ــــ قاسم بن عبدالرحمٰن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں کوفہ کے قاضی تھے[1]

ت ۸۴۶ وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَاَبُوْ قِلَابَةَ اَنْ يُّشْهَدَ عَلٰى وَصِيَّةٍ حَتّٰى يُعْلَمَ

اور امام حسن بصری اور ابو قلابہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وصیت پر گواہی

مَا فِيْهَا لِاَنَّهٗ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ فِيْهَا جَوْرًا

دی جائے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں کیا ہے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا ہو سکتا ہے اس میں ظلم ہو۔

ت ۸۴۷ وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ اِمَّا

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کو لکھا یا تو مقتول کی دیت دو یا لڑائی کا اعلان

[1] فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۴۳

اَنْ تَدُوْا صَاحِبَکُمْ وَاِمَّا اَنْ تُوْذِنُوْا بِحَرْبٍ

بتول کرو۔

تشریحات ۸۴۷ تَدُوْا ___ اس کا مادہ وَدْیٌ ہے۔ یہ مضارع کا جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ اصل میں تَوْدِیُوْا تھا۔ واو فا کلمہ تھا جو یَعِدُ کے قاعدہ سے محذوف ہوگیا، پھر یا۔ کے ضمہ کو نقل کرکے دال کو دیا اب یار اور واؤ میں التقاء ساکنین ہوا یا گر پڑی تدو ہوگیا۔

یہ قصہ گزر چکا ہے۔ یعقل بن ابی حسنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ خیبر گئے عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کرکے پھینک دیا۔ محیصہ نے یہود سے پوچھا۔ یہود نے قسم کھا کر انکار کیا پھر عبداللہ اپنے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا واقعہ عرض کیا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو یہ تحریر فرمایا تھا۔

ت ۸۴۸ وَقَالَ الزُّهْرِیُّ فِیْ شَهَادَةٍ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَاِلَّا فَلَا تَشْهَدْ

اور امام زہری نے فرمایا پردے میں رہنے والی عورت کے خلاف گواہی دینے کے بارے میں، اگر تو اسے پہچانتا ہے تو گواہی دے ورنہ مت گواہی دے۔

تشریحات ۸۴۸ اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت پردے میں ہے تو اس کے حق میں یا اس کے خلاف گواہی دینا اس وقت درست ہے جب گواہ کو اس کا یقین ہو کہ یہ وہی عورت ہے جس کے بارے میں گواہی دینا ہے۔

باب یہ تھا کہ کتاب القاضی الی القاضی ہر معاملہ میں معتبر ہے حتیٰ کہ حدود میں بھی۔ یہی حضرت امام بخاری کا مذہب ہے مگر ہمارے یہاں اور معاملات میں معتبر ہے، حدود میں معتبر نہیں۔ جس پر حضرت امام بخاری نے کوئی دلیل نہیں پیش کیا جتنے آثار لائے ان میں سے کسی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حدود میں کتاب القاضی الی القاضی معتبر ہے اور اخیر کے اثر کو باب سے کوئی تعلق نہیں۔

بَابٌ مَتٰی یَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ ص ۱۰۶۱۔ مرد کب قاضی بنائے جانے کے لائق ہوتا ہے

ت ۸۴۹

وَقَالَ الْحَسَنُ اَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ اَنْ لَّا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى

اور امام حسن بصری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکام پر یہ پابندی لگادی ہے کہ خواہش

وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِاٰيَاتِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَأَ يَا دَاوٗدُ

نفس کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے نہ ڈریں اور اللہ کی آیتوں کے عوض تھوڑی پونجی نہ خریدیں۔ پھر

اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ

انہوں نے پڑھا۔ اے داود بے شک ہم نے تمہیں زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کرو اور خواہش کے

الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ

پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لئے سخت

عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ——— وَقَرَأَ اِنَّا اَنْزَلْنَا

عذاب ہے اس بناپر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے ——— اور پڑھا۔ بے شک ہم نے

التَّوْرَاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا

توراۃ اتاری جس میں ہدایت اور نور ہے۔ ہمارے فرمان بردار نبی اور عالم اور فقیہ اس کے مطابق

لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ

یہود کو حکم دیتے تھے کیونکہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی اور وہ اس پر گواہ تھے۔ لوگوں

(اِلٰى قَوْلِهٖ) وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ——

سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہ لو۔ اور جو اللہ کے اتارے

وَقَرَأَ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ اِذْ يَحْكُمَانِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ

پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔ اور پڑھا۔ اور داود اور سلیمان کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے۔

وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا فَحَمِدَ

جب رات کو کچھ لوگوں کی بکریاں چھوٹیں اور ہم ان کے حکم کے وقت موجود تھے اور ہم نے دونوں کو حکومت اور

سُلَيْمٰنَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوٗدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ مِنْ اَمْرِ هٰذَيْنِ لَرُئِيْتُ اَنَّ

علم عطا کیا۔ اس پر سلیمان نے حمد کی اور داؤد کو ملامت نہیں کی اگر اللہ ان دونوں کے واقعے کو ذکر نہ فرماتا تو یہی سمجھا

الْقُضَاةَ هَلَكُوْا فَاِنَّهٗ اَثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهٖ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهٖ

جاتا کہ قاضی ہلاک ہوگئے اللہ نے ایک کی اس کے علم کے سبب تعریف کی اور دوسرے کو اسکے اجتہاد پر معذور رکھا۔

توضیح قاضی مقرر کرنا فرض کفایہ ہے۔ قاضی کے لئے وہی شرائط ہیں جو شہادت

کے ہیں یعنی مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد ہونا، اندھا گونگا بالکل بہرہ نہ ہونا، محدود فی القذف نہ ہونا بہتر یہ ہے کہ قاضی عالم فقیہ کو بنایا جائے، بے علم اور فاسق کو نہ بنایا جائے اور یہ ضروری ہے کہ جسے قاضی بنایا جائے معاملہ فہم ہو، فیصلہ نافذ کرنے پر قادر ہو، بارعب ہو، لوگوں کی باتوں پر صبر کرنے کا عادی ہو، صاحب ثروت ہو تاکہ لالچ میں نہ پھنسے، پاکدامن عقل، سمجھ، معاملہ فہم ہو، مزاج میں شدت ہو مگر زیادہ شدت نہ ہو، اتنی نرمی نہ ہو کہ لوگوں سے دب جائے۔ قاضی مقرر کرنا سلطان اسلام کا کام ہے یا اس والی کا جسے سلطان اسلام نے قاضی مقرر کرنے کی اجازت دی ہو۔ عوام کو قاضی مقرر کرنے کا حق نہیں۔

مگر اس زمانے میں اعلم علمائے بلد جو سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ ہو، قاضی ہے، نیز اسے یہ بھی حق ہے کہ دوسرے کو قاضی مقرر کر سکتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عتابیہ اور حدیقہ ندیہ میں ہے۔

جس شخص کے سامنے عہدۂ قضا پیش کیا گیا اگر وہی اس کا اہل ہے دوسرا کوئی اہل نہیں تو اسے یہ عہدہ قبول کرنا واجب ہے اور اگر دوسرا بھی ہو مگر کم درجے کا ہو تو مستحب ہے اور اگر کئی آدمی اس کے اہل ہوں تو قبول کرنا جائز ہے۔

امام حسن بصری کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کو خدا ترس ہونا ضروری ہے اس پر لازم ہے کہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرے اور اس بارے میں کسی کی رورعایت نہ کرے، اور رشوت ہرگز نہ لے جیسا کہ مذکورہ بالا آیتوں سے ثابت ہے۔ اور اگر قاضی نے نیک نیتی سے غور کیا اور نیک نیتی کے ساتھ فیصلہ دیا اور اس میں غلطی ہو گئی تو معاف ہے بلکہ اس پر بھی اسے ایک اجر ملے گا اور اگر اس نے صحیح فیصلہ کیا تو دونا اجر ملے گا جیسا کہ حدیث میں تصریح ہے اور اس پر حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والتسلیم کا واقعہ شاہد ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک شخص کے کھیت کو کچھ لوگوں کی بکریاں رات میں کھا گئیں۔ معاملہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں پیش ہوا انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بکریاں کھیتی والے کو دیدی جائیں بکریوں کی قیمت کھیتی کے نقصان کے برابر تھیں پھر یہ معاملہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو فرمایا کہ بکریاں عارضی طور پر کھیت والے کو دیدی جائیں تاکہ کھیت والا اسکے دودھ اور اُون کو استعمال کرے اور بکری کے مالک کو لازم ہے کہ وہ کھیت میں وہی چیز بوئے جو پہلے بوئی گئی تھی اور جب کھیت اس حد کو پہنچ جائے جس حد پر بکریوں نے کھایا تھا تو پھر بکریاں مالکوں کو واپس کر دی جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس فیصلہ کے بعد حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والتسلیم دونوں کی مدح فرمائی۔ ارشاد ہے وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ہر ایک کو ہم نے حکومت اور علم عطا فرمایا۔

ت ۸۵۰	وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ خَمْسٌ
	مزاحم بن زفر نے کہا کہ مجھ سے عمر بن عبد العزیز نے فرمایا۔ قاضی میں پانچ صفتیں

إِذَا أَخْطَأَ الْقَاضِيْ مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ أَنْ يَكُوْنَ

ہونی چاہئے اگر ان میں ایک بھی کم ہوگی تو یہ اس میں عیب ہوگا۔ سمجھ والا ہو، بردبار ہو، پرہیزگار ہو

فَهِمًا حَلِيْمًا عَفِيْفًا صَلِيْبًا عَالِمًا سَئُوْلًا عَنِ الْعِلْمِ

اور سخت ہو، علم والا ہو اور علم کے بارے میں بہت سوال کرنے والا ہو۔

تشریح ۸۵۰ — اس تعلیق کو امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور محمد بن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

صلیبًا ـــ صلابت سے صفت مشبہ ہے فعیل کے وزن پر۔ مراد یہ ہے کہ حق پر سختی سے قائم رہے، دباؤ، سفارشات سے متاثر نہ ہو۔ سَئُوْلًا ـــ سوال سے اسم مبالغہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ علماء سے مسائل پوچھتا رہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑے عالم کا ذہن اس طرف نہیں جاتا جس کی طرف ایک چھوٹے کا چلا جاتا ہے۔ پھر بحث و تمحیص سے بات منقح ہو جاتی ہے۔ عالم ہونے کو لازم ہے کہ وہ اہل علم سے بحث و تمحیص کرتا رہے

بَابُ رِزْقِ الْحَاكِمِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا — حاکم اور عاملین کی تنخواہ کا بیان

ص ۱۰۶۱

ت ۸۵۱ — وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ أَجْرًا

اور شریح قضا پر اجرت لیتے تھے

تشریحات ۸۵۱ — اس تعلیق کو امام عبد الرزاق اور امام سعید بن منصور نے ذکر کیا ہے۔ تلویح میں کہا کہ یہ تعلیق ضعیف ہے اور شارحین کا بھی رجحان یہی ہے۔

لیکن عمل اسی پر ہے۔ امام ابن ابی شیبہ نے ابن ابی لیلی سے روایت کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریح کی پانچ سو تنخواہ مقرر کر دی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تعلیق ضعیف ہے اس لئے کہ جب بیت المال سے قاضی کی تنخواہ مقرر ہو تو اسے یہ جائز نہیں کہ متخاصمین سے اجرت لے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنی ضروری ہے کہ اس تعلیق کا مطلب یہ ہے کہ قاضی شریح متخاصمین سے اجرت لیتے تھے۔ اور جب ان کی تنخواہ بیت المال سے مقرر تھی تو انہیں یہ جائز نہیں تھا کہ وہ متخاصمین سے اجرت لیتے۔ حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ وہ بہت متدین خدا ترس تھے۔ پہلی بار ان کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کا قاضی مقرر فرمایا اور یہ زمانۂ دراز تک قاضی رہے، ان سے مستبعد ہے کہ تنخواہ مقرر ہونے کے باوجود متخاصمین سے اجرت لیتے ہوں۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ قاضی کو یہ جائز ہے کہ نہیں کہ متخاصمین سے اجرت لے۔ اور جن لوگوں نے اس کو جائز کہا ہے انہوں نے بہت سی شرطیں لگائی ہیں لیکن علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ اب یہ شرطیں عملاً ختم کردی گئی ہیں اور اس زمانہ میں اجرت رائج ہوگئی ہے ایسی کہ اس کا ازالہ متعذر ہے۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ـــ

ہاں اس پر اتفاق ہے کہ سلطان اسلام پر لازم ہے کہ حکام اور قاضیوں کی مناسب تنخواہ مقرر کردے۔

ت ۸۵۲	وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ وصی اپنے کام کی مقدار لے سکتا ہے۔

تشریح اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ فرمایا۔

وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اور جو محتاج ہو عرف کے مطابق کھائے۔

فرمایا اللہ عزوجل نے یہ آیت یتیم کے ولی کے بارے میں نازل فرمائی ہے جو یتیم کی پرورش کرتا ہے کہ اگر وہ محتاج ہے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔

ت ۸۵۳	وَأَكَلَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
	حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تنخواہ لی۔

اسے امام ابوبکر بن شیبہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی نیز امام بخاری نے کتاب البیوع میں اسے مفصل ذکر فرمایا ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو تعلیق ہے اسے امام ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میری حیثیت اللہ کے مال میں وہی ہے جو یتیم کے مال میں اس کے وصی کی ہے اگر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہوگی تو میں کچھ نہیں لوں گا اور اگر مجھے ضرورت ہوئی تو عرف کے مطابق لوں گا۔

کرابیسی نے روایت کیا کہ میں جاڑے اور گرمی کے دو جوڑے اپنے اور اپنے اہل وعیال کا نان نفقہ قریش کے متوسط فرد کے مطابق لیتا ہوں۔

حدیث ۲۹۱۰	أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى
	عبد اللہ بن سعدی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کے

عُمَرَ فِیْ خِلَافَتِهٖ وَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَلَمْ اُحَدَّثْ اَنَّكَ تَلِیْ مِنْ اَعْمَالِ النَّاسِ

زمانہ خلافت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم لوگوں کے کچھ کاموں کو انجام دیتے ہو

اَعْمَالًا فَاِذَا اُعْطِیْتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰی قَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِیْدُ

اور جب اس کی اجرت تم کو دی جاتی ہے تو تم اس کو برا سمجھتے ہو ــــــ میں نے عرض کیا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔

اِلٰی ذَالِكَ قُلْتُ اِنَّ لِیْ اَفْرَاسًا وَاَعْبُدًا وَاَنَا بِخَیْرٍ وَاُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ

حضرت عمر نے دریافت فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا میرے پاس گھوڑے ہیں اور غلام ہیں اور

عُمَالَتِیْ صَدَقَةً عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ كُنْتُ اَرَدْتُّ الَّذِیْ

میں خوشحال ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری خدمت مسلمانوں پر صدقہ ہو۔ حضرت عمر نے فرمایا ایسا مت کرو کیونکہ

اَرَدْتَّ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعْطِیْنِیْ

میں نے بھی ایسا ہی ارادہ کیا تھا جیسا تم نے کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ کو کچھ عطا فرمایا کرتے تھے

الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَیْهِ مِنِّیْ حَتّٰی اَعْطَانِیْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ

اور میں عرض کرتا تھا کہ آپ اسے مجھ سے زیادہ حاجت مند کو عطا فرمائیں۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضور اقدس

اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَیْهِ مِنِّیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کچھ مال عطا فرمایا میں نے وہی عرض کیا کہ جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو اسے عطا فرمائیں

وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَیْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے لو اور اپنے قبضہ میں کر کے صدقہ کر دو۔ اس مال سے جو کچھ تمہارے پاس

سَائِلٍ فَخُذْهُ وَاِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ [1]

آئے نہ تمہیں اس کی طمع ہو اور نہ تم نے اسکو مانگا ہو تو لے لو اور اگر نہ آئے تو اس کے لینے کے درپے نہ ہو۔

تشریحات ۲۹۱۰

اس سند کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں چار صحابہ کرام راوی ہیں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مشہور صحابی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ چھ سال کا پایا۔ اور مدینہ میں وفات پانے والے صحابہ کرام میں سب سے آخر ہیں۔ چورانوے یا چھیانوے سال کی عمر میں ۸۰ھ یا ۸۶ھ یا ۹۱ھ میں وصال فرمایا۔

خویطب بن عبد العزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جب کہ

---

[1] مسلم، ابوداؤد، نسائی، زکوٰۃ

ان کی عمر قریب ساٹھ سال کی تھی۔ حنین کے غنائم میں سے ان کو سو اونٹ عطا فرمایا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن چند حضرات نے دفن فرمایا تھا ان میں ایک یہ بھی ہیں ۔ مدینہ طیبہ کے اپنے گھر کو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ چالیس ہزار میں بیچا تھا۔ ایک سو بیس سال کی عمر پائی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخیر زمانۂ خلافت میں واصل بحق ہوئے ۔

عبداللہ بن سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، ان کے والد کا نام وقدان بن عبد شمس بن عبد ودّ ہے ان کو سعدی اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنو سعد میں دودھ پیا تھا۔ ۵۷ھ میں مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا۔

اور چوتھے صحابی خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا اور زکوٰۃ کے محصلین کو ان کے کام کی مقدار زکوٰۃ کے مال سے اجرت دینے کی اجازت خود قرآن مجید سے ثابت ہے ۔ اس حدیث کا اخیر حصہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکا ہے۔

بَابُ مَنْ قَضٰى وَلَاعَنَ فِي الْمَسْجِدِ ص ۱۰۶۲ جس نے مسجد میں فیصلہ کیا اور لعان کرایا

ت ۸۵۴	وَلَاعَنَ عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
	اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کے پاس لعان کرایا۔

تشریح ۸۵۴ منبر اقدس کے پاس لعان میں یہ حکمت تھی کہ اس کے تقدس کی وجہ سے فریقین جھوٹا لعان کرتے ہوئے ڈریں گے اسی سے علماء نے اخذ کیا ہے کہ قسم میں زیادہ پختگی کی نیت سے کسی مخصوص معظم ، متبرک جگہ قسم کھلائی جاسکتی ہے اسی طرح خاص وقت میں بھی۔

ت ۸۵۵	وَقَضٰى شُرَيْحٌ وَشَعْبِيُّ وَيَحْيٰى بْنُ يَعْمَرَ فِي الْمَسْجِدِ
	اور قاضی شریح اور امام شعبی اور یحییٰ بن یعمر مسجد میں مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔

تشریحات ۸۵۵ قاضی شریح یحییٰ بن یعمر کی تعلیق کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے اور امام شعبی کے اثر کو سعید بن عبدالرحمٰن مخزومی نے جامع سفیان میں عبداللہ بن شبرمہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام شعبی کو دیکھا کہ انہوں نے ایک یہودی

کو بہتان کے جرم میں مسجد میں کوڑا مارا۔
اگرچہ مسجد میں حد قائم کرنے کی اجازت نہیں۔ غالباً امام شعبی نے یہ اجتہاد فرمایا کہ ممانعت حدود کے ساتھ خاص ہے۔ معمولی سزا مسجد میں دی جاسکتی ہے۔

ت ۸۵۶	وَكَانَ الْحَسَنُ وَالزُّرَارَةُ بْنُ اَوْفٰی يَقْضِيَانِ فِي الرَّحَبَةِ
	حضرت امام حسن بصری اور زرارہ بن اوفیٰ مسجد کے باہر صحن میں فیصلہ
	خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ
	کرتے تھے۔

تشریح ۸۵۶ علامہ کرمانی نے فرمایا رَحَبَۃ حا کے فتحہ کے ساتھ صحن کے معنی میں ہے۔
رُحْبَۃ حا کے سکون کے ساتھ ایک شہر کا نام ہے۔
مسجد میں مقدمات کا فیصلہ کرنا اور لعان کرنا جائز ہے لیکن اس زمانہ میں اس سے بچنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى اِذَا اَتٰى عَلٰى حَدٍّ اَمَرَ اَنْ يُّخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامَ — جس نے مسجد میں فیصلہ کیا اور جب حد قائم کرنے کا وقت آیا تو حکم دیا کہ مسجد کے باہر نکال کر حد لگاؤ۔ ص ۱۰۶۲

توضیح مسجد میں حد قائم کرنے کی ممانعت کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے منع فرمایا۔ یہی مسروق، شعبی، عکرمہ اور ہمارا اور حضرت امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق کا مذہب ہے۔ قاضی ابن ابی لیلیٰ اسے جائز جانتے ہیں اور امام شعبی سے بھی یہی روایت ہے۔ حضرت امام مالک نے فرمایا کوڑوں کی معمولی سزائیں مسجد میں دینی جائز ہیں۔ البتہ سنگین سزائیں اور حدود کی اجازت نہیں۔

ت ۸۵۷	وَقَالَ عُمَرُ اَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ
	ان دونوں کو مسجد سے نکالو۔

تشریح ۸۵۷ اس اثر کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے سند متصل کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کی سند شیخین کی شرط پر ہے۔

ت ۸۵۸ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نَحْوُهُ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے اس کے مثل ذکر کیا جاتا ہے۔

تشریح ۸۵۸ اس تعلیق کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے اور اس کی سند میں ایک ایسا راوی بھی ہے جس پر جرح کی گئی ہے اس لئے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صیغۂ تمریض سے ذکر کیا ہے۔

قصہ یہ ہوا کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے ان سے کچھ کہا۔ حضرت علی نے اپنے غلام قنبر کو حکم دیا اسے مسجد سے باہر لے جاکر اس پر حد قائم کرو۔

مسجد میں سزا دینے میں مسجد کی بے حرمتی اور اس کے ناپاک ہونے کا بھی اندیشہ قوی ہے اس لئے مسجد میں سزا دینا جائز نہیں۔

بَابُ الشَّهَادَةُ تَكُوْنُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِيْ وِلَايَتِهِ الْقَضَاءَ اَوْ قَبْلَ ذَالِكَ لِلْخَصْمِ

حاکم اگر فریقین میں سے کسی ایک کا گواہ ہو تو کیا حکم ہے خواہ اس نے تحمل شہادت قاضی ہونے کے بعد کیا ہو یا قاضی ہونے سے پہلے۔

ص ۱۰۶۲

توضیح جس قاضی کے یہاں معاملہ ہے وہ قاضی فریقین میں سے کسی کا گواہ ہو تو کیا اسے اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنے کی اجازت ہے یا یہ کہ یہ مقدمہ کسی اور حاکم کے پاس پیش کیا جائے۔ یہ حاکم اس کے یہاں جاکے گواہی دے اسے اپنے علم کے مطابق فیصلہ کا حق نہیں یہ بہت معرکۃ الآرا مسئلہ ہے اسی لئے امام بخاری نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ لیکن اخیر میں جو کچھ فرمایا ہے اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ ان کا مختار یہی ہے کہ قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کر سکتا ہے۔

الشهادة تكون عند الحاكم سے مراد یہ ہے کہ جس حاکم کے یہاں مقدمہ ہے وہ ایک فریق کا گواہ اور وہ معاملہ کا عینی شاہد ہے۔

ت ۸۵۹ وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ وَسَئَلَهُ اِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ اِئْتِ الْاَمِيْرَ حَتّٰى اَشْهَدَ لَكَ

قاضی شریح سے ایک انسان نے گواہی کا سوال کیا تو انہوں نے کہا امیر کے پاس آنا کہ میں تیرے حق میں گواہی دوں۔

تشریح ۸۵۹ اس تعلیق کو حضرت سفیان ثوری نے ذکر کیا ہے امام شعبی نے کہا کہ ایک شخص

نے قاضی شریح کو گواہ بنایا پھر آیا اور ان کے یہاں مقدمہ پیش کیا تو فرمایا امیر کے پاس جا میں تیرے حق میں گواہی دوں گا ـــــــ اس سے معلوم ہوا کہ قاضی شریح اس کو جائز نہیں جانتے تھے کہ قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے۔

ت	وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ
۸۶۰	عکرمہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تَعَالٰى عَنْهُمَا لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلٰى حَدِّ زِنًى أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيْرٌ

سے پوچھا اگر میں کسی شخص کو زنا یا چوری کرتے دیکھوں اور تم امیر ہو تو عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا آپ

فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ

کی گواہی مسلمانوں کے ایک مرد کی گواہی ہے حضرت عمر نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ حضرت عمر نے کہا کہ اگر

عُمَرُ لَوْلَا أَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُ آيَةَ

اس کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں بڑھادیا تو میں آیت رجم کو اپنے

الرَّجْمِ بِيَدِيْ

ہاتھ سے لکھتا۔

تشریحات ۸۶۰

اس تعلیق کو امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے۔ یہ اثر منقطع ہے اس لئے کہ عکرمہ نے نہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ پایا ہے نہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

اس اثر سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہی تھا کہ قاضی کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

آیت رجم کے سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے ظاہر ہے کہ وہ حاکم کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ ان کو قطعی طور پر معلوم تھا کہ آیت رجم قرآن کی آیت ہے مگر پھر بھی انہوں نے اسے مصحف میں نہیں لکھا۔

ت	وَأَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعًا
۸۶۱	اور ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے چار بار زنا

بِالزِّنَا فَأَمَرَ بِرَجْمِهٖ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدَ

کا اقرار کیا اس پر انہیں سنگسار کرنے کا حکم دیا اور یہ کہیں مذکور نہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مَنْ حَضَرَہٗ

نے حاضرین کو گواہ بنایا ہو۔

تشریح ۸۶۱

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاکم کے سامنے اقرارِ زنا جیسے سنگین جرم کے لئے بھی کافی ہے بخلاف دیکھنے کے کہ اگر حاکم نے خود کسی کو زنا کرتے ہوئے دیکھا تو حد نہیں قائم کرسکتا۔

ت	وَقَالَ حَمَّادٌ اِذَا اَقَرَّ مَرَّۃً عِنْدَ الْحَاکِمِ رُجِمَ وَقَالَ
۸۶۲	اور حماد نے کہا اگر حاکم کے سامنے ایک بار زنا کا اقرار کرے تو اس کو سنگسار
	الْحَکَمُ اَرْبَعًا
	کیا جائے گا اور حکم نے کہا کہ چار مرتبہ اقرار ضروری ہے۔

تشریحات ۸۶۲

حضرت حماد بن سلیمان کا لقب فقیہ کوفہ تھا یہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ بھی ہیں۔ حکم بن عتیبہ یہ بھی فقیہ عراق ہیں۔

ہمارے یہاں اقرار سے زنا کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ مجرم چار بار چار مجلسوں میں ہوش کی حالت میں صاف اور صریح لفظ میں زنا کا اقرار کرے اور تین مرتبہ تک ہر بار قاضی اس کے اقرار کو رد کردے۔ جب چوتھی مرتبہ بھی اقرار کرلے تو اب قاضی اس سے پوچھے گا زنا کس کو کہتے ہیں؟ کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ کب کیا ہے؟ اور کہاں کیا ہے؟ کس طرح کیا ہے؟ جب ان سب سوالوں کے جوابات صحیح دے دے گا تو اس پر حد قائم کی جائے گی جیسا کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ حاکم کی عدالت میں اقرار کرے اور اگر کہیں اور اقرار کیا تو اس کا اعتبار نہیں۔ اگرچہ چار یا اس سے زیادہ گواہ ہوں۔

ہمارا مذہب یہی ہے کہ قاضی کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔ اس میں بہت سے خطرات ہیں۔

وَقَالَ اَھْلُ الْحِجَازِ الْحَاکِمُ لَا یَقْضِیْ بِعِلْمِہٖ شَھِدَ بِذٰلِکَ فِیْ وَلَایَتِہٖ
اور اہل حجاز نے کہا حاکم اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا خواہ اسے اس کا علم قاضی بنائے
اَوْ قَبْلَھَا وَلَوْ اَقَرَّ عِنْدَہٗ خَصْمٌ لِاٰخَرَ بِحَقٍّ فِیْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَاِنَّہٗ لَا
جانے کے زمانے میں ہوا ہو یا پہلے۔ اور اگر اس کی عدالت میں کوئی فریق حق کا اقرار کرے تو بعض

يَقْضِيْ عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتّٰى يَدْعُوْ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا إِقْرَارَهُ

کا قول یہ ہے کہ ہرگز فیصلہ نہیں کرے گا یہاں تک کہ دو گواہ اس کے اقرار پر مقرر کرے۔

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ أَوْ رَآهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضٰى بِهٖ

اور بعض اہل عراق نے کہا کہ مجلس قضاء میں قاضی جو کچھ سنے یا دیکھے اس کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے اور

فَمَا كَانَ فِيْ غَيْرِهٖ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ

مجلس قضا کے باہر جو دیکھے اسکے مطابق اس وقت تک فیصلہ نہیں کرے گا جب تک دو گواہ نہ ہوں ———

یہاں بعض اہل عراق سے حضرت امام اعظم اور احناف مراد ہیں۔

وَقَالَ آخَرُوْنَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِيْ بِهٖ لِأَنَّهٗ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يُرَادُ

اور اہل عراق کے کچھ اور لوگوں نے کہا کہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے گا اس لئے کہ وہ امانت دار

مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ فَعِلْمُهٗ أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ

ہے اور شہادت سے مقصود حق پہچاننا ہوتا ہے اور قاضی کا علم شہادت سے بڑھ کر ہے۔

توضیح:۔ یہ حضرت امام ابو یوسف کا مذہب ہے اور حضرت امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِيْ بِعِلْمِهٖ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضِيْ فِيْ غَيْرِهٖ

اور بعض اہل عراق نے کہا کہ اموال میں فیصلہ کر سکتا ہے اور دوسرے معاملات میں نہیں۔

وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِيْ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهٖ دُوْنَ عِلْمِ

اور قاسم نے کہا حاکم کو مناسب نہیں کہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے ہاں دوسرے کے علم کے مطابق

غَيْرِهٖ مَعَ أَنَّ عِلْمَهٗ أَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهٖ وَلٰكِنْ فِيْهِ تَعَرُّضٌ

فیصلہ کرے گا (مثلاً گواہوں کی شہادت پر) حالانکہ حاکم کا علم دوسرے کی گواہی سے بڑھ کر ہے لیکن

لِتُهْمَةِ نَفْسِهٖ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِيْقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُوْنِ ——— وَقَدْ

اس میں اپنے آپ کو مسلمانوں کے نزدیک تہمت کے لئے پیش کرنا اور انہیں بدگمانی میں ڈالنا ہے

كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هٰذِهٖ الصَّفِيَّةُ

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدگمانی کو ناپسند فرمایا اور فرمایا یہ صفیہ ہے۔

تشریح ظاہر یہ ہے کہ یہاں قاسم سے مراد قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں جو مدینہ طیبہ کے فقہائے سبعہ میں سے تھے اس لئے کہ مطلق قاسم سے وہی مراد ہوتے ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے کام کو ناپسند فرماتے تھے جس سے لوگ بدگمانی میں مبتلا

ہو جائیں اگر چہ فی نفسہ اس میں کوئی حرج نہ ہو۔ اسی باب میں یہ حدیث مذکور ہے۔ حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ ایک بار رات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے مسجد میں آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ان کے گھر تک گئے۔ اسی اثنا میں انصار کے دو آدمی وہاں گزرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلاکر فرمایا یہ صفیہ ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا سبحان اللہ! یعنی ہم حضور پر بدگمانی کر سکتے ہیں فرمایا شیطان ابن آدم میں خون کے ساتھ چلتا ہے۔

ظاہر ہے کہ قاضی جب اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے گا تو اس کا فیصلہ کتنا ہی حق ہو لوگ چہ میگوئیاں کریں گے۔ بدنام کریں گے۔ اس لئے قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے جب تک ثبوت شرعی نہ پالے۔

بَابُ اِجَابَةِ حَاكِمِ الدَّعْوَةَ ص ۱۰۶۳ حاکم کا دعوت قبول کرنا

ت	وَقَدْ اَجَابَ عُثْمَانُ عَبْدَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا
۸۶۳	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کے ایک غلام کی دعوت قبول کی۔

تشریح ۸۶۳ اس تعلیق کو امام ابو محمد بن ساعد نے اپنے فوائد میں سند صحیح کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ دار تھے انہیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غلام نے مدعو کیا تو انہوں نے اس کی دعوت قبول کرلی اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دعوت دینے والے کی دعوت قبول کروں اور برکت کی دعا کروں۔

حاکم کو بشرائط عوام کی دعوت قبول کرنے کی اجازت ہے۔

بَابُ اِسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِىْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ ص ۱۰۶۴ آزاد شدہ غلاموں کو قاضی اور عامل بنانا

حدیث	اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ قَالَ كَانَ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ
۲۹۱۱	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت
	يَؤُمُّ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَاَصْحَابَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
	سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مہاجرین اولین اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد قبا میں امامت کرتے تھے
	فِىْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَبُوْ سَلَمَةَ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ۔
	جن میں ابو بکر اور عمر ابو سلمہ، زید اور عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہوتے۔

تشریحات ۲۹۱۱

حضرت سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فارس کے مشہور شہر اصطخر کے باشندے تھے، ان کے باپ کا نام معقل تھا۔ یہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ ثبینہ بنت یعار کے غلام تھے، جنہیں انہوں نے آزاد کر دیا۔ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو متبنیٰ بنا لیا اور اپنی بھانجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ سے شادی کر دی ——— یہ فضلاء موالی اور خیار صحابہ سے تھے، ان کا شمار قُرّاء میں ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے جو صحابہ کرام ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے ان میں یہ حضرت سالم بھی تھے۔ چونکہ یہ سب سے زیادہ قرآن مجید پڑھے ہوئے تھے اس لئے یہی ان لوگوں کے امام تھے۔ قباء کے قریب ایک جگہ عصبہ تھی وہیں یہ امامت کرتے تھے جیسا کہ کتاب الصلاۃ باب امامۃ العبد والمولیٰ میں گزر چکا۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد قباء کی تعمیر کے وقت یہ مسجد قباء کے بھی امام تھے جب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قباء جاتے تو ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر تھے۔ اور زید سے مراد علامہ کرمانی کی تفسیر کے مطابق حضرت زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور بعض حضرات نے کہا کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ ——— اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔

مہاجرین اولین سے مراد وہ مہاجرین ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ یا وہ مراد ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔

اس حدیث سے باب کا ثبوت یوں ہوتا ہے کہ جب ایک آزاد شدہ غلام کو نماز کا امام بنانا جائز تو قاضی اور حاکم بنانا بدرجۂ اولیٰ جائز ——— البتہ آزاد شدہ غلام خلیفہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ خلیفہ ہونے کے لئے قریشی ہونا شرط ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَهُ — بادشاہ کے منہ پر اس کی تعریف کرنا اور وہاں سے نکلنے کے بعد اس کے خلاف کہنا ناپسندیدہ ہے۔

ص ۱۰۶۴

حدیث	حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ
۲۹۱۲	عاصم اپنے باپ محمد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت ابن عمر رضی
تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ أَبِيهِ قَالَ أُنَاسٌ لِعُمَرَ إِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا فَنَقُولُ	
اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں تو ہم ان سے ان کے	

لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا
خلاف کہتے ہیں جو وہاں آنے کے بعد ہم کہتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اسے نفاق شمار کرتے تھے۔

تشریح ۲۹۱۲ اس سند کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تین افراد ہیں، عاصم، محمد، عبداللہ ——— اور اس حدیث میں نفاق سے مراد عرفی نفاق ہے ——— اگر واقعی بادشاہ ثنار کا مستحق ہے تو پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کرنا باطل ہے۔ اور اگر سلطان ثنار کا مستحق نہیں تو منہ پر اس کی ثنار کرنا باطل ہے۔ جو شخص حق پرستوں کو بھی خوش رکھنا چاہتا ہے اور اہل باطل کو بھی ایسا شخص معاشرہ میں خطرناک بھی ہوتا ہے اور ناپسندیدہ بھی۔

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوزُ تَرْجُمَانٌ وَاحِدٌ ص ۱۰۶۸

حکام کا ترجمہ کرنے والا اور کیا ایک ترجمان کافی ہے۔

وَقَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ	ت
زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ یہودیوں	۸۶۴
تَعَالىٰ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ حَتّٰى	
کا خط سیکھیں (چنانچہ میں نے سیکھ لیا) یہاں تک کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط یہودیوں کے نام میں نے	
كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأْتُهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ	
لکھا اور ان کا خط جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آتا اسے پڑھ کر سناتا۔	

تشریحات ۸۶۴ حضرت امام بخاری نے اس واقعہ کو کتاب التاریخ میں تفصیل کے ساتھ یوں ذکر کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مجھے پیش کیا گیا حضور نے مجھے پسند فرمایا حضور کو بتایا گیا کہ یہ بنی نجار کا بچہ ہے اس نے قرآن مجید کی کئی سورتیں یاد کیں ہیں۔ حضور نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے سورۂ ق پڑھ کر سنائی تو مجھ سے فرمایا۔ یہودیوں کے لکھنے کا طریقہ سیکھ لو مجھے یہودیوں پر اطمینان نہیں۔ میں نے آدھے مہینہ میں سیکھ لیا۔ یہاں تک کہ یہودیوں کا خط حضور کے پاس لکھنے لگا اور حضور کے پاس یہودیوں کا خط آتا تو اسے پڑھ کر سناتا۔

وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهُ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُولُ هٰذِهِ	ت
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت علی اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان غنی	۸۶۵

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِیْ صَنَعَ بِهَا

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بیٹھے ہوئے تھے (کہ عجمی زبان میں ایک عورت کچھ کہنے لگی) تو حضرت عمر نے پوچھا یہ کیا کہہ رہی ہے تو عبدالرحمٰن بن حاطب نے بتایا جس شخص نے اسکے ساتھ یہ حرکت کی ہے اس کی خبر آپ کو دے رہی ہے۔

تشریح ۸۶۵

قصہ یہ تھا کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آزاد کردہ ایک لونڈی نُوَیبہ نام کی تھی جنہیں زنا سے حمل رہ گیا تھا۔ فریاد لے کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں یہ عجمیہ تھیں اپنی زبان میں بول رہی تھیں جسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ نہ پائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب نے اس کا ترجمہ کیا۔

ت ۸۶۶

وَقَالَ اَبُوْ جَمْرَةَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ

ابو جمرہ نے کہا کہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور لوگوں کے درمیان ترجمہ کرتا تھا۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ

اور بعض لوگوں نے کہا کہ حاکم کے لئے دو مترجم ضروری ہیں

تشریحات ۸۶۶

یہاں بعض الناس سے مراد حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ انہیں کا مذہب ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر جگہ بعض الناس سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو مراد نہیں لیتے۔ نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مذہبًا شافعی نہیں تھے ——— اس کا بھی احتمال ہو سکتا ہے ان کی مراد محرر مذہب حنفیہ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں۔

بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ ص ۱۰۶۹ امام لوگوں سے کیسے بیعت لے۔

حدیث ۲۹۱۳

اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

ولید بن عبادہ نے کہا کہ مجھے میرے باپ عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہ ہم نے

قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِی الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَاَنْ نَقُوْمَ اَوْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ؎

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بیعت کی کہ ہر بات سنیں گے اور ہر حکم کی اطاعت کریں گے خواہ وہ بات پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ ہو۔ حاکم اہل ہوگا تو اس سے لڑیں گے نہیں اور حق پر قائم رہیں گے یا حق بات کہیں گے۔ جہاں کہیں بھی رہیں گے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

؎ مسلم، مغازی۔

تشریحات ۲۹۱۳ عقبہ کی بیعت ثانیہ کے وقت یہ بیعت ہوئی تھی اور اس میں تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اس بیعت کا اہم جز یہ تھا۔ اور جو خلیفہ خلافت کا اہل ہو گا اس سے بغاوت نہیں کریں گے۔ اگر وہ انصاف کرے گا تو اسے اجر ملے گا اور ہم شکر کریں گے اور اگر ظلم کرے گا تو اس کا وبال اس پر ہو گا اور ہم صبر کریں گے

حدیث	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
۲۹۱۴	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُ
	سننے اور اطاعت پر بیعت کرتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے (یہ بھی کہو) بقدر استطاعت۔
حدیث	حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ
۲۹۱۵	عبداللہ بن دینار نے کہا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب
	اِجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ وَكَتَبَ اِنِّيْ اُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ
	سب لوگوں کا عبدالملک پر اتفاق ہو گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے لکھا میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے بندے عبدالملک
	عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
	امیر المومنین کی بات سنوں گا اور مانوں گا جو بات اللہ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق
	وَسَلَّمَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاِنَّ بَنِيَّ قَدْ اَقَرُّوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ
	ہوگی بقدر استطاعت اور میرے بیٹوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔

تشریحات ۲۹۱۵ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۷۳ھ میں ہو گئی تو پورے بلاد اسلامیہ پر عبدالملک بن مروان سفاک کا قبضہ ہو گیا اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالملک سفاک کو مذکورہ بالا رقعہ لکھا تھا۔ اس کے قبل انہوں نے نہ مروان کی اور نہ اس کے بیٹے عبدالملک کی بیعت کی تھی اور نہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جیسے کہ انہوں نے ابتداءً نہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی اور نہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور نہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ جب امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرما دی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

حدیث	عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
۲۹۱۶	حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لَقَّنَنِيْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

بات پر بیعت کی کہ میں حضور کی بات سنوں گا اور اس پر عمل کروں گا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تلقین کی کہ یہ بھی کہو بقدر استطاعت اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر۔

حدیث	اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ
۲۹۱۷	مسور بن مخرمہ نے خبر دی کہ جن حضرات کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا حق دیا تھا

اِجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِيْ اُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا

اکٹھا ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا ان سے حضرت عبد الرحمٰن نے کہا میں اس چیز کی رغبت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر تم چاہو تو تم

الْاَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ اِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوْا ذَالِكَ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمَّا

میں سے کسی کو منتخب کر لوں تو ان لوگوں نے یہ حق حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ جب ان لوگوں نے اپنا

وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ اَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا اَرٰى اَحَدًا مِنَ

معاملہ عبد الرحمٰن کے سپرد کر دیا تو سب لوگ حضرت عبد الرحمٰن کی طرف جھک پڑے یہاں تک کہ کسی کو میں نہیں دیکھتا کہ بقیہ

النَّاسِ يَتْبَعُ اُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَاءُ عَقِبَهُ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

لوگوں کے پیچھے چلتے سب لوگ ان دنوں حضرت عبد الرحمٰن سے اس معاملہ میں مشورہ کرتے۔ یہاں تک کہ جب

يُشَاوِرُوْنَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيْ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ اَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ

وہ رات آئی جس کی صبح کو ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی تو حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ

قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى

عنہ کچھ رات گزرنے کے بعد میرے پاس آئے اور میرا دروازہ پیٹا۔ یہاں تک کہ میں جاگ گیا تو انہوں نے

اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ اَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ الثَّلٰثَةَ بِكَثِيْرِ

کہا میں تمہیں سوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ بخدا ان تین راتوں میں، میں بہت کم سویا ہوں۔ جا! زبیر اور سعد

نَوْمٍ اِنْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِيْ فَقَالَ

کو بلا لا۔ میں ان دونوں کو ان کے پاس بلا لایا۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں سے

اُدْعُ لِيْ عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى اِبْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهِ وَهُوَ

مشورہ کیا پھر مجھے بلایا اور کہا علی کو بلا لاؤ۔ میں نے ان کو بلایا تو ان سے سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ آدھی

عَلٰى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَخْشٰى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ اُدْعُ لِيْ عُثْمَانَ

کے قریب رات گزر گئی اس کے بعد حضرت علی ان کے پاس سے اٹھے اور انہیں خلافت ملنے کی کچھ امید تھی۔ اور حضرت

فَنَاجَاهُ حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى النَّاسُ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ

عبدالرحمٰن کو حضرت علی سے کچھ اندیشہ بھی تھا۔ پھر کہا عثمان کو بلاؤ۔ ان سے سرگوشی کی۔ یہاں تک کہ صبح کے وقت مؤذن

اُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَاَرْسَلَ اِلٰى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

نے ان دونوں کے درمیان جدائی کی جب لوگ صبح کی نماز پڑھ چکے اور یہ لوگ منبر کے پاس اکٹھا ہو گئے تو انہوں نے ان

وَاَرْسَلَ اِلٰى اُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحِجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا

سب مہاجرین اور انصار کو بلایا جو مدینہ میں موجود تھے اور لشکروں کے امیروں کو بلایا اور یہ لوگ اس حج میں حضرت

تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ! يَا عَلِيُّ اِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ اَمْرِ النَّاسِ

عمر کے ساتھ تھے۔ جب سب اکٹھا ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن نے خطبہ پڑھا پھر کہا امابعد اے علی! میں نے لوگوں سے معلومات

فَلَمْ اَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ اُبَايِعُكَ عَلٰى

کی تو میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ آپ کو عثمان کے برابر سمجھتے ہوں تو آپ مجھ سے خفا نہ ہوں تو حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت

سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهٖ فَبَايَعَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ

عثمان سے کہا میں آپ سے اللہ کی کتاب اور اسکے رسول اور ان کے بعد دونوں خلیفہ کی سنت پر بیعت کرتا ہوں اسکے بعد

النَّاسُ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ وَاُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ

حضرت عبدالرحمٰن نے بیعت کی اسکے بعد سب لوگوں نے اور مہاجرین اور انصار اور لشکروں کے امیروں اور مسلمانوں نے بیعت کی۔

تشریحات ۲۹۱۷

رہط سے مراد یہ چھ افراد ہیں۔ حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ———— حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی گئی کہ آپ اپنا کوئی جانشین منتخب فرما دیں۔ انہوں نے قبول نہیں فرمایا اور مذکورہ بالا چھ افراد کی ایک کمیٹی بنا دی کہ یہ جسے چاہیں منتخب کر دیں۔ یہ چھ حضرات عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور سابقین اولین مہاجرین میں سے تھے۔ ان چھ حضرات کا پوری قوم پر اثر تھا اور یہ لوگ عقل و تدبیر میں بھی سب سے فائق تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس خوب صورتی کے ساتھ یہ کام انجام دیا یہ ان کے بہت بڑے مدبر اور ماہر سیاستداں ہونے کی دلیل ہے۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب، ان کے

فضل وکمال کے ساتھ ساتھ اس بنا پر بھی کیا کہ اکثر لوگوں کا رجحان انہیں کی طرف تھا۔

نیز اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُمید تھی کہ انتخاب میرا ہی ہوگا جیسا کہ ان کے بعض خطبات سے ظاہر ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ وہ اس منصب کے اہل تھے۔ اگر انہیں اس منصب کی امید تھی تو کوئی مضائقہ نہیں۔

بَابُ الْاِسْتِخْلَافِ ص ۱۰۷۱ کسی کو اپنے بعد خلیفہ بنانے کا بیان

حدیث	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قِيْلَ لِعُمَرَ
۲۹۱۸	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا
	اَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ اَبُوْ
	گیا کہ آپ کسی کو خلیفہ کیوں نہیں بنا دیتے فرمایا اگر میں خلیفہ بناؤں (تو بھی حرج نہیں) اپنا جانشین انہوں نے بنایا
	بَكْرٍ وَاِنْ اَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
	جو مجھ سے بہتر تھے ابو بکر۔ اور اگر میں نہ بناؤں (تو بھی بہتر ہے) کہ وہ ذات جو مجھ سے بہتر تھی انہوں نے کسی کو اپنا
	عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ وَّرَاهِبٌ ۔ وَدِدْتُ اِنِّيْ
	جانشین نہیں بنایا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ سنکر لوگوں نے انکی تعریف کی اس کے بعد فرمایا کہ
	نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِيْ وَلَا عَلَيَّ لَا اَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا
	یہ رغبت اور ڈر سے ہے۔ میری آرزو یہ ہے کہ میں برابر برابر اس سے نجات پا جاؤں نہ مجھے اس کا ثواب ملے اور نہ

مجھے اس پر عذاب ہو میں زندگی میں بھی یا وفات کے بعد بھی کیوں اس کا بوجھ اٹھاؤں۔

تشریحات ۲۹۱۸

"رَاغِبٌ وَّرَاهِبٌ" اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کے حضور جو ثواب ہے اس کی رغبت کرنے والا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرنے والا ہوں اور یہی معنی یہاں سب سے زیادہ مناسب ہے۔ ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ خلافت کی خواہش رکھتے ہیں اور کچھ لوگ اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ اس کی خواہش رکھتے ہیں انہیں میں خلیفہ نہیں بناؤں گا کہ کہیں تائید ایزدی ان کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حکمرانی کا خواہش مند ہوتا ہے اسے اس کے اوپر چھوڑ دیا جاتا ہے اور جو لوگ اس سے بچنا چاہتے ہیں ان کو اس لئے خلیفہ نہیں بناؤں گا کہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ کما حقہ اس بار کو اٹھا نہ سکے۔

"قَوْلُهٗ وَدِدْتُ" یہ کلمہ از راہ تواضع ہے ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

صحیح ارشادات کے مطابق ان کا جنتی ہونا یقینی ہے۔

حدیث ۲۹۱۹

أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْآخِرَةَ حِينَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَالِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَأَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ أَرْجُوْا أَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذَالِكَ أَنْ يَكُوْنَ آخِرَهُمْ فَإِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهِ هَدَى اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِيْ اثْنَيْنِ وَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذَالِكَ فِي سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ ـــ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر دی ہے انہوں نے حضرت عمر کا آخیر خطبہ سنا جب وہ منبر پر بیٹھے اور یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے دوسرے دن دیا تھا انہوں نے خطبہ پڑھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش تھے کچھ نہیں بول رہے تھے۔ حضرت عمر نے کہا مجھے امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیات ظاہری کے ساتھ ہمارے بعد بھی تشریف رکھیں گے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال سب کے بعد ہوگا ــــ پس اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو اللہ نے تمہارے سامنے نور کر دیا ہے جس کے ذریعہ تم ہدایت پاؤ گے جس پر اللہ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چلایا اور ابو بکر بلا شبہہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور غار کے رفیق اور بلا شبہہ وہ تمام مسلمانوں سے زیادہ تمہارے معاملات کے لائق ہیں۔ اس لئے تم لوگ کھڑے ہو اور ان کی بیعت کرو۔ اور ان میں سے ایک گروہ نے اس کے پہلے سقیفۂ بنی ساعدہ میں بیعت کر لی تھی اور بیعت عامہ منبر پر ہوئی ــــ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی کہا کہ اس دن میں نے حضرت عمر کو حضرت ابو بکر سے یہ کہتے ہوئے بھی سنا منبر پر چلئے وہ مسلسل کہتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ منبر پر چڑھے اور لوگوں نے ان کی بیعت عامہ کی۔

تشریحات ۲۹۱۹

خطبۃ عمر الآخرۃ۔ اس سے مراد وہ خطبہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے دوسرے دن صبح کو مسجد نبوی میں دیا تھا۔ اسے آخر اس اعتبار سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد فوراً ایک خطبہ دیا تھا۔ جس میں یہ فرمایا تھا۔

کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا ہے اور وہ بہت جلد تشریف لائیں گے۔ یہ اخیر کا خطبہ اس وقت دیا تھا جب سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کے بعد دوسرے دن صبح کو مسجد نبوی میں سارے اہل مدینہ جمع ہوئے تھے جہاں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت عامہ ہوئی تھی جس کی پوری تفصیل اس حدیث میں مذکور ہے۔

صحیح اور محقق یہی ہے کہ اسی موقع پر امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بیعت فرمائی تھی۔ جس کو ہم پہلے تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔

صحیح یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بعد کسی کو ولی عہد خلافت نہیں بنایا تھا نہ حضرت صدیق اکبر کو نہ حضرت علی نہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ہونے پر بہت سے اشارات فرمائے تھے ان میں سے بعض اشارات کو نص جلی بھی کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً نماز کے لئے امام معین کرنا، پہلے حج کا امیر الحج بنانا۔ وغیرہ وغیرہ مگر پھر بھی اس کو قطعی طور پر خلیفہ بنانا نہیں جا سکتا۔

خلیفہ کا تعین تین طریقہ سے ہوتا ہے اول اصحاب حل وعقد کا انتخاب دوسرے خلیفہ اول کا کسی کو اپنے بعد نامزد کر جانا۔ تیسرے خلیفہ اول کا کسی ایک فرد یا چند افراد کو یہ حق دے دینا کہ یہ جسے مناسب سمجھیں خلیفہ منتخب کریں۔ پہلی کی مثال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ دوسرے کی مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ہے کہ انہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نامزد فرما دیا تھا۔ تیسرے کی مثال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ ان افراد کو جو عشرہ مبشرہ میں سے اس وقت باحیات تھے یہ حق دیا تھا کہ وہ باہمی مشورہ کرنے کے بعد جسے چاہیں خلیفہ منتخب کر دیں۔ وہ حضرات یہ تھے۔

حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے چھ افراد کی کمیٹی بنائی تھی۔ میں نے یہ اضافہ کیا کہ اگر کوئی خلیفہ بجائے چند افراد کے ایک ہی شخص کو یہ حق دے دے کہ وہ کسی کو خلیفہ منتخب کر دے

تو درست ہوگا'۔۔۔۔۔ میں نے اس کی کہیں تصریح نہیں دیکھی ہے، یہ میرا استنباط ہے اگر صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر غلط ہے تو شیطان اور میری طرف سے ہے۔

اس استنباط کی بنیاد اس پر ہے کہ اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنا یہ حق خلیفۂ وقت کا ہے یا پھر اس نے کسی کو ولی عہد نہ کیا ہو تو اصحاب حل و عقد کا چند افراد کی کمیٹی کو یہ حق خلیفۂ وقت کی تفویض سے حاصل ہوتا ہے۔ تو جس طرح خلیفۂ وقت کی تفویض سے چند افراد کا خلیفہ منتخب کرنا صحیح ہے بشرطیکہ خلیفۂ وقت نے ان کو یہ حق دیا ہو، اسی طرح اگر خلیفۂ وقت یہ حق کسی ایک شخص کو دے دے تو اس کا خلیفہ مقرر کرنا بھی درست ہوگا۔

پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ استطاعت ہوتے ہوئے پوری دنیا کے لئے ایک امیرالمومنین منتخب کرنا امت پر فرض ہے۔

حدیث	عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَۃَ تَتَّبِعُوْنَ
۲۹۲۰	حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ انھوں نے بُزاخہ کے وفد سے فرمایا
	اَذْنَابَ الْاِبِلِ حَتّٰی یُرِیَ اللّٰہُ خَلِیْفَۃَ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
	(جاؤ) اونٹ کی دموں کے پیچھے گھومو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ اور
	وَالْمُهَاجِرِیْنَ اَمْرًا یَعْذِرُوْنَکُمْ بِہٖ
	مہاجرین کو ایسی بات سمجھا دے جس کی بنا پر تمہارا عذر قبول کر لیا جائے۔

تشریحات ۲۹۲۰

بنی بزاخہ اس سے مراد بحرین کے رہنے والے بنی اسد اور غطفان کے افراد ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہوگئے تھے اور جن سے جنگ جاری تھی جنگ میں پسپا ہونے کے بعد صلح کے لئے اپنا وفد بارگاہ خلافت میں بھیجا تھا تو ان سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا جاؤ کچھ دن گھومو پھرو۔ میں مشورہ کر کے تم لوگوں کے بارے میں کوئی فیصلہ کروں گا۔

حمیدی نے اس کی تفصیل یہ لکھی ہے کہ اسد اور غطفان کے افراد صلح کے لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ تم کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے، حرب مجلیہ یا سلم مخزیہ (یعنی کھلی ہوئی لڑائی یا رسوا کرنے والی صلح) انھوں نے عرض کیا کہ مجلیہ تو ہم نے پہچان لیا مخزیہ کیا ہے فرمایا ہم تمہارا ہتھیار اور تمہارے مویشی تم سے چھین لیں گے اور تم سے جو ہم نے مال حاصل کیا ہے وہ غنیمت بنا لیں گے اور تم نے جو مال مسلمانوں کا حاصل

کیا ہے اسے واپس کروگے اور ہمارے مقتولین کی دیت دوگے اور تمہارے مقتول جہنم میں جائیں گے یعنی ہم اس کی کوئی دیت نہیں گے۔ اور کچھ لوگوں کو چھوڑ دوگے کہ وہ جہاں چاہیں جائیں یہاں تک کہ ان کے بارے میں کوئی رائے قائم ہو۔

اس کے بعد حضرت صدیق اکبر نے لوگوں سے مشورہ فرمایا ــــــ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے ایک رائے قائم کی پہلے والا دونوں فیصلہ ٹھیک ہے لیکن اپنے مقتولین کی دیت طلب کرنا میری رائے میں مناسب نہیں ہمارے مقتولین نے اللہ کے حکم کے مطابق لڑائی کی ان کا اجر اللہ پر ہے اس کی کوئی دیت لینی مناسب نہیں۔ اس میں پوری قوم نے اتفاق کیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں اتنا سخت فیصلہ اس بنا پر کیا تھا کہ ایمان لانے کے بعد یہ مرتد ہوگئے اور فساد پھیلایا مسلمانوں کا ناحق قتل کیا اور ان کے اموال کو لوٹا۔ وہ بھی اس ماحول میں کہ ان کے پڑوس ہی میں مسیلمہ کذاب جھوٹی نبوت کا دعویدار تھا لیکن اسلامی مجاہدین کی یلغار سے پریشان ہوکر صلح کے خواہاں تھے اس کا اندیشہ تھا کہ بعد میں پھر یہ موقع پاکر فساد پھیلاتے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ان کو اس حال میں رکھا جاتا۔ کہ آئندہ شر و فساد نہ کرسکیں۔

بَابُ ۱۰۷

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ	حدیث
حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے	۲۹۲۱
تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اِثْنَا	
سنا کہ بارہ امیر ہوں گے پھر ایک بات فرمائی جس کو میں نے نہیں سنا میرے باپ نے بتایا کہ حضور نے یہ	
عَشَرَ اَمِيْرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا فَقَالَ اَبِيْ اِنَّهٗ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ [1]	
فرمایا تھا۔ کہ سب قریش میں سے ہوں گے	

تشریحات ۲۹۲۱

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ مسلم ابو داؤد و طبرانی، بزار وغیرہ میں مذکور ہے۔ مسلم شریف میں یوں ہے۔ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَا يَنْقَضِيْ حَتّٰى يَمْضِيَ فِيْهِمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً یہ امر یعنی دین ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ ان میں بارہ خلیفہ گزرلیں۔ دوسری

---

[1] مسلم ثانی امارت باب الناس تبع لقریش ص ۱۱۹۔ ابوداؤد۔ مہدی۔

روایت میں ہے لَا یَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِیًا تیسری روایت میں ہے لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا چوتھی روایت میں ہے لَا یَزَالُ ھٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا پانچویں روایت میں ہے لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا وغیرہ وغیرہ۔ ابوداؤد میں ہے لَا یَزَالُ ھٰذَا الدِّیْنُ عَزِیْزًا اِلٰی اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً قَالَ فَکَبَّرَ النَّاسُ وَ ضَجُّوْا فَقَالَ کَلِمَۃً خَفِیَّۃً فَقُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ مَا قَالَ الْحَدِیْث ۔ یعنی یہ دین بارہ خلیفہ تک غالب رہے گا، اس پر لوگوں نے تکبیر کہی اور خوشی میں آوازیں بلند کالیں حضور نے آہستہ ایک بات کہی میں نے اپنے باپ سے پوچھا کیا فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ یہ فرمایا کہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

یہ بارہ امیر یا خلیفہ کون کون ہیں یا کب ہوں گے اس بارے میں شارحین کے مختلف اقوال ہیں۔ پہلی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ بارہ خلیفہ برحق عادل قیامت تک ہوں گے یہ ضروری نہیں کہ وہ سب مسلسل لگاتار ہوں ——— لیکن حدیث میں لَا یَزَالُ کا لفظ اس توجیہ میں حارج ہے اس کے ظاہر سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد مسلسل بارہ خلفا ہوں گے جن کے عہد میں دین غالب اور قائم رہے گا۔ ابوداؤد کی بعض روایتوں میں ہے کُلُّھُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْہِ النَّاسُ جس پر سب لوگوں کا اجتماع ہوگا۔——— اس قید کو سامنے رکھ کر امام قاضی عیاض وغیرہ نے ان خلفاء کے نام شمار کرائے ہیں جو اس حدیث کے مصداق ہو سکتے ہیں جن میں چار خلفاء راشدین ہیں اور آٹھ خلفاء بنو امیہ میں سے ہیں۔ حضرت معاویہ، یزید، عبدالملک بن مروان، ولید، سلیمان، یزید بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک ولید بن یزید بن عبدالملک، لیکن اس تفصیل میں دو خرابی ہے اول یہ کہ یزید کو ان میں شمار کیا، حالانکہ یزید کسی طرح اس کا اہل نہیں کہ اسے خلفاء میں شمار کیا جائے۔ اولاً وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولی عہدی سے خلیفہ ہوا جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ اپنے بعد کسی کو اپنا ولی عہد بنا دیں جیسا کہ میں نے مقالات امجدی میں اس کو ثابت کیا ہے۔

ثانیاً ——— حدیث میں تصریح ہے کہ دین غالب اور محفوظ رہے گا حالانکہ یزید کے عہد میں دین کو جو نقصان پہنچا ہے وہ چنگیز کے دور میں بھی نہیں پہنچا ہوگا۔ واقعہ کربلا اور واقعہ حرہ اسکی دلیل ہے کہ یزید کے دور میں دین کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے۔

ثالثاً ——— یزید کی خلافت پر امت متفق بھی نہیں ہوئی۔

دوسری وجہ اس توجیہ کے صحیح نہ ہونے کی یہ ہے کہ ان میں سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خارج رکھا گیا ہے۔ حالانکہ وہ باتفاق امت خلیفہ راشد تھے۔

رابعاً ——— حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اس میں شمار نہیں کیا گیا ہے حالانکہ

ان کی خلافت باتفاق اہلسنت وبنصِ حدیث حق تھی بلکہ خلافت راشدہ تھی۔

بہرحال اس فہرست کو تھوڑی ترمیم کے بعد درست کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً بجائے یزید کے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو داخل کیا جائے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کو داخل کرکے ولید بن یزید بن عبدالملک کو خارج کر دیا جائے اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ عذر کر دیا جائے چونکہ ان کی خلافت پر پوری امت کا اتفاق نہیں ہو سکا تھا۔ اس لئے کُلُّھُمْ یَجْتَمِعُ عَلَیْھِمُ الْاُمَّۃ کی قید سے وہ اس فہرست میں داخل نہیں کئے گئے ـــــ اسی طرح شارحین نے ایک دوسری فہرست بھی تیار کی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ خلفاء اربع امام حسن، حضرت معاویہ، یزید، عبدالملک، ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، عبداللہ بن زبیر۔

لیکن یزید کا اس میں شمار اب بھی مجھے کھٹکتا ہے ـــــ اب یا تو یہ کہہ کر بات ختم کر دی جائے کہ مراد ایسے بارہ خلفاء ہیں جنہیں اکثریت نے بخوشی یا بجبر خلیفہ تسلیم کر لیا ہو ـــــ خواہ ان کی خلافت حقیقت میں صحیح ہو یا نہ ہو۔

یہ شراح کرام کی ترجمانی تھی ـــــ لیکن میرا اپنا موقف یہ ہے کہ اس حدیث میں بارہ خلفاء سے کون مراد ہیں یہ راز سربستہ رہا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو اس پر ہمارا ایمان ہے۔ اس سے مراد کون بارہ خلفاء ہیں وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ التَّمَنِّي ص ۱۰۷۳

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّمَنِّي وَمَنْ تَمَنَّى الشَّهَادَةَ ص ۱۰۷۳

تمنا کا بیان اور جس نے شہادت کی تمنا کی۔

تمنی باب تفعل کا مصدر ہے اس کا مادہ اُمْنِیَہ ہے جس کی جمع امانی ہے، آرزو کرنا۔ تمنی کے معنی یہ ہیں کہ آدمی یہ ارادہ کرے کہ آئندہ یہ بات ہو جائے اگر یہ اچھی بات ہے تو تمنا محمود ہے۔ اور اگر بری بات ہے تو تمنا مذموم ہے۔ نیز اچھی بات کی تمنا اگر حسد کی بنا پر ہو تو بھی مذموم ہے۔ تمنا ہی کے قریب قریب رَجا بھی ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ رجا کا تعلق صرف ممکنات سے ہوتا ہے اور تمنا کا تعلق ممتنعات سے بھی ہوتا ہے۔

حدیث ۲۹۲۲

عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَنِّي لَأُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُهُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ لِلّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔ اور ابو ہریرہ ان کو تین بار کہتے تھے۔ اللہ کے لئے میں گواہی دیتا ہوں۔

تشریحات ۲۹۲۲ اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو بطریق ابو سلمہ اور سعید بن مسیب ہے اس میں یہ تمنا چار بار ہے اور اس روایت میں تین بار ہے پھر مزید تاکید کے ساتھ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ اس کو تین ہی بار کہتے تھے۔ جواب یہ ہے کہ مفہوم عدد حجت نہیں اس لئے اقل اکثر کا رافع نہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاخبار الاحاد ص ۱۰۷۶، اخبار آحاد کا بیان

بَابُ مَاجَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ وَقَوْلِ اللّٰهِ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهٖ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِي مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلُهٗ إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَرَاءَهٗ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا أَحَدٌ مِّنْهُمْ رُدَّ إِلَى السُّنَّةِ

ایک سچے شخص کی خبر کے اذان اور نماز اور روزے اور فرائض اور احکام میں معتبر ہونے کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان توکیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔ ایک شخص کو بھی طائفہ کہا جاتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ پس اگر دو شخص بھی لڑیں تو بھی آیت کے معنی میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دو۔ اور کیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو ایک کے بعد دوسرے کو بھیجا اگر ان میں سے کوئی بھول جائے تو سنت کی طرف ان کو لوٹا دیا جائے۔

ص ۱۰۷۶

توضیح اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ جس طرح خبر متواتر اور مشہور حجت ہے اسی طرح خبر واحد بھی حجت ہے اس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی طرح سے استدلال فرمایا ہے۔ چونکہ کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ خبر واحد حجت نہیں جب تک کہ ایک شخص سے زیادہ اس کے راوی ہر قرن میں نہ ہوں جیسے کہ شہادت میں نصاب شرط ہے کچھ لوگوں نے کہا کہ خبر اس وقت معتبر ہوگی جب کہ اس کے راوی ہر قرن میں دو ہوں۔

بعض نے کہا تین ہوں بعض نے کہا چار ہوں اور بعض نے کہا کم از کم سات ہوں ۔

حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ اگر کسی حدیث کے راوی ایک ہی ہوں اور وہ سچے ہوں تو وہ معتبر ہے اور احکام میں حجت ۔

امام بخاری کا استدلال یہ ہے کہ ایک شخص اذان کہتا ہے جس پر اعتماد کر کے سب لوگ حاضر ہو جاتے ہیں اور اسی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اسی طرح ایک شخص کی خبر پر کہ سورج ڈوب گیا لوگ روزہ کھول دیتے ہیں ایک شخص کی خبر پر کہ صبح صادق طلوع کر آئی روزہ دار کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے ایک شخص نے بتایا کہ قبلہ اس طرف ہے اس پر اعتماد کر لیا جاتا ہے اور یہ سب عہد رسالت سے ہوتا چلا آیا ہے کسی بھی عہد میں یہ شرط نہیں کی گئی کہ ان سب چیزوں میں ایک سے زائد اشخاص ضروری ہیں اس سے ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے ۔

دوسرا استدلال یہ فرمایا کہ ارشاد ہے کہ ہر گروہ میں سے ایک طائفہ دین میں تفقہ حاصل کرے تاکہ اپنی قوم کو ڈرائے یعنی انھیں احکام شرع پہنچائے اور طائفہ بول کر کبھی ایک شخص مراد ہوتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ وَاِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا میں طَائِفَتَانِ کا لفظ عام ہے اس صورت کو بھی شامل ہے کہ دو شخص اکیلے اکیلے لڑیں تو اب آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر کسی گروہ سے ایک شخص علم دین حاصل کر کے کسی کو حکم شرعی پہنچائے اس پر عمل کرنا واجب ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ خبر واحد حجت ہے ۔

تیسرا استدلال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا سے فرمایا یہ استدلال بطریق مفہوم شرط اور صفت ہے کہ جب فاسق کی خبر تحقیق حال کے بعد معتبر ہے اور تحقیق کے لئے فاسق کی خبر ہونا شرط قرار دیا تو اس سے ثابت ہوا کہ اگر عادل واحد کوئی خبر لائے تو معتبر ہے ۔

چوتھا استدلال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس عمل سے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیروں کو بھیجا جو ایک ہوتے تھے اگر ایک آدمی کی بات معتبر نہ ہوتی تو پھر امراء کا بھیجنا لغو ہوتا ۔

ہمارے یہاں بالاتفاق خبر واحد حجت ہے البتہ اس کی قوت خبر مشہور و متواتر اتنی نہیں مثلاً خبر متواتر اور مشہور سے نسخ جائز ہے مطلق کو مقید کرنا جائز ہے عام کو خاص کرنا جائز ہے مگر خبر واحد سے یہ سب جائز نہیں جس کی پوری تفصیل اصول فقہ میں مذکور ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الاعتصام

باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ — کتاب و سنت کو مضبوطی کیساتھ تھامنا — ص ۱۰۷۹

حدیث	اخبرنی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سمع
۲۹۲۳	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
	عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الغد حین بایع المسلمون ابابکر واستوی علی
	علیہ وسلم کے وفات کے دوسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کہ مسلمانوں نے حضرت ابوبکر رضی
	منبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشہد قبل ابی بکر فقال اما
	اللہ عنہ کی بیعت کر لی وہ ابوبکر سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے اور شہادتین پڑھا انہوں نے کہا
	بعد فاختار اللہ لرسولہ الذی عندہ علی الذی عندکم وھذا
	اما بعد! اللہ نے اپنے رسول کے لئے وہ چیز پسند کر لی جو اس کی بارگاہ میں ہے اس کے برخلاف جو تمہارے
	الکتاب الذی ھدی اللہ بہ رسولکم فخذوا بہ تھتدوا لما ھدی اللہ
	پاس ہے اور یہ وہ کتاب ہے کہ اللہ نے اس کے ذریعہ سے اپنے رسول کو ہدایت کا طریقہ بتایا تو اسے لو اور
	بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
	اللہ نے اپنے رسول کو جو ہدایت دی ہے اسے اختیار کرو۔

تشریحات ۲۹۲۳:- باب الاستخلاف میں گزری ہوئی حدیث کا یہ تتمہ ہے۔

حدیث	عن عبد اللہ بن دینار ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
۲۹۲۴	حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عبد الملک بن مروان کی بیعت کرتے وقت
	تعالیٰ عنہما کتب الی عبد الملک بن مروان یبایعہ واقر لک بالسمع
	یہ لکھا میں تیری بات سننے اور ماننے کا اقرار کرتا ہوں جب کہ وہ اللہ کی سنت اور اس کے رسول کی سنت

وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ

کے مطابق ہو بقدر استطاعت۔

تشریحات ۲۹۲۴

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت کرلی تھی اسلئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت نہیں کی اور نہ انکی زندگی پھر عبدالملک بن مروان کی بیعت کی ان کی شہادت کے بعد عبدالملک بن مروان کی بیعت فرمائی۔ جس کا تذکرہ اس حدیث میں ہے اور پہلے بھی باب الاحکام میں گزر چکا ہے۔

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ص ۱۰۸۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اقتدا کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔

قَالَ اَئِمَّةً :- نَقْتَدِيْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَيَقْتَدِيْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا اور کہا امام وہ ہوتا ہے ہم اپنے پہلے والوں کی اقتدا کریں۔ اور جس کی اقتدا اس کے بعد والے کریں۔

تشریح اس کا قائل کون ہے قطعی طور پر معلوم نہیں ہوسکا لیکن کتاب التفسیر میں امام مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہ قول بھی امام مجاہد کا ہے۔

ت ۸۶۷

وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلَاثٌ اُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِيْ وَلِاِخْوَانِيْ

اور ابن عون نے کہا تین باتیں ہیں جن کو اپنے لئے اور اپنے بھائیوں

هٰذِهِ السُّنَّةَ اَنْ يَّتَعَلَّمُوْهَا وَيَسْئَلُوْا عَنْهَا وَالْقُرْاٰنُ اَنْ يَّتَفَهَّمُوْهُ وَ

کے لئے پسند کرتا ہوں۔ یہ سنت ہے کہ لوگ سیکھیں اور اس کے بارے میں لوگ سوال کریں

يَسْئَلُوْا عَنْهُ وَيَدَعُوا النَّاسَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ

اور قرآن تاکہ لوگ اسے سمجھیں اور اسکے بارے میں پوچھیں اور لوگوں کو چھوڑ دیں۔ مگر خیر سے۔

تشریحات ۸۶۷

یہ ابن عون عبداللہ بصری ہیں صغار تابعین میں سے ہیں۔ اخیر میں جو کہا ویدعوا الناس الا من خیر اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اپنے زمانے اور اپنے لحاظ سے کہا ______ ورنہ وسعت ہوتے ہوئے امر بالمعروف نہی عن المنکر فرض ہے۔

حدیث ۲۹۲۵

عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِىْ مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ
جب تک میں تم کو چھوڑے رہوں مجھ سے سوال نہ کرو تم سے پہلے والوں کو ان کے سوال اور اپنے انبیا پر
قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ
اختلاف ہی نے ہلاک کر دیا ۔ جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب
فَاجْتَنِبُوْهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ
کسی چیز کا حکم کروں تو بقدر استطاعت اس کو کرو۔

تشریحات ۲۹۲۵ یعنی جو کچھ تم کرتے آئے ہو کرتے رہو جب تک میں کسی چیز سے منع نہ کروں اسے نہ چھوڑو اور مجھ سے پوچھو نہیں جو چیزیں ممنوع ہیں ان کو میں بیان فرما دوں گا۔ اور جن کا کرنا ضروری ہے ان کو بھی بیان فرما دوں گا اور میرے احکام پر پابندی بقدر استطاعت تم پر لازم و ضروری ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيْهِ وَقَوْلِهٖ لَا تَسْئَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ص ۱۰۸۲

کثرت سے سوال کرنا اور لایعنی باتوں میں پڑنا ناپسندیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بہت سی باتوں کے بارے میں سوال نہ کرو اگر ان کا حکم تمہارے لئے ظاہر کر دیا جائے تو تم کو ناگوار ہوگا۔

حدیث	عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ
۲۹۲۶	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ
	نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کسی ایسی چیز کو پوچھا جو حرام نہیں تھی اور اس کے
	شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهٖ [1]
	پوچھنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔

تشریحات ۲۹۲۶ :- یعنی چونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اس لئے جب تک کسی چیز سے منع

[1] مسلم ۔ فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ابوداؤد ۔ سنت

نہیں کیا گیا تھا وہ جائز تھی اب کسی نے پوچھا اور اس کا حکم بیان کر دیا گیا کہ یہ حرام ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ تنگی میں پڑ گئے ـــــ اس لئے عہد رسالت میں مناسب یہی تھا کہ کسی چیز کے بارے میں لوگ پوچھتے نہیں۔ جب تک ممانعت نہ ہوتی اس پر عمل کرتے رہتے لیکن آج جب کہ دین مکمل ہو چکا حرام و حلال متعین ہو چکے تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ پوچھ پوچھ کر فرائض و واجبات کو جانے تاکہ اس پر عمل کر سکے اور حرام اور ناجائز باتوں کو معلوم کر کے بچ سکے، اسی لئے علماء نے فرمایا کہ ضروریات دین اور فرائض کا سیکھنا فرض ہے۔ اور واجبات کا سیکھنا واجب اور سنتوں کا سیکھنا سنت اور مستحبات کا سیکھنا مستحب۔ اس کے بالمقابل حرام قطعی کا جاننا فرض اور مکروہ تحریمی کا واجب سیکھنے کے لئے بہر حال پوچھنا ضروری ہے۔

البتہ ایسی باتوں کے بارے میں سوال کرنا ممنوع ہے جو نہ مامور ہوں نہ منہی عنہ ہوں نہ اس پر عمل کرنا یا اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہو۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں سب سے پہلے کیا چیز کھائی دنیا میں تشریف لائے تو سب سے پہلے کیا کھایا کیا لباس استعمال کیا۔ کیسا گھر بنایا وغیرہ وغیرہ۔ یا ایسی باتوں کے بارے میں پوچھنا جس کا واقع ہونا متعذر ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول نے جن چیزوں سے منع نہیں فرمایا وہ جائز ہیں، جیسا کہ فرمایا۔

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَّمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ عَافِیَتَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَكُنْ یَنْسٰی شَیْئًا ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ ـــــ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا	اللہ نے اپنی کتاب میں جس کو حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جسے حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے ـــــ اللہ کی طرف سے اسکی معافی کو قبول کرو اس لئے کہ اللہ بھولا نہیں جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے ـــــ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔

دارقطنی حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْیَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض فرمائی ہیں تو انھیں ضائع نہ کرو اور کچھ حد مقرر فرما دی ہیں جن سے آگے نہ بڑھو۔ بغیر بھولے ہوئے تم پر مہربانی کے لئے کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا۔ لہٰذا اس سے بحث نہ کرو۔ اس کے ہم معنی مسلم، ابو داؤد، ترمذی وغیرہ میں بھی حدیثیں ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جن چیزوں سے اللہ عز وجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا وہ

جائز ہیں۔ اس لئے اگر کوئی کسی کام سے منع کرے تو دلیل اس کے ذمہ ہے اور جو کام وہ کر رہا ہے وہ اصل سے متمسک ہے اس کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ منع نہیں فرمایا۔

حدیث ۲۹۲۷	عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِينَا عَنِ التَّكَلُّفِ
	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے تو انہوں نے فرمایا ہم تکلف سے منع کئے گئے ہیں۔

تشریحات ۲۹۲۷ امام بخاری نے اس حدیث کو مختصر ذکر فرمایا ہے حمیدی نے بطریق ثابت مفصل یوں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا ـــ تو فرمایا کہ اَبّا کیا ہے پھر فرمایا۔ ہم اس کے مکلف نہیں ابو نعیم نے مستخرج میں امام بخاری کے شیخ سلیمان بن حرب سے یوں روایت کیا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے اور وہ ایسا کرتہ پہنے ہوئے تھے جس کی پیٹھ میں چار پیوند تھے۔ انھوں نے تلاوت کیا وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا۔ اور فرمایا فاکھہ کو تو ہم جانتے ہیں اَبّ کیا ہے پھر فرمایا جانے دو ہم تکلف سے منع کئے گئے ہیں ـــ چونکہ اَبّ نہ ماموربہ ہے اور نہ اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ لہذا ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اس کے معنی معلوم کرنے کے درپے نہ ہوئے۔ ویسے اَبّا کے معنی دوب اور جانوروں کے چارے کے ہیں۔

حدیث ۲۹۲۸	عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَلُوْنَ هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ
	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ سوال کرتے رہیں گے ہر چیز کو اللہ نے پیدا کیا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

تشریحات ۲۹۲۸ اس مضمون کو مختلف احادیث میں مختلف طریقہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے یہ بہت خطرناک شبہہ ہے حالانکہ تھوڑا سا غور کرنے کے بعد اس میں کچھ جان نہیں۔ ـــ دنیا کے جتنے مذاہب ہیں اور جتنے نظریات ہیں سب اس پر متفق ہیں کہ موجودات کا سلسلہ ایسی چیز پر جاکر منتہی ہو جاتا ہے کہ جس کی ابتدا نہیں ورنہ تسلسل

مستحیل لازم آئے گا۔

مثلاً فلاسفہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ روح اور مادہ قدیم ہیں اور ہر چیز روح اور مادہ سے بنی ہے ان پر بھی یہ سوال وارد ہوگا کہ پھر روح اور مادہ کس چیز سے بنا۔

یا آج کل کے سائنس زدہ لوگ کہتے ہیں کہ موجودہ زمین اصل میں سورج کا ایک ٹکڑا تھی جو سورج سے ٹوٹ کر سمندر میں گری اور بجھی اور پھر ایک زمانہ گزرنے کے بعد اس پر نباتات پیدا ہوئے پھر حیوانات پیدا ہوتے اور حیوانات ہی ترقی کرکے انسان ہوگئے۔ اب ان پر بھی یہ سوال ہوگا کہ پھر سورج کہاں سے بنا، پانی کہاں سے بنا ــــــ بہر حال عقلی طور پر موجودات کا سلسلہ کہیں نہ کہیں منتہی ماننا پڑے گا ورنہ تسلسل لازم آئے گا اس کی مثال اعداد ہیں، اعداد کا سلسلہ غیر متناہی بمعنی لَا تَقِفُ عِنْدَ حَدٍّ ہے۔ لیکن اس کا سلسلہ ایک پر ختم ہوجاتا ہے سارے اعداد ایک سے بنے ہیں۔ اب سوال ہوسکتا ہے کہ ایک کاہے سے بنا یعنی کس سے بنا۔ امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک دہریہ نے اسی سوال کو اٹھایا تھا کہ سب چیز کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تو اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ سب سے پہلے اللہ، اللہ سے پہلے کیا ہے۔ سارے علما اسکے جواب سے عاجز رہے اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعداد ہی کا حوالہ اور مثال دے کر اس کو لاجواب کیا کہ سارے اعداد ایک سے بنے ایک کس سے بنا، ایک سے پہلے ایک ہے۔ ایک سے پہلے کیا ہے؟

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّأْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ وَقَوْلِ اللهِ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ

رائے کی اور بہ تکلف قیاس کی برائی کے بارے میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔

ص ۱۰۸۶

توضیح امام راغب نے فرمایا اَلْاِقْتِفَاءُ: اِتِّبَاعُ الْقَفَا كَمَا اَنَّ الْاِرْتِدَافَ اِتِّبَاعُ الرِّدْفِ۔ الاقتفاء کے معنی گدی کے پیچھے رہنا ہے جیسا کہ ارتداف کے معنی سرین کے پیچھے ہونا ہے آیہ کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ جس کا تجھ کو قطعی علم نہیں اس کے بارے میں ظن وتخمین سے کوئی حکم نہ لگاؤ۔

باب کا حاصل یہ ہے کہ جو قیاس کرنے کا اہل نہیں اسے قیاس کرنا جائز نہیں نیز جو باتیں منصوص ہیں ان میں بھی قیاس کی اجازت نہیں۔

حدیث	عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ
۲۹۲۹	عروہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے ساتھ حج کیا تو

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ اللهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ

میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ تم کو علم دینے

أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ وَ

کے بعد تم سے چھینے گا نہیں۔ لیکن اس طرح اٹھالے گا یعنی اس طرح چھین لے گا کہ علماء کو علم کے ساتھ

يَبْقَىٰ نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيَضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ فَحَدَّثْتُ عَائِشَةَ

اٹھالے گا تو جاہل لوگ رہ جائیں گے۔ ان سے فتویٰ پوچھا جائے گا۔ وہ اپنی رائے سے فتویٰ دیں گے خود گمراہ

زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ

ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔ میں نے یہ حدیث نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہلیہ حضرت عائشہ سے بیان کی

فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلَىٰ عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِي مِنْهُ الَّذِي حَدَّثْتَنِي

اس کے بعد عبداللہ بن عمرو نے حج کیا تو ام المومنین نے فرمایا اے بھانجے عبداللہ کے پاس جاؤ اور ان سے

عَنْهُ فَجِئْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِي بِهِ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا

روایت کرتے ہوئے جو حدیث تم نے مجھ سے بیان کی تھی اس کو پھر ان سے پوچھو میں ان کے پاس

فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو۔

حاضر ہوا اور ان سے اس حدیث کو پوچھا تو انہوں نے جیسے پہلے بیان کیا تھا ویسے ہی بیان کیا اس کے بعد

حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں بتایا تو انھیں تعجب ہوا اور فرمایا بخدا عبداللہ بن عمرو نے اچھی طرح یاد رکھا۔

تشریحات ۲۹ ۲۹

اصل حدیث "کتاب العلم" باب "کیف یقبض العلم" میں گزر چکی ہے وہیں اس پر مفصل کلام ہو چکا ہے۔ یہاں جو تفصیل مذکور ہے اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام احادیث کو کما حقہ یاد رکھتے تھے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہی ظاہر کرنے کے لئے عروہ کو بعد میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس بھیجا تاکہ اطمینان ہو جائے کہ انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے صحیح بیان کیا ہے۔ انسان جب اپنے ذہن سے گڑھ کر کوئی بات کہتا ہے تو کچھ دنوں کے بعد اگر اسے بیان کرے گا اس میں ردو بدل ہو جائے گا۔ اسی بنا پر یہ مشہور ہے کہ "دروغ گو را حافظہ نباشد"۔ اور جو بات اچھی طرح یاد رہے گی اسے جب بیان کرے گا اسی طرح بیان کرے گا جیسے اس کو یاد ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رائے اور قیاس کے تکلف کی جو برائی بیان کی ہے اس کی توضیح اس حدیث سے ہو جاتی ہے کہ مذموم ان لوگوں کی رائے و قیاس ہے جو قیاس کرنے کے اہل نہ ہوں۔

قیاس کرنے کی اجازت کس کو ہے یہ کوئی بہت دقیق اور لاینحل مسئلہ نہیں، علماء نے اصول فقہ کی کتابوں میں اسے بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قیاس کرنا

صرف مجتہد کا کام ہے اور مجتہد کے کیا شرائط ہیں اسے بھی تفصیل سے بیان فرمادیا ہے جسے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے " اجلی الاعلام بان الفتویٰ مطلقاً علیٰ قول الامام" اور رسالہ مبارکہ "الفضل الموھبی اذاصح الحدیث فھو مذھبی" میں ذکر فرمادیا ہے

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْئَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِي أَوْلَمْ يُجِبْ حَتّٰى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَايٍ وَّلَا بِقِيَاسٍ لِقَوْلِهٖ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ۔

اس چیز کا بیان کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اگر ایسی بات پوچھی جاتی جس کے بارے میں ان پر وحی نہ نازل ہوئی ہو تو فرماتے میں نہیں جانتا یا جواب ہی نہیں دیتے یہاں تک کہ آپ پر وحی نازل ہوتی رائے وقیاس سے کچھ نہیں کہتے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے "تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔ اس کے مطابق جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔

ص ۱۰۸۷

توضیح علامہ کرمانی نے اس باب کی وجہ سے امام بخاری پر سخت رد فرمایا ہے اور دوسرے شارحین نے بھی، یہ صحیح ہے کہ معدودے چند واقعات میں یہ ضرور فرمایا ہے کہ میں نہیں جانتا اور ایک آدھ سوال کے جواب میں سکوت فرمایا ہے جب وحی نازل ہوئی تو جواب ارشاد فرمایا لیکن متعدد موقعوں پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کی تعلیم کے لئے قیاس کرکے حکم ارشاد فرمایا۔

۱ ـــــــــ کتاب الحج میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث گزری کہ جُہَینہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا میری ماں نے حج کی منت مانی تھی مگر حج نہ کرسکی انتقال کرگئی میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا اس کی طرف سے حج کر۔ بتا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا۔ تو اس کو ادا کرتی؟ تو اللہ کا قرض ادا کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

۲ ـــــــــ بخاری کے کتاب التفسیر میں سورۂ زلزال میں یہ حدیث گزری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا ان کے بارے میں مجھ پر کچھ نہیں نازل کیا گیا ہے ہاں یہ ایک آیت جامع نمونہ ہے کہ فرمایا جو ذرہ کے برابر نیکی کرے گا تو اسے دیکھے گا۔ اور جو ذرہ کے برابر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔ مطلب یہ ہوا کہ جو گدھوں کو اچھی نیت سے پالے گا ثواب پائے گا اور جو فخر اور ریا کے لئے پالے گا یہ اس کے لئے وبال ہوگا جیسا کہ گھوڑوں میں ہے۔ کہ جو گھوڑے کو اچھی نیت سے پالے گا اسے ثواب ہے اور جو فخر وریا کے لئے پلے گا اس کے لئے وبال

جاتا ہے۔

۲ ——— بخاری ہی میں دو باب کے بعد یہ حدیث ہے کہ ایک دیہاتی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری بیوی کو کالا بچہ ہوا ہے مجھے شبہ ہے فرمایا تیرے پاس اونٹ ہیں عرض کیا ہاں دریافت فرمایا کس رنگ کے ہیں اس نے عرض کیا سرخ، دریافت فرمایا کیا اس میں کوئی خاکستری ہے اس نے عرض کیا ہاں ہے۔ دریافت فرمایا سرخ اونٹوں میں خاکستری رنگ کہاں سے آگیا عرض کیا کوئی رگ تھی جو چھٹک گئی ہے۔ فرمایا تیرے بچے میں بھی کوئی رگ چھٹک گئی ہے۔

اسی طرح امام بخاری کا آیۂ کریمہ لِتَحْكُمَ بَيْنَهُمْ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ سے یہ استدلال کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیاس نہیں فرمایا درست نہیں اس لئے کہ اَرَاكَ اللّٰهُ کے معنی ہیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا یہ قیاس کو بھی عام ہے۔

اقول وہو المستعان تحقیق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات جو بصورت قیاس ہیں حقیقت میں قیاس نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد حجت شرعیہ ہے، ہاں کچھ ارشادات امت کی تعلیم کے لئے قیاس کی صورت میں ہیں ——— کہ جیسے قیاس میں ایک جزئی کا حکم علت مشترکہ کی بنا پر دوسری جزئی کے لئے ثابت کیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بعض احکام اسی طرح بیان فرمائے جیسا کہ گزرا ——— اسی لئے بعض علماء نے جو بحث اٹھائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطار اجتہادی ہو سکتی ہے یا نہیں ؟ یہ سرے سے ساقط ہے اور خطار اجتہادی کے ثبوت میں جو نظائر پیش کئے جاتے ہیں وہ حقیقت میں نسخ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بارے میں کوئی حکم ارشاد فرمایا پھر قرآن مجید میں یا بذریعہ الہام بعد میں اس کے خلاف کوئی حکم وارد ہوا یہ حقیقت میں پہلے نسخ کا حکم ہے جیسے بدر کے قیدیوں کے فدیئے کے بارے میں ہے کہ ان سے فدیہ لیا گیا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی رائے کی تائید فرمائی پھر بعد میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ——— یہ حکم ثانی حکم سابق کا منسوخ کرنا ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم بِالصَّوَاب

تعجب ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر کہ یہاں تو صاف صریح انکار فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رائے اور قیاس سے کوئی حکم نہیں دیا ——— اور تین باب کے بعد خود یہ باب قائم فرمایا من شبہ اصلاً معلوما باصل مبین قد بین اللہ حکمہا لیفہم السائل جس نے ایک معلوم کو ایک اصل مبین کے ساتھ تشبیہ دی جسے اللہ نے بیان فرمایا۔ تاکہ سائل سمجھ لے۔ اب ہر منصف بتائے کہ یہ قیاس نہیں تو اور کیا ہے۔

288

بَابُ اَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ اَوْ اَخْطَأَ — حاکم جب اجتہاد کرے تو اسے ثواب ملے گا اجتہاد درست ہو یا خطا

ص ۱۰۹۲

حدیث	عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ
۲۹۳۰	حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ
	رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ
	علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب حاکم کوئی فیصلہ کرنا چاہے اور اجتہاد کرے اور وہ صحیح ہو اس کے لئے
	فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ
	دو اجر ہے اور جب فیصلہ کرنا چاہے اور اجتہاد کرے پھر اس سے خطا ہو تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

تشریحات ۲۹۳۰ مراد وہ حاکم ہے جو مجتہد ہو یا مجتہدین سے پوچھ کر فیصلہ کرتا ہو، یہ مصیب کے لئے دو اجر ملنا ظاہر ہے لیکن مخطی کو بظاہر اجر نہیں ملنا چاہئے۔ خطا پر اجر کیسا لیکن پھر بھی اس کو ایک اجر اس بنا پر ملتا ہے کہ اس نے حق معلوم کرنے کی کوشش کی ۔

بَابُ مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار نہ کرنے کو حجت جانتا ہو دوسرے کے انکار کو حجت نہ جانتا ہو۔

ص ۱۰۹۳

توضیح یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سامنے کوئی بات کہی گئی یا کچھ کیا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوئی۔ حضور نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ سکوت فرمایا یہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کا بھی سکوت حجت نہیں۔

دوسرا جزء بالکلیہ قابل تسلیم نہیں صحابۂ کرام خصوصاً خلفاء راشدین کے سامنے کوئی بات کہی گئی یا کوئی کام کیا گیا اس پر کسی نے انکار نہیں کیا تو یہ بھی حجت ہے یہ اجماع سکوتی ہے جب کہ صحابۂ کرام کی کل یا اکثر جماعت کے سامنے ایسا ہوا ہو۔

حدیث	عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ
۲۹۳۱	محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات پر اللہ کی قسم
	يَحْلِفُ بِاللّٰهِ أَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ إِنِّيْ
	کھاتے ہوئے دیکھا کہ ابن صائد (الصیاد) دجال ہے میں نے ان سے کہا آپ اس بات پر اللہ کی قسم کھاتے ہیں

سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَحْلِفُ عَلٰی ذَالِکَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی
انھوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات پر قسم کھاتے ہوئے
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُنْکِرْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔
سنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

تشریحات ۷۳۳۱ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے جو اخیر زمانہ میں خروج کرے گا مگر اس کے معارض حدیث گزر چکی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی کہ میں اس کی گردن اڑادوں تو فرمایا اگر یہ وہی (یعنی دجال) ہے تو اس پر قابو نہیں پاؤ گے۔ اور اگر وہ نہیں تو اس کے قتل میں کوئی خیر نہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں شک تھا کہ ابن صیاد ہی دجال ہے۔

اس کا جواب یہ ہے ہو سکتا ہے کہ اول امر میں اس کا قطعی علم نہ عطا کیا گیا ہو اور بعد میں قطعی طور پر بتا دیا گیا ہو کہ یہی دجال ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کبھی کبھی بعض مصلحتوں کی بنا پر قطعی یقینی بات کو بھی شک کی صورت میں بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا گیا "وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ"۔ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ابن صیاد کو قتل سے بچانا تھا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلُوْا اَھْلَ الْکِتٰبِ عَنْ شَیْءٍ ص ۱۰۹۴
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد اہل کتاب سے کچھ مت پوچھو۔

توضیح بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "لَا تَسْئَلُوْا اَھْلَ الْکِتَابِ عَنْ شَیْءٍ"، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بزار نے بطریق عبداللہ بن ثابت انصاری روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توراۃ سے ایک صحیفہ لکھا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب سے کچھ مت پوچھو۔ مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ اس کی سند میں جعفر جعفی ہے جو ضعیف ہے۔ اسی لئے امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ذکر نہیں فرمایا مگر اس کی مؤید صحیح حدیثیں ہیں اس لئے اس کو باب کا عنوان قرار دے دیا۔

وَقَالَ اَبُو الْیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ
حمید بن عبدالرحمٰن نے مجھے خبر دی کہ انھوں نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کو ایک گروہ

[1] مسلم: فتن۔ ابوداؤد: ملاحم

بن عبد الرحمن سمع معاویۃ یحدث رھطا من قریش بالمدینۃ
کے ساتھ مدینے میں بات کرتے ہوئے سنا اور کعب احبار کو ذکر کیا تو کہا بیشک یہ ان لوگوں میں
وذکر کعب الاحبار فقال ان کان من اصدق ھؤلاء المحدثین الذین
سب سے زیادہ سچا ہے جو قدیم کتاب کی باتیں بیان کرتے ہیں اس کے باوجود ہم نے اس کا
یحدثون عن الکتب وان کنا مع ذالک لنبلوا علیہ الکذب
جھوٹ آزمایا ہے۔

تشریحات

یہود و نصاریٰ سے کچھ پوچھنے میں یہ اندیشہ تھا کہ اسے صحیح نہ سمجھ لیں اور حقیقت میں وہ اسلام کے خلاف ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں شارع علیہ السلام کی تحقیر بھی ہے کہ کہیں یہود و نصاریٰ اس دھوکہ میں نہ پڑجائیں کہ ہم مسلمانوں سے زیادہ علم والے ہیں۔ اس باب میں قول محقق یہ ہے کہ عقائد و شرائع میں ان کی بات نہ سنی جائے لیکن وقائع و اخبار میں جو ہمارے مذہب کے خلاف نہ ہو ان کی باتیں ذکر کرنے اور سننے میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ بخاری ہی میں کتاب الانبیاء میں حدیث گزر چکی۔[۵] فرمایا۔

وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج۔ بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرو کوئی حرج نہیں۔

یہیں سے ان خام کار مدعیان تحقیق کی بات کا وزن معلوم ہو گیا کہ وہ اجلہ محدثین پر طعن کرنے کے لئے لکھ دیتے ہیں کہ یہ معتبر نہیں کہ یہ اسرائیلیات بیان کرتے تھے جیسا کہ محمد بن اسحٰق جلیل القدر تابعی پر مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی بعض تحریروں میں یہی جرح کی ہے اس کا رد بلیغ مسند وقت حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفےٰ رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ وقایہ اہل السنۃ میں فرمایا ہے۔

باب قول اللہ تعالیٰ وامرھم شوریٰ بینھم ۔ وشاورھم فی الامر ۔ وان المشاورۃ قبل العزم والتبین ۔ لقولہ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ۔ فاذا عزم الرسول لم یکن لبشر التقدم علی اللہ ورسولہ

ص ۱۰۹۵

اللہ عزوجل کے اس ارشاد کا بیان "اور ان کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے۔" اور فرمایا "اور معاملات میں ان سے مشورہ کرو۔" اور مشورہ پختہ ارادے اور حال ظاہر ہونے سے پہلے ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "پس جب تم نے ارادہ کرلیا تو اللہ پر بھروسہ کرو۔" اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ارادہ فرمالیں تو اللہ اور رسول پر آگے بڑھنے کا کسی کو حق نہیں۔

---

۵ کتاب الانبیاء ص۴۹۱

وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَ

اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم احد اپنے اصحاب سے مدینے میں رہ کر مدافعت کرنے یا باہر نکل کر مدافعت کرنے

الْخُرُوجِ فَرَأَوْا لَهُ الْخُرُوجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَأْمَتَهُ وَعَزَمَ قَالُوا أَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ

کے بارے میں مشورہ کیا لوگوں نے باہر نکل کر مدافعت کی رائے دی۔ جب حضور نے ہتھیار پہن لیا اور نکلنے کا ارادہ فرمالیا

إِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ وَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ

تو لوگوں نے کہا مدینے میں رہ کر مدافعت فرمائیں تو ارادے کے بعد حضور نے ان کی طرف توجہ نہیں دی اور فرمایا نبی کے

لائق نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حکم فرمادے۔

وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمٰى بِهِ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت اسامہ سے یہ مشورہ فرمایا اس معاملے میں

مِنْهُمَا حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَجَلَدَ الرَّامِيْنَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلٰى تَنَازُعِهِمْ

جو اہل افک نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی ۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کی باتیں سنیں یہاں تک کہ قرآن

وَلٰكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ۔

نازل ہوا اور بہتان باندھنے والوں کو کوڑے مارے اور انکے تنازعے کا خیال نہ فرمایا لیکن اللہ نے جو حکم دیا تھا اسکے مطابق فیصلہ فرمایا۔

وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ائمہ اہل علم میں جو امین ہوتے ان سے امور مباحہ میں مشورہ فرماتے تاکہ ان میں سب سے

مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ

زیادہ جو آسان ہو اسے اختیار کریں جب کتاب یا سنت واضح ہو جاتی تو اس کے غیر کی طرف نہیں بڑھتے۔ نبی صلی اللہ

أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلٰى غَيْرِهِ اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی اقتدا میں۔

تشریحات اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جو باتیں منصوص نہ ہوں ان میں اہل علم باہمی مشورہ کرکے کوئی فیصلہ کریں۔

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسی پر عمل تھا۔ کہ وہ غیر منصوص مسائل میں اپنے تلامذہ کے ساتھ بحث و مباحثہ کرکے فیصلہ کیا کرتے تھے، حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ خلق قرآن کے مسئلے میں حضرت امام ابو حنیفہ سے میرا چھ مہینہ تک مکالمہ رہا لیکن اس کے باوجود اگر کوئی واقعی مجتہد ہے تو وہ اپنی ذاتی تحقیق سے کوئی فیصلہ کرے تو بھی حق ہے جیسے اسامہ کی

روانگی اور مانعین زکوٰۃ سے قتال کے بارے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنہا فیصلہ فرمایا جسے تمام صحابۂ کرام نے تسلیم کیا اور اس پر عمل کیا۔

تعجب ہے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر کہ انہوں نے باب باندھا ہے مشورہ کا اور اس کے ضمن میں مانعین زکوٰۃ کا واقعہ ذکر فرمایا، حالانکہ اس قصے میں کوئی مشورہ نہیں ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ذاتی رائے کے مطابق حکم دیا۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے اختلاف بھی کیا مگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر التفات نہیں فرمایا۔ ان کے شبہات کو رد فرمایا اور اپنے حکم کو حدیث سے ثابت فرمایا۔

فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ إِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا اس نے ہماری طرف سے اپنے مال اور جان کو محفوظ کر لیا مگر اسلام کے حق پر۔ اس کا حساب اللہ پر ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں حضرت صدیق اکبر نے فرمایا جو نماز زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے اس سے میں ضرور ضرور قتال کروں گا۔ اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگر کوئی جانور باندھنے کی رسی دیتا تھا اور اب نہیں دے گا تو میں اس سے ضرور ضرور قتال کرونگا۔ نیز اس حدیث سے بھی استدلال فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ

جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر ڈالو۔

مانعین زکوٰۃ نے زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر کے اپنا دین بدل دیا اور مرتد ہو گئے اس لئے ان سے قتال واجب ہے۔

وَكَانَ الْقُرَّاءُ أَصْحَابُ مَشُوْرَةِ عُمَرَ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ

اور علما حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارکان تھے خواہ وہ ادھیڑ عمر کے ہوں یا جوان اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب اللہ کے حکم کے آگے ٹھہر جانے والے تھے۔

تشریح اس عبارت میں قرار سے مراد علماء ہیں اس عہد میں جو قرآن کا زیادہ عالم ہوتا تھا وہی عالم مانا جاتا تھا انہیں کو قرار کہتے تھے۔ مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف علماء سے مشورہ فرماتے تھے اگرچہ وہ کم عمر ہی کے کیوں نہ ہوں۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم ——— دوران گفتگو اگر کسی بات کی تائید قرآن مجید سے

ہوتی تو بحث بند کر دیتے اور اس کے مطابق فیصلہ فرما دیتے۔

بار بار اس کا اعادہ ہو چکا کہ پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ سب سے مقدم کتاب اللہ ہے پھر سنت رسول اللہ پھر اجماع صحابہ اس کے بعد مجتہد کا اجتہاد یعنی قیاس ـــــ اور قیاس صرف ائمہ مجتہدین کا معتبر ہے۔ اس چیز کو سامنے رکھ کر حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے ان تمام ابواب پر گہری نظر ڈالیں گے جو بظاہر آپس میں متناقض ہیں یا بعض ابواب میں کچھ تشدد یا تساہل نظر آتا ہے وہ سب دور ہو جائے گا۔ فَلْیَتَدَبَّرُوْا وَلْیَتَحَرَّرُوْا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمُ التَّوْحِيْدِ

جہمیہ وغیرہ کا رد اور توحید کا بیان

۱۰۹۶ ص

توضیح فربری سے منقول اکثر نسخوں میں (یہاں عنوان) صرف کتاب التوحید ہے اور ایسے ہی نسفی اور حماد بن شاکر کے نسخے میں بھی ہے ـــــ البتہ مستملی میں الرد علی الجہمیۃ وغیرھم کا اضافہ ہے۔

توحید۔ کا معنی ایک جاننا یا کسی کو ایک کہنا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی صفات اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ اس کا مقابل شرک ہے۔ اسی سے ظاہر ہو گیا کہ شرک کی تین قسمیں ہیں۔ شرک فی الذات، شرک فی الصفات، شرک فی العبادۃ اس عنوان کے تحت حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے تینوں اقسام کے شرک کا شدید رد فرمایا ہے اس لئے کہ شرک ناقابل عفو گناہ ہے اور انسان کا سب سے بڑا جرم ہے اور یہی مدارِ ایمان و کفر ہے۔ شرک سے اجتناب ایمان ہے اور اس کا ارتکاب کفر ہے۔

اسی کے ساتھ ہی ساتھ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مدعی اسلام باطل فرقوں کا بھی

شدید رد فرمایا ہے عنوان میں صرف جہمیہ کا ذکر ہے لیکن اس وقت کے تمام بدمذہبوں کا شدید رد فرمایا ہے جن کی جانب وغیرہم کہہ کر اشارہ فرمایا ہے۔

ابن حزم نے کتاب الملل والنحل میں تصریح کی ہے کہ اسلام کے دعویدار پانچ فرقے بنیادی ہیں اہلسنت ۔ معتزلہ جن میں قدریہ بھی داخل ہیں ۔ مرجیہ ان میں جہمیہ اور کرامیہ بھی داخل ہیں پھر رافضی جن میں شیعہ بھی ہیں پھر خوارج اوران کی مختلف شاخیں۔

ان میں سے پھر امام بخاری علیہ الرحمہ نے گزشتہ ابواب میں اکثر کا رد فرمایا ہے خصوصیت سے خوارج کا فتن میں اور روافض کا کتاب الاحکام میں رد فرمایا ہے۔ اور کتاب التوحید میں بھی جگہ جگہ ان سب کا رد ہے۔ ان فرقوں میں جہمیہ کا ضرر سب سے زیادہ تھا۔ اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر عنوان میں فرمایا —— جہمیہ فرقہ کا بانی جہم بن صفوان ہے جو ۱۲۸ھ میں مارا گیا۔ اس کے بنیادی عقائد یہ تھے، یہ اللہ عزوجل کے صفات کے منکر ہیں یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام مخلوق ہے نیز ان کا اعتقاد ہے کہ بندے مجبور محض ہیں ان کو کوئی اختیار و قدرت نہیں حتیٰ کہ کسب پر بھی قادر نہیں افعال کی نسبت بندوں کی طرف مجازی ہے نیز یہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف دل کی تصدیق کا نام ہے اگرچہ زبان سے کفر ظاہر کرے اور علانیہ بت کی پرستش کرے وغیرہ وغیرہ۔

جہمیہ۔ مرجیہ۔ معتزلہ۔ قدریہ وغیرہ فرقے اب دنیا سے نیست و نابود ہو گئے ان کا ذکر صرف کتابوں میں ہے۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے عہد میں چونکہ ان سب کا زور تھا اس لئے ان سب کے رد کی اشد ضرورت تھی اس لئے امام بخاری علیہ الرحمہ نے ان سب کا رد فرمایا۔

اب یہ سب فرقے نہیں مگر انھیں اور ظاہریہ کے اصول کے مطابق نیچری، وہابی، صلح کلی وغیرہ وغیرہ فرقے موجود ہیں اس لئے اس زمانے میں علماء اہلسنت انھیں فرقوں کی طرف خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ میرا مقصود صرف بخاری کی شرح ہے وہ بھی صرف احادیث کی اسلئے میں اپنے مقصد کے مطابق احادیث کی شرح پر اکتفا کرتا ہوں اور اسی کے ضمن میں ابواب کی توضیح اور ان سے مستخرج فوائد بھی لکھ دیتا ہوں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلٰى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَتْ أَسْمَاءُهُ وَتَعَالٰى جَدُّهُ

اس بات کا بیان کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی۔

ص ۱۰۹۶

حدیث	إِنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ
۲۹۳۲	اور ابو الرجال محمد بن عبد الرحمٰن نے اپنی والدہ عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہوئے
	عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِيْ حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

حدیث بیان کی اور یہ حضرت عائشہ کی پرورش میں تھیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

علیہ وسلم نے ایک صاحب کو ایک سریہ کا امیر بنا کر بھیجا یہ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو اس میں

بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّۃٍ وَکَانَ یَقْرَأُ لِاَصْحَابِہٖ فِیْ صَلٰوتِھِمْ فَیَخْتِمُ بِقُلْ ھُوَ

اور سورت کے ساتھ اخیر میں قل ھو اللہ احد پڑھتے۔ سریہ سے لوٹنے کے بعد لوگوں نے

اللہُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذَالِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْہُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ لوگوں

لِاَیِّ شَیْءٍ یَصْنَعُ ذَالِکَ فَسَئَلُوْہُ فَقَالَ لِاَنَّھَا صِفَۃُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ

نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں اس کو ہر نماز میں اسلئے پڑھتا ہوں کہ یہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اس

اَنْ اَقْرَأَ بِھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْہُ اَنَّ اللہَ یُحِبُّہٗ[1]

کے پڑھنے کو پسند کرتا ہوں۔ یہ سنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خبر دو کہ اللہ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔

تشریحات ۲۹۳۲ اس حدیث کے راوی محمد بن عبد الرحمٰن کی کنیت ابو الرجال مذکور ہے، یہ کنیت اس بنا پر ان کی پڑی تھی کہ ان کے دس بیٹے تھے ——— عمرہ بنت عبد الرحمٰن ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خاص پروردہ تھیں۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اکثر حدیثیں اور اہم حدیثیں ان سے مروی ہیں۔

اس مضمون کی احادیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہیں لیکن وہ سب الگ الگ واقعات سے متعلق ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ ہے کہ ایک صاحب رات میں غالباً تہجد میں ایک ہی رکعت میں قل ھو اللہ شریف کو بار بار پڑھتے تھے۔ صبح کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ تو فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قل ھو اللہ ثلث قرآن کے برابر ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ایک صاحب مسجد قبا میں امامت فرماتے تھے اور وہ ہر رکعت میں دوسری سورتوں کے ساتھ قل ھو اللہ شریف بھی پڑھا کرتے تھے۔ ان کے مقتدیوں نے اعتراض کیا تو انھوں نے جواب دیا اگر تم کہو تو میں امامت چھوڑ دوں لیکن اس سورت کا پڑھنا نہیں چھوڑوں گا چونکہ وہ سب سے افضل تھے اسلئے لوگوں نے یہ پسند نہیں

---

[1] مسلم۔ صلوٰۃ۔ نسائی۔ عمل الیوم واللیلۃ

کیا۔ معاملہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا، ان سے پوچھا کہ آخر تم کیوں ہر رکعت میں اس سورت کو پڑھتے ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ یہ سنکر فرمایا اس کے ساتھ تمھاری محبت تم کو جنت میں داخل کرے گی۔

اس سورہ کا شان نزول یہ ہے کہ کفار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا صِفْ لَنَا رَبَّكَ اپنے رب کا وصف ہم سے بیان فرمائیے، اس پر سورۂ اخلاص نازل ہوئی۔ اس سورہ میں توحید کی بنیادی باتیں مذکور ہیں۔ یہ مذکور ہے کہ وہ ایک ہے اس کی ذات یا صفات یا عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں، وہ صمد ہے، سب سے بے نیاز ہے وہ قدیم ہے حادث نہیں اس کے نہ ماں ہیں نہ باپ نہ اس کی کوئی اولاد ہے غور کیجئے تو اس سورہ میں مشرکین کے تمام فرقوں کا رد ہے۔ یہود و نصاریٰ کا بھی رد ہے جو اللہ عزوجل کے لئے بیٹا ثابت کرتے ہیں اور ان مشرکین کا بھی کا رد ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔

اس سورت کے تہائی قرآن ہونے کا دو مطلب ہے ایک ظاہر اور جو مشہور ہے یعنی ثواب دوسرے یہ کہ قرآن کریم میں جتنے مضامین مذکور ہیں بالاختصار جامعیت کے ساتھ اس کا ایک تہائی اس سورت میں مذکور ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۔ وَاَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۔ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۔ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ.

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان عالم الغیب ہے، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کسی کو اپنے غیب پر مسلط نہیں فرماتا۔ اور اس ارشاد کا بیان اور بیشک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور اس ارشاد کا بیان اس کو اس نے اپنے علم سے اتارا ہے۔ اور اس ارشاد کا بیان کسی مادہ کو حمل نہیں رہتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر اللہ کے علم سے اور اس ارشاد کا بیان۔ اور قیامت کا علم اسی پر حوالہ ہے۔

صـ ۱۰۹۷

توضیح بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس باب سے حضرت امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم غیب نہیں خصوصاً قیامت کا۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ باب کے عنوان میں مذکور آیت ۲ اور ۵ کا ظاہر مدلول یہی ہے نیز باب کے ضمن میں جو احادیث لائے ہیں ان کے ظاہر سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے لیکن جو بھی نظر عمیق رکھتا ہے وہ تھوڑے غور کے بعد اس نتیجے پر پہنچے گا کہ حضرت امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے

اور اس کی عطا، اور اس کی دین سے اس کے پسندیدہ رسولوں کو بھی حاصل ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دقائق کا سمجھنا ہم کس وناکس کس شمار میں، بڑے بڑے محقق بننے والوں کے بس کی بات نہیں ـــــــ ناظرین غور کریں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے سورۂ جن کی آیت کریمہ تحریر فرمایا۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ — غیب کا جاننے والا اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی کو اپنے غیب پر مسلط نہیں فرماتا۔

یہ آیت اس پر نص ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور چونکہ اللہ کی عطا سے ان کو علم غیب حاصل ہوتا ہے اس لئے ان کا علم عطائی ہوا اور اللہ عزوجل کا علم ذاتی۔ اب اس آیت سے دو فائدے حاصل ہوئے۔ اول علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ذاتی اور عطائی ـــــــ دوسرے یہ کہ علم ذاتی اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں، نہ کوئی نبی نہ کوئی فرشتہ۔ اور یہ کہ رسولوں کو علم غیب عطائی حاصل ہے۔
اب اگر بعد میں ذکر کی گئی آیتوں اور بعد میں درج احادیث کا مطلب یہ لیا جائے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو علم غیب عطائی بھی حاصل نہیں تو یہ آیات اور احادیث سورۂ جن کی اس آیت کے معارض ہونگی۔ اور اللہ عزوجل کے کلام میں تضاد، تعارض، محال۔ تو تطبیق کے لئے لازم ہوا کہ بعد کی آیتوں میں اور باب میں درج احادیث میں علم سے مراد علم ذاتی لیا جائے جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہے۔ غیب کا علم ذاتی تو کیا مطلق علم ذاتی بھی نہ کسی رسول کو حاصل نہ کسی فرشتے کو۔ اور یہ اس کے منافی نہیں کہ علم غیب عطائی انبیائے کرام یا اولیائے کرام کو حاصل ہو۔ اب اس کو دوسری طرح یوں سمجھئے کہ آیۂ کریمہ

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ — بیشک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے۔
اور ـــــ اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ — اور قیامت کا علم اسی پر حوالہ ہے۔

اس بات کی دلیل کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو قیامت کا علم نہیں اسی وقت بن سکتی ہیں جب کہ ان آیات میں علم سے مراد علم عطائی لیا جائے اس تقدیر پر لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کا علم عطائی ہو یہ صریح کفر و شرک ہے۔
دوسرا نکتہ قابل غور یہ ہے کہ سورۂ جن کی آیت کریمہ کا سیاق یہ بتا رہا ہے کہ یہ آیت خاص علم قیامت کے بارے میں ہے اس کے پہلے ارشاد فرمایا

قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا — تم فرماؤ میں اپنی سمجھ سے نہیں جانتا آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب

اسے ایک وقفہ دے گا۔

اس کے متصل ہی ہے آیۃ کریمہ عٰلِمُ الْغَیْبِ الآیہ اب دونوں آیتوں کا حاصل یہ نکلا قیامت قریب ہے یا اس کے لئے کچھ وقفہ ہے یہ میں اپنی سمجھ سے نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے، یہاں غیب اپنے لفظ کے اعتبار سے عام ہے لیکن سیاق اس کی دلیل ہے کہ یہ خاص علم قیامت کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ جس سے ثابت ہو گیا کہ قیامت کا علم اللہ کے بتانے سے اس کے پسندیدہ رسولوں کو بھی ہے۔ علامہ ابراہیم بیجوری قدس سرہٗ شرح قصیدۂ بردہ میں لکھتے ہیں۔

لویخرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا الابعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ ص۷۲ — حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بعد ہی دنیا سے تشریف لے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچوں باتوں کا علم عطا فرما دیا تھا۔

علم غیب کی قدرے تفصیل نزہتہ القاری جلد اول میں حدیث جبریل کی شرح کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

حدیث ۲۹۳۳	عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ
	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو تم سے یہ بیان کرے کہ محمد صلی اللہ
	مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَمَنْ
	تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یقیناً وہ جھوٹ بولا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں
	حَدَّثَكَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ
	اور جو یہ بیان کرے کہ وہ علم غیب جانتے تھے۔ بلاشبہ وہ جھوٹ بولا حالانکہ وہ فرماتا ہے کہ سوا اللہ کے اور کوئی غیب نہیں جانتا

تشریحات ۲۹۳۳ کتاب التفسیر سورۂ والنجم میں بطریق یحییٰ حضرت مسروق سے یہ حدیث یوں مروی ہے انھوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ یہ سنکر ام المومنین نے فرمایا تیری اس بات سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ تین باتوں سے تو کہاں غافل ہے ان کو جو بھی بیان کرے بلاشبہہ وہ جھوٹا ہے۔ جو تجھ سے یہ بیان کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو یقیناً وہ جھوٹ بولا پھر انھوں نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت کی۔ آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں اور وہ آنکھوں کا احاطہ کرتا ہے اور وہ لطیف و خبیر ہے ___ اور کسی آدمی کو نہیں پہنچا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر

پردۂ عظمت کے ادھر ہو۔ ——— اور جو تجھ سے بیان کرے کہ وہ کل آئندہ کی بات جانتے تھے یقیناً وہ جھوٹ بولا۔ پھر ام المومنین نے یہ آیت تلاوت کی کوئی جان نہیں جانتی ہے کہ کل کیا کمائے گی اور جو تجھ سے بیان کرے کہ انھوں نے تجھ سے کچھ چھپایا تو وہ یقیناً جھوٹ بولا۔ پھر انہوں نے یہ آیۂ کریمہ تلاوت کی۔ اے اللہ کے رسول ان سب کو پہنچا دو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتارا گیا۔ ہاں انہوں نے جبریل کو اپنی صورت میں دو بار دیکھا۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چار باتوں میں اختلاف مشہور ہے اور لوگوں سے ان تین میں غلط فہمی ہوئی۔

ایک تو سماع موتیٰ، وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے اس کی پوری بحث نزہۃ القاری کی چوتھی جلد ص ۱۲۵ لغایت ص ۱۳۷ پر ہو چکی ہے۔

دوسرے معراج جسمانی کے بارے میں کہ انھوں نے فرمایا مافقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ معراج کی شب جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہیں گیا۔ حالانکہ ام المومنین کا یہ ارشاد اس معراج منامی کے بارے میں ہے جو مدینہ طیبہ میں ہوئی اور وہ معراج جو جسم و روح کے ساتھ ہوئی وہ مکہ معظمہ میں ہوئی تھی اس وقت ام المومنین کا نکاح بھی نہیں ہوا تھا۔

تیسرے علم غیب کے بارے میں۔ حضرت ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم غیب تھا وہ جھوٹا ہے۔

اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے اس لئے کہ علم جب مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے علم ذاتی مراد ہوتا ہے جیسا کہ حاشیۂ کشاف میں میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرے کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

چوتھے۔ شب معراج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا یا نہیں یہ مسئلہ عہد صحابہ سے مختلف فیہ ہے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مختار یہی ہے کہ دیدار الٰہی نہیں ہوا اور سورۂ والنجم میں جو مذکور ہے اس سے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ان کی ملکوتی شکل میں دیکھنا مراد ہے اگرچہ ہم اہلسنت کے یہاں راجح اور مختار یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج دیدار الٰہی فرمایا اور یہی سورہ والنجم کے سیاق کے زیادہ موافق ہے ارشاد ہے۔

فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ——— اب وحی فرمائی اپنے بندے کی جانب جو وحی فرمائی

اس آیت میں عبدہٖ کی ضمیر مجرور متصل کا مرجع اللہ عزوجل ہے اب اگر فاوحیٰ کی ضمیر مرفوع

متصل کا مرجع جبریل امین کو ٹھہرائیں تو ضمیروں کے مراجع میں انتشار واختلاط لازم آئے گا کہ اول و آخر کی ضمیروں کا مرجع جبریل امین ہوں اور بیچ میں عبدہ کا مرجع اللہ عزوجل اور ہر شخص جانتا ہے کہ ایک ہی جملہ کے ضمائر میں انتشار سے احسن اور افصح اتحاد ہے اس لئے دونوں فَاَوْحیٰ کی ضمیر فاعل کا مرجع اللہ عزوجل کو ماننا زیادہ راجح ہوا اور یہی جمہور صحابہ وتابعین عظام وائمہ اعلام کا مذہب ہے کہ یہ تمام ضمیریں رب العزت کی طرف راجع ہیں۔ یعنی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ـــــ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى

ان سب ضمائر کا مرجع اللہ عزوجل کی ذات ہی ہے اب آیتوں کا ترجمہ یہ ہوا۔ اور وہ یعنی رب کا جلوہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب اس نے وحی فرمائی اپنے بندے کی طرف جو وحی فرمائی۔ ـــــ اور انھوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔

اور درایۃً بھی یہی راجح ہے اس لئے کہ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جبریل امین سے بدرجہا افضل ہیں اس لئے اس میں کوئی خاص کمال نہیں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جبریل امین کو دیکھیں بلکہ جبریل امین حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھیں یہ ان کیلئے کمال ہے۔ مولانا روم نے فرمایا ؎

مصطفےٰ بکشاید ار پر جمیل تا ابد بیہوش ماند جبرئیل

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا حجاب اٹھا دیں اور جبریل دیکھ لیں تو ابد تک بے ہوش رہیں گے۔

ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یقیناً یہ بہت بڑا کمال ہے کہ چشم سر سے رب کا جلوہ دیکھ لیا۔ حضرت ام المومنین کا استدلال آیۂ کریمہ "لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ" سے ہے اس پر بحث گزر چکی ہے کہ یہاں مراد احاطہ ہے اور یہ حق ہے۔

اسی طرح علم غیب کے سلسلے میں ام المومنین کا استدلال "لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ" سے ہے اور یہاں متعین ہے کہ غیب سے مراد ذاتی ہے ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ کا علم عطائی ہو۔

قابل توجہ

، حدیث کے سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ "لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ" آیت ہے اس لئے کہ پہلے فرمایا تھا وَهُوَ يَقُوْلُ۔ اس سے بھی مراد اللہ عزوجل کی ذات ہے اس کی مناسبت سے بعد میں فرمایا وَهُوَ يَقُوْلُ اس سے بھی مراد اللہ عزوجل کی ذات ہی ہے مگر اس نظم کے ساتھ کوئی آیت نہیں۔ آیت تو یہ ہے۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (سورۂ نمل آیت ۶۵)

اس آیت کی توجیہ یہ ہے کہ اس سے مراد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان تو بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔ راویان حدیث میں سے کسی کی طرف ایسی خطا کی نسبت سے اسلم یہی ہے کہ لَا یَعْلَمُ الغیب الا اللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مانا جائے اور دوسرے وَھُوَ یَقُوْلُ کی ضمیر کا مرجع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ناظرین سماع موتی کی تحقیق جاننا چاہیں تو "حیات الموات" کا مطالعہ کریں اور علم غیب پر سیر حاصل بحث دیکھنا چاہیں تو "الدولۃ المکیہ، الفیوض الملکیہ، خالص الاعتقاد" انباء المصطفیٰ کا مطالعہ کریں۔ اور رویت باری کے سلسلے میں منبہ المنیہ فی وصول الحبیب الی العرش والرؤیا کا مطالعہ کریں۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ان سب مسائل پر اتنی تحقیق و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ اب اس میں نہ زیادتی کی گنجائش ہے نہ انکار کی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَمَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ

باب اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور وہ غالب حکمت والا ہے اور اس ارشاد کا بیان، پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو اور اس ارشاد کا بیان اور اللہ ہی کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول کے لئے اور جس نے اللہ کی عزت اور اس کی صفات کیساتھ قسم کھائی۔

ص ۱۰۹۸

توضیح یعنی اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ میں سے عزیز اور حکیم بھی ہے اور عزت کی اسناد اللہ عزوجل کی طرف کرنی درست ہے نیز اللہ عزوجل کی عزت اور اس کی صفات کی قسم کھانی بھی صحیح ہے۔

حدیث	عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
۲۹۳۴	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِيْ لَا	
اس طرح دعا مانگتے تھے میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں اے وہ ذات کہ تیرے سوا کوئی	
يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ	
معبود نہیں جسے موت نہیں اور جن و انس سب کے لئے موت ہے۔	

حدیث	عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
۲۹۲۵	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت
	اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ يُلْقَى فِيهَا وَهِيَ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ
	کرتے ہیں کہ فرمایا کہ جہنمی جہنم میں مسلسل ڈالے جائیں گے اور وہ کہتی رہے گی کیا کچھ اور زیادہ ہے
	حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعٰلَمِينَ قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ
	یہاں تک کہ رب العلمین اس میں اپنا قدم رکھے گا تو اس کا بعض بعض کی طرف سمٹ آئے گا اور جہنم
	تَقُولُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتَّى
	کہے گی بس بس تیری عزت اور کرم کی قسم اور جنت کا بھی ایک حصہ خالی رہے گا، یہاں تک کہ
	يُنْشِئَ اللهُ لَهَا خَلْقًا وَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ
	اللہ تعالیٰ اسکے لئے ایک مخلوق پیدا فرمائے گا اور انھیں جنت کی خالی جگہ میں رکھے گا۔

بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ اللهُ سَمِيعًا بَصِيرًا

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان کہ اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

ص ۱۰۹۹

ت	وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ تَمِيمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ
۸۶۸	ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے
	تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ
	کہا اس اللہ کے لئے حمد ہے جس کا سمع سب آوازوں کو وسیع ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے
	فَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِي
	نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ نازل فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے سنی اس کی بات جو اپنے شوہر
	تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا
	کے بارے میں تم سے بحث کرتی ہے۔

تشریحات ۸۶۸ اس تعلیق کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور نسائی نے اپنی سنن میں لفظ مذکور کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اس لفظ سے روایت کیا ہے۔ برکت والی ہے وہ ذات جس کا سننا ہر شئی کو وسیع ہے میں خولہ کی بات سن رہی تھی اور بعض بات نہیں سن پاتی تھی اور وہ اپنے شوہر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے شکایت کر رہی تھی جن کا نام اوس بن صامت تھا۔ اس نے میرے شباب کو کھا لیا اور میرے پیٹ نے اس کے لئے اولاد پیدا کیا یہاں تک کہ جب میری عمر زیادہ ہو گئی اور اولاد کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اس نے مجھ سے ظہار کر لیا۔ اے اللہ میں تجھ سے شکایت کرتی ہوں تو وہ اپنی جگہ سے ہٹی بھی نہیں کہ جبریل ان آیتوں کو لے کر اترے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کو سمیع کہنا جائز ہے ـــــ کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ اللہ عزوجل کے سمیع بصیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ علیم ہے۔ سننے اور دیکھنے کی اسے قدرت نہیں اسلئے کہ سننے اور دیکھنے کے لئے آلۂ سماع اور آلۂ بصر ضروری ہے، اللہ عزوجل اس سے منزہ ہے۔ امام بخاری اس باب سے ان لوگوں کا رد کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سماع اور صفت بصر صفت علم کے علاوہ مستقل صفات ہیں۔ کسی شے کے نہ دیکھنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اندھا ہے کسی کے نہ سننے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بہرا ہے۔ اندھا بہرہ ہونا نقص و عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر نقص و عیب سے پاک ہے اور جب کہ قرآن مجید اور احادیث میں سمیع و بصیر کا اطلاق باری عز اسمہ پر ہے تو اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں، اللہ عزوجل کی ذات جس طرح بے مثل و بے مثال ہے اسی طرح اسکی صفات بھی بے مثل و بے مثال ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَقَوْلِهِ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اور اس ارشاد کا بیان۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔

ص ۱۱۰۱

توضیح نفس کے معنی جان ہے اور ہر جان کے لئے موت، ارشاد ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ اس سے بظاہر سمجھ میں آتا ہے کہ نفس کا اطلاق باری تعالیٰ پر درست نہیں لیکن قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اور کثیر احادیث میں نفس کا اطلاق باری تعالیٰ پر ہے حضرت امام بخاری اس باب سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ نفس کا اطلاق باری تعالیٰ پر درست ہے اور یہاں اس کے معنی جان کے نہیں بلکہ ذات کے ہیں۔

حدیث	عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
٢٩٣٦	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ
	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں اور میں اسکے ساتھ

289

ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ

ہوں جب وہ میری یاد کرے اگر وہ تنہائی میں میری یاد کرے تو میں اس کو اکیلے یاد کروں گا اور اگر وہ کسی مجمع میں

فِيْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ

میری یاد کرے تو میں اس کا ذکر اس مجمع میں کرتا ہوں جو ان کے مجمع سے بہتر ہے اور جو میری جانب بالشت بھر آتا ہے

تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً

تو میں اس کے قریب ہاتھ بھر ہو جاتا ہوں اور جو میری طرف ایک ہاتھ کے برابر آتا ہے میں اس کی جانب دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کی مقدار قریب ہوتا ہوں، اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی جانب دوڑ کر قریب ہوتا ہوں۔

۲۹۳۶

تشریحات

باب سے مناسبت صرف لتنے سے ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ذکرتہ فی نفسی ۔ اللہ عزوجل نے اپنی ذات پر نفس کا اطلاق فرمایا۔ اس حدیث میں ذراع ۔ باع ۔ اور ہرولہ مذکور ہے۔ اللہ عزوجل شہید ہے۔ کسی کے قریب ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سے دور رہا ہو اس بنا پر یہ حدیث متشابہات میں سے ہے اور تاویل یہ ہے کہ اللہ عزوجل اس بندے پر خصوصی رحمت فرماتا ہے۔

ملائکہ اور بشر میں کون افضل ہیں

جمہور اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ نوع بشر نوع ملائکہ سے افضل ہے ۔ اس طرح پر کہ خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہیں اور عامہ بشر یعنی مومنین صالحین ملائکہ سے افضل ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام مطلقاً تمام ملائکہ سے افضل ہیں۔ جس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے کہ فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران ۳۳) بیشک اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالم پر چن لیا۔

نیز فرمایا گیا۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْۤ اٰدَمَ (بنی اسرائیل ۷۰) بیشک ہم نے بنی آدم کو بزرگی بخشی

فعل اور شبہ فعل کا متعلق جب محذوف ہوتا ہے تو عموم کا افادہ کرتا ہے اس لئے اس آیت کا صریح مدلول یہ ہوا کہ بنی آدم کو تمام عالم پر بزرگی بخشی۔ اس عموم میں فرشتے بھی داخل ہیں

نیز فرمایا۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (جاثیہ آیت ۱۳) جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب تمہارے بس میں کر دیا اپنے حکم سے۔

ما کے عموم میں فرشتے بھی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مسخر سے مسخر لہ افضل ہوتا ہے۔ نیز تمام فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کا سجدہ کرایا۔ یہ سجدۂ تعظیم و تکریم تھا۔ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ نوع بشر

نوع ملائکہ سے افضل و برتر ہے

یہاں یہ بات ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ رسل ملائکہ پوری امت سے افضل ہیں حتیٰ کہ خلفاء راشدین اور عشرہ مبشرہ سے بھی۔ مگر اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے انسان سے افضل ہیں۔ صاف تصریح ہے کہ فرمایا ذکرته فی ملاء خیر منهم میں اس کا ذکر کرونگا اس جماعت میں جو اس سے بہتر ہے۔ اور یہی مذہب فلاسفہ اور معتزلہ کا ہے اس استدلال کا جواب یہ ہے یہ قطعی نہیں کہ فی ملاء خیر منهم سے مراد ملائکہ ہی ہوں، ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد انبیاء کرام ہوں نیز ایک نکتہ قابل لحاظ یہ ہے کہ ملاء اعلیٰ میں ذاکر اللہ عزوجل ہے، اللہ کے ذکر کی وجہ سے اس جماعت کو خیر منهم فرمایا گیا۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ تُغَذّٰى وَقَوْلِهٖ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان" اور اس لئے کہ تم میری نگاہ کے سامنے تیار ہو" یعنی تیری پرورش کی جائے تجھے غذا دی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان "کہ ہماری نگاہ کے روبرو بہتی ہیں۔

ص ۱۱۰۱

توضیح

باب میں مذکور آیات میں اللہ عزوجل کی طرف عین کی اضافت ہے نیز بعض احادیث سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے عین ہے نیز بعض احادیث میں قدم کا بھی اثبات ہے، امام بخاری نے سب کے لئے الگ الگ باب قائم کیا ہے لیکن امام بخاری کا مقصود یہ ہرگز نہیں کہ اللہ عزوجل اعضاء و جوارح رکھتا ہے۔ اور معاذ اللہ اسے جسم ہے۔ اللہ عزوجل کے لئے جسم ماننا اور اعضاء ثابت کرنا صریح کفر ہے اس لئے کہ جسم مرکب ہوتا ہے اور ہر مرکب حادث اس لئے کہ ہر مرکب اپنے اجزاء سے مسبوق ہوتا ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع قطعی ہے کہ اللہ عزوجل قدیم ہے نیز ہر مرکب اپنے وجود میں اجزاء کا محتاج ہوتا ہے اور احتیاج دلیل حدوث ہے اور اللہ عزوجل واجب بالذات اسلئے ان تمام الفاظ کو متشابہات میں داخل مانا گیا ہے۔ اور عوام کے سمجھانے کے لئے مناسب تاویلیں کی گئی ہیں۔ امام بخاری نے اس باب کے ضمن میں دجال کی حدیثیں ذکر کی ہیں جس میں یہ فرمایا گیا۔

انه اعور وان ربكم ليس باعور — وہ کانا ہے اور تمھارا رب کانا نہیں۔

اس سے اقتضاءً ثابت ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے آنکھ ہے

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد

وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللهِ — کا بیان۔ کوئی شخص اللہ عزوجل سے زیادہ غیرت مند نہیں۔

ص ۱۱۰۲

توضیح اس ضمن میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مغیرہ کی حدیث ذکر کی جس میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول مذکور ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو اس کو مار ڈالوں گا۔ یہ بات جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا تم لوگ سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور مجھ سے زیادہ اللہ غیرت مند، اس حدیث کے بعض طرق میں "وَلَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللهِ" ہے اللہ سے زیادہ کوئی شخص غیرت مند نہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر شخص کا اطلاق درست ہے۔

لیکن یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے سب کی روایتوں میں "شَخْصَ" کے بجائے "اَحَدٌ" ہے۔ صرف ایک روایت میں شخص وارد ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے کہ شخص کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں۔ اس لئے کہ شخص جسم ہوتا ہے مرکب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے۔ حتیٰ کہ جہمیہ جو اللہ عزوجل کے لئے جسم مانتے ہیں وہ بھی شخص کے اطلاق کو اللہ کے لئے جائز نہیں جانتے ہو سکتا کہ یہ راوی کا تصرف ہو۔ اسی طرح غیرت کے معنی ہوتے ہیں جو وصف کسی کے ساتھ خاص ہو اس میں دوسرے کی شرکت سے جو ہیجان اور غضب ہوتا ہے اسے غیرت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے غیرت کے لوازم میں سے ہے روکنا اور منع کرنا۔ اللہ عزوجل کی طرف جب غیرت کی نسبت ہو تو مراد اس کا لازمی معنی منع اور روکنا ہے۔

بَابُ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً

قُلِ اللهُ فَسَمَّى اللهُ نَفْسَهُ شَيْئًا وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ شَيْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللهِ وَقَالَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی۔ تم فرماؤ اللہ گواہ ہے۔ اللہ نے اپنی ذات کو شیئ فرمایا۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کو شیئ فرمایا۔ حالانکہ قرآن اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اور فرمایا "ہر شیئ" فنا ہونے والی ہے مگر اس کی ذات۔

ص ۱۱۰۳

توضیح حضرت امام بخاری یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ شیئ کا اطلاق اللہ عزوجل پر صحیح ہے۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے دو آیتیں پیش کی ہیں۔ اور حضرت سہل بن سعد ساعدی کی حدیث جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن صاحب سے فرمایا جس کے پاس مہر کے لئے کچھ نہیں تھا "هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَیْءٌ" اس حدیث میں قرآن کو شیئ کہا گیا حالانکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر شیئ کا اطلاق درست

ہے

تفصیل یہ ہے کہ شئی کے تین معنی ہے۔ "مَا یُعلَمُ وَ یُخْبَرُ بِہٖ" جیسے جانا جائے اور جس کے بارے میں خبر دی جا سکے۔ آیۃ کریمہ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ میں شئی سے یہی مراد ہے یہ سارے موجودات ممکنات ممتنعات کو عام ہے۔ دوسرا معنی ممکن کے ہے خواہ وہ موجود ہو یا ازلاً ابداً معدوم ہو۔ آیۃ کریمہ "اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ"۔ میں شئی سے مراد ممکن ہی ہے۔

تیسرا معنی موجود کے ہے۔ خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ میں یہی معنی مراد ہے۔ عقائد کی کتابوں میں جو فرمایا گیا "الشئی عِندَنَا ھُوَ الموجُودُ" سے یہی مراد ہے۔ اور یہاں موجود سے مراد فی الحال موجود نہیں بلکہ ازلاً ابداً جو چیز وجود میں آئی یا آئے گی۔ وہ مراد ہے

اس تفصیل کے مطابق شئی کا اول معنی اور اخیر معنی اللہ عزوجل پر صادق ہے۔ مگر ہمارے عرف میں شئی کا اطلاق باری تعالیٰ پر نہیں ہوتا اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان "اس کا عرش پانی پر تھا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے۔ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ص ۱۱۰۳

توضیح عرش کے معنی تخت کے ہوتے ہیں خاص کر بادشاہ کا تخت۔ امام بخاری یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے لئے جب عرش ہے تو وہ اس پر مستوی ہے انکی مراد یہی ہے کہ جب قرآن مجید کی آیات میں یہ وارد ہے تو اس کے لئے اس کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ اس استواء سے کیا مراد ہے یہ متشابہات میں سے ہے۔ اور یہ مراد نہیں کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اسے گھیرے ہوئے ہے یہ عقل و نقل کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا "وَھُوَ بِکُلِّ شَیْئٍ مُّحِیْطٌ"۔ اللہ تعالیٰ ہر شئی کو محیط ہے۔ اس میں عرش بھی شامل ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ عرش اللہ عزوجل کو گھیرے ہوئے ہے۔ نیز اللہ عزوجل کی ذات غیر متناہی بالفعل ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ عرش اسے گھیرے ہوئے ہے تو غیر متناہی نہیں رہے گا متناہی ہو جائے گا۔

ابن تیمیہ کی اندھی تقلید میں آج کل نجدیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل عرش پر اسی طرح بیٹھا ہوا ہے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ جو اہلسنت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے۔ اور عقل و نقل کے بھی معارض ہے۔

ت	وَقَالَ اَبُو الْعَالِیَۃِ اِسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ اِرْتَفَعَ فَسَوّٰھُنَّ خَلَقَھُنَّ
۸۶۹	اور ابو العالیہ نے کہا کہ آیۃ کریمہ "اِسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ" سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے اپنی قدرت

کو آسمان سے متعلق کیا اور انھیں بنایا۔

ت	وَقَالَ مُجَاهِدٌ اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ، عَلَا عَلَى الْعَرْشِ
۸۷۰	اور مجاہد نے کہا کہ "اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ" سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنی صفت علو کی تجلی عرش پر ڈالی

ہمارا مذہب محقق یہ ہے جو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا۔ اِسْتَوٰى مجہول نہیں اور کیف عقل میں آنے والی بات نہیں۔ اور اس کا اقرار ایمان ہے اور انکار کفر ہے یعنی یہ بھی متشابہات میں سے ہے۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَلْمَجِيْدُ الْكَرِيْمُ
۸۷۱	اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے فرمایا "مجید" کے معنی کریم یعنی عزت والا ہے

وَالْوُدُوْدُ الْحَبِيْبُ يُقَالُ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ كَاَنَّهٗ فَعِيْلٌ مِنْ مَاجِدٍ وَمَحْمُوْدٌ مِنْ حَمِدَ

اور "ودود" کے معنی حبیب یعنی محبوب ہے۔ وُدُوْدٌ فعولٌ کے وزن پر وُدًّا سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بمعنی اسم مفعول کہا جاتا ہے "حمید مجید"۔ مجید ماجد سے فعیل کے وزن پر صفت مشبہ ہے۔ اور مَحْمُوْدٌ حَمِدَ سے ہے اسی طرح حمید بھی حمد سے فعیلٌ کے وزن پر صفت مشبہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ وَقَوْلِهٖ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ

صـ ۱۱۰۴

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان ملائکہ اور جبرئیل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں پاکیزہ کلام۔

توضیح اس باب سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ اللہ عز وجل کے اسماء میں سے ذوالمعارج بھی ہے جس کی دلیل وہ دونوں آیتیں ہیں جو باب کے عنوان میں مذکور ہیں۔ ملائکہ کے بارے میں جو فرمایا گیا تَعْرُجُ اِلَيْهِ اس سے مراد فرشتوں کا اپنے منازل کی طرف جانا ہے۔ اور اس آیت میں روح سے مراد جبرئیل امین ہیں اس سے مراد وہی یعنی ان کا اپنی منزل کی طرف جانا ہے بعض مفسرین نے فرمایا کہ روح سے مراد روح انسانی ہے اس تقدیر پر اس سے مراد قبض ہونے کے بعد روحوں کا آسمان کی طرف جانا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اور آیت کریمہ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ سے مراد قبول ہونا ہے۔

مجسمہ اور جہمیہ اس کے ظاہر معنی کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کے لئے جسم و مکان ثابت کرتے ہیں لیکن اللہ کے لئے مکان یا جسم کا ہونا عقلاً و نقلاً باطل ہے اس لئے ان آیتوں سے کیا مراد ہے اسے

اللہ عزوجل جانے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں یا پھر وہ تاویل کی جائے جو ہم نے ذکر کیا۔

ت ۸۷۲ قَالَ مُجَاهِدٌ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ ذِي الْمَعَارِجِ الْمَلٰئِكَةُ تَعْرُجُ اِلَى اللّٰهِ مجاہد نے کہا عمل صالح اچھے کلموں کو بلند کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے ذوالمعارج کیونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی طرف عروج کرتے ہیں ——— اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل صالح سے ان کی مراد فرائض کی ادائیگی ہے اور کلمہ طیب سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو شخص فرائض ادا نہ کرے اس کے نوافل معلق رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت بیان فرمائی ذِي الْمَعَارِجِ یہ اس بنا پر ہے کہ اس کی بارگاہ خاص کی جانب فرشتے جاتے ہیں۔ بارگاہ کا خاص ہونا اس کے معارض نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی کو محیط ہے اور وہ شہید ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ کچھ منھ اس دن ترو تازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ہوں گے۔ ص ۱۱۰۵

توضیح امام بخاری اس باب سے یہ افادہ فرمانا چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر مومن کو اللہ عزوجل کی رویت ہوگی۔ جو بلا کیف بلا جہت ہوگی جس کی بحث جلد اول میں مفصل ہو چکی ہے۔ رویت باری کا ثبوت احادیث مشہورہ سے ہے اس کا انکار گمراہی ہے۔

وَقَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَّاَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قَيَّامٌ۔

اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ حدیث مذکور ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات میں تہجد پڑھنے کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اسی سند کے ساتھ حضرت طاؤس ہی سے قیس بن سعد اور ابوالزبیر سے "اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کے بجائے "اَنْتَ قَيَّامٌ" مروی ہے۔

ت	وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقَيُّوْمُ اَلْقَائِمُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّقَرَاَ عُمَرُ الْقَيَّامُ
۸۷۳	اور امام مجاہد نے کہا قیوم کے معنی ہے جو ہر شئی پر قائم ہے اور حضرت عمر نے آیۃ الکرسی
	وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ
	میں بجائے "قیوم" کے "القیام" پڑھا اور دونوں مدح ہے۔

تشریح ۸۷۳ یعنی قیوم اور قیام دونوں مدح ہیں ان کے معنی یہ ہیں وہ ذات جو ہر شئی پر قائم ہو جو چاہے تدبیر کرے جسے زوال نہیں۔ محمد بن فرح نے "کتاب الاسنیٰ باسماء الحسنیٰ" میں کہا کہ بندے کا وصف قیم کے ساتھ جائز ہے، قیوم کے ساتھ جائز نہیں۔ امام غزالی نے المقصد الاسنیٰ میں فرمایا قیوم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس لئے مجمع الانہر میں فرمایا کہ قیوم کا اطلاق

بندے پر کفر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے۔
بایں ہمہ بعض عرفاء کے کلام میں قیوم کا اطلاق بندوں پر آیا ہے۔ اس لئے اس کا اطلاق بندے پر کفر نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ناجائز ہو سکتا ہے۔ اس کی بھی تاویل وہی کی جائے گی جو حکیم، رشید رؤف، رحیم وغیرہ کی کی جاتی ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ تَخْلِیْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَغَیْرِھَا مِنَ الْخَلَائِقِ — آسمان و زمین اور دوسری مخلوقات کے پیدا کرنے میں جو کچھ آیا ہے اس کا بیان۔ ص ۱۱۱۱

وَھُوَ فِعْلُ الرَّبِّ وَاَمْرُہٗ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِہٖ وَفِعْلِہٖ وَاَمْرِہٖ وَکَلَامِہٖ
اور تخلیق رب کا فعل ہے اور اس کا امر ہے۔ رب اپنے صفات افعال اور امر و کلام کے ساتھ خالق ہے اور
ھُوَ الْخَالِقُ۔ اَلْمُکَوِّنُ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا کَانَ بِفِعْلِہٖ وَاَمْرِہٖ وَتَخْلِیْقِہٖ وَتَکْوِیْنِہٖ
مکوّن مخلوق نہیں۔ اور جو چیز اس کے فعل اور امر اور تخلیق اور تکوین سے ہو وہ مفعول مخلوق
فَھُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُکَوَّنٌ
مکوَّن ہے۔

تشریح ارشاد فرمایا گیا اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ سنو اللہ ہی لئے خلق اور امر ہے عطف مغایرت چاہتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالَم خلق اور ہے اور عالم امر اور۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے الملفوظ میں منقول ہے کہ فرمایا مادّے سے کسی چیز کے بنانے کو خلق کہتے ہیں اور بغیر مادّہ کے کسی چیز کے پیدا کرنے کو امر۔ مگر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ امر و خلق ایک ہی ہیں۔ اور یہ عام ہے خواہ مادّے سے کوئی چیز بنائی جائے یا بغیر مادّے کے۔ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ کبھی کبھی خلق بمعنی عام مستعمل ہوتا ہے اور آیۂ کریمہ مذکورہ میں بمعنی خاص۔

بَابُ قَوْلِہٖ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ عِنْدَہٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ۔ حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ۔ وَلَمْ یَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّکُمْ۔ وَقَالَ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ص ۱۱۱۴

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کیلئے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرما دی جاتی ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا اور وہی ہے

بلند بڑائی والا ۱۱ ور یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

توضیح اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام بھی ہے جو ازلی ابدی قدیم ہے۔ اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اس معنی کر کہ نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آیۂ کریمہ میں ہے کہ فرمایا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۱ ور یہ نہیں فرمایا مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ کیا پیدا کیا۔ اور قول کلام ہی ہوتا ہے۔

اس میں رد ہے معتزلہ خوارج مرجئہ جہمیہ، نجاریہ کا۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے متکلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے لوح محفوظ میں کلام لکھ دیا۔

اس بارے میں تین قول اہل حق کا ہے۔ کہ قرآن مخلوق نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے اس طرح کہ نہ عین ذات ہے نہ غیر ذات نہ منقسم ہوتا ہے نہ متجزی ہوتا ہے۔ اور مخلوق کے کسی کلام کے مشابہ نہیں اور صوت و لحن سے پاک ہے۔

دوسرا قول مذکورہ فرقوں کا ہے۔ اور تیسرا قول کہ اس بارے میں توقف واجب ہے، نہ مخلوق کہا جائے نہ غیر مخلوق۔

دوسرا افادہ باب سے یہ فرمایا کہ انبیاء ملائکہ مومنین کی شفاعت حق ہے۔ اور کفار جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے معبودان باطلہ اللہ کے یہاں شفیع ہوں گے یہ باطل ہے۔ شفاعت کا حق صرف انہیں لوگوں کو ہے جنھیں اللہ تعالیٰ اذن دے اور اذن صرف انبیاء کرام، مومنین ملائکہ کے لئے ہے۔

ت	وَقَالَ مَسْرُوْقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِذَا تَكَلَّمَ
۸۷۴	مسروق نے کہا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جب اللہ تعالیٰ وحی
	اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوٰتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَكَنَ
	کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو آسمان والے کچھ سنتے ہیں جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے اور آواز بند ہو جاتی
	الصَّوْتُ عَرَفُوْا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ
	ہے تو پہچانتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ ندا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا" تو فرشتے کہتے ہیں

کہ حق فرمایا۔

تشریح ۸۷۴ اس تعلیق کو بیہقی نے اسماء و صفات میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو آسمان والے سنتے ہیں۔ اور آسمان پر چکنے

پتھر پر زنجیر کھینچنے کی وجہ سے جو آواز پیدا ہوتی ہے۔ اسی کے مثل آواز ہوتی ہے۔ جس سے لوگ بیہوش ہو جاتے ہیں، بیہوش پڑے رہتے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس تشریف لاتے ہیں تو ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو لوگ جبرئیل سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حق فرمایا تو سب لوگ بلند آواز سے کہتے ہیں حق حق

ت	وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ
۸۷۵	حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ
	قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ
	علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو جمع فرمائے گا (حشر کے دن) اور انھیں ندا دے گا جسے دور والے
	بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ
	ایسے ہی سنیں گے جیسے قریب والے سنیں گے میں بادشاہ ہوں میں بدلہ دینے والا ہوں۔

تشریح ۸۷۵ توضیح میں ہے کہ اسے حارث بن ابواسامہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اسکے بعد حضرت امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ حدیث ذکر فرمائی ہے جو سورہ حجر کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی چیز کا حکم فرماتا ہے۔ تو فرشتے اپنے بازوں کو ہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کے طور پر جس سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے زنجیر چکنے پتھر پر گری ہو۔ جس کی آواز دور تک پھیل جائے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ کہتے ہیں کہ حق فرمایا۔ اور وہ بلند عظمت والا ہے۔

اس سب کا حاصل یہ نکلا کہ قرآن و حدیث کے ارشادات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی طرف قول کی اسناد ثابت ہے جو اس کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے متکلم ہے۔ اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوح محفوظ میں کلام پیدا فرماتا ہے۔ نیز سننے والوں کے دلوں پر جو گھبراہٹ طاری ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی عظمت کی ہیبت کی وجہ سے اور آواز فرشتوں کے بازوں کے پھڑپھڑانے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ وَأَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ص ۱۱۱۵ — اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا اپنے علم سے فرشتے گواہ ہیں۔

ت	قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ
۸۷۶	اور امام مجاہد نے کہا اپنا حکم ان کے درمیان نازل فرماتا ہے۔ یعنی ساتویں آسمان
	السَّابِعَةِ
	اور ساتویں زمین کے درمیان

توضیح قرآن مجید کے لئے اِنزال۔ تنزیل۔ نزل کا جو لفظ آیا ہے اس سے معتزلہ وغیرہ نے یہ استدلال کیا کہ قرآن مخلوق ہے اس لئے کہ نزول، انزال۔ حادث کی صفت ہے۔ اہل سنت نے فرمایا یہاں انزال سے مراد افہام ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے معانی کو سمجھایا۔ یہ تاویل علامہ ابن بطال سے منقول ہے۔ لیکن اس میں اشکال ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ نظم قرآن منزل نہیں اس لئے صحیح یہ ہے کہ انزال سے مراد ابلاغ ہے یعنی پہنچانا مطلب یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے اپنے کلام کو اپنے رسول تک پہنچایا۔ یا پھر وہی کہا جائے کہ اس کی کیفیت مجہول ہے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللهِ لَقَوْلٌ فَصْلٌ حَقٌّ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ بِاللَّعِبِ

ص ۱۱۱۶

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ اس آیت میں فصل سے مراد حق ہے اور ہزل سے مراد لعب۔

توضیح منافقین نے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں جانے سے انکار کیا پھر جب خیبر وغیرہ کی فتوحات میں دیکھا کہ خوب مال غنیمت ملا ہے تو کہنے لگے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ کیوں نہیں لے گئے۔ حالانکہ اللہ نے فرما دیا تھا کہ منافقین کو مالِ غنیمت سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔ اسی کو فرمایا گیا "چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں"۔

امام بخاری کا اس باب سے بھی مقصود یہی ہے کہ اللہ عزوجل کی صفت کلام ہے جو بابت کی دونوں آیتوں سے ثابت ہے پہلی آیت میں کلام اللہ صراحت کے ساتھ ہے دوسری آیت میں تو قول فصل مذکور ہے۔ اور قول کلام ہی ہے۔

حدیث	سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ ــــــ قَالَ سَمِعْتُ
۲۹۳۷	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ أَصَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهُ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللهُ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ أَصَبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنَبْتُ آخَرَ فَاغْفِرْهُ لِي فَقَالَ أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا [۱]

کہ فرمایا ایک بندے نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا۔ پھر کہا اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے اسے بخش دے تو اس کے رب نے فرمایا کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے یا اس پر سزا دیتا ہے ۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ایسے ہی رہتا ہے پھر گناہ کر بیٹھتا ہے پھر اپنے رب سے عرض کرتا ہے اے میرے رب دوسرا گناہ کر لیا اسے بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے یا اس پر سزا دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کیا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے یوں ہی رہتا ہے۔ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے اور عرض کرتا ہے اے رب! میں نے دوسرا گناہ کر لیا مجھے بخش دے تو فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے یا اس پر سزا دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ تین بار

تشریح ۲۹۳۷ عمدۃ القاری میں جو متن دیا ہے اس کے اخیر میں یہ ہے: "فلیعمل ما شاء" اور فتح الباری میں بھی ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بندہ بار بار بھی گناہ کرے اور توبہ کرے تو معافی کی امید ہے۔

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا کلام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور ان کے علاوہ کے ساتھ۔

ص ۱۱۱۸

[۱] مسلم: توبہ۔ نسائی: عمل الیوم واللیلہ۔

توضیح اس باب سے بھی مقصود معتزلہ خوارج جہمیہ وغیرہ کا رد ہے۔ اور یہ ثابت کرنا ہے کہ کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

حدیث ۲۹۳۸

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ

کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں

شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ

عرض کروں گا اے رب! اس کو بھی جنت میں داخل فرما۔ جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہے تو وہ

فَيَدْخُلُونَ ثُمَّ أَقُولُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ

لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ پھر میں عرض کروں گا اسے بھی جنت میں داخل فرما جس کے دل میں

فَقَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کچھ بھی ایمان ہے حضرت انس نے کہا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔

تشریح ۲۹۳۸ اخیر کے جملے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انگلی کو دوسرے سے ملا کر اشارہ فرمایا کہ اتنا بھی ایمان۔

یہ حدیث مبہم ہے اس میں صرف یہ ہے کہ میں عرض کروں گا کہ ان کو بھی جنت میں داخل فرما۔ اور وہ لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ مگر اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے شفاعت کی جو طویل حدیث مروی ہے اس میں یہ تفصیل ہے۔" اس کے بعد وہ اگر میرے پاس آئیں گے میں فرماؤں گا میں شفاعت کے لئے ہوں میں اپنے رب سے حاضری کا اذن طلب کروں گا مجھے اذن ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس وقت میرے دل میں حمد کے ایسے صیغے القا فرمائے گا جو اس وقت مجھے معلوم نہیں۔ میں ان صیغوں کے ساتھ اللہ کی حمد کروں گا۔ اور اس کے لئے سجدہ کروں گا تو مجھ سے کہا جائے گا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے سر کو اٹھاؤ، کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا، اے رب! میری امت؟ میری امت؟ مجھ سے کہا جائے گا جاؤ اور جہنم میں سے ان کو نکالو جن کے دل میں جو کے برابر ایمان ہے میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا۔ پھر دوبارہ دربار میں حاضر ہوں گا اور حسب سابق ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا اور سجدہ کروں گا۔ پھر مجھ سے فرمایا جائے گا مثل اس

کے جو پہلے گزر چکا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا جاؤ اور جہنم سے اس کو نکالو جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر ایمان ہے میں جاؤں گا ایسا ہی کروں گا۔ پھر بارگاہ میں حاضر ہوں گا اور حسب سابق اُن محامد کے ساتھ حمد کروں گا اور سجدہ کروں گا پھر مجھ سے وہی فرمایا جائیگا جو اوپر مذکور ہوا۔ پھر مجھ سے فرمایا جائے گا جاؤ جس کے دل میں ادنیٰ ادنیٰ ادنیٰ رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے اس کو نکالو۔ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا ـــــ اخیر میں ہے پھر ہم لوگ وہاں سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت حسن بصری کے پاس گئے وہ حجاج کے ڈر سے ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے ہم نے ان سے حضرت انس کی حدیث بیان کی۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں چوتھی بار حاضر ہوں گا اور وہی کروں گا جو میں نے پہلے کیا اور میں عرض کروں گا اے پروردگار! مجھے اجازت دے کہ میں ان کو جہنم سے نکالوں جنھوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت اور جلال اور کبریائی اور عظمت کی قسم ہے کہ میں جہنم سے ان لوگوں کو نکالوں گا جنہوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔

یہ حدیث پوری تفصیل سے باب الشفاعت میں گزر چکی ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ اس لئے یہاں لکھوایا ہے کہ حضرت انس کی پہلی والی حدیث میں جو ابہام تھا وہ دور ہو جائے۔ کہ فیخلون سے مراد یہ ہے کہ مجھے جہنم سے نکالنے کا اختیار دیا جائے گا، اور میں ان لوگوں کو جہنم سے نکالوں گا یہاں اس حدیث کی ابتدا میں یہ ہے کہ معبد بن ہلال عنزی نے کہا کہ بصرہ کے ہم کچھ لوگ اکٹھا ہوئے اور حضرت انس بن مالک کے پاس گئے اور ہمارے ساتھ ثابت بھی گئے تاکہ ان سے حدیث شفاعت کو پوچھیں ہم جب حضرت انس کے یہاں گئے تو وہ اپنے محل میں تھے اور چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ہم ان سے اجازت لے کر اندر گئے وہ اپنے بچھونے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا کہ ان سے پہلے حدیث شفاعت کو پوچھیں تو ثابت نے کہا اے ابوحمزہ یہ آپ کے بصرہ کے بھائی آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ سے حدیث شفاعت کو پوچھیں۔ اس پر حضرت انس نے پوری حدیث بیان کی ـــــ پھر یہ لوگ حضرت امام حسن بصری کے یہاں گئے اور ان کے سامنے یہ حدیث بیان کی۔ ہم نے یہیں تک بیان کیا تو حضرت حسن بصری نے فرمایا اور کچھ؟ ہم نے کہا اس سے زیادہ انہوں نے نہیں بیان فرمایا ـــــ یہ سنکر انہوں نے کہا کہ حضرت انس نے آج سے بیس سال پہلے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تھی (اور کچھ زیادہ بیان کی تھی) میں نہیں جانتا کہ اب وہ بھول گئے یا اس لئے پوری حدیث نہیں بیان کی کہ لوگ شفاعت پر بھروسہ کر کے عمل چھوڑ بیٹھیں گے۔ تو ہم نے ان سے عرض کیا کہ آپ پوری حدیث بیان فرما دیجئے تو وہ ہنسے اور فرمایا انسان عجلت پسند پیدا کیا گیا ہے اسکے بعد انہوں نے یہ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چوتھی بار بارگاہ اقدس

میں حاضر ہوں گا۔ (الی آخر الحدیث)

بَابُ ذِكْرِ اللهِ بِالْاَمْرِ وَذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْاِبْلَاغِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اُذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ ۔۔۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللهِ فَعَلَى اللهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً اِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غُمَّةٌ غَمٌّ وَضِيْقٌ

ص ۱۱۲۱

اس بات کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے حکم دیتا ہے اور بندوں کے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندے اس سے دعا کریں اس کی بارگاہ میں عاجزی کریں اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ فرمایا مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا ۔۔۔ اور فرمایا ۔۔۔ ان کے سامنے نوح کی خبر تلاوت فرمائیے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم اگر میرا قیام اور اللہ کی آیتوں کو یاد دلانا تم پر بھاری ہے تو میں نے اللہ پر بھروسہ کرلیا تم اور تمہارے شرکا جوڑے کر چکے ہوکر د پھر تم پر کوئی تنگی نہ ہو۔ اس کے بعد میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو ۔۔۔ اب اگر تم میری بات نہ مانو تو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر اللہ پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمان رہوں۔ غُمَّۃٌ اور غَمٌّ کے معنی تنگی کے ہیں۔

توضیح

امام بخاری اس باب سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کریم میں تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔ تو یاد کرنے سے کیا مراد ہے امام بخاری فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنی عبادت اور طاعت کا حکم دیتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ ہمارے بندوں پہ رحمت نازل کرو اور بندوں کے یاد کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے دعا مانگیں اور اس کی بارگاہ میں تضرع اور عاجزی کریں اس کے احکام کو بندوں تک پہنچائیں جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو کچھ فرمایا تھا وہ لوگوں کو بتائیں ۔۔۔ آیت میں غُمَّۃٌ کا لفظ آیا تھا۔ اس کے معنی بتایا کہ تنگی کے ہیں۔

ت

قَالَ مُجَاهِدٌ اُقْضُوْا اِلَيَّ مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ يُقَالُ اُفْرُقْ فَاقْضِ

امام مجاہد نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو فرمایا تھا

ثُمَّ اقْضُوْا اِلَیَّ اس سے مراد یہ ہے کہ تم نے اپنے جی میں جو کچھ ٹھان لیا ہے مجھے نقصان پہنچانے اور ضرر پہنچانے کا جو ارادہ کرلیا ہے وہ کر گزرو ـــــ اُفْرُقْ اِقْضِ یہ امام مجاہد کا قول ہے کہ نہیں اس میں شراح کو کلام ہے ـــــ مراد یہ ہے چھپاؤ مت تم کو جو کچھ کرنا ہے کر گزرو۔

ت	وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ
۸۷۸	اور امام مجاہد نے کہا اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ مانگے کوئی آپ کے پاس

اِنْسَانٌ يَاْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ اٰمِنٌ حَتّٰى يَاْتِيَهُ

آئے اور آپ جو فرماتے ہیں اور جو آپ پر آتارا گیا وہ بغور سنے تو وہ امن والا ہے ـــــ یہاں

فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ حَتّٰى يَبْلُغَ مَاْمَنَهٗ حَيْثُ جَاءَ اَلنَّبَاُ الْعَظِيْمُ - اَلْقُرْاٰنُ

تک کہ آپ کے پاس آئے اور اللہ کے کلام کو سنے ـــــ یہاں تک کہ اپنے امن کی جگہ پہنچ جائے

صَوَابًا - حَقًّا فِى الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهٖ

یعنی جہاں سے آیا تھا۔ اور نبأ عظیم قرآن ہے جو دنیا میں حق اور صواب ہے اور لائق عمل ہے۔

تشریح ۸۷۸ سورۂ توبہ میں فرمایا گیا۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ (آیت ۶ پ ۱۰)

اور اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنے پھر اسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دو۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ نے امام مجاہد سے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر نقل فرمائی جو ظاہر ہے۔ اس آیت کے ذکر سے امام بخاری کا مقصود یہ ہے کہ انہوں نے جو یہ فرمایا کہ بندوں کے اللہ کے ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندے اللہ کے احکام کو دوسروں تک پہنچائیں وہ سب انسان کو عام ہے حتیٰ کہ مشرکین کو بھی یعنی مشرکین تک بھی اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچانا ضروری ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَقَوْلِهٖ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗ اَنْدَادًا - ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ - وَلَقَدْ اُوْحِىَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ

اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کا بیان ۔ تو اللہ تعالیٰ کے لئے شریک نہ بناؤ ـــــ اور فرمایا تم اللہ کے لئے شرکا ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ وہ تمام عالم کا پالنے والا ہے ـــــ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پوجو۔ اور آپ کی جانب

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ

اور آپ سے پہلے والوں کی جانب یہ وحی کی گئی ہے کہ بفرض محال اگر تم شرک کروگے تو تمہارا عمل رائیگاں ہوجائے گا اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجاوگے بلکہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور شکر کرنے والوں میں سے رہو۔

ص ۱۱۲۱

توضیح

امام بخاری اس باب سے اور اس باب میں ذکر کی ہوئی آیتوں سے یہ افادہ کرنا چاہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خالق نہیں بلکہ بندوں کے افعال کا بھی خالق اللہ عزوجل ہے سوائے اس کے کسی چیز کا کوئی خالق نہیں۔ اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو خالق ماننا اس کا شریک ٹھہرانا ہے اور اللہ تعالیٰ شریک سے منزہ ہے ہاں بندے اپنے افعال کے کاسب ہیں یعنی بندے مجبور محض بھی نہیں جیسا کہ جبریہ جہمیہ کہتے ہیں اور اپنے افعال کے خالق بھی نہیں جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ معاملہ جبر و قدر کے درمیان ہے جس کو یوں سمجھئے کہ ایک شخص چھت سے بذریعہ زینہ نیچے اترا۔ اور ایک شخص گر پڑا پہلے کے نیچے آنے میں اس کے کسب و ارادے کا دخل ہے اور دوسرے کے نیچے آنے میں نہ اس کے ارادے کو دخل ہے اور نہ اس کے کسب کو۔ بندوں سے جو افعال صادر ہوتے ہیں اس کی مثال پہلے شخص کی ہے کہ بندے اپنے ارادے اور کسب سے افعال کرتے ہیں۔ مگر سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

نِدٌّ:۔ کبھی اس کو ندید بھی کہا جاتا ہے۔ "ند" کسی شئی کی ایسی نظیر کو کہتے ہیں جو اس کے معاملات میں اس سے معارضہ کرسکے۔ یا جو اس کی ذات میں شریک ہو۔ "مثل" اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی چیز میں کسی کا شریک ہو اگرچہ اس کے اوصاف میں کسی وصف میں شریک ہو۔ مثل عام ہے اور ند خاص۔

ت	وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ
۸۷۹	اور عکرمہ نے کہا۔ اللہ عزوجل نے جو فرمایا ہے کہ ان کے اکثر اللہ پر ایمان رکھتے ہیں
	مُشْرِكُوْنَ قَالَ يَسْأَلُهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
	مگر وہ شرک بھی کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر ان سے پوچھو کہ تم کو کس نے پیدا کیا اور کس نے آسمان و
	فَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهُ
	زمین کو پیدا کیا تو کہیں گے اللہ نے۔ یہ ان کا ایمان ہے اسکے باوجود وہ اللہ کے غیر کو پوجتے ہیں یہ ان کا شرک ہے۔
	وَمَا ذُكِرَ فِي خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاكْتِسَابِهِمْ بِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَخَلَقَ
	اور وہ جو ذکر کیا گیا ہے بندوں کے افعال کے خلق اور اس کے اکتساب میں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد

كُلَّ شَيْءٍ وَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا

کی وجہ سے کہ فرمایا اور اس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور ٹھیک اندازے سے رکھا۔

توضیح یہ باب کا دوسرا جزء ہے اور معطوف ہے قول اللہ پر یعنی اس باب کا بیان کہ بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے اور بندوں کا کسب ہے۔ ہر چیز کا خالق اللہ ہے یہ صریح ارشاد قرآن کریم میں موجود ہے اور شئی میں بندوں کے افعال بھی داخل ہیں اور اس سے واضح وہ ارشاد ہے کہ فرمایا وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ اور اللہ نے تم کو بھی پیدا کیا اور تمہارے عمل کو بھی۔

ت	وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنَزَّلُ الْمَلٰئِكَةُ اِلَّا بِالْحَقِّ بِالرِّسَالَةِ وَالْعَذَابِ
۸۸۰	اور فرشتے نہیں اتارتے ہیں مگر حق رسالت اور عذاب کے ساتھ۔

تشریح ۸۸۰ تَنَزَّلُ میں دو قرأت ہے تار کے ساتھ واحد مؤنث غائب کا صیغہ۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ فرشتے اللہ کے پیغام کو اور عذاب کو اتارتے ہیں یہ ان کا کسب ہوا جس سے ثابت ہوا کہ بندے اپنے افعال کے کاسب ہیں۔ اور دوسری قرارت سے نُنَزِّلُ جمع متکلم کا صیغہ اس قرارت پر لانکہ منصوب ہے اب مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم فرشتوں کو پیغام دے کر یا عذاب کا حکم دے کر اتارتے ہیں۔ یہ خلق ہوا اس سے ثابت ہوا کہ بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے۔

ت	لِيَسْئَلَ الصَّادِقِيْنَ الْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ
۸۸۱	تاکہ اللہ سچوں سے ان کے صدق کے بارے میں سوال کرے یعنی ان کے پیغام پہنچانے والے رسولوں سے۔

تشریح ۸۸۱ یہ بھی امام مجاہد کا قول ہے جیساکہ قرطبی نے بیان کیا۔

ت ۸۸۲	وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظِيْنَ عِنْدَنَا ـــــ بیشک ہم حفاظت کرنیوالے ہیں اپنے حضور۔

تشریح ۸۸۲ ـــــ یہ بھی امام مجاہد کا قول ہے۔

ت	وَالَّذِيْ جَاءَ بِالصِّدْقِ بِالْقُرْاٰنِ وَصَدَّقَ بِهِ الْمُؤْمِنُ
۸۸۳	اور وہ جو سچائی لے کر آیا یعنی قرآن کو اور اس کی تصدیق کی یعنی مومن قیامت

يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هٰذَا الَّذِيْ اَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ

کے دن کہے گا یہ وہ ہے جو تو نے مجھے عطا فرمایا تھا۔ اس میں جو مذکور تھا اس پر میں نے عمل کیا۔

باب قول اللّٰہ کل یوم ھو فی شان وما یاتیھم من ذکر من ربھم محدث وقول اللّٰہ تعالٰی لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالک امرا وان حدثہ لا یشبہ حدث المخلوقین لقولہ لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر ص ۱۱۲۲

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان "ہر دن اسے ایک کام ہے"۔ "جب ان کے رب کے پاس سے نئی نصیحت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔ اور اللہ کا نیا کام مخلوق کے نئے کام کے مشابہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے مثل کچھ نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

توضیح یعنی اللہ تعالیٰ بھی نیا کام کرتا ہے اور مخلوق بھی نیا کام کرتی ہے مگر دونوں میں فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور مخلوق کا سبب۔

ت	وقال ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللّٰہ
۸۸۴	ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا
	تعالٰی علیہ وسلم ان اللّٰہ یحدث من امرہ ما یشاء وان مما احدث
	بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے نیا حکم بھیجتا ہے۔ اور اس کا نیا حکم یہ ہے کہ
	ان لا تکلموا فی الصلوۃ
	نماز میں بات نہ کرو۔

تشریح ۸۸۴ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام احمد امام ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے پوری حدیث یہ ہے کہ ہم نماز کی حالت میں سلام کرتے تھے اور اپنی ضرورت پوری کرنے کا حکم کرتے تھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حضور نماز پڑھ رہے تھے میں نے سلام عرض کیا حضور نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ نماز پوری کرکے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے ہے نیا حکم بھیجے۔ اور نیا حکم یہ ہے کہ نماز میں بات نہ کرو۔

باب قول اللّٰہ لا تحرک بہ لسانک وفعل النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم حیث ینزل علیہ الوحی ص ۱۱۲۲

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان "تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت مت دو۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل وحی اترتے وقت ہوتا ہے۔

ت	وقال ابو ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللّٰہ
۸۸۵	اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰہُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ مَاذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنے بندے کیساتھ ہوں جبتک وہ مجھے یاد کرتا ہے اور میرے ذکر میں اسکا ہونٹ ہلتا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اَعْطَاہُ اللّٰہُ قُرْاٰنًا وَھُوَ یَقُوْمُ بِہٖ اٰنَاءَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَرَجُلٌ یَقُوْلُ لَوْ اُوْتِیْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ ھٰذَا فَعَلْتُ کَمَا یَفْعَلُ وَبَیَّنَ اللّٰہُ اِنَّ قِیَامَہٗ بِالْکِتٰبِ ھُوَفِعْلُہٗ وَقَالَ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ وَقَالَ وَافْعَلِ الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان ایک شخص وہ ہے جسے اللہ نے قرآن دیا جو اس پر رات دن قائم رہتا ہے۔ اور ایک شخص وہ ہے جو کہتا ہے اگر مجھے اس کے مثل دیا جائے جو اس کو دیا گیا تو میں بھی ویسا ہی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اس شخص کا کتاب اللہ کے ساتھ قیام اور اس کا فعل ہے اور فرمایا اس کی نشانیوں میں سے زمین و آسمان کا پیدا کرنا ہے اور تمہارے رنگوں اور زبان کا اختلاف ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا نیکی کرو تاکہ کامیابی حاصل کرو۔

ص ۱۱۲۳

توضیح اس باب سے مقصود یہ بتانا ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے بندوں کے بھی افعال کا خالق اللہ ہی ہے اس کے باوجود بندوں کے افعال کی نسبت بندوں کی طرف کرنا صحیح ہے کیونکہ وہ کاسب ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اے رسول جو تمہارے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا اسے پہنچا دو اور اگر ایسا نہیں کیا تو آپ نے اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا۔

ص ۱۱۲۳

ت	قَالَ الزُّھْرِیُّ مِنَ اللّٰہِ الرِّسَالَۃُ وَعَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی
۸۸۶	امام زہری نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَیْنَا التَّسْلِیْمُ

کو پہنچانا ہے اور ہم پر اس کا ماننا واجب ہے۔

توضیح ارسال کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ مُرسِل۔ مُرسَل الیہ۔ اور رسول۔ امام زہری نے تینوں کی تشریح کی۔ کہ اللہ تعالیٰ مُرسِل ہے اور رسول پہنچانے والے

ہیں اور بندے مرسل الیہ جن پر اس کا ماننا قبول کرنا واجب ہے۔

وَقَالَ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَقَالَ أُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تاکہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تم کو اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں۔

ت ۸۸۷ وَقَالَ مَعْمَرٌ ذٰلِكَ الْكِتَابُ هٰذَا الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ بَيَانٌ وَّدَلَالَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ

اور معمر نے کہا ذالک الکتاب یعنی یہ قرآن بیان اور دلالت ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ذالکم حکم اللہ یعنی ھذا حکم اللہ

تشریح ۸۸۷: بتانا یہ ہے کہ ذالک اگرچہ بعید کے لئے ہے لیکن یہاں ھذ کے معنی میں قریب کے لئے ہے۔ جیسے ذالکم حکم اللہ۔

لَا رَيْبَ فِيْهِ لَا شَكَّ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ يَعْنِيْ هٰذِهٖ أَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ

ریب کے معنی شک ہے یعنی یہ شک کی جگہ نہیں۔ تلک آیات اللہ سے مراد یہ ہے یہ قرآن کی نشانیاں ہیں۔

تشریح: یہاں بھی یہی افادہ فرمایا کہ تلک کی وضع بعید کے لئے ہے لیکن مراد قریب ہے یعنی ھٰذہٖ۔

وَمِثْلُهٗ حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ يَعْنِيْ بِكُمْ

اور اس کے مثل یہ آیت ہے یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور وہ تم کو لے کر چلتی ہیں

تشریح: یعنی ذالک کا ھذا کے معنی میں ہونا اور تلک کا ھذہ کے معنی میں ہونا ایسے ہی ہے جیسے آیت مذکورہ میں جرین بہم میں "بہم" بکم کے معنی میں ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرٰةِ التَّوْرٰةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَأُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيْلِ الْإِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان فرما دو توراۃ لاؤ اور اسے تلاوت کرو اگر تم سچے ہو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا بیان تورات والوں کو تورات دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا۔ انجیل والوں کو انجیل دی گئی تو انہوں نے اس

اُوْتِیْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِہٖ ص ۱۱۲۴ پر عمل کیا ـــ اور تم کو قرآن دیا گیا تم نے اس پر عمل کیا۔

توضیح باب میں مذکورہ آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت اسرائیل (یعقوب) علیہ السلام کو عرق النسا کی شکایت ہو گئی جس سے انہیں شدید تکلیف ہوئی یہاں تک کہ وہ کراہتے تھے۔ تو انھوں نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس سے شفا دے گا تو میں اونٹوں کا گوشت اور دودھ نہیں استعمال کروں گا۔ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ تورات میں ہم پر حرام کیا گیا ہے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور ان سے یہ کہا گیا۔ کہ تورات لاؤ اور اسے پڑھو اور دکھاؤ اس میں کہاں ہے۔ تورات میں تو یہ ہے کہ حضرت اسرائیل علیہ السلام نے تورات نازل ہونے سے پہلے اسے اپنے اوپر حرام فرما لیا تھا۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ پوری امت پر حرام ہے۔ اور حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تلاوت سے غرض اس پر ایمان لانا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔

ت	وَقَالَ اَبُوْرَزِیْنٍ یَتْلُوْنَهٗ یَتَّبِعُوْنَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ بِهٖ حَقَّ
۸۸۸	ابو رزین نے کہا یتلونہ سے مراد یہ ہے کہ اس کی اتباع کرتے اور اس پر کما حقہ عمل کرتے
	عَمَلِهٖ۔ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ یُتْلٰی یُقْرَاُ اَحْسَنُ التِّلَاوَةِ حُسْنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْاٰنِ
	اور ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا یتلی اس کو اچھی طرح پڑھا جائے۔ قرآن کو عمدگی کے ساتھ پڑھا جائے۔

تشریح ۸۸۸ تلاوت کے معنی اتباع کے ہیں یہ اتباع کبھی پڑھنے سے ہوتی ہے۔ کبھی اس کے اوامر اور نواہی کی پابندی سے ہوتی ہے۔ حقیقی معنی کے اعتبار سے تلاوت قرأت سے عام ہے۔ ہر قرأت تلاوت ہے اور ہر تلاوت قرأت نہیں۔

لَا یَمَسُّهٗ لَا یَجِدُ طَعْمَهٗ وَنَفْعَهٗ اِلَّا مَنْ اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ۔ وَلَا یَحْمِلُهٗ بِحَقِّهٖ اِلَّا الْمُؤْمِنُ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا۔ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ

لا یمسہ یعنی اس کی لذت اور اس کا نفع انھیں لوگوں کو ملتا ہے جو قرآن پر ایمان لے آتے اور کما حقہ اس کو وہی لوگ اٹھاتے ہیں جو یقین رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے ان لوگوں کی مثل جنھوں نے تورات کو اٹھایا پھر اسے نہیں اٹھایا اس گدھے کی ہے جو کتابوں کا بوجھ لادے ہوئے ہے اس قوم کی مثال

جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا بری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

تشریح ارشاد ہے لَا یَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اسے نہیں چھوتے مگر پاک لوگ۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مُطَهَّرُوْنَ سے مراد قرآن پر ایمان لانے والے ہیں اور مَسّ سے مراد اس سے روحانی لذت حاصل کرنا اور اس سے نفع اٹھانا ہے۔ اور جو لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے ان کی مثال گدھے کی ہے جو کتابوں کو لادے رہتا ہے اسے کچھ پتہ نہیں کہ میری پیٹھ پر کیا ہے۔ اس سے اسے کوئی نفع نہیں ملتا۔

وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامَ وَالْاِيْمَانَ وَالصَّلٰوةَ عَمَلًا — اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام وایمان اور نماز کو عمل کہا

توضیح عمل کا اطلاق صرف جوارح کے فعل پر نہیں ہوتا فعلِ قلب پر بھی ہوتا ہے۔ ایمان فعل قلب ہے، اسلام سے عام طور پر مراد تسلیم وانقیاد ہے۔ یہ ظاہر افعال کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اسلام کا اطلاق جوارح کے افعال پر بھی ہوتا ہے۔

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِوَايَتِهٖ عَنْ رَبِّهٖ — نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے رب کا ذکر کرنا اور اس سے روایت کرنا۔

ص ۱۱۲۵

حدیث	عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ
۲۹۲۹	حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رب
	عَنْ رَبِّهٖ قَالَ اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ
	تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ جب بندہ میری طرف ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب
	اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِذَا اَتَانِيْ مَشْيًا اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً
	ہوتا ہوں۔ اور جب مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں تو دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کی مقدار اس سے قریب

ہوتا ہوں۔ اور جب میری طرف چل کے آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کے جاتا ہوں۔

تشریح ۲۹۲۹ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے پہلے گزر چکی ہے۔ یہاں امام بخاری نے اس کو دو طریقے سے روایت کیا ہے۔ ایک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو بلا واسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ دوسری حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو بواسطہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔

روایت دونوں طرح ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے براہ راست حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہو اور بواسطہ حضرت ابوہریرہ بھی سنا ہو۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَكُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

تورات اور اللہ کی کتابوں کی تفسیر عربی اور دوسری زبانوں میں جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فرمادو تورات لاؤ اور اس کی تلاوت کرو۔ اگر تم سچے ہو۔

ص ۱۱۲۵

توضیح اس میں کوئی حرج نہیں کہ تورات و انجیل کتب سماویہ کی تفسیر یا ترجمہ عربی اور دوسری زبان میں کیا جائے یا خود قرآن کریم کا ترجمہ دوسری زبانوں میں کیا جائے۔ اس کا جواز اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے کہ فرمایا ان سے کہہ دو کہ تورات لاو اور اس کی تلاوت کرو۔ ظاہر ہے کہ تورات عبرانی زبان میں تھی اگر اسے صرف عبرانی زبان میں پڑھا جاتا تو اہل عرب جو عبرانی زبان نہیں جانتے تھے وہ کیسے سمجھتے کہ اس میں کیا ہے اس لئے یہاں یہ مراد لینی پڑے گی کہ اس کو پڑھو اور عربی میں ترجمہ کرو تاکہ اہل عرب جان لیں کہ اس میں کیا ہے۔ اس کے باوجود اس کی تصدیق یا تکذیب کی اجازت نہیں۔ جب تک کہ اس کی تائید کتاب اللہ یا احادیث سے نہ ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے والا

ص ۱۱۲۶

ت	وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهُ عَلَيْكَ
۸۸۹	اور امام مجاہد نے کہا کہ فرمایا ہم نے قرآن آپ کی زبان پر آسان کر دیا یعنی اس کا پڑھنا آپ پر آسان کر دیا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوح محفوظ میں اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان اور طور کی قسم اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے۔

ص ۱۱۲۷

ت	قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوْبٌ يَسْطُرُوْنَ يَخُطُّوْنَ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ جُمْلَتِهِ
۸۹۰	قتادہ نے کہا مسطور کے معنی ہے لکھا ہوا۔ یسطرون کے معنی ہے یخطون یعنی لکھتے ہیں ام الکتاب

الْكِتَابِ وَاَصْلِهٖ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ اِلَيْهِ

سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اور اصل ہے جو منھ بھی کوئی بولتا ہے یا کلام کرتا ہے سب لکھ لیا جاتا ہے

تشریح ۸۹۰ قرآن مجید کے مختلف کلمات کی تفسیر ہے ۔ سورۂ طور میں تھا وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ امام قتادہ نے فرمایا مَسْطُوْرٍ کے معنی ہے مکتوب کے سورۂ نون میں فرمایا تھا وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ فرمایا يَسْطُرُوْنَ کے معنی يَخُطُّوْنَ کے ہے ۔ یعنی جو لکھتے ہیں ۔ سورۂ زخرف میں فرمایا فِيْ اُمِّ الْكِتٰبِ اس کی تفسیر کی کہ وہ کتاب جو اصل ہے جس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے یعنی لوح محفوظ ۔

ت ۸۹۱	وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ
	اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اچھا اور برا سب لکھتے رہیں۔

تشریح ۸۹۱ ارشاد تھا مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۔ کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو ۔ اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ انسان اچھی بات کہے یا بری بات کہے سب لکھی جاتی ہے۔

يُحَرِّفُوْنَ ۔ يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ اَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ اللهِ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهٗ يَتَأَوَّلُوْنَهٗ عَلٰى غَيْرِ تَأْوِيْلِهٖ

تحریف کے معنی یہ ہیں کہ اسے زائل کرتے ہیں اور کوئی اللہ کی کسی کتاب کے کسی لفظ کو نہیں مٹاتا، لیکن اس کو بدلتا ہے یعنی اس کا جو واقعی معنی ہے اس کے علاوہ دوسرا معنی بیان کرتا ہے۔

توضیح ارشاد تھا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں۔ امام بخاری اس کی تفسیر کرتے ہیں کہ اس کے معنی بدل دیتے ہیں اور جو اس کی صحیح مراد تھی اس کے علاوہ فاسد معنی بیان کرتے ہیں لفظ کو نہیں بدلتے یہ حضرت امام بخاری کی اپنی رائے ہے ورنہ حقیقت میں یہود نے الفاظ تک بدل دیئے ہیں۔

دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ ۔ وَاعِيَةٌ حَافِظَةٌ ۔ وَتَعِيَهَا تَحْفَظُهَا وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ ۔ يَعْنِيْ اَهْلَ مَكَّةَ وَمَنْ بَلَغَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ فَهُوَ لَهٗ نَذِيْرٌ

دراست کے معنی تلاوت ہے ۔ واعیۃ کے معنی حافظۃ ہے یعنی یاد رکھنے والا تعیہا کے معنی تحفظہا ہے یعنی اسے یاد رکھتے ہیں۔ اور میری جانب اس قرآن کی وحی کی گئی تاکہ اس کے ذریعہ سے تم کو ڈراؤں یعنی مکہ والے اور جس تک یہ قرآن پہنچے ان سب کے لئے وہ نذیر ہیں۔

تشریح

ارشاد تھا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِينَ ۔ اور ہم ان کی تلاوت سے غافل تھے ۔ دوسرا ارشاد ہے تَعِيَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۔ یعنی اسے یاد رکھنے والے کان یاد رکھتے ہیں ۔ لِأُنْذِرَكُمْ میں کُمْ سے کون لوگ مراد ہیں اس کو بتایا کہ مکہ والے اور جن لوگوں تک قرآن پہنچے ۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا بیان بیشک اللہ نے تم کو پیدا کیا اور اسے بھی جو تم کرتے ہو۔ اور فرمایا ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا۔ اور تصویر بنانے والوں سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو۔

ص ۱۱۲۷

توضیح

حضرت امام بخاری کا مقصود اس باب سے معتزلہ اور جہمیہ کا رد ہے۔ آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا بھی خالق ہے اور ان کے اعمال کا بھی اور حدیث میں خلق کی نسبت تصویر بنانے والوں کی طرف کی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بندے بھی مجبور محض نہیں انھیں بھی کچھ اختیار ہے یعنی کسبِ فعل کا جس کی بنا پر بندوں کی طرف افعال کی نسبت کی جاتی ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهٖ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ

بیشک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا پھر عرش پر استویٰ فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ رات دن کو ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے۔ اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا سب اس کے حکم سے دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے اللہ رب سارے جہان کا۔

ت	وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهٖ أَلَا لَهُ
۸۹۲	ابن عیینہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے خلق کو امر سے الگ بیان فرمایا کیونکہ وہ فرماتا ہے
الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيْمَانَ عَمَلًا	
سنو اسی کے لئے خلق ہے اور امر ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو عمل کہا	

تشریح ۸۹۲ حضرت سفیان بن عیینہ کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ خلق کا امر پر عطف فرمایا جو مغائرت چاہتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خلق اور چیز ہے اور امر اور چیز ہے۔ خلق سے مراد مخلوقات ہیں اور امر سے مراد کلام ہے۔ یعنی اس کا فرمانا کُنْ۔ امام راغب نے کہا کہ امر افعال و اقوال سب کو عام ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا اِلَیْہِ یَرْجِعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ اسی کی طرف ہر چیز لوٹتی ہے۔ اور ایک قول یہ ہے اِبْدَاع یعنی نئی چیز بنانا امر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ خلق سے مراد آیت میں دنیا و ما فیہا ہے۔ اور امر سے مراد آخرت و ما فیہا ہے۔ اور اس کی تفسیر، تفسیر کی مطول کتابوں میں دیکھی جائے یہیں اس سے انکار نہیں کہ ایمان عمل ہے۔ یعنی عمل قلب ہے جیسا کہ گزرا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَھُمْ تُوْزَنُ۔ اور ہم انصاف کے ترازو رکھیں گے قیامت کے دن اور بنی آدم کے اعمال اور ان کے اقوال تولے جائیں گے۔ **ص ۱۱۲۸**

توضیح حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو وحی سے شروع فرمایا اس لئے کہ وحی ہی اس بات کی دلیل ہے کہ ہم منجانب اللہ اسلام کے اصول و فروع کے مکلف ہیں۔ ہم بندے ہیں ہمیں اللہ عزوجل نے بذریعہ وحی مخصوص عقائد کا یقین رکھنے اور مخصوص اعمال کے کرنے اور مخصوص چیزوں سے بچنے کا حکم دیا ہے بندہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنے رب کے حکم کے پابند ہیں۔

اور اخیر میں انہوں نے اعمال و اقوال کے وزن کا باب رکھا۔ حالانکہ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جنت و دوزخ کا بیان ہونا چاہیے تھا لیکن دقت نظر یہی چاہتی ہے کہ اخیر باب وزن اعمال کا ہی ہو۔ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل نے ہمیں حکم دیا ہم نے اس کی پابندی کی یا نہیں اس سلسلے میں حساب و مواخذہ ہوگا پھر بندوں کے مزید اطمینان کے لئے اعمال کا وزن ہوگا اس کے بعد اخیر فیصلہ ہو جائے گا یہ فریق جنتی ہے یہ دوزخی ہے۔ اللہ عزوجل اور بندوں کے درمیان جو معاملہ تھا اس پر پرسش اور مواخذہ اور اس کے اظہار کا اخیر درجہ وزن اعمال ہے جس سے قطعی طور پر فلاح و نجات پانے والا اور ہلاک ہونے والا ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد نہ حساب ہے نہ کتاب ہے نہ پرسش ہے چونکہ وزنِ اعمال اخیر حد ہے اس لئے امام بخاری نے اس کو اخیر میں رکھا۔

نیز اپنی کتاب کا اخیر جزء کتاب التوحید کو رکھا اس لئے کہ توحید ایمان کی بنیاد ہے اور نجات کا مدار ہے۔ جس کا خاتمہ توحید حقیقی پر ہوگا وہ نجات پائے گا ورنہ وہ سزا کا مستحق ہوگا۔ اسلئے

اخیر کتاب، کتاب التوحید رکھی۔

یہ باب معتزلہ کے رد کے لئے ہے وہ کہتے ہیں کہ وزن اعمال لغو ہے۔ جب حساب وکتاب ہوگیا اور فرشتوں کے لکھے ہوئے صحیفے سب ہاتھوں میں دے دیئے گئے اور اس کے مطابق فیصلہ ہوگیا تو اب وزن اعمال کی کیا ضرورت۔

لیکن ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ قاتل اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے حتمی طور پر قتل کیا ہے پھر بھی جب اسے قتل کی سزا سنائی جاتی ہے تو وہ جج کو گالی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے انصاف نہیں کیا۔ تقریباً یہی حال قیامت کے دن بھی ہوگا۔ وزن اعمال کے بعد بھی کسی کو کچھ کہنے کا موقع نہیں ملے گا۔

اسی لئے وزن اعمال کی نگرانی ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کے سپرد ہوگی۔ ان کو حکم ہوگا کہ آپ میزان پر کھڑے ہوکر اپنی اولاد کے اعمال تولوائیں ؎

معتزلہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اعمال اعراض ہیں جن میں کوئی وزن نہیں ہوتا پھر ان کے تولے جانے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

اس کا جواب علمائے اہلسنت نے یہ دیا ہے کہ صحیفے تولے جائیں گے جو کراماً کاتبین نے لکھے ہیں اس کی دلیل حدیث بطاقہ ہے جسے امام ترمذی نے اور ابن ماجہ نے اور ابن حبان، حاکم، بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک شخص کو تمام مخلوقات سے الگ کرے گا۔ اور اسے ننانوے دفتر دے گا ہر دفتر حد نظر تک لمبا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا ان دفتروں میں جو لکھا ہوا ہے کیا تو اس سے انکار کرتا ہے۔ کیا ہمارے کراماً کاتبین نے تجھ پر کچھ ظلم کیا ہے، وہ عرض کرے گا نہیں پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے وہ عرض کرے گا نہیں اے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں اے بندے ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے آج تجھ پر ظلم نہیں ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالے گا جس میں لکھا ہوگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فرمائے گا یہ لے اور میزان پر جا وہ عرض کرے گا اے رب اس چھوٹے سے ٹکڑے کی ان دفتروں کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے فرمائے گا جا تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ میزان کے ایک پلے میں وہ سارے دفتر رکھے جائیں گے اور ایک پلے میں وہ کاغذ کا ٹکڑا۔ اس کاغذ کے ٹکڑے والا پلہ ان دفتروں پر بھاری ہوجائے گا۔

؎ طبرانی۔ معجم صغیر عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قسطلانی جلد دہم ص۴۸۱

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ وزن، اعمال کے دفتروں کا ہوگا۔

ایک شبہے کا ازالہ اس پر یہ شبہہ وارد کیا جاتا ہے کہ چند اعمال ایسے ہیں کہ جن کے لکھنے میں کاغذ برابر ہی صرف ہوگا۔ مگر ثواب ایک دوسرے سے بہت زیادہ ہے۔ مثلاً زید نے ایک پیسہ دیا۔ عمرو نے ایک لاکھ روپئے دیا دونوں میں کاغذ برابر صرف ہوگا۔ اور ثواب میں تفاوت ظاہر ہے۔

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح بعض چیزیں دوسرے سے وزنی ہوتی ہیں مثلاً ایک انچ لمبا چوڑا ایک سوت موٹے لوہے سے اسی مقدار کا سونا زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اور پلاٹینم اس سے بھی زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اسی طرح اعمال کے ثواب میں بھی وزن کم وبیش ہوگا۔

دوسرا جواب حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا کہ اللہ تعالیٰ وزن کے وقت اعراض کو جواہر سے بدل دے گا۔

لیکن احادیث کثیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قول وعمل ہی تولے جائیں گے۔ مثلاً اسی باب میں جو حدیث ہے اس میں کلمتان کو ثقیلتان فی المیزان بتایا گیا ہے۔ کم ذی قدر چیزیں ثقل اور وزن اللہ جل جلالہٗ ہی کے پیدا کرنے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ کیف میں بھی وزن اور ثقل پیدا فرمادے۔

جب آیات کثیرہ سے اور روایات کثیرہ سے اعمال واقوال کا وزن کرنا ثابت ہے تو ہم پر فرض ہے کہ اس پر ایمان لائیں۔ نصوص اپنے ظاہر پر محمول ہوں گی۔ جب تک کہ ظاہر سے پھیرنے والا شرعی قرینہ نہ ہو اور یہاں کوئی قرینہ نہیں اس لئے وہ اپنے ظاہر ہی پر رکھی جائیں گی۔ ہماری سمجھ میں نہ آئے تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر بات ہر انسان کی سمجھ میں آجائے روزمرہ مشاہدے میں آتا ہے۔ ایک ذہین انسان اپنے سے زیادہ ذہین انسان کی باتوں کو سمجھ نہیں پاتا پھر ہر انسان اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے اسرار ورموز کو سمجھ لے یہ کیا ضروری ہے۔

میزان اللہ عزوجل کے حضور اس طرح نصب کیا جائے گا کہ نیکیوں کا پلہ عرش کی داہنی طرف ہوگا جنت کے بالمقابل۔ اور برائیوں کا پلہ عرش کی بائیں طرف جہنم کے بالمقابل جیسا کہ امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں امام ابو القاسم لالکائی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور اعمال کے تولنے کا کام حضرت جبرئیل کے سپرد ہوگا یا حضرت ملک الموت کے، دونوں روایتیں ہیں اور اس کے نگراں حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہوں گے۔ جیسا کہ ابھی گزرا۔

میزان کا ایک پلہ اتنا وسیع ہوگا کہ ساتوں آسمان وزمین اس میں رکھ دیئے جائیں تو بھی نہیں

بھرے گا ایک روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھے میزان دکھائی جائے جب انہوں نے میزان دیکھا تو ان پر غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ کے بعد انہوں نے عرض کیا اے اللہ میزان کے بھرنے پر کون قادر ہے؟ اللہ عزوجل نے فرمایا اے داؤد جس سے میں راضی ہوں گا اس کے ایک چھوہارے صدقہ سے بھر دوں گا یا لاالٰہ الا اللہ پڑھنے پر بھر دوں گا۔

امام بخاری کے باب کے عنوان سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ سب کے اعمال واقوال تولے جائیں گے حالانکہ ایسا نہیں۔ انسان تین قسم کے ہوں گے۔

اول کچھ وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب وکتاب جنت میں جائیں گے۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم کی حدیث میں مذکور ہے کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا وہ ستر ہزار ہوگا جو بلا حساب و کتاب جنت میں جائیں گے۔

ثانی دوسرے وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب وکتاب جہنم میں جائیں گے۔ یہ وہ کفار ہوں گے جنھوں نے کوئی نیکی نہ کی ہوگی۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بہت بڑا موٹا شخص لایا جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ کے حضور پشّو کے پر کے برابر بھی وزن نہ ہوگا۔ تم چاہو تو پڑھو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۔ ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی تول نہیں قائم کریں گے۔

ثالث تیسرا گروہ وہ ہے جس کا حساب بھی ہوگا اور اس کے اعمال کا وزن بھی ہوگا۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقِسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ

اور امام مجاہد نے فرمایا کہ قسطاس کے معنی انصاف کے ہیں رومی زبان میں۔

تشریح حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے وزن اعمال کے حق ہونے پر وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ سے استدلال فرمایا تھا۔ حضرت امام بخاری اپنی عادت کے مطابق قسط اور اس کے مناسب الفاظ کی تفسیر بیان فرما رہے ہیں۔

امام مجاہد کے قول سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ قرآن کریم میں کچھ الفاظ دخیل بھی ہیں یعنی وہ حقیقت میں دوسری زبان کے ہیں۔ مگر قرآن مجید نے ان کو استعمال کیا ہے۔

ہم نے کسی مقام پر یہ تحقیق کی ہے کہ قرآن کریم میں بلکہ زبان عرب میں کوئی لفظ دخیل نہیں ہے اور جن الفاظ کو نظیر میں پیش کرتے ہیں یہ حقیقت میں توارد ہے۔ بہر حال یہ صحیح ہے کہ قسطاس کے معنی انصاف کے ہیں۔

وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ

کہا جاتا ہے کہ قسط مقسط کا مصدر ہے جس کے معنی عادل کے ہیں لیکن قاسط کے معنی ظالم کے ہیں۔

توضیح : یہاں مصدر سے مراد بادہ ہے۔ صرفی مصدر یہاں نہیں بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ مقسط مزید فیہ ہے اور قسط ثلاثی مجرد۔ مزید فیہ کا مصدر ثلاثی مجرد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ مصدر سے مراد مادہ ہو۔

کچھ لوگوں نے کہا قسط کے معنی ظلم کے ہیں اسی لئے قاسط کے معنی ظالم کے ہیں باب افعال کی خاصیت سلب ماخذ ہے اور سلب ظلم انصاف ہے۔ اس لئے المقسط کے معنی عادل کے ہوئے لیکن اس استدلال کی بنیاد ہی غلط ہے۔ قسط کے معنی صرف ظلم ہی کے نہیں بلکہ عدل کے بھی ہیں یہ اضداد میں سے ہے۔ جس کا ثبوت خود باب میں مذکور آیۂ کریمہ ہے۔ کہ فرمایا گیا۔ واذین القسط۔

نیز اس کی دلیل یہ آیۂ کریمہ بھی ہے کہ فرمایا گیا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ۔ اور جب ان کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کیساتھ کرو نیز فرمایا۔ وَذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اس میں گواہی خوب ٹھیک رہے گی اقسط اسم تفضیل قسط ہی سے ہے۔ اور بھی کثیر آیتوں میں قسط بمعنی انصاف مذکور ہے۔ ایسی آیتوں کی تعداد کثیر ہے۔

اس سلسلے میں ایک بڑی معنی خیز حکایت بھی مروی ہے۔ کہ جب سیدنا حضرت سعید بن جبیر شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حجاج بن یوسف ظالم نے گرفتار کر کے اپنی کچہری میں کھڑا کیا اور ان سے پوچھا مجھے کیا کہتے ہو تو انہوں نے فرمایا " اَنْتَ الْقَاسِطُ الْعَادِلُ " یہ سنکر دربار والے حیرت میں پڑ گئے کہ باہر تو حجاج کو ظالم اور جفا کار اور کیا کیا کہتے تھے اور جب گرفتار ہو کر اس کے سامنے کھڑے ہیں اور موت اپنے سر پر کھڑی دیکھ رہے ہیں تو اس کو عادل کہہ رہے ہیں۔ حجاج بہت ذہین فطین تھا وہ سمجھ گیا اس نے درباریوں سے کہا تم نے سمجھا نہیں۔ یہ مجھے کیا کہہ رہا ہے اس نے مجھے جہنمی کافر کہا اس نے مجھ کو قاسط کہا اور قرآن مجید میں ہے " اَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا " جہنم کے ایندھن ہوں گے۔ اس نے مجھ کو عادل کہا۔ اس کی مراد حق سے عدول کرنے والا ہے جیسا کہ فرمایا گیا۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ پھر کافر اپنے رب کے عدول کرتے ہیں۔

حدیث	عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
۲۹۴۰	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
	تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ
	نے فرمایا دو کلمے ہیں جو رحمان کو پیارے ہیں زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں۔ ہم اللہ کی ہر عیب سے
	ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
	پاکی بیان کرتے ہیں اس کی حمد کے ساتھ، اللہ ہر عیب سے پاک ہے عظمت والا ہے۔

تشریحات ۲۹۴

یہ حدیث کتاب الدعوات: باب فضل التسبیح میں زہیر بن حرب کے بطریق گزر چکی ہے اس میں سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ مقدم ہے۔ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ مؤخر۔ نیز کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان مقدم ہے حبیبتان الی الرحمٰن مؤخر۔ اور کتاب الایمان والنذور میں بھی قتیبہ بن سعید کی روایت سے گزر چکی ہے۔ اس میں بھی حبیبتان الی الرحمٰن اخیر میں ہے۔ البتہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ یہیں کی روایت کے مطابق ہے۔

ہم نے اس حدیث پر مفصل کلام کِتَابُ الدَّعْوَات میں کر دیا ہے۔ سابقہ روایتوں میں جو تقدیم و تاخیر ہے وہ بھی اپنی جگہ مناسب ہے۔ کسی قول یا عمل پر داعی محبت ہوتی ہے اور اللہ کے ذکر پر داعی اللہ کی محبت ہوتی ہے اور ذکر کا جو صیغہ اللہ عز و جل کو زیادہ محبوب ہوتا ہے آدمی اس کی طرف زیادہ رغبت کرتا ہے اگر وہ کلمہ مختصر اور سہل ہو تو وہ زیادہ ذاکر کو پسند ہوتا ہے اور اگر اس کا ثواب زیادہ ہو تو پھر کیا کہنا۔ تو ذکر پر داعی کلمہ کا محبوب عند اللہ ہونا ہے اس لئے اس کو مقدم کیا۔ "حبیبۃ" فعیل کے وزن پر مفعول کے معنی میں ہے اور فعیل جب بمعنی مفعول ہوتا ہے تو مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے تو یہاں حبیبتان کو مؤنث لانے کی کوئی خاص وجہ نہیں بھی مگر خفیفتان ثقیلتان کی مناسبت سے تانیث کا صیغہ لائے، کلمۃ کا یہاں معنی نحوی اور صرفی نہیں عرفی ہے جو کلام کو بھی عام ہے جیسے "مَثَلُ کَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ" میں ہے۔ محبت دل کے میلان کا نام ہے اللہ تعالیٰ دل اور میلان دونوں سے منزہ ہے یہاں اس کا لازم معنی مراد ہے جس سے محبت ہوتی ہے اس پر انعام و اکرام زیادہ ہوتا ہے اس کی کوتاہیوں سے درگزر کیا جاتا ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ کلمہ بہت مختصر ہے مگر اس پر ثواب بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا سُبْحَانَ اللّٰہِ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاُہٗ سبحان اللہ آدھا میزان ہے اور الحمد للہ اسے بھر دیتا ہے۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں کہ نصف میزان سبحان اللہ سے بھرتی ہے اور نصف الحمد للہ سے۔ اور ایک مطلب یہ بھی ہے کہ الحمد للہ تنہا میزان کو بھر دیتا ہے اس صیغے میں دونوں جملے ہیں سبحان اللہ بھی ہے اور وبحمدہٖ بھی ہے۔ پھر اس کے ثواب کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا کہ میزان میں بھاری ہیں۔ اور کلمہ کے خفیف ہونے سے مراد یہ ہے کہ بہت مختصر ہے اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ یہ کلمے بہت فصیح اور پڑھنے میں آسان ہیں۔ ثقیل معنی زبان پر ثقیل اور بھاری نہیں جیسے مُسْتَشْزِرَاتٌ اور مَالَکُمْ تَکَأْکَأْتُمْ عَلَیَّ کَتَکَأْکُئِکُمْ عَلٰی ذِیْ جِنَّۃٍ اِفْرَنْقِعُوْا عَنِّیْ۔ تمہارا کیا حال ہے میرے گرد بھیڑ لگائے ہوئے ہو جیسے جن والے پر بھیڑ لگائی جاتی ہے مجھ سے دور ہو جاؤ۔

ایک شخص کو مرگی کی بیماری تھی اس پر مرگی کا دورہ پڑا اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ چاروں طرف سے اس کے پاس جمع ہو گئے، ہوش میں آنے کے بعد جب اس نے لوگوں کی بھیڑ دیکھی تو جملہ مذکورہ کہا کسی نے کچھ نہیں سمجھا حالانکہ سب عربی جاننے والے تھے ان لوگوں نے کہا اس پر شیطان سوار ہے اس کو چھوڑ دو اس کا شیطان ہندی میں بول رہا ہے۔

"تسبیح" کا معنی ہے کہ اللہ عزوجل ہر اس چیز سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ یہ تمام صفات سلبیہ کو عام ہے اور "حمد" کا معنی ہے کسی کی خوبی زبان سے بیان کرنا۔ "اللہ" بر بنا تحقیق علم ہے اس ذات کا جو جمیع صفات کمالیہ کی جامع ہے۔ اسی لئے کل حمد اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ حمد تمام صفات ثبوتیہ کو عام ہے گویا اس جملہ کے کہنے والے نے اللہ تعالیٰ کے تمام صفات کا ذکر کر دیا۔ تسبیح کی تقدیم اور تحمید کی تاخیر اس بنا پر ہے کہ تسبیح تنزیہہ ہے جو بمنزلہ تخلیہ ہے اور تحمید اثبات کمالات ہے جو بمنزلہ تحلیہ ہے، اور تخلیہ تحلیہ پر مقدم ہوتی ہے۔ بعض عرفا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا پہلا زینہ صفات سلبیہ ہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ اللہ علیم ہے کیونکہ وہ جہل سے منزہ ہے۔ اس لئے تسبیح کو مقدم فرمایا۔ کسی کا عیب سے پاک ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ کمالات سے متصف ہو۔ مثلاً ایک شخص بخیل نہیں تو لازم نہیں کہ وہ جواد ہو۔ ایسی ذات جو ہر عیب سے پاک ہو اور تمام کمالات کی جامع ہو یقیناً بہت عظیم ہوگی اور اس تصور پر بے ساختہ سبحان اللہ جاری ہوتا ہے اس لئے سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کے بعد سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ فرمایا۔ نیز عظیم وہ ہوگا جو ہر عیب سے پاک ہوگا اور تمام کمالات کا جامع ہوگا۔ عظیم ہونا صفات سلبیہ اور ثبوتیہ دونوں کو عام ہے اس لئے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ فرمایا۔

تسبیح اور حمد پر اختتام مشروع ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ اہل جنت کا آخر کلام تسبیح اور حمد ہے۔ فرمایا دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یونس آیت ۱۰) جنت میں ان کی دعا سبحانک اللہم ہوگی اور ملاقات کے وقت پہلا کلام سلام ہوگا اور ان کی اخیر دعا الحمد للہ رب العلمین ہوگی۔

اسی کے مطابق حضرت امام بخاری نے اپنی کتاب کو تسبیح اور حمد پر ختم فرمائی۔ مگر اس میں بھی اپنی محدثانہ یکتائی کا جلوہ دکھایا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کو اللہ کی حمد اور تسبیح پر تمام فرمایا مگر اپنی طرف سے صیغہ حمد نہیں لکھا۔ بلکہ افضل الحامدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے جو حمد کا اعلیٰ صیغہ صادر ہوا اس پر کتاب کو تمام کیا۔ حدیث کی روایت بھی ہوگئی اور حمد بھی ہوگئی۔ ذٰلِكَ مِسْكُ الْخِتَامِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

قد تم شرح صحیح البخاری فی لیلۃ الحادی عشر من شہر

رمضان المبارک ـ سنۃ تسع عشرۃ واربع مأۃ بعد الالف من الھجرۃ النبویۃ

ابتداء شرح
۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ ـ ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء
کل مدت ـ ۱۶ سال ۸ ماہ ۲۰ دن

اختتام شرح
شب ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
بوقت ۱۱ بجے پنجشنبہ مبارکہ

۱۱ ۹ ۱۴۱۹ھ ـــــــــــ ۳۱ ۱۲ ۱۹۹۸ء

بخاری کی احادیث کی تعداد

بخاری شریف میں کتنی احادیث ہیں اس کو بہت سے محدثین نے شمار کیا ہے۔ حافظ ابن صلاح نے بتایا کہ صحیح بخاری شریف میں کل احادیث سات ہزار دو سو پچہتر ہیں (۷۲۷۵) اور مکررات کے حذف کے بعد چار ہزار ہیں (۴۰۰۰)

سند الحفاظ علامہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی آٹھ سو بانوے ۸۹۲ھ نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ بخاری شریف کی احادیث کو شمار کیا ہے۔ ہر کتاب کے اختتام پر اس کتاب میں جتنی بھی احادیث گزریں سب کو شمار کیا ہے۔ میرا ظن ہے کہ ان کا شمار سب سے زیادہ صحیح ہوگا۔ ان کے شمار کے مطابق کل احادیث مسندہ مع مکررات سات ہزار تین سو ستانوے ہیں (۷۳۹۷) اور معلقات ایک ہزار تین سو اکتالیس (۱۳۴۱) ہیں اور متابعات کی تعداد تین سو چوالیس (۳۴۴) اس طرح بخاری کی کل احادیث مسندہ معلقات متابعات (۹۰۸۲) ہیں [1]

اور اگر مکررات نکال دیں تو مرفوع احادیث کی تعداد دو ہزار چھ سو تیئس ہے (۲۶۲۳) [2] ہماری شرح میں احادیث مسندہ کی تعداد انتیس سو چالیس ۲۹۴۰ اور معلقات کی تعداد آٹھ سو بانوے (۸۹۲) ہیں۔

میں نے اگرچہ اس کا التزام کیا ہے کہ کوئی حدیث مکرر نہ ہونے پائے لیکن پھر بھی کئی حدیثیں مکرر ہوگئیں ہیں اس کے کچھ ضروری اسباب بھی ہیں اور تعلیقات میں بہت سی تعلیقوں پر نمبر رہ گیا ہے۔ خصوصاً کتاب التفسیر کی تعلیقات میں شاید ہی کہیں نمبر ہو۔ اس لئے ہماری گنتی سے صحیح تعداد کو متعین نہیں کیا جا سکتا۔

اس شرح میں میں نے بہت اختصار سے کام لیا ہے کہ اب علمی کتابوں کے پڑھنے کا ذوق ختم ہوگیا ہے طویل مضامین پڑھنے سے لوگ گھبراتے ہیں۔ ہزار اختصار کی کوشش کے باوجود چار ہزار چھ سو اٹھاسی (۴۶۸۸) صفحات ہوئے۔ ۳۰×۲۰ سائز پر جس کے ہر صفحے کی سطریں کچھ جلدوں میں تیئس ہیں اور اکثر جلدوں میں انتیس پھر بھی کتاب کے صفحات اتنے ہوئے۔ میں نے اکیس ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء شب شنبہ سے مستقل شرح لکھنے کا افتتاح کیا تھا اور گیارہ رمضان المبارک ۱۴۱۹

---

[1] تلخیص از ہدی الساری مقدمہ فتح الباری ص۴۶۵ تا ۴۶۹ [2] توجیہ النظر ص۹۴

مطابق ۳۱؍ دسمبر ۱۹۹۸ء شب پنجشنبہ میں گیارہ بجے شرح تکمیل کو پہنچی۔ کل سولہ سال آٹھ ماہ بیس دن میں یہ شرح مکمل ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰالِکَ۔

اس اثناء میں متعدد لمبے لمبے سفر بھی ہوئے کچھ بیرون ممالک بھی جانا پڑا۔ کئی بار امراض ہائلہ کی بنا پر مہینوں اسپتال میں رہنا پڑا پھر ضعف بصارت کی بنا پر املا کرنے والوں کا محتاج ہوگیا۔ جس کی وجہ سے کام کی رفتار میں بہت سستی پیدا ہوگئی۔

اس شرح کے معاونین میں مندرجہ ذیل حضرات نے بہت زبردست تعاون کیا۔

۱۔ علامہ خلیق احمد صاحب صدر المدرسین جامعہ حنفیہ غوثیہ بجرڈیہا۔ وارانسی۔

۲۔ علامہ شمیم احمد صاحب نائب شیخ الحدیث مدرسہ منظر حق۔ ٹانڈہ۔ ضلع امبیڈکر نگر

۳۔ علامہ عبد الحق صاحب رضوی ۴۔ علامہ بدر عالم صاحب برکاتی۔ ۵۔ علامہ کمال اختر صاحب۔ مدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور ۶۔ علامہ رضوان احمد صاحب شریفی مدرس مدرسہ شمس العلوم گھوسی۔ ۷۔ علامہ نثار احمد صاحب مدرس تدریس الاسلام بسڈیلہ بستی ۸۔ اور مولانا مفتی محمد نسیم صاحب مدرس اور نائب مفتی جامعہ اشرفیہ۔ ۹۔ مولانا ارشاد احمد صاحب نائب مفتی و مدرس جامعہ اشرفیہ مبارکپور۔ ۱۰۔ مولانا فیضان المصطفٰے صاحب مدرس جامعہ امجدیہ گھوسی نے خصوصی طور پر جی لگا کر اللہ کے لئے میرا زبردست ہاتھ بٹایا ہے۔ کتاب کی طباعت واشاعت کے سلسلے میں ابتداء میں میرے عصائے پیری جناب مولانا عبد الحق صاحب نے سارا بار اپنے سر لے رکھا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ شرح انہیں کے پیہم اصرار اور تقاضے پر معرض وجود میں آئی ہے مگر کچھ دنوں کے بعد وہ بے تعلق ہوگئے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ انھوں نے اپنے اطراف میں ایک معیاری دینی درسگاہ کے قیام کا منصوبہ بنالیا اس کے لئے زمین کی خریداری اور رقوم کی فراہمی میں مصروف ہوگئے اور اب وہ مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست کے مطابق چندہ برائے بندہ، بندہ برائے چندہ کے مصداق ہوگئے ہیں۔ انہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے دار العلوم قادریہ گلشن برکات قائم کرلیا ہے۔ مولیٰ عزوجل اس خاص مقصد میں ان کو خاطر خواہ کامیابی عطا فرمائے آمین۔

اخیر میں طباعت بلکہ اشاعت کا سارا بار عزیز سعید جناب مولانا مفتی محمد نسیم صاحب نے اپنے سر لے لیا ہے اور بلکہ مجھے سبکدوش کر دیا ہے۔ علاوہ ان حضرات کے جامعہ اشرفیہ کے دیگر مدرسین نے بھی تصحیح وغیرہ کے کاموں میں کافی تعاون کیا ہے۔ مثلاً علامہ شمس الہدیٰ صاحب۔ علامہ حافظ احمد القادری صاحب، مولانا محمد مسعود صاحب وغیرہم۔ اخیر میں حال یہ ہوگیا ہے کہ شرح کا اکثر کام رمضان المبارک میں گھر پر ہوتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اگر گھر پر کام نہ ہوتا تو شرح اتنی جلد مکمل نہ ہوتی۔ اس خصوص میں علامہ خلیق احمد صاحب، علامہ شمیم احمد صاحب، علامہ شفیق احمد صاحب، علامہ رضوان احمد صاحب، علامہ

نثار احمد صاحب، علامہ کمال اختر صاحب خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سب لوگ رات کا اکثر حصہ شرح لکھوانے میں گزار دیتے۔ ان حضرات کے ساتھ خصوصی کرم فرما علامہ الحاج شفیق احمد صاحب سابق نائب شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم گھوسی خصوصی طور پر قابل ذکر ہیں کہ وہ اپنا عزیز وقت شرح کے تعاون میں صرف کرتے۔ اس موقع پر نور چشم ڈاکٹر محب الحق سلمہ اور ان کی اہلیہ اور بچے اور لخت جگر مولوی وحید الحق سلمہ، خصوصی دعاؤں کے حقدار ہیں کہ وہ مذکورہ بالا علمائے کرام کی ضیافت میں بہت خلوص کے ساتھ بھرپور حصہ لیتے۔

طباعت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل حضرات نے خصوصی تعاون کیا ہے۔ محسن ملت الحاج ابراہیم احمد صاحب برکاتی اور ان کے بڑے بھائی خصوصی کرم فرما الحاج محمد احمد برکاتی کا تعاون شروع ہی سے کما حقہٗ رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا تعاون شامل حال نہ ہوتا تو کتاب کا چھپنا مشکل ہوجاتا۔ ان حضرات کے علاوہ حامیٔ ملت جناب الحاج محمد رفیق صاحب پردیسی برکاتی کراچی اور ناصر ملت الحاج صدیق احمد صاحب کینیا کا تعاون بھی بہت گراں قدر رہا۔

میں مذکورہ بالا تمام معاونین کے لئے قلب کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کی تمام خدمات کو قبول فرمائے۔ اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی خدمت کے صلے میں ان سب سے راضی ہو۔ اور دارین میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور آئندہ بھی ان سب لوگوں سے ایسے کام لے جو تیری اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے موجب ہوں۔

؎ می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول ... اے کہ دُر ساختہ ای قطرۂ بارانی را

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اخیر میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی طرز پر ایک ایسی حدیث تحریر کرتا ہوں۔ جو مسند وقت، جبرامت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب مفتی اعظم ہند نے میری درخواست پر اپنی زبان فیض ترجمان سے سند متصل کے ساتھ بیان فرمائی۔

حَدِيث	حَدَّثَنِيْ شَيْخِيْ وَمُرْشِدِيْ مُسْنَدُ الْوُقْتِ مُصْطَفٰى رضا
	مسند وقت جبرامت مصطفےٰ رضا خان صاحب مفتی اعظم ہند نے

الْقَادِرِي الْمُفْتِي الْاَعْظَمُ بِالْهِنْدِ فِيْ دَارِهٖ بِبَرِيْلِيْ۔ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَدِّدُ الْوُقْتِ

اپنے گھر میں مجھ سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ مجدد وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

اَعْلَى الْحَضْرَةِ مَوْلَانَا الشَّاهُ اَحْمَدُ رضا خان الْقَادِرِي قُدِّسَ سِرُّهٗ

خان صاحب قدس سرہٗ نے مجھ سے حدیث بیان کی انہوں نے

قال حدثنی والدی عمدۃ المحققین مولانا نقی علی خان البریلوی

کہا کہ میرے والد عمدۃ المحققین مولانا نقی علی خان صاحب نے مجھ سے حدیث بیان کی انہوں نے اپنی سند

(الی ان قال) حدثنی ابو العیاش بحر العلوم عبد العلی الفرنجی محلی

کے ساتھ بیان کیا کہ ابو العیاش بحر العلوم مولانا عبد العلی لکھنوی فرنگی محلی نے اپنی اس سند کے ساتھ جو

بسندہ المذکور فی الدر المنظوم فی اسانید بحر العلوم (الی

الدر المنظوم فی اسانید بحر العلوم میں مذکور ہے۔ جو سند الحفاظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی

ان قال) حدثنی سند الحفاظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی

بن حجر عسقلانی تک پہنچتی ہے۔ حدیث بیان کی انہوں نے اپنی اس سند کے ساتھ جو

بن حجر العسقلانی بسندہ المذکور فی اخر فتح الباری الی الامام ابی

فتح الباری کے اخیر میں درج ہے جو ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی تک پہنچتی ہے

عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی انبانا محمد بن اسحاق ھو

حدیث بیان کی کہ ہمیں محمد بن اسحاق صغانی نے خبر دی کہ ہم سے ابو مسلم منصور بن سلمہ

الصغانی حدثنا ابو مسلم منصور بن سلمۃ الخزاعی حدثنا خلاد بن

خزاعی نے حدیث بیان کی کہ ہم سے خلاد بن سلیمان حضرمی نے حدیث بیان کی وہ خالد بن ابو عمران

سلیمان ھو الحضرمی عن خالد بن ابی عمران عن عروۃ عن عائشۃ

سے روایت کرتے ہیں وہ عروہ سے روایت کرتے ہیں وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا

کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے تو کچھ کلمات پڑھتے

جلس مجلسا او صلی تکلم بکلمات فسألتہ عن ذالک فقال ان

تھے میں نے حضور سے ان کلمات کو پوچھا تو فرمایا کہ اگر کوئی اچھی بات کی جائے گی اور یہ کلمات پڑھ لئے

تکلم بکلام خیرا کان طابعا علیہ یعنی خاتما علیہ الی یوم القیمۃ وان

جائیں تو قیامت تک اس پر مہر ہو جائے گی اور اگر خیر کے علاوہ کچھ اور بات کہی جائے تو اس کے لئے

تکلم بغیر ذالک کانت کفارۃ لہ سبحٰنک اللھم وبحمدک لا الٰہ

کفارہ ہو جائیں گے۔ اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں ہر اس چیز سے جو تیری شان کے

اِلّا انت استغفرك واتوب اليك
لائق نہیں اور تیری حمد کرتے ہیں سوائے تیرے اور کوئی معبود نہیں اور ہم تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تیری طرف رجوع ہوتے ہیں

انتہیٰ

والحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الذی لا ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ وعلیٰ الہ وصحبہ من تمسک بھم نجیٰ وفاز بالحسنیٰ وعلیٰ ابنہ ووارثہ غوث الوریٰ محی الدین عبد القادر الجیلانی قدس سرہٗ وعلیٰ وارثہ المجدد الاعظم اعلیٰ الحضرۃ الامام احمد رضا خاں البریلوی قدس اللہ سرہ برحمتہ وھو ارحم الراحمین۔

زجاجۃ المصابیح

حنفی مشکوٰۃ شریف
مُعَرَّب

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

جلد دوم

تالیف : محدثِ دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ : مولانا علامہ محمد منیر الدین شیخ الادب جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

نظرثانی : ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (حال امریکہ)

ناشر فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور